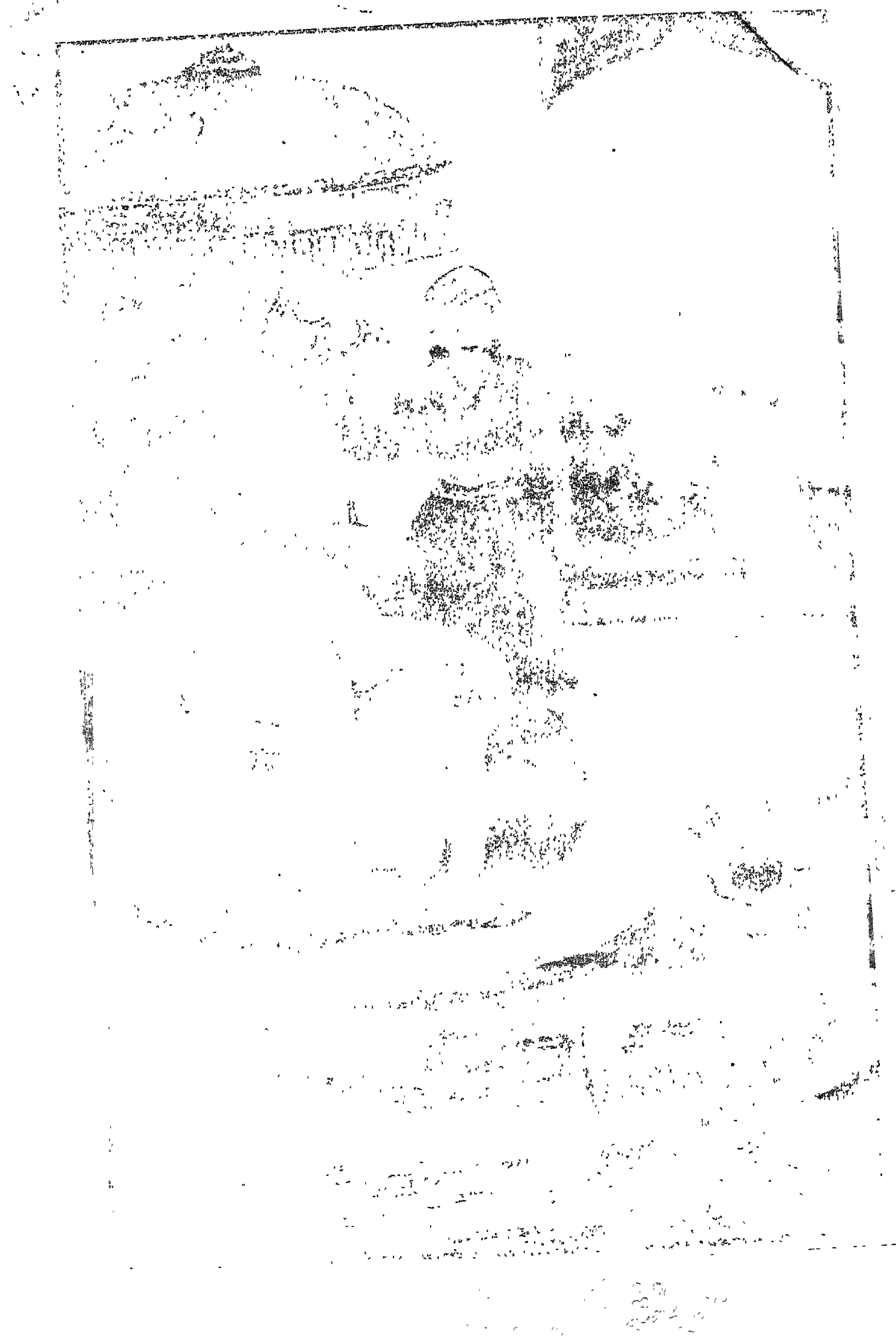
داستان امیر حمزہ کامل



بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ

بار ہفتم

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ بہزاراں خوبی طبع شد

آغاز داستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقعہ نگاران رنگین تحریر و مورخان شیرین تقریر و کنندگان افسانہ کہن یاد دہندگان پارینہ سخن یوں بیان کرتے ہیں کہ سرزمین ایران جنت نشان میں ملک مداین کا ایک شہنشاہ تھا قباد کامران نام کام دہ مستمندان ناکام رعیت پروری میں لاجواب اور عدالت گستری میں نظیر اسکا نایاب عادل گستری اُسکے عدل کے روبرو چور معلوم ہوتا تھا فلاح و عیش سن و یار میں بیدار ظلم و بیداد خواب عدم میں سوتا تھا اسکے ملک میں محتاج و فقیر مثل عنقا بے نشان تھے اغنیا زکوۃ دینے کو محتاج ارباب استحقاق کوئی نہ ملتا تھا چیونٹیاں اور زیر دست و زبردست یکسان تھے باز گنجشک سے ہم آشیان تھے چھوٹا بڑا باہم دیگر دلجوئی کرتا تھا اور ایک دوسرے پر احسان نہ دھرتا تھا دن رات دروازے گھروں کے مثل چشم پاسبان کھلے رہتے تھے کہ دزد حنا تک آسیائے عدالت میں پیسا جاتا تھا چور چوری سے کبھی نام چوری کا زبان پر نہ لاتا تھا اگر راہ میں کچھ گرا پاتا تو ڈھونڈھکر مالک کو دے جاتا شجاع و شیر دل و رزم آور ایسا کہ رستم بایں شجاعت و توانائی اُسکے مقابلے میں مثل پیر زال ناتوان و بزدل گنا جاتا اور اس بادشاہ جمجاہ کے چالیس وزیر با عقل و دانش صاحب تدبیر تھے اور سات سو حکیم کہ افلاطون وارسطو انکے سامنے طفل دبستان تھے سب عقل و کیاست و فہم و فراست میں یکتائے جہان تھے ہر ایک علوم حکمت و ہندسہ و رمل و جفر و نجوم میں جالینوس و اقلیدس و فیثاغورث کو خطاب کے لائق نہ جانتا اور سات سو ندیم کہ علم ادب و علم مجلس میں ہر ایک متنفس استاد دوران اور چار ہزار پہلوانان کہ اگر سام و نریمان و رستم و زال انکے روبرو آتے تو سپر عجز کی میدان پہلوانی میں پھینک کر حلقہ شاگردی گوش میں لٹکاتے اور تین سو بادشاہ جنکا ہر ایک بجائے خود کوس لمن الملک بجاتا تھا اسکے باج گزار تھے سر اطاعت خم کیے ہوئے تھا بعد ازاں دس لاکھ سوار

کینہ خواہ اور چالیس سنہ غلامان زرین کمر مرصع منطق بجواہر اس بادشاہ کی مجلس رشک بزم فردوس تزئین میں حاضر رہا کرتے خدمت گذاری میں چست و چالاک جان نثاری کا دم بھرا کرتے اور اسی شہر میں ایک حکیم خواجہ بخت جمال نامے اولاد میں حضرت دانیال پیغمبر علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے مقیم تھا علم و حکمت و رمل و نجوم و جفر میں یادگار حکمائے سلف بے مثل و ندیم ملک النقش نامی وزیر شاہ نے اکثر اس حکیم کے احکام کو آزمایا اور تمناے تمام زانوے شاگردی اسکے روبرو تہ کیا اور ایسا اسکا معتقد و گرویدہ ہوا کہ ایکدم جدائی اسکی گوارا نہ کرتا چند روز کے عرصہ میں النقش نے علم رمل میں ایسی مہارت پیدا کی اور وہ دستگاہ بہم پہنچائی کہ خواجہ کا شاگرد رشید مشہور ہوا اور شہرہ اسکا دور دور ہوا ایکدن اسنے خواجہ سے کہا کہ شب کو بے شغلی سے دل جو گھبرایا میں نے تمہارے واسطے قرعہ پھینکا شکلوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اختر تمہارا خانہ نحوست میں ہے چندے گردش تمہاری قسمت میں ہے چالیس روز تک اسی خانہ میں رہیگا پس اتنے دن گھر سے باہر قدم نہ رکھیے گا اور کسی کا اعتبار نہ کیجیے گا حتی کہ میں بھی اتنے دنوں تک سنگ صبوری چھاتی پر دھرونگا ملاقات آپ سے نکرونگا خواجہ النقش کے فرمانے کے بموجب اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے عزلت گزین ہوا دوست و آشنا سے ترک ملاقات کرکے گوشہ نشین ہوا جب انتالیس دن خیریت سے گذر گئے ایام نحوست اور دلدر سر سے اتر گئے چالیسویں دن خواجہ سے نہ رہا گیا بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا عصا ہاتھ میں لیکر گھر سے باہر نکلا کہ النقش وزیر سے چلکر ملاقات کیجیے اپنی صحت و عافیت سے اسکو خبر دیجیے کہ سوائے اُسکے اس شہر میں کوئی اپنا یار وفادار نہیں ہو و محبت شعار نہیں ہے اتفاقاً شاہراہ کو چھوڑ کر ویرانہ کی طرف سے دریا پر جا نکلا چونکہ گرمی کا موسم تھا تمازت آفتاب سے بیتاب ہو کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ گیا ناگاہ ایک عمارت عالیشان سامنے سے نظر آئی مگر چار دیواری اسکی گر گئی تھی کچھ جی میں جو آیا تو ٹہلتے ٹہلتے اس طرف بڑھا دیکھا کہ اکثر مکانات مسمار ہو گئے ہیں دالان ٹوٹے پڑے ہیں لیکن ایک دالان قائم ہو مثل دل عاشقان پریشان سنسان اور اس دالان میں ایک کوٹھڑی کا دروازہ اینٹوں سے تیغا کیا صحیح و سالم رہا خواجہ نے اینٹوں کو جو ہٹایا دست راست کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا مگر مقفل خواجہ نے چاہا کہ کسی بیت سے اسکو کھولوں تھوڑی زور آزمائی کروں اس ارادہ سے اسمیں ہاتھ لگایا قفل ہاتھ لگاتے ہی کھل کر گر پڑا خواجہ نے بڑھ کر اسکے اندر قدم رکھا ایک تہخانہ دیکھا اسمیں سات گنج زر و جواہر بیش بہا کے شداد کے جمع کیے ہوے دفن تھے خواجہ اسمیں خوف کے سبب ٹھہر نہ سکا الٹے پاؤں واپس پھرا یہ خبر فرحت اثر سنانے کو النقش وزیر کے پاس گیا النقش نے جو خواجہ کو دیکھا بہت خوش ہوا اور مسند پر بٹھلا کے بعد اظہار اشتیاق بولا کہ آج چالیسواں دن تھا آپ نے کیوں تکلیف فرمائی کل میں خود شرف حضوری حاصل کرتا فیض صحبت سے اکتساب سعادت کامل کرتا خواجہ نے وہ چار باتیں کر کے ہفت گنج کی حقیقت کہی نعمت غیر مترقبہ کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہر چند میرا اختر طالع چمکا کہ ایسا خزانہ لازوال نظر پڑا لیکن چونکہ یہ خزانہ ملک بادشاہی میں ہے مجھے غریب کو کب ہضم ہو سکتا ہے اس کے لینے کو میرا منہ کیا ہے لہذا میں نے اپنے دل میں تجویز کیا کہ آپ وزیر ہیں اور اس خاکسار کے دست بہ انتظار میں اس بیقیاس خزانے کا نشان آپ کو دوں آپ جو کچھ چاہیں اٹھا کے تحفہ بخشایش کریں اسکو شہریار و [illegible]

القش نے جو ہفت گنج کا نام سنا خوشی کے باعث پھولا نہ سمایا فی الفور دو گھوڑے تیار کروا کے ایک پر خواجہ کو سوار کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہو کر خواجہ کے ہمراہ اُس ویرانہ کا راستہ لیا جاتے جاتے منزل مقصود تک پہونچا ہفت گنج کو دیکھتے ہی گھبرا گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اسی خوشی میں اپنی جان گنوائے سوچا کہ میرے معشوق نے یہ دولت غیر مترقبہ مجھکو دی ہے اُسی کی عنایت سے ملی ہے مگر یہ حکیم خواجہ بخت جمال اس راز سے ماہر ہے تمام حقیقت حال اُس پر ظاہر ہے ایسا نہو کہ اپنے رسوخ کیواسطے بادشاہ کو مطلع کرے تو اسوقت اور لینے کے دینے پڑیں آفت میں جان پھنسے یہ دولت خدا داد بھی ہاتھ سے جائے اور بادشاہ خائن سمجھکر منصب وزارت سے معزول فرمائے بلکہ عجب نہیں ہے کہ گھر کو میرے ضبط کرے مجھکو زندان میں بھیجے اہل و عیال پریشان و حیران ہوں گھر بار کھودا جائے بے نام و نشان ہوں اس سے بہتر یہ ہے کہ خواجہ کو مار کر اسی مکان میں ڈال دیجیے بے وسواس خزانہ لازوال پر قبضہ کیجیے تا کنز مخفی تھا تو یہ راز کسی پر ظاہر اصلا نہو یہ سوچکر فی الفور اُسکو پچھاڑا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر اُسکی گردن پر رکھدیا خواجہ اُسکی اس حرکت سے ششدر ہوا اور کہنے لگا کہ ای القش تجھے کیا ہو گیا نیکی کا ثمرہ بدی ہوتا ہے احسان کا بدلہ یہی ہوتا ہے میں نے کون سی تقصیر کی کہ جسکے عوض تو نے میری یہ تدبیر کی ہے ہر چند اُس مظلوم مرد پیر نے زار زنالی کی عجز و انکساری کی لیکن اس سنگدل کا دل نہ پسیجا اور مطلق ظالم کو اُس مظلوم پر رحم نہ آیا جب اُس مرد ضعیف نے دیکھا کہ اس ظالم کے پنجے سے چھوٹنا محال ہے دم کے دم میں خبر میں بھی اسکے ہاتھ سے پامال ہونا چار ہو کر کہنے لگا شعر قاتل ہماری لاش کی تشہیر ہے ضرور + آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے + ای القش آخر تو تو مجھے ذبح کرتا ہے میرے خون ناحق سے دست ظلم بھرتا ہے مگر میری دو وصیتیں ہیں اگر تو عمل کرے تو میں بیان کروں آخر عمر اتنا ہی تیرا بار احسان گردن پر لوں وہ احسان فراموش بولا کہ جلد کہہ ڈال کہ پیمانہ عمر لبریز ہے خنجر بیداد خونریزی پر تیز ہے اس بیچارے نے کہا میر حسن احمد صابر بلگرامی شعر دوست سمجھے تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا + راہبر جانتے تھے جسکو وہ رہزن نکلا + کہ میرے گھر میں سوائے آج کے کل کے کھانے کا ٹھکانا نہیں ہے مطلق آب و دانہ نہیں ہے للہ کچھ خرچ بھیجدینا اُن بیکسوں کی خبر لینا اور دوسری وصیت یہ ہے کہ میری منکوحہ کو امید فرزند ہے اتنا کہدینا اگر بیٹا تولد ہو تو اس کا نام بزرجمہر رکھنا اور بیٹی پیدا ہو تو تجھکو اختیار ہے جو جی چاہے سو نام مقرر کرنا یہ کہکر آنکھیں بند کیں اور کلمہ پڑھنا شروع کیا مظلوم تھا امیدوار مغفرت ہوا اُس قاتل بے درد نے خنجر بیدریغ سے خواجہ مظلوم کا سر کاٹا اور گھوڑے کو بھی ذبح کیا اور اسی تہ خانہ میں کہ خزانہ سے معمور تھا لاشوں کو گاڑا اور دروازے کو بدستور بند کر کے دربار گیا خنجر اور ہاتھ کا لہو دھویا دولت ددروزہ

القش کا سینہ بخت جمال پر بیٹھنا اور خنجر سے اسکا سر کاٹنا اور اُسکے گھوڑے کو مار ڈالنا



کے واسطے ایمان اپنا کھویا پھر سوار ہو کر اپنے گھر گیا دل مین بہت خوش و محظوظ ہوا دوسرے دن مع ترک سوار ہو کر پھر اس مکان مین پہونچا اور اُسے دیکھ بھال کر دار و غہ کو حکم دیا کہ یہان ہمارے واسطے ایک باغ تیار ہو اور باغ کے گرداگرد چار دیواری سنگ مرمر کی بنے اور اُس دالان کو پاٹ کر ایک بنگلہ فیروزے کا ہماری نشست کے واسطے بنایا جائے اسباب گرانبہا نادر روزگار بہم پہونچا کے اس عمارت گردون منزلت مین بچھایا جائے حکم کی دیر تھی فی الفور دار و غہ نے معمار مزدور سنگتراش شہر کے بلا کر مدد جاری کی چندروز کے عرصہ مین چار دیواری مع باغ بنگلہ تیار ہوئی الغش دیکھکر مسرور ہوا نام اُسکا باغ بیداد رکھا اور خواجہ بخت جمال کے گھر مین جاکر وصیت خواجہ کی بیان کی اور بہت تسلی اور تشفی دی اور بہت روپیہ دیکر کہا کہ تم اسکو اپنے خرچ مین لاؤ پھر جب ضرورت ہوگی امداد کیجائیگی تکلیف نہو نے پائیگی خواجہ کو مین نے تجارت کیواسطے چین کی طرف بھیجا ہی بہت جلد وہان سے منفعت اُٹھا کر پھر آتا ہی یہ کہکر اپنے گھر کی راہ لی اصل حقیقت دل ہی مین رکھی رباعی دوران بقا چو باد صحرا بگذشت + تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت + پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد + بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

داستان بزرجمہر کے پیدا ہونے کی اور مضمون کتاب ہویدا ہونے کی

عندلیب کلک عالمان قصص باستانی و طوطی خامۂ مدعیان تاریخ دانی یون ترانہ سنج عشرت ہی ہزار زبان سے چمن قرطاس مین شادیانہ خوان مسرت ہی کہ خالق دوجہان کے فضل و کرم سے وہ روز سعید آیا کہ بعد گذرنے مدت حمل کے جمعہ کے دن ساعت سعید مین خواجہ بخت جمال کی بی بی کے فرزند طالع بلند پیدا ہوا شعر صبح کہ شد ناخورشید آنج اپنا چراغ خانہ ہی + بزم مین با ہم ہجوم ذرہ دیروانہ ہی پہلے تو اُسکی مان خواجہ کو یاد کر کے اپنی تنہائی پر خوب اشکبار ہوئی اُسکے بعد لڑکے کی صورت دیکھکر اُس شمع اقبال پر پروانہ وار نثار ہوئی آفریدگار کا شکرانہ ادا کیا وصیت کے بموجب بزرجمہر اُسکا نام رکھا آغوش مادر مین پرورش پانے لگا خدا نے اپنے فضل سے سب آفات سے بچایا صانع مطلق نے دست قدرت سے وہ صورت بنائی کہ حسینان جہان نے اُسکے روبرو شرم کے باعث شکل اپنی چھپائی جبین انور سے آثار اقبال نمایان چہرۂ روشن سے شوکت و عظمت نور افشان جب بزرجمہر پانچ برس کا ہوا تو اُسکی مان ایک معلم کے پاس کہ وہ محلے کے لڑکون کو پڑھاتا تھا اور خواجہ بخت جمال کے شاگردون مین کہلاتا تھا لیگئی اور کہا کہ خواجہ کا حق تمپر بہت سا ہی اور یہ اسکا لڑکا ہی اُسکو تعلیم کروگے تو تمہارا نام ہوگا اُسنے بسر و چشم قبول کیا اور اُسکی تعلیم مین بدل و جان صرف ہوا ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست + معمول تھا کہ تمام دن ملا کے پاس نوشت و خواند مین مشغول رہتا اور چار گھڑی دن باقی رہے چھٹی پاکر اپنے گھر جاتا اُسکی مان جو کچھ محنت مزدوری کر کے بچا رکھتی اُسے کھلاتا اتفاقاً ایکدن کچھ کھلانے کو میسر نہ آیا بزرجمہر نے اپنی مان سے کہا کہ ابتو مارے بھوک کے انتڑیان قل ہو اللہ پڑھتی ہین اگر کوئی چیز ہو تو لا دیجیے اُسکو فروخت کر لاؤن کھانے کی فکر کرون اُسکی مان نے کہا کہ بیٹا تمہارا باپ کچھ چھوڑ نہین گیا کہ تمکو بیچنے کو دون آجکل دو تین

کی تدبیر کرون مگر ایک کتاب تمھارے نانا کی طاق پر دھری ہی بہت پرانی لکھی ہی بارہا تمھارے باپ نے چاہا کہ اُسے
بیچ ڈالے اپنے مصرف مین لادے جب وہ کتاب لینے طاق کے پاس جاتا تھا طاق مین سے ایک مار سیاہ پھنکار
مارتا ہوا نکلتا تھا وہ خوف سے ہٹ آتا تھا دیکھو اگر وہ کتاب تمسے لیجائے تو لیجاؤ اسکو لیکر بیچ کھاؤ سواے اُسکے اور تو
ایسی چیز نہین ہی کہ تمکو دو وقت بر بیچ کر کھلاؤن مان کے کہنے سے بزرجمہر وہ کتاب اُٹھا لایا اور وہ سانپ جو ہمیشہ
نکلتا تھا نظر نہ آیا دو چار صفحے اسکے مطالعہ کر کے پہلے تو زار زار مانند ابر نوبہار کے ڈاڑھین مار کر خوب رویا بعد اُسکے ایک
مقام پر دیکھکر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا چہرہ زرد جو شکل فزاے کہربا کے شمع تھا فرط خرمی سے بغیرت یاقوت رمانی ہو گیا مادر
اس حرکت سے متعجب و متحیر سراسیمہ حیران و ششدر ہوئے کہ یہ رونا اور ہنسنا کیسا ہی خدا خیر کرے یہ معاملہ کیا ہی اسکی مان کو گمان جنون کا ہوا
گھبرا گئی ہر کسی سے کہنے لگی کہ خدا کیواسطے فصاد کو بلا لاؤ تو اسکی فصد کھلا دون کسی سے بولی کوئی تعویذ لکھوا لاؤ کہ اسکے گلے مین ڈالون
کہ مجھ دکھیا کا یہی ایک رشتہ ہی اگر اسکو بھی جنون ہوا تو کہین مجھ مصیبت زدہ کا ٹھکانا نہ رہا بزرجمہر نے اپنی مان کو جب
مضطرب دیکھا تو کہنے لگا آپ اضطراب نہ فرماوین دل مین اپنے نہ گھبراوین انشاء اللہ تعالی ایام کلفت جلد دفع ہو جائینگے اس
رنج و مصیبت کے عوض خوب راحت پائینگے بخت خوابیدہ بیدار ہونیوالے ہین دوست احباب خوش اور محظوظ اعدا خوار و زار
ہونیوالے ہین شعر تا صبح صباح عیش ہوئی ساقیا شراب چاہیے + نہ بیشتر کہ ہین ساغر سے آفتاب چاہیے + حسن ہے فضل کرتے نہین لگتی بار + ہنو اس سے
مایوس امیدوار + مجھکو سودا ہوا نہ دماغ مین خلل پیدا ہوا یہ اصل مطلب ہی رونے ہنسنے کا یہ سبب ہی کہ اس کتاب کے
پڑھنے سے تمام احوال گذشتہ و آئندہ مجھکو معلوم ہو گیا ہی رویا تو اسواسطے کہ میرے باپ کو نقش زر نے بیگناہ مار ڈالا ہی چنانچہ
ابتک اسکی لاش بے گور و کفن پڑی ہی بالاے زمین اصطبل و مصری ہی اور ہنسا اس بات پر کہ مین اس سے اپنے باپ کا بدلہ لونگا اور
جلد انکے بادشاہ کا وزیر ہونگا اب کھانے پینے کا غم نہ کیجیے کھانا بہت سا ہی اور رس کو دیکھیے یہ کہکر ایک خادمہ کو اپنے ساتھ لیکر ایک بنیے کی
دوکان پر گیا اور اس سے کہا کہ اس عورت کو جسقدر جنس از قسم آٹا دال و قند اور گھی وغیرہ جو مانگا کرے ہر روز دیا کر اور قیمت
لینے کی فکر نہ کیا کر اُسنے کہا کہ قیمت آخر کب ملیگی سمجھا کیجیے کیسے بنے گی بزرجمہر بولا کہ قیمت مجھسے مانگتا ہی اپنا کیا ہوا شاید بھول گیا
ہی تونے چاند نامے دہقان سے کئی ہزار من گیہون لیکر اسکو زہر دیا ہی چار فرزند سمیت غلہ بچانیکے واسطے بےقصور مار ڈالا ہی یہ راز
اگر عدالت شاہی مین جاکر افشا کرون تو کیا حال ہو کیسا تمھارا مال ہو بنیا تیے کی سنکر سن ہو گیا گرد ہی آ آ کر قدمون پر گرا
ٹھہر کر کہنے لگا کہ میان جی خدا کیلئے [illegible] جانے یہ دوکان آپ ہی کی ہی جسوقت جو درکار ہوا کرے منگوا لیا کرو یہ بات جو آپ نے کہی
ہی اسکو اپنے جی مین رکھو بزرجمہر اس خادمہ کو ہمراہ لیکر قصاب کی دوکان پر گیا اس سے کہا کہ ایک من تیرہ
گوشت ہر روز اس عورت کو دیدیا کر اُسنے کہا کہ حساب کب ہوا کریگا روپیہ کسوقت دیجیے گا بزرجمہر نے کہا کہ وہ جو
تونے قوس گلاب سے کئی ہزار روپیے لیکر قیمت مانگنے پر اسکو مار کے اپنی دوکان کی کوٹھری مین گاڑ دیا ہی اس بیچارے کا
روپیہ ہضم کر لیا ہی [illegible] عدالت شاہی [illegible] اسکے خون کا رنگ دکھلا دون گذشتہ کی

قیمت مجھسے طلب کرتا ہی ایسا غافل سمجھا ہی قصائی یہ جملہ سنکر گاے کی طرح سے کانپنے لگا اور بیتحاشا بزرجمہر کے پانون پر گر کر کہنے لگا کہ گوشت تو کیا میری جان بھی آپ پر قربان ہی جسقدر سرکار کی لونڈی حکم کریگی اتنا گوشت تحفہ کر لیکا ہر روز تول دیا کرونگا دھوکے سے بھی حرف طلب کبھی زبان پر نہ لاؤنگا مگر میری جان و حرمت کا خیال فرمایئے گا یہ راز زبان پر نہ لایئے گا اسی طرح صراف کو بھی کچھ احوال ماضیہ اسکا بیان کرکے ٹھیرا لیا پانچ دینار کا یومیہ مقرر کر لیا اور خوشی خوشی اپنے گھر مین بیٹھکر وقت کا انتظار کرنے لگا دوست و احباب نئے نئے جمع ہوے عیش و عشرت بیشمار کرنے لگا ع بگڑی بنجاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی

داستان مدعو ہونا بادشاہ کا القش کے باغ بیداد مین اور جشن ہونا اس بوستان مینو سواد مین

نخلبندان بوستان اخبار چمن پیرایان گلستان اظہار تختہ کاغذ صاف مین بسطرح اشجار الفاظ موقع موقع پر نصب کرتے ہین صحن شفاف قرطاس کو گل و ریاحین مضامین رنگا رنگ سے یون رشک تختہ ارژنگ بناتے ہین کہ جب باغ بیداد تیار ہوا نمونہ بہشت شداد نمودار ہوا القش خوشی سے پھول گیا فکر دارین بھول گیا فرط مسرت سے پھولا نہ سماتا تھا جامہ تن سے باہر ہوا جاتا تھا بادشاہ کی خدمت مین عرض کی کہ غلام نے حضور کی بدولت و اقبال ایک باغ تیار کیا ہی انواع انواع کے درخت ثمردار اور گل بوٹے کے لگائے ہین دور دور سے بصرف کثیر نادر نادر درخت منگوائے ہین باغبان نادر کار نخلبندی مین ہوشیار بہم پہونچائے ہین ہزارہا روپیہ صرف کرکے سیکڑون استاد اس فن کے بلوائے ہین ہر شخص یکتاے زمانہ ہی اپنے ہنر مین یگانہ ہی بیل بوٹے ایسے لگائے ہین کہ مانی و بہزاد اپنی صنعت سے شرمائے ہین مگر جان نثار کی نظر مین سماتا نہین خزان کا رنگ باغ مین معلوم ہوتا ہی جبتک ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کا قدم مبارک اسمین جا نہ ہو ہین ناسخ سرسبز ہو جو سبزہ تر پایمال ہو ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو امیدوار ہون کہ حضرت خاقان جہان شیرین زبان بطریق گلگشت کبھی اس طرف توجہ فرمائین خانہ زاد موروثی کا رتبہ فلک اعظم تک پہونچائین حضرت کے قدمونکی برکت سے باغ مین بہار آجائے ہر گل و غنچہ اپنا اپنا رنگ دکھائے از راہ غلام نوازی اگر دو ایک میوے نوشجان فرمائین غلام کو ثمر مراد حاصل ہو اشجار امید بار لائین بادشاہ نے اسکے التماس کو قبول فرمایا معروضہ اس کا درجہ اجابت مین لایا القش نے تسلیم بجا لاکر نذر گذرانی رخصت ہوا باغ مین آکر سامان دعوت کرنے لگا آنا فانا سب اسباب ضیافت کا مہیا ہو گیا اقسام اقسام کے کھانے تیار ہونے لگے طرح طرح کے میوے کشتیون مین چنے گئے ارباب نشاط کی حاضری کو حکم ہوا آتشبازون نے آتشبازی چھوڑنے کا موقع ڈھونڈھ رکھا روشنی کا سامان ہونے لگا ہزارہا گلاس چڑھ گیا جھاڑ فانوس دیوارگیریان صاف ہونے لگین موم کی کافوری شمعین چڑھائی گئین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ جمجاہ فلک رفعت خورشید طلعت دادگر انصاف پرور بھی مع ارکان دولت اعیان سلطنت سوار فرماے باغ بیداد ہوا القش کا شجر مقصود بار لایا القش نے ایک تخت رواں ہوادار اس تکلف کا بادشاہ کیواسطے تیار کیا تھا کہ شجر گل اور بوٹے الماس و یاقوت کے بنائے تھے اور چارون کونون پر چار طاؤس زمرد کے جڑے تھے ان طاؤسون کے جوف مین بخوردان جڑاؤ رکھے تھے

ہر طاؤس کے پہلو مین دو نرگس دان تعبیہ کیے تھے کہ کوزے جنکے مرصع لٹکائے تھے زمرد کے پتے الماس کے پھول بنائے تھے زیرہ اُسمین پکھراج کی کینون کا دیا تھا صانع بیچون کی قدرت کا نمونہ تھا جب بادشاہ کی سواری باغ کے قریب پہونچی التقش نے تو ہرکارے اور سوار خبر رسانی کو تعینات کر رکھے ہی تھے خبر دارون نے بادشاہ کی آمد آمد کی خبر دی مقدم مبارک شاہی کی دھوم ہوئی شعر صبا بر آمد ظل الٰہی جو ہوئی گلشن مین + گل وہ پھولے کہ سماتے نہین پیراہن مین التقش مع اپنے فرزندون اور مصاحبین معزز کے بطریق استقبال حاضر ہوا وہ تخت اور چالیس ہاتھی جنپر زربفت کی جھولین پڑی ہوئین ہودج اور عماریان طلائی جواہر نگار گنگا جمن کے کام کی پیٹھون پر کھنچی ہوئی زنجیرین اور ہیکلین نقرئی اور طلائی گردنون مین زربفت کی مستک پہ تکین دانتون پر چاندی اور سونے کی خولین چڑھی ہوئین سونڈ و دانت تمامی کی سونڈ دیان پڑی ہوئین آنکس الماس کی ڈنڈیون کے فیلبانون کے ہاتھ مین یکسر بنارسی پگڑیان چوڑی بہادرون کے سر پر قبائین زربفت کی بر مین زری کے کمربند کمر مین جڑ کٹے ہمراہ شمشیر کے گھٹنے کمخواب کی مرزائیان پہنے ہوئے بنارسی ایک پٹکہ کمر مین کسے ہوئے زری کے پھینٹے سر پر لپیٹے ہوئے برچھے اور ڈنڈے مرصع ہاتھون مین لیے ہوئے گرداگرد انٹھارہ نکارے کا بار اصبار فتار گھوڑون پر سوار گھوڑون کو جاتے اڑاتے ہنر اپنا دکھاتے قطار در قطار اور دس گھوڑے تازی عراقی عربی ولایتی کاٹھیاواڑ کچی جو گوشیا پچھلا تھلی ترکی تازی بغدادی کیپ ڈیلا مجنس پہنے اور سوا سو ٹانگن کوہی لیور پکوا شامی رنگون بسنت جاوی بخاری ٹٹو آل پیٹرمی کسکی قدم باز باد رفتار صبا کردار زمین پر قدم نہ جماتے خیال سے کھجاتے پری صورت بواہمیرت ایال ترشے ترشائے عطر مین بسے بسائے زین زرین سے مزین زر دوزی غاشیے تن پر پڑے ہوئے کلغی پوزی پٹہ دیچی بند ہیکل مرصع بجگائین سر پر لین جھومر لگے ہوئے جال کلاہون پیٹھون پر ابسر پاکھرین جواہر نگار بنجن طلائی ہاتھون مین زیربند پشمینے کے بندھے ہوئے بالا تنگ زرتار نگ سے کھنچے ہوئے کلابتونی الٹوے دورین سائیسون کے ہاتھ مین فی راس دو سائیس ساتھ مین طلائی کڑے سائیسون کے ہاتھون مین پڑے سرخ بنتیان سر پر باندھے گجراتی شرع کے گھٹنے پاؤن مین پہنے گلے مین مرزائیان سقرلاتی کارچوبی کام کی بھاری بھاری چونریان گنگا جمنی ڈنڈیون کی کہ جنکے بال بال مین موتی پروئے تھے لیے ہوئے مگس رانی کرتے تھے آگے پیچھے داہنے بائین جانورون کے حال کی نگرانی کرتے تھے اور کئی ہزار مہار شتر عربی بغدادی دکوہانی مارواڑی جیسلمیری بیکانیری جنکے اور جڑاؤ کجاوے کارچوبی سقرلات کمخواب کی جھولین پڑی ہوئین کلغیان سنہری و پہلی بانو پر چڑھی ہوئین نکیل ریشم اور کلابتونی ناک مین ہر ہر شتر سوار اپنی اپنی خود بینی کی تاک مین وہ کس بل بہ غرور چالاکی سے ہر ایک سانڈنی تنی چلی جاتی ہے غایت ناز و محبت سے شتر سوار کی گود مین سر رکھتی تھی کمال عالی ہمتی سے زمین کی طرف گردن نہ جھکاتی تھی اور کئی ہزار نقرئی اور طلائی کشتیان لعل یاقوت الماس زمرد پکھراج نیلم نیلک زبرجد مونگا فیروزہ وغیرہ جواہر آبدار بیش قیمت گراں بہا نایاب اور زیورات مرصع کار بے مثل لاجواب سے معمور اور کئی ہزار کشتی انواع اقسام سلاح از

قسم شمشیر خراسانی اصفہانی قزوینی پرتگالی گجراتی الیمانی مغربی جنوبی مصری فرخ بیگی تلوہ سروہی لچ بچ اور چھری اور قرولی پیش قبض کھجوا ماٹک کٹار دشنہ تمنچہ ہودی اور بندوق ولایتی ٹوپی دار تیغہ دار سلائی دار ہوادار اور طمنچہ ایک نال دونالہ ہفت نالہ ایکک وغیرہ سے جتی ہوئیں چشم بد دور اور علی ہذا القیاس تھان ہزار کمخواب زربفت چنا نوت مشجر مسروع گلبدن رعنا زیبا رومال دوپٹے پٹکے بنارسی گجراتی جامدانی کامدانی محمودی چندیلی شبنم حقن تارشمار نزار اندام ململ کا مچ مشجر تن سکھ تن زیب وغیرہ کے کشتیوں میں قرینے سے لگے ہوئے پوشاک سرمائی دوشالہ رومال پٹے گلوبند جامہ وار صدری قبا لبادہ گلیچہ عبا چکن بہت سلیقہ کے ساتھ چاندی کے خوان اور کشتیوں میں دھرے ہوئے ساتھ لیکے باہر گئے جلوخانے میں نذر گزران کے تخت کا پایہ پکڑ کے ہمراہ ہوا جب بادشاہ فلک بارگاہ باغ میں داخل ہوا دیکھا تو وہ باغ قابل گلگشت فرحت فزا ہے خوب آراستہ نفیس خوشنما پرفضا ہے دروازہ باغ کا بہت مرتفع ہے عظیم الشان چوکھٹ باز و چوب صندل کے آبنوس کا دروازہ اس پہ چاندی اور فولاد کی کیلیں جڑی ہوئیں نہایت مستحکم اور مضبوط

بادشاہ کا باغ بیداد میں جانا اور بارہ دری میں تخت طاؤسی پر بیٹھ کر القش کو خلعت دینا اور رنج اٹھو



قابل استحسان سنگ مرمر کی چہار دیواری بنائی تھی اُسکے دروازوں میں جواہر کی تحریری پچی کاری کی تھی اور جا بجا دیوار میں جواہر کے درخت جو تعبیہ کیے تھے شاخیں اور پتے زمرد کے اور غنچہ و گل یاقوت و لعل کے بنائے تھے اُن کی شاخوں پر بلبل طوطی مینا قمری فاختہ لال و تیہو سینہ باز دھو ہریل کر کلا فیروزے زمرد و لعل کے بنا کر بٹھائے تھے اور نیچے اُس دیوار کے ٹمٹان مینا کار انبر انگور کی بیل زمرد کی بنی ہوئی تھی اور خوشے موتیوں کے بجائے خوشہ ہائے انگور لٹکے ہوئے تھے اور اصلی خوشے اور پھل جو درختوں میں لگے ہوئے تھے پر تھیلیاں تاش بادلے کی چڑھی ہوئی تھیں اور ریشمی اور کلابتوں کی ڈوریوں سے کھچی ہوئیں قیمت میں ایک سے ایک بڑھی ہوئی تھیں روشیں بعض اور صفائی اس روش سے کی تھی کہ روشوں پر بلبلوں کی بیٹوں کا صاف گمان ہوتا تھا لیکے نگاہ پھسلتا تھا دیدہ تماشائی حیران

ہوتا تھا کیاریون مین پھولون کے ہر قسم کے درخت مثل گل لالہ نافرمان جعفری داؤدی بابونہ گیندا ہزارا دوپہری کی بیلا موتیا
موگرا چنبیلی جوہی سوسن رائے بیل سیوتی کیتکی کیوڑہ گل مہندی کلغا فرنگ دوپہریہ اور رنگ شبو سورج مکھی نرگس نازبو ریحان
عباسی زعفران گل چراغان کے لگے تھے اور کسی چمن کے گرد ٹٹی مہندی کی کتری ہوئی اور کسی کے گرد چنبے کی باڑھ اور
کسی کے چار کونون پر مولسری کے درخت قد آدم چھتے چھائے کھڑے تھے اور کسی چمن کے گوشون پر سرو صنوبر شمشاد
ہار سنگار کے سر بفلک ہوائے چمن مین انکی خوشبوئے صل علی اور ہی مہک اور شاخین پھولون کی بکمال اختلاط و محبت
سے باہم گریبان آغوش وہان غنچہ سے ایک دوسرے کا منہ چوم رہی تھین اور درختان میوہ دار کی شاخین پھولون سے
لدی ہوئی جھوم رہی تھین ہنس قرقرے سارس و لکلک چکور زرو شونیر خوشخرامی کر رہے تھے اور شاخہائے گلبن پر
ہزارون بلبل ہزار داستان کے چہچہے تھے سرو و شمشاد و صنوبر پر فاختہ و قمریان لباس خاکستری پہنے کوکو زنان اور
ہر چمن پر چار چار دروازے محراب دار چاندی کی تیلیون پر سبز مینا کیا ہوا کھڑے تھے اور انکے کنارون پر ستون چاندی کے
گول بجڑے ہوئے بکمال خوبصورتی سے گڑے تھے جا بجا فصیلون پر طاؤس رقص کنان اور چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس
کی مالنین زربفت کے لنگے پہنے سبز سالو کی چنری گرد چکا ٹکا ہوا اوڑھے مانگ ٹیکا بندی ماتھے پر لگائے پہونچی کنگن
طلائی کلائیون مین پہنے بنائے مانگ مرصع بازوون پر چھاپ حنائی انگلیون مین بچھوے انوٹ پنجن پانون مین
ٹھیان سونے کے دانون کی گلے مین ڈالے طلائی اور نقرئی دستون کے بیلچے گھونگھرو لگے ہوئے ہاتھون مین نئے نئے
انداز کی نرالی گھاس روش پٹری کی سوکھی شاخ ٹوٹی ڈالی چمنون سے دور کرتی تھین ہر روش کو خس و خاشاک سے
صاف کرکے دیکھنے والون کے دلکو مسرور کرتی تھین انکی نرم نرم نازک کلائیان شاخ صندل کو شرماتی تھین
باریک باریک انگلیان حنائی انکی شاخ مرجان کو شمار مین نہ لاتی تھین سینۂ شفاف چشم بد دور گورا صاف صاف
اور اس پر ابھار نو نو سیب و ترنج جنکے آگے بدنما ہو انار اور لیمو شرماتا ہو جا بجا غول کے غول چمنون مین پانی بہاتی تھین
یاسمین نسترن گل مل کرتی تھین خوش الحانی سے چپکے چپکے کچھ گنگناتی تھین کسی روش کی گھاس سوکھی اکھاڑ کے ایک طرف لگا دی
کسی پٹری پر سبز ہری ہری دوب اکھاڑ کے بیلچے سے جمادی کسی کیاری مین درختون کے تھالے بنانے لگین کسی تختے پر عشق پیچے کی
کسی ٹٹی پر انگور کی بیل دوڑانے لگین اور آبجو بھی جو چمنون کے گرد جاری تھین وہ دریا اسکے کنارون پر بگلے قرقرے سرخاب
مرغابی بھی قطار در قطار بیٹھے تھے اور بڑے بڑے جو درخت تھے انکی ٹہنیون اور شاخون پر سفید و سبز و طلائی ریشم کی
جامی کمخواب سے مڑھے تھے اور جا بجا چبوترے سنگ مرمر و رخام سنگ موسی افشانی کے ہشت پہل بنے ہوئے تھے اور ہر ایک
چبوترے کے آگے حوض گلاب و عرق بید مشک و بہار و کیوڑے سے بھرے ہوئے تھے درمیان مین ہزارے فوارے بشکل
بلبل و فاختہ و قمری جواہرات کے تیار تھے اور چاندی سونے کے خزانے فوارون کے حوضون مین لگے ہوئے جاری تھے
سبب انکے ہر جال سے ہزارہ چھوٹتا تھا تو ہزار ہزار طرح کا لطف دکھاتا تھا دیکھنے والون کی آنکھون مین چکا چوندی آتی تھی ان باغ باغ

ہو جاتا تھا ناف باغ مین ایک ایسا بنگلہ فیروزے کا بنا ہوا تھا کہ کبھی اُسکے مقابل کا عالم مین کہین نہ بنا ہوا تھا اور
گرد اُسکے سایبان گنگا جمنی تمامی کے سُنہرے روپہلے ایستادون پر تنے ہوئے تھے درون مین چلونین سونے روپے
کی تیلیون کی کلابتون سے گندھی ہوئی پڑی تھین زربفت کے پردے یاقوت کی جھڑکیون مین زری کی ڈوریون
کے کھنچے ہوئے تھے صدر کے آستانے پر سات لاکھ اشرفی کا چبوترہ تیار ہوا تھا اور اندر اُس بنگلے کے ایک
تخت جواہر سے مغرق لگایا گیا تھا بادشاہ اس چبوترے پر ہوکر زینت بخش اریکہ شاہی ہوا اندرین گزرین النقش کو
نجراً امتیاز غیر متناہی ہوا باغ بیداد کی فضا دیکھکر اپنے باغ داد کی بہار کو خزانی سمجھا بے اختیار زبان مبارک سے فرمایا
کہ فی الحقیقت اس باغ کی زمین شداد کے باغ سے کم نہین اُسکو دیکھکر بہت خوش طبیعت ہماری ہوئی سڑکین صاف
روش قطع پھل تحفہ تحفہ میوے مزے دار پھول نایاب درخت ہموار حوض مفرح پر فضا بہت خاصی تیاری ہے اُسکی
بہار و تیاری کی صفت کانون سے سُنتے تھے اُسکو آنکھون سے دیکھا ماشاء اللہ نہایت دلچسپ اور عمدہ تیار ہوا ہے
مثنوی المترجمہ عجب باغ ہے رشک مینو سواد + اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد + کرے یاد جنت کی کم ایکبار + کہ دیکھی نہین
خلد مین یہ بہار + روش در روش اور چمن در چمن + کھلے ہین گل و لالہ و نسترن + کھلی ہے کہین جوہی اور سیوتی + کسی سمت ہے تختہ کیتکی
لڑاتی ہے نرگس کسی گل سے آنکھ + ملاتا کوئی گل ہے بلبل سے آنکھ + کسی سمت بلبل کے ہین چہچے + تدرو اک طرف کرتے ہین قہقہے +
مودب ہین استادہ سرو چمن + صنوبر ہین گرد چمن حلقہ زن + ہر اک سرو کی شاخ پر قمریان + بالحان داؤدی کو کو زبان +
لگے نخل ہین ہر طرف میوہ دار + ہے ناسپاتی و سیب و انار + جو ہین تاک مین خوشۂ زر لگے + تو کیا کیا ہین مجوار آنکھین تا کے +
روش پر کہین ناچتے مور ہین + منڈیرون پہ کرتے کہین شور ہین + النقش گردن زدنی بادشاہ کی تعریف کرنے سے
باغ باغ شگفتہ ہوکر پھولون نہ سماتا تھا فرط نشاط کے باعث جامہ تن سے باہر ہوا جاتا تھا عرض کرنے لگا کہ یہ سب
حضرت ظل سبحانہ کا صدقہ ہے ورنہ غلام کا کیا ہے یہ جان نثار کی عزت دوبالا ہوئی بکمال افتخار ہوا خانہ زاد کا پایۂ اعزاز
فلک تک پہونچا ہمعصرون مین وہ چند آبرو والا ہوا بعد اسکے بادشاہ نے خاصہ نوشجان فرمایا النقش نے صحبت
عیش و نشاط کو فرمایا رقاصان پری پیکر و معشوقان سیمین بر مجرا کرنے لگے ساقیان گلفام جام بلورین کو مئے ارغوانی سے
بھرنے لگے پیمانہ کی گردش دیکھکر جام فلک چکر مین آیا اور مدت سے زمانے نے اور ہی رنگ کھایا آتشبازی چھوٹنے لگی خُم نظارگیان
مزے لوٹنے لگی المختصر اکیس شبانہ روز تک بادشاہ نے اِس باغ مین داد عیش دی بائیسوین دن النقش کو خلعت جمشیدی
عطا کیا بعد اُسکے سواری حاضر ہوئی جہان پناہ سوار شاد شاد ہوا ایوان خسروی مین داخل ہوکر مصروف عدل و داد ہوا

گرفتار کرنا ملک النقش وزیر کا بزرجمہر بے تقصیر کو اور رہا ہونا اسکا نتیجہ النقش سے اور جمع کرنا بادشاہ کا وزرائے باتدبیر کو اور پوچھنا تعبیر کا اور دینا تعبیر کا

رباعی روزے پئے گلگشت چمن گردیدم + بر مرغ بچہ کلے بر سر شاخے دیدم + گفتم کہ بچہ کردی کہ برا مید زند + گفتا کہ دین باغ

ہوا تھا کیاریون مین پھولون کے ہر قسم کے درخت مثل گل لالہ نافرمان جعفری داؤدی بابونہ گیندا ہزارا جھری کی بیلا موتیا
موگرا چنبیلی جوہی سوسن رائے بیل سیوتی کیتکی کیوڑہ گل مہندی کلغا فرنگ دوپہریہ اورنگ شبو سورج مکھی نرگس نازبو مدن بان
عباسی زعفران گل چراغان کے لگے تھے اور کسی چمن کے گرد ٹٹی مہندی کی کتری ہوئی اور کسی کے گرد چنبیلی کی باڑھ اور
کسی کے چارکونون پر مولسری کے درخت قد آدم چھٹے چھٹائے کھڑے تھے اور کسی چمن کے گوشونپر سرو صنوبر شمشاد
بلند شگار کے سربفلک ہوا سے چمن مین انکی خوشبو سے ملی جلی اور ہی مہک اور شاخین پھولون کی بکمال اختلاط و محبت
سے باہم گرہم آغوش وہان غنچہ سے ایک دوسرے کا منہ چوم رہی تھین اور درختان میوہ دار کی شاخین پھولون سے
لدی جھولی جھوم رہی تھین ہنس قرقرے سارس اور کبک و چکور روشونپر خوش خرامی کر رہے تھے اور شاخہائے گلبن پر
ہزارون بلبل ہزار داستان کے چہچہے تھے سرو و شمشاد و صنوبر پر فاختہ و قمریان لباس خاکستری پہنے کوکو زبان اور
ہر چمن پر چار چار دروازے محراب دار چاندی کی تیلیون پر سبز مینا کیا ہوا کھڑے تھے اور انکے کنارونپر ستون چاندی کے
خول چڑھے ہوئے بکمال خوبصورتی سے گڑے تھے جا بجا فصیلونپر طاؤس رقص کنان اور چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس
کی مالنین زربفت کے لہنگے پہنے سسر سالو کی چنری گرد چپکا ٹکا ہوا اوڑھے مانگ ٹیکا بیندی ماتھے پر لگائے پہونچی کنگن
طلائی کلائیون مین پہنے پہنائے ہاتھ مرصع بازوؤن پر چھاپ حنائی انگلیون مین بچھوے انوٹ پیجن پاؤن مین
کنٹھیان سونے کی دانون کی گلے مین ڈالے طلائی اور نقرئی دستون کے بیلچے گھونگھرو لگے ہوئے ہاتھون مین نئے نئے
انداز کی نرالی گھاس روش پٹری کی سوکھی شاخ ٹوٹی ٹاٹی چمنون سے دور کرتی تھین ہر روش کو خس و خاشاک سے
صاف کرکے دیکھنے والون کے دلکو مسرور کرتی تھین انکی نرم نرم نازک کلائیان شاخ صندل کو شرماتی تھین
باریک باریک انگلیان حنائی انکی شاخ مرجان کو شمار مین نہ لاتی تھین سینہ شفاف چشم بد دور گورا صاف صاف
ورا ابھار نور علی نور سیب و ترنج جنکے آگے بدنما ہو انار اور لیمو شرماتا ہو جا بجا غول کے غول چمنون مین پانی بہاتی تھین
ہنسی ٹھٹھول مل کی کرتی تھین خوش الحانی سے چپکے چپکے کچھ گنگناتی تھین کسی روش کی گھاس سوکھی اکھاڑ کے ایک طرف لگا دی
کسی پٹری کو ہری ہری دوب اکھاڑ کے بیلچے سے جما دی کسی کیاری مین درختون کے تھالے بنانے لگین کسی درخت عشق پیچے کی
اور کسی ٹٹی پر انگور کی بیل دوڑانے لگین اور آبجوئین جو چمنون کے گرد جاری تھین دو دریا اسکے کنارونپر بگلے قرقرے سرخاب
مرغابی بیچ قطار در قطار بیٹھے تھے اور بڑے بڑے جو درخت تھے انکی ٹہنیون اور شاخون پر سفید و سبز و طلائی ریشم کی
نامی کمنداسے جڑے تھے اور جا بجا چبوترے سنگ مرمر و رخام سنگ موسی افتانی کے ہشت پہل بنے ہوئے تھے اور ہر ایک
چبوترے کے آگے حوض گلاب و عرق بید مشک و بہار و کیوڑے سے بھرے ہوئے تھے درمیان مین ہزارے فوارے بشکل
بلبل و فاختہ و قمری جواہرات کے تیار تھے اور چاندی سونے کے خزانے فوارون کے حوضون مین لگے ہوئے جاری تھے ایسا کہ
جب انکے پرو بال سے ہزارہ چھوٹتا تھا تو ہزار ہزار طرح کا لطف دکھاتا تھا دیکھنے والون کی آنکھون مین بجلی آتی تھی دل باغ باغ

ہوجاتا تھا ناف باغ مین ایک ایسا بنگلہ فیروزے کا بنا ہوا تھا کہ کبھی اُسکے مقابل کا عالم مین کہین نہ بنا ہوا تھا اور گرد اُسکے سائبان گنگا جمنی تمامی کے سنہرے روپہلے ایستادون پر تنے ہوئے تھے در ہون مین چلونین سونے روپے کی تیلیون کی کلابتون سے گندھی ہوئی پڑی تھین زربفت کے پردے یاقوت کی جھڑکیون مین زری کی ڈوریون کے کھینچے ہوئے تھے صدر کے آستانے پر سات لاکھ اشرفی کا چبوترہ تیار ہوا تھا اور اندر اُس بنگلے کے ایک تخت جواہر سے مغرق لگایا گیا تھا بادشاہ اس چبوترے پر ہوکر زینت بخش اریکۂ شاہی ہوا اندرین گزرین النقش کو تمیز امتیاز غیر متناہی ہوا باغ بیداد کی فضا دیکھکر اپنے باغ واد کی بہار کو خزانی سمجھا بے اختیار زبان مبارک سے فرمایا کہ فی الحقیقت اس باغ کی زمین شداد کے باغ سے کم نہین اُسکو دیکھکر بہت خوش طبیعت ہماری ہوئی کیونکہ صاف روش قطع پھل تحفہ تحفہ میوے مزے دار پھول نایاب درخت ہموار حوض مفرح پُر فضا بہت خاصی تیاری ہے اُسکی بہار و تیاری کی صفت کانون سے سُنتے تھے اُسکو آنکھون سے دیکھا ماشاء اللہ نہایت عجیب اور عمدہ تیار ہوا ہے

مثنوی لمترجمہ عجب باغ ہے رشک مینو سواد + اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد + کرے یاد جنت کی کم ایکبار + کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار + روش در روش اور چمن در چمن + کھلے ہین گل لالہ و نسترن کھلی ہے کہین جوہی اور سیوتی + کسی سمت ہے تختۂ گلتکی + لڑاتی ہے نرگس کسی گل سے آنکھ + ملاتا کوئی گل ہے بلبل سے آنکھ + کسی سمت بلبل کے ہین چہچہے + تدرو اک طرف کرتے ہین قہقہے + مودب ہین استادہ سرو چمن + صنوبر ہین گرد چمن حلقہ زن + ہر اک سرو کی شاخ پر قمریان + با لحان داؤدی کوکو زنان + لگے نخل ہین ہر طرف میوہ دار + ہے ناسپاتی و سیب و انار + جو ہین تاک مین خوشۂ زر لگے + تو کیا کیا ہین میخوار اُنکے تکے + روش پر کہین ناچتے مور ہین + منڈیرون پہ کرتے کہین شور ہین + النقش گردن زدنی بادشاہ کی تعریف کرنے سے باغ باغ شگفتہ ہوکر پھولون نہ سماتا تھا فرط نشاط کے باعث جامۂ تن سے باہر ہوا جاتا تھا عرض کرنے لگا کہ یہ سبب حضرت ظل سبحانہ کا صدقہ ہے ورنہ غلام کا کیا ہے یہ جان نثار کی عزت دو بالا ہوئی کمال افتخار ہوا خانہ زاد کا پایۂ اعزاز فلک تک پہونچا ہمعصرون مین وہ چند آبرو والا ہوا بعد اسکے بادشاہ نے خاصہ نوشجان فرمایا النقش نے صحبت عیش و نشاط کو فرمایا رقاصان پریپیکر و معشوقان سیمین بر مجرا کرنے لگے ساقیان گلفام جام بلورین کو مے ارغوانی سے بھرنے لگے پیمانہ کی گردش دیکھکر جام فلک چکر مین آیا اور مے سے زمانے نے اور ہی رنگ کھایا آتشبازی چھوٹنے لگی ستم ظریف کیان مزے لوٹنے لگی المختصر اکیس شبانہ روز تک بادشاہ نے اس باغ مین داد عیش دی بائیسوین دن النقش کو خلعت جمشیدی عطا کیا بعد اُسکے سواری حاضر ہوئی جہان پناہ سوار شاد شاد ہوا ایوان خسروی مین داخل ہوکر مصروف عدل و داد ہوا

گرفتار کرنا ملک النقش وزیر کا بزرجمہر بے تقصیر کو اور رہا ہونا اسکا نتیجہ النقش سے اور جمع کرنا بادشاہ کا وزرائے باتدبیر کو اور پوچھنا تعبیر کا اور دینا تعبیر کا

رباعی روزے پے گلگشت چمن گردیدم + بر طرف گلے بر سر شاخے دیدم + گفتم کہ چہ کردی کہ ترا میسر شد + گفتا کہ دریں باغ

وے خندیدم ہا باغبان قدرت کی صناعی سے چمن دہر مین ہر وقت نیا پھول پھولتا ہی دیدہ ہوشیار عاقبت بین اُسکی صنعت کاملہ دیکھکر دنیا و ما فیہا بھولتا ہی اگر سینا دہن خار غم اُسکے پہلو مین چبھا جس شاخ نے عاجزی سے گردن جھکائی فوراً ثمر مراد ہاتھ مین لائی جس ٹہنی نے اپنی حد سے زیادہ سر اُٹھایا دست گلبند نے دفعتہً کاٹ ڈالا شعر نگاہدار سر رشتہ حساب اینجا کہ دم ثمرہ زند بحر حباب اینجا دیکھیے اس باغ مین نیا گل کھلا اور یہی رنگ کا شگوفہ چٹکا بزرجمہر کا قصہ پھر شروع ہوا ہی زمانہ نیرنگی کیسی کیسی دکھاتا ہی راویان حکایت کی تحریر ہی باستانی مقرروں کی تقریر ہی کہ بزرجمہر ذا بلکہ مرد تمیز دہ ہوشیار ذی شعور سلیقہ شعار تھا گوشہ انزوا قبول کرکے بیٹھ رہا تھا معبود حقیقی کی عبادت مین شب روز بسر کرتا تھا ایکدن اُسکی مان نے کہا کہ بے اختیار ساگ کھانے کو دل چاہتا ہی بیٹا اگر تکلیف کرتے تو مان کی نیت بھرتی بزرجمہر نے بسر و چشم مان کا کہنا قبول کیا باغ بیداد کی طرف کا راستہ لیا جب باغ کے دروازے پر پہونچا تو باغ کا دروازہ بند پایا باغبان کو آواز دی وہ فوراً چلا آیا چاہتا تھا قفل کھولنے کا ارادہ کیا خواجہ نے کہا کہ قفل کو ہاتھ نہ لگانا تو نے جو کل سانپ مارا تھا اُسکی ناگن قفل کی جھڑ مین تیرے ڈسنے کے لیے بیٹھی ہوا ہے جوڑے کا بدلا لینے کی فکر کر رہی ہی باغبان نے جو غور کیا تو واقعی ایک ناگن کو قفل کے روزن مین بیٹھے دیکھا باغبان نے اُسکو مار کر دروازہ کھولا اور قدمون پر گر کر کہنے لگا کہ آپ نے میری جان بچائی مجھے پہلے سے اطلاع فرمائی ورنہ اسدم مرنے مین باقی کیا رہا تھا مفت مین غلام جان بحق ہوا تھا ایکدم بولا کہ کیا حکم ہوتا ہی کیون اسطرف کا قصد ہوا ہی بزرجمہر نے کہا مجھکو تھوڑا سا ساگ چاہیے جو دام ہونگے دیدونگا اپنے گھر کا راستہ لونگا باغبان بولا کہ ساگ حاضر ہی قیمت اُسکی مین ایسے محسن سے کیا لونگا یون ہی حاضر کرونگا باغبان جو ساگ لانے کو گیا دیکھا کہ بکری زعفران زار مین گھسی ہوئی بے اندیشہ چمن خوب چر رہی ہی باغبان نے جھنجھلا کر ایک بیلچہ اُسکو مارا وہ تڑپ کے مر گئی جہان سے اُسوقت گزر گئی بزرجمہر نے کہا کہ اے ظالم یہ بے واسطے تین خون تو نے کیون کیے یہ خون ناحق اپنی گردن پر لیے اُسنے مسکرا کر کہا کہ صاحبزادے خیر ہی ایک بکری مری تین خون بتلاتے ہو یہ کیا سخن فرماتے ہو بزرجمہر نے کہا کہ اے بیوقوف اس بکری کے پیٹ مین فلانے فلانے رنگ کے دو بچے بھی ہین وہ بھی اسی کے ساتھ مر گئے اتنے مین ناگہان جسوقت ان دونون سے یہ باتین ہوتی تھین البقش بھی شہ نشین پر بیٹھا سنتا تھا اسی طرف متوجہ ہو رہا تھا باغبان کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ گفتگو کیا تھی کیا ماجرا تھا اُسنے پوست کندہ حال بیان کیا البقش نے بکری کا پیٹ چاک کرا کے دیکھا تو اُسی رنگ کے دو بچے جیسے بزرجمہر نے بتائے تھے بکری کے پیٹ سے نکلے اُسے دیکھکر تعجب ہوا اور بزرجمہر کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرے باپ کا کیا نام ہی کہان بود و باش کہان مقام ہی بزرجمہر نے کہا کہ خواجہ بخت جمال کا بیٹا اور حکیم کا نواسا ہون طلب بیداد کا ستایا ہوا ہون میرے باپ کو کسی ظالم نے مار ڈالا ہی اس سے انتقام لینے کی فکر مین پھرتا ہون گوشہ نشینی اختیار کی ہی چندے اور صبر و شکر کر رہا ہون معبود حقیقی کی عبادت مین مشغول ہون ہر وقت والد کے غم مین ملول ہون البقش نے کہا کہ پھر تو نے اپنے

باپ کے خون کو پایا بزرجمہر نے کہا کہ خدا منتقم حقیقی ہے اُسکے نزدیک سب آسان ہے کبھی نہ کبھی نشان مل ہی جائیگا اُس
بیچارے مظلوم کا خون رنگ دکھائیگا القش نے کہا کہ بھلا بتاؤ تو شب کو میرا مافی الضمیر کیا تھا بولا کہ تو نے جو دفینہ پایا ہے
مال مفت ہاتھ آگیا ہے چاہتا تھا کہ اپنی جورو سے کہے لیکن نہین کہا کچھ سوچکر خاموش ہو رہا یہ بات سنتے ہی القش کے ہوش اُڑ گئے
حواس پریشان ہو گئے کچھ اور کے اور ہی سامان ہو گئے اور مثل بید کانپنے لگا دل مین سمجھا کہ مبادا راز افشا ہو جائے
سب مال و متاع اور آفت لائے یہ لڑکا روشن ضمیر ہے اور ایسے آدمی کے دل جگر کھانے سے خورندہ بھی روشن ضمیر ہو جاتا ہے
اُسکو قتل کیا چاہیے اور اسکا دل جگر کھایا چاہیے اُسکے قتل سے فتنہ و فساد کا خوف بھی جاتا رہیگا اور کوئی حرف کسی
طرحکا کوئی زبان پر بھی نہ لا سکیگا فی الفور بختیار حبشی کو کہ اُسکا غلام تھا بلا کر چپکے سے کہا کہ اگر تو اُس لڑکے کو ذبح کر کے اُسکے
دل و جگر کے کباب لگا کر مجھکو کھلا دے تو اُسکے صلے مین تیری مراد بر آوے اُس غلام نے بزرجمہر کو بموجب حکم کے ایک اندھیری
کوٹھری مین لیجا کر پچھاڑا چاہتا تھا کہ چھری گلے پر پھیرے بزرجمہر بے اختیار کھل کھلا کر ہنسا اور کہا کہ جس توقع پر تو
یہ عذاب مول لیتا ہے وہ امید تیری اس وعدہ خلاف سے بر نہ آئیگی بلکہ یہ عزت و آبرو جو ہے وہ بھی خاک مین ملجائیگی
اگر اس حرکت سے تو باز رہیگا تو انشاء اللہ تعالی تو مجھسے کامیاب ہو جائیگا اُسنے کہا کہ بھلا میرا مطلب کیا ہے اگر تو بتلا دیگا
تو ابھی رہائی پا دیگا بزرجمہر نے کہا تو القش کی بیٹی پر عاشق ہے اور وہ کبھی تجھکو نہ دیگا مگر مین البتہ تیرا نکاح اُسکے ساتھ
ٹھہرا دونگا بلکہ تیرے سر انجام شادی کا خود متکفل ہو جاؤنگا اسوقت تو مجھکو چھوڑ دے آج کے دسوین دن بادشاہ ایک
خواب دیکھکر بھول جائیگا اور اپنے وزرا کو وہ خواب سنائیگا سب سے تعبیر اُسکی پوچھیگا سبکا امتحان کریگا جب کوئی نہ بتا سکیگا
بادشاہ غضبناک ہوگا اُسوقت یہ تیرا خاوند مجھکو تجھسے طلب کریگا مگر خبردار جبتک تین طمانچے تجھکو نہ مارلے تو مجھکو دیتا نا خبردار
خبردار یہ حرف و حکایت زبان پر نہ لانا حبشی نے کہا کہ اُسنے تیرے دل و جگر کے کباب مانگے ہین اگر مین کسی جانور کے دل جگر کے
کباب بنا کر لیجاؤن تو وہ حکیم تشخیص کریگا اور مجھکو سزا دیگا بزرجمہر نے کہا کہ شہر کے دروازے پر ایک بکری کا بچہ ہے کہ اُسکو آدمی کا
دودھ پلا کر پالا ہے ایک بڑھیا بیچتی ہے مجھسے قیمت لے اُسکو لا کر ذبح کر کباب اُسکے دل و جگر کے بھون کر اُسکو کھلا باقی گوشت
اُسکا اپنے تصرف مین اُٹھا بارے اُسکو بھی خدا کا خوف اور اپنے مطلب فضول کا لالچ آگیا بزرجمہر کے کہنے کے بموجب
عمل کیا اور اُسکے خون سے درگزرا القش کباب کھا کر سمجھا کہ اب مین بھی روشن ضمیر و صاحب کمال ہوا باغ مین
بیٹھے بیٹھے خوشی کے باعث نہال ہوا بزرجمہر جب جیتا جاگتا اپنے گھر آیا سمجھا کہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
مادر مہربان سے سب ماجرا زبان پر لایا وہ بیچاری آفت کی ماری کچھ اپنے شوہر کا حال اور کچھ اُسکی بیکسی اور آفت رسیدگی
کا خیال کر کے خوب روئی پیٹی بعد اُسکے اُسکی محفوظی پر خدا کا شکر بجا لائی اور بولی کہ بیٹا تم اپنے گھر سے باہر نہ نکلا کرو گوشہ
عافیت مین بیٹھے رہو جو کچھ خدا آشنا تک دیگا کھا لینگے اُسکا شکر ادا کرینگے دشمن در کمینگاہ ہے خدا نہ کرے کوئی آفت تمھارے
تمھارے دشمنون کو پہنچے اسنے کسی آفت مین پھنسا لے اُسنے کہا کہ آپ دل مین کسیطرحکا وسواس نہ لائیے لکھیے تو انشاء اللہ تعالی

کیا ظہور مین آتا ہی اللہ تعالی اپنی قدرت نمائی فرماتا ہی اتفاقات سے اُسکے دسوین دن بادشاہ ایک خواب دیکھکر بھول گیا صبح کو حکیمون اور وزیرون سے کہا مین نے شب کو ایک خواب دیکھا تھا سو بھول گیا ہون کسی طرح یاد نہین آتا ہی بہت یاد کرتا ہون تم کو لازم ہی کہ اُس خواب کو بیان کرکے تعبیر اُسکی کہو مجھسے صلہ اُسکا لو سبھون نے عرض کی کہ اگر خواب معلوم ہوتا تو البتہ اُسکی تعبیر اپنی عقل کے موافق بیان کرتے اپنے اپنے ذہن و عقل کا امتحان کرتے بادشاہ نے کہا کہ سکندر کے وقت مین جو حکیم تھے اکثر اُسکے خواب کو کہ وہ دیکھکر بھول جاتا تھا بتاکر تعبیر بتاتے تھے صلہ اُس کا پاتے تھے تمکو بھی مین نے ایسی ہی مہمات کیواسطے ملازم رکھا ہی اور ہزار طرح کا سلوک تم لوگون کے ساتھ ہوا کیا ہی اگر خواب میرا بتاکر تعبیر نہ کہو گے تو ایک ایک کو قتل کرونگا اور زن و بچہ پلوا ڈالونگا اور گھر بار لٹوا لونگا از روے رحم کے چالیس دن کی مہلت دیتا ہون اگر تعبیر موافق پسند کے کہی تو خیر ورنہ دیکھنا کسطرح پیش آؤنگا اور القش پر سب سے زیادہ موکد ہوا کہ وہ سب سے جما نہ تھا جتنے حکیم اور وزیر و ندیم تھے سب حیران و پریشان تھے کہ بے دیکھا سنا خواب کیونکر بتلا دین کس فکر و تدبیر سے اس بلاے ناگہانی سے نجات پاوین جب چالیس دن گذر گئے بادشاہ نے سب کو بلاکر فرمایا کہ خواب کو دریافت کیا کچھ پتا لگایا اور تو کوئی نہ بولا مگر القش نے عرض کی کہ غلام کو بموجب حکم رمل معلوم ہوا کہ حضور نے خواب مین دیکھا تھا کہ آسمان پر سے ایک مرغ نے آکر حضور کو دریاے آتش مین ڈالدیا ہی یہ دیکھکر حضور خوف سے چونک پڑے اور خواب بھول گئے بادشاہ نے برہم ہوکر فرمایا کہ ای مردک دروغ گو بہم بر روے تو مجھے اچھا فقرہ سُنایا اپنی عقل پر دعوی حکیمی اور رمالی کا کرتا ہی عقل و دانائی کا دم بھرتا ہی یہ خواب بھلا مین نے کب دیکھا تھا کہ تو نے بیان کیا دو دن کی فرصت اور دیتا ہون اگر تیسرے دن تو نے خواب کو نہ بتایا ہوگا تو قسم ہی مجھکو آتشکدہ نمرود کی تجھکو سب سے پہلے جیتا گڑوا دیا ہوگا ایک ایک پر سیاست کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا القش یہ سنکر پریشان حواس اپنے گھر گیا فی الفور بختیار حبشی سے پوچھا کہ سچ بتا وہ لڑکا کہان ہی آیا اُسے زندہ چھوڑ دیا یا زیر زمین پنہان ہی اُسنے کہا کہ اُسکو مین نے جب ہی بموجب حکم جنابعالی کے گردن مارا اور اُسکے دل و جگر کا کباب بھونکر حضور کو کھلایا آج مجھسے پوچھا جاتا ہی کہ وہ لڑکا کہان ہی القش نے کہا کہ وہ ازبسکہ دانا اور زیرک شخص تھا یقین ہی کہ وہ تیرے ہاتھ سے بچ رہا ہوگا تو خوف سے حکم عدولی کے نہین بتاتا ہی مجھکو قسم ہی لات و منات کی کہ مین تجھسے کچھ مواخذہ نہ کرونگا بلکہ جاگیر اور منصب دونگا تو اُسکو بتلادے کہ میری جان بچے اور میرے ساتھ کتنے بندگان خدا کی جان اور آبرو سلامت رہے اُسنے جو پہلے کہا تھا پھر اسی سخن کا اعادہ کیا تب تو اس گردن زدنی نے تین طمانچے اس زور سے مارے کہ کان کے پردے پھٹکر لہو نکل آیا بختیار بیتاب ہوکر زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آکر کہنے لگا غلام کو مت مارئیے مین اُسکو دیتا ہون آپکا کہا بجالاتا ہون القش نے کہا کہ ای نادان پہلے مین نے کسطرح تجھسے پوچھا تو نے سوا انکار کے اقبال نہ کیا جب جب مار کھائی تو سچ بات زبان پر آئی بختیار نے کہا کہ اسنے تاکید کی تھی کہ جبتک تین طمانچے نہ کھا لینا میرا نشان ہرگز

نہ دینا القش نے اُسکو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ جلد اُسکو بلا لا مین تجھے بہت خوش کرونگا بیشمار زر و جواہر دونگا بختیار نے آکر بزرجمہر کے دروازے پر دستک دی بزرجمہر جلد تر گھر سے باہر نکلا اور کیفیت دریافت کر کے اُسکے ساتھ القش کے پاس گیا القش بزرجمہر سے بہ تعظیم و تواضع پیش آیا اور اگلی باتون کا عذر کرنے لگا اور کہا کہ بادشاہ ایک خواب دیکھکر بھول گیا ہے ہمکو مفت پریشان کر رکھا ہے کہتا ہے کہ اگر میرا خواب نہ بتاؤگے تو ایک ایک کو قتل کرونگا سبکو سزا دونگا پس سوائے آپکے یہ کس مین طاقت ہے کہ غیب کی بات بتلاوے ہمارے زن و بچونکو آفت ناگہانی سے بچائیے اگر اسوقت آپ مہربانی کر کے اُس خواب کو بتا دین تو گویا جان بخشی ہماری سب کی کرین بزرجمہر نے کہا کہ مین بیان نہ بتاؤنگا مگر آپ آج صبح کو بادشاہ سے عرض کرین کہ مین حضور کے حکما اور ندما اور وزرا کا امتحان کرتا تھا کہ یہ بھی غیب دانی کا علم رکھتے ہین یا نہین سو جیسا کچھ یہ لوگ جانتے ہین مجھپر کیا حضور پر بھی روشن ہو گیا انکا مبلغ علم معلوم و ظاہر ہوا خانہ زاد کا ایک شاگرد ہے اگر اُسکو بلا کر پوچھین تو ابھی حضور کا خواب تبلا دیگا سب بتفصیل وار کہدیگا جب بادشاہ مجھے بلا دیگا مین خواب بیان کر کے تعبیر کہدونگا آپکو سرخرو کر دونگا سیکڑون بندگان خدا کی جان قتل سے نجات پائیگی آپ کی ترقی مدارج ہو جائیگی

بیان کرنا بزرجمہر کا بادشاہ کے خواب کو وقت خاص مین اور قتل ہونا القش وزیر کا اسکے باپ کے قصاص مین

فرو گندم از گندم بروید جو ز جو + از مکافات عمل غافل مشو + شعر ناسخ دو روزہ ایک وضع پہ رنگ جہان نہین + وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین + دنیا دار مکافات ہے ہر شے کا بدلا اکثر تو اسی عالم مین ہو جاتا ہے اور اگر اتفاقات وقت سے یہان پایۂ توقف مین رہا تو حشر پر معاملہ اُسکا ہے انسان کو لازم ہے کہ مآل کار پر نظر کرے دنیا و دولت دو روزہ کی محبت مین دنیا کی رسوائی اور عقبیٰ کی عقوبت سر پر نہ لے مصداق اس مقال کا اور مقتضی اس حال کا قصہ القش بدکردار ظالم نابکار کا ہے کہ اپنے پاداش عمل کو پہونچا محسن کشی کا ثمرہ ملا واقفان قصص باستانی و دانندگان واقعات زمانی خواب شب مراد کو زبان خامہ پر لاتے ہین صبح قرطاس مین تعبیر اسکی اسطرح فرماتے ہین کہ دوسرے دن جو القش بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا آموختہ بزرجمہر کا زبان پر لایا حکم ہوا کہ اُسکو حاضر کرین جلد بارگاہ سلطانی مین لائین ایک چوبدار نے بزرجمہر سے جا کر کہا کہ چلیے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے بہت جلد آپکو بلایا ہے بزرجمہر نے کہا کہ میرے واسطے سواری حضور سے کیا لائے ہو جو مین سوار ہون حضرت ظل سبحانی کی آستانہ بوسی کو تیار ہون اُسنے کہا کہ سواری تو نہین لایا آیا تھا اور کچھ حکم نفاذ نہین پایا تھا اب مین جاتا ہون اور ابھی دولت سے عرض کر کے سواری لاتا ہون چوبدار نے جا کر عرض کی کہ بے سواری وہ نہین حاضر ہو سکتا ہے وہ آدمی بڑی منش کا ہے حکم ہوا کہ گھوڑا لیجاؤ ابھی لے آؤ جب گھوڑا لیکر چوبدار آیا بزرجمہر نے کہا کہ گھوڑے کی پیدائش باد سے ہے اور مین خاکی ہون ظاہر ہے کہ خاک باد سے پایمال ہے اگرچہ ضد ہے مین گھوڑے پر تو نہین سوار ہونگا میرے لائق سواری لاؤ تو میرا جیسے سوار ہو کر چلون حضرت خلیفۃ الرحمانی کی درگاہ مین تشرفیاب ہوون چوبدار نے یون ہی جا کر پھر بادشاہ سے عرض کی فرمایا کہ سب سواریان لیجاؤ جسپر اسکا جی چاہے سوار ہو کر آوے جب حکم شاہی پہنچا تو

سواریان تیار ہوئین فی الفور بزرجمہر کے گھر پر پہونچین بزرجمہر نے سواریون کو دیکھکر کہا کہ ہاتھی پر مین چڑھنے کا نہیو
کہ خاص سواری بادشاہی ہے اسپر سوار ہونا بے ادبی ہے میانہ پر بیمار چڑھتے ہین مین بیمار نہین ہون اور نہ مردہ ہون کہ چار
کے کاندھے پر جاؤن جیتے جی آپکو مردہ بناؤن شکر ہے آفریدگار کا کہ تندرست ہون کسی طرح کا نہ بیمار ہون نہ شکست
ہون اونٹ فرشتہ خصلت اور مین انسان بے حقیقت اسپر سوار ہونے کی طاقت نہین مجھمین ایسی کچھ لیاقت نہین خچر حرامزادہ
ہے اور مین حلال زادہ میری سواری کے قابل نہین طبیعت میری اسکی طرف مائل نہین بیل پر بنیے اور دھوبی چڑھتے ہین مین
نہ دھوبی ہون نہ بنیا شریف زادہ ہون اہل علم نیک و بد کا دانا بینا گدھے پر وہ سوار ہووے جو گنہگار ہووے مین محض
بیگناہ ایک ادنی رعایا سے جہان پناہ کی ہون ان سواریون کو پھیر لیجاؤ اور جسطرح مین نے کہا ہے شاہ دادگر کے گوش ہوش
تک پہونچاؤ عرض کرو ناچار وہ سواریان جو لوگ کہ لائے تھے پھیر لیگئے اور بے کم و زیادہ تقریر بزرجمہر بادشاہ کیخدمت
مین بیان کی بادشاہ نے کہا کہ اُس سے پوچھو کہ کون سواری مانگتا ہے جو کہے بھیجی جائے اسکی فکر کیجائے ملازمان شاہی نے
جاکر حکم بادشاہ کا بزرجمہر کو سنایا اُسنے کہا کہ اگر بادشاہ کو خواب سننا منظور ہووے تو القش کی پیٹھ پر زین کسواکر بھیجین
کہ مین بلحاظ الجنس یمیل الی الجنس اسپر سوار ہوکر حضور مین حاضر ہون اور خواب بادشاہ کا بے کم و کاست عرض کرون
دوسرے یہ کہ وہ خر حکما ہے اور مین حکیم ہون اسپر سوار ہونا اور تفوق عیب نہین مجھے زیبا ہے حاضرین دربار کو یہ سنکر حیرت
ہوئی کہ یہ آدمی کس خلل دماغ کا ہے کس بے اعتنائی سے جواب صاف دیتا ہے ارشاد شاہی کی بجا آوری مین لوگ اپنا فخر جانتے
ہین اگر کسی بہر قدر کے ذریعہ سے پہونچے تو اسکا احسان مانتے ہین یہان ظل سبحانی بنفس نفیس خود یاد فرماتے ہین فقرات شریف
کس بے پروائی سے پیش آتے ہین دیا تو اس شخص کے دماغ مین کچھ فتور ہے یا بڑے رتبہ کا انسان ہے ہمارے فہم کا قصور ہے بادشاہ یہ
سنکر بے اختیار کھل کھلاکر ہنسا اور کہا القش کی پشت پر زین کسکر لیجاؤ بزرجمہر کو لے آؤ حکم کی دیر تھی فی الفور القش کی پیٹھ پر
زین باندھا گیا اور دم مین ہاتھ مارا گیا بزرجمہر کیخدمت مین حاضر کیا اسکی عرضی کو مقدم کیا بزرجمہر مالک القش کی پیٹھ پر سوار ہوکر

بزرجمہر کا القش کی پشت پر سوار ہونا اور تماشائیوں کا اُن کے ساتھ جانا



ہر قدم پر کہتا چلا شکر ہی کہ آج مین نے اپنے باپکے قاتل کو پایا ہی اثنا راہ مین جسنے دیکھا ایک نئی بات سمجھکر کیا لڑکا
کیا جوان کیا بوڑھا ہر ایک اُسکے ساتھ ہو لیا جب بادشاہ کیخدمت مین بہیئت کذائی حاضر ہوا بادشاہ نے بہت عزت
وحرمت اُسکی کی اور داد قدرشناسی اور رتبہ دانی کی دی اور فرمایا کہ پہلے تو یہ بتلا کہ القش نے تیرا کیا قصور کیا ہی کہ اس کج ادائی
سے تو اس سے پیش آکر دربدولت ہوا ہی بزرجمہر نے عرض کی اول تو یہ خائن ہی کہ حضرت ظل سبحانی حاتم ثانی سا جواد فیاض
آقا اور خداوند نعمت پا کر اُسنے ایسی خیانت کی پھر چوری بھی کیسی سینہ زوری اسکو خوف نہ آیا کہ اگر میری چوری ظاہر ہو جائیگی
تو کیا انجام ظہور مین آئیگا غضب سلطانی مین پڑونگا زندہ گور مین گڑونگا کونسی آفت ہی کہ سر پر نہ آئیگی یہ چوری کیا کیا خرابی
نہ دکھائیگی دوسری بات یہ ہی کہ باوجودیکہ یہ علم رمل مین میرے باپ کا شاگرد تھا اور اُسنے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا اور وہ وہ
کوچہ علم وہنر کا دکھا دیا کہ اگر اسکا باپ بھی ہوتا تو اپنے جیتے جی ایسا سلوک کبھی اُسکے ساتھ نکرتا وہ تو اس بے پیر کا اُستاد تھا صاف
باطن نیک طینت اُسکی طرف سے دل شاد تھا مہر اُستادی سے اُسکے ساتھ محبت رکھتا تھا اپنی اولاد سے زیادہ اس بے پیر سے
الفت رکھتا تھا کوئی نیک و بد اس سے مخفی نہ کرتا تھا کسی شی کو اس ظالم سے پوشیدہ کبھی نہ کرتا تھا سات گنج شداد کے
دفن کیے ہوئے اُسکو ملے تھے آپ نہ لیکر دوستی کے لحاظ سے اُسکو بتا دیے ایک خرمہرہ بھی اُسمین سے نہ لیا سب خزانے
اسی کو حوالے کیے اسنے اس دہشت سے کہ مبادا کسی کے کانون تک یہ بھنک اُسکی زبان سے پہونچے اور شدہ شدہ حضور
کو معلوم ہووے تو یہ ہفت گنج میرے ہاتھ سے جاتے رہین ور ہفت سر کو ملین اس بیگناہ کو قتل کرکے اُسی تہخانے مین جہان
وہ خزانے ہین بسر دکیا کچھ خوف خدا اور لحاظ محسن کشی کا نہ کرکے خون ناحق اپنی گردن پر لیا چنانچہ ہنوز نعش اُسکی اُسی جگہ
بےگور وکفن پڑی ہی کنکر پتھر کے نیچے کچھ کھلی کچھ دبی ہی یہ نہ سمجھا کہ بیگناہ کا خون سر پر چڑھ کے پکارتا ہی نئی نئی طرح کے رنگ
دکھاکر جہان پانی نہ ملے وہان مارتا ہی اب مین حضور سے عادل بادشاہ سے دادخواہ ہون امیدوار ہون کہ اپنی داد کو پہونچون
اگر حضور آج عدالت نکرینگے اور داد نہ دینگے تو فردائے قیامت کو عادل حقیقی سے کہ وہ داور داوار ہی داد طلب کرونگا اور
اُسی عالم الغیب اور منتقم اعمال سے تلافی اعمال چاہونگا اسوقت حضور بھی پوچھے جائینگے اس امر کے مکافات مین بلائے جائینگے
کہ مظلوم کی داد کیون نہ دی اور ظالم کی سزا کیون نہ کی اُسوقت کیا فرمائیگا اور اس جواب دینے سے اُس ملک علام کے حضور
سے کیونکر نجات پائیگا جب بادشاہ نے یہ ماجرا سنا القش کیطرف بچشم غضب دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہی اسکے باپ نے تیرا کیا
قصور کیا تھا کہ تو نے اُس مظلوم پر ایسا ظلم بےپایان کیا اور اُسکے تمام حقوق فراموش کرکے کس بیرحمی سے اسکو مار کر اُسکے
فرزند کو قید اور زوجہ کو اُسکی رنج رنڈاپے کا دیا میرا خوف نہین تو خدا کا بھی خوف تجھکو نہ آیا نہ سوچا کہ مین جو اسدم خون ناحق
کرتا ہون آخر اکدن یہ خون رنگ لائیگا روز سیاہ مجھکو دکھائیگا سچ ہی اُسنے تیرے ساتھ ایسی ہی بدی کی تھی کہ جسکے بدلے تونے
اُسکو یہ سزا دی اگر وہ علم رمل تجھکو تعلیم نہ کرتا اور ہنوز اسکے نہ بتاتا تو بقول شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نظم کس نیاموخت
علم تیر ازمن + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + ہدف تیر بغضا اسکو کیون بنایا اگر وہ سات گنج شداد کے کہ دولت خداداد اُسکو ملی تھی تجھکو

نہ دکھاتا تو تو اسکو بھوگ نہ پڑھاتا شعر نکوئی با بدان کردن چنانست + کہ بد کردن بجای نیک مردان + مگر دیکھ تو گردون دنی
و زندہ سوختنی تو بھی اس کردار بد کی کیسی نیک سزا پاتا ہی کیسا سیدھا بیخوف و خطر جہنم مین جاتا ہی اگر تجھکو تو وہ تیر عدالت
نہ بناتا یا بڑی خطا کی اور خون انصاف و عدالت اپنے سر پر لیا الفقش نے کہا کہ حضور یہ مجھپر تہمت کرتا ہی مفت مجھکو
پیسے مرتا ہی بزرجمہر نے کہا یہین گوے و ہمین میدان بیفائدہ کیا کہنا کیا سُننا ہی ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی لوگ میرے ساتھ
چلین مین اپنے دعوی کو ثابت کر دونگا اس درونگو کو تا بدروازہ پہونچاؤنگا بادشاہ خود بذات اقدس مع ارکان دولت
اُس مقام کیطرف جہان خواجہ جمال مقتول پڑا تھا متوجہ ہوا بزرجمہر نے ساتھ ہولیا اور حکم دیا کہ الفقش کو بھی پا بزنجیر کرا
لیتے آؤ اور پیادہ پا اُسکو قیدیون کی طرح جلد دوڑاتے ہوئے وہان پہونچاؤ اس ہنگامے سے شہر بھر مین ہلچل مچی
تمام مخلوقات اُس ظالم کی ہیئت دیکھنے کو دوڑی کوئی قہر الٰہی دیکھکر الامان الحفیظ زبان پر لاتا تھا کوئی بازاری عوام
مین سے اُسکا حال محسن کُشی سُنکر گالیان دیتا چلا جاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ بدی کا ثمرہ بدی ہوتا ہی کوئی کہتا تھا بُرے کام
کا بدلا کبھی نہ کبھی ہوتا ہی کوئی اُسکو بحال خراب دیکھکر عبرت کرتا تھا کوئی اس حرکت بیجا سے حیرت کرتا تھا خلاصہ یہ کہ
مع ہجوم تماشائی اور ملازمین سرکاری بحفاظت تمام اُسکو در باغ تک پہونچایا ہرگاہ باغ بیداد مین داخل ہوا بزرجمہر
بادشاہ کو اُس تہخانے مین لیگیا اور اُس مقام کا نشان بادیکھا تو فی الحقیقت سات گنج اُس تہخانے مین محفوظ ہین اور ایک
طرف نعش خواجہ بخت جمال کی سوکھی ہوئی پڑی ہی مظلومیت و بیگناہی جنازے پر برستی ہی اور مرکب بھی اس کی مردہ
کا مرا پڑا ہی پوست اور استخوان سوکھ کر کانٹا ہو گیا ہی بادشاہ اُس خزانہ لازوال کو دیکھکر باغ باغ ہوا حکم دیا کہ اسیوقت اسکو خزانہ
شاہی مین پہونچائین بحفاظت تمام بہت احتیاط سے کوٹھون مین رکھوائین بموجب ارشاد کے عمل مین آیا مضمون ع کہ زر زر
کشد در جہان گنج گنج صادق ہوا اور خواجہ کی لاش نکلوا کر با تزک و احتشام بعد تجہیز و تکفین بڑی دھوم دھام سے
موافق اپنی ملت کے دفن کرکے مقبرہ کی تیاری کا حکم دیا اور بزرجمہر کو خواجہ کی عزاداری اور فاتحہ وغیرہ کیواسطے
چالیس دن کی رخصت عنایت کرکے اپنے خزانہ عامرہ سے ہزار ہا روپیہ عطا کیا بزرجمہر اُس روپیہ کو ہاتھون پر لیکر
اپنے مکان مین لایا اور والدہ مہربان کے روبرو جاکر رکھوایا اور تمام احوال بیان کیا اور فکر چہلم مین مشغول ہوا
الغرض ہر طرح کے یہ نئی سرکار دیکھکر فراہم ہوئے عزیز و قریب دوست و احباب یہ ترقی اقبال سُنکر باہم ہوئے پخت طعام
شروع ہوئی کھانا ہر روز تمام شہر مین تقسیم ہونے لگا بہت تکلف سے تورہ بندی کا حصہ ہزار ہا خوان جا بجا بھیجا گیا
جب عمائد شہر اور برادری وغیرہ سے فراغت ہوئی تو فقرا اور مساکین اور رعایا کی نوبت پہونچی غرضکہ چالیس دن
برابر مناسک فاتحہ چہلم ادا ہوئے سب تکلفات تقسیم اور پخت طعام کے حد سے سوا ہوے بعد اسکے بزرجمہر بادشاہ کے حضور مین
حاضر ہوا خلعت ماتم پرسی کا پایا دربار کی حاضر باشی کا حکم ملا ہر روز حاضر ہونے لگا ایکدن موقع پاکر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
اُس خواب کی التماس [illegible] حضور سے ارشاد ہوا کہ اس سے کیا بہتر اگر خواب میرا راست راست بتا دیگے تو بخشش پاؤ

اسکا باد گئے پریشانی ماہ دولت کی رفع ہو جائیگی طمانیت و تسلی دل کو ہوئیگی بزرجمہر نے عرض کی کہ حضور نے یہ خواب
دیکھا تھا کہ دسترخوان بچھا ہی اور اسپر اکتالیس قاب انواع و اقسام کھانے کی چنی ہوئی ہین حضور نے ایک
حلوے کی قاب مین سے نوالہ بنا کر چاہا کہ تناول فرما دین اسمین ایک سگ سیاہ آیا اور وہ نوالہ حضور کے ہاتھ سے
چھین کر کھا گیا حضور نے خوف کھایا اور چونک پڑے اور اسی خواب کو بھول گئے فرمایا کہ قسم ہی مجھکو آتشکدہ نمرود کی
یہی خواب مین نے دیکھا تھا اور واقعی یہی خواب میرا تھا ہان اب اسکی تعبیر بیان کر کہ میرے دلکو اسکی تعبیر سے شادمان کر بزرجمہر
نے کہا غلام کو اپنے محل مین لے چلیے اور جہانتک کہ عورتین محل مین ہون سبکو ایک جگہ جمع ہونیکا حکم دیجیے اسوقت تعبیر
اس خواب کی عرض کرونگا یہی کیفیت بتاؤنگا بادشاہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر داخل ہوا اور تمام حرم کو طلب کیا جب سب
بموجب حکم کے یکجا حاضر ہوئین ان سبکے بعد ایک معشوقہ دلفریب نازنین باکرشمہ و ناز پری طلعت حور صورت پوشاک پرتکلف
پہنے ہوئے جواہرات گرانبہا سے آراستہ چمن حسن مین سرو نوخاستہ چند خواصین جلو مین خرامان خرامان بصد شوخی و ناز و ادا
چال ڈھال نئے انداز سے جلوہ فگن ہوئی خواصون کے ساتھ ایک حبشی نظر پڑا بزرجمہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے بادشاہ سے
عرض کی کہ یہ وہی سگ سیاہ ہی جسنے حضور کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیا تھا اور وہ لقمہ یہ شاہزادی ہی جو حضرت سا بادشاہ
حسن خورشید تمثال بدر مثال چھوڑ کر کفران نعمت کر رہی ہی بادشاہ نے مثل آئینہ متحیر ہو کر دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ
فی الحقیقت وہ عورت نہین ہی مرد ہی عورت کے لباس مین شاہزادی کے ساتھ محل مین آ کرتا تھا رات دن عیش و عشرت
مین بسر کرکے شرف وصل سے دعوغہ بیا کرتا تھا بادشاہ کو اسحال کے دریافت ہونے سے کمال غیظ و غضب ہوا اور داروغہ ڈیوڑھیا
قصابان شاہی مین گرفتار ہوئے خصوصاً داروغہ اس محل کا ازحد معذب ہوا اور بادشاہ کے حکم سے اسی وقت وہ حبشی تو شکاری
کتون کا راتب ہوا اور وہ شاہزادی بدبخت اول تو گدھے پر سوار کرا کے تمام شہر مین ہنڈوا لی گئی بعد ازان زندہ
مینار مین چنوائی گئی اور بزرجمہر کو خلعت فاخرہ عنایت ہوا القش کو اسی دن بیرون شہر بھیجا کر بہجوم عام مین ادھا
چنوا کر تیراندازان بخطا کا نشانہ کیا اور مال و متاع مع زن و فرزند القش کا بزرجمہر کو عطا فرمایا لاکھون روپے کا
نقد جنس دم کے دم مین کہان سے کہان آیا بزرجمہر نذر گزرانکے رخصت ہوا اور بختیار غلام کو ہمراہ لیکے
القش کے محل مین گیا اسکی بی بی سے کہا کہ تمکو بال بچون دلیجے تمام شہر مین ایسا مال کوئی لیکے کہا کہ یہ تیرا مال تجھکو مبارک
ہے مگر مین نے بختیار سے وعدہ کیا تھا [illegible] القش [illegible]
[illegible]
اور تجھسے یہ بھی اقرار کرتا ہون کہ اگر تیری بیٹی کے بطن سے بختیار کا بیٹا پیدا ہوگا تو اسکو مین خود تعلیم دونگا اور جب سن
کو پہونچیگا تو اسکو بجاے القش بادشاہ سے وزارت کا خلعت دلوا دونگا القش کی زوجہ نے التماس لیا کہ
آپکی تعمیل ارشاد مین کیا عذر ہی بندہ بے زر خریدہ ہین [illegible]

عین رضامندی ہی خلاصہ یہ کہ القش کی زوجہ نے بموجب حکم بزرجمہر اپنی بیٹی کا عقد بختیار حبشی سے کر دیا بزرجمہر کا کہنا بسر و چشم قبول کیا ہرگاہ بادشاہ نے یہ حال سُنا بزرجمہر کی سیر چشمی پر غش کر گیا اور اُسکے کئی دن کے بعد جسوقت وزرا و امرا و حکما و پہلوان و سلاطین بارگاہ جمشیدی مین حاضر ہوئے فرمایا کہ بزرجمہر اپنی قوم کا اشراف اور بزرگ و بزرگ زادہ عالی ہمت اپنے وقت مین یکتا ہی خواجہ بخت جمال کا بیٹا حکیم جاماس کا نواسا ہی اور علم و فضل مین اپنا آج ثانی نہین رکھتا ہی اور متدین و امانت دار سیر چشم بھی ایسا کم دیکھا ہی دیکھو القش نمک حرام کی دولت جو مین نے اُسکو عطا کی تھی اُسنے اُسکی جورو بیٹی کو معاف کی ایک کوڑی اُسمین سے نلی صرف نحو منطق اخلاق ریاضی معانی ہیئت ہندسہ ادب حساب حکمت رمل نجوم وغیرہ سب علوم مین مہارت تام رکھتا ہی علاوہ اسکے فقط یہ نہین سیاست مدن علم مجلس حسن صورت نظم و نسق مالی و ملکی حفظ و فتح سخاوت شجاعت مروت مین بھی لیاقت تمام رکھتا ہی راست گفتار خوش بیان بھی ہی اس وجاہت اور لیاقت کا آدمی کم دیکھا ہی بلکہ بہت جستجو اور تلاش سے بھی ایسا انسان جامع کمالات زمانے مین نہین ملتا ہی اُسپر طرہ یہ کہ غیب دان بھی ہی اور آگے اس سے ہماری سلطنت مین جتنے وزیر تھے سب بے خرد و جاہل تھے ناتجربہ کار نالائق انتظام امور سلطنت مین حیلہ جو اور کاہل تھے اسواسطے مین چاہتا ہون کہ اُسکو اپنا وزیر کرون خلعت وزارت اُسکو دون حاضرین دربار نے بالاتفاق بادشاہ کی راے صائب کی صفت و ثنا کر کے عرض کی کہ واقعی اس صفات کا آدمی نہ دیکھا نہ سُنا حضرت کی راے عالی کے سامنے کسی کی عقل کو کیا یارا کہ وہانتک پہونچے حضرت کی فکر صائب کے روبرو کیا مجال کہ کوئی دم مار سکے اس امر مین حضرت کی چشم عنایت بہت مناسب ہی ہم سبکو بدل و جان منظور بزرجمہر کی ترقی مرتبہ ہی بادشاہ نے اُسیوقت بزرجمہر کو خلعت وزارت مرحمت کیا اور داہنے تخت کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا جب دربار برخاست ہوا بزرجمہر ببرکت حشم اپنے گھر چلا انعام و اکرام تقسیم ہونے لگا تصدق لٹاتا ہوا اپنے مکان تک پہونچا اُسنے کمال خوبی دیکھکر سجدہ شکر شہنشاہ حقیقی کا ادا کیا بزرجمہر انتظام امور وزارت مین مشغول ہوا و انتظام و نسق و صلاح متعلقات ملکی و مالی ازسر نو کیا

نکالنا بادشاہ کا معشوقہ دلارام کو اور پھر منظور نظر کرنا اُس محبوب گل اندام کو

فلک شعبدہ باز انسان کو کس کس گردش مین لاتا ہی زمانہ نیرنگ ساز آدمی کو طرح طرح کی نیرنگیان دکھاتا ہی کبھی گدا کو بادشاہ بنا دیا کبھی سلطنت کی سلطنت کو ایکدم مین مٹا دیا جنکو نان خشک میسر نہ آتی تھی وہ لنگر بانٹتے ہین خزانے لٹاتے ہین جو ایک ایک کوڑی کو محتاج تھے وہ صاحب گنج و مال ہو جاتے ہین چنانچہ حسب حال اسکے یہ ایک قصہ فقیر کا ہی مورخان تحقیق نے لکھا ہی کہ بادشاہ کو شاہزادی فاجرہ مقتولہ کی اس حرکت کے سبب سے کل عورات کا اعتبار جاتا رہا تھا سواے دلارام کے کہ قطع نظر حسن و عصمت و عفت کے چنگ نوازی مین کمال مشاق تھی فن موسیقی مین نہایت طاق تھی بادشاہ کے حضور اور کوئی عورت نہ آنے پاتی تھی اور اگر شاید اتفاقات سے کسی کا سامنا ہو گیا تو عتاب سلطانی مین مبتلا ہو جاتی تھی الغرض بادشاہ ایکروز بتقریب شکار سوار ہوا باز جرے بہری جگر چرغ باشہ بہری بچہ شکرہ ماشا ترمتی چرغ دستی سینہ باز

شکاری کتے چیتے سیاہ گوش قرقل وغیرہ کا غول کا غول رکاب شاہی مین چلا دارالسلطنت کے قریب ایک پہاڑ تھا
نہایت بلند آسمان سے پیوند بکمال دلکشا عجیب فرح افزا باغبان قدرت نے گلہاے بوقلمون موقع موقع پر لگائے کہ دور صنعت
کاملہ نے اشجار گوناگون بانواع مختلفہ اس کوہ مین اُگائے کسی طرف درخت دراز قامت سر بفلک اُٹھائے تھے کسی جانب
درخت بیلدار خاکساری سے زمین پر بچھے جاتے تھے اُسکے دامن مین ایک صیدگاہ تھی بفرح بالکل زلیس پر فضا بوٹا
لیتا گھانس کا رشک افزاے لالہ و گل جدول آب رواں چشمہ ہر ایک چشمہ حیوان صبا گلزار درختون کی خوشبو سے
رشک نافہ تاتاری تھی نکہت خوش آیند غنچہ ہاے شگفتہ غیرت وہ شمیم غیرت باد بہاری تھی درختون پر فیض ترشح اور موافقت
ہوا کے جوبن تھا گلہاے خودرو سے وہ مقام نمونہ گلشن تھا شکار کی وہ افراط کہ شمار مین نہ آسکے شکاری جانور دیکھکر گھبرا جاتے
نظر و تخمین مین سما سکے قاز کلنگ سرخاب مرغابی سارس ہنس بری قرقرے قرقر لوہار ساز رنگ تیلگن ڈھینک لک لک سون
تیتر زری کاواک بابو وغیرہ بیشمار علاوہ اسکے ایک طرف میدان مین ہرن چیتل بارہ سنگے پسین گھوڑا اور نیل گاو چکارے قطار
در قطار چرند و پرند کی کثرت تھی اور کوسون تک گیاہ سبز سے فرش زمردین کی صورت تھی اور پانی کی جا در روان نہرین جاری
تھین کہین چشمے کہین بہتی ہوئی ندیان چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری تھین ایک طرف ایک دریا موج زن تھا کوسون کا پاٹ
پانی صاف شفاف مثل دل پاکان روشن تھا کنارہ پر سبز اُسکے ہرے ہرے دھانون کے کھیت لہلہا رہے تھے بعض بعض مقام
گل نیلوفر مزہ دکھا رہے تھے بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر لب دریا اُتر پڑا اتفاقاً ایک مرد پیر لکڑیون کا بوجھ سر پر رکھے ہوئے جنگل کی طرف
سے آتا ہوا نظر پڑا نہایت ضعیف اور ناتوان قدم قدم پر لڑکھڑاتا تھا راستہ اچھی طرح چلا نہ جاتا تھا بادشاہ نے اُسکے
حال پر رحم و تاسف کرکے فرمایا کہ تحقیق تو کرو اس خارکش کا نام کیا ہے اور اسکا موطن و مقام کیا ہے دریافت ہوا کہ نام
آفت زدہ کا قباد ہے زمانے کے ہاتھ پریشان اور برباد ہے بادشاہ اپنے ہمنام کو اس خواری مین دیکھکر کمال متحیر و متعجب ہوا
بزرجمہر سے ارشاد کیا کہ دیکھو تو ہمارے اور اُسکے طالع مین کیا فرق واقع ہوا ہے باوجود ایک اسم ہونیکے ہم تو ہفت اقلیم کے
بادشاہ ہین اور یہ گدا ہے بزرجمہر نے موافق قاعدہ کے عرض کی کہ حضور کا اور اسکا ایک ہی ستارہ ہے کہ ہنگام تولد حضور کے ماہ و خورشید
برج حمل مین باہم تھے اور اُسکے تولد کے وقت برج حوت مین فراہم تھے دلآرام کے منہ سے بے تحاشا نکلا کہ مین اس بات کی قائل نہین
ان عقائد کی طرف مطلق دل میرا مائل نہین معلوم ہوتا ہے کہ اسکی عورت بدسلیقہ ہے بے تمیز پھوہڑی ہے اور یہ بیچارہ کندہ
ناتراش سیدھا سادھا آدمی ہے نہین تو یہ اس نوبت کو نہ پہونچتا اسکا یہ حال نہوتا اس مصیبت اور رنج مین
زندگی نہ کھوتا بادشاہ تو عورتون کی طرف سے بدظن اور متنفر ہو ہی رہا تھا دلآرام کا یہ سخن نیک بد معلوم ہوا فرمایا کہ
اسکے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ ہماری دولت خداداد اسکے سلیقہ سے ہے تمام ساز و سامان ہمارا اسکے وسیلے سے ہے ہان
لباس اسکا اُتار کر اس خارکش کو سونپ دو بہت جلد ہمارے سامنے سے اس بے ادب کو دور کرو حکم ہوتے ہی
حکم سلطانی کی تعمیل ہوئی ہزارون آدمیون کے بیچ بیچاری ناحق خوار و ذلیل ہوئی دلآرام نے رضا بالقضا ہوکر اس لکڑہارے

کہا کہ مجھکو اپنے گھر لیے چل خدا نے تجھپر رحم فرمایا کہ مجھسی عورت کو تجھے دلوایا کریم کارساز کا شکر کیجیے کہ ایام کلفت رفع ہوئے مصیبت کے دن دفع ہوئے اسکا غم نکھانا کہ روٹی مجھکو دینا پڑیگی اس سن مین اور آفت سر لینا پڑیگی وہ ہزارہا کو کھلا کر کھاؤنگی تیرا نام روشن کرونگی یہ سنکر وہ پیر مرد نہایت خوش ہوا اپنے ہمراہ اسکو اپنے گھر لیچلا جب گھر کے قریب پہونچا تو اسکی جورو نے دیکھا بوڑھا آج نیا شگوفہ لایا ہی کوئی نیا پھول جنگل مین پھولا ہی ایک عورت جوان پری پیکر حور طلعت ماہ وش ہمبر ہمراہ لیے آتا ہی لانے لا اپنے قدم رکھتا ہی خودی سے باہر ہوا جاتا ہی چیل کیطرح جھنجھلاتی ہوئی دوڑی اور کہنے لگی کہ او بوڑھے تجھکو کیا پڑی بھس لگا ہی کہ مجھپر اس عمر مین اور سوت لایا ہی یہ کہکر اس زور سے ایک دوہتڑ مارا کہ بوڑھا زمین پر گر پڑا اور لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا دلآرام نے اس عورت سے یہ کہا کہ اماں جان عبث کس لیے طیش کھاتی ہین یہ تمھارا ہی شوہر مرا دینی باپ + نہ تجھ اور وسواس فرمایئے + کوئی خدشہ دل مین نہ لایئے + اے بی بی فرخندہ خصال حور جمال اس رشتے سے آپ میری مادر مہربان بجائے اماں جان ہوئین اپنے فرزندون مین مجھکو بھی شمار کیجیے مجھے اپنے ہاتھ سے روٹی اٹھا دیجیے اور مین کھانے پینے کی تکلیف آپکو نہ دونگی بلکہ آپ کی درخدمت کرونگی اس بڑھیا کو دلآرام کی تقریر پر رحم آیا اور اپنی حرکت پر نادم ہوکے فرمایا کہ بی بی تم میری جان مال کی مالک ہو گھر بار تمھارا ہی مجھے بھی ہاتھ اٹھا کر جو دیدو گی تمھاری خدمت کیا کرونگی معمول تھا کہ وہ بوڑھا ہر روز شام کو لکڑیان بیچ کے بازار سے روٹی مول لیکر گھر مین آتا اور بارہ تیرہ لڑکے جو اسکے اندھے لولے لنگڑے اپاہج تھے اسکو لپٹ جاتے اور روٹیان لیکر بانٹ کر بانٹ کھاتے مگر پیٹ کبھی نہ بھرتا بھوکے رہتے تھے بناچاری رنج و مصیبت سہتے تھے ایکدن تو دلآرام یہ کیفیت دیکھکر چپکی ہو رہی مگر دوسرے دن نہ رہا گیا اس خارکش سے کہا کہ بابا جان آج تم لکڑیان بیچکر گیہون مول لانا روٹیان بازار کی کسیطرح گھر مین نہ پہونچانا اسنے کہا اچھا بیٹا آج ایسا ہی کرونگا تمھین گیہون لا دونگا اسدن وہ لکڑیان بیچکر گیہون خرید کرکے لایا اور دلآرام کے سامنے بجنسہ پہونچایا دلآرام ہمسایہ مین جا کر ان گیہوون کو پیس لائی اور روٹی اسکی پکا کر تین دن تک سب کو پیٹ بھر کھلائی وہ سب اسکو دعا دینے لگے اور آسائش و آرام اسکے طفیل سے عاطفت مین رہنے لگے اور وہ جو روپے کے پیسے بچے ہوئے تھے اسکی اون منگا کر ڈوریان بٹ کے اس بوڑھے کو حوالے کین کہ اسے بازار مین لیجاؤ اور بقیمت مناسب بیچ لاؤ چنانچہ یہی معمول رکھا کہ کئی روز کے گیہون جمع کرکے ایک روز اسکی اون منگوائی اور اسکی ڈوریان بٹکر بازار سے بکوا منگاتی رفتہ رفتہ تھوڑے سے دنون مین کچھ روپیہ جمع کرکے ایک خچر مول لیا اور اس ضعیف کو دیا کہ اسپر لکڑیان [illegible] لایا کرو اس ضعیفی مین تکلیف نہ اٹھایا کرو لکڑیان بھی زیادہ آئینگی [illegible] [illegible] دو برس [illegible] یا [illegible] دلآرام نے [illegible] بھی خبر لیجیے اس بوڑھے کے گھر کی صورت بدل گئی [illegible] خوش [illegible] میان خود [illegible] رنگت پیدا ہو [illegible] آنا

دلآرام نے کہا کہ بالفعل گرمی کی فصل تک غلاموں کو مع خچر اپنے ساتھ لیجا کر لکڑیاں جنگل سے بازار میں بیچنے کو نہ لایا کرو
اور وہین پہاڑ کی کسی کھوہ میں جمع کر رکھا کرو جاڑے اور برسات میں زیادہ قیمت سے بکینگی کچھ نہ کچھ نفع دینگی اُس پیرمرد نے
ویسا ہی کیا جیسا دلآرام نے کہا جب برسات آخر اور جاڑا شروع ہوا لکڑیوں کا صرف حمام وغیرہ میں ہونے لگا موسم کا
رنگ بدل گیا سردی نے روپ دکھایا بادشاہ اُسی پہاڑ پر بھر شکار کھیلنے کو آیا تاگہان دوسرے دن شبکو ایسی برف
پڑی اس شدت کی سردی ہوئی کہ کسی سے بات نہ کیجاتی تھی ہاتھ پاؤں باہر نہ نکالے جاتے تھے سوائے آگ کے یا روئی کے
اور کہین مفر نہ تھا دانت کٹکٹراتے تھے تمام لشکر بادشاہ کا سردی کے مارے ٹھٹھر کر قریب بمرگ ہو گیا جنگل و میدان سے
کام پڑا لوگوں نے لکڑیاں تاپنے کو تلاش کرنا شروع کیں اتفاقاً لکڑیوں کا ڈھیر جو پہاڑ کی کھوہ میں دیکھا دن میں جان
آگئی زندگی کا سہارا ہوا آگ لگا کر تاپنے لگے پیٹ میں سانس سمائی حواس درست ہوئے صبح کو بادشاہ تو مع لشکر بیجاہ شکار
کھیل کر اپنی دار الخلافت میں بنہضت فرما ہوا اور قباد خار کش لکڑیاں لانے کو گیا موافق معمول کے اُسی مقام پر پہونچا لکڑیاں
تو نہ پائیں کوئلوں کا ڈھیر دیکھا کمر پکڑ کے بیچارہ بیٹھ گیا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اشک حسرت سے مُنھ دھونے لگا
اب اُس منعم حقیقی کی قدرت کو ملاحظہ کیجیے کہ قباد کے دن بھرے اقبال ہمنون ہوا مٹی میں ہاتھ لگائے تو سونا ہوتا ہے
اُن لکڑیوں کا ماجرا یوں ہوا کہ اُس غار میں سونے کی کان تھی آگ دہکنے سے اُسکو گرمی پہونچی وہ پگھل کر ایک
جگہ مجتمع ہو گئی بوڑھے نے کوئلا کھدوانا شروع کیا تھا بھر بھی جل گیا تھا اسکو بھی کوئلا سمجھکر کھدوا تو اُسکے نیچے کئی سلیں نکلیں
بوڑھے نے دلآرام کے دکھانے کے واسطے کئی خچر کوئلوں سے لادے دو ایک سلیں بھی ہمراہ تھیں جب گھر میں آیا
دلآرام کے روبرو کوئلے ڈالکر زار زار رویا اور سب قصہ زبان پر لایا اور کہا کہ سوائے کوئلوں کے سیکڑوں
سلیں پتھر کی بنگئی ہیں ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہیں چنانچہ دو ایک سل بھی یہ سمجھکر اُٹھا لایا ہوں کہ شاید تمھیں یقین نہ آئے
وہ اپنی آنکھوں سے دیکھو تو تجھے جھوٹا نہ سمجھو اور مضالح پیسنے کے کام بھی آویگی ایک آدھ بک بھی جاویگی دلآرام نے اُس سل کو
چھری کی نوک سے اتحانا جو کھرچا دیکھا کہ سل کندن کی ہے اُسی دم سجدہ شکر ادا کرکے بولی کہ سچ ہے ع وہ رائی کو چاہے تو
پربت کرے ٭ اور اپنے دینی باپ سے کہا جلد جاؤ جتنی سلیں ہیں خچروں پر لادلا دیر مرو فی الفور جا کر جسقدر سلیں
تھیں لدوا لایا دلآرام نے ایک رقعہ فیصل سنار کے نام لکھکر قباد لکڑہارے کے ہاتھ میں دیا اور ایک خچر پر جسقدر سلیں
سکیں لدوا کر اُسکے ہمراہ کرکے کہا کہ بصرہ میں جا کر یہ رقعہ اور یہ سلیں جو خچر پر لادی ہیں فیصل زرگر کو دینا اور میری
طرف سے کہنا جسطرح تم میرے باپ ہو اُسی طرح سے وہ میرا بھائی ہے اُسنے میری بڑی دلسوزی فرمائی ہے اُس سے کہنا کہ میں
دلآرام کا وکیل ہوں تمھارے پاس بھیجا ہے اور جو مطلب ہوگا وہ اُس رقعہ میں لکھا ہے وہ ان سلوںکا سکہ کرکے تمھارے حوالے کریگا
لیتے آنا خبردار راہ میں کسی چور اچکے بدمعاش کے مکر و فریب میں نہ آجانا قباد تو رقعہ اور سلیں لیکر بصرے کی طرف روانہ ہوا
پھر دلآرام نے باقی سلوںکو ایک گڑھا بہت گہرا اور بڑا صحن میں کھدوا کر گڑوا دیا اور ایک [illegible] کو سہیل

فراق کے پاس کہ شہر مداین مین رہتا تھا بھیجا اور یہ پیغام کہا کہ کئی برس سے مین عتاب سلطانی مین آئی ہوں
ایک خرابے مین بسر کرتی ہون فلک کجرفتار کی ستائی ہون اگر خدا چاہتا ہی تو بہت جلد پھر سرفراز ہوتی ہون
بادشاہ کی بارگاہ مین عنقریب ممتاز ہوتی ہون لازم ہی کہ فی الفور تم میرے پاس مع کاریگر معمارون اور مزدورون
نجارون وغیرہ کے بھیجوادو مطلقاً اسطرف کی روانگی مین تساہل اور تکاہل نہ کرو کہ مجھے ایک عمارت نمونہ ایوان شاہی
تمھاری معرفت بنوانی ہی اگر تمھارے اہتمام سے بنجائے اور میرے پسند آئے تو تمھاری کمال خیرخواہی و جانفشانی ہی اور
سردست جو کچھ تعمیر مین اس عمارت عالیہ کی خرچ ہوگا وہ تم اپنے پاس سے صرف کرنا مزدورون وغیرہ کی مزدوری
چکا دینا انشاء اللہ تعالی بہت جلد تمھارا روپیہ ادا ہو جائیگا دام دام مجھسے لے لینا چونکہ سہیل کو دلآرام کا بڑا
اعتبار تھا اس پیغام کے سننے کے ساتھ ہی مع معمار و سنگتراش کامل عاقل استاد ہوشیار لیکر دلآرام کی خدمت مین حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ مین آپکا تابعدار ہون جو کچھ ارشاد ہو بجالاؤن دینے لینے کا مذکور کیا ہی جب خدا آپکو مراتب اعلی کو پہونچائے
مجھے سرفراز فرمائیے گا یہ قول کرکے بھول نہ جائیے گا بساعت سعید عمارت کی بنا ڈالی ہزارون معمار مزدور سنگتراش
بڑھئی کام بنانے لگے اس جنگل مین آبادی کی صورت نکالی تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت عالیشان تیار ہوگئی اس میدان مین
خدا کی قدرت نمودار ہوگئی جب وہ مکان تیار ہوا دلآرام نے اپنی اور بادشاہ کی تصویرین تمام مکان کے صفحات
دیوار و در پر کھنچوائین اور ہزارون شبیہ عمدہ عمدہ نفیس نفیس مصوران سحر کار جادو نگار سے بنوائین اور اسباب شاہانہ
منگوا کر اُس مکان کو خوب سا سجا تھوڑے زمانے مین نہایت عمدگی اور نفاست کی ساتھ اُس مکان کو نمونہ خانہ ارژنگ بنا دیا
اور ہر کار برقنداز تلنگے فراش خدمتگار خاص بردار چوبدار بہشتی جامہ چین وغیرہ روزگار ملازم فرمائے اور ہر فن کے کامل
پہلوان چلیت بٹیت بنکیت چابکسوار نیزہ باز تیرانداز دور دور سے بلوائے اس عرصہ مین قباد بصرے سے اشرفیان لیکے
پہونچا دلآرام نے قباد کو حمام مین بھجوایا قباد کی ہفتاد پشت مین بھی کبھی کسی نے حمام کی صورت نہ دیکھی تھی حمامی جو کپڑے
اُتارنے لگا دیکھا اُسکے پاؤن پر گر پڑا کہ مجھسے اگر کچھ قصور ہوا ہو تو معاف فرمائیے مجھے برہنہ کرکے اس گرم مکان مین کھولتے
ہوئے پانی مین نہ جلائیے حمامی اسکو نوگرفتار دیکھکر ہنسا اور اُسکو تسلی و دلاسا دیا اور کہا کہ جیسا تم سمجھے ہو ویسے
نہونے پائیگا خاطر جمع رکھو تمھین تکلیف نہوگی غسل کے بعد بدن صاف اور ہلکا ہو جائیگا لنگی جو باندھنے کو دی آنچر باندھنی
شروع کی غرضکہ ہزار خرابی بھر نہلایا گیا بڑی شکل و دقت سے نہلایا دھلایا گیا اور وہ پوشاک اُسکو پہنائی کہ سوا بادشاہان
ذی جبروت کے کسیکو دیکھنا میسر آئی اور حکم دیا کہ آجکے دن سے سوائے قباد سوداگر کے اگر کوئی کلہ ٹہرا کہیگا تو اُسکی زبان گدی سے نکالی
جائیگی بڑی ذلت و خواری سہیگا اور چار پانچ روز کے بعد عمدہ عمدہ اشیا اور تحائف روزگار اُسکے ساتھ کرکے بزرجمہر کی
ملاقات کیواسطے بھیجا اور قرینہ و آداب ملاقات وزرا و امرا کا سکھا پڑھا دیا قباد دارالوزارت مین پہونچا بزرجمہر کو اطلاع
ہوئی دربار مین بھیجے سوداگر سے بغلگیر ہوکر مرد پیر دیکھکر بکمال اخلاق پیش آیا اور بہت اعزاز و اکرام فرمایا بعد ملاقات کے اظہار

شوق کے قباد نے بموجب فہمائش دلآرام کے بادشاہ کی ملازمت کی درخواست کی شرف قدمبوسی چاہی خواجہ
نے کہا بہت خوب آج مین حضرت سے تذکرہ آپکا کر رکھونگا موافق آپکی آبرو اور عزت کے تقریب کرونگا کل روز
بھی اچھا ہی دن بھی فرصت کا ہے اول وقت تشریف لایئے بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہو جایئے قباد رخصت ہوکر
اپنے گھر آیا اور جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا اُس کو کہہ سُنایا دلآرام نے دوسرے دن سہیل سے دریافت کیا کہ آج
بادشاہ کیسی پوشاک پہنے ہو کونسا لباس قیمتی زیب بر کیے ہو اُس نے جیسا بیان کیا دلآرام نے ویسا ہی لباس
قباد سوداگر کو پہنا کر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا قباد اول خواجہ کے پاس گیا خواجہ بموجب عدہ کے اُسکو
ہمراہ لیکر ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا اور دربار مین لیجا کر جلوخانے مین بٹھلایا اور آپ بادشاہ سے تقریب کرنے کو
چلا اور بارگاہ سلطانی مین جا کر جو کچھ عرض کرنا تھا بوجہ احسن بادشاہ کی سماعت مین پہونچایا بادشاہ نے استدعائے
خواجہ قبول کی قباد سوداگر کی طلبی کی اجازت دی چونکہ بیچارہ سوائے لکڑی کاٹنے بیچنے کے شاہ و وزیر کی صحبت
کی قدر کیا جانتا تھا دلآرام نے چلتے وقت سمجھا دیا تھا کہ جب ظل سبحانی کے حضور مین جانا پہلے داہنا پانون بڑھانا
اور سات تسلیمات بہت جھُک کر بجا لانا اسکو تو بھول گیا مگر بادشاہ کی صورت دیکھکر دلآرام کی نصیحت یاد آئی اپنے
دونون پانون ملا کر ایک جست کی وہان سنگ مرمر کا فرش تھا پانون جو پھسلا چوتڑون کے بھل گر پڑا اس حرکت
سے بادشاہ مُسکرایا ارکان دولت بھی بادشاہ کے مُسکرانے سے خندہ زیر لب ہوئے قباد کی اس حرکت سے محظوظ سب
کے سب ہوئے لیکن بلحاظ اس کے کہ خواجہ کے ذریعے سے وہان تک پہونچا تھا کسی نے دم نہ مارا بادشاہ نے اُسکی
نذر قبول کی اور اسقدر اُسپر نوازش کی کہ ایک ڈلی مصری کی جو ہاتھ مین تھی اُسے دی اُسنے لیکر سلام کیا اور ساتھ ہی
سلام کے اُس ڈلی کو مُنھ مین ڈال لیا جتنے حاضرین دربار تھے سب پر ثابت اُسکی بے ادبی اور بدتمیزی ہوئی اور
بزرجمہر کو بھی اُسکی اُن دونون حرکتون سے اپنے جی مین کمال شرمندگی ہوئی ہر گاہ دربار برخاست ہوا قباد اپنے
گھر مین آیا اور بادشاہ کی عنایت سے مصری کی ڈلی کا دینا اور آپ سلام کر کے کھا جانا دلآرام سے دُہرایا دلآرام
اپنے دل مین نہایت خجل ہوئی از بس اس فعل سے نادم بدل ہوئی اور کہا کہ کمال تم سے بے ادبی ہوئی بہت بدسلیقگی ہوئی
بادشاہ کی چیز دی ہوئی روبرو بادشاہ کے نہین کھاتے ہین بلکہ نذر دیکر اور تسلیمات بجا لا کر سر پر رکھ لیتے ہین اور اپنے
گھر بطریق تبرک شاہی لے آتے ہین قباد نے پوچھا کہ پھر اب کیا کرین کہ دربار مین نادان نہ بنین دلآرام نے کہا کہ
اب جو کچھ بادشاہ عنایت فرمائے اُسکو سر پر رکھ لینا اور تسلیماتین بجا لانا اگر موقع نذر کا ہووے تو نذر دینا اُسنے اس بات کو یاد
رکھا دوسرے دن دربار مین حاضر ہوا اُسوقت بادشاہ خاصے پر تھا مگر قباد کی حاضری کو اُسکی یہ حرکات دیکھکر رکھا تھا عرض بیگی نے
عرض کی فوراً بلوایا قباد کو دیکھکر مہربانی سے پیالہ قورمے کا عنایت فرمایا اُسنے لیکر آداب ادا کیا اور دلآرام کی نصیحت یاد کر کے اُسی پیالے
اپنے سر پر اُلٹ لیا اُسکے شوربے سے سوائے تر دامن کے داڑھی اور مونچھین بھی بھر گیین تمام جسم خراب ہوا بادشاہ نے اپنے دل مین کہا کہ

مطلق اسکو تمیز سے بہرہ نہین ہی جو حرکت کرتا ہی سراسر حماقت کرتا ہی پھر اسپر دعوی نجابت کرتا ہی خدا کی قدرت ہی اسنے
دلآرام نے چلتے وقت کہدیا تھا کہ خواجہ کو اپنا مشیر و معین کرکے بادشاہ کی جناب مین دعوت کے واسطے عرض کرنا
اور اگر قبول فرمائے تو کمال آبرو اور عزت تمھاری ہو جائیگی چنانچہ قباد نے ایسا ہی کیا دلآرام کے بموجب کہنے سے
بادشاہ کے حضور مین دعوت کا نام لیا اور یہ شعر سکھایا ہوا دلآرام کا پڑھا شعر ز جاہ و شوکت سلطان نگشت
چیزے کم + ز التفات بمہمانسرائے دہقانے + بزرجمہر کو بھی اسکے حال پر رعایت تھی ساعی ہوا بادشاہ کی بھی بسبب
اسکی حرکات اور اسکی سادگی کے نظر لطف تھی دعوت قبول کی قباد شاداں اور فرحان ہنستا ہوا رخصت ہوکے دلآرام
پاس آیا اور بادشاہ کی دعوت قبول کرنا بیان کیا دلآرام نے تیاری دعوت کی کی سامان ضیافت مہیا کرنے لگی +

جانا بادشاہ کا قباد خارکش کے گھر مین اور سرفراز کرنا دلآرام کا اور نوش فرمانا دعوت کا اور بادہ و جام کا

جب کارپردازان قدرت کاملہ نے دوسرے روز سپیدۂ صبح کا دسترخوان فرش فلک پر بچھایا اور طبق زرین آفتاب
عالمتاب کو نہایت خوش سلیقگی سے بڑی چمک دمک کے ساتھ موقع پر لگایا بادشاہ مع بزرجمہر و ارکان دولت قباد و دلآرام
کے مکان مین ضیافت کھانیکو تشریف فرما ہوا قباد نے پیشوائی کرکے نذر گذرانی اور کہا ع ای آمدنت باعث آبادی ما +
جب بادشاہ اس مکان مین رونق افروز ہوا ہر دالان اور شہ نشین و حجرے کے صفحۂ دیوار پر اپنی اور دلآرام کی تصویر کو باہم
دیکھا دلآرام کو یاد کرکے بہت تاسف فرمایا اور جس مکان کو دیکھا بجنسہ ایوان شاہی کا نقشہ پایا بزرجمہر سے ارشاد کیا
کہ یہ مکان ہو بہو میرا ہی معلوم ہوتا ہی کتنا خوب اسکے ہمشکل و مشابہ بنایا یہ کہکر بارہ دری مین مسند جواہر نگار پر جاکے اجلاس
کیا طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ رنگ شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد خاصہ مانگا سفرچی نے نطع بچھاکر دسترخوان بچھایا
اور بکاول نے انواع و اقسام کا نمکین و شیرین حلوا آش و نان و قلیہ و فالودہ و فواکہات تر و خشک ظروف چینی و غوری
مین چنا قباد نے بموجب اشارہ دلآرام آفتابہ و سلفچی طلائی جواہر نگار منگاکر بادشاہ کے ہاتھ دھلائے اور بعض بعض
کھانے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے حضور لگائے بادشاہ جسوقت کھانا تناول فرما چکا دلآرام نے پوشاک شاہانہ لباس مردانہ پہنکر
چلون کی اوٹ سے جلوۂ شاہانہ بادشاہ کو دکھایا اس پردے مین بادشاہ کو اپنی طرف رجھایا بادشاہ نے جو اسکی جھلک
دیکھی قباد سے پوچھا کہ یہ عورت جو چلون کے اندر ہی تیری کون ہی نام اسکا کیا ہی عورت خوش سلیقہ ہی بند و بست
و انتظام اسی کا معلوم ہوتا ہی قباد نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کی بیٹی ہی اور یہ جو کچھ ہی اسی کی خوش سلیقگی ہی
اور حضرت جہان پناہ سے کیا پردہ ہی محل مین تشریف ارزانی فرمائیے غلام کی عزت و آبرو بڑھائیے لونڈی بھی مشتاق
زیارت ہی اسکو بھی غایت درجہ تمنائے ملازمت ہی بادشاہ اسکی استدعا کے بموجب محل مین جو گیا تو پہلے تو دور سے دیکھکر دلآرام
کا شبہہ دلآرام پر ہوا جب قریب پہونچا اسنے مجرا کیا فرمایا کون ہی دلآرام تو یہاں کہاں دلآرام قدمون پر گر پڑی اور جی کھولکر رونے لگی
بادشاہ نے اسکے سر کو اٹھاکر چھاتی سے لگایا اور بہت سے کلمات عنایت و مہربانی زبان پر لایا اسنے عرض کی کہ یہ وہی قباد

لکڑہارا ہی کہ جسکے حوالے یہ لونڈی کی گئی تھی بکمال ذلت وخواری سے اسکو دیگئی تھی حضور کے اقبال سے یہانتک تو اسکی نوبت پہونچی ملک التجار ہوا حضرت سلطان العالم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اسکو آبرو بخشی بادشاہ یہ بات سنکر اپنے دل میں نہایت منفعل ہوا اور دلآرام کا ہاتھ پکڑکے اُس بارہ دری میں جہان مسند بچھی تھی جا بیٹھا دلآرام کے سلیقے کی تعریف کی اور مسند شاہی کے قریب بٹھالیا

بادشاہ کا قباد کے گھر دعوت کھانے جانا اور دلآرام کو پہچان کر گلے لگاکر مسند پر بٹھالینا



اور قباد کو خلعت فاخرہ عطا کرکے خطاب ملک التجاری کا دیا اور بکمال نوازش دلآرام سے چنگ بجانے کی فرمایش کی وہ بموجب ارشاد کے فوراً چنگ بجانے لگی ایسا چنگ بجایا کہ زہرۂ فلک کو بھی چنگ پر چڑھایا وہ سماں بندھا کہ حاضرین بارگاہ دنگ ہوئے تصویر کا نقشہ ہوگیا جب دلآرام چنگ بجاچکی بادشاہ جمجاہ کو اپنا کمال دکھاچکی بھانڈ بھگتیے کتھک کشمیری قوال ڈھاڑی کلاونت کسبیون نے مجرا کیا تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ قباد کو دوبارہ مخلع کرکے دربار برخاست کرکے مع دلآرام سوار ہوکر ایوان شاہی میں داخل ہوا اور وہ جو عورتون سے نفرت ہوگئی تھی مبدل برغبت ہوئی چند روز کے بعد محترم بانو سے کہ بادشاہ کے چچا کی بیٹی تھی عقد شاہانہ کیا ایک برس کے بعد شاہزادی کو امید فرزند ہوئی جب خدا کے فضل سے مدت حمل کی گذری شاہزادی کو دردزہ ہوا بادشاہ نے بزرجمہر کو طلب کیا اور فرمایا کہ شاہزادی کو دردزہ ہے جسوقت لڑکا پیدا ہووے اُسکے طالع کا حال لکھا چاہیے زائچہ اُسکا تیار کیا چاہیے خواجہ ساعت تولید دریافت کرنے کیواسطے ہندی فرنگی رومی انگریزی فرانسیسی گھڑیان اور ستارون کی گردش معلوم کرنے کے لیے اصطرلاب و تختہ اپنے روبرو رکھ کے قرعہ ہاتھ میں لیکر مستعد بیٹھا اور فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت کا انتظار کرنے لگا کہ خالق بیچون کے فضل سے خورشید سپہر اقبال و نیر جاہ و جلال نور دیدۂ سلطنت نور حدیقۂ مملکت یعنی فرزند رشید بساعت سعید برج حمل سے نمودار ہو آغوش دایہ سے ہمکنار ہوا خواجہ نے اُسیوقت ساعت لکھکر قرعہ تختے پر پھینکا اور زائچہ کھینچکر جو شکلونکو ملایا خورشید منیر برج حمل میں آیا اور زہرہ و مشتری و عطارد و زحل و مریخ کو برج سعد میں مشرف و شرف دیکھا خواجہ کیا کہین خوشی سے

کھل گئین بادشاہ کو مبارکباد دیکر عرض کی اور یہ بیتین پڑھین المترجمہ مبارک ہو فرزند ای نیک فال + رہین دوست
شاد و عدو پائمال + یہ سلطان ہی ہفت اقلیم کا + فروزندہ ہو تاج و دیہیم کا + یہ فرزند ارجمند اکثر ممالک کا حکمران ہوگا
عادل دادگر صاحب مملکت فراوان ہوگا اور ستر برس سلطنت بڑے کر و فر سے کریگا مگر اپنے ایک ندیم کی حماقت سے
اکثر متردد رہیگا یہ کہکر نام تجویز کرنے لگا کہ دو عیارون نے حاضر ہوکر بادشاہ سے التماس کیا کہ چشمۂ نوش خاص جو کئی برس
سے سوکھ گیا تھا آج خودبخود پانی اسمین روان ہوا بزرجمہر نے فال نیک سمجھکر شاہزادے کا نام نوشیروان رکھا اور بعض
مورخین نے لکھا ہی کہ ہنگام تولید شاہزادہ بادشاہ کے ہاتھ مین جام می گلرنگ تھا بزرجمہر نے زبان فارسی مین التماس
کی کہ قبلۂ عالم جام را نوش دروان بفرمایند بادشاہ نے خوش ہوکر خواجہ کو خلع کیا اور شاہزادے کا نام نوشیروان
رکھا نقارچیونکو شادیانے بجانے اور توپخانے مین سلامی شلک اڑانے کا حکم ہوا توپخانون مین توپون پر بتی پڑنے لگی اور
نقارون مین شادیانے کی نوبت جھڑنے لگی فوراً صداے مبارک و سلامت سیل کنان فلک ہفتم کے گوش تک پہونچی عوام و خواص ذلیل
و شریف امیر و وزیر چھوٹے بڑے مین خوشی اور تہنیت ہونے لگی سامان عیش و نشاط باہم ہوا اپنے رنگ کا جابجا جلسہ ٹھہرا
پیر فلک نے اس جوان بخت کی مسرت ولادت سے مہر و ماہ کا دف سنبھالا زہرہ و مشتری نے بکمال عشرت سے رقص کا
وہ رنگ جمایا کہ ہر چرخ سا چکر مین آیا خزانون کے دروازے علی العموم کھلے جہانتک فقیر تھے بادشاہ کی زر ریزی سے امیر ہوگئے
اور تمام رعایا کو یکسالہ خراج معاف ہوا ہر فرد بشر عیش و عشرت مین بسر کرنے لگا گیارھوین دن مین جشن مین بادشاہ کو خبردارون نے

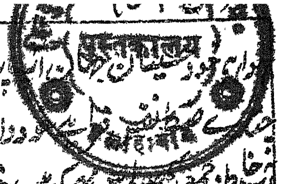
پیدا ہونا نوشیروان کا اور جشن کرنا بلغ وادمین اور ارکین سلطنت کا نذرین دینا بادشاہ کو



خبر دی کہ القش کی بیٹی کے بیٹا پیدا ہوا شاہزادہ آفاق کا جان نثار جشن در سے ہویدا ہوا بادشاہ نے خواجہ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ القش کے نواسے کو ابھی سے مار ڈالنا انسب ہی کہ اگر یہ لڑکا زندہ باقی رہا تو غضب ہی یقین ہی کہ قابو پاکر
تمسے عداوت کریگا نخواہ مخواہ تم سے اپنے نانا کا بدلہ لیگا فعی کشتن و بچہ اش را نگہداشتن کار خردمندان نیست

اسپر عمل کرنا لازم اور مناسب ہو آیندہ تمکو اختیار ہو ان امور مین تمھاری راے صائب ہو خواجہ نے کہا کہ قبل از وقوع
گناہ تعزیر کرنا کسی مذہب مین روا نہین ایک طفل معصوم کو قتل کرنا کسی طرح زیبا نہین بادشاہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک
بمقتضاے قتل الموذی قبل الایذا اسکے وجود کو معدوم کرنا لازم ہو ورنہ یہی بناے فساد ابھی سے قائم ہو یاد رہے کہ اگر اسکی زندگی
وفا کریگی تو اسکے ہاتھ سے ایذا تمکو ضرور پہونچیگی بزرجمہر نے اُسکی شفاعت کی اور بادشاہ کی راے اسطرف سے پھیری
اور بادشاہ سے رخصت ہوکر القش کے گھر گیا اور بختیارک کے لڑکے کا نام بختک رکھا جب نوشیروان چار برس
چار مہینے کا ہوا بادشاہ نے تعلیم کیواسطے بزرجمہر کو سونپا بزرجمہر نے ایک ہفتے کے بعد بختک سے بادشاہ کو نذر دلوائی
اور عرض کرکے جاگیر القش کی اُسکے نام پر لکھوائی اور نوشیروان کے ساتھ اُسکو بھی تعلیم کرنے لگا اور نہایت دلسوزی سے
اُسکی تعلیم مین بھی مصروف ہوا چونکہ نوشیروان ازبس ذہین تھا کئی سال کے عرصے مین علوم مشہورہ یعنی صرف نحو و
معانی منطق حکمت ادب ریاضی نجوم رمل ہندسہ ہیئت جغرافیہ تاریخ وغیرہ سے فراغت حاصل فرمائی اور فنون سپاہ گری مین
بھی علم استادی کا بلند کیا مہارت کاملہ بہم پہونچائی اتفاقاً ایکدن چین کے سوداگر اُس شہر مین وارد ہوے بادشاہ کیخدمت مین
تحائف گذرانکے شاہزادے کو بھی نذر دینے کی اجازت لی بادشاہ نے حسب استدعا انکو اجازت حاضری کی دی جب سوداگرون نے
شاہزادے کیخدمت مین تحائف عجائب و غرائب پیش کیے اور کچھ تحفے نفیس اشیاء لطیف کے بطور نذر گذرانے نوشیروان نے خاقان
چین کے حال کا استفسار ہوا سوداگرون نے اُسکا حال مفصل عرض کیا اور کہا کہ خاقان چین کی ایک بیٹی مہر انگیز نام ماہ طلعت
مہر جبین گل اندام نازنین سمن بر موکمر حور وش پری پیکر ہے جسکے حسن کا شہرہ قاف سے تا قاف پہونچا ہو ایک عالم اُسکے جمال خداداد کا
شیدا ہو ہزارون شہزادے اُسکے چاہ الفت مین پانی بھرتے ہین سیکڑون بادشاہ اُسنے ہر خصال پر مرتے ہین شعر نہ تنہا عشق
از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + تذکرہ مہر انگیز کا شاہزادے کے دل مین مہر انگیز ہوا نائرہ عشق محبوب
نوشیروان کے سینہ مین شعلہ خیز ہوا جگر سے تیر محبت کا پار ہو گیا حضرت عشق کا شہزادے پر وار ہو گیا شدہ شدہ تاب و طاقت
نے جواب یا صبر و شکیبائی نے اپنا راستہ لیا خواب و خور حرام ہوا ایک چپ سی لگ گئی ہنسنا کھیلنا اختلاط کرنا یکقلم بھول گیا
دن رات اُسکے تصور مین اپنے دل سے باتین کیا کرتا تھا اور عالم تصور مین اسکو اپنا مقابل کرکے یہ اشعار دل سوخت جولان کے
پڑھا کرتا تھا اشعار یا تو وہ دن تھے کہ جب فصل بہار آتی تھی + سیر گلشن کو طبیعت مری لہراتی تھی + وحشت دل سے گلزار ادھر
لیجاتی تھی + منڈر کو ڈالیان پھولون کی جھکا لاتی تھی + ہم ساتھ حبابون کے اور زمزمہ پردازی تھی + چہچہے گاہ تھے باہم کبھی گلبازی تھی +
باغ عالم مین ہون غنچہ کی طرح تھا دل تنگ + واشدہ دل سے تھا ہر گل صفت آئینہ و رنگ + رات دن جوش یہ رہتا تھا گل عشق کا
رنگ + اُٹھتی ہر وقت طبیعت سے تھی اک تازہ اُمنگ + جگر خون سے چمن سر مین کچھ کام نہ تھا + کسی کا شیفتہ عارض گلفام نہ تھا
جانتا کاہکو تھا ہجر اندوہ کا نام + آنے پاتا نہ تھا لب پر کبھی فقرہ کلام + بادہ نوشی سے میسر کار تھا ہر رات مدام + روز
بےمحابا بسر ہوتی تھی ہر صبح سے تا شام + سیر گلشن تھی ہم دوست تھے مے نوشی تھی + یاد گلگشت تھی درد و غم سے فراموشی تھی + آغاز تھا

نہ تھا دامن خاطر پہ غبار + روبرو آنکھ کے رہتا تھا کھلا باغ و بہار + شاہد عیش سے حاصل تھا سدا بوس و کنار + یا تو
دکھلائے نئے چرخ نے اب لیل و نہار + ثمر عشق نے یہ شیفتہ حالی ڈالی + شجر دل کی جدا ہو گئی ڈالی ڈالی + دفعتہً زرد ہوا
برگ خزان کی صورت گل عشرت سے ہوئی باد بہاری رخصت + اٹھ گئی پہلو سے یکبار عروس راحت + چرخ نے اسکے
عوض رنج کی بخشی صحبت + گل پژمردہ کے مانند جھکائے سر ہوں + شکل نرگس کے میں حیران ہوں و ششدر رہوں + ہو گئی لال
زبان صورت برگ سوسن + خود بخود چاک ہوا صورت گل پیراہن + ہے چھوٹے نہ مجھے یاد رہی سیر چمن + صورت طائر
پر بستہ ہوں ڈالے گردن + بگلو حلقۂ غم صورت قمری دارم + وہ کہ گر دست بمن کار مراد شوارم + بحر خون چشم سے ہر وقت
ابلا پڑتا ہو + دل ہی واقف ہو جو کچھ درد و الم سہتا ہو + طاقت ضبط نماند ست خدایا چہ کنم + درد دل با کہ بگویم و مداوا چہ کنم +
سیل دریائے تالم میں گھرا ہوں ایسا + نظر آتا کسی جانب نہیں ساحل جسکا + موج ہر ایک ہو اک سلسلۂ رنج و بلا +
دیکھیے خوبی تقدیر دکھائے کیا کیا + آشنا کوئی نہ غمخوار ہو اسوقت مرا + کون جز ذات خدا یار ہو اسوقت مرا + کیا کہوں کس سے
کہوں بخت ہوں آفت میں پھنسا + آتش عشق میں نزرات میں جلتا ہوں پڑا + سانس کے ساتھ نکلتا ہو دہن سے شعلا + ضبط اس
سوز نہانی کو کروں تا بکجا + شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے + سوختم سوختم این راز نگفتن تا کے + ہر چند ضبط کیا مگر رنگت
کی زردی لب کی خشکی آہ سرد دل پر درد نے چھپنے نہ دیا جب روز بروز شاہزادے کا حال ابتر ہونے لگا خیر خواہان نے
بادشاہ کے حضور میں التماس کیا کہ معلوم نہیں کہ نصیب اعدا شاہزادے کو کیا مرض ہوا ہو خورد و نوش بالکل ترک ہو گیا ہو
نہ کسی کی سنتے ہیں نہ اپنی کہتے ہیں آئینہ حیرت زدہ تصویر کی صورت بیٹھے رہتے ہیں یہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے سیماب کے مانند بیقرار
ہو کر خواجہ بزرجمہر سے یہ ماجرا بیان کیا خواجہ نے بادشاہ کو تسلی دی اطمینان کیا اور نوشیروان کے پاس آیا اور تخلیہ کر کے کہا
کہ خیر تو ہو یہ حال آپنے کیا ہو مزاج مبارک کیسا ہو آپکا احوال ایسا کیوں ابتر ہو سچ سچ راز دل کا بیان کرنا بہتر ہو تا کہ میں اسکا
علاج کروں آپ کے معالجے میں مصروف ہوں نوشیروان نے کہا کہ خواجہ صاحب اول تو آپ میرے باپ کے وزیر ہیں اور
دوسرے میرے استاد ہیں مرد پیر ہیں میں آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہوں اگرچہ مقام شرم و حجاب ہو اس راز نہفتہ کا
افسانہ ازبس مرنا صواب ہو ادب رخصت نہیں دیتا ہو کہ اپنے حال سے آپکو مطلع کروں درد دل سے آگہی دوں لیکن
بلحاظ الامر فوق الادب زبان پر لاتا ہوں کہ میں صفت حسن ملکہ مہر انگیز دختر خاقان چین کی سنکر نادیدہ عاشق
ہوا ہوں اور اسکے ناوک عشق کا نشانہ بنا ہوں اور خوب یقین ہو کہ اگر اسکے ساتھ میری شادی نہ ہو گی تو جیتا نہ بچونگا بہ ہجر محبوب میں تمام عمر
بسر کر جان دونگا نظر یہ کہکر جو ضبط آہ جانسوز کی + تو آگ اسکے دامان دل میں لگی + حرارت سے طاری ہوا غش پہ غش + ہوئی حالت دل میں عجب
کشمکش + خواجہ نے کہا کہ شاہزادے اسقدر مضطر ہوں بیخودی ہونا چاہیے عالی ہمتی سے بعید ہو اس درجہ ہوش و حواس
کھونا چاہیے یہ کون بڑی بات ہو جسکے واسطے یہ صورت اپنی آپنے بنائی ہو اسقدر بیٹھے بٹھائے بیفائدہ کی تکلیف اٹھائی ہو
خدا کے لیے اس غم کو دل سے دور کیجیے کھانا پینا نوش کیجیے عیش و نشاط میں دل بہلائیے [illegible]



خواہم خود ... پرجان و دل سے قربان ہوجائینگے بادشاہ عظیم الشان کیجانب سے عقد کیا پیغام آئیگا
... وداری سے بیگانہ ہوجایئے کیا امر محال ہے جسمین خدانخواستہ آپ کی تلف جان کا احتمال ہو
آپ خاطر جمع رکھیں اس مہم کو مین خود جاکر آپکے واسطے سر کرونگا آپ کا جام اشتیاق بادۂ مراد سے بھر دونگا نوشیروان
کو اسکے کلام مہر انگیز سے تقویت ہوئی ملکہ مہر انگیز کے ملنے کی امید باعث اطمینان طبیعت ہوئی الغرض چھپر کھٹ سے
اٹھکر حمام کیا رفقا اور مصاحبین کو بلوایا اور پوشاک تبدیل کرکے خاصہ نوش فرمایا بزرجمہر وہان سے بادشاہ کی خدمت
مین آیا اور احوال شاہزادے کے عاشق ہونے کا حضرت کی سماعت مین پہونچایا بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ یہ امر
بے تمھارے ذریعہ کے انجام نہ پائیگا تمھاری تدبیر چاہئے اسکا انتظام ہوجائیگا کہ وہ بادشاہ اولوالعزم عالیشان ہے
صاحب ملک وسیع والا دودمان ہے نسبت و قرابت کا واسطہ نازک ہے کوئی شخص جلیل القدر اس درمیان مین سفیر چاہیے
ایسے امر سترگ کا انتظام کرنے والا مرد ہوشیار و باتدبیر چاہیے آخر بعد صلاح و مشورہ یہ امر قرار پایا کہ خواجہ خود
ملک چین کیطرف جاوے اور تقریب عقد کی اپنے واسطے سے ٹھہراوے چنانچہ سامان سفر مہیا ہوا بزرجمہر پچیس سوار
و پیادہ اپنے ہمرکاب لیکر چین کی طرف چلا بختک کا حال سنیے کہ جب سے ہوش سنبھالا اپنے نانا کا حال سنکر ہر روز اپنی
ماں سے کہتا تھا کہ مین جب بزرجمہر کا منھ دیکھتا ہون میری آنکھوں مین خون اتر آتا ہے نانا کا حال یاد کرکے دل بھر
آتا ہے جبتک اپنے نانا کا بدلہ نہ لونگا تب تک بچین نہ رہونگا قابو پانا شرط ہے کبھی نہ کبھی تو دام مین آئیگا اور ہمیشہ
بزرجمہر کی بدی کرکے نوشیروان کے کان اپنی دانست مین اسکی طرف سے بھرا کرتا تھا اور جو جو دلمین آتا جھوٹ سچ بنا کے بد
نام کرتا تھا مگر نوشیروان اسکو لعنت ملامت کرکے کہتا تھا کہ خواجہ کی نیکیون کو اپنے ساتھ دیکھ وہ تیرے ساتھ تو کیا کیا
سلوک کرتا ہے اور تو اسکی جانب سے ایسے ایسے اوہام باطلہ اور شکوک کرتا ہے ارے کمبخت وہ ہر طرح سے تیرا محسن ہے تو یہ کر
مین تو خسر الدنیا والآخرۃ ہوگا خدا کو کیا منھ دکھائیگا اور دنیا مین ذلیل وخوار گرفتار ذلت ہوگا +

روانہ ہونا بزرجمہر کا چین کیطرف باجاہ و حشم اور لانا ملکہ مہر انگیز کا اور عقد ہونا طالب و مطلوب کا باہم

نغمہ سرایان عشرت کدۂ وصال و سمر و نوازان محفل مقال قانون تحریر مسرت انگیز اور چنگ تقریر فرحت خیز سے ہنگامہ
شادی برپا کرتے ہین اور جلسہ عروسی و دامادی کو اسطرح گرم بے انتہا کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر بادشاہ سے
رخصت ہوکر باحشمت و جلال و تزک و احتشام بکمال طے مسافت کرتا ہوا منازل اور مراحل دشوار گزار سے گذرتا ہوا
شہر چین مین داخل ہوا خبردارون نے خاقان چین کو مطلع کیا کہ بادشاہ ہفت کشور کا وزیر باتدبیر خواجہ بزرجمہر
حضور کے پاس آیا ہے شاہنشاہ زمان قباد کامران کا کوئی پیغام لایا ہے یہ سنکر خاقان چین نے ارکان دولت کو خواجہ کی
پیشوائی کے واسطے بھیجا اور جب قریب پہونچا اپنے بیٹوں کو مع سلاطین خطا و ختن استقبال کا حکم دیا جب بزرجمہر دیوان
خاص مین داخل ہوا آداب شاہی کو زمین بجا لایا اپنے شاہنشاہ کیطرف سے موافق آداب شاہانہ ابلاغ شوق و ذوق کر کے تحائف اور سوغات

ہمراہ لیگیا تھا اپنے بادشاہ کی طرف سے خاقان چین کی خدمت مین پیشکش کیے اور جواہرات بیش بہا اور اسپ و فیل اور
سلاح اور اقمشۂ نفیسہ حضور مین بادشاہ کے رکھدیے خاقان چین نے ادب و سلیقہ خواجہ کا بہت پسند کیا اور سخنان شیرین
سے نہایت خرسند ہوکر خواجہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا زر و مال بیشمار دیا لکھتے ہین کہ پہلی ہی صحبت مین خواجہ کو
بارہ بار خلعت عطا فرمایا اور اسکا اعزاز و اکرام حد سے سوا بڑھایا یعنی جو سخن خاقان زبان پر لاتا تھا اُسکا جواب
صواب پاتا تھا خلعت عطا فرماتا تھا ہرگاہ سبب آنیکا پوچھا اُسکو لیبا بآئین شائستہ خواجہ نے بیان کیا کہ خاقان نے
بدل و جان سے مہرانگیز کی شادی نوشیروان کے ساتھ قبول کی اور سوائے اُسکے کہنا مان لینے کے اور کوئی بات بن نہ پڑی
بحضور سیہ دربار عام مین یہ کلمہ ارشاد کیا کہ زہے سعادت میری کہ نوشیروان سا داماد مجکو ملا اور اُسیدم حکم دیا کہ جلد تر اسباب
سفر کا مہیا کرین اور جہانتک ہوسکے کمال سرعت سے قصد ملک مداین کا کرین خلاصہ یہ کہ فقط حکم کی دیر تھی کئی روز کے
عرصہ مین سامان سفر تیار ہوا خاقان چین نے کبابہ چینی اور قلابہ چینی کو کہ یہ دونون خاقان کے خلف الرشید تھے
مہرانگیز کے ہمراہ چالیس ہزار ترک سے روانہ کیا اور کئی پشت کا اندوختہ زر و جواہر و لباس و اشیاء عمدہ
تحفہ اور کئی سو کنیز و غلام ترکی و حبشی خطائی ختنی جہیز مین دیے کئی مہینے کے عرصہ مین خواجہ مع ملکہ مہرانگیز
اور شادان قریب ملک ایران کے بانیل مرام تھوڑے فاصلے پر وارد ہوا اور اُس جگہ شب کی شب تخیم سراوقات عصمت
رہا صبح کو سرداران قوم نے اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور شاہزادگان چین نے سامان جہیز اور شادی کا بکمال انتظام
اہتمام ہمراہ لیا جب اہل شہر کو یہ مژدۂ فرحت فزا معلوم ہوا تو ہر طرف سے خلائق کا ہجوم ہوا بادشاہ نوشیروان نے
استقبال کیا اور طبق طبق زر و جواہر مہرانگیز کے محافے پر سے نثار کرکے فقیرون کو دولت سے مالامال کردیا اور خواجہ

بزرجمہر کا چین سے ملکہ مہرانگیز کو بجلوس شاہانہ لانا اور بادشاہ کا مع نوشیروان استقبال کرنا



بزرجمہر کو بانواع شفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور انواع اقسام خلعتہاے فاخرہ سے مخلع فرمایا اور شاہانہ سامان
شادی کا کر کے ساعت سعید مین نوشیروان کا عقد ملکہ مہر انگیز کے ساتھ کیا اور بعد برات کے ایک سال تک
جشن شادی کا رہا مترجمہ ہوئی بسکہ شادی مین وہ دھوم دھام + جسے دیکھکر خوش ہوئے خاص و عام + چلا شب کو
دولھا جو تارون کی چھانون + زہرہ نے بھی باہر رکھا گھر سے پانون + ہوئی روشنی سے شب تار روز + کہ نوشہ تھا خورشید عالم
فروز + وہ تختون پہ تھے تختہ تختہ چمن + شگفتہ گل لالہ و یاسمن + فضیلت نہ کیون دن پہ دہ رکھتی رات + کہ وہ شب حقیقت مین
تھی شب برات + مبارک سلامت کا تھا شور و غل + زبس شاد و خرم خدائی تھی کل + ہوا زر جو نوشاہ پر سے نثار + گداے
زمانہ ہوئے مالدار + بادشاہ بصلاح خواجہ نوشیروان کو تخت پر بٹھلا کے آپ گوشہ نشین ہوا اور طریقہ ترک دنیا اختیار کر کے
انزواگزین ہوا اور مکرر سہ کرر نوشیروان کو نصیحت کی کہ بغیر مشورہ خواجہ بزرجمہر کوئی کام نہ کرنا اور بختک کو امورات شاہی
مین مدار المہام نہ کرنا تاکہ سلطنت کو زوال نہووے اور انحطاط بر خورشید اقبال نہووے کہتے ہین کہ جب بادشاہ نے
نوشیروان کو تخت پر بٹھانے کے لیے بزرجمہر سے شورہ چاہا اور مکنون خاطر اپنا زبان فیض ترجمان پر لایا تو خواجہ نے
یہ عرض کی کہ چالیس دن کے بعد شہزادے کو شوق سے تخت پر بٹھلایئے گا خاطر خواہ جشن تخت نشینی شاہزادہ اور تقریب
ولیعہدی فرمایئے گا اور اتنے دنون تک شاہزادے پر میرا اختیار رہے جو مین مناسب جانونگا سو کرونگا دوسرے شخص کو اس مین
اختیار نہ دونگا بادشاہ نے بدل و جان قبول کیا اور اسکو اختیار دیدیا خواجہ نے اسیدم نوشیروان کو پابزنجیر کر کے زندان
مین بھیجا اور اکتالیسوین دن قید سے رہا کر کے پیدل اپنی سواری کے ساتھ دوڑاتا ہوا ایوان شاہی تک لیگیا اور تین تازیانے
اس زور سے نوشیروان کے مارے کہ نوشیروان تلملا گیا دھوپ کی سختی میدانون کی ریت اسپر اتنی دادوش مارے
گرمی کے بلبلا گیا بعد ازان تلوار کھینچکر نوشیروان کے ہاتھ مین دی اور اپنا سر جھکا کر یہ بات عرض کی کہ اس بے ادبی
کی سزا یہی ہے کہ مجھکو قتل کیجیے اس بے ادبی کی سزا دیجیے نوشیروان خواجہ کے گلے سے لپٹ گیا اور بے اختیار اس کے
سینے سے چمٹ گیا اور کہا کہ خواجہ اسمین بھی کچھ حکمت ہوگی ورنہ تم مجھکو اسقدر تکلیف نہ دیتے اور وبال میری مصیبت کا
اپنے سر پر نہ لیتے ہرگاہ دو برس کے بعد بادشاہ نے انتقال کیا بختک کی گرم بازاری ہوئی اس مردک نے نوشیروان
سے کیا کیا ظلم و بدعت نکروائی مخلوق کو کیا کیا رنج اور تکلیف نہ دلوائی حتی کہ زمانے مین نوشیروان ظالم مشہور ہوا
اور اسکے جور و تعدی کا شہرہ دور دور ہوا ناگہان ایک قزاق بعلت راہزنی پکڑا آیا نہایت خونخوار بدمعاش قطاع الطریق تھا
سردار ہزارہا خون بیگناہ کیے سیکڑون پھانسی دیے بہتون کے سر تن سے اتارے اکثر مسافر زہر دیکر مارے نوشیروان نے
اسکے قتل کا حکم دیا جلاد قتلگاہ کو لیچلا اسوقت اسنے عرض کی کہ قتل تو مین کیا ہی جاؤنگا پاداش عمل پاؤنگا لیکن اگر چالیس
دن کی مہلت مجھکو ملے بادشاہ اتنی فرصت دے اور بھی شراب و کباب شاہد رعنا بھی عنایت ہو تو مین ایک ایسا علم
جانتا ہون اور ایسا ہنر استاد سے سیکھا ہون کہ دربار شاہی مین کوئی نہ جانتا ہوگا بلکہ کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا بعد چالیس دن کے

جسکو حکم ہوگا تعلیم کردونگا پھر جیسا میرے بارے مین حکم ہوگا بجا لاؤنگا نوشیروان نے پوچھا کہ وہ علم کیا ہی اور کچھ مفید
بھی ہوتا ہی اُسنے کہا کہ مین سب جانورون کی زبان کا عالم ہون اس علم کو خوب جانتا ہون ہر چڑیا کی بولی کو بہت اچھی طرح پہچانتا
نوشیروان نے اسکی عرض کو قبول کرکے بزرجمہر کے سپرد کیا بزرجمہر نے اُسکو ایک مکان رہنے کو دیا اور حسب درخواست
اُسکے سامان عیش و عشرت کا اُسکے مسکن پر بھجوایا اور لباس و اکل و شرب مین نہایت اہتمام فرمایا کہ اُس نے
چالیس روز تک خاطرخواہ عیش کی اور جی بھر کے داد عشرت دی اکتالیسوین دن بزرجمہر نے اُس سے کہا کہ
چالیس دن گذر گئے علم زباندانی حیوانات مجھکو تعلیم فرمائیے موافق اپنے وعدے کے وہ علم عجیب مجھے بتائیے اُسنے کہا کہ
جمیع علوم سے جاہل مطلق ہون مجھے علوم سے کیا کام مرد بیوقوف اور احمق ہون مگر خدا اپنے گدھون کو خشکا کھلاتا ہی
اپنی قدرتین دکھلاتا ہی یہ اُسکی شان ہی کہ قتل سے مجھے بچایا اور انواع انواع عشرت سے مجھے کھانا اور پانی اقسام اقسام کا عنایت
فرمایا غرض عیش کرنی تھی سو اس حیلہ سے اپنے دل کی آرزو پوری کرلی اب حاضر ہون گردن ماریئے یا پھانسی دیجئے جسطرح
دلمین آئے جان لیجیے خواجہ یہ تقریر سنکر ہنس دیا اور اُسکو اشرفی اور جوڑی کی قسم دیکر رہا کیا ایکدن بادشاہ شکار کھیلتا ہوا
کسی طرف چلا گیا اور سوائے بزرجمہر و بختک کے تیسرا شخص ہمراہ نہ تھا ایک مقام پر دیکھا کہ دو اُلو ایک درخت پر بیٹھے ہین اپنی
بولی بول رہے ہین نوشیروان نے بزرجمہر سے پوچھا کہ انکا کیا کلام ہی کس امر مین مشورہ کر رہے ہین بزرجمہر نے کہا کہ یہ
گفتگو اپنے لڑکون کی شادی کی کرتے ہین فکر اور تدبیر خانہ آبادی کی کرتے ہین بیٹے والا بیٹی والے سے کہتا ہی کہ تین ویرانے
اگر تو اپنی بیٹی کے جہیز مین دینا قبول کرے تو مین اپنے بیٹے سے تیری بیٹی کی شادی کرتا ہون ورنہ مجھے منظور نہین گفتگو
مین دوسری جگہ اپنے فرزند کی دامادی کی کرتا ہون اُسنے کہا کہ اگر نوشیروان کی زندگی ہی اور ایسا ہی ظلم عباد اللہ پر
کرتا رہا تو تین ویرانے کیا جتنا ملک نوشیروان کا ہی مین سب جہیز مین دونگا تیرا دامن تمنا حوصلے سے زیادہ گلہائے
مراد سے بھر دونگا نوشیروان بولا کہ اب ہمارے ظلم کا چرچا جانورون مین بھی ہونے لگا تذکرہ جور و بیداد کا
دُور دُور پہونچا یہ کہکر بہت متنبہ ہوا اپنے افعال سے نادم اور شرمندہ ہوکر زار زار رویا اور آتے ہی زنجیر عدالت دیوان
خاص مین بندھوا دی اور تمام شہر مین منادی کرادی کہ جو کوئی دادخواہ آوے زنجیر کو ہلادے کسیکی معرفت خبر ہونیکی
کچھ حاجت نہین ہی چوبدار اور ہرکارے کی ضرورت نہین چنانچہ ایسا ہی معمول ہوگیا جو دادخواہ آیا اُسی ذریعہ
سے اپنی داد کو پہونچا پھر تو ایسی عدالت کی کہ آجتک نوشیروان کا عدل مشہور ہی چھوٹا بڑا اُسکے نام
سے واقف ہی تشریح اسکی کیا ضرور ہی کئی برس کے بعد بادشاہ کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ملکہ مہر انگیز کے بطن
سے پیدا ہوئے گویا اختر اقبال افق جاہ و جلال سے ہویدا ہوے بیٹون کا تو ہرمز اور فرامرز اور بیٹی کا مہرنگار
نام رکھا اور انکی پرورش بطور شاہانہ ہونے لگی بادشاہ نے تعلیم اور تعلم سے کام رکھا خواجہ کے بھی دو لڑکے پیدا ہوئے
ایک کا سیاوش اور دوسرے کا دریا دل نام رکھا اور دونون کی پرورش مین اہتمام کرنے لگے بختک کے بھی [illegible]

ایک بیٹا عطا فرمایا اُسنے بختیارک کے نام سے پکارا راوی لکھتا ہی کہ ایک شب کو نوشیروان نے خواب دیکھا کہ مشرق سے ایک زاغ سیاہ آیا اور میرے سر سے تاج اُتار کر لیگیا پھر مغرب کی طرف سے ایک باز نمودار ہوا اُسنے اُس زاغ کو مار کر تاج میرا میرے سر پر رکھدیا یہ خواب دیکھکر بادشاہ جاگ اُٹھا اور صبح کو بزرجمہر سے بیان کرکے تعبیر پوچھنے لگا بزرجمہر نے عرض کی کہ مشرق کی طرف ایک شہر خیبر ہی اس شہر مین ایک بادشاہزادہ خشام بن علقمہ خیبری نامے پیدا ہوگا آپ سے اور اُس سے جنگ وجدل ہوگی بڑا فساد برپا ہوگا وہ آنکر حضور کا تاج وتخت چھین لیگا اور آپ کو شکست فاش دیگا پھر مغرب کیطرف ایک شہر مکہ ہی اُدھر سے ایک لڑکا حمزہ نامے آویگا وہ اُس بے ادب کو مار کر پھر تاج وتخت حضور کو دیگا اور آپکا انتقام اُس سے لیگا بادشاہ یہ بات سُنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ کو خلوت دیکر مکہ معظمہ کیطرف بھیجا کہ اُن اطراف مین دوادوش کرو کہ اگر وہ لڑکا پیدا ہوا ہو تو ہمارا فرزند مشہور کرکے باٰئین شائستہ اُسکی پرورش کرو خواجہ بزرجمہر بہت اسباب تقسیم تحائف اور زر وجواہر لیکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور اُس فرزند ارجمند کی تلاش کرنے لگا تجسس اُسکے حال کا خانہ بخانہ ہوا

خواجہ بزرجمہر کا مکے کی طرف جانا اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے کی خبر کا ہر جگہ سُراغ لگانا

مخبران اخبار گوناگون وسیہمان آثار بوقلمون رمز دانایان معارک واقعہ دانی و دقیقہ سنجان مصاف سخن رانی یون سمند خامہ کو میدان تحریر مین جولان کرتے ہین حکایت شیرین کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ بعد طی منازل وقطع مراحل مکہ معظمہ کے قریب پہنچا ایک خط اُس مقام سے خواجہ عبد المطلب کو کہ قوم بنی ہاشم کے سردار تھے اس مضمون کا لکھا کہ بندۂ خاکسار مکہ معظمہ کی زیارت کے واسطے آیا ہی اور آپ سے بھی ملازمت کی تمنا ہی مترصد ہون کہ آپ اپنی ملاقات سے محظوظ فرماوین مسافر نوازی کو عمل مین لاوین خواجہ عبد المطلب خط پڑھکر بہت خوش ہوئے اور جمیع رؤساء مکہ کو ساتھ لیکر بزرجمہر کے استقبال کو گئے اور بکمال عزت وتوقیر لے آئے اور مکانات عمدہ عمدہ اُنکی سکونت کیواسطے خالی کروا دیئے پہلے تو بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کیساتھ کعبے کی زیارت کی بعد ازان شہر کے رئیسون سے ملاقات بکمال عظمت کی اور ہر ایک کو دو دو اشرفی دیکر کہا کہ سلطان ایران نے فرمایا ہی کہ مین تم سے اچھی بے انتہا ہون اور تم لوگون کو اپنا دعاگو جانتا ہون اور ہمیشہ دعا خیر کا خواہان ہون ہر امر نیک کا مستدعی اور جویان ہون یہ کہکر ڈھنڈورے کو بلا کر منادی پھروا دی کہ آج کے دن سے جسکے گھر مین بیٹا پیدا ہوگا وہ نوکر سلطان ایران کا ہوگا پس پیدا ہونے کے ساتھ ہی لڑکے کے وارث ہمارے پاس آوین اور اُس مولود کو ہمین دکھائین کہ ہم اُسکی پرورش کے واسطے سلطان کی طرف سے اخراجات مقرر کرین اور اُسکا نام بھی ہم خود ہی رکھین اور چونکہ خواجہ بزرجمہر کیساتھ فوج کثیر تھی اسواسطے شہر کے باہر خیمہ خیام ہوا بسبب کثرت لشکر کے اُس جگہ اتفاق قیام ہوا لیکن ہمیشہ خواجہ عبد المطلب کی ملاقات کیواسطے شہر مین آتے اور کبھی کبھی خواجہ عبد المطلب بھی خواجہ بزرجمہر کے پاس تشریف لیجاتے ایکدن حسب معمول بزرجمہر خواجہ عبد المطلب کی ملاقات کو وقت مقررہ پر آئے تو خواجہ عبد المطلب نے بعد سلام علیک کے فرمایا کہ [illegible] پیدا ہوا ہی

خدائے قدیم نے فرزند نرینہ عطا کیا ہی بزرجمہر نے اُسی دم منگوا کر چہرہ دیکھا اور قرعہ پھینک کر زائچہ کھینچا معلوم ہوا کہ
یہ وہی لڑکا ہی جو شاہان ہفت اقلیم سے خراج لیگا اور تمام جہان مین اپنا عمل کر لیگا اور جتنے پردۂ دنیا اور کوہ قاف پر
زبردست ہین وہ سب اسکے زیر دست ہونگے اور بڑے بڑے سرداران روے زمین اس اختر اوج اقبال کے
رو برو پست ہونگے اور کفر کا تنزل اور اسلام کی ترقی ہو گی عدالت کی زیادتی ظلم کی کمی ہوگی بزرجمہر نے پیشانی پر
بوسہ دیا اور حمزہ نام رکھا اور خوش ہو کر خواجہ عبد المطلب کو مبارکباد دی اور آپسمین مبارک سلامت ہونے لگی
جتنے حاضرین تھے سبھون نے مع خواجہ بزرجمہر کعبہ معظمہ کیطرف ہاتھ اٹھا کے فاتحہ خیر پڑھا امیر حمزہ کی سلامتی کیواسطے
دعا مانگی خالق حقیقی کا شکر ادا کیا اور کئی صندوق اشرفیون کے بزرجمہر نے امیر حمزہ کی پرورش کے واسطے
خواجہ عبد المطلب کو دیے اور بہت سے جواہرات بیش بہا اور طاقچہ پارچہ ہاے پوشاک پیشکش کیے خواجہ عبد المطلب نے
موافق رسم عرب کے شربت تیار کر کے چاہا کہ حاضرین کو پلاوین اور ہمسایون اور برادری مین بھجوادین بزرجمہر نے کہا
کہ تھوڑا صبر کیجیے اور دو شخصون کو بھی آلینے دیجیے کہ اُنکے بھی لڑکے آپ کے صاحبزادے کے رفیق دیار ہونگے خیر خواہ نیک سگال
یار و دجان نثار ہونگے بزرجمہر یہ کہتا ہی تھا کہ بشیر نامے غلام خواجہ عبد المطلب کا اپنے لڑکے کو لایا اور کہا کہ غلام کے یہان
بھی خانہ زاد پیدا ہوا بزرجمہر نے نام اس لڑکے کا مقبل وفادار رکھا اور بشیر کو ایک توڑا اشرفی کا مقبل کی پرورش کیواسطے
دیا اور کہا کہ یہ لڑکا فن تیراندازی مین شہرہ ہوگا نشانہ بازی تیراندازی مین قادر ہوگا ہر گاہ بشیر رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف چلا
اثناے راہ مین امیہ ضمیری نامے ساربان سے ملاقی ہوا اُسنے بشیر سے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی یہ توڑا اشرفی کا کیونکر ہمراہ لاتا
ہو اُسنے مفصل حال بیان کیا امیہ ضمیری خوشی خوشی اپنے گھر مین گیا اور سارا قصہ سنایا اور وہان جا کر اپنی جورو سے کہنے لگا کہ
تو ہمیشہ کہا کرتی ہی کہ مین پیٹ سے ہون جلدی لڑکا جن کہ روپیے اشرفیان ہاتھ آوین اور خوشی خوشی عیش و عشرت مین
اُٹھاوین اُسنے کہا کہ تجھے خبر ہی ہوش کے ناخن لے تجھے ابھی ساتوان مہینا شروع ہی نوج میرے ابھی لڑکا ہووے میرے دشمنونکو
اندنون ورد سیر کا دھڑکا ہووے امیہ نے کہا کہ تو کانکھنا شروع کر البتہ لڑکا پیدا ہوگا اگر آجکل فرزند تولد ہوا تو نمو المراد
ورنہ اور دو مہینے کے بعد جو پیدا ہوگا تو مجھکو فائدہ کیا ہوگا وہ جھنجھلا کے کہنے لگی کہ مردوے کی عقل ماری گئی ہی بیدا ودن
لڑکا جنوانا ہی زور نہ ظلم عقل کی کوتاہی تجھے آنکھین دکھاتا ہی امیہ کو جو طیش آیا ایک لات اسکے پیٹ پر اس زور سے ماری
کہ وہ بیچاری بلبلا کر درد کے مارے لوٹنے لگی بچہ تو اُسکے پیٹ سے نکل پڑا اور اسکا دم فنا ہو گیا امیہ نے جھٹ پٹ لڑکے کو
اپنے زغل کی آستین مین لپیٹ لیا اور بزرجمہر کے سامنے لیجا کر کہنے لگا حضرت اس نمکخوار کے بھی لڑکا پیدا ہوا ہی طالع بیدار نے
یہ دن دکھایا ہی حضور کے دکھلانیکو لایا ہون اور اُسکا نام بھی دفتر شاہی مین لکھوانے آیا ہون خواجہ بزرجمہر اُس کو
دیکھ کر ہنس دیا اور خواجہ عبد المطلب سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ لڑکا شاہ عیاران روزگار ہوگا بڑا چالاک و ہوشیار
اور مکار ہوگا اور بڑے بڑے بادشاہ ذی جبروت و عالیشان اور پہلوان قوی ہیکل غیرت رستم و نریمان سکے نام سے

لڑینگے اور اُسکا ذکر سُنکر پیشاب کر دینگے اور سیکڑون بلکہ ہزارون قلعے تنہا فتح کریگا بڑے بڑے لشکرون کو اکیلا ہزیمت
دیگا بڑا ہی طماع اور مفتری وچالاک ہوگا بیرحم وجفاکار وناخداترس سفاک ہوگا مگر امیر حمزہ کا رفیق وہمدم ہوگا
اُنکی رفاقت مین نمک حلال وثابت قدم ہوگا یہ کہکر بزرجمہر نے جو اُسکو اپنی گودی مین لیا چیخین مارکر رونے لگا
خواجہ بزرجمہر نے اپنی اُنگلی اُسکے مُنھ مین دیدی اُسنے انگوٹھی خواجہ کی منھ سے اُتار لی اور چپ ہورہا اور پھر مطلق نہ رویا
ہرگاہ خواجہ نے انگوٹھی اپنی اُنگلی مین نہ دیکھی عبا کی جیبون مین ڈھونڈھی جب نہ ملی تو مصلحتاً خاموشی اختیار کی
جس وقت سب نے شربت پیا خواجہ نے ایک قطرہ شربت کا اُسکے منھ مین بھی ڈالدیا مُنھ جو اُسکا کھلا انگوٹھی منھ سے
گر پڑی بزرجمہر نے اُٹھائی اور ہنسکر خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ یہ پہلی اسکی چوری ہے اول بسم اللہ مجھی پر ہوئی ہے یہ
کہکر فرمایا کہ مین نے اسکا نام عمرو بالفتح رکھا اور دو صندوق اشرفیون کے اُمیہ کو دیکر کہا کہ احتیاط سے اسکی پرورش بدل کرنا اور
تعلیم اور تعلم مین اس کی دل وجان سے توجہ کامل کرنا اُسنے صندوق اشرفیون کے تو لے لیے مگر کہنے لگا کہ اسکی ماں جنتے ہی
مرگئی ہے مین اسکو کیونکر پرورش کرونگا بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ حمزہ کی ماں نے بھی انتقال کیا
اور ان دونون لڑکونکی بھی مائین مرگئی ہین پس مناسب ہے کہ آپ ان دونون لڑکونکو بھی اپنے ہی گھر مین رکھین اور عادیہ بانو معدی کرب
کی ماں کہ اُسکو حضرت ابراہیم نے عالم رویا مین مشرف باسلام کر کے حمزہ کے دودھ پلانے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے سو
وہ چلی آتی ہے آپ استقبال کر کے اُسکو لے آئین اور داہنی چھاتی کا دودھ حمزہ کو اور بائین چھاتی کا دودھ
مقبل وفادار اور عمرو عیار کو پلوائین خواجہ عبدالمطلب بموجب حکم خواجہ بزرجمہر عادیہ بانو کو پیشوائی
کر کے لے آئے اور رسم مہمانداری بجا لاکر شربت پلوایا ہاتھ پانون دُھلائے اور تینون لڑکونکو اسکی گود مین دیا اور دودھ
پلانے کے واسطے اُسکے حوالے کیا جب چھ دن امیر کے تولد کو گذرے اور چھٹی ہوچکی بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا
کہ صبح کو گہوارا امیر کا بالاخانہ پر رکھوا دیجیے گا اور اگر وہ گہوارہ غائب ہوجائے تو کچھ تشویش نہ کیجیے گا کہ آفریدگار عالم نے
مخلوقات عجیب وغریب اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے اور ہر ہر جماعت کی قیامگاہ اور صورت معاش بانواع جداگانہ
مقرر فرمادی ہے چنانچہ ربع مسکون کے گرد احاطہ دریائے عظیم الشان کا ہے اُسمین جزائر اور بنا در بہت وسیع اور آباد ہین
منجملہ اُسکے ایک مقام مسکن مخلوقات اور بنی جان کا ہے کہ جسکو کوہ قاف کہتے ہین اُسکے گرد بہت بستیاں ہین کہ اُنہین جن
پری دیو غول شترپا گاؤپا دوسر گوش فیل نیم تن تسمہ پا گھوڑ مُنھے وغیرہ رہتے ہین اور وہاں کا بادشاہ شہپال بن شاہرخ ہے بہت
وجیہ وجمیل وخوبصورت مہر طلعت عبدالرحمن وزیر اسکا ہے بالفعل زمانے مین کوئی عدیل ونظیر اُس کا نہین ہے عاقل صاحب
تدبیر منتظم شبانہ روز عبادت الٰہی مین مصروف رہتا ہے گہوارہ حمزہ کا اپنے بادشاہ کے پاس منگوائیگا اور سات دن کے بعد
پھر آپکے پاس بھجوائیگا اسمین فوائد کثیر مرتب ہونگے طرح طرح کے منافع اور مقاصد اس پردے مین حاصل ہونگے یہکر خواجہ
عبدالمطلب سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین گیا خواجہ عبدالمطلب منتظر وقت رہا کرتے تھے صبح عمرو کا انتظار کیا کرتے تھے

جانا گہوارۂ امیر حمزہ کا پردۂ قاف کی طرف اور لیجانا اُس مہر کمال کو کوہ قاف کی طرف

راحل حساب رفتار خامۂ جادو نگار مورخان با تحقیق و سیاح سرحد گرد از بہی قلم مضامین با رہنمایان بادہ تتبع و کلمہ وقائع
کوہ قاف کے زبان پر لاتا ہے مشتاقان قصص وحکایات پارینہ کو فقرے داستان عجیب کے سناتا ہے کہ ایک دن شہبال
بن شاہرخ فرمانفرمائے کوہ قاف باحشمت و شوکت شاہی و کروفر تمناہی تخت سلیمانی اریکہ حکمرانی پر بیٹھا تھا اور
جوانب و اطراف پردۂ قاف کے اٹھارہ بادشاہ کہ اُسکے خراج گزار و زیر فرمان و باجگزار تھے دربار میں حاضر و موجود تھے
اور دیو و عفریت و رئیس اور اکابر جوار دست بستہ خدمت مین حاضر نا معدود تھے محلدارنے حاضر ہوکر تسلیم بجالاکر مژدہ دیا کہ اختر
برج سعادت و عصمت و زہرہ فلک رشادت و عفت یعنی شاہزادی خجستہ خصال مہر جمال زینت بخش مہد و مہوئی
رونق افزاے دودمان انور ہوئی بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن سے کہ اُسکا وزیر زیارت کنندہ و صحبت یافتہ حضرت
سلیمان ع اور جمیع علوم کا عالم ذیشان تھا فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کچھ رکھو اور اُسکے طالع کو دیکھو کہ کیسا ہے اور اسکا بخت
و اقبال کا ستارہ کیا ہے خواجہ عبدالرحمن نے حسب الحکم بادشاہ کے شاہزادی کا تو نام آسمان پری رکھا اور قرعہ پھینک کر
زائچہ کھینچکر شکلونکو ملایا بہ بشاشت تمام بادشاہ کو یہ مژدہ سنایا کہ حضور کو مبارک ہووے یہ لڑکی قاف کے اٹھارہ پردے پر
حکومت کریگی شان و شوکت سے اس ممالک کی ریاست کریگی لیکن آج کے اٹھارھوین برس جو دیو زبردست کہ اسوقت
زیردست ہین یکسر سرکشی کرینگے انتہا کی بغاوت اختیار کرکے قدم جادۂ اطاعت سے باہر رکھکر بے ادبی کرینگے اور سواے شہر
گلستان ارم زرین کوہین و قاقم وغیرہ جتنے شہر ہین سب حضور کے قبضے سے نکلجا وینگے مگر اُسی زمانے مین ایک آدم ربع سکون کیطرف
سے آکر ان متمردون کو زبر و زیر کرکے شکست فاش دیگا اور نئے سرے سب ملک اپنی قوت سے لیکر حضور کے زیر نگین کریگا بادشاہ یہ
بات سنکر نہایت خوش ہوا اور بکمال مسرت سے آپسے باہر ہو گیا اور فرمایا کہ دیکھو تو وہ لڑکا پیدا ہوا یا ابھی آغوش مادر مین جلوہ فرما ہوا
یا نہین اور کس ملک کا باشندہ ہے کس برج اقبال کا اختر تابندہ ہے خواجہ عبدالرحمن نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ملک عرب مین ایک
شہر مکہ ہے وہان کے سردار کا وہ لڑکا ہے اور آج چھٹا روز ہے کہ وہ پیدا ہوا ہے اور اُسکا نام حمزہ رکھا گیا ہے اور آج گہوارہ اسکا
بالاخانے پر اُسکے باپ نے رکھا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ چار پریزاد جاکر اُسکا گہوارہ اُٹھا لاوین اور جلاس تو دیدہ جاہ و جلال کو

امیر حمزہ کو بالاخانے کی چھت پر گہوارے مین لٹانا اور جنات کا مع گہوارہ پرستان مین اٹھا لیجانا



ہمارے روبرو پہونچادین اور آپ جشن مین مصروف ہوا اور دروازہ خزانے کا صرف شادی کے واسطے کھلوا دیا ہنوز بادشاہ جشن مین تھا کہ پریزادون نے حمزہ کا گہوارہ لا کر تخت کے آگے رکھدیا اور اُس حسن خدمت کے جلدو مین ہر ہنی جان انعام مانگنے لگا جتنے ناظرین تھے اُسکا حسن و جمال دیکھکر بصورت تصویر حیران ہوگئے اُسکی شکل و شمائل دیکھکر پریزادون کے ہوش پرّان ہوگئے بادشاہ نے امیر کو گہوارے سے اپنی گود مین لیکر اُٹھالیا پیشانی پر بوسہ دیا اور سرمۂ سلیمانی منگوا کر آنکھون مین لگا دیا اور دایہ اور چھچھوا اور دوا کے حاضر کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا بموجب حکم کے فوراً سب حاضر ہوئین اور ویو پری جن غول شیر پلنگ کا دودھ سات روز تک پلوایا خواجہ عبدالرحمن نے کہا کہ از روے رمل معلوم ہوتا ہے کہ اسی لڑکے سے ملکہ آسمان پری کی شادی ہوگی اور آپسین بنی آدم اور بنی جان کے رسم عروسی و دامادی ہوگی بادشاہ نے خوش ہوکر ایک گہوارہ کہ جسکے ڈنڈے اور پائے زمرد کے تھے اور پٹیان یاقوت کی اور طرح بطرح کے جواہرات بیش قیمت اُس مین جڑے تھے اپنی دولتسرا سے منگوا کر اُسمین امیر کو لٹایا اور بنہایت احتیاط سے اُس مین سلایا اور کئی دانے لعل شبچراغ کے ریشم سرخ مین گوندھوا کر اُس گہوارے مین لگا دیے اور طرح طرح کے جواہر گرانبہا گہوارے مین رکھوا دیے اور جو پریزاد کہ لائے تھے اُنسے فرمایا کہ جہان سے لائے ہو وہین اُسکو باحتیاط تمام پہونچا آؤ اور اُسکی خیر و عافیت اور سرگذشت راہ و مکان اور احوال اُس سرزمین کا مجھے آکر سناؤ حکم ہوتے ہی پریزادون نے گہوارہ امیر کا اُسی بالاخانے پر جہان سے اُٹھا لائے تھے پہونچا دیا اور شادان و فرحان تھوڑی دیر کے بعد تمام احوال راہ کا بادشاہ کے حضور مین بہ تفصیل عرض کیا

بزرجمہر کا مدائن کی طرف روانہ ہونا اور وہان پہونچ کر جشن شاہانہ ہونا

مسافر خامہ تیز رفتار طے مسافت صحائف قرطاس مین عاجل ہو مرحلہ پیمائی منازل داستان جدید مین یون سرگرم در احل ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہلا بھیجا کہ خبر تو لیجیے گہوارہ امیر کا پردۂ قاف سے آیا کہ نہین وہ یوسف گم گشتہ اپنا آپ نے پایا کہ نہین یہ سنکر خواجہ عبدالمطلب نے آدمی کو جو کوٹھے پر دیکھنے کو بھیجا تو اُسکو گہوارہ دیکھکر سکتہ سا ہوگیا گہوارے کی جوت سے ہر ایک کو چکاچوند لگ گئی حیرت سے ٹکٹکی بندھگئی خواجہ کو خبر دی کہ یا پیر ایک اور گہوارہ کہ چشم فلک نے جسکا ثانی نہ دیکھا ہوگا دیکھکر آئے ہین کہ جس سے بالاخانہ روشن ہورہا ہے سارا کوٹھا لعل و جواہر کا معدن ہو رہا ہے ع یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور خواجہ عبدالمطلب یہ خبر سنتے ہی فوراً تشاد شاد تمام کیفیت خواجہ بزرجمہر سے کہلا بھیجی وہ سنتے ہی اپنے لشکر سے آیا اور امیر کے دیدار سے اپنی آنکھونکو منور فرمایا اور خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ مجھے حضرت ظل سبحانی کے قدم چھوڑے مدت گذری اور میرے اہل و عیال پر بھی میری مفارقت مین خدا جانے کیا کیفیت گذری اب شوق زیارت حضرت شاہنشاہی کا دل مین جوش زن ہے بیتابی عنان عزیمت کشان جانب وطن ہے اب ہین تو رخصت ہوتا ہون امیدوار دعائے خیر کا ہون لیکن آپ امیر اور مقبل و عمرو کے پالنے اور نگہبانی مین غفلت نفرمایئے گا اور حتی المقدور اُنکی تعلیم اور تعلم مین کمال سعی اور کوشش عمل مین لایئے گا اور جب کبھی ہر امتیاز نام

آوے جواب اُسکا جلد عنایت ہوا کرے مطالب ضروری تفصیل وار درج کتابت ہوا کرین اور امیر کو پسر خواندہ
بادشاہ ہفت کشور مشہور کیجے گا دور و نزدیک اپنے بیگانون مین اس امر کی شہرت دیجے گا خواجہ عبد المطلب نے
بسر و چشم قبول کرکے ایک عرضی شکریہ لکھکر خواجہ بزرجمہر کو حوالہ کی کہ اسکو بادشاہ ہفت کشور کی خدمت مین گذران
دیجے گا مراتب رسم سلام اور تحیت میری طرف سے ادا کیجے گا بزرجمہر وہ عرضی لیکر مدائن کی طرف روانہ ہوا چند روز
کے عرصے مین اپنے وطن مین پہونچا اور موافق آداب شاہی خدمت ظل سبحانی مین مشرف ہوکر وہ عرضی گذرانی اور
خواجہ عبد المطلب کے اخلاق اور علو مرتبت اور والا خاندانی کی بہت ثنا اور صفت کی بادشاہ اسکو پڑھکر بہت خوش
ہوا اور بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اُسکے کئی مہینے کے بعد ایکدن نوشیروان تخت کاؤس پر جلوہ افروز تھا
ہر مرتبے کا وزیر امیر صغیر و کبیر اہل کمال صاحب جلال سعادت حضوری سے بہرہ اندوز تھا ارکین دولت اپنے اپنے مقام پر
حاضر تھے سفیران ممالک تاجران اطراف وجوانب دربار مین موجود اخبار دیار و امصار حضور مین پڑھے جاتے تھے کہ چین کے
اخبار نویس کی عرضداشت گذری اسمین یہ خبر لکھی تھی کہ بہرام گرد خاقان چین خلف خاقان الاعظم تخت نشین ہوا
صاحب تاج و نگین ہوا چونکہ قوت و زور مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہے رستم و نریمان کا اُسکے روبرو رتبہ پست زال کا ہے
صیدگاہ مین جس فیل مست جنگی کی مستک پر گھونسا لگاتا ہے وہ چنگھاڑ مار کر بیٹھ جاتا ہے اور شیر ببر صحرائی کو کتے کے برابر بھی نہین
جانتا ہے ہر شاہ زور اور پہلوان جہان اُسکے زور کو مانتا ہے سوائے چین و ماچین کے کئی شہر اور بھی بزور شمشیر اپنے قبضے
مین کیے ہین بہت بڑے بڑے ملک وسیع زرخیز اپنی قوت بازو سے چھین لیے ہین اور چار سال کا خراج جو اُسکے ذمہ ہے
اسکے ادا کرنے کی نیت نہین ہے مالگذاری سرکار دولت مدار داخل کرنے پر طبیعت نہین ہے اپنی طاقت اور قوت پر
یہ گھمنڈ سمایا ہے کہ بیجا بکتا ہے کہ بادشاہ ہفت کشور کی خیر اسی مین ہے کہ مجکو نعلبندی دیوے اور اپنے زر باقیات کا نام نیوے
نہین تو مدائن کو غارت اور تاراج کرونگا تمام مملکت مین ایک جھونپڑا تک نہ چھوڑونگا بادشاہ نے متوحش ہوکر
بزرجمہر سے فرمایا کہ کیا صلاح ہے اسکی فکر کرنا چاہیے اسمین کچھ مشورہ اور تدبیر کیا چاہیے خواجہ نے عرض کی صلاح تو یہی ہے
کہ ابھی بہت زور اسے حاصل نہین ہوا ہے کسی کو حکم دیجیے کوئی ملازم شاہی جرار اور کار گذار اُسپر مقرر کیجے کہ اس سرکش کو
گرفتار کرکے حضور مین حاضر کرے یا اُس سرکش ناعاقبت اندیش کا سر نخوت پیکر کاٹ کر حضور مین لاکر دھرے نہین تو
درصورت زور پکڑنے کے استیصال اسکا دشوار ہوگا ملک چین مین اُسکی ذات سے فتنہ و فساد آشکار ہوگا بادشاہ نے
فرمایا کہ تمکو اختیار ہے جسکو مناسب جانو اُسکو بھیجو اُس باغی کی سرکوبی کے واسطے جسے چاہو روانہ کرو بزرجمہر نے گستہم
بن اشک زرین کفش ساسانی کو کہ سپہ سالار نامی تھا اور ان پہلوانون کی جماعت مین گرامی تھا بادشاہ سے خلعت
دلوا کر بارہ ہزار سوار جرار سے بہرام خاقان چین کی تنبیہ و تادیب کیواسطے بھیجا اور بھی سرداران اولوالعزم جنگ آزما شجاعان شیر صفت
ہمراہ کیا اور تاکید بلیغ حکم دیا کہ سوائے خراج چار سالہ نذرانہ بھی اُس سے بطریق جرمانہ لینا اور درصورت تمرد شکست فاش دینا اور گرفتار کرکے

پابزنجیر حضور مین روانہ کرنا خبردار خبردار اس امر مین غفلت اصلا نکرنا یہ سنکر گستہم آداب رخصت بجالایا اور حلب کی طرف روانہ ہوا

داستان عمرو کے لعل چورانے کی اور تعلیم کے واسطے مکتب مین جانے کی

اطفال نے سوار قطرہ ہاے مداد میدان قرطاس مین یون جولان مین تلاش مضامین دلچسپ امیر و عمرو کے مکتب مین ہر طرف دوان ہین کہ عادیہ بانو کا معمول تھا کہ ایک چھاتی کا دودھ اکیلے امیر حمزہ کو اور دوسری چھاتی کا دودھ مقبل و عمرو کو پلاتی تھی اور بہ نسبت اُن دونون کے امیر حمزہ پر زیادہ شفقت فرماتی تھی لیکن امیر روز بروز دُبلے ہوتے اور عمرو موٹا ہوتا جاتا تھا گو کہ دو شریک ملکر ایک چھاتی کا دودھ پاتا تھا سب حیران تھے کہ اسکا کیا سبب ہے کہ یہ اور لڑکون سے تیار ہے الغرض خواہ مخواہ مرزا دمی تندرست اور رودادہ ہے ایکدن عادیہ رات کو سوتے سوتے جو چونک پڑی تو دیکھتی کیا ہے کہ عمرو نے امیر اور مقبل کو تو پلنگ کے نیچے ڈھکیل دیا ہے اور آپ دونون چھاتیون کا دودھ غٹ غٹ پی رہا ہے صبح کو عادیہ نے یہ کیفیت سب سے بیان کرکے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہوگا نامی چور اپنے وقت کا ہوگا کہ ابھی سے ایسی حرکتین کرتا ہے غضب کی شوخیان کررہا ہے اُسکے چند روز کے بعد جب پاؤن چلنے لگا عمرو نے یہ اختیار کیا کہ جب سب لوگ گھر کے سوجاتے تو آپ گھٹنیون چلکر جس دالان مین آتا عورتون کا چھلا انگوٹھی اور جو زیور کی قسم پاتا اُٹھا لاکر عادیہ کے پاندان یا اُسکے تکیے کے نیچے رکھدیتا اور آپ سو جاتا صبح کو سب جب اپنا مال ڈھونڈھتے تو عادیہ بانو کے تکیے کے نیچے یا اُسکے پاندان مین پاتے اپنا اپنا اسباب وہان سے اُٹھا لیجاتے عادیہ سخت متحیر ہوتی اور شرماتی مگر کچھ زبان پر نلاتی ایکدن امیر کے گہوارے کا لعل چورا کر اپنے منھ مین رکھ لیا اور مطلقاً کسیکو معلوم نہوا اور یہ خبر خواجہ عبدالمطلب کو پہونچی کہ گہوارے کا ایک لعل گم ہوگیا وہ جواہر قیمتی مکان ہی سے کھوگیا ناگہان اسمین خواجہ کی نظر عمرو کے منھ پر پڑگئی دیکھا کہ ایک طرف کا گال کچھ سوجا ہے خواجہ اور بھی عادیہ اور لونڈیون پر جو لڑکون کی محافظت مین تھا خفا ہوئے اور عمرو کو پاس بلا کر دیکھنے لگے کہ یہ ورم کیسا ہے گال جو دبایا اُسکے منھ سے لعل نکل پڑا خواجہ نے کہا کہ خدا خیر کرے ہرگاہ اس خوردسالی مین اسکا یہ چال ہے تو جوانی مین دیکھیے یہ کیا کریگا کیا کیا غضب ڈھائیگا غرضکہ عمرو کے ہاتھ سے سب نالان تھے اور کبھی اُسکی حرکات صغرسنی سے بعض اوقات خندان تھے جب امیر حمزہ اور مقبل و عمرو پنجسالہ ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے ایک ملا کے پاس کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے لڑکون کو پڑھاتا تھا ان تینون لڑکون کو بھی پڑھنے کو بٹھایا مکتب خانے مین بطریق رسم ملک کے بھجوایا پہلے دن تو بسم اللہ پڑھائی گئی موافق رواج زمانہ کے تقریب شادی کی عمل مین لائی گئی جب دوسرے دن ملا انکو سبق دینے لگا امیر اور مقبل نے تو جو کچھ ملا نے بتلایا اُسکو پڑھا لیکن عمرو سے جب اُسنے کہا کہ الف بولا راست و برحق ہے ملا نے کہا مین کہتا ہون کہ الف کہو تو کہتا ہے کہ راست و برحق ہے یہ کیا بات ہے کیسا احمق ہے عمرو نے کہا کہ جو آپ کہتے ہین مین اسکا جواب دیتا ہون جو بات مین سمجھتا ہون وہی خدمت عالی مین عرض کررہا ہون یعنی آپ کہتے ہین الف مین کہتا ہون راست و برحق ہے اسمین سرمو فرق نہین مطلق ہے یعنی الف سیدھا ہے اور الف کا عدد ایک ہے اور ذات وحدہ لاشریک کی بھی وحد ہے اگر یہ غلط ہو تو کہو تسلیم ہون تو

آپ تادیب اور تنبیہ فرمایئے مجھے قائل کیجیے اور کسی طور پر سمجھایئے آپ اسمین کیا کہتے ہین کیا خدا واحد نہین ہے کوئی اور بھی اس سے مشارکت رکھتا ہے اسکے سوا اور کوئی شان وحدانیت رکھتا ہے غرضکہ بہزار خرابی عمرو نے پہلی تختی پڑھی جیون تیون دوسری تختی کی نوبت پہونچی جب الف خالی بے کے نیچے ایک نقطہ تے کے اوپر دو نقطے ثے کے اوپر تین نقطے کی باری پڑھانے کی آئی تو اور بھی عمرو کی طبیعت گھبرائی مزاج نے شرارت دکھائی پڑھنے کی طرف توجہ مطلق نہ کرتا بیہودہ بکا کرتا تھا ملا اگرچہ چشم نمائی کرتا مگر خیال مین نہ لاتا تھا بہا کہنا کرتا باتون مین اڑاتا تھا ناچار حمزہ سے کہنے لگا کہ تمکو اختیار ہے اس ملا کے پاس پڑھوا نہی اوقات ضائع کرو مین تو نہین پڑھنے کا ایسے علم سے باز آیا اس تعلیم اور تعلم سے درگذرا مین قاعدہ پڑھنے کو آیا ہون یا حساب سمجھنے کو کتاب لایا ہون اگر الف خالی ہے تو مجھکو کیا کسی کے پاس ایک دو تین نقطے ہین تو مجھے کیا پروا خلاصہ یہ کہ عمرو ایسی ہی باتین لایعنی شرارت آمیز کہا کرتا تھا ملا ایک شب کو خواجہ عبد المطلب کے پاس گیا اور عمرو کا شکوہ حد سے زیادہ کیا اور تمام احوال کہا کہ نہ تو آپ سبق لیتا ہے اور نہ حمزہ کو پڑھنے دیتا ہے اگر حمزہ کو پڑھوانا منظور ہے تو اسکو اور کسی کے سپرد کیجیے ورنہ مین یہ آفت اپنے اوپر نہ لونگا ان دونون لڑکون کو بھی بلوا لیجیے خواجہ نے چاہا کہ عمرو کو اور کہین پڑھنے کو بٹھادین امیر نے قبول نہ کیا بلکہ یہ بات سنکر رو دیا اور کہنے لگے کہ جہان عمرو جائیگا وہان مین بھی جاؤنگا نہین تو ایک حرف پڑھنے کا زبان پر نہ لاؤنگا خواجہ ناچار ہو کر چپ ہو رہا اور پھر زبان سے کچھ نہ کہا معمول تھا کہ سب لڑکون کے لیے ان کے ماں باپ بقدر حیثیت کے کھانا پکواتے اور مکتب مین بھجواتے ایک روز کا اتفاق سنیے کہ کھانا موافق معمول کے ہر ایک کے گھر سے مکتب مین آیا تھا اور موقع موقع پر رکھا ہوا تھا کہ دوپہر کو مع ملا سب کے سب سو گئے مگر عمرو جاگتا تھا جو کچھ چاہا اسمین سے لیکر آپ کھا لیا اور باقی ملا کے تکیے کے نیچے چھپا کر رکھدیا جب سب جاگے کھانا ڈھونڈھا تو نہ پایا ہر لڑکا بھوک کی شدت سے گھبرایا ملا نے کہا کہ سوائے عمرو کے یہ کام اور کسکا ہے اسکے سامنے کسکا ایسا کلیجہ ہے عمرو نے کہا کہ واہ حضرت یہ وہی مثل ہے کہ شہر مین اونٹ بدنام آپ ڈھونڈھوا لیجیے پہلے خوب اس امر کی تحقیق فرمایئے جسپر ثابت ہو وہ قابل تعزیر ہے بیشک اسکی تقصیر ہے ملا نے کہا کہ تو ہی ڈھونڈھ عمرو نے تجاہل عارفانہ کر کے پہلے تو سب لڑکون کا جھاڑ لیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا بعد اسکے ملا کے بچھونے تکیے جھاڑے تمام کپڑے الٹ ڈالے سبھون نے دیکھا کہ ملا کے تکیون کے نیچے سے کھانا نکلا غل مچا مچا کر کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ ہر گاہ ملا صاحب کی یہ نیت ہے حضرت کی ایسی طبیعت ہے تو ہمارے برحال جاہلون کے حمزہ چلو اٹھو اپنے باپ سے کہو کہ چور ملا کے پاس ہم تو نہ پڑھینگے ایسے ہم علم سے جاہل ہی رہینگے ہمکو کسی ساہوکار خوش نیت کے پاس پڑھوایئے اور کسی خوش نیت ملا کے پاس بٹھلایئے ملا نے کھسیانے ہو کر دو تین طمانچے زور زور سے عمرو کو مارے اسپر بھی باز نہ آیا تو کوڑے پھٹکارے پھر نے عمرو کی تقصیر معاف کروائی اور زیادہ مار نہونے پائی دوسرے دن دوپہر کے وقت جب ملا اور لڑکے سو گئے عمرو نے ملا کا

شملہ کرمانی حلوائی کے پاس گرو رکھا پانچ روپیے کی مٹھائی لاکے مکتب خانہ مین رکھدی اور خود سو رہا ملانے اُٹھکر
جب مٹھائی بکثرت دیکھی تو دل مین خوش ہوا مگر ساتھ ہی عمرو کی چالاکی کی طرف بھی خیال کیا ہر ایک لڑکے سے پوچھا
کہ یہ کیسی مٹھائی ہی اور کہان سے آئی ہی سبھون نے ناواقفیت بیان کی حقیقت حال کی کسی کو معلوم نہ تھی عمرو کو جگا کر
پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ بابا جان نے نیاز مانی تھی سو یہ شیرینی لیکر آئے تھے تو ایک آشنا بھی اور ہمراہ لائے تھے آپکو سوتے سے
جگانا بے ادبی سمجھے چلتے وقت مجھسے کہ گئے تھے کہ جب ملا صاحب سو کر اُٹھین اُسپر فاتحہ دلوا کے تقسیم کروا دینا اور میرا
حصہ خود لے لینا ملانے پوچھا کہ فاتحہ کسکے نام پر پڑھون اسکا ثواب کسکو بخشون بولا کہ بابا شملے کے نام پر ملانے کہا کہ یہ کیسا کلام
بیہودہ کسکا نام ہی بولا کہ فقیرون کے ایسے ہی نام ہوا کرتے ہین ایسے ہی نامون سے اُنکے پیر اُنکو پکارا کرتے ہین ملانے فاتحہ
دیکر اوپر سے اچھی اچھی مٹھائی اُٹھا کر پہلے آپ ہی نوش فرمائی باقی عمرو نے سب لڑکون کو بانٹ دی اور آپ بھی
کھائی ان پیڑون مین جنکو ملا صاحب نے تناول فرمایا تھا عمرو نے کچھ جمال گوٹہ ملا دیا تھا تھوڑی دیر بعد ملا صاحب کے
پیٹ مین کرب و درد شروع ہوا قراقر اور پیچ پر پیچ ہونے لگا ملا کو شدت سے دست آنے لگے پاخانے تک جانا دشوار
ہوا ہاتھ پانون تھرتھرانے لگے ملانے عمرو سے پوچھا کہ ارے اِس مٹھائی مین کیا ملا ہوا تھا کہ جس کے کھانے سے
میرا حال ایسا پتلا ہوا عمرو نے کہا کہ حضرت کو تمام قاعدے مین سے رے ایسی یاد ہی کہ سخت تکیہ ہوگیا ہی مین بھی
لام کاف منھہ سے نکالونگا کہ مجھکو بھی قاعدہ خوب ازبر ہوا ہی اور مٹھائی تو ہم سب نے کھائی ہی ڈکار تک نہین آئی ہی
اگر مٹھائی کے کھانے سے حضرت کا حال پتلا ہوا ہی تو ہم لوگون کو کیا ہوا ہی مگر ہان اگر یہ ہو تو ہو مثل مشہور ہی کہ کسی کو
بینگن پچپائے اور کسی کو نہ پچے یا آپ نے میرے جانے کے قبل بابا لا شیرینی کسی لڑکے سے اُڑوائی ہوگی یا بے اعتقادی اور
بے احتیاطی سے وہ مٹھائی کھائی ہوگی بابا شملہ ایسے نہ تھے کہ کوئی اُن سے بے اعتقاد ہووے اور اُس کے
معدے مین کسی طرح کا فساد نہووے اور سوا اسکے آپ کا ہمکو ہوکے مارے بہت سی کھا گئے کہ ہضم مین فتور ہوا
تحلیل مین قصور ہوا عمرو کی شرارت امیر نے دریافت کرکے مٹھا منگوایا ملا کو پلوایا اور کہا کہ شیرینی کی حرارت ہوئی ہی
اُسنے گرمی کی ہی آپ وہی نوش فرمایئے اور دل مین اور طرح کا وسواس نہ لایئے خدا خدا کرکے ملا کی جان بچی اس
بلاے ناگہانی سے فرصت ملی جب چار گھڑی دن باقی رہا ملانے لڑکون کو چھٹی دی سبھون نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی
ملا نے اپنا جبہ عمامہ سنبھالا دیکھین تو شملہ نہین ملتا گھبرا گیا ناچار کمربند کا عمامہ سر پر باندھ کے گھر کو چلا جب حلوائی کی دوکان کے
قریب پہونچا تو حلوائی شملہ لیکر دوڑا اور کہنے لگا کہ حضرت کو شملہ بھیجکر مٹھائی منگوانا کیا ضرور تھا کیا مجھے خفیف کرنا
منظور تھا پانچ روپیے بھی ایسے ہین کہ مجھکو آپ کا اعتبار نہوتا دس پانچ دن کے واسطے قرار نہ ہوتا دامون کی
چندان ضرورت نہین جب خرچ آیا کرے بھجوا دیا کیجیے یہ دوکان آپ ہی کی ہی جب جس قسم کی مٹھائی کو جی چاہے منگوا لیا
کیجیے ملانے یہ جملہ سنکے کچھ کلمات زمانہ سازی کے اُس کے جواب مین کہے اور شملہ لیکر مجبوراً پانچ روپیہ جیب سے نکالکر اُس کے

ہاتھ دھوے اور جی مین سوچا کہ یہ وہی مٹھائی ہی کہ عمرو نے آج فاتحہ دلوائی ہی شب بخیر صبح کو عمرو وہی اور مین ہون
کوڑا ہی اور اسکی پشت وکمر ہی اور مین ہون اُسدن کا حال سنیئے کہ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے عمرو مکتب مین آیا اور بچون نے
کو جھاڑ جھوڑ ملا کا مسند تکیہ لگا کر کتاب کھول کے پڑھنے لگا ملا نے جو آکر اُسکو مکتب مین دیکھا دل مین کہا اس پر
میرا خوف غالب ہوا ہی کہ سب سے پہلے آیا ہی آج اُسکو کچھ نہ کہا چاہیے بہلاوا دیا چاہیے ملا نے سب کو سبق دیکر کہا
کہ مین حمام مین جاتا ہون بہت جلد وہان سے فراغت کرکے آتا ہون تم لوگ بیٹھے ہوئے پڑھو اور اپنا اپنا سبق یاد
کرو اور خضاب تیار کرکے عمرو کے ہاتھ پہلے سے حمام مین بھیجدیا اور پیچھے آپ قصد حمام کا کیا عمرو نے راہ مین فرصت
پاکر بیسہ بھر ہرتال خوب باریک پیسکر خضاب مین ملا دیا ہرگاہ ملاجی حمام مین گئے وہ خضاب ڈاڑھی مونچھون مین
لگا کر ایک ساعت کے بعد گرم پانی سے جو دھویا مونچھ ڈاڑھی کا صفایا ہوگیا اشک ندامت سے منھ دھویا ملا شرمندگی
سے پانی پانی ہوا ہر ایک سے منھ چھپانے لگا رات کو ایک برقع چہرے پہ ڈال کے خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین گیا
اور صورت اپنی دکھا کر خوب منھ پیٹا اور رو کر کہا عمرو نے اس بڑھاپے مین میری یہ شکل بنائی اس آخیر سن مین مجھے لت
دکھائی مارے شرم کے کسی کو منھ نہین دکھا سکتا ہون کسی دوست آشنا کے پاس کیونکر جا سکتا ہون اور تمام
قصہ شملہ اور مٹھائی اور رہ مین جال گولے ڈالدینے کا بیان کیا خواجہ نے انکو تو عذر کرکے رخصت فرمایا اور عمرو کو سزا دیکر
گھر سے نکالدیا امیر سے کہا کہ اگر کبھی تم نے عمرو کا نام لیا تو ہم تم سے بہت آزردہ ہونگے بیٹا ایسے نالایق شریر کو اپنے پاس
کوئی بٹھاتا ہی شہد بے لچے کو کوئی گھر مین بلاتا ہی ایسے آدمی کی صحبت مین انسان بدنام ہوتا ہی صحبت بد کا بد انجام ہوتا ہی
امیر کو عمرو کی جدائی کب گوارا تھی دو شبانہ روز تک بھوکے پیاسے رہے کوٹھے پر جا کے رویا کیے یہ خبر خواجہ عبدالمطلب
کو پہونچی ناچار عمرو کو بلواکر تقصیر معاف کی امیر کے حوالے کیا اور ایک رقعہ ملا کو سفارش مین لکھدیا ملا نے قصور معاف
کیا اور بدستور عمرو پھر مکتب مین داخل ہوا ایکدن کسی شاگرد کے گھر سے ملا کیواسطے کھانا آیا ملا صاحب نے عمرو کو دیکر
فرمایا کہ اسکو میرے گھر مین پہونچا آئیے الا راہ مین کچھ چالاکی نہ دکھائیے اگر راہ مین کھولا تو اسمین مرغ کا چوزہ ہی
اڑ جائیگا پھر مشکل سے بھی ہاتھ نہ آئیگا عمرو بولا کہ مجھکو کھولنے سے کام کیا ہی مجھے کیا کتے نے کاٹا ہی استانی صاحبہ کو
دے آتا ہون اُنسے جواب لاتا ہون اس خوان کو لیکر وہانسے تو روانہ ہوا جب ملا کے مکان کے نزدیک پہونچا تو ایک جگہ
محفوظ دیکھکر خوان سر سے اتار کر کھولا تو اسمین میٹھے چاول نظر آئے منھ مین پانی بھر آیا بھوکا تو تھا ہی اس جگہ بیٹھکر خوب
پیٹ بھر کے نوش جان فرمایا جسقدر بچ رہے وہ کُتون کے آگے ڈالدیے اور خالی قاب خوان مین رکھ کر کسنے اور خوان پوش کو
پھاڑ کے آگے بڑھ کے ملا کے دروازے پر پہونچکر استانی کو پکارا وہ دروازے پر جب آئین تھین وہ خوان حوالے کرکے کہا
کہ ملا صاحب نے اسکے کھولنے کو منع کیا ہی اور فرمایا ہی کہ کھانا کچھ نہ نکالنا اور ہمسائے مین جو ایک دوست ہمارا ہی
اُس کو بھی کھانا نکالنے کو منع کرنا اور اُنکے یہان کھانا بھجوانا وہ بیچاری تو عمرو کے فریب سے ناواقف تھی اُسنے اب بھی

کچھ نہ پکایا اور ہمسائے مین بھی دو بیبیون کو کہ اُنکی دوست جانی تھین کھانا پکانے کو منع کرا بھجوایا اتفاقاً اُس روز جو ملا صاحب مکتب سے اُٹھے تو ایک دوست کی ملاقات کو گئے کہ گھڑی بھر دید وا دید کرتے چلین کچھ گفت و شنید کرتے چلین اُسنے دو پہر رات گئے تک مُلّا کو نہ چھوڑا ہر چند کھانا کھلانے کو کہا ملانے کہ میٹھے چاولون کا مزہ مُنھ مین تھا کچھ نہ کھایا جب رخصت ہوکر گھر مین گیا اور بی بی سے پوچھا کہ آج کیا پکایا ہی تم کو آج بڑی تکلیف ہوئی میرے انتظار کی تمنے کچھ کھایا یا ابھی تک کچھ نہین کھایا اُسنے کہا کہ پکاتی کیا تم نے کھانا پکانے کو منع کر بھیجا تھا اور فلانی فلانی بیبیون کو بھی مین نے تمھارے بموجب کہنے کے کھانا پکانے کو منع کر دیا تھا سو آج خلاف معمول دو پہر رات تک باہر رہے مہمانون سے ایسے بیخبر رہے وہ بیچاریان بھی اپنے خاوندون اور لڑکون سمیت بھوکی بیٹھی ہین کھانے کی راہ تک رہی ہین بہر حال کھانا جو تم نے بھیجا ہی وہ رکھا ہی پہلے تو کچھ اُن بیچاریون کو کہ جنکو تمھارے کہنے سے مین نے مہمان کیا ہی بھیجو پھر آپ نوشجان کرو ملانے یہ جملہ سنکر اپنے دل مین کہا کہ خدا خیر کرے یہ حرکت عمرو کی خالی از علت نہین بہر حال مین کچھ کالا ہی یہ امر بھی خالی از شرارت نہین ہی خوان جو کھول کر دیکھا تو اُس مین خالی قاب پائی دل مین سوچا آزمودہ را آزمودن جہل است تیری عقل پر کیا شامت آئی کہ اِس کمبخت ازلی کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہی اور پھر اُسپر اعتماد کرتا ہی ملانے مع اہل و عیال اُس شب کو فاقہ کیا اور یہ حال سنکر اُنکے ہمسایون نے جو مدعو تھے آخر مین انکا ساتھ دیا صبح کو ملانے کچھ ناشتا کر کے مکتب مین جاکر عمرو سے پوچھا کہ کل جو کھانا خوان مین بھیجا تھا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا کہ کھانے سے تو مین نہین واقف وہ مرغ جو آپ نے بھیجا تھا اثنا رراہ مین خوان پوش اور کسنے کو پھاڑ کر اُڑ گیا مین نے بہت تلاش کیا پتا کہین نہ لگا مُلّا نے کہا کہ تو نے کھانا پکانے کو میرے گھر مین کیون منع کیا اور بیفائدہ گھر والونکو رنج دیا اور مین نے کب کہا تھا کہ ہمسائے کے لوگون کو مدعو کرنا اور اُنکو بھی میرے ساتھ لے مرنا عمرو بولا کہ یہ البتہ تقصیر ہوئی مُلّا نے عمرو کو باندھکر قرار واقعی سزا دی امیر نے اُنکی تقصیر معاف کرائی اور اُس تعزیر سے رہائی دلائی اور کہا کہ اب اِس سے ایسا قصور ہوگا اسکو اُسکا نقصان منظور ہوگا لیکن عمرو دلمین مُلّا کا جانی دشمن ہوگیا ہر وقت اِس بیچارے کے درپی ذلت ہوا چونکہ ابوجہل اور ابی سفیان بھی اِس مکتب خانے مین پڑھتے تھے دوپہر کے وقت جب سب لڑکے سو رہے نیند مین غافل ہوگئے عمرو نے انگوٹھی ابوجہل کی انگلی سے اُتار لی ملا کے گھر مین جا کے ملا کی بیٹی کے صندوقچہ مین رکھدی اور اُس لڑکی کے کان کی بالی ملا کے نام سے لاکر ابوجہل کے ہاتھ مین ڈالی اور چپکا لیٹ رہا دم سادھ لیا جب سب لڑکے جاگے منھ ہاتھ دھوکر پڑھنے لگے ملّا نے ابوجہل کی اُنگلی مین اپنی بیٹی کی کان کی بالی جو دیکھی تو کچھ کان کھڑے ہوئے لیکن کچھ کہ نسکے ابوجہل سے پوچھا کہ یہ بالی تو نے کیونکر پائی ہی ابوجہل اپنے ہاتھ کو دیکھکر سخت متحیر ہوا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ مین نہین کہ سکتا کہ کسنے یہ بالی میرے ہاتھ مین پہنائی ہی عمرو بولا کہ قبلہ مجھسے پوچھیے مین اِس بات سے خوب واقف ہون یہ راز مجھپر آشکار ہی اگرچہ خلاف ادب اِس کا اظہار ہی مُلّا نے کہا کہ

عمرو بولا کہ دوپہر کو جب آپ اور سب لڑکے سوجاتے ہین یہ اُٹھکر آپ کے گھر جایا کرتا ہی پھر اُنہی پانون جھٹ پٹ پھر آیا کرتا ہی آج جو یہ اُٹھکر چلا قضا کار میری آنکھ اُسوقت کھل گئی مین بھی اُسکے پیچھے دبے پانون گیا جب یہ آپکے دروازے پر پہونچا اُسنے دروازے کی زنجیر ہلائی آپکی صاحبزادی اندر سے دوڑی آئی پہلے تو بایکدیگر بوس و کنار ہوا پیچھے آنے جانے کا قول و قرار ہوا بعد ازان کچھ باتین راز و نیاز کی ہوئین چلتے وقت **ابوجہل** نے اپنی انگوٹھی اُسکو دی اور اُسکے کان کی بالی آپ لی مین یہ ماجرا سب دیکھتا رہا بعد ازان خفیہ یہان آکر سوتا بنگیا یہ سنکر ملا کی آنکھون مین خون اترا **ابوجہل** سے بالی لیکر اسقدر اُسکو چومنیا کرکے مارا کہ اُسنے چھٹی کا دودھ اُگل دیا اور اُسی غیظ مین اپنے گھر جاکر بیٹی کو پاس بلایا اور اُسکا صندوقچہ منگایا دیکھا تو فی الحقیقت اُسمین انگوٹھی **ابوجہل** کی رکھی ہی نہایت احتیاط سے محفوظ دھری ہی یہ دیکھتے ہی اس بیچاری کے سر کے بال پکڑکے ایسے طمانچے اُسکے گل سے رخسارون پر لگائے کہ وہ تلملا گئی غش کھاگئی اور منہ اُسکا تانبا سا ہوگیا مان اُسکی گالیان دیتی ہوئی دوڑی کہ کیا تجھکو سودا ہوا ہی شیطان سر پر چڑھا ہی اُس بیچاری کو مارے ڈالتا ہی قصور اُسکا بارے کیا ہی اور ایک دو ہتھڑ جو پیٹھ پر مارا تو ملا اپنی بیٹی کو چھوڑکر اُسکو لپٹا اُسکی داڑھی اُسکے ہاتھ مین اور اُسکی چوٹی اُسکے ہاتھ مین لوگ محلے کے غل شور سنکر دوڑے اور ملا سے کہنے لگے کہ تم کو عورت پر دست درازی کرنے کا سبق کسنے پڑھایا ہی اور کس اُستاد نے آپ کو یہ علم تعلیم فرمایا ہی جس کتاب مین یہ لکھا ہو کہ خصم جورو کو مارے ہمکو تو دکھا دو یہ مسئلہ ہمکو بھی خوب سمجھا دو القصہ بیچ بچاؤ کرکے ہر ایک کر لعنت ملامت کرنے لگے اور عورت پر دست درازی کی ممانعت کرنے لگے قضارا اُسکے دوسرے دن جمعہ کا دن تھا لڑکون کی چھٹی تھی جا بجا لہو و لعب مین مشغول ہر ایک طفل کمسن تھا مگر عمرو کو نئی سوجھتی تھی ایک لسباطی سے جاکر کہا کہ تمہاری جورو کا حال برا ہی مجھے منت کرکے لوگون نے خبر کرنے کو بھیجا ہی لسباطی یہ بات سنتے ہی روتا پیٹتا اپنی ڈاڑھی کھسوٹتا گھر کو چلا عمرو تھوڑی دور اُسکے ساتھ جاکر الگ ہوا اور اُلٹے پانون اور راہ سے دوکان پر آکر اُسکے شاگرد سے کہا کہ وہ پڑا بکس جو سوئیون کا ہی تمہارے اُستاد نے منگایا ہی کہ ایک شخص مول لیگا دام خاطر خواہ دیگا وہ خود نہ آسکے اسواسطے مجکو بھیجا ہی آئندہ تم کو اختیار ہی دینے نہ دینے کا اُسنے یہ سمجھ کر کہ لڑکا ظاہر مین معتبر معلوم ہوتا ہی فریب اور دغابازی کیا جانتا ہوگا بکس سوئیون کا حوالہ کیا عمرو لیکر مکتب مین پہونچا اور میدان خالی پاکر ملا کے تمام بچھونے اور تکیے مین سوئیان چبھوئین اور آپ اپنے گھر کو چلا آیا چونکہ اُسدن ملا اور اُس کی جورو سے جوتی پیزار ہو چکی تھی گھر مین کھانا وغیرہ کچھ نہ پکا تھا آفت مچی تھی ملا روٹھکر مکتب مین آیا اور بستر بچھایا کہ آج یہین سو رہونگا اور گھر پھر کر نہ جاؤنگا جونہین بچھونے پر پانون رکھا وہ سوئیان تلوون مین چبھ گئین چیخ مارکے بیٹھ گیا جوتڑ چھد گئے سوئیان پار ہوئین بیتاب ہوکر جو لیٹ گیا تو کمر اور پیٹھ مین سوئیان گڑ گئین بیقراری سے کروٹین لینے لگا تمام بدن صورت غربال بنگیا دن جمعہ کا شاگرد بھی نہ تھے کہ سوئیون کو اُسکے بدن سے نکال لیتے اُستاد کو اس رنج و محن سے چھڑاتے وہ سوئیان جیسے بدن مین پیوست ہوئی تھین ویسے ہی پیوست رہین سارا بدن سج گیا

اور ہر بن مو سے خون کا فوارہ چھوٹنے لگا دوسرے دن ہفتے کو جو لڑکے آئے تو دیکھا کہ مُلا صاحب مچھلی کی طرح تڑپ
رہے ہین کراہتے ہین اور بچھونے پر بیتاب اور نیم مردہ پڑے ہین لڑکے سوئیان نکالنے لگے اور مُلا درد سے جو
چیخین مارتے تھے اُنکو سنبھالنے لگے اسمین عمرو بھی کہ اُسدن سب کے پیچھے گیا تھا پہونچا مُلا کو دیکھکر رو رو کے کہنے لگا
کہ جسنے یہ حرکت کی ہے اگر مجھکو معلوم ہووے تو ایسا ہی حال اسکا بھی کرون اپنے اُستاد جی کا بدلہ اُس سے بخوبی لون
اور جھٹ پٹ ایک میانہ لاکر مُلا صاحب کو سوار کیا اور جراح کے گھر لیچلا جب اس بساطی کی دوکان کے قریب میانہ
پہونچا وہ عمرو کو پہچان کر دوڑا اور کہنے لگا کہ او لڑکے تو بڑا فتنہ انگیز اور تماشا ہے تو نے مجھکو تو جھوٹ موٹ فقرہ دیکر
کہ تیری جورو جان بلب ہے گھر کو روانہ کیا اور میرے شاگرد سے میرا نام لیکر کئی ہزار سوئی کا پڑا لیکر چلتا ہوا اب تو
کہاں جاتا ہے ابھی تیرا کچومر نکالتا ہون سوئیان اپنی تجھ سے لونگا تجھے اس چالاکی کا مزہ دکھادونگا مُلا کے کان کھڑے ہوئے
جو یہ تقریر سنی اس بساطی سے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا کہ یہ کب سوئیان تیری دوکان سے لے گیا تھا عمرو نے دیکھا کہ راز
افشا ہوا جھٹ پٹ آنکھ بچاکر وہان سے چلتا ہوا اور مکتب مین آکر امیر اور مقبل سے کہا کہ لو خدا حافظ ہے
اپنا تو اس شہر مین رہنا نہین ہوسکتا امیر کو بے عمرو کے کب چین آتا تھا یہ کلام عمرو کا سنکے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے
سچ بتا کیا معاملہ گذرا عمرو نے کہا کہ میرے تو حواس اسوقت جمع نہین ہین کہ ماجرا کہون سارا قصہ راہ کا آپ
کو کہہ سناؤن جب قدرے اطمینان ہوگا سب مفصل عرض کرون گا تمام سرگذشت ساعت مبارک مین پہونچاؤنگا
تب تو امیر نے کہا چل کہان چلتا ہے بے تیرے ہمارا دل کب سنبھلتا ہے ہم بھی تیرے ہمراہ ہین گو کہ آپ کی حرکتون سے
خوب آگاہ ہین امیر و مقبل اور جن جن لڑکون کو امیر کے ساتھ محبت ہوگئی تھی سب کے سب عمرو کے ساتھ
ہوئے اور خفیہ لرزان اور ترسان آگے پیچھے دیکھتے ہوئے اُسکے جلو مین چلے عمرو سب کو ساتھ لیکر کوہ ابو قبیس کے
درے مین جاکر چھپا اور ہمراہیون سمیت اس مقام مین ایک شبانہ روز رہا جب ایک رات فاقے سے گذرا تو دوسرے
دن امیر نے عمرو سے کہا کہ اب تو بھوک کے مارے اپنا قافیہ تنگ ہے فاقے کے سبب طبیعت کا اور رنگ ہے
کچھ کھانے کی فکر کیا چاہیے کسی طرح پیٹ بھر لیا چاہیے عمرو نے کہا آپ بالکل بےفکر اپنے ہمراہیون سے اختلاط کیجیے
غلام کھانا لاتا ہے دیکھیے تو کیسی کیسی نعمتین حضور کو اس مقام مین کھلواتا ہے یہ کہکر شہر کیطرف روانہ ہوا ایک قصائی سے
دو ہاتھ رودہ آنت لیکر نمیدہ بڑھیا کے گھر کے پچھواڑے پہونچا اُسکی مرغیان گھورے پر چرتی تھین وہ بیٹھکر بٹنی شروع
کین اس طرح سے کہ رودے کے ایک سرے پر گرہ دیکر گھورے پر پھینکا جب مرغی نگل گئی دوسرے سرے کیطرف سے
کھینچنا شروع کیا آنت جب پھول گئی مرغی کے گلے مین گرہ پڑکے پھندا لگا فوراً پکڑکے ذبح کیا اور صاف کرکے ایک
رومال مین باندھ لیا جب پندرہ سولہ مرغیان رومال مین باندھ چکا اور کچھ لینے دینے کی تدبیر سوچا چار پانچ پتھر اُٹھا لیے
اس بڑھیا کے چھپر پر پھینکے اور آپ منتظر وقت کھڑے رہے وہ ضعیفہ غل مچاتی ہوئی گھر سے باہر نکلی چار طرف دیکھتی ہوئی

حیران و ششدر رہگئی عمرو نے دوسری طرف سے اُسکے گھر میں گھس کے کوٹھری دیکھنا شروع کی وہاں ایک ہانڈی میں
مرغیوں کے انڈے جو جمع تھے لیکر اپنی راہ لی آگے بڑھ کے ایک کبابی سے اُن مرغیوں کے کباب بھنوائے اور انڈوں
کے حلوے خاگینے بنوائے اور پانچ روپے کی شیرمالیں اور نہاری اُس سے لیں اور خوانین ظرفین اور اُسپر کباب اور
انڈے رکھکے اپنی چادر کو کسا اور اپنے سر پر رکھا اور کبابی سے کہا کہ اپنا آدمی ساتھ کردے میرے ہمراہ چلے پیچھے دیر ہوگی
اسیوقت تمھارے آدمی کے ہاتھ دام بھجوا دونگا اور خواجہ عبدالمطلب سے کہ اُنکے یہاں آج احباب کی دعوت ہے تیری
روٹیوں کی قیمت دلوا دونگا اُسنے جو خواجہ کا نام سنا فی الفور اپنا آدمی عمرو کے ساتھ کیا اور ذرا بھی تکرار نہ کی
سودا دینے میں کچھ انکار نہ کی عمرو نے تھوڑی دور جاکر اُس آدمی سے کہا کہ تم آگے بڑھو خواجہ کے دیوانخانے میں چلکے بیٹھو
مجھے بنیر وغیرہ لینا ہے لیکر آتا ہوں تمھیں ابھی قیمت دلواتا ہوں وہ تو اُسطرف کو گیا اور آپ کوہ ابوقبیس کیطرف روانہ ہوا
جب امیر کے پاس پہونچا خوان دیکھکر سبھوں کا دل خوش ہوا خوان کو جو کھولا انواع انواع کھانا اُس بھوک میں پایا امیر
شیرمال و خاگینہ و کباب کی لذت سے محظوظ ہوئے عمرو کی چالاکیوں سے تو واقف ہی تھے فرمایا کہ پہلے یہ ارشاد ہو
کہ کھانا کس فطرت سے آیا ہے کونسی چالاکی اور عیاری کو کام فرمایا ہے عمرو نے کہا کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے خاصہ
تناول فرمایئے بعد اسکے ایسے کلمات زبان مبارک پر لایئے امیر نے ہمراہیوں سمیت تمکو تناول فرمایا اب اُس آدمی کا
حال سنیے جسکو کبابی نے روٹیوں کی قیمت کے واسطے عمرو کے ساتھ کیا تھا خواجہ عبدالمطلب کے پاس گیا اور کہا
کہ اُستاد نے بعد آداب و تسلیمات عرض کیا ہے کہ حضور نے عمرو کی معرفت پانچ روپے کی شیرمالیں جو منگوائی ہیں اُسکی
قیمت کیواسطے غلام کو بھیجا ہے ملا صاحب تو پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے عمرو کا ذکر کر رہے تھے یہ سنکر اور انکے ہوش پران
ہوئے اسمیں ایک بڑھیا روتی پیٹتی ہوئی فریادی آئی کہ عمرو مجھ دکھیا کی مرغیاں اور انڈے اس فریب عیاری سے لیگیا ہے
دیکھیے مجھ بیوہ محتاج کو کیسا ستایا اور فریب دے گیا ہے خواجہ عبدالمطلب نے کبابی کے آدمی سے پوچھا کہ آخر عمرو کدھر گیا
اُسنے کہا کہ کوہ ابوقبیس کے سمت جاتا تھا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا بھوچکا سا تھا خواجہ عبدالمطلب نے اُس کو
پانچ روپے منگادیے اور بڑھیا کو بھی دام مرغیوں اور انڈوں کے دلوا دیے اور ملا سے کہا کہ آپ کوہ ابوقبیس تک تکلیف
فرمایئے اپنے شاگردوں سے عمرو کو پکڑوا کر لے آیئے ملا کی جو شامت آئے شاگردوں کو ہمراہ لیکر کوہ کا رستہ لیا اور عمرو کی گرفتاری کا
قصد کیا کوہ ابوقبیس کے قریب پہونچا عمرو نے دور سے دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور امیر سے کہا کہ ملا جی ہمکو پکڑنے آتے ہیں اپنے
شاگردوں کو ساتھ لاتے ہیں دیکھیے تو میں کیسی گت بناتا ہوں کس ہیئت سے گھر پھرواتا ہوں یہ سنکر ملا صاحب تو ٹھٹھکے اپنی جگہ
ٹھہرے مگر ابوجہل و ابوسفیان وغیرہ کو عمرو کے پکڑنے کا حکم دیا اور آپ کچھ دور دیکھنا شروع کیا جب
ابوجہل وغیرہ قریب پہونچے تو عمرو نے پکار کر کہا کہ تم لوگوں کی شامت آئی ہے بیٹھے بٹھائے ٹھوکر کی کھجلائی ہے ملاجی
تو خبط ہوا ہے تمھیں کیا لگتے ٹھکانے کا ناہی بھلا چاہتے ہو تو پھر جاؤ خیر و عافیت سے اپنے ماں باپ کو منہ دکھاؤ ابوجہل

مانتا تھا جرأت کرکے آگے بڑھا عمرو نے سنگریزے اٹھا کر اس زور سے ابوجہل کے منھ پر مارے کہ تمام منھ
اسکا زخمی ہوگیا اور کنکریون کے سوراخون سے سارا بدن گویا چلنی ہوگیا بلا کے سنگریزے تھے گویا چھرے تھے
ابوجہل کی پیشانی اور رخسارون مین گھس گئے تب تو ابوجہل و تمام آنکھین ملتا پیچھے کو ہٹا اور لڑکون نے ابوجہل کا حال
جو دیکھا ایک آگے نہ بڑھا ملا یہ سمجھکر کہ میرا خوف ہوگا عمرو کے پکڑنے کو آپ چلا جو ہین نزدیک پہونچا ایک پتھر اٹھا کر ایسا
مارا کہ سر ملا کا پھٹ گیا پیش روی سے قدم ہٹ گیا اور خون کا فوارہ سر سے چھوٹنے لگا تب تو ملا جی بھی بر سر حساب
ہو کر پچھلے پاؤن ہٹے اور گھر کا راستہ لیا اور خون مین بھیگے ہوئے چلے اور اپنا سر اور ابوجہل کا منھ خواجہ عبد المطلب
کو جاکے دکھا کر تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین عمرو کے پڑھانے سے باز آیا آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ فرمایا خواجہ یہ
تمام قصہ سنکر آپ سوار ہو کر کوہ ابو قبیس کی طرف گئے اس نشان پر جہان ملا نے بتایا تھا چلے عمرو نے دور سے دیکھ کر کہا
امیر خواجہ آتے ہین انسے میرا کچھ بس نہین چلنے کا مجھکو پاوینگے تو معلوم نہین کیا سزا دینگے مین اپنی راہ لیتا ہون حق
غلامی کا ادا کیے دیتا ہون اب آپ جانین اور آپ کا کام جانے جب خواجہ درۂ کوہ تک پہونچے عمرو کو تو نپایا لیکن
امیر کو دلاسا دیکر اونٹ پر اپنے ساتھ بٹھایا اور بانیل مرام دولتخانے کا راستہ لیا اور مقبل کو لڑکون سمیت اپنے غلام
کے ساتھ کیا جب گھر مین آئے تو امیر کو تسلی اور تشفی دیکر فرمایا کہ بابا خبردار خبردار اب عمرو کا نام تم زبان پر نہ لانا
اور اسکو اب کبھی اپنے گھر نہ بلوانا شریف زادے ایسی صحبت بد سے پرہیز کرتے ہین ایسے مفتری متفنی کے ساتھ کی نشست و
برخاست سے گریز کرتے ہین وہ تمھین بدراہ اور بدنام کریگا تمھارے آبا و اجداد کا نام ڈبو دیگا امیر کو بے عمرو کے کہان چین
و آرام تھا بے اختیار رونے لگے اور خواجہ نے ہر چند سمجھایا بجھایا کچھ جواب نہ دیا چپکے ہو رہے اور سات دن تک کھانا نہ
کھایا دانہ پانی کچھ منھ سے نہ لگایا تب تو خواجہ عبد المطلب گھبرائے کہ حمزہ کی جان مفت جاویگی ناچار پھر عمرو کی
تلاش کو آدمی بھجوائے لیکن امیر سے کہا کہ اب عمرو کے کہنے پر عمل نکرنا اس نالائق کی باتون کو خیال مین نہ لانا جی گھبرائے
تو اپنے باغ مین جا کر سیر کرنا دل بہلانا پرائے باغ مین بھولکر بھی نہ قدم رکھنا ہمارے کہنے کا خیال ہر دم رکھنا شعر تلخ
گلگشت گل پر انکو ہم یون ابھارتے ہین * سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین * ایکروز عمرو نے امیر کو ترغیب دی کہ آج چلکے
باغ کی سیر کیجے گلشن کی راہ لیجے بموجب اسکے ورغلانے کے امیر مقبل و عمرو کو اپنے ساتھ لیکر اپنے باغ مین تشریف لے
گئے اور ہشاش بشاش بوستان کی سیر کرنے لگے عمرو اس باغ سے نکلکر ایک غیر شخص کے باغ مین گیا اور وہان سے خوب چکھ
چکھا کر آیا اور کہا حضور یہان سے قریب ایک ایسا باغ جنت نشان ہے کہ آپ کے باغ کی بہار اسکے آگے خزان ہے امیر نے پوچھا
کہ کتنے فاصلہ پر اور کدھر ہے بولا کہ یہی آپکے باغ سے قریب تر ہے امیر و مقبل عمرو کے ساتھ اسطرف چلے اور خراماں
خراماں اس باغ مین پہونچے دیکھا تو واقعی تختہ تختہ ہر قسم کے پھولون کے کھلے ہوئے ہین اور چند درختون مین خوشہ خرمے
کے لگے ہوئے ہین نہرین خوبصورت اسکے روش مین جاری ہین کیاریان اور پٹریان ہر ہر تختے کی تقسیم بنا دی ہین اس باغ

کے میوے دیکھ کر دیکھنے والے کے منھ مین پانی بھر آئے ایک خرما جو انمین کا کھائے تو لذت اور میوونکی بھول جائے اور ناف
باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ایسا صاف مصفا بنا ہی کہ آنکھ بھی نہین ٹھہرتی ہی پاؤن نگاہ پھسلتا ہی امیر اس چبوترے
پر بیٹھ گئے سیر کرنے لگے اور عمرو ادھر ادھر پھر کے میوے توڑ توڑ کر اپنا پیٹ بھرنے لگا تھوڑی دیر مین ایک چند خوشے
خرمے کے توڑ کر کھاتا ہوا امیر کے سامنے آیا امیر نے فرمایا کہ ہم بھی ان خرمونکا ذائقہ چکھین زبان کو لذت بخشین بولا کہ
بیٹھو صاحب کس کس محنت سے درخت پر چڑھ کے یہ خرمے لایا ہون جان پر کھیل کے آیا ہون سو آپ نہ کھاؤن انکو
کھلا دون اگر کھانے کا شوق ہی تو دست خود وہان خود آپ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لے آیئے اپنے ہاتھ
سے توڑ کر کھایئے امیر نے جو درخت کے پاس جا کر چڑھنے کا قصد کیا تو عمرو بولا کہ حضرت ایسے کام کا آدمی غلام ہی
نہ کہ ایسے موٹے آدمیون کا درخت پر چڑھنا کام ہی اگر تمھارا سا بدن میرا ہوتا تو درخت کو جڑ سے اکھاڑتا ہوتا امیر
کو عمرو کے کہنے پر کچھ غیرت سی معلوم ہوئی طیش سا آیا تنہ درخت پر ایک دھکا جو مارا درخت زمین پر گر پڑا جڑ سے
اکھڑ گیا عمرو بولا کہ اس درخت کا گرانا تکلف نہین رکھتا ہی ایسے پتلے درخت کا گرا دینا حقیقت کیا ہی مین بھی چاہتا تو اس
ضعیف جثے پر گرا دیتا ابھی آپ کو اپنی طاقت دکھا دیتا یہ درخت کرم خوردہ تھا اسکا اکھاڑنا حقیقت کیا یہ سنکر
امیر کا غضب بڑھا ایک اور درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا عمرو بولا کہ یہ بھی درخت گھنا تھا مگر ہان وہ جو
سامنے درخت پیش نظر ہی البتہ مضبوط اور تناور ہی اسکو اکھاڑنا البتہ کام ہی گرانا اسکا بیشک زور آزمائی کا
مقام ہی اکھڑتے بھی معلوم ہووے امیر کو طیش آیا اس درخت کو بھی اکھاڑ ڈالا تب تو کہنے لگا کہ او عرب تجھکو کیا ہوا ہی
کیون میرا باغ اکھاڑے ڈالتا ہی اپنے زور کے سامنے کسی کو نہین سمجھتا کچھ بھی خوف خدا کا ہی اور یہ کہکر مالک باغ کو خبر دی
اور باغبان کو اطلاع کر دی کہ اسوقت ایسے زور سے آندھی آئی تھی کہ تیرے باغ کے تین درخت جڑ سے اکھڑ
گئے پہلے تو کچھ شاخین ٹوٹین بعد اسکے ایک ہی جھوکے مین ایکبارگی زمین پر گر پڑے اسنے کہا کہ یہان تو نہی بھی

امیر حمزہ کا مع عمرو باغ مین جانا اور عمرو کا درخت پر چڑھکر خرما توڑنا اور حمزہ کا تین درخت خرما اکھاڑنا

ہوا ہنین چلی کہ پتا بھی ہلتا ایک پھول ہی یا پھل درخت کے نیچے ہمین ملتا باغ مین ایسی ہوا کہان سے آئی کہ درختون کو گرا گئی عمرو بولا کہ باغ مین جا کر دیکھ جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا راست و دروغ اسی وقت فہم مین آئیگا باغبان جو باغ مین گیا دیکھا تو واقعی تین درخت جو تمام باغ کی جان تھے گر پڑے ہین زمین سے لگے ہوئے ہین زار زار رونے لگا کہ اوقات اُس بیچارے کی اُنھین درختون پر تھی اُسکے میوے پر اُس کے اہل و عیال کی گذر تھی امیر کو اُسکے حال پہ رحم آیا اُسکو تسلی اور دلاسا فرمایا تین اونٹ درختون کے بدلے عنایت کیے فوراً اپنے آدمی کو بھیجکر منگوا دیے باغبان باغ باغ ہو گیا دل سے ہزارون دعائین دینے لگا اشجار امید تئے سر سے ہرے ہوئے عمرو نے اُس باغبان سے کہا تو لڑکون کو پھسلا کے اونٹ لے لیتا ہی بھلا جب تک مجھکو شریک نہ کرے گا مین کب تجھے یہ اونٹ بیچنے دونگا شتر بے مہار دیکھ تو کیسا تیرا ناک مین دم کرون گا اُس نے ڈر کے مارے ایک اونٹ عمرو کو دیا اور دو اونٹ آپ لیکر اپنا راستہ لیا

داستان نظر کردہ کرنا امیر و مقبل و عمرو کو اولیا اللہ کا

شہسواران اہل ہشیاں تیین مشکین خامۂ خوشخرام کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین اشہب تیز گام قلم کی چالاکیان معرکۂ قرطاس مین کس خوبصورتی سے دکھلاتے ہین کہ ایک روز امیر مع مقبل و عمرو اپنی دولتسرا کے برآمدے پر بیٹھے ہوئے تھے مع رفیق و احباب اُس مقام پر جلوہ فرما رہے تھے کہ لوگون کو اُسطرف سے بکثرت جاتے ہوئے دیکھا یہ دیکھکر عمرو سے کہا خبر تو لاؤ یہ لوگ کہان جاتے ہین مجھے جلد آکر نشان تبلاؤ جہان جاتے ہین عمرو نے آکر خبر دی کہ کچھ سوداگر گھوڑے لائے ہین باہر سے کئی کاروان آئے ہین اُن گھوڑون کے دیکھنے کو خلقت جاتی ہی اچھی طرح سے بے ممانعت دیکھ بھال آتی ہی اگر حضور کے دل مین شوق ہو تو تکلیف فرمایئے سیر چلکر دیکھ آیئے امیر نے گھوڑون کا نام سنکر اُسی طرف کا قصد فرمایا فرط شوق سے پیادہ پا دوست و احباب سے قدم بڑھایا وہان جا کر دیکھا تو واقعی بہت عمدہ عمدہ گھوڑے ہین ہر قسم کے ترکی تازی عربی نجدی ہندی کیب وغیرہ موقع موقع پر بندھے ہین اور اُس کاروان مین ایک گھوڑا زنجیرون سے جکڑا ہوا منھ مین چھینکا دیا ہوا آنکھون پر اندھیریان پڑی ہوئین پانؤن مین اگاڑی پچھاڑی کی جگہ زنجیرین بڑی بڑی پڑی ہین ایک شامیانے کے نیچے بندھا ہی شیر بنا ہوا کھڑا ہی عمرو نے اُسکے مالک سے جا کر رابطہ پیدا کیا اور پوچھا کہ اس گھوڑے کو زنجیرون سے کیون باندھا ہی اُسنے کونسا قصور کیا ہی وہ بولا یہ گھوڑا اکرا بڑا ہی ہیچ عیب شرعی رکھتا ہی چڑھنا تو کیا کوئی اسکے پاس بھی نہین جا سکتا ہی چھینکون مین رکھکر اسکو دانہ پانی دیا جاتا ہی بڑی مشکلون سے پانی پیتا اور دانہ کھاتا ہی عمرو بولا کہ یہ تو کہنے ہی کی بات ہی یہ کیا محالات ہی کہ کوئی اسپر سوار نہین ہو سکتا ہی ہتو اتنا رکھا ہی بھلا اگر کوئی اس پر چڑھے تو کیا ہارو گے اور اُسکو کیا دو گے اُسنے کہا کہ ایسا تو مین بیان کیسکو نہین دیکھتا ہون ان لوگون کو خوب آزما چکا ہون اگر کوئی سوار ہوئے اور اسکو دس پانچ قدم پھیرے تو یہی گھوڑا اسیدام درم نذر کرونگا ہزار روپئے کی مالیت دیدونگا عمرو نے یہ سنکر خوب قول و قرار مضبوط کر کے ہاتھ مار لیا اور چند سوداگرون کو کہ وہان اترے ہوئے تھے اس شرط پر گواہ کیا

اور امیر سے آکر شرط کی نقل کی اور اُس گھوڑے پر چڑھنے کی ترغیب دی امیر اُس گھوڑے کے پاس گئے اور اُس پر
زین بندھوا کر زنجیرین اور اندھیریان اُسکی کھلوا دین میدان مین منگایا جب قصد چڑھنے کا کیا ایال پر ہاتھ رکھا گھوڑا
کھلتے ہی اپنے جوہر ذاتی دکھانے لگا چراغ پا ہو کر تالیان بجانے لگا امیر اُسکے نزدیک جاکے ایک جست کرکے اُسکی پیٹھ پر
جا بیٹھے اُسنے موزے پر منھ ڈالا ٹاپین مارنے لگا کاندھی دی لتیںک جھاڑی امیر نے ایک گھونسا ایسے زور سے
اُس کے سر پر جڑا کہ گھوڑا بیتاب ہوگیا عرق مین غرق ہوگیا اور بکری کی طرح کان ڈالدیے حواس باختہ ہوگئے پہلے
تو امیر نے اُسے قدم پر لگایا پھر چہار تنگ اور پوئی اور سرپٹ دوڑایا بیڑی جو کڑی کی تو گھوڑے کو ہوا لگی
از بسکہ منھ زور تھا ہرچند باگ کو کھینچا لیکن نہ تھما پچاس کوس تک بگ ٹٹ چلا گیا آخر امیر نے اپنا لنگر دیکر اُسکی کمر توڑ ڈالی
تمام شرارت اور بدی کی لذت دکھا دی گھوڑا تو گر گیا امیر پیدل گھر کو پھر کبھی پیادہ پائی کی عادت نہ تھی پیدل چلنے کی طاقت
نہ تھی پاؤن مین چھالے پڑ گئے گھر پہونچنے کے لالے پڑ گئے قدم اُٹھاتے ہین تو اُٹھ نہین سکتے تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی
دیر کے بعد دیکھتے کیا ہین کہ ایک سوار نقاب پوش آتا ہے ایک گھوڑا ابلق رنگ زین مرصع سے مزین کوتل ہمراہ لاتا ہے؛
مترجم نظم کرے وصف اس اسپ کا گر رقم؛ صبا تک ہو نام کمیت قلم؛ کہان پائی خنگ فلک نے یہ چال؛ کرے باد
صرصر کو وہ پائمال؛ جب پیر نقاب پوش امیر کے پاس آیا طریقۂ سلام علیک بجا لایا اور کہا کہ یا حمزہ یہ خنگ اسحٰق نبی علیہ السلام
کی سواری کا ہے اور اسکا نام سیاہ قیطاس ہے اسمین وصف بادِ بہاری کا ہے خدا کے حکم سے تیری سواری کے واسطے لایا ہون
اور بموجب حکم خدا تجھکو اپنا نظر کردہ کرنے آیا ہون کوئی پہلوان تجھپر زبردست نہوگا تیرا اوج اقبال کے مقابلہ مین انشاء اللہ پست ہوگا

سیاہ قیطاس دینا پیر مرد کا امیر کو



سب تیرے زیردست رہینگے اور سب کے سب تیری اطاعت کرینگے یہ پتھر جو سامنے پڑا ہے اپنا رسا لگا ہے اس کو
ہٹا کر زمین کو کھودو اسمین سے ایک صندوق نبیون کے سلاح کا برآمد ہوگا اسمین ہتھیار ہر ہر قسم کا تحفہ سے تحفہ
بیشمار و بیحد ہوگا اُس کو اپنے بدن پر لگانا وقت پر اسکے جوہر آزمانا امیر نے فی الفور اُس پتھر کو ہٹایا اور زور اپنے ہاتھ
پاؤن مین اس قدر پایا کہ گمان مین بھی نہ تھا اُسکا چہارم حصہ دھیان مین بھی نہ تھا زمین کے کھودنے مین

پڑا زور آزمایا اسمین پیراہن حضرت اسمعیلؑ خود حضرت ہودؑ زرہ حضرت داؤدؑ دستانہ حضرت یوسفؑ موزہ حضرت صالحؑ کمربند و خنجر رستم صمصام و قمقام برخیا سپر گرشاسب گرز سام بن نریمان نیمچہ سہراب نیزہ حضرت نوحؑ نبی علیہ السلام کا نکالکر دیکھا بھالا اوران ہتھیارون اور لباس کو زیب تن فرمایا اور بسم اللہ کہکے سیاہ قیطاس کو زیر ران لایا شعر آیا جو زیر ران وہ گھوڑا زمین چڑھا ٭ غل پڑ گیا کہ خاتم زمین پر نگین چڑھا ٭ اور وہ نقاب پوش نظر سے اوجھل ہو گیا اور ایک آن کی آن مین سامنے سے غائب بہ حِل وہ حِل ہو گیا لکھتے ہین کہ وہ نقاب پوش حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو اُسوقت معین و معاون امیر عالیمقام تھے واللہ اعلم بالصواب امیر تو مکہ کی طرف رخصت فرما ہوئے دولتسرا کی طرف تشریف لیچلے اب عمرو کا حال سُنیئے کہ دس کوس تک تو امیر کے پیچھے پیچھے گرتا پڑتا چلا آیا اور رفاقت نچھوڑی ساتھ دوڑنے سے قدم نہ ہٹایا جب تلوے پاؤن کے خار مغیلان سے خانہ زنبور ہو گئے چل نہ سکا ایک درخت کے نیچے بیہوش ہو کر گر پڑا خدا کی قدرت سے حضرت خضر علیہ السلام عمرو کے سر پر پہونچے اور اُسکی تشفی اور دلجوئی کرنے لگے اور زمین سے اُسکو اٹھایا اور اُسکو اپنا نظر کردہ کر کے فرمایا کہ ای عمرو اُٹھ ہمنے حکم خدا سے تجھکو اپنا نظر کردہ کیا تجھ سے آگے کوئی نہ جا سکیگا یہ کہکر نظرون سے غائب ہو گئے خدا جانے کہانسے کہان پہونچے عمرو نے اُٹھکر امتحاناً ایک دوڑ ماری اُنکے فرمانے کی آزمایش کی دیکھا تو فی الحقیقت ہوا سے بھی آگے قدم پڑتا ہی سمند خیال بھی مجھ سے آگے بڑھ جائے مجال کیا ہی سجدہ شکر کر کے امیر کی تلاش کو چلا اُس سمت کی طرف جدھر امیر کو چھوڑ آیا تھا بڑھا چند قدم نہ گیا تھا کہ سامنے سے امیر نمودار ہوئے دونون طرف سے ذوق و شوق اور مصائب راہ کے اظہار ہوئے عمرو سلاح اور گھوڑے کو دیکھکر متحیر ہوا امیر سے کہنے لگا کہ اے عرب وہ گھوڑا سوداگر کا کیا کیا اور سچ بتا کہ کسکا خون کر کے یہ گھوڑا اور اسباب چھین لیا امیر نے فرمایا کہ پرائی جان کا مارنا بتر کا کام ہی یہ کیا نامعقول کلام ہی مین خدا کے حکم سے نظر کردہ حضرت جبرئیل ہوا ہون کفیل سلاح انبیا علیہم السلام کا ہون اور یہ گھوڑا سیاہ قیطاس نام حضرت اسحٰق کی سواری کا ہی اور بقیہ سلاح نبیون کا خداوند کریم نے مجھکو عنایت کیا ہی عمرو بولا کہ یہ تو مین جب جانون یا ارشاد سچ مانون کہ آپکا گھوڑا مجھ سے آگے نکلجاوے اور میرا قدم تھوڑا سا بھی پیچھے رہ جاوے امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا بکتا ہی اس مسخرے کو سودا ہوا ہی آدمی کہین ایسے گھوڑے کے برابر دوڑ سکتا ہی انسان اس سے آگے نکلجائے کیا تیار رکھتا ہی فرمایا کہ لیجیے آئیے اپنی دوڑ میرے گھوڑے کے روبرو دکھائیے عمرو نے کہا کہ پہلے کچھ شرط بدلیجے میری دلجمعی کر دیجیے امیر نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے ہم سے شرط بدلے عمرو نے کہا کہ اگر مین اس گھوڑے سے آگے نکلجاؤن تو دس اشتر آپ سے لون اور اگر گھوڑا مجھ سے آگے نکلجاوے تو میرا باپ ایک سال تک بیمزد و محنت تیرے باپ کے اونٹون کا گلہ چراوے امیر نے قبول کیا اور گھوڑے کی باگ لی عمرو بھی ساتھ ہوا دس کوس تک گئے عمرو اور گھوڑے کے قدم برابر پڑتے تھے دونون گوش بگوش چلے جاتے تھے دونون تیز رفتاری مین صبا کے ہوش اُڑاتے تھے

امیر عمرو کی دوڑ کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اُنکی چالاکی سے ششدر ہوئے عمرو نے عرض کی کہ یا امیر مین بھی نظر کردہ حضرت خضر علیہ السلام ہوا ہون اور فیض یافتہ ایک بڑے نبی کا ہون اب ذرا احوال خواجہ عبد المطلب کا سنیے کہ جب گھوڑا سوداگر کا امیر کو لیکر بھاگا اور عمرو امیر کے پیچھے سرگردان روانہ ہوا یہ خبر من وعن خواجہ عبد المطلب کو پہونچی خواجہ بدحواس ہوگئے اور مع رؤسا، مکہ شہر کے باہر نکلے دیکھا کہ سامنے سے امیر سلاح خسروی لگائے خود زرہ بکتر پہنے سجے سجائے سیاہ قیطاس پر سوار علامت اقبال و حشمت جبین سعادت آگین سے نمودار اور عمرو اُنکا شکار بند پکڑے ہوئے ہمرہ چلے آتے ہین بشرے سے آثار مسرت و بشاشت پائے جاتے ہین یہ دیکھکر خواجہ کا حزن و ملال مفارقت دفع ہوا سرخی چہرے پر دوڑ گئی سجدہ شکر ادا کیا امیر خواجہ کو دیکھکر گھوڑے سے اُتر پڑے اور تسلیم بجالا کر قدمبوس ہوئے خواجہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا آنسو آنکھون مین بھر آئے اور خوش خوش امیر کو لیکر گھر مین آئے اور بہت کچھ امیر پر سے تصدق کیا فقرا اور مساکین کا کاسۂ امید بھر دیا پھر کیفیت اسپ اور سلاح کی پوچھی امیر نے تفصیل وار سب عرض کی خواجہ نہایت محظوظ ہوئے اور منعم حقیقی کا شکر کرنے لگے مقبل وفادار کا حال سنا چاہیے اُس نمک حلال خیر خواہ کی ہوا خواہی ملاحظہ کیا چاہیے جب اُسکو معلوم ہوا کہ امیر و عمرو نظر کردہ جبرئیل و خضر علیہم السلام ہوئے خدا کے فضل سے یہ دونون برگزیدۂ انام ہوئے دل مین سوچا کہ تو ان دو نظر یافتون مین کب بسر کر سکتا ہے ان دونون کے ارادے اور ہمتین بلند ہین تو کیونکر ان مین گذر کر سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ چلکر نوشیروان کی خدمت اختیار کرین چندے سرکار دربار کرین خدا چاہے تو کسی عہدہ معزز پر مامور ہو کر بر سر اعتبار ہو جائین نصیب جاگین بخت بیدار ہو جائین وہان سب کی عزت برابر ہے ملازمت سلطان مین ایک دوسرے کا ہمسر ہے یہ خیالی پلاؤ پکا کر شہر سے باہر نکلا اور مدائن کی طرف روانہ ہوا چار پانچ کوس تک گیا ہوگا کہ ماندہ ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل سے کہنے لگا کہ ایسے جینے سے تو مرنا بہتر اس ذلت و خواری سے تو جان سے گذر جانا بہتر نہ زاد راہ ہے نہ سواری ہے کیسی مصیبت اور ذلت و خواری ہے یہ سوچکر درخت پر چڑھ کے ایک سرا اپنے کمربند کا درخت مین باندھا اور دوسرا سرا پھانسی بنا کر اپنے گلے مین ڈالا اور لٹک کر ہاتھ پانون مارنے لگا قریب تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے کوئی دم کے دم مین سوار فنا سے گذر جائے کہ شیر خدا صاحب ہل اتی شاہ خیبر شکن ثانی پنجتن ع نے پہونچ کر آواز دی مقبل زمین پر گر پڑا حضرت نے اُسکو اُٹھا لیا پانچ تیر ایک کمان عنایت کرکے فرمایا کہ ہمنے تجھکو تیر اندازی کا فن عطا کیا اس فن مین بے نظیر و بے بدل کر دیا بڑے بڑے استاد زمانہ تیری شاگردی سے افتخار کرینگے اس فن مین شاطران روزگار تیرا مقابلہ نہ کر سکینگے مقبل نے عرض کی کہ اگر کوئی مجھسے پوچھے کہ تو کسکا نظر کردہ ہے تو کیا بتلاؤنگا ہر شخص کو کیا جواب دونگا فرمایا کہ کہیو اسد اللہ الغالب ع کا نظر کردہ ہون اسی خاندان کا نمک پروردہ ہون مقبل وہ پانچون تیر اور کمان لیکر شاد شاد مکے کی طرف روانہ ہوا یہان امیر اور عمرو نے مقبل کو جو نہ دیکھا تو گھبرا کے عمرو مقبل کی تلاش کو نکلا شہر کے باہر قدم بڑھایا تھا کہ سامنے سے مقبل نظر پڑا خوش خوش دوڑ کر مقبل سے لپٹ گیا امیر کے پاس لے چلا

مقبل نے امیر کی خدمت مین حاضر ہوکر وہ تیر و کمان دکھائی اور کیفیت اپنی نظر کردگی کی سنائی امیر بہت خوش ہوئے اور باخود یا الطف پیش کرنے لگے

خراج لینا امیر کا اور مسلمان کرنا شاہ یمن خوش تقدیر کا

کلید خامہ سے قفل دوات کھولکر گنجینۂ مضامین ارباب ہنر پر آشکار کرتے ہین دریاے معانی مخفی کو درج حجرہ سے نکال کر آویزہ گوش سامعین سلیقہ شعار کرتے ہین کہ ساتوان برس امیر کو شروع تھا کہ ایک دن بطریق سیر بازار کی طرف مع مقبل و عمرو تشریف لے گئے اُدھر بازار مین کچھ لوگ سہیل یمنی سپہ سالار شاہ یمن کے بموجب حکم شاہ یمن خزانہ تحصیل کے واسطے آئے تھے دوکانداروں سے خزانہ تحصیل کرتے تھے جسکے پاس کچھ دینے کو نہ تھا وہ وعدہ کرتا تھا لیکن بیرحم نہ مانتے تھے مار دھاڑ کرتے تھے ذلیل و خوار کرتے تھے امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ غل و شور کیسا ہے عمرو خبر لایا کہ سہیل یمنی کے آدمی خزانہ تحصیل کرتے ہین جو بازاری عذر کرتا ہے اُسپر مار پیٹ کرکے بار پالہنگ دھرتے ہین امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا عمرو سے فرمایا کہ جاؤ ہماری طرف سے منع کرو اُن لوگون کو اس ظلم و تعدی سے باز رکھو عمرو بموجب حکم کے اُس مقام پر گیا وہان کون سنتا تھا امیر خود متوجہ ہوئے عمرو کو حکم دیا کہ دوکانداروں سے کہدو کوئی کسیکو کچھ نہ دے اور جو کچھ سپاہیون نے تحصیل کیا ہو وہ بھی اُنسے چھین لے حکم ملتے ہی مقبل و عمرو محصلون کے مزاحم ہوے اُن لوگون کو جبر اور ظلم سے روکنے لگے ان لوگون نے لڑکا سمجھکر استادگی کی امیر نے دو چار آدمیون پر تنبیہ قرار واقعی کی کسی کا ہاتھ توڑا کسی کا پاؤن کسی کا سر پھوڑا ان لوگون نے بھاگ کر سہیل یمنی کے خیمے مین پناہ لی اور یہ کیفیت جاکر بیان کی کہ ایک لڑکا ششسالہ حمزہ نامے نے پہلے تو خزانہ کی تحصیل سے ہمکو روکا ہر گاہ ہم نے نہ مانا دو لڑکون سمیت کہ اُس کے ساتھ مین ہماری طرف متوجہ ہوا اور یہ حال ہمارا کیا اور جو کچھ خزانہ تحصیل کیا تھا وہ بھی ہمسے چھین لیا یہ کہ رہے تھے کہ امیر سیاہ قیطاس پر سوار سامنے سے نظر آئے اور مقبل و عمرو دست راست و دست چپ شکار بند پکڑے ہوئے برابر آئے سہیل یمنی خیمے سے باہر نکل آیا اور امیر سے متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اے لڑکے تیرا گھوڑا اور ہتھیار مجھکو پسند آئے ہین شاید گھر بیٹھے مجھکو تقدیر نے دلوائے ہین لا جلد پیشکش کر کہ مین تیرا قصور معاف کرون تیری خطا سے درگذرون نہین تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی زیادتی کرنے کا مزہ اُٹھائیگا یہ سُنکر امیر بہت کھلکھلا کر ہنسے اور فرمانے لگے کہ اگر تجھکو اپنی جان پیاری ہے تو اول تو مشرف باسلام ہو بعد اُسکے ہم سے برسر کلام ہو اور میری اطاعت قبول کر نہین تو پچھتائیگا انجام مین شرمائیگا سہیل یمنی نے کہا کہ اس لڑکے کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنی بساط سے باہر گفتگو کرتا ہے ہان اسکو گھوڑے پر سے اتار لو سب اسباب چھین لو ہمراہیون نے بموجب اُسکے حکم کے چارون طرف سے امیر کو گھیر لیا اور امیر پر دست اندازی کرنیکا ارادہ کیا امیر نے بعضون کو تیرون سے بعضون کو گرز سے بعض کو شمشیر جان گزا سے جہنم واصل کیا بعضون کو گھوڑے کی ٹاپون سے روندکر قعر دوزخ مین داخل کیا اور مقبل نے تیر لگانا شروع کیے جو دو تین آدمی آگے پیچھے ہوتے چھدکر گر پڑتے تب سہیل نے دیکھا کہ کئی ہزار آدمی کام آئے تب طیش مین آکر آپ امیر حمزہ سے برسر مقام آیا امیر نے جھکا کمر بند پکڑکے سر سے بلند کیا گھوڑے پر سے

اُٹھا لیا چاہتے تھے کہ زمین پر اُسکو ٹپکین اُس سرکش کو بھی خاک مین ملائین کہ اُسنے امان مانگی جان بخشی چاہی امیر نے آہستگی تمام زمین پر چھوڑ دیا سہیل یمنی اسوقت ہزار پہلوان سے مسلمان ہوا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگایا اور اپنے برابر اُسکو بٹھلایا اور بکمال شفقت و مہربانی اُسکے حال پر فرمائی بکمال عزت اور آبرو اُسکی بڑھائی سہیل یمنی اور مقبل وفادار و عمرو اور پہلوانون نے کہ جو سہیل یمنی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے تھے اور اُس خداشناس کی صولت و جلالت کے باعث رام ہوئے تھے امیر کی سرداری اپنے اوپر منظور کر کے امیر کو نذرین گذرانین اور سردار کی انقیاد و اطاعت مین گردنین جھکادین امیر نے تبسم فرما کر ہر ایک کو اُسکے لائق مخلع کیا اور موافق لیاقت اور حیثیت کے ہر ایک کو انعام دیا اور شہر مین آکر پہلے تو کعبے کی زیارت کی دو رکعت شکرانے کی پڑھی پھر خواجہ عبدالمطلب کے حضور مین آکر قدمبوس ہوئے اور اپنے امیر ہونے اور سہیل یمنی کے مسلمان ہونے کا حال عرض کیا اور تمام قتل کفار اور تلع و قمع کا قصہ خواجہ کی ساعت مین پہونچا دیا خواجہ نے کہا کہ ہر چند میرے خوش ہونے کی جا ہے ہزار ہزار شکر خدا ہے کہ اُسنے تجھکو یہ روز سعید دکھلایا اپنے کمال فضل سے تمھین اِس قوم نامدار کا سردار بنایا لیکن روسائے شہر حسد کرینگے آتش حسرت مین جلینگے اور بادشاہ یمن کہ اسوقت چالیس ہزار سوار جرار اور لاکھون پیادے اور ملازم اُسکے فرمانبردار ہین اور کئی بادشاہ اولوالعزم اُسکے محکوم اور خراج گذار ہین مبادا یمن فوج کشی کرے اور متوجہ ہووے تو اہل مکہ گھبرائینگے اور ہمکو الزام لگائینگے امیر نے عرض کی کہ حضرت کی دعا اور حاکم حقیقی کا فضل چاہیئے وہ ادھر آنے نہ پائیگا فدوی جا کر درصورت اسلام قبول نہ کرنے کے روز بد اُس کو دکھلائیگا آخر دو چار روز کے بعد امیر خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہو کر یمن کی طرف مع مقبل و عمرو و سہیل یمنی چھ ہزار سوار روانہ ہوئے سامان سفر کر کے باتزک و احتشام تمام نصرت و اقبال ہمرکاب اس ملک کو چلے عزیز و قریب و آشنا دیار غریب و سردار پیادہ و سوار رخصت کرنے کو شہر کے باہر تک ہمراہ آئے دم وداع کسی نے دعا پڑھکے دم کی کسی نے تعویذ بازو پر باندھا خواجہ نے بھی گلے لگا کر خدا کے حفظ و امان مین سپرد کیا اور کچھ کلمات نصیحت آمیز کانین فرمائے القصہ منزل مقصود کی راہ لی دوسری منزل کے اثنائے راہ مین امیر فوج سے الگ ہو کر عمرو سے باتین کرتے گھوڑے بڑھائے چلے جاتے تھے گلہائے شگفتہ اشجار خودرو کی بہار دیکھتے میدان کی ہوائے سرد کھاتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک صاحب جمال سولہ سترہ برس کا سن و سال فقیرانہ لباس پہنے ہوئے سر شوریدہ زانو پہ حسرت پر ملول بیٹھا ہے آثار حزن و ملال چہرے سے ہویدا ہے امیر کو بیحد رحم آیا اُسکے جانب گھوڑا بڑھایا کہ ایسا جوان اور فقیر ہو جائے شباب اپنا خاک مین ملائے ہر سلام علیک کر کے اُسکے حال کے مستفسر ہوئے اُسنے کچھ جواب نہ دیا تب زیادہ مصر ہوئے امیر کے آگے کچھ حیلہ نہ چلا دلمین سوچا کہ یہ عزیز بے افشائے راز نمانیگا خواہ مخواہ درد دل کہنا پڑیگا شعر ناسخ کیون ہو گیا دو چار مین اس شہسوار سے بنجاتی ہی نہین شکیب اختیار سے بے امیر کے اصرار کے روبرو کچھ نہ چلا آہ سرد بھر کر کہنے لگا میرا ماہی بلگرامی شعر بدرد تازہ اینک مبتلا ایم ٭ کہ عیسی ارگ بیگو ید دوایم ٭ اے عزیز مین وہ درد رکھتا ہون کہ دنیا مین جس کی دوا نہین ہر عالم مین کوئی علاج

اُسکا نہین ہی اور یہ اشعار واسوخت میان بجر کے پڑھے واسوخت میان بجر یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
دم نکلجائے بلا سے یہ یہ آزار نہو شعلۂ حسن کبھی گرمی بازار نہو کھوٹے دامون کوئی یوسف کا خریدار نہو نہ رہے
حسن پرستی کا مزہ آنکھون مین ماہ رو داغ نظر آئین صدا آنکھون مین عشق جو دیکھین وہ دام تو ہو جائین ہلاک
دامن دشت جو اس خار سے اُلجھے تو ہو چاک یہ ہوا باغ کو لگجائے تو گل ہو خاشاک پڑے دریا مین یہ قطرہ تو اُڑجے
اُسمین خاک چھیٹ پڑے سر پہ فلک عشق جو پیدا ہو جائے یہ بلا طور پہ نازل ہو تو سرمہ ہو جائے کباب نمک آلودہ ہی
شور انگیز یہ مٹھائی ہی جوانون کیلیے زہر آمیز یہ بلا خرمن جان پر ہی صدا آتش ریز کیجے اسکو آگ سیماب کے مانند
گریز زندہ عیسی سے بھی ہوتا نہین مارا اسکا آگ پانی مین لگاتا ہی شرارا اسکا قتل کرنے کیلیے خنجر براں ہی عشق کشتی
دل کے ڈبو دینے کو طوفان ہی عشق رخنۂ زیست ہی نیش رگ شریان ہی عشق نہ چھٹے جس سے کبھی وہ زندان
ہی عشق حق تعالی نہ اس آفت مین کسی کو ڈالے نام اسکا جو کوئی لے تو زبان دھو ڈالے عشق کا نام سے انسان
عیاذاً باللہ اڑگئے بھی کوہ کی منزل کو نہ پہونچے پر کاہ قیس و فرہاد ہوئے ٹھوکرین کھا کھا کے تباہ قافلے لٹ گئے اکثر
ہوئے گم خاک سیاہ دل جلا کر یہ اُڑاتا ہی دھوئین دنیا مین یہ فرشتون کو جھٹکاتا ہی کنوئین دنیا مین عشق وہ پانی ہی
جس و لپیٹ لیتا ہی اشک خون دیدۂ مشتاق سے برساتا ہی صاعقۂ آہ شرربار کا چمکاتا ہی ننگ و ناموس حمیت
کو ڈبو جاتا ہی اسکی بارش ہو جہان سبزہ وہان خاک نہو گل و سنبل کے چمن مین خس و خاشاک نہو نونہالون کا بدن
پھول کا کانٹا بنجائے تیغ جلاد کا پھل شاخ گلو سے ہاتھ آئے عشق وہ فصل بہاری ہی جو رنگ اپنا دکھائے لالہ داغون
سے تن زار کو گلنار بنائے پیچ در پیچ طبیعت رہے سنبل کی طرح مرغ دل نالہ و شیون کرے بلبل کی طرح ڈوبکر مین
کسی کو نہ اُچھلتے دیکھا دُر جان کو صدف تن سے نکلتے دیکھا مثل پروانہ دل اس آگ مین جلتے دیکھا جسم کو شمع
کے مانند پگھلتے دیکھا گرد آلود بہت جامۂ تن دیکھے ہین کپڑے یارون نے جو بدلے تو کفن دیکھے ہین کسی کی
چال پہ بھولے نہ کوئی اپنی چال دیکھکر بکھرے ہوئے بال نہ لے سر پہ وبال عزت و مال کا دشمن ہی حسینون کا جمال
چاہیے خواب مین بھی آئے کسی کا نہ خیال جامہ زیبون کا بشر طالب دیدار نہو بانکی وضعون سے تنفر ہو سروکار
نہو آئی آفت جو کسی شوخ پہ طبیعت آئی ہفت اقلیم مین مشہور ہوے سودائی آبرو کھوئی کسی جا کہین ذلت
پائی پیار کرتا بھی زمانے مین ہی کیا رسوائی تا بمقدور محبت نہ کرے بہتر ہی زہر کھا جائے کہین وہ بھی مے سے بہتر ہی بہتر
اوسکے سوائے مرض الموت کے کوئی درد ایسا نہین کہ جسکا علاج ہوا نہین اُسنے شفقت امیر کو دیکھکر بیان کیا سلک
رخسارۂ زعفرانی پر گرنے لگا یون سرگذشت اپنی کہنے لگا شعر خاطر آشفتہ دارم و دل پر درد لا اسا لم براغ محنت
ورد ملک مغرب آبا و اجداد کا مقام ہی آوارۂ دشت بلا ہون سلطان بخت میرا نام ہی بادشاہ مغرب کا بیٹا ہون
شاہ یمن کی بیٹی کے عشق نے مجھکو اس درجہ پہونچایا ننگ و ناموس کا خیال نہین عزیز و قریب چھوٹے گھر نا چھوٹا

یک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں + دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں + چونکہ اُسکے شرائط ادا کرنے کی
ن طاقت نہیں دیکھی ناچار دنیا سے افسردہ خاطر ہوکر فقیری اختیار کی امیر نے کہا کہ یہ امر ایسا دشوار نہیں کچھ مقام
نہیں وہ کون ایسی مشکل ہے جو حل نہیں ہوتی کونسی ایسی مصیبت ہے جو راحت سے مبدل نہیں ہوتی انسان
ر دبر جاس ہونا چاہیئے ادنی سے امر میں سراسیمہ اس قدر نہ ہونا چاہیئے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید
ان نشود + خدا کے فضل سے امیدوار رہیے صبر و شکیبائی اختیار کیجیے آپ یہاں سے اٹھیے بندے پر کرم کیجیے
یہ کو چھوڑ کر میری معیت میں آبادی کی راہ لیجیے اس مہم کو انشاء اللہ تعالی آپ کیواسطے سرکرونگا گوہر مراد سے آپکا دامن
میر نے اسدن اُسی جا پر مقام کیا اور سلطان بخت مغربی کو داخل دائرہ اسلام کیا خادمان بارگاہ کو حکم ہوا شاہزاد
ا فقیرانہ اُتروا دیں حمام و غسل کے بعد پوشاک نفیس و عمدہ پہنائیں اور خیمہ خرگاہ و اصطبل جو جو کہ چاہیے تھا اُسکے
لیحدہ مقرر کیا اور ہمیشہ پاس و لحاظ اُسکا مد نظر رکھا شاہزادہ امیر کے ظل حمایت میں بسر کرنے لگا روز و شب بڑے
سائش سے گذر کرنے لگا کئی منزل کے بعد اثنائے راہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ شیر کی کھال کی ٹوپی اور قبا پہنے
بیٹھا ہے اور ایک شیر نر اُسکے سامنے بندھا ہے قریب جاکر اُس سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور نام و نشان تیرا
س شیر کو کیوں باندھ رکھا ہے وہ بولا کہ میں راہزن قزاق ہوں اس تنگنا میں منتظر و نہایت مشتاق ہوں نام میرا
بن حیران ہے بالفعل یہی میدان میرا مسکن و مکان ہے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے جو وہ مسافر پہنچا مقابلہ ہوا شیر کو
چھوڑ دیتا ہوں جب شیر اُسکو مار ڈالتا ہے اُسکا سب اسباب میں لے لیتا ہوں وہ گوشت اُسکا شیر کو کھلاتا ہوں اور
غیرہ بیچکر خوب چکھ جاتا ہوں امیر نے فرمایا کہ اے جوان بیگناہوں کی خونریزی سے توبہ کر نہیں تو عذاب الہی دنیا و آخرت
رہیگا تو وبال اخروی اور ذلت دنیوی سر پر لیتا ہے ایک دن اُسکے بدلے میں ذلیل و خوار ہوگا وہ بولا کہ اے شخص
ے حسن و جمال پر رحم آتا ہے یہ بیفائدہ گفتگو کیوں کرتا ہے اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے بہتر یہی ہے کہ گھوڑا اور سلاح
پنا مجھے دے اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لے تجھکو میں امان دوں اور تیری جان تجھکو بخشوں امیر نے کہا زیادہ گوئی
ہ سرائی ہے کیوں شامت آئی ہے شیر کو اپنے چھوڑ کر قدرت خدا کا تماشا دیکھ دلی ساز و رخدا داد ہمارا دیکھ
تم ہی شیر کے پٹے سے ڈوری کھینچکر امیر کی طرف اشارہ کیا شیر نے جو امیر پر جست کی امیر نے نیزہ سے شیر کو
جوان پر پھینکا یا وہ امیر کی قوت دیکھکر متحیر ہوا اور تلوار کھینچکر حملہ آور ہوا امیر نے نیزے کی ڈانڈ سے اُسکو
گھوڑے سے گرا کر اُسکی گردن پکڑ کے اٹھا لیا چاہتے تھے کہ اُسے زمین پر دے ماریں صفحہ ہستی سے نام اُسکا
سنے امان مانگی اور جان بخشی چاہی امیر نے آہستہ اُسکو چھوڑ دیا اور کفر اُسکا توڑ دیا اُسنے راہزنی سے توبہ کی
ور کلمہ پڑھا امیر نے اُسکو مسلمان کرکے لشکر کا نشان بردار کیا اور اپنی عنایات اور نوازش سے اُسکو
سرافراز و افتخار کیا رفتہ رفتہ بعد طے مسافت جب قلعہ میں پانچ کوس رہا امیر نے ایک سبزہ زار خوش فضا

دیکھکر حکم دیا کہ یہان آج مقام ہو چندے آسائش کرکے لشکر کا انتظام ہو بمجرد حکم کے خیمے اونٹون سے اترنے لگے جابجا موقع بموقع برنصب ہوئے اب **منظر شاہ یمنی** کا حال سنئے وہ لوگ جو **سہیل یمنی** کے لشکر سے بھاگ کر یمن گئے تھے جان اپنی بچاکر اپنے وطن پہونچے تھے انھون نے ساری حقیقت امیر کی لڑائی اور سہیل یمنی کے مسلمان ہونے کی بیان کی اور ساری کیفیت اس شیر بیشۂ شجاعت کی تفصیل وار کہی **منظر شاہ** نے **نعمان** نامے اپنے بیٹے کو دس ہزار سوار سے قلعے مین چھوڑا اور آپ تیس ہزار سوار سے مکے کیطرف روانہ ہوا مگر اور راہ سے گیا اور امیر کا لشکر اور راہ سے پہونچا امیر نے پہلے ایک نامہ لکھکر **نعمان** کو بھیجا اور ایک سفیر روانہ کیا کہ مین ہمارے تاجدار کیواسطے آیا ہون اُسکے ساتھ عقد چاہتا ہون اُسکی شرطون سے مجکو اطلاع کرو وہ شرطین مین ادا کرونگا ہمارے تاجدار کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا **نعمان** نے اپنی بہن سے کہا اُسنے یہ خوش ہوکر میدان کے آراستہ کرنیکا حکم دیا اور کہا کہ صبح کو چوگان بازی مین زیر کرکے اُسکا سر قلعے کے کنگرے پر چڑھا دونگی طاقت اور سپاہ گری اور شجاعت کا حال بتادونگی مردانگی ساری بھلا دونگی ہمسرکشی کا مزہ چکھا دونگی نعمان نے جواب مین لکھا کہ بہت بہتر ہے ہمکو آپ کی رعایت مدنظر ہے کل چوگان بازی ہوگی ہر شخص کی تیر آزمائی ہوگی اگر آپ گوے میدان سے لیجا دینگے **ہمارے تاجدار** کو پا دینگے اور نہین تو آپکا سر قلعے کے کنگرے پر چڑھیگا طرفین مین کشت و خون ہوگا وبال اُسکا آپ پر پڑیگا امیر چوگان بازی کا نام سنکر بہت خوش ہوئے اور شجاعان کوہ شکن اور پہلوانان پیلتن کا دل بڑھانے لگے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام رات دونون لشکرون مین طبل و نقارہ بجا کیا امیر شب بیدار رہے اور جناب باری مین مصروف مناجات و استغفار رہے جب شاہ خاور تخت فلک پر جلوہ افروز ہوا اور شعاع نورانی سے میدان زمین پر نیزہ بازی کرنے لگا **نعمان** اپنے لشکر کو لیکر میدان مین نکلا پہلوانان صف شکن و یلانان تہمتن کا پرا جمائے ہوئے عرصۂ وغا مین آ پہونچا سلطان ذی وقار صاحبقران روزگار امیر با وقار یعنی **حمزۂ** نامدار خود بر سر زرہ در بر شمشیر در کمر بھی مسلح ہوکر سیاہ **قیطاس** پر سوار ہوئے نیزہ ہاتھ مین لیا جلو مین اصحاب و رفیق جان نثار ہوئے طوق بن حمران نے علم کا سایہ **صاحبقران** پر کیا ہمائے اوج سعادت اپنے دام مین لیا دست راست **سلطان بخت** مغربی اور دست چپ کو **سہیل یمنی** مثل جواہر نگار بدن پر سجے ہو بادۂ غرور شباب سے جام کاسۂ سر بھرے ہوئے اور عمرو عیار پیک تیز تار مدار خنجر گزار جگر نگار ریگمال جبتی و چالاکی گھوڑے کے آگے پھلانگین مارتا خوش فعلیان کرتا چلا اور لشکریون کو ہمت دلاتا بڑھاوے دیتا چلا آن و بان سے بڑی شوکت و شان سے خندان خندان گھوڑے کے آگے بڑھا اور **مقبل** وفادار کو اُسدن امیر نے ہراول کیا وہی رسالہ ہزار سوار کا جو **سہیل یمنی** کیساتھ مسلمان ہوا تھا **مقبل** کے ہمراہ کردیا **عمرو** نے اس تدبیر سے صفین قائم کین کہ غنیم بھی اس لشکر ظفر پیکر کو دیکھکر حیران ہوا پانچ چھ ہزار سپاہی تھا امیر کے لشکر پر گمان ہوا دونون طرف سے جب صف آرائی ہوچکی مبارز طلبی کی جب نوبت پہونچی **امیر** ہمارے تاجدار کے اشتیاق مین **منظر شاہ** کے مقابل کھڑے تھے شیر غران کیطرح پکارتے ہوئے بڑھ

رہے تھے کہ ایک جوان نقاب زمردین چہرے پر ڈالے سر سے پاؤن تک مرصع مرکب پایے جواہر مین غرق سپر تلوار
خنجر و کمان و ترکش نیزہ خطی دوش پر سنبھالے چوگان ہاتھ مین لیے رہوار کو خیز کیے اور جھومتا جھامتا خراماں خراماں میدان مین
آیا امیر کی طرف دیکھکر آواز دی کہ خواہندہ ہمائے تاجدار کون ہے میرے سامنے آوے یہی گوے یہی میدان ہے
تاکہ جوہر دکھلاوے امیر نعرہ سنتے ہی خنگ اسحٰق نبی علیہ السلام کو برق کی طرح چمکا کر میدان مین آئے کاوا دیکر
رنگ دکھاتے کبھی بائین کبھی داہنے لاتے اس اسپ خوش خرام کو معرکے مین لائے اور فرمایا کہ اے جوان ہوشیار ہو دیکھ یہی میدان یہی
چوگان یہی گوے ہے اس عیار نے گوے کو میدان مین لا کر ڈال دیا اور اس معشوقہ نے گھوڑے کو ران سے گدگدا کر گوے کو چوگان سے
آشنا کیا چاہتی تھی کہ گوے کو لیجاوے اپنی چالاکی اور استادی دکھاوے کہ امیر نے ٹھہر و کے ہاتھ سے چوگان لیکر گھوڑے کو آگے
ٹھہرا کر اس برق رفتار کو آسن سے دبایا چوگان کو سنبھالکر گوے پر مارا قوت خداداد کا جلوہ دکھایا اس معشوقہ نے دیکھا کہ
ہاتھ سے بازی جاتی ہے تمام شعبدہ بازی و مشاقی خاک مین ملی جاتی ہے جھٹ پٹ نقاب الٹ کر چہرہ پرنور دکھایا جمال
جہاں آرا سے سطح میدان کو منور کر دیا ماہ چہرہ الٹ جو دیا رخ سے اسنے نقاب + زمین پر دکھائی دیا آفتاب
ہوئی اس سے جب چشم حمزہ دوچار + ہوئے غرقہ حیرت آئینہ وار + امیر تو دیکھکر ششدر ہو گئے صانع مطلق کی
قدرت کا مشاہدہ کرکے متحیر ہو گئے ہمائے تاجدار نے فرصت پاکر گھوڑے کو چمکارا اور چوگان کو گوے پر لگایا اسنے اپنی
دانست مین گوے کے لیجانے مین کوتاہی نہ کی تھی کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی لیکن امیر نے دلکو سنبھالا لاحول ولاقوۃ پڑھکر
استقلال و شہامت کو کام فرمایا مرکب کو جولان کرکے کہا ہم تیرا فریب اور چالاکی سمجھے اور تیری مکاری اور
سفاکی سمجھے معلوم ہوا یہی تو گوے کو میدان سے لیجاتی ہے اور مردان عالم سے شرط جیت کر انکے سرونکو قلعے کے کنگرون پر
لٹکاتی ہے مگر یہ تو جب ہے ساتھ نہ پڑا ہوگا کسی مرد دلیر سے معاملہ نہ پڑا ہوگا گوے کو میدان سے یون لیجاتے
ہین جوہر شجاعت و مردانگی یون دکھاتے ہین دیکھ خبردار ہو ہوشیار ہو مین گوے کو میدان سے لیچلا اور خدا کے فضل سے
میدان میرے ہاتھ رہا یہ فرمایا کر گوے کو میدان سے لیگئے ہمائے تاجدار کو شکست فاش دے گئے ہر چند ہمائے تاجدار نے
مکر چوگان گوے تک پہونچا لی اپنی چالاکی اور ہنرمندی دکھائی لیکن امیر سے کب سبقت لیجا سکتی تھی اس شیر بیشہ شجاعت
کے روبرو کب فروغ پا سکتی تھی امیر گوے کو لیگئے اور اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ اے ہمائے تاجدار کیا اب بھی
کچھ ہوس اور بھی حوصلہ باقی ہے اسنے کہا ایک مرتبہ اور امتحان کیا چاہیے عرصہ کارزار کو پھر گرم کیجیے اپنے جوہر دکھائیے
امیر نے بموجب اسکے کہنے کے گوے کو میدان مین پھینک دیا اور پھر چوگان سنبھالکر اسی چستی و چالاکی کو کام فرمایا
کر پھر میدان دوبارہ جیت لیا ہمائے تاجدار نے دیکھا کہ بازی ہاتھ سے گئی ہزارون آدمیون مین عزت
و آبرو خاک مین ملی چاہا کہ گھوڑے کو اڑا کر کے اپنے بھائی نعمان تک پہونچے میدان چھوڑ کر اپنے لشکر مین جا ملے
امیر نے گھوڑے کو خبر کرکے ہمائے تاجدار کا کمربند پکڑ کے مرکب سے جدا کیا اور سر کیطرف گیند کی طرح پھینک دیا

عمرو نے کمند کے لچھے سے ہاتھ اُسکے باندھکر اپنے لشکر کی طرف رخ کیا ہمارے اوج حسن و جمال کو اپنے دام مین لیا نعمان نے یہ معرکہ دیکھکر فوج سے کہا کہ یارو اس جوان نے تو غضب کیا آناً فاناً مین میدان مار لیا ہان کسی طرح یہ جانے نپاوے ایسا کرو کہ ہم لوگون کی آبرو اور عزت رہ جاوے کہ ہمارے تاجدار کو لیے جاتا ہی ہمارا ننگ و ناموس نیست و نابود کیے جاتا ہی یہ سنتے ہی دس ہزار سوار جو مسلح کھڑے تھے سبھون نے باگ لی اور سبھون نے یکدل ہو کر صرف ہمت کی امیر کو گھیر لیا اور چار دن طرف سے اپنا اپنا وار کرنا شروع کیا رگ ہاشمی امیر کی بھی جوش مین آئی جہاد کی طرف دل نے توجہ فرمائی تلوار کھینچکر جس طرف رُخ کیا میدان کا میدان صاف کر دیا +

امیر حمزہ کا عین جنگ مین نعمان کو گرفتار کرنا اور اسکے لشکر کا بھاگنا



سیاہ باطنون کی فوج کائی کیطرح سب پھٹ گئی رزمگاہ کشتون سے پٹ گئی شہر آتے تھے اُسقیلیجو ٹرا بول ہولکے ہتھیار سب نے ڈالدیے کھول کھول کے + غازی نے سبکو زیر کیا رول رول کے + نیزے لگائے خوب انھین تول تول کے جس مرد ناری کے سر پر تلوار لگائی زین تک اُتر آئی جسکے حمائل کا ہاتھ مارا سر و گردن مع نصف سینہ تن سے جدا ہوا قعر دوزخ کو سدھارا جسکی کمر مین ہاتھ پڑا صاف دو ٹکڑے ہوا اسدم نعمان بن منظر شاہ یمنی نے آنکر چاہا کہ ایک تلوار امیر کے سر پر لگائے بازوے نابکار کی طاقت دکھائے امیر نے اُسکے وار کو سپر پر روک کر اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکے صاف زین سے اٹھا لیا اور گنجشک کیطرح اُس شہباز شجاعت نے اُسکو دبوچکر عمرو کے حوالہ کیا باقی لوگ جتنے تھے اکثر بدحواس ہو کر بھاگ گئے اور بہت سے لقمہ نہنگ شمشیر ہو کر جہنم واصل ہوے امیر فوج کو لوٹ معاف کر کے مظفر و منصور اپنے خیمے مین داخل ہوے طبل فتح و نصرت بجنے لگا غلغلہ شادی و فرحت بلند ہوا جب شب کو بزم عشرت آراستہ ہوئی ہر

نعمان کو طلب فرمایا کہا کہ اب کیا کہتا ہی دلمین اب ارادہ کیا ہی اُسنے التماس کیا کہ اگر کوئی میرے اپنا جنس مین ہوتا تو اُسکی کیا مجال تھی کہ میری فوج جرار پہلوان دشنہ گزار سے مقابلہ کرتا اور جان نہ کھوتا مگر خدا جانے کہ آپ ملک مین یا انسان مین بہر تقدیر برگزیدہ ایزد سبحان ہین کہو کیا مسلمان ہوتا ہون امیر نے اسلام تلقین کرکے اُسے چھاتی سے لگایا اور اپنے برابر اُسکے واسطے دنگل بچھوایا دور ساغر چلا داخل زمرہ اہل ایمان ہوا اور عیش و شادیانہ گانے لگا جب مجلس برخاست ہوئی امیر نے نعمان اور ملکہ ہماے تاجدار کو کہ اُسنے بھی اسلام قبول کیا تھا خلعت لائق سے سرفراز کرکے رخصت کیا اور آپ خوابگاہ مین تشریف فرما ہوئے صبح کو نعمان نے اپنی فوج کو طلب کرکے دعوت اسلام کی سبنے گردن طاعت کی ایک سرے سے جھکا دی سب مسلمان ہو گئے جتنے سردار فوج کے تھے سبنے شرافت اسلامی پائی اور انکو لاکر امیر کی ملازمت کروائی امیر نے ہر ایک کو خلعت عطا کیا جب یہ خبر منظر شاہ یمنی کو پہونچی کہ چوگان بازی مین حمزہ گوے سبقت ہماے تاجدار سے لیگیا بقدر زینت فخار بخشا اور نعمان کو بسر جنگ گرفتار کرکے مع فوج مسلمان کیا سنتے ہی دلمین حرارت غضب آتش زن ہوئی ملکے کا عزم فسخ کرکے الٹا پھرا اور قلعے مین پہونچتے ہی طبل جنگ بجوایا امیر نے یہ خبر سنکر اپنی فوج مین بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صف آرائی کا سامان لشکر ظفر پیکر مین ہونے لگا آفتاب کی کرن پھوٹتے ہی دونون لشکر رزمگاہ مین آکر آمادہ کارزار ہوئے یلان شیر ہمت اور شجاعان تہور اندیش جانبازی پر تیار ہوے منظر شاہ نے اپنا مرکب میدان مین نکالکر آواز دی حمیت جاہلیت مین آکے اسطرح صدا بلند کی کہ امیر حمزہ سردار لشکر کون ہی اور کہان ہی دیکھون تو اُسکی شکل و شمائل کیسی ہی کس تاب و توان کا انسان ہی میرے سامنے آئے اپنی دلیری اور شجاعت دکھائے شعر ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد * ساعد سیمین خود را رنجہ کرد * کبھی کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا کسی جنگ آزما سے معاملہ نہوا ہوگا اپنے خون کا پیاسا ہو اہد کے سیر مرگ پر آمادہ ہی یہ سنتے ہی امیر اُسکے مقابل ہوے اور فرمایا کہ کیا لاف و گزاف بک رہا ہی کیون سودا سر پر سوار ہوا ہی انشاء اللہ تعالی ایک وار مین تو تیرا کام تمام ہوتا ہی دم کے دم مین تہ تیغ اسلام ہوتا ہی اول تو ہی اپنا حربہ دکھا دل کا حوصلہ دل ہی مین نہ لیجا اُسنے نیزہ اٹھایا امیر نے گھوڑا دبایا اُسکے متصل گئے اور ہتھیلی کرکے نیزہ اُسکا چھین لیا واللہ تو کہ پیچھے پھینک دیا اُسنے تلوار کھینچی اُسکی ضرب خالی دے کمر مین ہاتھ ڈالکے گھوڑے سے اٹھا لیے تلوار چھین لی چاہتے تھے کہ زمین پر ٹپکین کہ اُسنے امان چاہی اپنی جان بچائی امیر نے اُسکو سبک زمین پر چھوڑ دیا وہ [illegible] اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسکو اپنے خیمے مین لائے اور بکمال شفقت و مہربانی پیش آئے اُسکو اور اُسکے رفیقون کو جو فوج کے افسر تھے خلعتہاے گران بہا فرمایا اور زیادہ مراتب عطا فرمایا منظر شاہ نے ایک مہینے تک امیر کی دعوت کی اور بکمال اخلاص و عقیدت سے فرمانبرداری اور اطاعت کی اور اُسی روز سے سامان شادی نکاح موافق اپنے مراتب شاہانہ کے کرنے لگا اور حسب الحکم امیر کے سلطان بخت مغربی کے ساتھ ہماے تاجدار کا عقد کرنے پر مستعد ہوا سلطان بخت نے عرض کی کہ پہلے تاجدار اب امیر کی زوجہ ہو چکی

حضور کے اقبال سے یہ نعمت غیر مترقبہ مجھے نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب روز کرونگا جس دن حضور کی شادی ہوگی خداوند نعمت کی خانہ آبادی ہوگی جبتک ہمارے تاجدار گھر میں رہے باپ کے یہاں چندے سیر کرے امیر نے رسم نشان ادا کر کے ایک جشن شاہانہ ترتیب دیا اور بعد جشن کے **منظر شاہ** سے کہا کہ اب میں رخصت ہونگا وطن کی طرف جاؤنگا کہ جناب والد ماجد متفکر اور پریشان ہونگے میرے انتظار میں راہ نگران اور حیران ہونگے **منظر شاہ** نے عرض کیا کہ میں بھی ہمراہ رکاب چلتا ہوں خانہ کعبہ حرم محترم اور زیارت حضرت خواجہ صاحب کا مشتاق بے انتہا ہوں یہ کہکر ملک کا انتظام اپنے نائب پر چھوڑا اور تیس ہزار پہلوان انکو مع **نعمان** ساتھ لیکر امیر کی رکاب میں چلا

ہشام بن علقمہ خیبری کا عروج اور ملک مدائن پر خروج ہونا با تحقیق کا بیان ہے یہ بڑے معرکے کی داستان ہے

کہ جب ہشام دوازدہ سالہ ہوا ہوش سنبھالا بکمال اولوالعزمی قدم گھر سے باہر نکالا سر بازار شور و غل سنکر پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہے شہر میں یہ کیوں واویلا ہے لوگوں نے کہا کہ محصلان نوشیروان خراج تحصیل کرتے ہیں جو شخص درست ادا کرنے میں عذر کرتا ہے اسکی تذلیل کرتے ہیں ہشام کو برا معلوم ہوا چند آدمیوں کو پکڑوا کے ناک کان کاٹ کر شہر بدر کیا اور قدغن کیا کہ کوئی ایک کوڑی کسی کو نہ دے جو خراج کہ معین ہے ہماری سرکار میں داخل کرے اور فوج کی نگہداشت جاری کی اور توجہ تام جانب ملک داری کی تھوڑے سے دنوں میں ایک لشکر جرار فراہم کر لیا مدائن کی طرف کوچ کیا جب اخبار نویسوں نے یہ خبر لکھی بادشاہ عادل کے گوش مبارک تک پہونچی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے خروج کیا ہے بکمال تزک و ہشام فوج کثیر ہمراہ لیکر مدائن کا راستہ لیا ہے بادشاہ نے بزرجمہر سے مشورہ چاہا ارکان دولت کو مجتمع فرمایا بزرجمہر نے صلاح دی کہ اگر حضور خود بذات اقدس مقابلہ کرینگے تو میرے نزدیک یہ نازیبا ہے فدوی کی رائے میں یہ حرکت کمال ناروا ہے کیونکہ اگر اسپر فتح ہوئی تو کچھ نام نہوگا اور اگر بسا صورت دگرگون ہوئی تو نیک انجام نہوگا اعدا کو مقام گفتگو ہوگا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو ایک ادنیٰ شخص نے شکست دی پھر ایک مقابلہ کی ہمت کسی کی ہر متنفس کو تمرد اور سرکشی کی جرأت ہوگی سو میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ انکے آنے سے پہلے حضور شکار کھیلنے کو تشریف لیجاویں اور مدائن میں کسی سپہ سالار کو مقرر فرماویں کہ جسوقت گردن زدنی آوے اسکو گوشمالی قرار واقعی دیا جاوے کہ پھر ادنیٰ اور اعلیٰ کے حوصلے پست ہو جاویں سوا اطاعت اور بجاآوری کے سر نہ اٹھاویں بادشاہ کو یہ رائے بزرجمہر کی پسند آئی اور اسکی نیک اندیشی پر تحسین فرمائی آپ تو صید گاہ کی طرف تشریف فرما ہوا شکار کا کھیلنا منظور کیا اور عنتر فیل گوش کہ پہلوان نامی تھا پچاس ہزار سوار سے مدائن کی حفاظت اور ہشام کی گوشمالی کیواسطے مامور کیا ہفتہ عشرہ گذرا تھا کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے چالیس ہزار سوار خونخوار سے آکر قلعہ کو گھیر لیا اور رعایا پر دست ظلم دراز کیا عنتر فیل گوش نے بھی حق قلعہ داری کا ادا کر کے ہشیاری سے کسی کو خندق تک آنے نہ دیا فوج عدو کے کسی لشکری کو قدم آگے بڑھانے نہ دیا بلکہ عنتر فیل گوش کے دل میں یہ خیال گذرا کہ ہشام چند روز سے شہر کو محاصرہ کئے ہوئے پڑا ہوا ہے میں

مہ بند ہون حشام ایسا کہان کا بہادر ہے کہ جس سے مین ڈرون شہر کے باہر نکلکہ مقابلہ نکرون اور روم کے دم مین
ہارون شکست فاش نہ دون دنیا مین نیکنام و بہادر کہلاؤنگا اور بادشاہ سے جاگیر و منصب پاؤنگا شہر رستم ہا
مین پہ نہ بہرام رہگیا مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا پانچ ہزار سوار لیکر شہر سے باہر نکلا حشام اسکو دیکھکر قہقہہ مارکے
ہنسا اور بولا کہ قضا اسکے سر پہ کھیلتی ہے موت اسکو آگے کو ٹھیلتی ہے کہ یہ میرے سامنے آیا ہے اپنا منھ مجھے دکھایا ہے
کمین کو اسکے برابر لاکر کہنے لگا کیا ارادہ ہے کیون اپنی فوج کی خونریزی اور اپنی جان سے ہی پر آمادہ ہے عنتر بولا کہ او مجہول حرام
نمک خانہ زاد ہو کر بے ادبی پر کمر باندھی ہے دنیائے دوروزہ کی ہوس مین کور نمکی اختیار کی ہے تو نہین جانتا ہے کہ شاہنشاہ ہفت کشور
کا ایک ادنی غلام تجھکو عذر دیسکتا ہے یہ تمام تیرا دفتر کر دے حشام بات کی بات مین ملا دیسکتا ہے حشام نے کہا کہ او نادان تجھ
سودا ہوا ہے اتنا نہین جانتا ہے کہ اس ملک اور کشورستانی مین کون کسکا آقا اور کون کسکا تابعدار اور رعیت کہلاتا ہے ع
ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند۔ مین بزور شمشیر تیرے شاہنشاہ سے سلطنت لونگا تمام ملک اور خزانہ بہت
جلد اپنے قبضۂ قدرت مین کرونگا حشام کا یہ کہنا تھا کہ عنتر نے تولکے ایک نیزہ حشام کے سینے پر کھینچ مارا اور نیزہ نے
صندوق سینۂ حشام سے سر باہر نکالا لیکن حشام نے باوجود زخم کاری کھانے کے عنتر کو ضرب تیغ سے دو ٹکڑے
کیا اور فوج پر اسکی جاگرا فوج بے سردار تھی شہر کی طرف بھاگی حشام مع لشکر انکا تعاقب کرتا ہوا شہر مدائن
مین داخل ہوا اور تمام شہر کو تاراج کیا ستر ہزار آدمی مبارز اور شہر کے ناکون پر اپنے دستے مقرر کر دیے اور جلوس
سلطنت مع تخت و تاج لیکر اپنے فرودگاہ پر آیا شب کو بعیش و عشرت کاٹا صبح کو مع رؤسا خیبر کی طرف روانہ ہوا
دو منزل کے بعد ایک دوراہہ ملا ایک راہ کعبہ کو جاتی تھی اور دوسری راہ خیبر جانیکی تھی ہمراہیون نے کہا ارکان دولت
نے مشورہ دیا کہ یہ لڑائی دنیا کے واسطے لڑے فتحمند اور ظفریاب ہوئے ایک کام ثواب کا بھی سر کیجیے عظیم ثواب لیجیے یعنی چلکر خانہ
خدا کو ڈھا دیجیے اہل ایمان کے معبد کو نعوذ باللہ مٹا دیجیے حشام کی تقدیر نے سر پر شامت بلائی یہ راہ کوتاہ اندیشونکی پسند آئی
کعبۃ اللہ کی طرف راہی ہوا اور مکہ معظمہ کا قصد کیا یہ خبر مکہ مین منتشر ہوئی اور افواہ خاص و عام مین پہونچی کہ حشام بن علقمہ خیبری
مدائن کو تاراج کر کے کعبہ کے خراب کرنیکے واسطے آتا ہے لشکر کثیر بڑے جاہ و جلال اور عظمت و شوکت کے ساتھ بقصد انہدام مسجد
لاتا ہے جسنے سنا وہ بید کے مانند لرز گیا خوف کے مارے کانپنے لگا اسی روز حمزہ نامدار بھی مع فوج و لشکر جرار مظفر و
منصور مکے مین پہونچے کعبے کی زیارت کر کے اپنے باپ کے قدمبوس ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے انکا سر قدمون سے
اٹھایا اور نہایت شفقت سے گلے لگایا ہمراہیون سے بھی حسب مراتب پیش آئے شربت کے گھڑے منگوائے سجدات شکر جناب باری
مین ادا کیے اور زار زار رونے لگے امیر نے عرض کی کہ حضرت آج روز خوشی کا ہے ایسے وقت مین موقع رنج و ملال کیا ہے صحیح و سالم
معرکہ جنگ سے پھرا ہون ایسی فتح کلان حاصل کر کے حاضر ہوا ہون کہ لوگونکو گمان بھی نتھا فقط فضل الٰہی شامل حال ہوا اور حضور
بجائے شادی غم کرتے ہین عیش و نشاط درکنار اسکے عوض رنج و الم کرتے ہین خواجہ نے کہا کہ اے فرزند ارجمند میرے

یہ سبب رونے کا ہی کہ تھوڑے روزون مین غضب کا سامنا ہونے والا ہی خشام بن علقمہ خیبری مدائن کو تاراج کیے ہوئے کعبے کے ڈھانے کو آتا ہی فوج جرار لشکر قہار بکمال کر و فر داراسکی ہمراہ لاتا ہی رؤسا اس شہر کے دست و پا چہ مین کہ وہ بڑا گبر ہی زور آور صاحب فوج خونخوار بانی جبر ہی اسلیے مین چاہتا ہون کہ تمکو کسی بہانے سے جنش کیطرف بھیجدون امیر نے کہا کہ قبلہ حاجات قبل از مرگ واویلا کیا ضرور ہی آفریدگار اس سے قوی و توانا تر ہی اسکے فضل اور آپکی دعا کی برکت سے اگر ہماری فتح ہوجائے کیا عقل سے دور ہی مین اسے یہانتک کب آنے دیتا ہون استقبال کرکے اسکی جان لیتا ہون یہ کہکر اسی دم باپ سے رخصت ہوئے اور کعبۃ اللہ مین گئے بہ نیت فتح دو رکعت نماز ادا کی و خدا سے معین و علی سے اعانت چاہی لشکر ظفر پیکر آراستہ کر کے خشام کی راہ روکنے کو راہی ہوئے اور ظالم بدکیش کے قلع قمع کیواسطے تشریف لیچلے دو دو اسپہ منزل طے کیے جاتے تھے ایک منزل پر ٹھیک خبر پائی ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ یہانسے دو منزل کے فاصلے پر اس مردود کا لشکر پڑا ہی کوسون تک فوج کی بھیڑ اور نگاہ سے میدان بھرا ہی یہ سنتے ہی اسمقام پر اترے فوج کا انتظار کرنے لگے چار گھڑی رات گذری ہوگی کہ کئی ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب کیے اور اسیوقت بعزم تاخت اس طرف کو کوچ کر دیا بہت جلد خشام کے لشکر پر فوج امیر بلاے آسمانی کیطرح سے جا گری خشام کے لشکر میں غل پڑ گیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہکر فرمایا کہ اے خوابیدہ بخت بیدار ہوجاؤ و شوم طالع ہوشیار ہوجاؤ کہ قہر ربانی نے تمھین گھیر لیا بڑے بڑے کافرون کا جی اور سرکشون کا دل جان سے چھڑا دیا کہ عزرائیل تمھاری روح قبض کرنیکو آپہونچا صبح ہوتے ہوتے دس ہزار آدمی خشام کے لشکر کے قتل کیے خشام اپنے خیمے مین پڑا سوتا تھا کہ آواز اقتل اقتل بکش بکش کی اسکے کان مین گئی نعرہ اللہ اکبر کی صدا اسے پہونچی فی الفور جاگ اٹھا اپنے لوگون سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہی یہ شور و غل کیسا ہی لوگون نے کہا کہ حمزہ نام کوئی عرب ہی اسنے شبخون مار کر قتل عالمگیر کیا ہی حضور کی فوج کو تمام کر دیا ہی اگر یہی خونریزی دو چار ساعت اور ہی تو لشکر مین آدمی کا نام و نشان نہ رہیگا صبح تک حضور کی طرف کا باقی کوئی انسان اور حیوان نہ رہیگا خشام جھٹ پٹ اپنے گینڈے پر سوار ہو کے لشکر مین آیا دیکھا ان سبکو بدحواس و سراسیمہ بعضون کو مقتول و مجروح پایا اسی عرصے مین شاہ خاور بخت فلک پر جلوہ افگن ہوا یعنی شب گذری و روز روشن ہوا اسوقت تیس ہزار سوار خشام کیساتھ اور دس ہزار سوار امیر کے ہمرکاب تھا اور بازاری آدمی اور عملہ فعلہ از اندازہ حساب تھا خشام گینڈے کو میدان مین نکال کے حمزہ کو دیکھکر بولا کہ اے عرب زادے یہ گھوڑا اور سلاح کس سے تو مانگ لایا ہی اتنی بساط پر مجھ سے مقابلے کو آیا ہی تجھے اپنی جان کا خوف نہ آیا بیفائدہ میرے لشکر کو ستایا تیری جوانی پر مجھے رحم آتا ہی و رنہ تیرے قتل کو حکم نہین دیا جاتا ہی یہ سلاح و گھوڑا اگر مجھکو بطور نذر کے دے دست بستہ یہ چیزین پیش کر کے عذر تقصیر چاہے تو البتہ تیری خطا معاف کر دون تو نے جو میری فوج پر شبخون مارا اسکے انتقام سے درگذر کرون تو نے کمال بے ادبی کی اور نہایت تمردی پر کمر باندھی اور اگر حکم عدولی کریگا تو تجھکو بے تیغ اجل دونگا گور و کفن بھی نہ ملیگا بے نام و نشان کر دونگا امیر بولے کہ کوئی اسکی

سنکر غصہ ضبط نہ کر سکے غضب مین آکر فرمانے لگے کہ او گبر ملعون گردن زدنی تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس خاندان کا ہون خواجہ عبدالمطلب کا بیٹا ہون اور ہاشم کا پوتا ہون ہماری تلوار کا شہرہ کیا تیرے کان تک نہین پہونچا ہماری شجاعت کا غلغلہ کیا تو نے نہین سُنا ارے جہنمی ذرا ہوش مین آ یہ باتین فضول زبان پر خبردار مت لا کیون شامت آئی ہے کیلئے زندگی سے طبیعت گھبرائی ہے خشام اس کلام کو سنکر طیش مین آیا اور نیزہ جو اُسکے ہاتھ مین تھا امیر کے سینے پہ کینے پر لگایا امیر نے اسکا نیزہ اپنے نیزے کی نوک پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کے چلچکے اور جا بنین کو ضرر نہ پہونچا تب خشام نے کھسیانا ہوکر نیزے کو ہاتھ سے پھینکدیا اور تلوار کو میان سے کھینچ لیا چاہتا تھا کہ امیر کے برابر آکر تلوار مارے امیر نے تہمیلی کرکے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور اپنے عیاروں کو پھینکدی اور فرمایا کہ تو اپنے حربے کر چکا اب میری ضرب کو سنبھال نیم متھیار اور ضرب کو دیکھ بھال دیکھ یہ نہ کہنا کہ خبردار کیے نہ مارا امیر وار ہونے نیایا باوجود یکہ اُسنے سپر کو سر پہ

صف آرائی لشکر امیر اور خشام کی اور ایک ضرب مین مارا جانا خشام کا مع گینڈے امیر کے ہاتھ سے



تھا لیکن امیر نے لا اللہ کہکر جو تلوار اُسکا یاک خود سر کے سر پہ لگائی سپر کو دو بارہ کر کے خود فولادی کے دو حصے کی استخوان مغز کے پرخچے اڑا آئی گردن صراحی کو قلم کرتی سینے مین مجوب نہو کر کمر سے نکلی نمد زین پر اتر آئی گینڈے کی پیٹھ کی پیٹ سے نکل گئی دوست و دشمن کے حواس اُڑ گئے کہ ایسی تلوار دیکھی نہ سُنی نظم اللہ رے کاٹ اُسکا کہ وہ سر پہ نہ ٹھہری

ایک طرف گنبد مغفر پہ نہ ٹھہری + مینی ستمگار کے منبر پہ نہ ٹھہری + بالائے سپر بھولکے بستر پہ نہ ٹھہری + مانند تصور اُدھر آئی اُدھر آئی جس سر پہ رکھا پاؤن زمین پر اتر آئی + مترجمہ تلوار نہ کہیے اسے یہ برق فنا ہے پہنا نکلا یہ ہاتھ ہے یا دست خدا ہے

امیر حشام کو جہنم کی طرف بھیجکر جسطرح سے شیر درندہ بکریون کے گلے مین گھستا ہی اُسکے لشکر پر گرے ایک دم مین کشتون کے پشتے لگائے بعض روسیاہ بھاگ کھڑے ہوئے اور اکثر مسلمان ہوگئے امیر نے اپنے لشکر کو سوائے تخت و تاج نوشیروان کے اور لوٹ مطلق معاف کی اور اُساری کو قید سے رہائی بخشی ہر ایک کے لائق خلعت و سواری و زاد راہ عطا کیا اور اپنے اپنے گھر جانے کا حکم دیا بعد ازان ایک عریضہ نوشیروان کو لکھا کہ مین نے بفضلہ تعالے آپکے اقبال سے اُس گبر کو قعر دوزخ مین پہونچا دیا اور ستر ہزار آدمی جو رعایا و ملازمین سے حضور کے اُسکی قید مین تھے اُنکو رہا کیا اور سر اُس خود سر کا مقبل وفادار کے ہمراہ حضور پُر نور مین بھیجتا ہون اور تاج و تخت خسروی کو اگر حکم ہو تو آپ لیکر حاضر ہون یا جسکو ارشاد ہو اُسکے سپرد کرون مقبل وفادار کو سر حشام اور عریضہ دیکر بادشاہ کیخدمت مین روانہ کیا اور آپ بظفر و منصور مکے کی طرف کوچ کیا کہتے ہین کہ امیر نے سوائے اہل مکہ کے کبھی قتل خون نہین کیا اور کبھی لوٹ کو تاخت و تاراج کا ارادہ نہین کیا

داستان حاضری مقبل وفادار بحضور نوشیروان فلک اقتدار

بلبل خامہ نئی داستان سناتا ہی صحن قرطاس کو تختہ گلزار بناتا ہی کہ جب چالیس دن کے بعد نوشیروان صیدگاہ سے مدائن مین آیا شہر کو ویران اور تخت و تاج بے نشان پایا بزرجمہر سے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ گردش فلکی نے یہ روز بد دکھایا یہان تک تو تعبیر خواب کی ظہور مین آئی جو تم نے بتائی مگر باقی دیکھیے یہ پریشانی ہماری کب جاتی ہی اور وہ تعبیر کب وقوع مین آتی ہی بزرجمہر نے کہا انشاء اللہ تعالی آج سے کل تک وہ بھی ظاہر ہوگی بشاشت و عشرت حضور کو لاحق ہوگی سپاہیون نے کہ جو قتل و اسیری سے بچے تھے بختک سے کہا کہ یہ جو کچھ کیا بزرجمہر نے کیا اگر بادشاہ کو مدائن سے صیدگاہ کی طرف نہ لیجاتا تو حشام ایسا روز بد ہمکو نہ دکھاتا مفت مین عزیز و اقربا ہمارے بے اجل مارے گئے اور پسماندہ دستگیر ہوکے گور کے کنارے گئے حقیقت مین بزرجمہر نے مذہب کے تعصب سے ہمکو برباد کیا ہمارے عزیزون کے مارے جانے سے دلکو شاد کیا بادشاہ کی خدمت مین تم عرض کر کے ہماری داد دلاؤ ہماری طرف سے زار نالی کر کے اتنا ثواب کماؤ یہ شور و غوغا ہو رہا تھا کہ صبا برمند پوش عیار گرد و غبار سے آلودہ بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور مژدہ فرحت فزا اور خبر مسرت زا لایا کہ حشام بن علقمہ خیبری کو جو مدائن کو خراب برباد کر کے ستر ہزار زن و مرد کو دستگیر کیے خیبر کی طرف جاتا تھا اور اپنے تکبر کے روبرو کسی فرد بشر اور سلاطین اور ملوک کو شمار مین نہ لاتا تھا حمزہ نے حضور کے اقبال سے قتل کیا ہی اور سر اُس بدمغز کا اپنے ایک رفیق کے ہاتھ کہ نام اُسکا مقبل وفادار ہی حضور مین بھیجا ہی اور اُسکے لشکر کو پریشان اور تاراج کر کے حضور کی رعایا کو اُسکی قید سے چھڑا لیا ہی اور اساری کو رہا کر کے خلعت آزادی بخشا ہی یہ مژدہ سُنکر بادشاہ اُچھل پڑا دوڑ کر بزرجمہر کو چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا کہ جلد سب سردار مقبل وفادار کے استقبال کو جاوین و بتوقیر تمام اُسکو لے آوین فوراً حکم کی تعمیل ہوئی امرا نامدار اور سرداران ذوی الاقتدار اپنا اپنا سامان درست کر کے مقبل کی پیشوائی کو شہر پناہ کے باہر آئے اور بتجمل اور آئین تمام اُسکو اپنے ہمراہ لائے جسوقت مقبل حاضر ہوا بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور عریضہ امیر کا گذرانا بادشاہ نے اسقدر امیر کی توقیر کی

کو عرضی امیر کا مقبل سے اپنے ہاتھ مین لے لیا پہلے تو آپ مطالعہ کیا بعد ازان خواجہ بزرجمہر کو دیا اور فرمایا کہ تم اسکو باواز
پڑھو اور اسکے مضمون کا اشتہار ہمارے تمام ممالک محروسہ مین کرواو جتنے ساسانی و کیانی و مجدی تھے اس عریضہ کا مض
سنکر بشاش ہوئے اور بادشاہ کو اس فتح کی مبارکباد دینے لگے بادشاہ نے اسی وقت مقبل وفادار کو خلعت گرانما
مخلع کیا اور زر و جواہر بیش بہا سے منہ اسکا بھروا دیا اور حکم دیا کہ جبتک مقبل وفادار مدائن مین رہے ہر روز در
مین بلا قید حکم حاضر ہوا کرے راوی لکھتا ہے کہ جسدن مقبل وفادار نے بادشاہ سے ملازمت کی اتفاقاً اسدن لوگو
ایک فاختہ بارگاہ جمشیدی کے گلشن مین شاخ سرو پر بیٹھی دیکھی اور بجاے طوق ایک مار سیاہ اسکے گلے مین حلقہ زن نظر
خبر وار دین نے یہ معاملہ بادشاہ عالیجاہ کے گوش حق نیوش تک پہونچایا بادشاہ نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ اپنی فریاد کیواسطے آئی ہے
شاطر ایسا ہو کہ تیر اسکا خطا نہ کرے مار کے مارنے مین بغانہ کرے مگر فاختہ پر اگر صدمہ پہونچا تو مجھکو بڑا رنج ہوگا کسی جامی
بھری کیسکی جرارت نہ پڑی اور کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلسکا کسی طرح اپنے مقام سے نہ سرکا مقبل نے اپنے مقام سے اٹھکر بادشا
کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگکر ادھر کا رخ کیا اور نیزے کی نوک پر ایک آئینہ نصب کر کے ایک شخص کے ہاتھ
دیا کہ اسکے منہ کے روبرو رکھے مطلقاً خوف و خطر نہ کرے ہاتھ کو جنبش ہونے نہ دے سانپ کو جو اپنی شکل آئینہ مین نظر آئی
سر اٹھا کر اسطرف تکنے لگا زبان نکالکر اپنے ہمصورت کیجانب لپکنے لگا مقبل وفادار نے فرصت پاکر سوفار تیر کو چلے سے
کیا اور گوشہ کمان کو تا بناگوش پہونچا کر اس شاہین قضا کو طائر روح مار پر چھوڑ دیا فاختہ کے پر تک کو آسیب نہ پہونچا او
سر مار مین ترازو سا ہوگیا سانپ تو زمین پر گر پڑا مقبل نے اپنا تیر نکال لیا اور فاختہ پر سجاتی ہوئی اپنے آشیانے کی
طرف اڑ گئی بے اختیار ناظرین کے منہ سے تحسین و آفرین کی صدا نکلی بادشاہ نے مقبل کے ہاتھون کو بوسہ دیا او
خلعت مرصع سے مخلع کیا اور حمزہ کی عرضی کا جواب لکھا اور مع خلعت شاہانہ تحائف کو دیا کہ لفافے پر مہر ہما
کر کے بہمن سگان و بہمن خوران کے سپرد کرو کہ جلد امیر کے پاس جاوین یہ جواب و خلعت بعنوان شائستہ انکو پہونچا
کہتے مین کہ بادشاہ نے اپنے رقعے مین لکھا تھا کہ اے پہلوان زمان گردن شکن سرکشان جہان تو نے میری پسر خواندگ
نہایت پاس کیا اور میرے دشمن سے کہ بادہ غرور سے دماغ اسکا بھرا تھا مقابلہ کرکے نیست و نابود کر دیا نفس الامر
اگر آج رستم و نریمان ہوتے تو حلقہ اطاعت تیرا اپنی گردن و گوش مین لٹکاتے سہراب و اسفندیار تیرے زور
روبرو سر دعوے نہ اٹھاتے بہمن سگان و بہمن خوران کو مین نے مع خلعت بھیجا ہے تخت و تاج اور دیگر آنا نہ شا
جو تو نے اس گبر سے واپس کیا ہے بارگاہ حضور مین روانہ کرکے بہت جلد یہان حاضر ہو اور میری چشم براہ انتظار کو اپنے
نور جمال سے منور کرکے مسرت افزاے خاطر ہو بختک بدذات نے اس رقعہ کو تو بھیجا اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے عرب زا
اس سے پہلے میرا ارادہ تھا کہ تمام عربون کو قتل کروا دیا [illegible] تجھ سے یہ کام
اسوقت پر [illegible] آیا اسلئے مین نے گناہ تیرا معاف کیا اور خلعت [illegible] بہمن سگان [illegible] کے ہاتھ روانہ کیا اور وہ شقہ

بادشاہ کا نہ بھیجا لکھا ہے کہ ایک پہلوان عادی نامے ہمیشہ اُسی قلعۂ تنگ رواحل مین رہا کرتا تھا اور اُسی مقام قلب
مین شب و روز بسر کیا کرتا تھا حشام بن علقمہ خیبری کی خبر سنکر مکان کو اپنے خالی کیا اور آپ اٹھارہ ہزار سوار اپنے
دامن کوہ مین چھپکر بیٹھا کہ ہرگاہ حشام اُس طرف سے نکلے تو مین اسکو زیر و زبر کرون کہ ایک عیار نے اسکو خبر دی کہ
حشام بن علقمہ خیبری کو حمزہ نے مارا ہے اور اُسکا مال و متاع لیے ہوئے بعزم مکہ کہ اسکا وطن ہے جاتا ہے وہ یہ سنکر بولا
کہ خیر ہم بھی اس سے اپنا حصہ لینگے اور جو دینے مین کچھ تامل کریگا تو لڑینگے ہرگاہ قلعۂ تنگ روالعل کے متصل حمزہ وارد ہوئے
اُس مقام دشوار گذار مین پہونچے عادی نے اپنی فوج مین سے ایک سردار کو واسطے سفارت کے انتخاب کیا اور یہ پیغام دیکر حمزہ
کے پاس بھیجا کہ حشام بن علقمہ میرا شکار تھا بہت روز سے مجھے اُسکا انتظار تھا مین اُسپر تاک لگائے ہوئے بیٹھا تھا اُسکی
راہ دیکھ رہا تھا اُسکو آپ نے شکار کیا میرا ارمان دلمین رہا اب آپ کی خدمت مین یہ التماس ہے کہ جو کچھ اُسکے مال و منال مین
سے آپ کے ہاتھ آیا ہے جو اثاثہ اپنے اُسکے خزانے اور ملک سے پایا ہے نصف مجھکو دیجیے اور نصف آپ لیکر خیر سے اپنے گھر
کی راہ لیجیے نہین تو آپ کا مال بھی اُسکے ساتھ جائیگا بجز حسرت و افسوس اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا امیر یہ پیغام سنکر بہت ہنسے
اور اُسکے اوپر بہت عنایت فرمانے کہنے لگے کہ ہماری طرف سے عادی کو بعد دعا کے کہنا کہ اگر صلح منظور خاطر ہے تو ساغر
ے حاضر ہے اگر جنگ کا سامان درکار ہے تو یہی گوے یہی میدان ہے ہر طرح سے مین موجود ہون جو مرغوب ہو اُسکی فکر کرون سفیر
حمزہ کے اخلاق پر بسر و جان سے عاشق ہوگیا اور عادی سے جاکر جواب اُسکے سوال کا کہا اور عرض کیا کہ ہمنے اپنی اس عمر مین ایسا
ہزار با اخلاق نہین دیکھا کوئی رئیس صاحب ہمت و مروت ایسا ہماری نظر سے نہین گذرا معلوم ہوا کہ یہ اولوالعزم ہے عجب نہین
کہ ہفت اقلیم مین کوس لمن الملک بجا دے بعد چندے تمام اطراف و جوانب کی سلطنت اُسکے قبضۂ قدرت مین آ دے یہ پیغام سنکر
عادی آمادۂ جنگ ہوا عادی بن معدی کرب دوسرے دن اٹھارہ ہزار سوار کی جمعیت سے کوس حرب بجاتا ہوا
میدان مین آیا امیر بھی اپنی فوج ظفر موج لیکر اُس سے دوچار ہوئے آمادۂ جنگ و پیکار ہوئے عادی اس سج دھج
سے آیا کہ فوج والون کا دل گھبرایا دیکھا تو اکیس رش کا قد و قامت ہے اسپر اسیقدر بدن کا عرض ہے اُسی درجہ جسامت ہے
نہایت لحیم و شحیم ہے و تن و توش عظیم اور سر پر خود آہنی اسپر سات پگڑیان باندھکر سات تسلے چھوڑے ہین اور اُسمین موسر بھی
نمودار تھوڑے تھوڑے ہین اور اکیس گز کا کمر گاہ ہے انسان کا ہیکل کوئی قسم وہم ہے اسپر کمر بند فولادی باندھے زرہ بکتر چار
آئینہ آستانے لگے موزے کھوپری پہنے سپر پشت پر تلوار خنجر کٹار ترکش زہ کمان پالنگ ناوک کی کاندھے پر ڈالے عمود و نیزہ
ہاتھ مین سنبھالے ہے عمرو دیکھکر امیر سے کہنے لگا کہ بہت آپ کو اپنے زور کا گھمنڈ تھا آج معلوم ہو جائیگا خدا خیر کرے
دانتون پسینا آئیگا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ زور دہندہ میرا اس سے زیادہ توانا تر ہے ع دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است + مجھے فقط ارشاد یہی ہمارا معین و مددگار خداوند جل و علا ہے دیکھو کیا ہوتا ہے امیر
نے اپنے خالق کو یاد کرکے اُس کے قد و قامت سے مطلق اندیشہ نہ کیا اور مرکب تیز رفتار اپنے اُسکی طرف چمکا کر کے

کھونٹی کو ملا دیا برابر ہوتا تھا کہ ایک ادھیڑ سپر کی ایسی اسکے مرکب کی پیشانی پر ماری کہ چند قدم گھوڑا اسکا ا
ہو گیا اور وہ بدحواس ہو کر سر جھاڑنے لگا عادی نے جو یہ قوت حمزہ کی دیکھی سمجھا کہ حریف زبردست ہی نشئہ
سے مست ہو بولا کہ ای جوان معلوم ہوا کہ تجھ مین بھی اسقدر طاقت ہی اور گونہ ہمت و جرأت ہی نام اپنا بتا کہ تجھ
پہلوان بے نام ونشان میرے ہاتھ سے مارا نہ جائے ایک جری صاحب حسن وجمال نقشۂ ہستی سے مٹنا
جائے امیر نے کہا جانتا نہین ہی کہ بہادرون کا نام قبضۂ شمشیر گوشۂ کمان پیکان تیر پہ منقش رہتا ہی تو س
نام ابوالعلا ہی تیری ضرب دست کے شوق مین آیا ہون تیرا زور اور ہنر دیکھا چاہتا ہون لا کیا ضرب ک
دیکھون تیرا وار کیسا ہی عادی گرز گرانبار تولکر امیر کے سر پر آیا اور حربۂ قوی امیر پر لایا اور بولا کہ اے ابوالعلا
ضرب سے تو جانبر نہ ہوگا اس ضرب سے تجھے مفر نہ ہوگا یہ کہکر امیر کے سر پر وہ گرز لگایا خاطر خواہ اپنا حوصلہ اور ز
دکھایا امیر نے اسکو رد کر کے کہا کہ ہان اب دوسری ضرب بھی لگا کہ ارمان دل مین نر ہے تیری ہوس قلبی نکلے اب ک
بچونگا تو مین بھی ایک ضرب لگاؤنگا اگر جیتا رہا تو ذائقہ اسکا کبھی نہ بھولیگا ہمیشہ اس ضرب کو یاد کریگا عادی
یہ سنکر غضب مین آیا اور گرز کو شکار بند سے لٹکایا تلوار میان سے لے کر اور رکاب سے رکاب ملا کر چاہتا تھا کہ ا
کے سر پر وار کرے ضلالت کفر کا اظہار کرے امیر نے قبضہ اسکا پکڑ کے دوسرا ہاتھ اسکے کمربند پر ڈالدیا وہ بھی ا
سے زور کرنے لگا عمرو نے قریب آکر کہا کہ ای پہلوانو تم تو آپس مین گاؤ زوریان کر رہے ہو مرکب بیچارے محض بے
ہین انکی کمر کیون توڑتے ہو اگر زور آزمائی منظور ہی تو زمین پر اتر کے زور و طاقت کرو اظہار ہمت و قوت کرو
حمزہ اور عادی دونون نے رای عمرو کی پسند کی اور گھوڑون پر کی لڑائی بند کی گھوڑون سے اتر کے مقابلے مین کھڑ

حمزہ اور عادی کا باہم کشتی کرنا اور امیر کا عادی کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا



عادی نے کہا کہ حمزہ ہتھیار مین تو ہم تم دونون برابر رہے ہین نیزہ بازی اور گرزبازی اور شمشیرزنی مین ہمسر ہے ہین
آؤ جنگ مغربی مین آزمایش کرین دونون اپنی اپنی طاقتین آزمائین جو غالب ہو مغلوب اُسکی اطاعت کرے ہمیشہ ضعیف
قوی کی تابعداری اور ملازمت کرے امیر نے فرمایا کہ مین بہر صورت حاضر ہون تیری آزمائش کا منتظر ہون یا تھی کر
چار زانو بیٹھ گئے عادی نے اسقدر زور کیا کہ ہر بُن مو سے عرق بہ نکلا مگر حمزہ کو جنبش نہوئی امیر نے زمین چھوڑی
بولا کہ حمزہ مجھ مین جہانتک زور تھا کر چکا حد طاقت سے گذر چکا اب تم زور کرو اپنی طاقت دکھاؤ اُسکا ہاتھی مار کر بیٹھا تھا
کہ حمزہ نے پہلے زور مین اُسکا لنگر اُٹھا لیا اور کئی بار چکر دیا اور پوچھا کہ اب کیا کہتا ہے کچھ اور ارادہ ہے عادی نے کہا فرمانبردار
ہون دل و جان سے آپ کی طاقت خداداد کا قربان و نثار ہون امیر نے باآہستگی تمام زمین پر رکھدیا عادی قدمبوس
ہوکر اور کلمہ توحید پڑھکر مسلمان ہوا اور امیر کو مع لشکر قلعہ تنگ رواحل مین لیجاکر جشن شاہانہ ترتیب دیا اور اپنے بھائیونکو
شرف ملازمت سے مشرف کیا امیر نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت بہلوانی سے سرفراز فرمایا جب امیر نے جشن سے
فراغت پائی فرمایا لو خدا حافظ ہے اب مین اپنے وطن کو جاتا ہون اُنکو اپنا دیدار دکھاتا ہون جناب والد ماجد کے
قدمبوس ہونگا عادی نے کہا کہ حمزہ ایسا تو مین بڑھیا بھی نہین کہ آپ مجھکو کھانا نہ دے سکینگے مجھکو کسواسطے ہمراہ
نہ لینگے ہزار من غلہ اگر میرے واسطے مقرر کرینگے تو مین اُسمین اوقات بسر کرونگا دو وقت نہین ایک ہی وقت کھاؤنگا عمر
بولا کہ ماشاء اللہ نفس لا امر مین عادی گرسب کی بھوک نہین ہے بہت کم کھاتا ہے بھلا ایسی کم غذا والے سے کون منہ موڑیگا
اس بیچارے کم خوراک کا دل توڑیگا امیر نے ہنسکر عادی سے کہا یہ کیا بات ہے رزاق مطلق کی ذات باصفات ہے مجھکو
تمکو دونون کو وہی رزق دیتا ہے ہر مخلوقات کی وہی خبر لیتا ہے اگر تم چلو تو میرے سر آنکھون پر رہو بارے عادی
اٹھارہ ہزار سوار لیکر امیر کی ہمرکابی مین آیا اور امیر نے شادان و فرحان مکے کی جانب کوچ فرمایا

امیر کا مکۂ معظمہ مین آنا اور نامہ نوشیروان کا شرف ورود پانا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان بیان کرتے ہین کہ جب امیر مکے مین پہونچے اول زیارت خانہ کعبہ
سے مشرف ہوکے دوگانہ فتح کا ادا کیا اور عادی سے راہزنی کی توبہ کرادی صلاحیت اور ادائے مراسم اسلام کا اقرار
لیا بعد ازان اپنے باپ کی قدمبوسی کو چلے والد ماجد کی زیارت کیطرف متوجہ ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے جو امیر کے
آنیکی خبر سُنی باشندگان شہر نے معاودت امیر کی مبارکباد دی رؤساء شہر کو ہمراہ لیکر امیر کے استقبال کیواسطے روانہ
ہوئے اور مع اعزا و اقارب امیر کے لینے کو چلے اثنائے راہ مین باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی امیر نے قدم چومے خواجہ نے
امیر کا سر اُٹھاکر اپنے سینے سے لگایا اور زر سرخ و سفید فقراکو لٹایا فقرا و مساکین تصدق لینے لگے رؤساء شہر امیر کو دعائین
دینے لگے کہ فتاح حقیقی ہمیشہ تمکو فتح نصیب رکھے مدام دشمن روسیاہ پر مظفر و منصور کرے خواجہ امیر کو جب گھر مین لائے اور دیوانخانے
مین بیٹھے اور رؤساء شہر بھی آئے امیر نے منظر شاہ یمنی و نعمان بن منظر شاہ و سہیل یمنی و سلطان بخت مغربی

عادی کرب طوق بن حران کی ملازمت کروائی ہرایک کی توصیف تعریف فرمائی خواجہ بہت محظوظ ہوئے اور ہرایک
حال پر مہربانی کی اور علی اقدر مراتب ہر شخص کی توقیر اور قدردانی اور مہمانی کی ایکدن تذکرۃً امیر کو معلوم ہوا کہ عادی
عادیہ بانو کا بیٹا ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ میرا بھائی دودھ شریک ہے اُسیدن امیر نے عادی کو اپنی فوج کا سپہ سالار
اور لشکر کا ہراول دردار وغہ دیوانخانہ وفراش خانہ ونقارہ خانہ کا کیا اور خلعت ہزارہ پارچہ خطابی یا عمرو نے حسب الحکم
امیر عادی سے پوچھا کہ آپکے کھانے کے واسطے جسقدر جنس وغیرہ درکار ہو فرما دیجیے کہ باورچی خانہ کا داروغہ ہر روز
پہونچا دیا کرے یا کھانا پکوا کے آپکی فرودگاہ مین بھجوا دیا کرے عادی نے کہا یہ تو گھر ہے مجھکو قوت لایموت چاہیے منظور
یہ ہو کہ امیر کے دروازے پر آپکی حق اطاعت نباہیے عمرو نے کہا کہ آپ ہر چیز کا نام و مقدار کہدیجئے تا داروغہ آپکے باورچیخانہ
مین پہونچا دیا کرے گول گول کہنا کیا ضرور ہے شرم وحیا اپنے آقائے نعمت سے کرنا اخلاص و رنیازمندی سے دور ہے
عادی نے کہا کہ اچھا بھائی داروغہ سے کہدو کہ صبح کو اکیس اونٹ کی نہاری کھاتا ہون اور دوپہر کو اکیس ہرن اور
اکیس دنبے کے کباب انگوری کے اکیس شیشون کے ساتھ گزک کرتا ہون اور اکیس اونٹ اور اسیقدر ہرن اور دنبہ اور
اسیقدر بھینس کے گوشت کا قلیہ شب کے کھانے کے واسطے تیار ہوتا ہے اور اکیس من آٹے کی روٹیون کا دونون وقت مین
کھانے کیواسطے انبار ہوتا ہے اگرچہ سیری جیسی چاہیے ویسی نہین ہوتی ہے مگر ہان البتہ فاقہ شکنی ہوتی ہے امیر نے سنکر فرمایا
کہ المضاعف ہر صبح کو عادی کے باورچیخانہ مین داروغہ بھیجا کرے مطلقاً اسمین دریغ اور کمی نہ کیا کرے چنانچہ
وہی راتب مقرر ہوا ہر روز کھانا جایا کیا کئی روز کے بعد امیر نے سنا کہ نوشیروان کے ایلچی آتے ہین آپکے نام شقہ اور
خلعت لاتے ہین خواجہ عبدالمطلب امیر حمزہ مع سرداران شہر اُنکے استقبال کیواسطے باہر آئے اور بتعظیم وتکریم
لا انتہا پیش آکر اولاً اپنے مکان پر لائے مکانات عظیم الشان جو فرش شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ ہو رہے تھے اُنکے قیام کے لیے
مقرر فرمائے اور تھوڑی دیر کے بعد کئی خوان نقلیات کے اور شب کو انواع اقسام کے کھانے پکوا کے اُنکی فرودگاہ مین بھجوائے
امیر حمزہ خلعت دیکھکر اور شقے کو پڑھکر چین بجبین ہوئے آشفتہ خاطر اور دل حزین ہوئے خواجہ نے امیر کی آزردگی کا
سبب دریافت کرکے کہا کہ بابا یہ بادشاہ ہین کبھی سلام سے تیوری بھوین سکوڑ لیتے ہین اور کبھی گالی سے خوش ہو کر
خلعت دیتے ہین ناخوش ہونے کا مقام نہین ہے رنج وملال کا ہنگام نہین ہے دوسرے دن جو خوان سالار قدرت نے
قرص خورشید کا گرما گرم تنور فلک سے نکالا اور بساط زمین پر سفرۂ نورانی خط شمسی کا بچھایا خواجہ عبدالمطلب نے نوشیروان کے
ایلچیون کی دعوت کی اور تمام اکابر وروساے شہر کو بھی اس دعوت مین شریک کیا بعد فراغت اکل وشرب ایلچیون نے
خواجہ کے نام کا شقہ خواجہ کو دیا اُسکے پڑھنے سے امیر کو اپنی جانفشانی اور خیرخواہی پر حسرت ہوئی حاضرین کو حیرت
ہوئی کہ ان ایلچیون کا عجب نام ہے غور کا مقام ہے یعنے بہمن حران کے نام مین زے پر جو نقطہ تھا اُسکو خاے معجمہ کا نقطہ سمجھکر
سمجھکر خران پڑھا اور تشدید کا دو سکان پر کاتب کی غلطی سے تھی اُسکو با کاف فارسی سگان پڑھا اور دونون اسی نام سے لکھے ہین

مشہور ہوئے اسی لقب سے ملقب نزدیک دور ہوئے عمرو شقّے کا مضمون سنکر امیر سے بھی زیادہ ناخوش ہو جب
دستر خوان بچھایا ہین مجمع مین دو خوان کسنون سے کسکر اُن دونون کے روبرو لایا اور برا بھلا کہنے کو آمادہ ہوا مگر امیر
نے منع کیا اور اس حرکت سے باز رکھا لیکن وہ بولا کہ یہ دعوت آپکی میری طرف سے ہی اور بڑے تکلف اور اہتمام
سے اُسے رکھوایا اور اسمین خوراک قابل آپکے ہی یہ کہکر خوان پوش اُتار کے کسنون کو کھولکر جس قاب مین گھاس تھی
وہ تو بہمن خزان کے روبرو چنوائی اور جسمین مردون کی ہڈیان تھین وہ قاب بہمن سگان کے آگے لگائی جتنے حاضرین
تھے بحیرت تمام عمرو سے کہنے لگے کہ یہ کیا حرکت ہی یہ بیہودہ اور بیموقع کیسی شرارت ہی عمرو بولا کہ خروسگ کیواسطے سوا اسکے غذائے
نفیس کیا ہی یہی حیوانات کو ملا کرتا ہی چونکہ انکی ضیافت مجھپر بھی واجب تھی لہذا مین نے بھی پہلو تہی نہ کی وہ دونون اپنے دلمین عمرو سے
دانت پیسکر رہ گئے خلاف مصلحت جانکے کچھ کہہ نہ سکے جب کھانے سے فراغت ہوئی سب کی بطبیعت ہوئی عمرو نے دو کشتیان
خلعت کی منگوائین اُنکے سامنے رکھوائین ایک پر سے کشتی پوش اُٹھا کر پالان پر زر نکالا اور پیٹھ پر بہمن خزان کی ڈالا
اور دوسرے مین سے ایک جھول زربفت کی نکالکے بہمن سگان کو اُڑھائی تب تو اُنسے نہ رہا گیا خنجر نکالکر دونون عمرو پر دوڑے
اُسکے مارنے پر مستعد ہوئے طوق بن خزان نے خنجر دونون کے ہاتھون سے چھین لیے اور گھونسے مار کے اُنکے ہاتھ پاؤن
نرم کیے اسی دم دونون ایلچی پاؤن سر پر رکھ کے بھاگے کسی کے حواس بجا نہ رہے امیر نے ایک عرضی بادشاہ کیخدمت مین
لکھی اور اپنے ملازم کے ہاتھ روانہ کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جو خدمت و جان نثاری اس حقیر سے ظہور مین آئی اسکے
صلے مین حضور نے خوب فدوی کی قدردانی فرمائی فدوی ایسے ہی شقّے اور خلعت کا سزاوار تھا جو کہ حضور سے عنایت ہوا چاہئے
تھا کہ سرفراز نامہ عنایت ہوتا نہ کہ عتاب نامہ نازل ہوا اور عرضی و شقہ و خلعت کو مہتر عقیق کے ہمراہ روانہ کیا اور جو کچھ عرض
کرنا تھا اُسکی زبانی کہلا بھیجا ایلچیون نے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر تمام حال اپنی خرابی کا بہزار زاری بیان کیا اور
جھوٹ سچ بہت سا کچھ بہتان اپنے سر لیا نوشیروان سنکر نہایت برہم ہوا اور بزرجمہر سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ عرب کمال
سرکش ہین بڑے بے ادب ہین ایلچیون کی تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ ارادہ بغاوت کا رکھتے ہین تب بزرجمہر نے عرض
کی کہ جناب عالی حمزہ سا شخص با اخلاق و ذی مروت و صاحب ہمت و فتوت و ادیب و آدم شناس دنیا مین پیدا نہوا اس
فہم و فراست اور عقل خداداد کا آدمی دوسرا نہین ہی اگر ایلچیون کی تقریر سچ ہی اسمین شائبہ نفسانیت نہین ہی تو
بہر حال معلوم ہو جائیگا جیسا کچھ وقوع مین آئیگا یہ گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ مقبل امیر کی عرضی و خلعت و شقہ جو بادشاہ
کیطرف سے امیر کو پہونچا تھا لیکر حاضر ہوا بادشاہ عرضی کا مضمون اور اپنے شقے کی تحریر دیکھ خلعت نالائق کہ بادشاہ نے حلال خور
کو بھی نہ دیا دیکھکر بختک پر عتاب کرنے لگا کہ اے مردک یہ کیا خباثت ہی جو تو نے کی ایسی بدذاتی اور شرارت پر کمر باندھی اسیدم ہزار
تومان زر سرخ اُسپر جرمانہ کیا اور کئی روز تک دربار مین آنے نہ دیا اور امیر کو معذرت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا کہ وہ شقہ و
خلعت جو تمکو پہونچا تھا وہ بختک نے بدذاتی سے بدلکر بھیجا تھا لازمہ سعادتمندی کا یہ ہی کہ ہماری طرف سے غبار اپنے

آئینۂ دل پر بیٹھنے نہ دو اور اپنے دل کی کدورت نکال ڈالو اور اسی واسطے یہ شقہ اور خلعت خواجہ بزرگ امید خلف رشید
خواجہ بزرجمہر کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے کہ بختک کو کسی عنوان بدذاتی کرنے کا موقع نہ ملے شرارت کا قابو اور دسترس نہ پہونچے
اوربالاتفاق خواجہ بزرگ امید ہم بھی حضور میں حاضر ہوا اور تخت و تاج اپنے ہاتھوں سے حضور میں گذرانو شقہ اور خلعت
شاہانہ اگلے خلعت سے گرانمایہ تر خواجہ بزرجمہر کو دیکر فرمایا کہ بزرگ امید کے ہاتھ امیر حمزہ کے پاس روانہ کرواو
دیکھو خبردار کسی طرح کی غفلت اور کسی اور کا دخل نہونے دو خواجہ بزرجمہر نے گھر میں آکر ساعت سعید ایک علم اژدہا پیکر
طلسم کا ایسا بنایا کہ جب ہوا منھ کی راہ سے اسکے پیٹ میں جاتی تین مرتبہ آواز یا صاحبقران کی متواتر اسکے پیٹ سے آتی
اور ہر دوست و دشمن کے کان میں پہونچتی اور خوشبو سے تمام لشکر کا دماغ معطر ہوتا اس کی خوشبو کے سامنے مجل مشک
و عنبر ہوتا اور جب حریف کے پیش نظر آتا اسکے لشکر کا رعب اسپر چھا جاتا اور اس علم کے ساتھ ایک بارگاہ حضرت دانیال
پیغمبر کی بھی حمزہ کے واسطے بھیجی اور چار سو چوالیس پارہ یراق کسب عیاری میں رکھکر عمرو کے لیے بزرگ امید
کو تفویض کیے اور فرمایا کہ ہماری طرف سے عمرو کو پہونچا دینا اور لباس پہننے کی ترکیب بزرگ امید کو تعلیم کرکے کہا
کہ اسی طرح عمرو کو اپنے ہاتھ سے پہنا دینا یہ سمجھا کر ایک دستہ سواروں کا ساتھ کرکے روانہ کیا اور نشیب و فراز سفر اور منازل
اور مراحل کا سب سمجھا دیا جب چار کوس مکہ باقی رہا خواجہ بزرگ امید نے مقام کیا اتفاقاً کار حضرت عمرو عیار ادھر کو
اسطرف گیا تھا بزرگ امید نے قیافے سے پہچانا کہ ہو نہو یہ عمرو ہے نزدیک بلاکر گلے سے لگایا اور کہا کہ ہم تم دونوں
بھائی ہیں خواہان یکجائی ہیں بسم اللہ یہاں اترو اندکے قیام کرو جناب والد ماجد نے کچھ تحفہ عنایت کیا ہے تمھارے واسطے
ایک دست لباس عیاری بھیجا ہے لباس عریانی کو اتارو کہ اسے پہنائیں اسکی ترکیب مجھکو بتائیں عمرو نے لباس اپنا اتارا
بزرگ امید نے اس لباس کو اپنے آدمیوں کے حوالے کیا اور ایک ساعت کامل عمرو کو ننگا رکھا اور کہا کہ پھر
کبھی طمع خام سے ننگے مت ہونا اب یہی لباس عریانی پہنے رہو اور رضائے حق پر راضی ہو کر ننگ لاڈلے رہو تب تو عمرو
بہت گھبرایا زار زار رونے اور منتیں کرنے لگا کہ لباس میرا مجھکو عنایت کرو مجھے ننگا اور برہنہ اتنے آدمیوں میں مت رکھو ہمیشہ
تمھارا ممنون اور دعاگو رہونگا میں آپکے خلعت اور تحفے سے باز آیا اپنے گھر کی راہ لونگا بزرگ امید نے ہنسکر کہا کہ ای
بابلے دوندگان عالم بہت لوگوں کو تو عریان و پریشان کریگا اور بہتوں کے تو کپڑے لتے اتار لیگا اسلیے میں نے تجھ کو
برہنہ کیا کہ آیندہ یہ وقت یاد رکھیے گا عمرو بولا کہ میں حضرت کا شاگرد ہوا بزرگ امید نے بقچہ توشے خانے سے منگایا اول تنبان
بے میانی کا عمرو کو پہنایا جو ہیں ہمکو اوپر کھینچا ستر عورت عمرو کا کھلنے لگا عمرو نے کہا کہ بابا جان بھی کمال سخی ہیں کہ بالشت بھر
کی میانی تنبان میں نہ دی بزرگ امید نے آفت بند نکالا عمرو دیکھنے لگا تو ایک تھیلی بھی مخمل کی ہے پہ سات رنگ کے ریشم
سے گل اور بوٹے بنائے بھیجی ہے اور اسکی ڈوری میں ایک تکمۂ لعل کا نصب کیا ہے کہ وہ بہت قیمتی بیش بہا ہے بزرگ امید نے
ستر عمرو کا اسمین رکھکے لنگوٹے کی طرح سے کھینچکر کہا کہ اسکو آفت بند کہتے ہیں آپکے بزرگوں نے بھی کبھی ایسے لباس و کپڑے

سنے یاد لکھے ہین اور اُسکے فوائد بتائے کہ اس سے ایک تو دوڑنے پھلانگ چھلانگ مارنے مین جھیونکو زحمت نہ پہونچیگی
اور دوسرے پانی مین پیرنے کے وقت تنبان کے بند کھولنے کی حاجت نہوگی عمرو بولا کہ رحمت ہے جناب الٰہی کو کہ میرے
واسطے خلعت بھیجا تو کہ میرے ستر کو بھی مخلع کیا بزرگ امید نے دو پیراہن عمرو کو پہنائے ایک تو حریر کا اور دوسرا کتان
کا اور اُسکے فوائد بتائے اور فرمایا کہ ایک جو نرم ہے بدن کے آرام کے واسطے اور دوسرا اعتدال ہوا کے لیے ہے اور ستر قطورۂ
زر بفتی بنہایت نیم تاج مرصع کہ جسپر ایک طوطا زمرد کا مجوف پر از مشک و عنبر برائے تفریح دماغ اور جیغہ کلغی در لطافہ جو ہر نگار
تھا نصب کیا ہوا عمرو کے سر پر رکھا اور آہوے ختائی کے پوست کا آفتابگیر آفتاب کی تمازت دفع کرنے کو پیشانی پر لگایا
اور ایک فلاخن کو جسپر سات رنگ کا ریشم لپٹا ہوا تھا اور انواع انواع کا زربفتی اُسپر بنا ہوا تھا اور پھندا ہے کمند کے
کہ جسکے ہر حلقے مین گرہین زمرد و یاقوت کی لگتین چمک مین و فور نور آفتاب پر ترقی کرتی تھین اور پانچ خنجر مرصع دستون
کے اور چوالیس زنگولہ عمرو کی کمر مین باندھے بارہ مقام اٹھائیس گوشے چھ آوازے چوبیس شعبے چمر یا تمے اور عملی ار[illegible]
کے باندھنے کے طریقے تعلیم کیے شیشہ قارورۂ نفط کمر مین رکھا خوب مضبوط کسا اور قدرے تنخل کی کوئی دوائیون کی بنائی
ہوئی شراب مین بھگو کر سوکھائی ہوئی کہ جب اُسکو پانی مین بھگو دیجے تو پانی شراب ہوجائے بادۂ گلرنگ کا لطف دکھائے
اور حقہ موم روغن کا عطردان پر از عطر فتنہ نہایت تکلف کا بنا ہوا تریاق کی ڈبیا کمال خوشنما گمس ان دُم طاؤس کا شکیزہ پانی
بھرا تلوار جواہر دار صاعقہ بار گردہ سپر قرص خورشید کی ہمسر ترکش کمان قوس قزح جسکے آگے پشیمان قرولیان خراسانی
اور اصفہانی بے نظیر لاجواب ولایتی چادر عیاری لا ثانی چوڑی سر سے پاؤن تک شل دام ماہی مشبک کہ جسکو اُسمین
باندھے اُسکا دم خفا ہووے جی نہ گھبرائے سانس نہ رکے جفت پاے پاپوش روئی سے زیادہ نرم و سبک اور ہلکا
خاک انداز سقرلاتی اُسپر نصب کیا ہوا اور ہرا بھرے ریشم مین گندھے ہوئے انمین باندھنے کے لیے کہ ہزار کوس کی دوڑ
مارے تو پاؤن نہ تھکین چلنے سے باز نہ رہین اسی طرح سے چارسو چوالیس تازہ یراق عیاری ساختہ بزرجمہر سراپا عمرو کو پہنائے
اور ہتھیار ہر قسم کے تحفہ تحفہ نفیس نفیس قیمتی اور جواہر دار اُسکے بدن پر سجے اور لگائے عمرو بزرگ امید سے
رخصت ہو کر اسی طرح امیر کی خدمت مین گیا اور تمام احوال اپنا مفصل کہا اور عرض کی کہ نوشیروان نے آپکی عرضی کے جواب مین
ایک معذرت نامہ مع خلعت فاخرہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے کے ہاتھ کہ اُنکا خواجہ بزرگ امید نام ہے اور وہ شہر سے
دو کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے ہین بھیجا ہے خواجہ بزرجمہر نے بھی ایک علم اژدہا پیکر اور خیمہ دانیالی آپکے واسطے
بطریق ہدیہ ارسال کیا ہے اور ایک دستہ لباس مع چارسو چوالیس پارۂ یراق عیاری کہ اسوقت مین پہنے اور لگائے
ہون مجھکو عنایت فرمایا ہے اور اُنکے صاحبزادے نے یہ سب اسباب مجھے پہنا کر خواص ہر چیز کا بتایا ہے امیر یہ مژدہ سنکر
بہت خوش ہوئے اور مع رفقا و سپاہ تزک تمام سوار ہو کر خواجہ بزرگ امید کے استقبال کیواسطے شہر سے باہر پہونچے
بزرگ امید بہ تعظیم بزرگانہ امیر سے پیش آیا اور نوشیروان کا معذرت نامہ ملاحظہ سے گذرانا اور خلعت جو نوشیروان نے امیر کیلیے

بھیجا تھا پیشکش کیا امیر شقہ شاہی پڑھکر محظوظ ہوئے اور خلعت وغیرہ سے بعض بعض پارچے کو اسیوقت پہن لیا بعد
اسکے بزرگ امید نے علم اژدہا پیکر و خیمہ دیبائی امیر کی خدمت مین گذران کر باادب تمام التماس کیا کہ والد نے آپکو
دعا کہی ہے اور یہ تحفہ آپکے لیے بھیجا ہے اور واقعی یہ ہدیہ نادرہ زمانہ اعجوبہ دہر آپ ہی کیواسطے زیبا ہے امیر اُس سے
کمال شاد اور شکر گذار خواجہ کے ہوئے علم طوق بن حران اور خیمہ عادی کو تفویض کیا اور بزرگ امید مع لشکر
ظفر پیکر شہر کی طرف چلے وہان پہونچکر خواجہ عبد المطلب اور روساء شہر سے ملاقات کروائی اور کتنے دنون تک
بزرگ امید کے لیے محفل جشن ترتیب فرمائی ایکدن بزرگ امید نے امیر سے کہا کہ بادشاہ آپکا انتظار فرماتے ہونگے
تذکرہ آپکا دربار مین باربار فرماتے ہونگے اولی یہ ہے اب آپ مدائن کیطرف نہضت فرماوین اپنے جمال باجلال
سے وہانکی مخلوق کو بھی محظوظ اور مسرور فرماوین امیر اسیدم مع خواجہ کعبہ کی زیارت کرکے خواجہ عبد المطلب سے
رخصت ہوکر مع منظر شاہ یمنی و نعمان بن منظر شاہ بن سہیل یمنی و سلطان بخت مغربی و عادی کرب و طوق
بن حران تیس ہزار سوار خونخوار دشمن کش کی جمعیت سے مدائن کی طرف تشریف لیچلے ہر روز منزل بمنزل اُترتے بحر و
بر کی سیر کرتے جاتے تھے مع رفقا اور ملازمان طے مسافت فرماتے تھے کہ ایک دوراہہ ملا امیر نے خواجہ بزرگ امید
سے پوچھا کہ چونکہ آپ اسطرف سے تشریف لےگئے تھے آپکو معلوم ہوگا کہ یہ راہین کسطرف کو گئی ہین اور کس کس ملک
کی سرحد مین ملی ہین بزرگ امید نے کہا کہ دونون راہین مدائن کی ہین ایک راہ پُرخوف و خطر ہے مگر مسافت زیادہ مقرر
ہے چھ مہینے مین اس راہ سے گذرتے ہین اور دوسری راہ سے بہت جلد مدائن کی مسافت طے کرتے ہین لیکن پانچ برس
سے یہ راہ بند ہے کہ اس راہ مین بیشۂ فیض ملتا ہے اُس بیشہ مین ایک شیر ہے جو کسی طرف سے آکر رہا ہے آدمی کی بو پاکر
نیستان سے نکلکر راہی بیچارے کو مار ڈالتا ہے ایک ہی تھپڑ مین کیسا ہی قوی ہیکل زبردست آدمی ہووے دم نکالتا ہے اسواسطے
اس راہ سے کوئی نہین جاتا ہے ہر شخص اپنی جان بچاتا ہے امیر نے فرمایا کہ جو موذی خلق اللہ کو ایذا دیتا ہے مجکو اُسے مارنا
واجب ہے یہ کہکر تنہا آپ مع یک بنجر گزار یعنی خواجہ عمرو عیار اس راہ خطرناک سے مدائن کی طرف تشریف لیچلے اور
لشکر مع رفقا اُس راہ سے کہ بیخوف و خطر تھی خواجہ بزرگ امید کیساتھ نہضت فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ دو سیدھے چلے
جانا ہرچند منظر شاہ وغیرہ نے ہمراہ رکاب کی استدعا کی لیکن امیر نے نہ مانا دوسرے دن تیسرے پہر کو بیشۂ فیض
مین ایک نیستان کے متصل پہونچے ہوا فرحت انگیز دیکھکر گھوڑے سے اُتر پڑے ایک چشمہ ہم چشمہ حیوان دیکھا پانی صاف
و شفاف نہایت شیرین کنارے پر سبزے کی پٹریان کمال دلنشین کچھ درخت سایہ دار ادھر اُدھر لگے ہوئے ہین جانور خوش آواز
خوبصورت رنگین بولتے ہوئے اسکے کنارے پر زین پوش بچھاکر بیٹھ گئے اور عمرو مرکب کو چرانے لگا اور جنگل کی ہوا کھانے لگا کہ دفعتہ
نیستان مین کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی جانور کے آمد کی آہٹ پیدا ہوئی اور ایک شیر اُسمین سے نکلا عمرو نے تمام عمر
مٹی کا بھی شیر نہ دیکھا تھا جوہین اُسکو دیکھا خوف سے گھوڑے کو چھوڑکر ایک درخت عظیم الشان پر چڑھ گیا اور امیر کو پکارنے لگا کہ حمزہ

ایک شیر بڑا ہی لمبا چوڑا نیستان سے نکلا ہے اور آپ کیطرف چلا آتا ہے خدا کے واسطے چشمے پر سے بھاگ کر میرے پاس چلے آیئے یا بھاگ کر جلد کسی درخت پر چڑھ جایئے امیر عمرو کی یہ بات سنکر بہت ہنسے اور فرمانے لگے اے عمرو بدخصلت کیون بدحواس ہوا جاتا ہے کچھ دیوانہ اور سودائی ہوا ہے مین خود اسکے مارنے کو یہان آیا ہون اسواسطے اسقدر مسافت طے کی ہے لشکر سے جدا ہون اور تو مجھے اس سے ڈراکر بھگایا چاہتا ہے اس جنگل مین مجھے نامرد بنایا چاہتا ہے یہ کہکر شیر کی طرف متوجہ ہوے دیکھا واقعی شیر بڑا طویل القامت ہے کمال مہیب صورت ہے شیر دم نکٹا چالیس ہاتھ کا لانبا ہوگا ادھر گئے نے یا وہ دیکھا امیر نے شیر کو للکارا کہ او گیدڑ کدھر جاتا ہے تیرا حریف مین آن پہونچا ہون شیر نے آواز سنتے ہی امیر پر جست کی امیر نے بدن چرا کے اسکی آمد خالی دیکے ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام نیستان گونج اٹھا اور شیر کے پچھلے پاؤن پکڑ کے

امیر کا شیر کو اٹھا کر زمین پر ٹپکنا اور مرجانا شیر کا اور درخت سے اترنا عمرو کا



ایسا جھٹکا مارا کہ گویا کمر کی ٹوٹ گئی دو پہر مین شیر چیخ مار کر مر گیا عمرو نے امیر کے ہاتھون کو بوسہ دیا صبح کو عمرو نے شیر کی کھال کھینچکر صاف کی اور اندر سے خوب شفاف کی اور اسمین بھس بھر کر جنگل سے لکڑیان توڑ لایا تھا شعبدہ کرنے کو جی چاہا اور ایک عرابہ بنایا اسپر اس شیر کو اسطرح سے بٹھایا کہ جو کوئی دیکھے اسکو زندہ شیر کا یقین ہو جاے اور ایک گز دو گز کر اسکے شتر کھوالیا اور امیر کے ساتھ ہوا امیر بلحاظ اسکے کہ لشکر مست دنون مین مدائن پہونچیگا جہان کہین مرغزار اور مقام خوش فضا ہوا دار پاتے مقام کرتے اور شکار کھیلنے جاتے اس سبب سے امیر اور خواجہ بزرگ امید برابر ہمدان مین پہونچے امیر تو اپنے لشکر

مین گئے اور عمرو نے ایک ٹیکرے کے نکڑ پر کہ قلعہ کی دیوار کے نیچے واقع تھا اسطرح سے اُس بھس بھرے شیر کو بٹھایا کہ مطلقا
زندہ شیر مین اور اُسمین فرق نہ باقی رہا چنانچہ دوسرے دن جب دروازہ شہر کا کھلا گھسیارے اُس ٹیکرے کی طرف آتے
تھے گھاس چھیلنے کے واسطے جاتے تھے ناگہان اُنمین سے ایک کی نگاہ شیر پر جا پڑی چیخ مار کر بیہوش ہو گیا گھگھی بندھ
ئی ساتھی اُسکے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ اُسنے کیا چیز ایسی مہیب دیکھی کہ چیخ مار کر بیہوش ہو گیا زمین پر غش کھا کر گر پڑا
دیکھتے دیکھتے شیر سے جو چار آنکھین ہوئین سب کے سب شیر شیر کہکر شہر کیطرف بھاگے کسی کے ہوش حواس بجا نہ رہے گھسیارون
کی زبانی جو یہ خبر مشہور ہوئی شہر مین ہل چل پڑ گئی کہ ایک شیر بڑا اہی قد و قامت کا ٹیکرے پر بیٹھا ہے کوئی دم کے دم مین
ادھر کیطرف متوجہ ہوا چاہتا ہے ہمارے ساتھ کا آدمی ہاے غش کھا کر گر پڑا تھا دیکھیے وہ گھر تک آتا ہے یا اُس شیر کا لقمہ ہو جاتا
ہے ایک زمانہ تلے اوپر ہو گیا ہر شخص حیران و مضطر ہو گیا کوئی اپنا دروازہ بند کرنے لگا کوئی بندوق باندھکر اپنے کوٹھے
جا بیٹھا باہر نکلنا بیٹھنا بند ہوا ناکون پر خبرداری اور ہوشیاری کرنے کا حکم پہونچا شہر مین یہ چرچا ہوا کہ دیکھا چاہیے اگر خدا
نخواستہ شہر کیطرف شیر نے رخ کیا تو سیکڑون کا خون کریگا یہ خبر بادشاہ نے جو سنی قلعے کے شاہ برج پر تشریف لیگئے اور ارکین
دولت اور سپہ سالار پہلوان شجاعت شعار ہمراہ ہوئے دیکھا تو واقعی ٹیکرے کے نکڑ پر ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اور جو کوئی اسکو دیکھتا ہے
ٹھہر جاتا ہے اتفاقاً مقبل اپنے خیمے سے کہ شہر کے باہر ایستادہ ہوا تھا بادشاہ کی ملاقات کیواسطے جاتا تھا جب ٹیکرے کے قریب پہونچا
تو شیر دکھائی دیا ترکش سے تیر نکالکر کمان مین جوڑا اور اُسکی طرف چلا قریب پہونچکر غور سے جو دیکھا تو شیر مین حس و حرکت نپائی صورت
دھوکے کی نظر آئی سوچا کہ ایسا شعبدہ سوائے عمرو کے دوسرے کو سوجھنا دشوار ہے یہ انھین ذات شریف کا کردار معلوم ہوتا ہے
کہ امیر خیر کی رہنمونی سے لشکر بیشۂ فیض کیطرف سے تشریف لائے ہین اور اُس شیر موذی اور خونخوار سے جنگل کو صاف کر آئے
ہین اور شیر کو مار کر عمرو نے اسکی کھال مین بھس بھر کر لوگون کے ڈرانے کے لیے اس ٹیکرے پر قائم کر کے ایک شعبدہ
ٹھہرایا ہے بادشاہ سے اپنا عندیہ بیان کیا بادشاہ کو بھی یاور ہوا جہان پناہ نے خوش ہو کر صندوقچے اشرفیون کے
مقبل کو عطا کیے اور خلعت اور جواہرات بیش بہا بخشے اور فرمایا کہ دیکھو تو امیر کہان فروکش ہوئے ہین کس
جانب شہر کے اُترے ہین جلد تم خود جاؤ اور ہرکارے روانہ کرو اور دریافت کر کے کیفیت جلد خبر دو مقبل بادشاہ
سے رخصت ہو کر قلعے سے باہر نکلا اور بیشۂ فیض کی طرف چلا اتفاقاً عمرو امیر کو لشکر مین پہونچا کر شہر کی طرف آتا تھا
بادشاہ کی خدمت مین خبر آمد امیر کی سنانے جاتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک جماعت قلعے سے باہر نکلی اور بیشۂ فیض
کی طرف راہی ہوئی عمرو نے اُسکا تعاقب کیا متصل جا کر دیکھا کہ مقبل وفادار ہے ہمارا قدیم یار ہے مقبل عمرو کو دیکھکر پوچھنے لگا
کہ امیر کہان تشریف رکھتے ہین خیمے کسطرف استادہ ہوئے ہین عمرو کو برا معلوم ہوا کہ نہ تو مجھسے سلام علیک کی ورنہ خیر و عافیت
پوچھی اور نہ گھوڑے سے اُتر کر بغلگیر ہوا بلکہ مصافحہ تک نہ کیا مقبل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ سُن تو او روسیاہ تجکو میرے
بادشاہ کے حضور مین حاضر رہنے کو بھیجا ہے کہ سیر کرنیکو ارشاد کیا ہے مقبل نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ امیر تشریف لائے ہین تحقیق کرنا مقصود ہوا اس

سرزمین مین آئے ہین اُنکی ملازمت کیواسطے جاتا ہون سیر کیسی بادشاہ کی خدمت سے آتا ہون عمرو بولا کہ تونے بہت بُرا کیا کہ انکی ملاقات کو چلا مقبل نے کہا کہ عمرو تو کیا دیوانہ ہوگیا ہے کہ مجھسے برابری کرتا ہے عمرو تو بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا جھنجھلا کر بولا کہ او کالا زادے تجکو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ مجھسے ایسی گفتگو کرنے لگا نوشیروان نے تین صندوق اشرفیون کے کیا دیے کہ تو خواجہ بنگیا ہوس بجا نہ ہے یہ کہکے فوراً اپنے نیم تاج سے فلاخن کو کھولا اور ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ آفتاب دیدہ مہتاب خوردہ اور دو خانے کے پانی سے پرورش پایا ہوا کیسۂ عیاری سے نکالا فلاخن مین رکھا اور چرخ دیکر نشانہ جو تاک کے مارا مقبل کی پیشانی پر پڑا خون کا فوارہ چھوٹنے لگا مقبل اُسی صورت سے امیر کے سامنے چلا آیا اور گریہ وزاری کرنے لگا امیر سمجھکر کہ شاید اہل مدائن نے اسکو خون مین نہلایا ہے کسی مفسد بدذات نے اسکو صدمہ شدید پہونچایا بیچین ہوئے کہ مقبل نے شکوہ عمرو کا کیا امیر نے عمرو کو بلاکر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے آپس مین ایسی عداوت ہے عمرو نے عرض کی کہ یہ وہی مثل ہے کہ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی مجھ سے بھی سن لیجیے تب الزام دیجیے فرمایا کہ کیا کہتا ہے ہم سنین آپکا جواب کیا ہے عمرو بولا کہ جملہ حاجات انسان غیر سے امید رکھتا ہے پردیس مین صاحب سلامت کا بہت سہارا ہے کہ ساتھی ہے ایک مدت کے بعد مجھسے اُنسے ملاقات ہوئی نہ تو مجھسے سلام علیک کی کہ علامت اسلام اور آدمیت کی ہے اور نہ گھوڑے سے اُترکے بغلگیر ہوئے کہ نشانی محبت کی ہے اور ظاہر ہے کہ مین اور یہ ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین میری داد دین آپکے روبرو ہم دونون برابر ہین ایک دوسرے کو فوق نہین دونون ہمسر ہین مین تو اسکی ملاقات کے لیے کھڑا ہوا اور یہ بہ تکبر تمام گھوڑے کی باگ روک کر مجھ سے آپکو پوچھنے لگا مین نے جھلا کے کہا کہ او روسیاہ تجکو امیر نے بادشاہ کے حضور مین حاضر رہنے کو بھیجا ہے کہ سیر کرنے کو تو بہت بڑا اکڑتا ہے کہ سیر کرتا پھرتا ہے تو یہ اسکے جواب مین مجھسے کیا کہتا ہے تو میری برابری کرتا ہے جناب عالی انصاف کرین میری داد دین سوائے اسکے کہ حضور کی بدولت اسکو خدا نے یہ دن دکھلائے کہ خلعت مرصع نوشیروان کا دیا ہوا پہنے ہے اور تین صندوق اشرفیون کے پلّے مین اور کس بات مین اسکو فوق ہے کہ گرگیا کرے اسکو اپنی تعلی اور دماغ داری کا شوق ہے سچ کسی نے کہا ہے کہ خدا کم ظرف کو مقدور اور گنجے کو ناخن نہ دے اور کسی دون ہمت کو رتبہ عالی نہ بخشے امیر نے عمرو کی تقریر سنکر مقبل سے فرمایا کہ سچ ہے اس مقدمے مین قصور تیرا ہے کہ تونے عمرو سے آپکو کھینچا آپس مین کبر و نخوت کرنا بیجا ہے جاؤ آپس مین ملجاؤ مقبل ملنے کو موجود ہوا لیکن عمرو نے انکار کیا اور کہا کہ یہ صاحب اہل عیال ذی مرتبت صاحب جاہ و جلال ہین مین بیچارہ خوار بے اعتبار مجکو انسے کیا مناسبت ہے میری انکے روبرو کیا حقیقت ہے مقبل نے دیکھا کہ عمرو صفائی نہین کرتا ایک صندوق اشرفیون کا عمرو کو دیا اور کہا کہ بھائی اب تو میرا گناہ معاف کرو اپنا دل میری طرف سے صاف کرو عمرو تو لالچی بندہ تھا ہی اشرفیان لیکر مقبل سے ملگیا دوسرے دن خواجہ بزرگ امید بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تمام سرگذشت اپنے جانے اور امیر کے آنے کی بیان کی بادشاہ بہت شگفتہ خاطر ہوئے اور حسب مشورۂ بزرجمہر دوسرے دن مع ارکین دولت امیر کے استقبال کیواسطے چلنے کا ارادہ کیا بختک نے سامانیونکو اور غلامان

مانعت پر آمادہ کیا کہ وقار اور جاہ و جلال سلطنت پر یہ کیا ستم ہے کہ بادشاہ ہفت کشور ایک عرب زادے کا
ستقبال کرے ادنیٰ ملازم اور دست گرفتہ کا اسقدر اکرام اور اجلال کرے خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا کہ سوائے اسکے
حمزہ بادشاہ کا پسر خواندہ ہے خود بھی اُسنے بہتر کیا کیسا احسان کیا ہے کہ تم لوگوں کو مع اہل و عیال غنیم کے پنجے سے چھڑا
کے خلعت و سواری دی اور زاد راہ دیکر آزاد کیا ہے معلوم ہوا کہ تم لوگ سخت بے شرم ہو احسان فراموش ہو اور بالکل
عقل سے بے بہرہ اور بیہوش ہو بارے بزرجمہر کی فہمایش سے وہ غل و شور موقوف ہوا ہر شخص اپنے اپنے مقام
پر دم بخود رہا بادشاہ چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہو کر بہ تزک و احتشام امیر امراؤن کو لیکر پیشوائی کو چلے ارکین دولت عمائد
سلطنت ہمرکاب ہوئے دو کوس سواری گئی ہوگی کہ سامنے سے گرد سیاہ پیدا ہوئی جب متعرض متوجہ ہوئے گریبان گرد کو چاک
کیا اور چہرۂ میدان کو غبار سے نشان تصبانے پاک کیا تیس نشان تیس ہزار سوار کے نمودار ہوئے علموں کے پھریرے دوش صبا
پر اُٹھے ہوئے بر سر اظہار ہوئے سواروں کے حلقے میں امیر علم اژدہا پیکر کے سائے کے نیچے سیاہ قیطاس پر سوار نظر پڑے دست راست
نشان نامدار اور دست چپ کو پہلوانان ذی وقار دکھلائی دیے اور جلو میں امیر کے بابائے دوندگان عالم افسر سرہنگان روزگار
شاہ عیاران خنجر گذار خواجہ عمرو عیار نیم تاج زری کا سر پر رکھے منطورۂ زربفتی پا تا بہ سقرلاتی گوکھن عیاری حلیہ ہائے
کاری سے آراستہ نیمچہ آب برق کا بجھایا ہوا داب میں خنجر جوہر دار کمر میں کمان ترکش کاندھے سے لگائے حلقہ ہائے کمند
در حلقۂ حریف کی جنجال ہاتھوں میں لیے چھ آوازے بارہ مقام چوبیس شعبے اٹھائیس گوشے دہن سے ادا کرتا گرداگرد
شاگردوں کو لیے ہوئے چلا آتا تھا دونوں طرف لشکر آراستہ یمین و یسار پیش و پس پیادہ و سوار جنگ آزمودہ تشنۂ شجاعت سے
آسودہ کہ جلوہ خدا کی قدرت کا تھا بادشاہ نے امیر کو دیکھا تو پندرہ سولہ برس کا سن و سال سبزۂ خط نمودار خورشید
فلک اس کے حسن کے آگے ذرہ بمقدار ہے شجاعت و فتوت و ہمت و مروت و شوکت سے مرکب سیاہ قیطاس
پر سوار ہے کہ چشم فلک نے اس سج دھج کا جوان پردۂ زمین پر دوسرا نہ دیکھا ہوگا جامع کمالات صوری و معنوی حلیم سلیم
ذی وقار صاحب اعتبار ایسا عالم میں کم کسی نے سنا ہوگا نوشیروان کی آنکھیں تو گویا مثل چشم زدہ امیر کے سراپا پر لگ
گئیں اور جتنے پہلوان قوی ہیکل زبردست قوی بازو بادشاہ کے ہمراہ تھے سبھوں کی نگاہیں اس خورشید جاہ و جلال پر اٹک
پڑیں ہر ایک اپنے دعوے کو باطل سمجھا سب کا حوصلہ پست ہوا امیر بادشاہ کا تخت دیکھتے ہی مرکب سے کود پڑے اور شرف ملازمت
کے واسطے آگے بڑھے اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور تخت کیخسروی کو جسے ہشام حبشی لے گیا تھا اپنے سر پر رکھ کے مع تاج و
ملبوس شاہی بادشاہ کو نذر کیا امیر کے تخت سر پر اٹھانے کا سبب یہ تھا کہ جب کیخسرو نے توران مسخر کر کے ایران پر قبضہ
کیا رستم بن زال تخت کو اپنے سر پر اٹھا کے تیس قدم بادشاہ کی تعظیم کو گیا تھا اس لیے امیر نے بھی یہ نوشیروان کی
توقیر کی کہ تخت کو سر پر اٹھا کے چالیس قدم گئے اور اس تخت گران بار کو پھول کی طرح اٹھا کر گلدستہ سمجھے کہ رستم سے میں
اس حد زیادہ زور آور ہوں پہلوان جہان اور طاقت در زمانہ کا افسر ہوں نوشیروان اس حرکت سے امیر کی نہایت

خوش ہوا اور اپنے خدام اور ملازمین کو اشارہ کیا کہ تخت کو جلد امیر کے سر سے اُتار لیں اور بقدر مناسب اپنے سروں پر رکھیں اور آپ تخت پر سے اُتر کر امیر کی طرف چلا اور امیر کی جانب کمال شوق و مسرت سے دیکھنے لگا امیر بھی نہایت انکسار

امیر کا بہ تجمل و احتشام تخت کو سر پر رکھکر پابوسی بادشاہ کو جانا اور بادشاہ کا امیر کو گلے لگانا



اور تمنا سے چلے جلد جلد آگے بڑھے اور غایت نیاز سے قدمبوس ہوئے نوشیروان نے دونوں بازو امیر کے پکڑ کر مانند جان گلے سے لگا لیا اور اُسی دم ہرمز و فرامرز اپنے دونوں بیٹوں کو امیر سے بغلگیر ہونے کو کہا اور سب سرداروں سے ملوایا اور ہر ہر شخص کا نام و نشان و عہدہ بحفظ مراتب ارشاد فرمایا

داخل ہونا امیر کا شہر مدائن میں اور بیٹھنا رستم کے بنگل پر اور فوق لیجانا اس قوی ہیکل پر

راویان بزم افروز سخن و مقرران افسانۂ کہن اس طرح سے تقریر کرتے ہیں کہ دوسرے دن خواجہ بزرجمہر نے سر دربار بادشاہ سے عمرو کی ملازمت کروائی اور تعریف اُس کی بکمال خوش بیانی بادشاہ کے گوش مبارک تک پہونچائی اور تمام جوہر عمرو کے بادشاہ سے عرض کیے بادشاہ نے بکمال شفقت و مہربانی پانوں عمرو کی طرف پھیلا دیے کہ بوسہ لیوے اور دست مبارک کو زانو پر رکھا عمرو نے بادشاہ کے قدم چومے اور ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا اور بچالاکی تمام بادشاہ کی انگلی سے انگوٹھی اس سبکی سے اُتار لی کہ بادشاہ تک کو خبر نہوئی بعد ملازمت شاہ اور سرفرازی خلعت اُٹھا جب

خواجہ گر ازالدین بختک سے نوبت ملنے کی آئی چپکے سے وہ انگوٹھی اسکی جیب مین ڈالدی اسیوقت بادشاہ گھ
پر سوار ہو کر عنان بعنان صاحبقران کے مدائن کی طرف چلے عمرو اپنے عیارون کو لیکر بادشاہ کی جلو مین ہو لیا اچھلتا کود
اترتا ہوا خوش فعلیان کرتا چلا عمرو کی اس حرکت سے مہتر آتش کہ نوشیروان کے عیارون کا سردار تھا جل بھن
کباب ہوگیا پکار کے عمرو سے کہنے لگا کہ او لڑکے کے آمدی لڑکے پیر شدی یہ مقام تیرے چلنے کا نہین ہے میرے رو
تجھے پیشقدمی زیبا نہین ہے اپنے قاعدے سے چل اپنے جامے سے باہر نہ نکل بادشاہ کی جلو مین تیرا کیا کام ہے
سلطان عالم کی جلو مین چلنا کون مقام ہے عمرو بولا کہ اول تو میری نسبت تم بوڑھے ہو اور مین جوان ہون اور تا
ہون تم آگے کم اکیلے تھے اب مین ہم پلہ عیار آ پہونچا ہون مثل مشہور ہے کہ آب مدتیم برخاست میرے آگے تم کو پیشق
کرنا نہ چاہیے بوڑھے ہوئے ہو جہان پناہ کے تصدق مین کچھ مقرر کراکے گوشہ عزلت اختیار کیا چاہیے مہتر آتش عم
کی یہ گفتگو سنکر آگ ہوگیا نرم گرم کہنے لگا بادشاہ اور امیر نے یہ تقریر دونون کی سنی اور دونون کے حالات پر نظر
بادشاہ نے آتش سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے یہ کیا آپسمین جھگڑا ہے اسنے بیان کیا کہ خانہ زاد قدیم سے اردوے شاہی
عیارونکا مہتر ہے اور اس مملکت کے عیارون مین حضرت کے صدقے سے معزز اور مفتخر ہے اور یہ عیار بچہ نورسیدہ مجھکو
کے جلو مین چلنے نہین دیتا ہے نوشیروان نے عمرو کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے تجھکو شاید اپنی عیاری کا بھی غ
ہے عمرو نے عرض کی کہ قبلہ عالم عیاری فقط باتون سے علاقہ نہین رکھتی متعلق کسب و ہنر ہے اس پیشے مین بڑا فن
دوڑنے کا اور چستی کا کام بیشتر ہے اگر آتش کو منظور اسکا امتحان ہے تو یہی میدان ہے دیر نکرے میدان پکڑلے بادشاہ نے
فرمایا کہ عمرو یہ بات تو تم نے بہت اچھی کہی ہمارے پسند ہوئی یہان سے شہر کا دروازہ دو فرسنگ ہے تم دونون ایک
ایک تیر لیکر دوڑو اور اسقدر مسافت طے کرو تم سے جو پہلے دربان کو تیر دے آوے وہ دوسرے پر سبقت لیجاوے د
نے قبول کیا بادشاہ کے حکم سے دونون کو ایک ایک تیر ملا دونون لپس ہو کر دست بدست کتف بکتف شیر آسا گرم قد
ہوے کڑی کمان کے تیر کی طرح چلے تھوڑی دور سواری سے بڑھکر عمرو عمداً پیچھے رہا اور آتش دہ کوس آگے بڑھ
دیکھنے والون نے کہا کہ عمرو نے ناحق بنا و قرار اعتبار شرط بد کر کھویا آخر مہتر آتش عمرو سے آگے نکلگیا عمرو نے
اپنی پاپوش کے پاتابے راست کیے نزدیک تھا کہ آتش باب الشرق تک پہونچے عمرو نے یہ سمجھکر کہ دیکھنے والے مجھپر
ہنستے ہونگے بابلے دوندگان معلق زنان آتش کے متصل جست کر کے پہرے کے سپاہی کو تیر دیکے آتش کے پیچھے
ایک ٹنگڑی لگائی اور زور سے ایک چپت جمائی اور گردن کو ایسا گانٹھا کہ آتش چارون شانے چت گر پڑا تمام اگرم ردائی بھ
چھٹی کا دودھ یاد آگیا سر پیچ جو تیغ کی ٹھوکر لگی ایک طرح کھوپری کی اڑگئی سر با دریا خون مین ڈوب گیا بیہوش اور بدحواس ہوا
عمرو نے تمام تر عیاری اسکے سر سے لیکے تیر دربان کو دیکے کہا کہ مجھکو پہچان رکھ کہ میرا نام عمرو عیار ہے میری عیاری کا شہرہ
[illegible] چھوٹون کو [illegible] تک پہونچا دیتا ہون اور بڑون کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہون ایسا نہو کہ پھر لے [illegible]

تیر آتش نے دیا ہے اور عمرو اُسکے پیچھے پہونچا ہے بچا اگر جھوٹ بولو گے تو اپنی سزا پاؤ گے خبردار خبردار لالچ کو کام نہ کرنا راست
راست بادشاہ سے کہنا دروغ اور لغو کلام نہ کرنا وزیر بان گھبرایا کہ یہ ماجرا کیا ہوا الٰہی یہ کیا بلا ہے عمرو پچھلے پاؤن وہان سے
روانہ ہوکر بادشاہ کی خدمت میں جا پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیکر مہتر آتش کا نیم تاج دکھلایا بادشاہ اُس کی چالاکی پر بہت
ہنسے آتش کے وضو ٹھنڈے ہوئے اور خجالت سے بادشاہ کے حضور میں حاضر نہوا سر کے اپنے گھر گیا جب سواری بادشاہ
کی شہر کے پھاٹک پر پہونچی فرمایا کہ لشکر صاحبقران کا تل شاد کام پر اُترے واضح ہو کہ قلعے کے باہر اُس میدان
پر فضا کا تل شاد کام نام تھا صاحبقران کا خیمہ تل شاد کام پر اُسیوقت اور اُسی مقام پر ایستادہ ہوا اور اُسی
مقام پر امیر کا خیمہ ہوا دریا کے کنارے ایک مقام تھا وہ موقع موقع پر مقام سوار و پیادہ ہوا اور سوارون نے
پرے اپنے موقع سے لگائے اور تلنگون نے قطار و قطار اپنی پلٹنیں جمائیں مگر صاحبقران بادشاہ کے ہمراہ قلعے میں
داخل ہوا قلعے کو آراستہ اور شہر کے کوچے کوچے کو پیراستہ دیکھا صاحبقران کے دیکھنے کو تمام شہر ٹوٹا پڑتا تھا ہر کہ و مہ کے گھر
مین عید تھی کہ صاحبقران نے اُن لوگون کو قید سے چھوڑا کر سلوک تمام آزاد کیا تھا جو کہتا تھا وہ امیر کے حق مین دست
بدعا تھا کہ خداوند کریم اس جمیع اُن کے بخت کو ہمیشہ جوان رکھے ترقی دولت و اقبال و افزونی جاہ و جلال بخشے غرض کہ صاحبقران بادشاہ
ہفت کشور کے ساتھ بارگاہ جمشیدی مین داخل ہوئے اور رفقا و مصاحب و پہلوان فیل نشان طرفین کے دربار سلطانی مین پہونچے بادشاہ
حکم دیا کہ امرائے اسلام تخت کے داہنے بیٹھیں اور لوگ بائیں اپنے مقام پر ٹھہریں سب سے پہلے عمرو ایک چوکی پر تکیہ
لگا کے بیٹھ گیا اور مونچھوں پر تاؤ دینے لگا صاحبقران سے بادشاہ نے کہا کہ تمکو اختیار ہے جہان جی چاہے وہان
بیٹھو کہ تمھارا گھر بار ہے امیر نے اپنے دل مین کہا کہ ایسی جگہ بیٹھیے کہ کوئی دعوی ہمسری کا نہ کرے مثل مشہور ہے کہ گربہ کشتن
روز اول بادشاہ کے تخت کے برابر ایک صندلی جواہر نگار بچھی ہوئی تھی وہ نشستگاہ رستم کی تھی آداب بجا لائے اور
امیر اسی پر بیٹھے جسدم صاحبقران نے اسکا غاشیہ اٹھا کر قدم رکھا ساسانیون کے دل پر پیکان الم چبھا بختک نے کہا آج کا
دن تکرار کا نہین ہے موقع فساد و انزجار کا نہین ہے کل سمجھ لینگے اس نشست کا جواب سوال کرینگے بادشاہ نے کئی خوان
زر سرخ کے منگا کر صاحبقران کے سر پر سے نثار کیے صاحبقران نے بھی جو تحائف کہ اپنے ساتھ لائے تھے بادشاہ کی
خدمت مین گذرانے چاند سی پری پیکر خوش لباس شیرین کلام بادشاہ کے اشارے سے جا بجا سے شربت لائے پیالے
شربت قند و گلاب کے پلائے پہلے شربت صاحبقران نے پیا بعد ازان اور سردارون کو دست بدست دیا بعد ازان خوان
جواہر نگار ہر طرح کے خوان نعمت چنکر لایا بادشاہ نے مع صاحبقران کے نوش فرمایا جب شاہ و صاحبقران نوشجان فرما چکے
ساغر کے دور چلنے لگے صدائے نوش نوش و نادنوش کی بلند ہوئی بزم عشرت کی رونق بڑھ گئی بساط نشاط کی صحبت جمی
ساقیان سیمین ساق بصد طمطراق ایک ہاتھ مین صراحی پر از مے گلنار اور دوسرے ہاتھ مین جام لبریز لیکر حاضر ہوئے بادشاہ نے
مغنیان سرود مین خواجہ عمرو سے گانے کی فرمائش کی عمرو نے دوتارا داؤدی کو ملا کر چھیڑا اور ترانہ گانے لگا ہر فرد بشر متحیر ہوا

لگانے لگا وہ ترانہ گایا کہ میاں شوری چپکے ہو گئے ہر تان کو کان لگا کر کروبیان فلک سننے لگے ہر طرف سے آ
احسنت وواہ واہ کی آتی تھی میاں تانسین کی روح تازی ہوئی جاتی تھی اسوقت نوشیروان نے چاہا کہ انگشتر
ہاتھ سے نکالکر عمرو کو دے نغمہ سرائی کا صلہ بخشے خیال کیا تو انگشتری سے انگلی خالی ہے حیران ہوکر فرمایا کہ ہماری انگوٹھ
کسنے لی ہے ابھی ہاتھ سے غائب ہو گئی ہے کہیں گر تو نہیں پڑی ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ جہان پناہ سو
حاضرین کے کوئی غیر تو آیا ہی نہیں کہ وہ مرتکب اس گناہ کا ہوا اور اتنے آدمیوں میں سے سلطان عالم کی انگوٹھی لے
اگر حکم ہو تو غلام ایک ایک کی تلاشی لے اور حضور کے اقبال سے انگشتری پیدا کرے اور پکار کر کہنے لگا کہ یارو جسنے انگو
پائی ہو حضور میں گذران دے انعام پائیگا ورنہ حلقہ عتاب میں آئیگا ادھر ادھر ڈھونڈھنے لگا ہر ایک کہتا تھا کہ ہ
ہم دربار سے باہر نہیں گئے بادشاہ نے عمرو سے فرمایا عمرو نے بموجب حکم شاہی سبکی تلاشی لی برائے نام سبکی جیب ٹٹولی
کہا کہ اہل اسلام میں کسی پر ہمکو گمان نہیں ہے ان لوگونکا دین وایمان نہیں ہے تم ہمارے آدمیونکی تلاشی لو انھیں لوگوں
تلاش کرو جب عمرو سب پہلوانوں اور سپہ سالاروں کی تلاشی لیچکا بادشاہ نے بزرجمہر کو حکم دیا کہ اب تم خود اٹھکر چلا اور ام
کی تلاشی کرو اور خوب اچھی طرح سبکے کپڑے اور کمر دیکھو سبکا لباس دیکھا اور سب میں تلاش کیا جب نوبت بختک کی آئی انگ
اسکی جیب میں پائی وہ ششدر ہو گیا اور سب امیرون نے انگشت حیرت دانت کے نیچے دبائی اور بختک کو کمال غیرت اور شرم آ
عمرو نے بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر آواز بلند کہا کہ عیارون کو سنا تھا وزیرون کو چوری کرتے نہ سنا نہ دیکھا تھا آج بختک کو
دیکھا اور وزیرون کی خیانت کرنیکا یقین ہوا اگر دس بیس لاکھ کی کوئی چیز ہوتی تو بھی مضائقہ نہ تھا اسقدر قلیل نیـ
خراب کرنا انھیں کا کام تھا ایسی خیانت پر انکی مدار المہامی کا اختتام تھا باوجودیکہ حضور کے تصدق سے اس سے بہتر بہت
جواہر اسکے گھر میں ہوگا اسپر بھی یہ نیت ہے اور کسقدر رہوگا نفس الامر میں یہ علقش کا نواسا ہے اسکے قدم بقدم ہوا ہ
اس نمک حرام خونی نے ہفت گنج شداد کے بڑے حضور سے اخفا کیے تھے اسنے شہنشاہ ہفت کشور کے ہاتھ کی انگوٹھی چرائی تو
ہوا اگر اپنے نانا پر بھی سبقت لیگیا نوشیروان نے بختک بے سیاست کی اور سر دربار سخت سست فرمایا بہت ذلت دی
عمرو بولا کہ چور کے تو ہاتھ کاٹنا روا ہے ایسے شخص کی جو سزا ہو وہ زیبا ہے بختک نے اپنے دل میں کہا کہ غضب کیا اس عیار نے ہ
ہاتھ کٹوانے کی فکر کی کہاں کی کسر مجھ سے نکالی بارے بزرجمہر کی شفاعت سے ہاتھ تو نہ کاٹے گئے معذور ہونے سے بچے لیکن
دربار سے نکالا گیا کمال ذلت میں مبتلا ہوا حکم ہوا کہ بختک گردنیان دیکر دربار سے نکالدیا جاوے اور پھر کبھی دربار میں آنے نہ پا
حکم کی دیر تھی اسی دم بختک نکالا گیا دربار سے زرد رو ہوا امیر نے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ سے عرض کی کہ بختک محض
بیگناہ ہے عمرو کی یہ خوش طبعی تھی یہ اس عیار کی شوخی اور چالاکی تھی بادشاہ عمرو کی تیز دستی پر متحیر ہوا اور بختک کو امیر
کہنے سے دربار میں آنے کا حکم دیا اور وہ انگوٹھی عمرو کو بخشی اسکی تیزی اور چالاکی سے طبیعت خوش ہوئی امیر سے فرمایا اچھا اب خیمہ
جا کر آرام کرو لیکن ہر روز مع رفقا دربار میں آنے کا التزام کرو امیر رخصت ہو کر تل شادکام میں پہونچے اور بادشاہ محل میں داخل

وارد ہونا گستہم کا شہر مدائن مین بہرام گرد خاقان چین کے ہمراہ باکمال عظمت و شوکت و جاہ

انگشت خامۂ داستان نویسان اپنی طاقت کو دکھاتا ہے صفحۂ کاغذ کے جنگل مین کس شان و شوکت سے زور آزماتا ہے جب امیر تل شاد کام مین تشریف لیگئے اور پوشاک درباری اُتاری ہتھیار کھولے استراحت کا ارادہ کیا کہ بختک کا رقعہ خواجہ عمرو کے نام اس مضمون کا پہونچا کہ پانچ سو تمن نقد اور پانچسو کا تمسک بطریق نذرانہ بھیجا ہے یہ روپیہ آپکی دعوت کا ہے بہت جلد زر مندرجہ بھیجکر تمسک پھیر لیا جائیگا اور کبھی کبھی ورکچھ بھی پیشکش کیا جائیگا امیدوار ہون کہ آئندہ ایسا اختلاط نہ کیجیے گا اور دربار مین ایسی ذلت فاش نہ دیجیے گا کہ میری سبکی ہووے ذلت اور بے آبروئی ہووے آپکی عنایت سے مین بھی ساسانیون مین عزت رکھتا ہون اِن لوگون مین معزز رہا کرتا ہون عمرو تمن و تمسک لیکر بہت خوش ہوا اور دل مین کہا کہ الحمد للہ بھلے روپیے کی صورت تو دیکھی کسقدر جمع ہاتھ لگی شگون نیک ہوا خدا نے گھر بیٹھے بھجوایا اور جواب مین رقعے کے معذرت کی اور رسید زر نقد و تمسک کی لکھی دوسرے دن امیر بہمع رفقا دربار شاہی مین حاضر ہوئے اور بدستور اُسی صندلی پر بیٹھے امراے ساسانی دیکھکر انگارون پر لوٹتے اور اس فکر مین ہوئے کہ کسی تدبیر سے امیر حمزہ کو بادشاہ کی نظر و ہمین سبک بے اعتبار کیجیے یہ جو بڑھ بڑھ کے بیٹھتے ہین اسکا ثمرہ انکو دکھا دیجیے ایک دن امیر دربار مین حسب دستور اُسی صندلی پر بیٹھے تھے ایک جوان مینار قامت زرہ بکتر خود چار آئینہ موزے راگے پہنے ہتھیار اپنے بدن پر لگائے دامن کو گردانے آستینون کو رومال کیے ہاتھون پر دستانے فولادی خنجر معائے دست بقبضہ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ کو کورنش تعظیم نہایت توقیر و تکریم سے کی جب بیٹھ چکا امیر کیطرف ترچھی چتون سے دیکھ کر بادشاہ سے التماس کیا کہ میرے باپ کو تو حضور نے کابل کی مہم پر بھیجا اور اُسکی نشستگاہ پر ایک عرب زادے کو بٹھلایا یہ کیا قدردانی اور عدالت ہے اور یہی قدیم جان نثارون کی آبرو و عزت ہے وہ قریب مظفر و منصور ہو حاضر ہوتا ہے اُسوقت دیکھا چاہیے کہ عرب اس صندلی پر کیونکر بیٹھا شگفتہ خاطر ہوتا ہے امیر سے یہ تقریر اُسکی سنکر نہ رہا گیا بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے جو بغاوت و سرکشی سے پیش آیا اور کیا کہتا ہے نوشیروان نے فرمایا کہ نام اسکا فولاد بن گستہم ہے جو بہرام گرد خاقان چین نے سر اُٹھایا تھا مین نے اسکے باپ کو اُسکی تنبیہ کے واسطے بھیجا ہے سو وہ اس کو گرفتار کیے ہوئے لیے آتا ہے قریب پہونچے گا اور بامراد پھریگا اور یہ صندلی جسپر تم بیٹھے ہو اُسی کے بیٹھنے کی ہے یہ جگہ انکو عنایت ہوئی ہے اس سے تمہارا بیٹھنا اسکو ناگوار ہوا سپر تمہاری نشست اس کی گردن پر نہایت بار ہے کہتا ہے کہ صندلی میرے باپ کے بیٹھنے کی ہے اسکے بیٹھنے کو کون ہے امیر نے کہا کہ مین بھی یہی چاہتا ہون کہ اسکا باپ مجھسے زور کرے اور مغلوب غالب کا تابع فرمان رہے فولاد کو یہ سنکر طیش آیا تیوری چڑھا کر بولا کہ اے عرب میرے باپ سے پیچھے زور کرنا پہلے مجھسے تو پنجہ ملالے اور خوب خاطر خواہ زور اپنا آزمالے امیر نے فرمایا بسم اللہ فولاد امیر کے متصل بیٹھکر امیر سے پنجہ کرنے لگا امیر اُسکا پنجہ لیگئے اور وہ کرسی سے نیچے گر پڑا کھسیانا ہو کر خنجر کھینچ کر امیر پر دوڑا امیر نے اسکا خنجر چھین لیا امیر نے فولاد سے کہا

کرے فولاد تیرا ارادہ کیا مجلس کے درہم برہم کرنیکا ہی اتنا خفیف بھی ہو چکا اسپر اپنی سینہ زوری سے باز نہین آتا اور
ہے جیکا بیٹھ جا زیادہ غل اور شور مت مچا مبادا آیندہ اور ذلت مین گرفتار ہو سر دربار بے عزت و رخوار ہو وہ سر نیچا
کرکے ہرمز کے پاس جا بیٹھا بادشاہ نے امیر سے معذرت کرکے دربار برخاست کیا خلاصہ یہ کہ ہر روز امیر مع رفقا دربار
مین آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا تھا تا محل شاد کام پر تشریف لیجا کر استراحت فرماتے تھے دس بارہ روز
بعد بادشاہ کو خبر ہوئی کہ گستہم گرد خاقان چین کو مع چار ہزار پہلوان اوزبک گرفتار کرکے لایا ہی اور یہان سے
چار کوس کے فاصلے پر ٹھہرا ہی منتظر حکم کا ہی جسوقت ارشاد ہو حاضر ہو دے عزت قدمبوسی حاصل کرے چونکہ بختک
دلمین امیر کیطرف سے بغض بھرا ہوا تھا ہر طرح فکر اور تدبیر مین تھا کہ امیر کو خفیف کرکے کسی صورت اُن کا وقار اور
آبرو گھٹائے بادشاہ امیر کی پیشوائی کو گیا تھا اور ملکون ملکون اُسکا چرچا تھا بختک نے اُسی لاگ ڈانٹ پر چاہا کہ بادشاہ
گستہم کی پیشوائی کو لیجائے اور یہ بات لوگون کے دلو نمین جمائے کہ بادشاہ اگر امیر کی پیشوائی کو گئے تو کچھ انکا فخر نہین
کوئی ملازم شاہی کوئی مہم سر کرکے آتا ہی اُسکی پیشوائی فرماتے ہین اور خود بدولت و اقبال اُسکی عزت اور آبرو بڑھاتے ہین
غرضکہ عرض معروض کرکے بادشاہ کو گستہم کی پیشوائی کے لیے لے گیا اور آپ بھی ہمراہ رکاب چلا اثناے راہ مین بزرجمہر
نے بادشاہ سے عرض کی کہ امیر حمزہ کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضروری ہی ایسے رئیس و شجاع اور نامور کی رفاقت و رونق
لشکر حضور ہی بادشاہ نے اُسیوقت امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم گستہم کی پیشوائی کیواسطے جاتے ہین تم بھی آؤ اور اپنا لشکر
اور رفیق رفقا ہمراہ لاؤ بادشاہ ایک کوس شہر کے باہر گئے ہونگے کہ دیکھا گستہم بن اشک زرین کفش زرہ جوشن
پہنے کرگدن پر سوار مونچھون پر تاؤ دیتا علم گرگ پیکر کے سایے کے نیچے چلا آتا ہی اور چتون سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ خاقان
گرد چین کو گرفتار کرکے لانے سے بجائے خود کسی کی شجاعت اور بہادری و طاقت خیال مین نہین لاتا ہی اُسکو دیکھکر امیران
ساسانی خوشدل ہوئے کہ اب یہ آگیا ہی امیر کو پست کریگا تصورات دل کے حاصل ہوئے گستہم نے گھوڑے پر سے اُتر
کے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور سرگذشت اپنی بہادری اور بہرام خاقان چین کی گرفتاری اور جنگ کا
معرکہ بکمال خوش تقریری بیان کیا بادشاہ نے اپنے پوتے روسو خداوند کو سجدہ شکر کیا اور قلعے کی طرف پھرا گستہم بختک
کے اشارے سے پیچھے رہگیا اور بادشاہ کے ہمراہ نہوا پھرتے وقت راہ مین امیر ملے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ بھی
گستہم سے ملتے آئیے اُسکی باتین سُنکے تھوڑی دیر جی بہلایئے امیر نے کہا بہت خوب مجھے تعمیل ارشاد مین کیا انکار ہی بجا آوری
حکم کی میری سعادت و عین افتخار ہی بختک کا احوال سنیے کہ گستہم سے امیر کی شکایت کرکے کہا کہ اور تو اور اس
عرب نے دکھائی شجاعت کا ایسا گھمنڈ کر لیا ہی اور بانہ آپکی صندلی پر تکیہ نہ ہوا اور فولاد کا نیچہ سر محفل پھیر لیجا کر اُسکو خجل
و منفعل کیا شکر ہی کہ آپ آن پہونچے جلد تشریف لائیے بخانگیر ہو نیکے وقت ایسا دبایئے کہ فورا ہڈیان اُسکی نرم ہو جائین کہ آپ جمع دیکھتے
رہے آئندہ آپکے روبرو تعلی اور غرور کی حرکتین تو ہرگز نہ ہونگی آمین گستہم نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اسمیں امیر کی سواری پہونچی خیمہ گستہم

مین داخل ہوئے گستہم امیر کو دیکھکر پیادہ ہوا استقبال کیواسطے آگے بڑھا امیر بھی اپنے مرکب پر سے اُترے دونون معانقے کو چلے
بغلگیر ہونیکے وقت پیلے گستہم نے امیر کو اپنے زور بھر دبایا اور کلمات ذوق و شوق زبان پر لایا پھر امیر نے بھی بنا اشتیاق
ظاہر کرکے اُسکو ایسا دبایا کہ گستہم کی مقعد سے کئی بار گوز ہوا اور ہوا شرمندہ ہوکر امیر کے کان مین کہا کہ یا امیر تم جوانمرد ہو
اس حرکت کو کسی کے آگے زبان پر نہ لانا مجھے کہین نادم اور خجل نہ فرمانا میرے آپکے یہی بنا رہا امیر نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا
گستہم تو قلعے کیطرف روانہ ہوا اور اُسکا لشکر بھی اُسکے ہمراہ چلا اور امیر سبزہ زار کی سیر کرنے لگے اور رفیق و رفقا جلو مین
لطیفہ سنجی کرتے تھے کہ دفعۃً ایک طرف جو نگاہ گئی دیکھا کہ ایک تابوت زنجیرون مین کھنچا ہوا اور پیچھے اُسکے چار ہزار سوار
جرار ہمراہ چلا آتا ہے نگہبانون سے پوچھا کہ اس تابوت مین کیا ہے وہ بولے بہرام گرد خاقان چین بند ہے جسکی جوانمردی
اور ہمت کا شہرہ عالم مین بلند ہے امیر نے فرمایا کہ پہلوانون اور بادشاہون کو قید کرکے کوئی اسطرح لاتا ہے جوانمردونکو گرفتار
کرکے اسطرح کوئی ستاتا ہے صندوق کو زمین پر رکھوایا اور فوراً اپنے ملازمین سے کھلوایا اُسمین ایک جوان رعنا لوہے سے جکڑا
ہوا غش مین پڑا دیکھا امیر نے اُسکو تابوت سے نکالکر قید سے رہا کیا اور گلاب بید مشک اُسکے منھ پر چھڑکا اور شربت
سیب و انار کہ بنگی پر ہمراہ تھا اُسکے منھ مین ٹپکایا جب اُسکو ہوش آیا امیر نے پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہے اُسنے کہا آپکے
دولتخانہ پر پہونچکے اپنی سرگذشت کہونگا تمام قصہ بنا عرض کرونگا ابھی مجھمین حواس بجا اور طاقت نہین بات منھ سے
نکالنے کی قدرت نہین امیر نے ایک گھوڑا فوراً منگوا کے اُسے سوار کیا اور جتنے قیدی اُسکے ساتھ تھے سبکو چھوڑ دیا بکمال
عزت اپنے ہمراہ لیچلے اور آناً فاناً اردوے معلی مین داخل ہوئے اور بہرام گرد خاقان چین کو اپنے پلنگ پر لٹاکے لخلخہ
سونگھانے کا حکم دیا اور حریرہ لطیف تیار کروا کے پلوایا اور اُسکے ہمراہیون کیواسطے کھانا نفیس نفیس پکوا کر خوب اچھی
طرح سے کھلوایا جب خاقان گرد چین کے حواس بجا ہوئے اوسان ٹھہرے امیر نے کہا کہ اگرچہ آپکی کیفیت آپ ہی سے
خود پوچھنا بیموقع اور آدمیت اور لحاظ کے خلاف ہے گو چہرہ مبارک سے ریاست اور جلالت خاندان نمایان صاف صاف
ہے لیکن دل اس قابل نہین کہ آپکی کیفیت اُس سے دریافت کرون اور اسقدر انتظار کا یارا نہین کہ کسیکا منتظر ہون
لہذا آپ ہی سے عرض ہے کہ آپ اپنے حسب و نسب سے مطلع فرمایئے اور اپنا نام و نشان مجھے جلد بتایئے بہرام نے کہا
کہ آپ نے میری جان بخشی کی مجھے حیات تازہ بخشی نہین تو کوئی دم مین بیدم ہوجاتا روانہ ملک عدم ہوجاتا بہت روز
سے مین اس تابوت مین بے آب و دانہ بند تھا ہر وقت موت کا آرزومند تھا کہ خدا نے مجھے آپ تک پہونچایا یہ روز سعید
دکھایا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ حیات مستعار باقی ہے اور تھوڑے دنونکی اور زندگی ہے امیر نے فرمایا کہ اے بہرام گستہم تجھپر کیونکر
غالب ہوا اور تو اُسکے قابو اور دام مین کسطرح پھنسا اُسنے بیان کیا کہ میدان جنگ مین مینے اُسکو زیر کرکے اپنے تابع کیا تھا اور
اُسکے لشکر کو قتل و تاراج کرکے اُسکو گرفتار کرلیا تھا چار برس تک میری خدمتگذاری و اطاعت مین سرگرم رہا ایک دن
مین شکار کھیلتا ہوا دور نکل گیا فوج میری مجھسے دور تھی پیاسا جو ہوا تو اس سے پانی مانگا اُسنے قابو پاکے دارو بیہوشی ملا کر

نا مجھکو بلایا جب مین بیہوش ہوگیا اپنے دوستون اور رفقا کو جو بظاہر میرے لشکر مین شریک تھے بلایا اور مجھکو بایند سلاسل
یے تابوت مین بند کیا انواع انواع کا رنج والم مجھکو دیا امیر نے کلمات تشفی آمیز فرمائے بہرام نے خوش ہوکر کہا کہ شکر ہے
شخص کا مین زیر بار احسان ہوا کہ جسکا ہفت اقلیم مین کوئی ثانی نہ نکلیگا جب یہ خبر گستہم کو ہوئی کہ امیر بہرام گرد
اقان چین کو مع امیران فوج اپنے اردو مین لیگئے اور اُسکو مع فوج قید سے آزاد کیا اور اُسکا دل مہانداری
خاطرداری سے خوب محظوظ اور شاد کیا غیظ سے آگ ہوگیا اور اُسیدم بادشاہ سے جاکر مفصل حال کہا بادشاہ کو بھی
حرکت امیر کی بہت ناگوار ہوئی نہایت دشوار گذری اُسی دم امیر کو طلب کرکے فرمایا کہ اے ابوالعلا تم جانتے ہو
رام سا کوئی دشمن میرا ہفت اقلیم مین نہوگا تمھین میرا کچھ خیال نہوا تم نے کیا سمجھکر اُسے قید سے مخلصی دی امیر نے
کہ قبلہ عالم شاہنشاہ ہفت کشور مین اگر پہلوان و بہادر و نکو اسیطرح فریب سے زیر کرینگے تو لوگ کلمات بے ادبی
ان پر لائینگے تاریخون مین لکھا جاویگا ابدالآباد تک بادشاہون کی محفل مین چرچا رہیگا نوشیروان ایسا مرد تھا کہ
سکے وقت مین پہلوان دغا سے قید ہوکر گرفتار ہوتے تھے اور اُسکے ملازم اور ارکان دولت پہلوان وغیرہ ہمیشہ مکر و فریب ہی
واسطے تیار رہتے تھے اور بہرام ایسا کونسا زبردست ہی کہ سر میدان زیر نہین ہوسکتا اور اُسپر حملہ آور مظفر و منصور
ی دلیر نہین ہوسکتا فرمایا بہرام کہان ہی اُسے بلواؤ دربار مین جلد حاضر کرو مین اُس سے اُسکی گرفتاری
حال پوچھون اُسکی سرگذشت خود اپنے کانون سے سُن لون امیر بہرام کو جلوخانے مین چھوڑ گئے تھے اُسیدم
بلوا لایا بادشاہ نے اُسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ گستہم نے تجھکو بہادری سے گرفتار کیا تھا یا نامردی سے مطیع اور محبوس
یا تھا بہرام نے عرض کی کہ حضور اسی کو ملاحظہ کرلین بچشم التفات دیکھین کہ چار مہینے مین نے فاقہ کشی کی ہوا آب و دانہ
صورت نہین دیکھی ہی اُسیطرح یہ ہی کہ تابوت مین قید آہن سے جکڑا ہوا بند تھا دنیا کی آب و ہوا دیکھنے کا آرزومند تھا
مجھکو امیر تھوڑی دیر اور تابوت مین سے نہ نکالتے تو مین مرچکا تھا عالم بقا کو روانہ ہوا تھا اُس سے ظاہر ہی کہ اُس
ور ہون مگر اس حالت مین بھی اگر گستہم میرے سامنے آوے تو اُسکی تلوا چھین لون اور اگر نہ چھین لون تو سزاوار
ل ہون گستہم مع سپاہ ساسان حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہی کس کا کلام سُنتا ہی گستہم نے خجالت سے سر نیچا
کیا اور مطلقاً کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے پھر بہرام سے پوچھا کہ امیر حمزہ سے زور کریگا بولا حاضر ہون پہلوانی کا نام
ہے کیونکر منھ موڑونگا امیر نے کہا کہ قبلہ عالم یہ ابھی نہایت کمزور ہو رہا ہی طاقت اور کس بل اسمین اصلا نہین ہی جب چالیس
ز ناز و نعم سے پرورش پائیگا تو بدستور توانا ہو جائیگا اُسوقت اُسکے زور دیکھنے کا البتہ لطف ہی ہماری طاقت اور
آزمائی کا مزہ ہی بادشاہ کو یہ بات امیر کی بہت پسند آئی امیر اور بہرام دونون کو خلعت عطا کرکے بہت مرحمت
عطائی فرمائی اور ارشاد ہوا کہ اچھا حمزہ بہرام تمھاری سپردگی مین ہے اسکی غور و پرداخت تمھارے ہی اہتمام سے
و بعد چالیس دنکے اُس سے اور تم سے زور ہوگا طاقت دیکھینگے دونو کی کیفیت دیکھینگے امیر خوش ہوکر بہرام کو اپنے اردو مین مع خیر و فر

لے آئے اور پرداخت اسکی کرنے لگے جب چالیس روز گذرے اکتالیسوین دن امیر مع بہرام بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بہرام سے لڑوائیے خوب کھاپی کر تیار ہوا ہے کشتی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے بہرام سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہے دلمین کیا ٹھنی ہے بولا کہ مین حاضر ہون حضور کے ارشاد سے کیونکر انکار کرون بادشاہ نے کہا کہ اچھی بات ہے ہم بھی تماشا دیکھینگے تم لوگون کی کیفیت ملاحظہ کرینگے اکھاڑے کی تیاری کا حکم دیا فوراً اکھاڑا درست کیا گیا امیر و بہرام نے شیر کی کھال کی جانگھیا اور ٹوپ پہنکر لنگوٹ کسا اور خم ٹھوک کر باہدیگر زور ہونے لگا دونون نے گردنون مین ہاتھ ڈالا ایک ٹکر ایسی ماری کہ اگر تودۂ فولاد پر وہ ٹکر پڑتی تو سرمہ سا ہو جاتا کسی کی پیشانی کو خبر ہوئی پھر بغل آپس مین داؤن پیچ چلنے لگے کسی کا

کشتی حمزہ اور بہرام کی بادشاہ کے سامنے اور حمزہ کا بہرام کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا



لنگر کسی سے نہ اکھڑا چیت ہونیکا کیا ذکر تھا آخر امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کر کے بہرام کو اٹھا لیا سر سے اونچا کیا بہرام بولا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ مین زور داد الٰہی ہے دنیا مین کوئی آپ سے زور آور نہین ہے بالفعل آپ کا کوئی ہمسر نہین ہے مطیع فرمان بردار ہون مجھے زمین پر چیت نہ کیجیے گا مجھے ذلت ہزارون پہلوانون مین نہ دیجیے گا امیر نے بسکہ سستی سے اسکو زمین پر رکھدیا چارون طرف سے صدا احسنت و آفرین کی بلند ہوئی بادشاہ نے تعریف کی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ بہرام اب بادشاہ کیخدمت مین رہنا اختیار کر اور اس بارگاہ مین حاصل افتخار کر اسنے کہا کہ مین سوا آپکے کسیکے پاس نہین رہنے کا بندۂ بے زر ہون آپکی اطاعت سے کب باہر ہون بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارے پاس رہا تو میرے پاس رہا اور خلعت عطا کر

میر اور بہرام کو دیے امیر بہرام کو اپنے اُردو مین لائے اور اُسکی پاسداری اور خاطر کرنیلگے مطبخ وطویلہ وغیرہ اُسکا الگ کر دیا
اور چالیس گھوڑے اپنے خاصون مین سے بازین وساز طلائی ونقرئی اور سات قطار شتر باردار وکوہانی اور چالیس خردار
زر سرخ وسفید کے بخشے اور سب خراج ملک یمن کا مع غنیمت حشام بہرام کو عنایت کیا اور تمام سرگذشت اتنی مدت
تک ایک عرضی مین لکھکر عمرو کے ہمراہ خواجہ عبدالمطلب کیخدمت مین بھیجا اب حال ساسانیون کا سنیے کہ مع بختک گستہم
کے پاس جاکر داد بیداد کرنے لگے چھوٹے بڑے خفیہ اور علانیہ جا جاکر اُسکے روبرو آہ وفریاد کرنے لگے کہ ہم لوگ حمزہ کے
سامنے بہت بے آبرو اور بیعزت ہین نہایت ذلیل ورکم حقیقت ہین اگر حمزہ کے دفع کرنے کی کچھ فکر قرار واقعی نہ ہوگی تو
آسائش حرام ہی کسی صورت زندگی نہوگی روز بروز بادشاہ کی سرفرازی اُسپر ہوتی ہی اور ہم لوگون کی قدر ومنزلت ساعت بساعت
کمتر ہوتی ہی گستہم نے کہا کہ ز درمین تو حمزہ سے کوئی سر بر نہ آئیگا کبھی اُسپر قابو نہ پائیگا لیکن مین دو چار روز مین بساط آشتی
بچھا کر اُسکو مارونگا اُسکا نام اس ملک سے مٹا دونگا شبکو تو یہ مشورہ ہوا صبح کو گستہم سوار ہوکر امیر حمزہ کیخدمت مین گیا اور کمال
تملق وچاپلوسی سے پیش آیا اور بکمال انکسار اور عجز کرنے لگا امیر نے بہت اُسکی خاطرداری کی اور باہم سوار ہوکر بادشاہ کی
بارگاہ مین آئے اور راہ مین بہت سے کلمات التیام اور محبت کے طرفین سے زبان پر لائے جب امیر دربار سے اُٹھکر اپنے
خیمے کی طرف چلے بارگاہ سلطانی سے باہر نکلے گستہم ہمراہ رکاب جاکر امیر کو خیمہ گاہ تک پہونچا آیا گویا دام تزویر اور
فریب کا بچھا آیا ہر روز گستہم دوبار امیر کیخدمت مین حاضر ہوتا اور انواع انواع وضع کی خوشامد کرتا اور اخلاص اور
نیازمندی کا دم بھرتا شدہ شدہ امیر کے دلمین بھی گستہم کی طرف سے جگہ ہوئی طبیعت مین کسی طرح کی کدورت نرہی یکروز
گستہم نے امیر سے کہا کہ آپکی عنایت ومہربانی جس قدر میرے حال پر ہی تمام مدائن مین مشہور ہی اس صورت مین میری
نیازمندی اور خدمتگزاری کا بھی ظہور ضرور ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ میرے باغ مین تشریف فرما ہو کے دو چار روز جشن
فرمائیے ہمچشمون مین میری آبرو اور عزت بڑھائیے امیر چونکہ صاف باطن اور پاک طینت تھے دعوت ردنکی اُسکی عرض
قبول کی معمول تھا کہ بادشاہ ایک ہفتہ دربار کرتے تھے اور ایک ہفتہ نازنینان ماہرو سے خلوت گاہ مین صحبت رکھتے تھے
عشرت اختیار کرتے تھے اس مرتبہ بادشاہ مصروف جشن زنانہ ہوئے متوجہ نغمہ وترانہ ہوئے گستہم نے امیر سے کہا کہ
اس ہفتہ مین فرصت ہی اگر آپ کمترین کے باغ مین تشریف لیچلین یہ ہفتہ عیش ونشاط مین بسر کرین تو کمال عنایت ہی میری
آبرو وعزت ہی امیر بہرام گرد خاقان چین اور مقبل وغیرہ چند رفیقون کو ہمراہ لیکر گستہم کے باغ کی طرف بڑے تزک و
احتشام سے چلے اور خوش خوش دروازہ باغ پر رونق افروز ہوئے گستہم نے باغ کے دروازے سے بارہ دری تک کمخواب و
زربفت ومخمل کا پانداز کیا تھا اور بارہ دری مین فرش شاہانہ بچھا رکھا تھا امیر اُسکے حوصلے کو دیکھکر بہت محظوظ ہوے اور اپنے
رفقا سے اُسکی خوش سلیقگی کی تعریف کرتے تھے گستہم نے تر وخشک میوہ اور تحائف مدائن کے پیشکش کیے اور ساقیان سیمین بدنکو حاضر کیا
جام شراب چلنے لگے اور خود نوکرونکی طرح سے دامن گردان کر خدمت کے بہانے اوقات ٹالنے لگا اور ہر ہر دوست وآشنا جانباز

قابو پرست کم جرأت کو دیکھنے بھالنے لگا اور قبل امیر کے تشریف لانے کے چار سو پہلوان کہ جنپر اُسکو اعتماد تھا گوشۂ باغ مین
خفیہ چھپا رکھے تھے اور اُنسے کہدیا تھا کہ جب مین متواتر تین دستکین دون اس بہانے سے تمکو بلاؤن تب تم فوراً ہجوم کرکے امیر کو مع
ہواخواہ و رفقا تیغ بیدریغ سے قتل کرنا اور خبردار خبردار بادشاہ اور بزرجمہر کی سیاست سے مطلقاً نہ ڈرنا القصہ جب
گستہم نے دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا اور امیر مع رفقا ایسے نشے مین سرشار ہوے کہ سیاہ و سفید مین امتیاز نہین کرسکتے
بارہ دری کی غلام گردش مین آکر تین دستکین تواتر و توالی دین بہت زور سے تین تالیان بجائین لوگ اُسکے کمینگاہ سے نکلے
اور گستہم کیساتھ مع رفقا امیر اور امیر کے رفقا کے سر پر پہونچے گستہم نے امیر سے چار آنکھین کرکے کہا او عرب زادے
بہت تو نے سر اٹھایا تھا امراے سلطنت کو نہایت بے حقیقت اور ذلیل سمجھا تھا اے دیکھ اب تیری قضا آن پہونچی موت سر پر کھڑی
ہوئی ہے یہ کہکر امیر کے سر پر پہونچا اور ایک ہاتھ تلوار کا لگایا بہرام باوجودیکہ نشے مین چور تھا مگر امیر پر جا پڑا اور آپکو سپر کیا
وہ تلوار گستہم کی امیر پر تو نہ پڑی بہرام کی پشت پر لگی اس طرف سے اس طرف تک کھل گیا اس پہلو سے اُس پہلو تک زخم کاری
لگا تمام آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین مقبل نے ہوشیاری کی تھی کہ شراب بہت کم پی تھی قدرے قلیل پیتا تھا اور
رنگ مجلس کا دیکھ رہا تھا فی الفور کمانکو قبضے مین لیکر تیر مارنے لگا تیر پر تیر مارنے لگا جتنے کہ سو جوان سے زیادہ
اُسنے زمین پر گرا دیے باغ مین کشتون کے پشتے لگا دیے گستہم نے اپنی دانست مین امیر کو مار ا تھا دل مین سوچا کہ حمزہ
کا کام تو تمام کر چکا اب یہان ٹھہرنا مقبل کا ناحق ہدف نشانہ ہونا ہے مفت مین اپنی جان کھوتا ہے اپنے اُن رفیقون
سمیت کہ جو مقبل کے ہاتھ سے بچے تھے جان لیکر بھاگا کسی طرف چلدیا جسوقت امیر کا نشا اُترا امیر نے دیکھا کہ واہ واہ
مجلس کا عجب رنگ ہے اور ہی دعوت کا ڈھنگ ہے تمام بارہ دری اور اُسکے آگے کی روش خون سے گلزار ہو رہی ہے باغ مین نئی
طرح کی بہار ہو رہی ہے بہرام شکم چاک پڑا سسکتا ہے اور سو جوان سے زیادہ تیر و نسے مارا پڑا ہے مقبل سے کیفیت دریافت
ہوئی غرض کی کہ گستہم نے ایسا کیا اس نامرد نے اُس پردہ دوستی مین آگے دشمنونکو مارنا چاہا اور اُسکے فریب دینے کی شہرت نزدیک
و دور ہوئی آپ کسی طرف بھاگ گیا ہے گاہ یہ خبر مدائن مین کوچہ بکوچہ مشہور ہوئی کہ گستہم نے حمزہ کو اپنے باغمین دعوت
کی اور دغا سے مارا بادشاہ سنکر نہایت غمگین ہوا اور فی الفور ہرمز تاجدار اور بزرجمہر و بختک کو بھیجا کہ حمزہ کی خبر لاو اور
اُنکی جلد دوا و علاج کرو اور علقمہ ساطور دست کو تین ہزار سوار گستہم کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا اور بہت
سا انعام دینے کو کہا جب حکم گرفتاری کا گیا گستہم یہ خبر سنکر شہر سے بھاگا اور جان چھوڑکر مفرور ہوا شاہزادہ ہرمز تاجدار
و بزرجمہر و بختک گستہم کے باغمین پہونچے امیر کو سلامت دیکھکر سجدہ شکر ادا کرنے لگے اور بہرام کو مجروح دیکھکر بہت
تاسف کیا امیر نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ حکیم ہین بہرام کا جلد علاج کیجیے اس عزیز کی خبر لیجیے کہ اگر بہرام خدانخواستہ
جانبر ہوا تو یاد رکھنا قسم ہے مجھے ملکہ معظمہ کی کہ ایک ساسانی کو جیتا نہ چھوڑونگا بزرجمہر بہرام کا زخم دیکھکر سخت متردد
ہوئے دوا علاج کیا متحیر و مشوش ہوئے حواس جاتے رہے اتنے مین بابا سے دوندگانی استاد شعبدہ بازان جہان

بیش تراشیدہ کافران عیار زمان یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آیہونچا خوش خوش خواجہ عبدالمطلب کی خیر و عافیت
امیر کو سنائی مگر بہرام کا حال دیکھکر رو دیا اور امیر سے کہنے لگا کہ کیون صاحبقران اسی طرح کا سلوک رفقا سے کرتے ہین
ایسا ہی پاس دستگیری رؤسا کرتے ہین جسپر احسان کیجیے اُسکو یون برباد و پریشان کیجیے امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وقت
نصیحت کا نہین ہے در پردہ طعن تشنیع کی جا نہین ہے بہرام کے اچھا کرنیکی فکر کیا چاہیے اس بیچارے کی خبر اچھی طرح لیا چاہیے
عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ بفضلہ تعالی حکیم الحکما ہین آپ نے کیا علاج تجویز کیا مین خود سوچ رہا ہون ابھی کچھ
فکر کر رہا ہون خواجہ نے کہا کہ زخم کاری ہے سب اقسام جراحت سے اُسکو بتر کہتے ہین لیے اُسکے کہ آنتین پیٹ مین جلوین اور
مقام پر جگہ پاوین ٹانکے لگا نہین سکتے اور آنتین پیٹ مین جانا محال ہے گلنے کی آنتین سوکھی جنجال مین رودہ دل پر ہاتھ
لگانے سے فوراً مر جائیگا پھر کچھ بن نہ آئیگا اور یہ غیر ممکن ہے کہ رودہ دل کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور زخم کے سینے کی کوئی تدبیر عمل مین
آئے عمرو بولا کہ خواجہ واقع مین آپ حکیم حاذق ہین اور میرے اُستاد صادق ہین لیکن حق یہ ہے کہ حکمت بہت مشکل ہے کسی
اس فن مین فی زمانہ ما مداخلت حاصل ہے یہ کہکر ایک استرہ جیب سے نکالا بہرام کو دونون پاؤن کے درمیان زبا کر
ہاتھ پیٹے کی طرف بڑھایا خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے پوچھا کہ ارادہ کیا ہے کس طور پر ذہن لڑا ہے عمرو نے کہا کہ جتنی آنتین پیٹ
کی باہر نکلی ہوئی ہین اُنکو ہاتھ کی صفائی سے صاف کر دونگا کہ جسمین زخم سیا جائے پھر مرہم لگا کر اچھا کر دونگا خواجہ حیران ہو
کہ یہ کیا کہتا ہے کہ اس بیچارے کی جان لینے کا قصد کیا ہے بہرام نے جو عمرو کی تقریر سُنی سناٹے مین آیا زندگی سے مایوس
ہو کر نہایت گھبرایا ٹھنڈی سانس جو حسرت سے بھری تمام آنتین پیٹ مین جاتی رہین اپنے اپنے مقام پر جا پہونچین عمرو
خواجہ سے کہا کہ لیجیے اب تو آپکا مطلب حاصل ہوا دیکھیے کچھ بھی مشکل ہوا ٹانکے دیجیے زخم سی لیجیے بزرجمہر نے عمرو کی عقل
پر آفرین کی اور بہت شاباشی دی اور حاضرین ہنستے ہنستے بیچین ہو گئے بالاتفاق سب طرح ثنا عمرو کی عقل پر کرنے لگے خواجہ
نے بہرام کے زخم کو سیا اور شربت پلوانیکا حکم دیا کہ خون فاسد دور ہو جائے جو کچھ باقی مواد فاسد ہو نکل جائے اور امیر سے
کہا کہ بہرام کے ہاتھ پاؤن بندھوائیے کہ جنبش نکر سکے نہین تو ٹانکے ٹوٹ جائینگے لب زخم کے آپس سے چھوٹ جائینگے
اور اُس حالت مین بچنا اُسکا خلاف قیاس ہے پھر تو اُسکی زندگی سے یاس ہے اور مین ہر روز دونون وقت آکر زخم کو دیکھونگا
دل و جان سے اُنکا علاج کرونگا یہ کہکر خواجہ اور شاہزادہ ہرمز تاجدار و بختک امیر سے رخصت ہوئے اور اپنے مکان
کو چلے امیر نے کہ بہرام کو بہت عزیز رکھتے تھے اپنے یارون سمیت وہین رہنا اختیار کیا اور اپنے رفقا کو بھی وہین
رہنے کا حکم دیا بزرجمہر نے تمام احوال بادشاہ سے عرض کیا فرمایا کہ خواجہ باغ داد سے بہتر اس مدائن مین کوئی
مکان نہین اور کوئی عمارت اُس سے زیادہ اس شہر مین عالیشان نہین چاہتا ہون کہ حمزہ کو وہان چندروز رکھو
اور تا امکان اُسکی خاطرداری کرون اور کچھ تحفہ دون کہ ملال اُسکے دل سے دور ہو ایسا ہو کہ حمزہ مجھپر بدگمانی کرے
میرے اشارے سے بہرام نے یہ حرکت مجھپر بیجا کی ہے مجھے اسقدر رنج و ایذا دی ہے کسطرح میرے کانون تک بھی اس خبر کا اثر ہو مجکو قسم

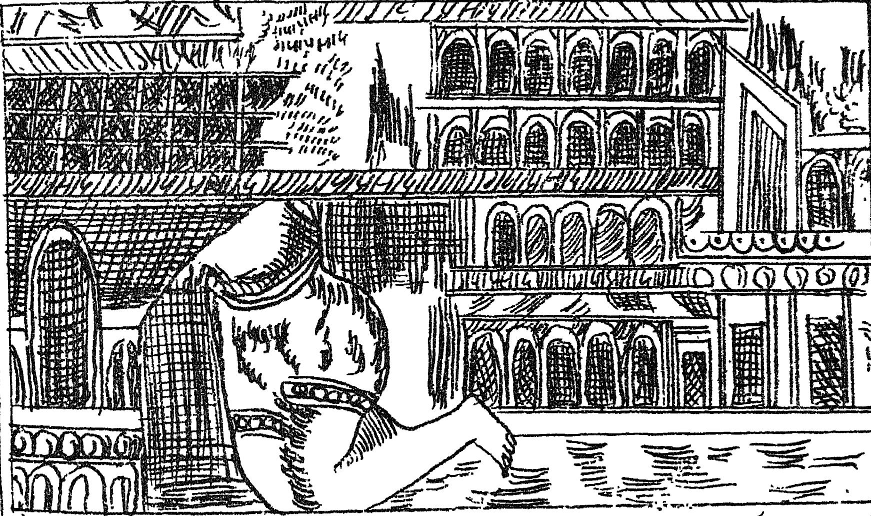
آتشکدہ نمرودی اگر مجھکو کچھ بھی گستہم کے ارادۂ فاسد سے خبر ہو تم جانتے ہو کہ مین نے اس خبر بد کے سنتے ہی جابجا لوگ
اسکی گرفتاری کے واسطے بھیجے ہین ہر طرف پروانے ہرکارے روانہ کیے ہین یہ کہکر اسیدم امیر کے واسطے تصدق بھیجا اپنی
تشریف آوری کا قصد بھی کیا دوسرے وقت بزرجمہر جو بہرام کے دیکھنے کیواسطے گیے امیر سے کہا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا ہی اور
فرمایا ہی کہ مین نے چھ سردار ہر چہار طرف گستہم کے پکڑلانے کو بھیجے ہین اور ہر خفیہ ہرکارے اور پروانے بھی روانہ کیے ہین
جسدم مردود پکڑا آتا ہی اسیدم اسکا پیٹ چاک ہو کر بھس بھرا جاتا ہی اور ہزار شکر کرتا ہون کہ تمکو اس موذی کے
ہاتھ سے کچھ صدمہ نہین پہونچا خدا نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا اور یہ تحفہ عنایت کیا ہی کمال شفقت سے یہ ارمغان دیا ہی اور
فرمایا ہی کہ ہماری طرف سے بہرام کی بھی احوال پرسی کرنا اور امیدوار مراحم سلطانی کرنا اور مجھے درباب علاج بہت تاکید کی ہی
کہ ایسی تدبیر عمل مین آوے کہ بہرام کا زخم جلد تر اچھا ہو جاوے اور فرمایا ہی کہ میری خوشی یہ ہی کہ مین ایکہفتہ حمزہ کو لیکر باغ
داد کی سیر کرون اور وہین مع رفقا اور امرا کے رہون مگر بختک اور عمرو صحبت مین نہون کہ دونون مایۂ فساد ہین اور باہم
دونون کے دلونمین عناد ہی امیر نے قبول کیا اور ارشاد شاہی مان لیا دوسرے دن بادشاہ نے باغ داد مین جاکر امیر کو بلوایا
اور اپنی مسند سے قریب امیر کیواسطے مقام ٹھہرایا صاحبقران عادی اور مقبل کو اپنے ساتھ لیگئے بادشاہ کیخدمتمین پہونچے
باغ کو دیکھا کہ چار فرسنگ کا لانبا چوڑا ہی جوش بہار سے ازبس پر فضا ہی اس باغ کی تعریف بلحاظ طوالت قصہ خوان کے حوالے
کرتا ہون کہ قبل اسکے باغ داد کی تعریف کرچکا ہون امیر بادشاہ کے دست راست ہر مرتاجدار کے پہلو مین بیٹھے اور مقبل وفادار
و بزرجمہر و سرداران دیگر امیر کے دست چپ ٹھہرے سازندہ ہاے دلنواز اور خوانندہ ہاے خوش آواز اور ارباب
نشاط فرحت افزاے حاضر ہوئے محفل عیش و نشاط کی گرم ہوئی بادہ ومی کی صحبت جمی پہلے دن بادشاہ نے ایک بارہ دری
مین جشن کیا جب بربط زرین آفتاب پر غلاف چڑھا اور دف سیمین ماہ بزم افروز ہوا اس وقت ساقیان
ماہ رخسار ساغر جواہرنگار صراحیان بادۂ گلنار لیکر محفل مین حاضر ہوئے جامہاے بادۂ ارغوانی کے دور چلنے لگے بادشاہ
نے ایک جام مے ارغوانی کا اپنے ہاتھ سے امیر کو عنایت کیا امیر کورنش بجالائے اور اسکو پی گئے پھر تو دور ساغر تھا
ساقیان مہر رخسار شراب ارغوانی سے جام بھر بھر کے دینے اور مے نوشان سرشار لینے لگے یہانتک کہ پھر گل آفتاب چمن فلک
مین کھلا اور گل چاندنی بہ رنگ دیدۂ نرگس بے نور ہوا ساقیان سیمین عذار شمائل نے خمار شکن کو لیکر حاضر ہوئے اور
سیہ مستان بادۂ خمار مے نوشی سے قاصر ہوئے مغنیان خوش نوا ایسے گائے بجائے کہ دیوار و در تک وجد مین آئے اور کلمۂ
بیتابی ہوشیاران روزگار خواجہ عمرو عیار اور دو فقرے لطیف چالاکی اور ہوشیاری اُس مختین روزگار کے سنیئے کہ جب
امیر کو ایک شبانہ روز عمرو نے نہ دیکھا گھبرا کر مکان سے باہر نکلا تلاش اور تجسس کرتا ہوا باغ کے دروازے پر پہونچا
وہان دیکھا کہ عادی پر تکلف کرسی پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور لوگ ہر طرح کی گزک اُس کے روبرو لاتے ہین
وہ خوش ہو ہو کر کھاتا ہی اور ایسا بندوبست ہی کہ پرندہ تک دروازے کی دیوار سے اڑکر باغ مین نہین جا سکتا طائر خیال تک

حوالی گلشن مین بار نہین پاسکتا عمرو نے لوگون سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ مضمون کیا ہی امیر تو باغ کے اندر ہین عادی
کیون باہر بیٹھا ہی کسی نے کہدیا کہ بادشاہ کا حکم ہی کہ عمرو و بختک باغ مین نہ آنے پائین اسواسطے امیر نے عادی
کو دروازے پر بٹھلایا ہی کہ بختک و عمرو باغ مین نہ آئین عمرو عادی سے سلام علیک کر کے کرسی پہ بیٹھ گیا عادی
نے پوچھا کہ خواجہ کسطرح آئے ہو کس فکر مین تشریف لائے ہو بولا کہ دو دن سے تمکو نہ دیکھا تھا آنکھون مین اندھیرا آنے
لگا گر تا پڑتا تمھارے دیکھنے کو آیا بخت نے آسانی سے یہان تک پہونچایا گو کہ آپ نے مجھے فراموش کیا مین تو نیاز مندی سے
باہر ہوا عادی نے شراب و کباب کی دعوت کی اور گزک بھی سامنے رکھدی عمرو نے ایک پیالہ پیا اور عادی سے
کہا کہ آج مین نے ایک لعل خریدا ہی اپنے نزدیک ارزان لیا ہی دیکھو تو مین ٹھگا تو نہین گیا عادی اپنے دل مین خوش
ہوا کہ عمرو مجھکو جوہر شناس سمجھتا ہی تب تو لعل پرکھوانے آیا ہی ایسا جواہر میرے دکھانے کو لایا ہی عادی بولا خواجہ
ایسا جوہری کون ہوگا تم کو کون ٹھگ سکتا ہی کسکا منھ ایسا ہی مگر بہرحال مین دیکھون تمھارے ارشاد کی تعمیل کرون عمرو نے
جیب مین ہاتھ ڈال کر ریت مٹھی مین نکالی اور عادی کی آنکھون مین جھونکی عادی تو یہ کہکر آنکھین ملنے لگا کہ عمرو تیرا برا ہو
تو نے مجھکو اندھا کیا اور لوگ گھبرا کر عادی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسکے منھ اور کپڑون کی خاک جھاڑنے لگے عمرو جست
کر کے باغ کے اندر داخل ہو صحن چمن مین پہونچ گیا عادی نے جب آنکھین دھو کر پونچھین اور گرد و غبار سے صاف کین
اور کھٹک آنکھون کی کم ہوئی طبیعت لڑی لوگون سے پوچھا کہ عمرو کہان گیا کوئی نہ بتا سکا کہ کسطرف کو گیا بس جانیے ہوا ہوا
عادی سمجھا کہ میرے خوف سے بھاگ گیا باغ کو عمرو دیکھکر باغ باغ ہو گیا کہ عمر بھر ایسا باغ دیکھا سنا نہ تھا گلگشت
کرتا ہوا اُس قصر کیطرف گیا جہان بادشاہ اور امیر بزم افروز تھے ارباب صحبت مسرت اندوز تھے متصل اس قصر کے لب نہر
ایک درخت چنار کا اُسکے نیچے بیٹھ کے وہ تارا ملا کر گانے لگا عمرو کا گانا مردے کو جلاتا تھا خفتگان گور کو ہوش مین لاتا تھا
امیر کے کان مین جو آواز گئی متقبل و فادار سے فرمانے لگے کہ عمرو کی سی آواز آتی ہی اُسکے وہ تارے کی بھنک کان مین جاتی ہی ہم نے
عادی کو منع کیا تھا کہ عمرو کو باغ مین نہ آنے دینا اسکو اسطرف قدم نہ بڑھانے دینا پھر یہ کیونکر آیا جاؤ عادی کو تو بلا لاؤ بادشاہ نے
امیر کو برہم دیکھکر کہا کہ عادی کو بلانا کچھ ضرور نہین ہمنے عمرو کا قصور معاف کیا ہان عمرو کو بلا لو اُسکی طلب کو چوبدار بھیجو چوبدار
عمرو کے بلانے کو گیا بولا کہ جس صحبت مین بادشاہ اور امیر سے لوگ ہون وہان بھلا مجھ غریب عیار بے اعتبار کا کیا کام ہی ایسی محفل
مین منزل ہو ایا عیش و عشرت مین مجھ بے حقیقت آدمی کا کہان مقام ہی باغ داو کی تعریف سنی تھی اسواسطے مین بھی آیا ہون اور
ایک طرف گوشہ مین بیٹھا ہوا گل کا کھلکھلانا بلبل کا زار و نالے کرنا دیکھ سن رہا ہون اور مین اگر جاؤن شاید کسی کے آئینہ دلپر
میرے جانے سے غبار بیٹھے تو مین اُس کے ہاتھ سے ایذا اُٹھاؤن اس سے بمقتضاے السلامۃ فی الوحدۃ والآفات بین الاثنین
تنہا بیٹھنا خوب ہی گوشہ نشینی اور علیحدگی اور وحدت مجھے مرغوب ہی شعر بیت درعالم بہشتے خوشتر از خلوت مراد دوزخے بود
از گرمی صحبت مرا چوبدار ناچار ہو کر پھر آئے اور تقریر اُسکی بادشاہ کے حضور مین معرض بیان مین لائے بادشاہ بے اختیار ہنسے اور سب

حاضرین محفل ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے قصر کے باہر آئے اور چمنوں کی سیر کرتے ہوئے جسطرف عمرو بیٹھا گا رہا تھا اس طرف چلے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ امیر مع ارباب محفل آتے ہین اس طرف تشریف لاتے ہین ایک جست کر کے بادشاہ کے قدمبوس ہوا اور دعا دیکر کہنے لگا کہ مجھکو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ مجھے مخل صحبت جانین اور اس بزم نشاط و سرور مین مجھے میری حاضری کا حکم نہ دین اور حمزہ کو تو کیا کہون بڑے رفیق بے رو راور صاحب مروت ہین کہ تنہا مزے اڑاتے ہین اور ذرا سی کیفیت مین جان نثاران قدیم کو بھول جاتے ہین بادشاہ ہنس پڑے اور عمرو کا ہاتھ پکڑ کے قصر فیروزہ نگار مین تشریف لیگئے سب تخت پر اجلاس کیا عمرو کو حکم ساقی گری کا دیا عمرو جام بھر بھر کر پلانے لگا اور خوش فعلیان اپنی دکھانے لگا رات بھر تو ساقی گری کیا کیا جب سفیدۂ صبح نمودار ہونے لگا عمرو نے ہفت بند کو جوڑ کر ایسا بجایا اور الحان داؤدی سے ایسا گایا کہ بادشاہ و امیر و یاران صحبت زار زار رونے لگے اور رومال پر رومال بھگونے لگے بادشاہ نے جیب و دامن عمرو کا موتیون سے بھر دیا اور بہت خلعت و انعام بخشا اور قصر فیروزہ نگار سے قصر زرین مین کہ دیوارین اس کی خشت طلائی سے بنی تھین اور درزون مین سلین جواہر کی تعبیہ کی تھین امیر کو لیکے جا بیٹھے اور اس مکان مین جلوہ فگن ہوئے اب دو کلمے بختک کے حال مین بیان کرتا ہون سامعین کو سناؤن اس نے باغ داد مین عمرو کے پہونچنے کی جو خبر سنی بیتاب ہو گیا پیٹ پکڑے پھرنے لگا کہ یہ کیا غضب ہے عمرو باغ داد مین پہونچے اور مین نہ جا سکون اس محفل جنت مشاکل مین خلل نہ ڈال سکون خدا جانے عمرو میدان خالی پاکر میرے حق مین کیا کانٹے بو دیگا اس باغ مین کیا گل کھلاویگا یہ سوچکر کچھ تھان مخمل و کمخواب و اطلس پیزر کے کشتیون مین لگا کر گھر سے نکلا جب باغ داد کے دروازے پر پہونچا عادی سے ملاقات کر کے دوستی اظہار کرنے لگا عادی نے پوچھا کہ آپ کدھر تشریف لائے کیونکر یہان تک آئے بولا کہ آپکے لیے کچھ تحفہ نذر لایا ہون آپکی خدمت مین گذراننے آیا ہون اگر اسے قبول کیجیے باغ مین مجھے جانے دیجیے تو کمال عنایت ہے سراسر مروت ہے عادی یہ بات سنکر نہایت برہم ہوا اور برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ بختک کیون کمبختیان آئی ہین تیری شامتین یہان لائی ہین مجھکو تو نے مرتشی متصور کیا ہے کہ رشوت دیکر باغ مین جایا چاہتا ہے اگر عزت اپنی رکھنا منظور ہو سامنے سے دور ہو نہین تو بسر میر ابھی تجھکو بےحرمت کرونگا سپاہیون سے گردنی دلوا کر نکلوا دونگا بختک نے لگیر دونا کام اپنے گھر پھر گیا دن تو رو دھو کاٹا جب شب ہوئی ایک نمدا اوڑھ کر بغل مین دستنچہ اپنے کپڑون کا دبایا چورون کی طرح سے چھپتا پاسبانون کی نگاہ سے بچتا باغ داد کی دیوار کے نیچے پہونچا اور دستنچہ تو باغ کے اندر پھینک دیا اور آپ بدر رو کی راہ سے گھسا خواجہ عمرو کا حال سنیے کہ قصر زرنگار مین بادشاہ کے ساقی گری کر رہا تھا جامہائے بلورین مئے لالہ گون سے بھر رہا تھا کہ یکایک بھڑکی آتش شرارت سینے مین بھڑکی یعنی دل مین خیال کیا کہ اسی طرح گستہم نے بھی امیر کی دعوت کی تھی الظاہر انکی کمال خاطرداری اور محبت کی تھی ایسا ہو کہ وہی سامان یہان بھی ہو ویسی ہی دعوت کی ہو ذرا چلکر سن گن لے آنا چاہیے اور ادھر ادھر دیکھا بھالا چاہیے بحیلۂ قضائے حاجت قصر زرین سے نکلا اور پھیر

پھرتا چمنستان کی سیر کرتا داہنے بائین دیکھتا ہوا دروازے کے متصل ہوپنچا عادی اُسوقت کسی سے کہرہا تھا کہ آج بختک مجھکو رشوت دینے آیا تھا مجھکو بھی اپنے باپ سا سمجھا مگر ہم سمجھا کہ طمع دیکر باغ مین جایا چاہتا تھا یہ سخن جو گوش زد عمرو کے ہوا عمرو چونکا کہ ہر گاہ اس ارادے سے بختک یہانتک آیا تھا تو ضروری نہ کسی طرح وہ باغ مین آوے گا جھاڑی جھاڑی گلبن گلبن بوٹا بوٹا دیکھنے لگا اور نئے نئے روش سے بڑی بڑی چمن چمن ڈھونڈھنا شروع کیا ناگاہ اُسکی نگاہ دستقیچہ پر پڑی اس کی بساط پر آنکھ لڑی دور سے دیکھا کہ ایک گٹھری زیر دیوار باغ پڑی ہی اور پوشاک وغیرہ سے خوب بھاری بندھی ہی اُسکو جو کھولا تو اُسمین پوشاک بختک کی نظر آئی مراد دلی بر آئی باغ باغ ہوگیا پھولا نہ سماتا تھا گٹھری کو تو ایک گوشے مین پتون کے نیچے چھپا دیا اور خود تلاش کرنے لگا کہ اس باغ مین کسطرف آنے کا لگاؤ ہی یہان تو چور کی جان جائے پت کسی کا بچاؤ ہی بدررو پر جو نگاہ پڑی بغور نظر کی دیکھا کہ کوئی شخص سر نکال کر ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی اور پھر سر کو اندر کھینچ لیتا ہی سمجھا کہ ہو نہو

بختک کا بدررو کی راہ سے برہنہ ہو کر اندر باغ داد کے جانا



بختک ہی وہی کور نمک ہی خواجہ علف پوش سے کہ مہتر باغبانونکا تھا جا کر کہا کہ تو تو غفلت مین سکھ نیند سے، باہر اور باغ مین ایک چور بدررو کی راہ سے گھسا چاہتا ہی مین نے آہٹ پاکر خبر دی تجھے فردمعقول جانکے از راہ محبت غائبانہ اطلاع کر دی اب تو جان اور تیرا کام جانے بادشاہ کا انتقام جانے اگر تجھے تو عدیگر ہوگا تو صبح کو تو ہی اور زندان ہی پھر دیکھین باغ کہان ہی وہ گھبرا کے مع چند باغبان سلیحے لیکر اُٹھا اور بدررو کے متصل دیوار باغ سے لگ رہا جو ہین بختک بدررو سے باہر نکلا باغبانون نے لپکر پکڑ لیا ہر چند اُسنے کہا کہ مین بختک ہون کسی نے نمانا ایک درخت کے ٹہنے مین لٹکا کر ہر ایکنے بجائے خود زد و کوب کرنی شروع کی خاطر خواہ قرار واقعی اُنکی خبر لی سبب خوب ہڈیان بختک کی نرم ہوگئین اور پٹھ اور پسلیان ورم کر گئین عمرو خواجہ علف پوش سے پکار کر پوچھنے لگا کہ خواجہ علف پوش کیا ہی خیر تو ہی یہ غل شور کیا مچا رکھا ہی اُسنے کہا کہ خیریت ہی

ایک چور پکڑا ہی اسکو درخت سے باندھا ہی بختک نے جو عمرو کی آواز سنی اُسکی صدا اُسکے کان مین پڑی عمرو کو بآواز
عیاری مین کہنے لگا کہ خواجہ عمرو مجکو ان موذیون کے ہاتھ سے نجات دلواؤ باغبانون کی قید سے رہا کرو مین عمر بھر تمہارا
ممنون رہونگا کسی امر مین تمسے منہ نہ موڑونگا عمرو نے پاس آکر خواجہ علف پوش سے کہا اور بختک کی سفارش کرنے
لگا کہ فی الحقیقت یہ بختک وزیر بادشاہ کا ہی خدا نے کس آفت مین یہان آکر پھنسایا ہی فورگر رہا کرو ابھی اسکو چھوڑ دو جتنے
باغبان تھے سب غنچے کیطرح چٹکنے لگے ہزار طرح سے بکنے لگے کہ خواجہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہین یہ مضمون عجب رنگ کا
آپ کہتے ہین بختک کی کیا کمبختی ہی کہ اسطرحسے ننگا ہو کر بد رروکی راہ سے آویگا وہ مقربان بادشاہی سے ہی آپکو کیون
چور بناویگا سفر چور اچکا ہی یہ حرامزادہ بڑی جرات کرکے آیا ہی اسکو اسکی دلیری کی سزا تو ملے باغمین آنیکا مزہ تو چکھے اور بالفرض
اگر بختک ہی ہی مبتلائے آفت وہی ہی تو اسوقت ہم نہین چھوڑینگے صبح تک باغمین سے باہر جانے دینگے بادشاہ کے روبرو جیسا
ہوگا ویسا ہوگا بختک نے عمرو سے کہا میری پوشاک پہنے تو مین ہین لیتا عمرو نے کہا کہ مین تیرے کپڑے لینے آیا نہین ہون اگر ان
لوگون نے لیے بھی ہون تو انسے ایسی رسم و راہ نہین کہ دلوا دون اور تجھے پہنا دون مجھے نہین معلوم کہ کسنے اُٹھائے ہین آخر باغبان
نے اُڑائے ہین یہ کہکر عمرو بادشاہ کی خدمتمین حاضر ہوا تمام شب ساقی گری کرتا رہا جب صبح صادق ہوئی بادشاہ سے عرض کی
شعر صبا بلگرامی سے: فصل بہار ہی یہ گلشن مہک رہے ہین * پھولے ہین پھول کیا کیا بلبل چہک رہے ہین * ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی
چل رہی ہی زور و شور نسیم سحری ہی نور کا تڑکا ہی وقت گلگشت کا ہی مرغان خوشنوا چہک رہے ہین گل خندان ہین غنچے چٹک
رہے ہین اوس پڑنے سے خاک جمی ہی مٹی مین شبنم باری کے سبب سے نمی ہی بادشاہ کے بھی جی مین آگیا امیر کا ہاتھ پکڑے مع
حاضرین تفریح کے لیے چمنستان کیطرف چلا عمرو بادشاہ کو لگائے ہوئے اُسطرف لے آیا جہان بختک سراپا برہنہ درخت مین
بندھا ہوا تھا بختک بادشاہ کو دیکھکر غل مچانے لگا کہ پیر و مرشد باغبانون نے میرا یہ حال بنایا ادھر سے خواجہ علف پوش
نے حاضر ہو کر عرض کی کہ رات کو ایک چور بدرو کی راہ سے باغمین آیا تھا سو اُسکو غلام نے درخت سے باندھ رکھا تھا جب چار چوٹ
کی مار پڑی تو کہتا ہی کہ مین بختک وزیر بادشاہ کا ہون اتفاق وقت اور بیوقوفی سے یہان آکر پھنسا ہون بادشاہ اور ہم
نے جو غور کرکے دیکھا تو واقعی بختک ایک درخت سے بندھا ہوا نظر پڑا عمرو نے بڑھکے کہا کہ آج باغمین نیا گل پھولا بختک تو
بہت فہمیدہ اور ہوشیار ہی صاحب جرأت بلکہ قار ہی انکی کیا کمبختی ہی کہ یہان آتا اور آپکو بلا مین پھنساتا شاید کوئی
بھوت اُسکے لباس مین آیا ہی حضور کی دل لگی کو یہ شعبدہ دکھا رہا ہی غالب ہی کہ بعد ایک ساعت کے ہوا ہوجائیگا ہوا ہم
مقام مین کسیکو نظر نہ آئیگا عمرو یہ کہہ رہا تھا اور بادشاہ سیر کنان آگے بڑھے تو امیر دلمین سمجھے کہ خواہ مخواہ اسمین شمول عمرو
کا ہی ذات شریف کا یہان بھی دخل ہی سفر رہا ہی بختک کو دیکھکر بادشاہ بے اختیار برنگ گل کھل کھلا کر ہنسے اور جتنے حاضرین
تھے ہنسی کے مارے ایسے بیچین ہوئے کہ بے اختیار بادشاہ کے روبرو قہقہہ مارنے لگے امیر نے اسکو کھلوا دیا اس آفت ناگہانی سے باہر کیا
دیکھا کہ تمام بدن بختک کا زخمی ہی جا بجا سے لہو بہہ رہا ہی چاند اونچی ہوگئی ہی بادشاہ نے برسر عتاب ہوکر فرمایا کہ ایسی ہیئت کذائی سے

اسکو نکالدو ہمارے سامنے سے جلد دور کرو امیر نے تقصیر معاف کروائی اور پوشاک اسکی عمرو سے بتیس سو تن کہ مول لیے گئے عطا فرمائی اور ہمراہ لیا اور تسلی اور دلاسا دیا بادشاہ باغ ہشت بہشت کی طرف کہ ناف باغ داد مین مثل نگین واقع تھا مائل ہوے اور اس باغ مین امیر و بزرجمہر و ہرمز تا جار کو مع مقبل و نجتک و دیگر سرداران حاضر لیکر داخل ہوے واقع مین وہ باغ اسم باسمی تھا نمونہ فردوس معلی تھا عمرو نے نجتک کا نام بیاض سفاہت مین سر لکھا تھا دفتر حمقا مین سر دفتر لکھا تھا بادشاہ کے روبرو ظرافت کرنے لگا اظہار شرارت کرنیلگا کہ قبلہ عالم نجتک بچارے کی ہڈیون کو باغبانون نے بیلچون کے مارے ریزہ ریزہ کر دیا ہے اور سر پر بال باقی نہین خوب صاف و رم ساجیکا ہے سراسر بلور کر دیا ہے اگر اسکو مرحمت مومیائی ہوتی تو عین سرفرازی ہوتی اور اتنو تقصیر ہوئی کہ حضور کی حکم عدولی کی یعنی بحکم باغ مین آیا سو اسکا ثمرہ ملا اب اس سے ایسا قصور ہوگا کبھی حکم عدولی کا مرتکب یہ بیشعور ہوگا یہ کہکر نجتک کیطرف متوجہ ہوا اور اس سے کہنے لگا ہاتھ جوڑ کے توبہ کر کہ پھر مجھسے ایسی حرکت بیجا ہوگی ایسی جرأت پھر اصلا ہوگی القصہ عمرو نجتک کو مسخرہ بناتا تھا اور حاضرین دربار ہنساتا تھا بادشاہ نے فرمایا کہ عادی کو تو بلاؤ جلد ہمارے حضور مین پہونچاؤ جب عادی حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون عادی ہم تمھین دروازے کا نگہبان کرین اور معتمد سمجھکر کوئی خدمت سونپین اور تم ایسی غفلت کرو اور ہمارے قول کو خفیف سمجھو کہ نجتک کا گذر باغ کے اندر تک ہوا اور تمھین مطلقاً خبر تک نہو وہ بے اجازت ہماری یہان داخل ہوا اور تم غافل ہو عادی نے یہ تہا ہی کہا کہ قبلہ عالم نجتک کی طاقت ہے کہ بے اجازت حضور کے باغ مین قدم رکھے بے حضرت کے اشارے کنارہ باغ تک بھی پہونچ سکے میرے پاس آیا تھا کہ مجھسے نذرانہ لو اور مجھے باغ مین جانے دو مین نے اسکو جھڑک دیا وہ بیچ گھر شرمندہ ہو کر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو تو کون بیٹھا ہے نجتک ہے یا کوئی اور آدمی نیا ہے عادی نجتک کو دیکھکر برہم ہوا اور گردن پکڑ کے بولا کہ باغ سے نکل کے دیکھیے گا کیسی تیری خدمت کرتا ہون کسطرح آپکے ساتھ اہلیت کرتا ہون امیر نے عادی کو منع کیا اور زجر و توبیخ سے باز رکھا کہ نجتک سے مزاح ہوتا ہے بادشاہ نے اسکی تقصیر معاف کی پھر اسکی حماقت سے درگذر فرمایا پھر اپنے مقام پر جاؤ جہان بیٹھے تھے وہین بیٹھو عادی تعمیل کر کے دروازے پر گیا اور محفل مین ساغر کا دور رہا جب طاؤس آفتاب کو مغرب مین آشیانہ گزین ہوا اور سحر خابانہ نے لب دریاے اخضر فلک پر خرامان شروع کیا مشعلچیون نے شمعدانے کا فور جھاڑ و نمین روشن کین ارباب نشاط حاضر ہوے سرو جشن و عشرت کی صحبت جمی عمرو تمام شب گریبان سے ہر ایک کو چھکاتا اور ظرافت کرتا رہا صبح ہوئی بادشاہ قصر چہل ستون مین رونق افروز ہوے امیر صنعت کاریگرون کی ان مکانون کو دیکھکر وجد کرنیلگے القصہ بادشاہ ہر روز امیر کو ایک نئے مکان مین لیجاتے تھے محفل عیش و سرور برپا کرتے تھے اور انواع انواع وضع سے امیر کو مسرور فرماتے تھے چونکہ پانچ شبانہ روز بادشاہ کی پلک نہ جھپکی تھی ایکدم بادشاہ کی آنکھ لگ گئی امیر بھی پوشاک بدلنے کے لیے قصر چہل ستون سے باہر تشریف لائے اور رفیق و مصاحب بھی ہمراہ آئے سیر کرتے کرتے ایک طرف بیچ باغ مین جو پہونچے ایک نہر دیکھی کہ جسکی لطافت کے روبرو آئینہ ماہ دھندلا نظر آتا تھا پانی اسکا شیشہ بھر لونگی راہ سے محل مین جاتا تھا مقبل سے فرمایا کہ ہم غسل کرینگے پوشاک بدلینگے مقبل نے امیر کی پوشاک اٹھائی اور فوراً نئی پوشاک بدلنے کیواسطے

منگوائی امیر نہانے لگے حمام فرمانے لگے اتفاقاً ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان عادل زرنگار برائے سیر بالائے قصر جھرونکو مین بیٹھی ہوئی تھی ادھر اودھر دیکھ رہی تھی ناسخ شعر دربے کو اسکے نور نے اختر بنا دیا ہر تا بدان کو نیر اکبر بنا دیا امیر پر جو اسکی نگاہ پڑی تیر عشق امیر اسکے جگر کے پار ہو گیا غش کھا گئی ناسخ جل اُٹھا باغ اُسکی برق حسن کی تاثیر سے پھول اب گلچین اُٹھاتے ہین آتشگیر سے تیر عشق کھا کر دلمین سوچی کہ مجھکو تو اس کمان ابرو نے گھائل کیا بیٹھے بٹھائے زخم عشق و داغ محبت و با اسکا سلامت جانا خوب نہین ہی صاف نکل جانا اسکا طبیعت کو مرغوب نہین ہی عنبر چہ گلے سے نکالکر امیر کیطرف پھینکا امیر کے کاندھے پر گرا امیر نے جو ادھر دیکھا جلوہ قدرت صانع مطلق نظر آیا ضبط نہ کر سکے نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا جو عمر و دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا امیر چاروں شانے چت پانی پر گرے مقبل نے کود کر امیر کو اٹھا اور گود مین لیکر نہر سے باہر نکالا امیر نے ایسی آہ سوزناک کھینچی کہ خرمن عیش مین آگ لگ گئی شعلہ عشق دلمین بھڑکنے لگا اشک حسرت آنکھونسے ٹپکنے لگا ناسخ آتش عشق وہ ہی جسمین سمندر جلجاے آگ لگجائے جو پتھر مین تو پتھر جلجائے اشعار سوختہ نواب بہادر صاحب فدی کی تخلص کے امیر کی زبان پر تھے اشعار سوختہ یاد ایام کہ کچھ دلکو غم و درد نہ تھا گرم آہین یہ نہ تھین لب پہ دم سرد نہ تھا اشک سرخ آنکھونسے جاری نہ تھا رنگ زرد نہ تھا جامہ تن پہ مرے پیرہن گرد نہ تھا کام رکھتے نہ تھے ہرگز کسی خود کام سے ہم رات دن زیست بسر کرتے تھے آرام سے ہم دلکو جون ہی یہ آرزو تابی بیتابی تھی نہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی تھی چمن طبع مین اک رونق و شادابی تھی حسرت و یاس و غم و درد کی نایابی تھی باغ عالم کی ہواونسے دل افسردہ نہ تھا غنچہ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تھا کوئی روتا تھا تو کہتے تھے کہ رونا کیسا غم کسے کہتے ہین منہ آنکھونسے دھونا کیسا وا شگفتہ محبوبونپہ ہونا کیسا دل و دین ہوش و خرد عشق مین کھونا کیسا لوگ معشوقون کیلئے کیون جور و ستم سہتے ہین عاشقی چیز ہی کیا عشق کسے کہتے ہین اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہی عشق قہر ہی ظلم ہی بیداد ہی آفت ہی عشق باعث طعن و ملامت ہی عشق شعلہ خرمن دین و دل و طاقت ہی عشق راہ بتلائیے جسکو وہی رہزن ہو جائے دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جائے آتش شوق ضروری الفت سے نہ ہم تھے آگاہ اک شرار نے کیا خانہ دل خاک سیاہ لب پہ آنا ابھی جانسوز ہی یا شعلہ آہ جلگئے لب کہ ابھی آہ سے ہم تو واللہ ہی امان مانگی اسی سے کرہ ناری نے لاکھون گھر پھونک دئیے ہین اسی چنگاری نے قیس کو اسنے کیا ساکن صحرائے جنون کیسی شیرین کہ کے سر پہ ہی فرہاد کا خون اس نے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون اس فسون ساز نے مجھ پر بھی کیا ہی افسون عشق کے رنج مین راحت کا سرانجام کہان اب تڑپتا ہی دل آرام کو آرام کہان اپنے اک جان کے دشمن سے پڑا ہی پالا ہی جگر سینے مین مجروح داغ برنگ لالا دل سے آغشتہ بخون آتا ہی تا لب نالا آپ کو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کی طرف چھپا نہ تھا اسکے رخ و کاکل کی طرف پیچ مین لائی ہی آخر مجھے وہ زلف سیاہ کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان پہ نگاہ شب تاریک سے بدتر ہی مرا دل واللہ ہو گیا گھر بھی سیہ خانہ زندان مجھے آہ مر جب پر ہی عشق دل بے غم تھی

زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی ۞ دیکھی تھی نہ مجھے چاند سی وہ پیشانی ۞ تھی مگر عشق کی قسمت میں بلا آیتی
آنی ۞ آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پانی ۞ اُسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھانی ۞ خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا ۞ برچھیان
کھانی تھین اُن پلکونسے بچ رہنا تھا ۞ چشم بیمار سے تھا اُسکی مناسب پرہیز ۞ یہ نہ سمجھے کہ ہے سفاک وہ ترک خونریز قتل مردم کو
نگاہونکے ہین سو خنجر تیز ۞ اُس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھا گریز ۞ دیدۂ نرگس بیتاب پہ نظر کرتی تھی ۞ شوخی چشم غزالان
پر نظر کرتی تھی ۞ گرچہ رخسارے تھے اُس شوخ کے سر سے پُر نور ۞ چاک دل کرنا تھا مانند کتان عقل سے دور ۞ مار کر سبکو جلانا
تو کبھی نا مقدور ۞ لب جانبخش کالاتے نہ زبان پہ مذکور ۞ مسی آلودہ نہ اُن دانتون پہ ہم مرتے کاش ۞ شب تاریک
مین انجم پہ نظر کرتے کاش ۞ مین تو اندھون کی طرح چاہ زنحدان مین گرا ۞ ڈوب مرتا جو کنوین مین تو بہت بہتر تھا ۞ اُسکی
گردن کی صفائی پہ عبث دل بہلا ۞ دیکھنا گردن مینائے بلورین کی صفا ۞ گو کہ تھا رشک سحر نو صفائے سینہ ۞ دیکھنا آئینہ
تھا مجکو بجائے سینہ ۞ دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیون مائل ۞ ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل ۞ لطف
پنجۂ مرجان ہی سے کرتے حاصل ۞ پیچ سے موئے کمر کے ہے نکلنا مشکل ۞ کام ساق و کفک پا سے نہ کچھ تھا مجکو ۞ کردیا
عشق نے پامال سراپا مجکو ۞ جیسا رسوا ہون نہین اس طرح کوئی خوار نہو ۞ اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو ۞ جو مرض مجکو ہے
ایسا کوئی بیمار نہو ۞ اور بیماریان ہوئین پہ یہ آزار نہو ۞ دن جو گذرا تو یہ دھڑکا ہی کہ شب آتی ہے ۞ عشق کے نام سے تو
مجھے تپ آتی ہے ۞ عمر بھر دام محبت سے نکلنا معدوم ۞ ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ اچھلنا معدوم ۞ اس بلندی سے گرا ہون
کہ سنبھلنا معدوم ۞ سیر گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معدوم ۞ ہوش بلبل کے بھی نالونسے مین کھو دیتا ہون ۞ مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا
ہون ۞ اسقدر دام محبت نے دیا ہے مجھے داغ ۞ مثل آتشکدہ آتی ہے نظر صورت باغ ۞ نکہت گل بھی مجھے کرتی ہے آشفتہ دماغ ۞
روش غنچہ ہون دلتنگ نہین غم سے فراغ ۞ مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہون ۞ اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہون ۞
گھر مین دن رات تڑپنے سے مجھے ہے سروکار ۞ ہمدم و دوست ہے کوئی نہ کوئی مونس و یار ۞ کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار ۞ بیقراری سے
نہین ایک جگہ مجکو قرار ۞ شہر سے گاہ نکلجاتا ہون صحرا کیطرف ۞ صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف ۞ کسطرح اس دل ناشاد کو
اب شاد کرون ۞ کیون کر اس خانۂ ویران کو مین آباد کرون ۞ کون سنتا ہے کہان جا کے مین فریاد کرون ۞ عشق نے ظلم کیا کس سے طلب
داد کرون ۞ آپ رسوا تو ہوے اور کسے رسوا کیجیے ۞ شکوۂ دوست جو کیجیے تو بھلا کیا کیجیے ۞ بخت ناساز کا اپنے ہی گلا لازم ہے ۞
کہنا دشمن کو بھی دشمن نہین کیا لازم ہے ۞ جور معشوقون کو عاشق کو وفا لازم ہے ۞ تو جو دشنام بھی دیوے تو دعا لازم ہے ۞ کشور
حسن تا جبتلک آباد رہے ۞ وہ وفا کیجے کہ عالم مین بہت یاد رہے ۞ مقبل نے امیر کو سمجھایا کہ یہ مقام خود رفتگی کا نہین ہے موقع
یہ بیخودی کا نہین ہے پوشاک نئی بدلیے اور محفل مین چلیے بارے اسوقت امیر نے مقبل کی نصیحت سُنی کہ پوشاک بدلی
قصہ جہل ستون مین تشریف لے گئے مگر طبیعت کا اور ہی تعلق تھا بدحواس تھے اور اُسطرف ملکہ مہر نگار کا حال ابتر ہوا تھا جب

پلاتی کوئی آیۃ الکرسی اُسپر دم کرتی کوئی نادعلی پڑھکر پھونکتی الغرض خواب خور موقوف ہوگیا کوئی ہاتھ پانون سہلاتی ملکہ کو جب فاقہ ہوا اپنے دلمین سوچی کہ کہین یہ راز افشا نہو جائے یہ عشق اسی باغ مین کوئی گل نہ کھلائے خواصون سے کہا کہ تشویش کا مقام نہین مجھے خود بخود اسوقت دوران ہوا سو اب اچھی ہون بھلی چنگی ہون غل شور مت مچاؤ دل مین نہ گھبراؤ ادھر کا حال سنیئے کہ امیر دم پر دم ساعت بساعت دیکھتے تھے کہ دن کہین تمام ہووے تو بیتابی دلکی تدبیر کیجائے کہین شام ہووے تو دل ٹھہر جاوے یارے جون تون کرکے دن کو کاٹا اور پہر رات تک ضبط کیے بیٹھے رہے آخر اضطراب دل ہنمون ہوا ضبط کا یارا نہ رہا بادشاہ سے التماس کیا کہ آج رات چھٹی ہی پلک سے پلک فدوی کی نہین لگی ہی اگر حکم ہو تو کسی قدر استراحت کرون کسی گوشۂ باغ مین جاکر سو رہون بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کو سونپا پھر مع مقبل وفادار بارے مجلس سے آئے پھر چھپ کے کے نیچے آئے کوئی لگاؤ اوپر جانیکا نپایا لیکن ایک درخت عظیم الشان محل کی دیوار سے ملا ہوا نظر آیا شاخین اسکی بام پر پھیلی ہوئی تھین نسدیر سے لگی ہوئی تھین مقبل کو اُس درخت کے نیچے کھڑا کرکے آپ درخت پر چڑھ گئے بام قصر پر ہو نکلے

پہلی ملاقات امیر کی سرحلقۂ خوبان روزگار سے یعنی ملکہ مہرنگار سے

اشعار
عشق ہی تازہ کار تازہ خیال ؛ ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال ؛ کہین آنسو کی یہ سرایت ہی ؛ کہین یہ خونچکان حکایت ہی ؛ گہ نمک اسکو داغ کا پایا ؛ گہ پتنگا چراغ کا پایا ؛ کہین طالب ہو کہین مطلوب ؛ اسکی باتین غرض ہین یونہی خوب ؛

خامۂ دل فگار نقش نشلسان عشاق مزاج دانایان بیاران نزاق کلک شوریدہ سر مضامین شوق وذوق زبان پر لاتا ہی ہجر ووصال کی داستان سناتا ہی کہ امیر نے سقف قصر پر سے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار ماہرویان پری پیکر کے حلقہ مین بیٹھی ہی اور صراحی مے گلگون سے بھری ہوئی سامنے رکھی ہی جام بلورین ہاتھ مین چھلک رہا ہی بادۂ ارغوانی پیالہ سے چھلک رہا ہی

شعر شاپور ؎ شراب عرش وجام وباخود لذتے دارد ؛ بکفش ساقی لشن سکش چہ عیش صحبتی دارد ؛

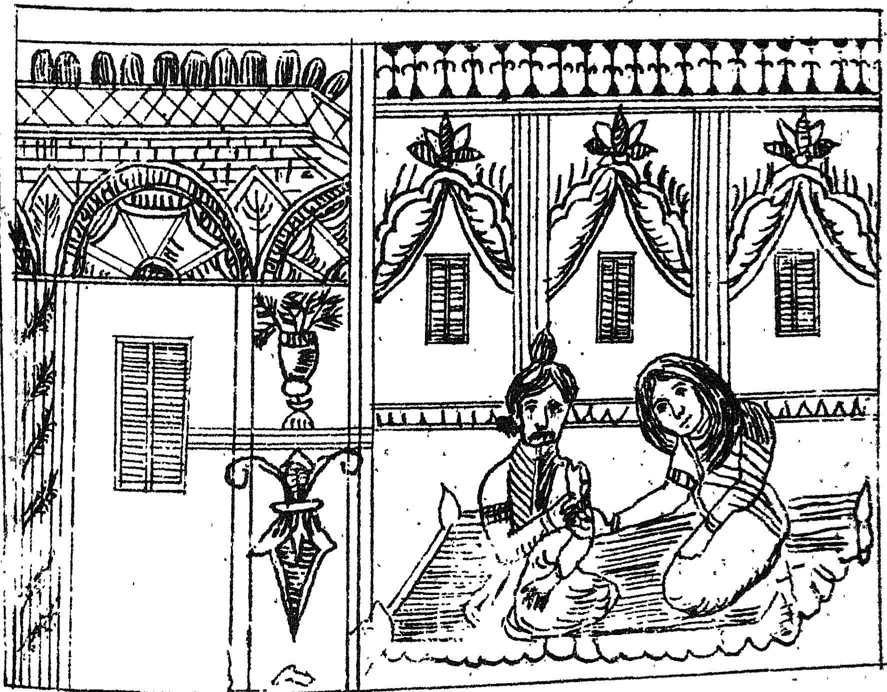
لیکن گوہر اشک کی لڑی نوک مژہ سے مسلسل تا بدہن ہی آتش عشق کانون سینہ مین شعلہ زن ہی آہ سرد لبون پر ہی نالہ کشتی کا عمل اکثر ہی دن کو تو امیر نے دور سے دیکھا تھا اب متصل سے جو نظارہ کیا دیکھا کہ چشمۂ خورشید درخشان اُسکے حسن کے آگے پانی بھرتا ہی اور ماہ تابان اُسکے چہرۂ پرنور کے پرتو سے ضیا اقتباس کرتا ہی چاہ زنخدان کو اگر ہاروت وماروت دیکھتے تو آپکو غرق فنا پاتے غبغب کو اگر ترنج دیکھتا تو دانت کھٹے ہو جاتے قدنے اُسکے سرو کو پاگل کیا رخسارون نے لالہ کو داغ دیا آنکھون نے غزالان چین کو صحرا دکھایا ابرو کے روبرو ہلال فلک انگشت نما ہوا زلف نے سنبل کو پیچ وتاب یا مژہ نے دل عاشق مین تیر مارا کیا دہن اُس گل کا دیکھین تو غنچے صرصر رشک سے بے سخن کمہلا جائین لبون سے مقابل ہون تو برگ سمن شرما جائین گوش کا بالا ماہ حلقہ بگوش بینی راستی سے دوش بدوش لڑی دانتون کی اگر لولوے آبدار دیکھے تو حسرت سے آب جگر خشک ہو جائے کمر کو کیسا ہی بینا دیکھے سر مو نظر نہ آئے شکم دریاے محبوبی اُسپر سرآوردہ وقباب خوبی ناف غوصان دریاے محبت کیواسطے گرداب پانون وہ جسکے ہاتھ لگانے کے لیے عاشق بیتاب لمترجمہ ؎ کرے آفتاب اُس سے گر آنکھ چار ؛ چکاچوند ہو وے

اُسے بیشمار ؞ مہ چار وہ اُسکو گر دیکھ پائے ؞ تو وہ داغ پر داغ خجلت سے کھائے ؞ اگر دیکھتا یوسف حسن سنج ؞ تو ہاتھ اُسکا
کٹتا نہ کٹتا ترنج ؞ زلیخا اُسے دیکھ لیتی اگر ؞ تو یوسف پہ کرتی نہ ہرگز نظر ؞ سراپا اسطرح چہرۂ تابان مین ہی بینی کی ضیا ؞
اک الف نور کا ہی مہر درخشان کھینچا ؞ گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر سے سوا ؞ آئینہ گرد ہی رخسار نے پائی وہ صفا ؞ لب
ہین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے ؞ دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خون کرے ؞ وہ دہن نکتۂ موہوم ہر بے وہم گمان ؞
کچھ سخن اسمین نہین قدرت خالق ہی عیان ؞ ایسی تنگی کسی غنچے نے بھلا پائی کہان ؞ دیکھکر چشمۂ حیوان اُسے تنگ ہی
نہان ؞ خوبی صاف دہن کس سے کہے جاتے ہین ؞ لب تقریر بھی خاموش رہے جاتے ہین ؞ وہ زنخدان ہی کہ ہی ایک خدا کی
قدرت ؞ حسن کی بحر کا گرداب ہی کیا خوش صورت ؞ دلکو ہی چاہ زنخدان سے سراپا حیرت ؞ آپسے ڈوبنے کی ہوتی ہی اسمین
سبقت ؞ گر کے اسمین سے نہ ہرگز کوئی مائل نکلے ؞ یہ کنوان وہ ہی نہ یوسف کا بھی دل نکلے ؞ گردن ایسی ہی کہ آنکھون نے نہ دیکھی
زینہار ؞ شفق صبح کے مانند دکھاتی ہی بہار ؞ مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہی تیار ؞ ہاتھ گردن مین حمائل ہون تو آجائے قرار ؞ جلوہ گر
دھیان مین جسوقت سے وہ گردن ہی ؞ شمع کا نور سحر سامنے اک روغن ہی ؞ ہاتھ مہندی کی جو رنگت سے ہوے ہین مشتعل ؞ اب سرِ
دل زار گیا اور بھی جل ؞ ہاتھ سہیات نہین ہاتھون مین حچی ہی کل ؞ عشق مین دل نہین لایا ہی مجھے لائی اجل ؞ سچ یہ ہوتا ہی کہ ہر وقت مین کالی
مجکو ؞ آجکل کیا نہین مدت سے کل آئی مجکو ؞ ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوے ہین تیار ؞ لے ہتھیلی کی بلائین ید بیضا سو بار ؞ دست
خورشید درخشان ہو تو ہو اُس پہ نثار ؞ ہاتھ کٹوائے جو اُس پنجہ سے آکر ہو دوچار ؞ انگلیون کی جو چمک دیکھے تو حیران ہوجائے ؞ پنجۂ مہر
بھی انگشت بدندان رہجائے ؞ جان آتی سو جان سے ہی خوبی پستان پہ نثار ؞ سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار ؞ ٹوپیان
باز پہ دو رکھی ہین باہر شکار ؞ یا ہوے قمقمے دو نور کے روشن یکبار ؞ دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا ؞ منقلب نور کے جام
دھرے ہین گویا ؞ کبھی چھاتی سے دوپٹہ جو لپٹ جاتا ہی ؞ شرم سے جسم مین اُنکا سمٹ جاتا ہی ؞ سر دوپٹے کے اُلٹنے کو پلٹ
جاتا ہی ؞ دم بیان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہی ؞ بند محرم کے شب و روز کسے رہتے ہین ؞ جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے آب ؞ قدرت حق سے زمین پر ہی یہ حوض مہتاب ؞ وہ صفائی ہی کہ خورشید کو بھی آئے
حجاب ؞ وہ چمک ناف کی ہی آئے ستارے کو نہ تاب ؞ ہاتھ لگجائے کمر وہ تو قرار آجائے ؞ بحث سے ہم مین عنقا کا ٹھکانا
آجائے ؞ آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی ؞ بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہی ؞ دل عاشق کو مگر
تاب کہان ہوتی ہی ؞ پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہی ؞ یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین ؞ دو مہ نو نئی
صورت کے یہ چسپیدہ ہین ؞ رانین اللہ ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہر بار ؞ دل تڑپتا ہی تڑپے کبھی آئے نہ قرار ؞ تکیہ مخمل
کا اگر نیچے ٹھہر آئیگا ؞ کوئی بے سر رکھے زانو پہ قرار آئیگا ؞ پنڈلیان گوری ہین ایسی کہ خدا کی قدرت ؞ عرش کی رانون
کو اُنسے نہ کبھی ہو نسبت ؞ رخ مہتاب کی بھی دیکھ کے فق ہو رنگت ؞ پہونچے انتک یہ نہین پائے نگہ کی طاقت ؞ پنڈلیان حسن
ولطافت مین غزوان دونون ہین ؞ خانۂ حسن نے کیا پائے ستون دونون ہین ؞ پنجۂ مہر کو ہی پنجۂ پا سے خجلت ؞

ہی رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سے خجلت ÷ ہر ستارے کو ہی ناخن کی ضیا سے خجلت ÷ شفق صبح کو ہی رنگ حنا سے خجلت ÷
سرمہ خالی نکرے کبک دری آنکھوں مین ÷ خاک پاپوش کو لیجائے پری آنکھون مین ÷ ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل ÷
ایسی رفتار چھلاوا کیا بھی دل جائے نکل ÷ نازک ایسی ہی کمر چلنے مین سو کھاتی ہی بل ÷ وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو
بیکل ÷ رنگ لائیگی غضب طبع مین رنگینی ہی ÷ دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی ÷ ابھی آئینے مین دیکھی نہین صورت اپنی ÷
نہین معلوم انھین حسن کی زینت اپنی ÷ ابھی سمجھے نہین ہرگز وہ حقیقت اپنی ÷ بھولے اتنے ہین بہت خوب ہی قسمت اپنی ÷
حسن پر ناز نہین شکل پہ مغرور نہین ÷ کسی سے آنکھ لڑائی ابھی منظور نہین ÷ چہرے پر زلفون کے بل کھانے سے گھبراتے ہین ÷
الجھے گیسو کے وہ سلجھانے سے گھبراتے ہین ÷ دیر تک گیسوون مین شانے سے گھبراتے ہین ÷ عطر پوشاک مین ملوانے سے
گھبراتے ہین ÷ خود کو معشوق بتانیکا کچھ ارمان نہین ÷ جان جائے کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہین ÷ ایسے معشوق بھی
عالم مین بہت ہوتے ہین کم ÷ سادی پوشاک سے رہتے ہین نہایت خرم ÷ کہتے ہین ہار پہننے سے الجھتا ہی دم ÷ بار پھولون
کا اٹھے کس سے کہ نازک ہین ہم ÷ ابھی گہنے سے مسی سے انھین کچھ شوق نہین ÷ کوئی گردن مین بھی منت کے سوا طوق نہین ÷
آئنہ جب انھین دکھلاتے ہین گھبراتے ہین ÷ منھ چھپا لیتے ہین شرماتے ہین گھبراتے ہین ÷ بھاری کپڑونکو جو پہناتے ہین گھبراتے
ہین ÷ بند محرم کے جو کس جاتے ہین گھبراتے ہین ÷ بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہین ÷ درد سر ہوتا ہی افشان جو
کبھی چنتے ہین ÷ چشم پر بار گران ہی ابھی کاجل کا بوجھ ÷ دوش سے انکے سنبھلتا نہین آنچل کا بوجھ ÷ دور ہی انکے گلے سے ابھی
ہیکل کا بوجھ ÷ ایسے نازک ہین کہ اٹھتا نہین ہلکا سا بوجھ ÷ تاب کب رہے نزاکت کے وہ لا سکتے ہین ÷ ہاتھ کب مہندی کی رنگت کا اٹھا سکتے
ہین ÷ امیر اسکے حسن دلاویز کو دیکھکر آپ مین نرہے اور بھی شعلہ اے شوق دلمین بھڑکے ملکہ مہرنگار کو ہمنشینان محرم راز سمجھا
رہی تھین اپنے اپنے طور پر کلمات تشفی آمیز سنا رہی تھین کہ اس گریہ زاری سے نہین معلوم کہ کیا طوفان برپا ہوگا ابھی اگر
تو دشمنونکا خدا جانے حال کیا ہوگا ایسی بیخود نہو جاؤ ذرا آپکو سنبھالو آخر جسکے واسطے تمھارا یہ حال ہوا ہی اسنے بھی کچھ کھیلا
ہی اسکو بھی چین کہان ہوگا وہ تمھارے فراق مین سرگردان ہوگا کوئی نہ کوئی تدبیر ملنے کی کریگا خواہ مخواہ کوئی صورت وصل
کی نکالے گا الحاصل سبھون کے سمجھانے بجھانے سے ملکہ کا رونا موقوف ہوا اور فتنہ بانو نے کہ ملکہ کی دایہ کی بیٹی تھی ساغر
ملکہ کے ہاتھ مین دیا کہ اسکو پیو شعر خواجہ حافظ ؎ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ÷ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد
ماند ÷ ملکہ نے کہا مین سب کے پیچھے پیونگی تھوڑی دیر کے بعد نوش کرونگی پہلے تم تو اپنے صیاد کا نام لیکر پیو قدرے قلیل میرے
واسطے رہنے دو سب سے پہلے فتنہ بانو نے جام لبالب بھرا اور اٹھا کے عمرو عیار کا نام لیکر پیا یہ سنکر امیر کا دل گھبرایا کہ عمرو یہان
کیونکر آیا یہ سوچتے تھے فکر کر رہے تھے کہ دوسری معشوقہ مقبل وفادار کا نام لیکر گلگون کا پیالہ پی گئی اور اسیطرح ہر ہمنشین
اور جلیس شراب لالہ رنگ پی پی گئی امیر نے اپنے دلمین کہا کہ مقبل اس راز سے ہم آگاہ نہ تھے ان امور سے ہم واقف بھی الحمدللہ نہ
تھے ملکہ نے ساغر مے گلنار یہ کہکر منھ سے لگایا کہ تشنہ خسام بن علقمہ خیبری کی یاد مین پیتی ہون کہ جسنے تمکو قید سے چھڑایا امیر یہ سنکر

بہت محظوظ ہوئے اور بہت سے امور اسرار ناز و نیاز مین ملحوظ ہوئے پھر کامل بزم بادہ خواری گرم رہی ملکہ پھر بار نام
صاحبقران کا ایک ساغر مئے ناب پیتی تھی جب دو پہر سے زیادہ رات گذری مجلس برخاست ہوئی ملکہ چھپرکھٹ پر جا کر لیٹی ہر چند
کروٹین لیتی مگر صاحبقران کے خیال مین نیند نہ آتی زار زار روتی جاتی آخر روتے روتے تھک گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ بھی
سو گئی اور ہر عورت اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہی سیڑھیونکی راہ سے بام قصر سے نیچے اترے اور دبے پاؤن ملکہ کے چھپرکھٹ کے پاس گئے دیکھا
کہ ملکہ سو رہی ہے مگر چشم انتظار کھلی ہے ٭ آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہے ٭ فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے ٭ دیر تک اسکے روے
منور کو دیکھا کئے دل مین سوچا کئے کہ تو بڑی محنت سے یہانتک پہونچا ہے کمال تکلیف اٹھا کے یہ قرب نصیب ہے آخر دل کی ہوس نکال کسی حیلہ سے صاحبقران
نے اپنے دونون ہاتھ گل تکیہ پر رکھے چاہا کہ اسکے لب شیرین کو چومین اور رخسار تابان کا بھی بوسہ لین ہاتھ تکیہ پر سے پھسل گئے ملکہ کی چھاتی
سے لگ گئے ملکہ چونک پڑی امیر کا تو خیال نہ رہا بے اختیار چیخ مار کے چور چور کہنے لگی ہر چہار طرف سے خواصین جاگین اٹھکر دوڑین امیر
نے کہا ریحان مین کشندہ ہشام بن علقمہ خیبری ہون اور مقتول ناز و ادا ے مہرنگار پری ہون ملکہ امیر کو پہچانکر اپنے غل مچانے پر
بہت شرمندہ ہوئی اور عذر معذرت کرنے لگی اور صاحبقران کو جھٹ پٹ چھپرکھٹ کے نیچے چھپا دیا خواصونکو یہ کہکر بہلا دیا
کہ مین بد خواب ہوئی تھی اس سبب چیخ مار اٹھی اچھا تم لوگ جا کر سو رہو اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ تو نیند کی ماتیان تھین اپنے اپنے
مقام پر جا کے سو رہین صاحبقران انکے جاتے ہی نیچے سے نکلکر اوپر آئے ملکہ مہرنگار کے برابر آئے ملکہ نے انکو تو دور
سے نظارہ کیا تھا اب جو پاس سے دیکھا اور بھی غش کر گئی ہوش سے گذر گئی صاحبقران نے منھ سے منھ ملا کر اپنی بو جو

امیر اور مہرنگار کا بارہ دری مین پلنگ جواہر نگار پر ملکر بیٹھنا



جو سنگھائی تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آئی اتنے مین سپیدۂ صبح کا نمودار ہوا صاحبقران نے مانند شبنم اپنی چشم نرگس
مین اشک حسرت بھر کے کہا کہ او جان خدا حافظ ہے اب کشندۂ علقمۂ خیبری ٹھہر نہین سکتا ہے شعر دوست علی صاحب
خلیل سے کھلا مجھ پہ وقت سحر جاتے جاتے ؛؛ وہ مہ دیکھیا داغ گھر جاتے جاتے ؛؛ کہ خوف افشاے راز کا ہے یا بادشاہ سے سونیکا
بہانہ کر کے آیا تھا اگر چند یار رہا تو پھر رات کو آکر بلا گردان ہونگا شعر ناسخ سنبل گیسون کی جا دیکھی شب تار فراق ؛؛ ہو گیا مین
دل کے پھنستے ہی گرفتار فراق ؛؛ وصل مین بھی ہاے جس دلکو ہوتا تھا فراق ؛؛ اے فلک تونے کیا اسکو گرفتار فراق ؛؛ مگر اس سنبل
خنجر ناز کو بھول نجانا مبتلاے فراق کو دل سے نہ بھلانا ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور آبدیدہ ہو کر بولی کہ دیکھیے تمام دن کیونکر بسر
ہوتا ہے کسطرح مطمئن دل مضطر ہوتا ہے سے شب فراق تو جون تون کٹی بنالہ و آہ ؛؛ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے گا مرے اللہ ؛؛ اچھا خدا
کو سپرد کیا اللہ کی امان مین سونپا بس اب آپ تشریف لیجائیے ؛؛ جو گذرےگی ہم پر گذر جائیگی ؛؛ اگرچہ طبیعت کو ہوگا قلق ؛؛
ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ؛؛ اس کے بعد امیر رخصت ہوے بدستور بام قصر سے نیچے اترے اور مقبل وفادار کو ساتھ
لیکر مجلس مین پہونچے بادشاہ بھی خوابگاہ سے برآمد ہو کر بزم افروز ہوا ہر ہر منصبدار اور وزیر و امیر دولت ملازمت سے
بہرہ اندوز ہوا ہر گاہ گل خورشید کو نسیم سحری نے شگفتہ کیا اور پھول سورجمکھی کا پھولا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے چارچمن مین
تشریف لائے اور ارباب محفل بھی اسی مقام پر حاضر آئے امیر کو سیماب آتش دیدہ کیطرح قرار نہ تھا کسی صورت دل پر اختیار نہ تھا
شعر ناسخ سے ہے عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے مین ؛؛ جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین ؛؛ گھڑی گھڑی اٹھکر محفل سے
باہر جاتے تھے اور ایوان ملکۂ مہرنگار کی طرف دیکھ آتے تھے اشعار سحر سے خاطر عشق ہے اب خاطر احباب کہان ؛؛ جوش وحشت
مین کسی کا ادب آداب کہان ؛؛ چاہتا ہون کہ مین اب صبر مین ایوب بنا ہون ؛؛ دل بیتاب یہ کہتا ہے مجھے تاب کہان ؛؛
بزرجمہر نے امیر کی بیتابی دیکھکر تاڑا کہ ہو نہو امیر کا دل کسی پر آیا عمرو کی طرف اشارہ کیا اسنے کہا کہ مین آپ سے پہلے سمجھا ہون
آپکے بیشتر بھانپ گیا ہون کہ حضرت کی طبیعت کسی پر آگئی ہے دل کی بیقراری نے کھایا ہے بختک نے بھی امیر کا اضطراب دیکھ کر تجویز
کیا کہ امیر کسی پر شیفتہ ہوا یہ بیزاری خالی از علت نہین ہے اتنا اضطراب بے تعلق طبیعت نہین ہے بختک نے بادشاہ سے عرض
کی کہ بعض لوگ ہر گھڑی محفل سے اٹھکر باہر جاتے ہین مجلس کا لطف جاتا ہے صحبت کا رنگ مٹاتے ہین حکم دیجیے کہ جو کوئی بلا ضرورت
مجلس سے باہر کا قصد کریگا اسکو سو تومن جرمانہ دینا پڑیگا بادشاہ نے اس بات کو پسند کر کے امیر سے کہا کہ اب جو کوئی اٹھے گا وہ سو
تومن جرمانہ دیگا امیر نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے لیکن باوجود اس کہنے کے امیر دو مرتبہ مضطرب ہو کر محفل سے اٹھے اور دو سو تومن جرمانہ
کی بابت دیے اشعار ناسخ سے لوٹے پڑتے ہین خریدار ترے کوچے مین ؛؛ زور ہے گرمی بازار ترے کوچے مین ؛؛ دیکھ کر
مجھکو قدم اٹھ نہین سکتا ربا ؛؛ بنگئے صورت دیوار ترے کوچے مین ؛؛ بزرجمہر نے عمرو سے کہا کچھ ابھی تدبیر کیا چاہیے کہ بختک محفل
سے اٹھکر یہانسے دفع ہو جائے اسوقت یہان نہ آنے پائے عمرو نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی تو ہوا ہوتا ہے ایک فقرے مین تو
لمبا ہوتا ہے یہ کہکر اسوقت بادشاہ سے التماس کیا کہ گوش شاہی تک پہونچا دیا کہ ہو وقت عجب حکا سماں ہے ہر کلم حضور الفاظ جانے تو غلام

ہاتھ سے دو چار جام بھر کے حضور کو پلائے بادشاہ نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے ہمیں بھی منظور نظر ہے عمرو نے جام صراحی کو ہاتھ میں لیکر گردش دی اور گرما گرمی شروع کی جب تین چار جام تواتر و توالی بادشاہ کو پلا چکا ہے مہتر تاجدار کو ایک ساغر پلا کے امیر کو دیا بعد ازاں خواجہ بزرجمہر کو ایک پیالہ پلایا اسی طرح سے گردش کرتا خواجہ گراز الدین یعنی بختک کے منہ سے پیالہ لگایا اسکا ماتھا ٹھنکا کہ اسوقت ضرور کچھ دال میں کالا ہے کچھ نہ کچھ گل پھولنے والا ہے عمرو کی استدعا سے ساقی گری کرنا خالی از علت نہیں ہے یہ بھی سوائے شرارت کے نہیں ہے عمرو سے کہنے لگا کہ میں نے کل سے توبہ کی ہے میں نہیں پیتے کا عمرو نے پکار کے کہا اور سبکو سنا دیا کہ عجب بات ہے سب ارباب محفل حتی کہ جہان پناہ تک نے میری ساقی گری گوارا کی مگر بختک کو گوارا نہ ہوئی ناگوار گذری یہ نہیں جانتا کہ اگر ابلیس میرے ہاتھ سے ایک ساغر پی جاتا تو ہزاروں سجدے حضرت آدم کو کرتا سر تکبر نہ اٹھاتا عمرو کے اس لطیفے سے بادشاہ اور جمیع اہل محفل ہنس پڑے اور بختک سے کہنے لگے کہ نفس الامر میں عمرو کا ساقی گری کرنا تکلف سے خالی نہیں ہے کیا تمہیں یہ مضمون حالی نہیں ہے تعجب ہے کہ تم انکار کرتے ہو اور نہ پینے پر اصرار کرتے ہو ناچار بختک نے عمرو سے پیالہ لیکر زہر مار کیا ناچاری سب کے کہنے سننے سے پی لیا چونکہ اسمیں عمرو نے کچا جمال گوٹا ملایا تھا بہت قوی الاثر تلاش کرکے منگوایا تھا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بختک کے پیٹ میں قراقر پیدا ہوا مروڑا ہونے لگا بادشاہ سے عرض کرکے اٹھا کہ خانہ زاد رفع ضرورت کیواسطے جاتا ہے ابھی پھرا ہوا آتا ہے جب فراغت کرکے آیا ایک لمحہ ہوا تھا کہ پھر پیٹ میں درد ہونے لگا مجبوراً اٹھکر چلا عمرو بولا کہ اب کہاں جاتے ہو ابھی تو باہر سے چلے آتے ہو اسنے کہا کہ بیت الخلا عمرو نے کہا کہ خیریت ہے ابھی آپ ہو آئے ہیں پھر جایا چاہتے ہیں بختک نے سولہ تن جرمانہ دیکر کے حاجت رفع کرلی دم بھر نہ بیٹھا تھا کہ پھر خلش معلوم ہوئی لیکن جرمانے کے خوف سے ضبط کیے بیٹھا رہا جب بہت بیتاب ہوا اب تو تھام نہ سکا دست خطا ہو گیا اور پائجامے کے پائنچے سے بہ نکلا عمرو تو اسی تاک میں تھا ساغر کو ہاتھ سے رکھکر بادشاہ کیخدمت میں التماس کیا کہ اسوقت حضور کو سرور ہے اگر خیابان کی سیر فرمائیے تو دونی فرحت حاصل ہو بڑا لطف اٹھائیے حضور کے صدقے میں اور لوگ بھی سیر کریں دامن تمنا عشرت سے بھریں بادشاہ نے فرمایا عمرو اسوقت ہمارا بھی یہی جی چاہتا تھا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے چمنستان کی طرف متوجہ ہوئے حاضرین محفل بھی اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ کے جلو میں چلے بختک بھی بضرورت اٹھا لوگوں نے دیکھا کہ بختک کی کرسی نجاست سے بھری ہوئی ہے اور اسکے پائچوں کی راہ سے نجاست بہ رہی ہے قالین کرمانی بھی جو اسپر بچھا تھا غلیظ ہو گیا عمرو نے بادشاہ کو اطلاع دی اس حال کی خبر کی بادشاہ کا دماغ تو پہلے ہی سے پراگندہ ہو چکا تھا یہ حال سنکر نہایت آشفتہ ہوا عادی کو بلوا لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ گوہی بدتمیز ہماری صحبت کے قابل نہیں ہے اسے باغ سے نکالدو ہمارے سامنے سے دور کرو عادی تو پیشتر سے اسپر زہر کھائے ہوئے تھا حکم ہوتے ہی بختک کو داڑھی پکڑ کے گھسیٹتا ہوا لیگیا خواجہ بزرجمہر نے دلمیں کہا کہ ہر چند بختک کو تو حکمت عملی محفل سے نکالا مگر امیر کا اضطراب دمبدم بڑھتا جاتا ہے خدا جانے سبب اسکا کیا ہے ایسا نہو کہ بادشاہ کچھ دلمیں جانے تو بدگمان ہو پھر اور ہی سامان ہووے ہاتھ باندھکر بادشاہ سے التماس کیا کہ حمزہ حضور کی قدردانی سے بہت احسانمند ہوتا جاتا ہے مستغنا

ممنون رہیگا تمام عمر مدح و ثنا سلطان عالم کی قدر دانی کی کریگا اب قبلہ عالم چلکے سریر سلطنت پر رونق افزا ہوں کہ خلق تمام منتظر عدالت ہے رعایائے شاہی امیدوار زیارت ہے بادشاہ کو بزرجمہر کا کہنا بہت پسند آیا امیر کو خلعت شاہانہ دیکر رخصت فرمایا اور آپ بارگاہ میں تشریف لایا مصروف عدالت نصفت ہوا

بیتابی ملکہ مہر نگار کی امیر کے فراق میں اور جانا انکا امیر کے اُردو کی طرف امیر کے اشتیاق میں

محرران دفتر عشق اور منتخبان افسانہ الفت و مودت و محبت یوں لکھتے ہیں کہ صاحبقران نامراد کام پر جلکے گھڑیاں اور ساعتیں گنا کیے اور روز ہجران کو بامید شب وصال بسر کیا کیے ہر گاہ کہ مرغ خورشید نے آشیانہ مغرب میں بسیرا لیا اور تدرو ماہ نے صحن فلک پر خوشخرام ہوا امیر نے دست لقیجہ لباس شبروی کا طلب کیا جامۂ اطلس سیاہ گلے میں پہنا کمربند زربفت سیاہ کمر میں باندھا شملہ سیاہ شال کا سر پر لپیٹا خنجر و شمشیر بکرہ و داب میں لگا کے پاتابہ صوف کا پاؤں میں چڑھایا اور کفش مندی پہنکر کمند کا حلقہ شانے سے لگایا نقاب سیاہ ریشم کا اپنے منہ پر ڈالکے اس سج دھج سے مقبل کو ہمراہ لیکر خیمے سے نکلے اور ملکہ مہر نگار کے محل کی طرف عازم ہوئے اثنائے راہ میں عمرو چھپا ہوا کھڑا تھا جست کرکے بولا کہ خبردار او چور کہاں جاتے ہو کیوں آپکو مجھسے چھپاتے ہو تم نہیں جانتے کہ میں طلایہ پھرتا ہوں گشت کر رہا ہوں کیا لطف ہو کہ روندکے لوگوں کو پکاروں اور آپکو صبح تک یہیں بٹھلاؤں امیر نے کہا کیا او دزد مکار سچ کہتا ہے کیوں بیہودہ بکتا ہے عمرو نے کہا اے امیر معلوم ہوا کہ میں نامحرم ہوں تب تو مجھسے اپنا راز چھپایا مجھے ایسا نامحرم اور بدخواہ بنا ٹھہرایا امیر نے فرمایا کہ اگر تو نامحرم ہوگا تو محرم کون ہوگا مگر اسلیے میں نے تجھسے نہیں کہا کہ تو مجھکو نصیحت کریگا اور میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں بیقرار ہوں کیا کروں آ تو بھی میرے ساتھ چل کہ چھپا جاتا نہیں چاہتا ہوں دلکی بیتابی وصل محبوب سے مٹاتا ہوں عمرو نے پوچھا کہ شہریار وہ کون ہے اور کیسی ہے آدمزاد ہے یا حور ہے کہ پری ہے کہ جسکے واسطے تمہارا مستقل مزاج بیقرار ہے سراسیمہ اور گرفتار اضطرار ہے امیر نے فرمایا کہ سننا بھلا کہ دیکھنا چلکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے اور حسن خداداد کی داد دے امیر عمرو سے باتیں کرتے باغ دادا کی طرف چلے جاتے تھے اور فرط شوق سے بے تحاشا قدم بڑھاتے تھے ملکہ مہر نگار کا حال سنیے کہ امیر کے فراق میں کس مصیبت سے اُسنے دن کاٹا وہ روز رنج و غم میں گذرا دن بھر چھپر کھٹ پر منہ لپیٹے پڑی رہی نہ اُٹھی نہ بیٹھی یہ اشعار ناسخ پڑھا کی ے مانگتے ہیں جو دعا سونیکے وقت بیمار ہم ہوں تپے پاؤں کی آہٹ سے کہیں بیدار ہم ؛ عین غفلت میں ہیں مثل نرگس بیمار ہم ؛ دیکھنے کو اپنی آنکھیں رکھتے ہیں بیدار ہم ؛ نہ منہ دھویا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ تکیے پر سے سر اُٹھایا نہ کنگھی کی نہ چوٹی کی نہ پوشاک بدلی مگر ہاں تمام دن اسکو نے منہ دھویا کی دور فراق میں رویا کی کھانے کے بدلے لخت جگر کھایا کی پانی کے بدلے آنسوؤں کے دریا بہایا کی اگر کسیکو آتے دیکھا تو آنسو پی گئی کنگھی چوٹی کے عوض پنجہ ناز کسے بالوں کو پکڑا دیا پوشاک کے بدلے چادر سے منہ لپیٹ لیا اگر کسیکو اپنے پاس نہ دیکھا تو وحشیوں کی طرح سے ادھر ادھر دیکھ کے بے اختیار آہ سرد کھینچکر یہ اشعار ناسخ کے پڑھنے شروع کیے

ے باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے ؛ دل مرا مینائے مے ہے چشم تر پیمانہ ہے ؛ دل خیال چشم مست یار سے میخانہ ہے ؛ داغ سودا کا نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے ؛ ان لبوں کی یاد میں داغ جگر دیوانہ ہے ؛ آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ ہے ؛ دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے ؛ سوز کا میں نہیں ہے بزم میں پروانہ ہے ؛ پھر بہار آئی کہ ہر شاخ پر پیمانہ ہے ؛ ہر روش پر جلوۂ باد صبا مستانہ ہے ؛ لیکے اُٹھا کر بھاگتا ہے پھر چلا لیتا ہے شوق ؛ شمع رو تو ہے مشکر دل مرا پروانہ ہے ؛ رات دن جو ہے تصور گیسوئے شبرنگ کا ؛ پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے ؛ ہے گلشن غنچہ پاس ہے

سبلینہ میرا ٭ مرہم زنگار حسین سبزہ بیگانہ ہی ٭ میرے یوسف کی خریداری عزیزو ہی محال ٭ نقد جان ہی اُسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی
عازم گلگشت وہ غارتگر گلشن ہی کیا ٭ آمد و رفت نسیم صبح بیتابانہ ہی ٭ اپنے کامون مین رہو مشغول تم اہی غافلو ٭ اُس کی باتون پر نہ جاؤ
تاسخ اک دیوانہ ہی ٭ ان اشعار پڑھنے کے بعد یہ غزل مترجم کی پڑھکر بے اختیار رونے لگے غزل اُس پری پر دل جو پروانہ ہوا ٭
دشمن جان اپنا بیگانہ ہوا ٭ خوبرو دہو تجلی دیکھکر ٭ اُس شمع رو پر ہون پروانہ ہوا ٭ بادۂ الفت کے پینے کے لیے ٭ ساغر
چشم اُسکا پیمانہ ہوا ٭ طائر دل دام کاکل مین پھنسا ٭ خال مشکین اُسکا جو دانہ ہوا ٭ سایۂ کاکل ہوا بار گران ٭ سونی اُس گل
کاکل شانہ ہوا ٭ بعد مدت فیض عشق یار سے ٭ دل کا ہی آباد و ویرانہ ہوا ٭ دیکھیے غالب بچے کسطرح جان ٭ دشمن جانی سے
یارانہ ہوا ٭ خواصون نے ملکہ کا حال دیکھکر فتنہ بانو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ نے کہین دل اپنا گنوایا کہ خواب و خور
حرام ہی ٭ دن کو چین ہی نہ رات کو آرام ہی دایہ سے یعنی اپنی مان سے اس راز کو افشا کرو اُسنے جاکے یہ ماجرا کہا کہ وہ کچھ
تدبیر کرین کوئی صورت انکی وحشت دور ہونیکی نکالین ورنہ عشق خانمان خراب خانہ برانداز ہوتا ہی انسان کو شرم و
لحاظ کسی کا نہین رہتا ہی ننگ و ناموس کھوتا ہی خلل دماغ مین پیدا کرتا ہی رنگ گلنار کو زرد زعفران سا کرتا ہی گلی گلی
کے تنکے چنواتا ہی لڑکون سے پتھر کھلواتا ہی لبونکو سکھاتا ہی آلی ست بھلاتا ہی دمبدم نالہ گرم کرواتا ہی آہ سرد بھرواتا ہی شیشۂ ناموس و
ننگ سنگ بیصبری سے تڑواتا ہی بے سروپا کر کے سر پتھرونسے پھڑواتا ہی کانونمین پنبۂ غفلت بھرتا ہی نصیحت سننے کو منع
کرتا ہی شعر تاسخ ؎ گلشن عالم مین کیا دست جنون چالاک ہی ٭ جیب گل سے تا گریبان سحر صد چاک ہی ٭ اور اسکی شان مین
میر حسینخان صاحب آبادی نے خوب کہا ہی اچھی بندش و ترکیب سے وسوخت مین درج کیا ہی ؎ مدو ہی تھک وان ضبط سے
گھبراتا ہون ٭ آتش عشق کی گرمی سے پھکا جاتا ہون ٭ سوزش داغ کی مین تاب کہان لاتا ہون ٭ ہاے کیا آگ لگی ہی جی
جلا جاتا ہون ٭ سرد ہوتی ہی نہین آہ اپنے دل زار کی آگ ٭ پھونکدی عشق نے کس شعلہ رخسار کی آگ ٭ ظلمت دلکو کیا عشق کے جب
نور نے کم ٭ صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم ٭ حسن بیچ کھلانے لگا اپنے تماشے پیہم ٭ پھنسنے آتے تھے جوانی کے عجب پیچ مین ہم ٭ دل کا پہلے
نظر آتا تھا الجھا مشکل ٭ کھل گیا اب کہ الجھا ہی الجھنا مشکل ٭ خلق مین سبکے لیے عشق کا دین زیبا ہی ٭ عشق پر کونسی پایان شان نہین
زیبا ہی ٭ گر کہین ہم شعر داہ یقین زیبا ہی ٭ عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہی ٭ دولت عشق جو عالم مین فراوان ہو جاے ٭ کیا عجب
ہی کہ ہر اک مور سلیمان ہو جاے ٭ حسن اور عشق نہ ہوتے جو عیان دنیا مین ٭ ہوتے ظاہر کبھی اسرار نہان دنیا مین ٭ جی کے آرام کا
ملتا نہ نشان دنیا مین ٭ دیکھیے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا مین ٭ ہر بشر مغتنم اس راہنما کو سمجھے ٭ خلقت عشق سے بندے
خدا کو سمجھے ٭ عشق اپنی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا ٭ کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا ٭ حسن اگر شیشۂ دل مین پری دکھلاتا ٭ پردۂ چشم نہ تکونت
تری کھلاتا ٭ دل دیوانہ شگفتہ زہرہ شمائل ہوتے ٭ نہ فرشتے کبھی عزیق چہ بابل ہوتے ٭ دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام ٭ کبھی جھولے
سے بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام ٭ دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام ٭ کبھی شیرین کی جدائی مین نہ تا وہ تمام ٭ سبکو عالم مین عجب عشق کی
سرکار ملی ٭ گر ملا یار تمنائے دل زار ملی ٭ گر جی عشق دلونمین نہ اگر کرتی راہ ٭ شمع پر کرتے نہ پروانے کبھی جلنے کی نگاہ ٭ کھو گل پہ دل بلبل

بھی ہوتا واللہ ؛ ماہ کنعانکی زلیخا کو نہ پھر ہوتی چاہ ؛ عشق اگر چاند کیصورت نہ عیان ہوجاتا ؛ جلوہ ماہ سے کیون چاک
کتان ہوجاتا ؛ کشش شوق ہی اس عشق کے عالم سے جدا ؛ جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی سے پیدا ؛ آشکارا ہی اسی سے
کشش کاہ ربا ؛ سو جگہ اسنے دل سنگ کو ہی موم کیا ؛ کل اسی سے کسی جی کو نہین وہ آفت ہی ؛ چھوڑتا عشق کسیکو نہین وہ آفت ہی ؛
کس مصیبت مین گرفتار ہی جان غمگین ؛ کسی صورت سے نہین ہوتی نہین دم بھر تسکین ؛ حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہونگے کہین ؛
ایک ہی جان سو انہ دونوں سے بچنے کی نہین ؛ کر رہے ہین دل نالان مین یہ آفت برپا ؛ صحبت شعلہ و خس سے ہی قیامت برپا ؛ حسن خلقت
مین اگر نور ہی تو عشق ہی نار ؛ سوز دو تو نہین ہی شک نہین نہین ہی زنہار ؛ گرم ان دونوں کی گرمی کا بہت ہی بازار ؛ انھین دونون نے
جگر پھونکے ہین بیحد و شمار ؛ شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ ؛ خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ ؛ انکی خلقت مین قیامت کی شرر
خیزی ہی ؛ انکی آتش کی ہر اک دل مین بڑی تیزی ہی ؛ ہر جگہ انکی نئی اک شرر انگیزی ہی ؛ سامنے انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہی ؛ کچھ نئے ڈھنگ
کی گرمی یہ دکھا دیتے ہین ؛ جگر و دل مین بھی آگ جلا دیتے ہین ؛ حسن اور عشق یہ ہین دست و گریبان دونون ؛ ہر جگہ ہین یہ نئے سلسلہ
جنبان دونون ؛ فتنہ پرداز ہین غارتگر ایمان دونون ؛ پھونکدیتے ہین ہی آتش پنہان دونون ؛ ڈھنگ بیڈھنگ نا نہین عجب ہوتے
ہین ؛ انسے نیرنگ زمانہ مین عجب ہوتے ہین ؛ حسن ہی باغ تو یہ عشق ہی اسمین گلچین ؛ گل کے مانند شگفتہ ہین ہزارون ہی حسین ؛ ہی تماشا
کہ نئی طرح ہی سبکی تزئین ؛ لالہ ہی کوئی خوش آئیندہ کوئی ہی نسرین ؛ رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکی ہی ؛ چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہی ؛
جسکو سب کہتے ہین دنیا مین خزان اور بہار ؛ ہجر اور وصل ہی وہ اسمین نہین ہی زنہار ؛ حسن کش پھولونکے ہین تو گلشن خار ؛ یونہی گلفامون
کے ہین گرد ہزارون اغیار ؛ یا انھین پھولونسے اقرار صبا صادق ہی ؛ یان ہے الفت وہ دل عاشق ہی ؛ یا الٰہی ہے سر سبز ہمیشہ یہ چمن ؛
حسن کا صرف خزان ہو نہ کبھی یہ گلشن ؛ ہو کسیطرح سے تنگ نہ اک غنچہ دہن ؛ رشک گل وہ ہین کہ پھولونسے بھی نازک ہی بدن ؛ پھل گل کوئی
گل اندام نہ پژمردہ ہو ؛ یاد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو ؛ تیری قدرت کے تماشے ہین یہ ہی رب کریم ؛ حسن اور عشق کی ہی جلوہ نئی ہی تقسیم ؛ چشم خونبار
مین ہی تو کہین دل ہی دو نیم ؛ ایک یہ عشق ہی سو رنگ سے ہی دلمین مقیم ؛ نئی صورت کے سنے ہمنے فسانے ہر جا ؛ دل بنے تیر ملامت کے
نشانے ہر جا ؛ سمجھینگے اسکو وہی جنکو کہ ہی فہم و ذکا ؛ عشق کیواسطے دل سینۂ عاشق مین بنا ؛ چشم اسواسطے ہی حسن کا دیکھے جلوہ ؛ اسلیے
گوش ہین معشوق کی تا آئے صدا ؛ دست عاشق ہین اسی زلف کے سلجھانے کو ؛ یا نون ہین کوچۂ محبوب تلک جانیکو ؛ عشق کو یہ نہ سمجھے
بھئے ستم توڑیگا ؛ تو جوانی مین یہ جیتا نہ ہمین چھوڑیگا ؛ کب خبر تھی صفت آبلہ دل پھوڑیگا ؛ جوڑ یہ تو فقط اندوہ سے جوڑیگا ؛ لا کھ جا دل کو
نئے دام مین الجھائیگا ؛ چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا ؛ عشق وہ ہی کہ ہر اک دلمین جگہ اسکی ہی ؛ کیمیا سے بھی سوا قدر اسی مس کی ہی ؛ جان اس
ظالم کے ناوک سے بچی کسکی ہی ؛ مشکیا اسکا نستان تک اسنے جسکی ہی ؛ گھاٹ سے موت کے کیا پار اتارا انسے ؛ جیتے جی سیکڑون کو مار اتارا اسنے ؛
فتنہ یا تونے کہا مین تو نہین کہنے کی مگر تم امان جان سے کہو انسے جاکے یہ حال بیان کرو میرے کہنے سے تمھارا کہنا زیادہ ہی لکھو تو انکا کیا
مشورہ ہی کیا ارادہ ہی آخر چند خواصون نے بالاتفاق دایہ سے اس ماجرے کی خبر کی دایہ بدحواس ملکہ پاس دوڑی گئی دیکھے تو واقعی ملکہ
کا عجب حال ہی نہ کھانے پینے کا ہوش ہی نہ بناؤ سنوار کا خیال ہی منھ لپیٹے ہوے چھپر کھٹ مین پڑی ہی جہر سے وحشت ٹپکتی ہی دایہ نے

چادر کو منھ سے اٹھا کر کہا کہ یہ تو خیر تو ہے نصیب دشمنان مزاج کیسا ہے چھپر کھٹ مین پڑے رہنے کی وجہ کیا ہے مجھسے نہ چھپاؤ درد دل اپنا بےخوف و خطر مجھکو سناؤ چھٹپن سے مین تمھاری محرم راز ہون صدقے جاؤن تمھارے اوپر سے نثار او ر چانیا رہون ملکہ نے کہا کہ ہرچند شرم مانع ہے مگر بنے کہے بھی کام نہین چلتا ہے کہ میرے سوز جگر سے تمھارا دل جلتا ہے آہ یہ کشتہ حسام بن علقمہ کا تیر عشق میرے جگر کے پار ہو گیا ہے بے مرہم وصال کسی طرح سے یہ زخم اچھا ہوتا نہین معلوم ہوتا ہے دایہ بولی کہ ملکہ مقام غور ہے کہ کیسے کیسے شاہزادگان کیانی و ساسانی کا پیغام آیا اور تمنے قبول نہ فرمایا اور یہ شخص مسلمان غیر کفو غیر مذہب میرے نزدیک مناسب تو نہین ہے کہ تم اسکے پہلو مین بیٹھو اوسکی ہمنشین ہو ملکہ نے کہا اے دایہ عشق کو مذہب او ر غیر مذہب سے کیا سروکار ہے یہ تم خوب سمجھ لو کہ بے وصال صاحبقران کے جان میری نہین بچنے کی دل بے صبر بیقرار ہے یہ کہکر ایک عنبر چہ تین ہزار روپے کی خرید کا گلے سے اتار کر دایہ کو دیا اور اوس عجوزہ روزگار سے کہا کہ دایہ بہت کچھ صاحبقران سے مین تجکو دلوا دونگی اور اپنے پاس سے بھی بہت کچھ عنایت کرونگی دایہ طمع مین خواجہ عمرو سے کچھ کم نہ تھی عنبر چہ دیکھتے ہی منھ مین پانی بھر آیا سب کچھ مان لیا جو جو ملکہ نے فرمایا اور یہ بھی سوچی کہ ملکہ نصیحت پذیر نہین ہوگی تو بنا بنایا فائدہ کیون چھوڑے ملکہ سے بولی کہ اگر یہی مرضی ہے دلمین یہی ٹھنی ہے تو اٹھو حمام کرو پوشاک بدلو زیور پہنو لیٹے کو ہفت سفت کرو جب رات گذرے لباس شبروی کا پہنا کر مین تمکو صاحبقران کے پاس لیچلونگی تمھاری تمنائے دلی پوری کرونگی مگر صبر کو ہاتھ سے نہ دو کہ راز افشا ہو جائیگا اسکے ظاہر ہونے مین سوا نقصان کے کچھ سود نظر نہ آئیگا ملکہ کو تسکین ہوئی طبیعت ٹھہری اسیوقت اٹھکر حمام کیا اور لباس کیخسروی پہنا جب گھڑیالی نے پہر رات کا گجر بجایا موگری کو گھڑیال پر لگایا دایہ نے ملکہ کو لباس شبروی بدلوایا اور آپ بھی مردانہ بھیس بنایا بام قصر پر جو برج تھا کمند کو اوس سے باندھکر ملکہ کو لے اتری اور تل شاد کام کی راہ لی تھوڑی دور امیر کا اردو باقی رہا تھا قدرے مسافت طے کرتا تھا کہ تین شخص سیاہ پوش دکھائی دیے اور اسی جانب جسطرف سے ملکہ جاتی تھی آتے نظر پڑے ملکہ اور دایہ انکو دیکھکر ایک درخت کی آڑ مین ہوگئین دونون آپکو چھپانے لگین امیر کی بھی نگاہ ان دونون سیاہ پوشون پر پڑی اور انکی یہ حرکت دیکھی مقبل سے باواز بلند فرمایا کہ مقبل دیکھنا یہ دونون سیاہ پوش عورتین کون ہین کہ جو اسوقت بیہودگی سے گھر سے باہر نکلی ہین در پردہ اپنے گھر والون سے کسی طرف جاتی ہین ملکہ نے آواز امیر کی پہچان کے یہ دوہرا اور شعر باواز بلند پڑھا

پان خنکے لیے اپنی یون جان نکلتے ہین ؛ اس راہ سے وہ کیسے انجان نکلتے ہین ؛
دوہرا: جیکارن ننگی سر ٹھی اور باوری ہائے ؛ پوچھت ہے انجان کو یہ کھیا کو آئے ؛

مقبل جو نزدیک آیا دیکھا ملکہ مہر نگار ہے یہی ہمراز دکن ام ہمرخ گلعذار ہے امیر کو وہین سے پکارا بے اختیار نعمت غیر مترقبہ سمجھکر چلا اٹھا کہ آپ تشریف لائیے یہان آکر پہچانیے ملاحظہ فرمائیے کہ کون ہین اور کہانکا قصد فرمایا ہے کسکی جستجو مین گھر سے قدم نکالا ہے شعر: کس کسکو آرزو نہین تیری خبر ملے ؛ ہم پابرہنہ پھرتے ہین جو رشتہ سر ملے ؛ امیر نے آکر دیکھین تو ملکہ ہے خوشی کے مارے اپنے جامے مین نہ سمائے باچھین کھل گئین گھر بیٹھے خضر آئے خوشی سے ایسے پھولے کہ ہفت اقلیم کی سلطنت بھولے ملکہ کا ہاتھ پکڑکے اپنے خیمے کیطرف پھرے زہرہ و مشتری ملے ہوئے اپنے مقام پر چلے عمرو نے آکر سلام کیا اور بکمال ادب سے یہ کلام کیا کہ حقیقت مین ملکہ آفاق نے بڑا احسان کیا کہ ہم لوگونکو اسوقت شبروی سے باز رکھا حضرت کی کشش انکو کھینچ لائی انکے صدقے مین ہمکو بھی ہمارا نصیب ہوئی تمنائے

دلی بر آئی ہے عشقباز و نین کرامات ہو گیا یعنی ؛ جس کو جی چاہے ملاقات ہو گیا یعنی ؛ ملکہ نے مقبل سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کیا نام ہے کہاں مسکن و مقام ہے مقبل نے کہا کہ خواجہ عمرو عیار ہی ہے زمانے مین آپ ہی کی عیاری کی شہرت ہو رہی ہے ملکہ اُسکی ہیئت کذائی دیکھکر حیران ہوئی اور بار بار امیر کی صورت گوشہ چشم سے دیکھتی تھی اور یہ شعر پڑھتی تھی ؎ شرق خورشید ترے نور سے ہے دور نہین ؛ کون ہے بارہ دری مین آج جو مشہور نہین ؛ امیر جب بارگاہ مین ملکہ مہر نگار کو لیکر داخل ہوئے ملکہ کو اپنے پہلو مین بٹھایا بادۂ ارغوانی جام بلورین مین بھر بھر کر اپنے ہاتھ سے پلایا اور ملکہ ایک جام صراحی ہاتھ مین لے امیر کو پلانے لگی عمرو بیٹھا ہوا تاک رہا تھا امیر نے اوسکو کئی ہزار تومان اور ایک کشتی جواہرات کی دیکر مالامال کر دیا اور بہت سے

امیر اور مہر نگار اور عمرو اور فتنہ بانو کا باہم شراب پینا



انعام کا امیدوار کیا صابر ہے ؎ تمام رات تو عیش و نشاط مین گذری ؛ شب وصال کمال انبساط مین گذری ؛ قبل از صبح کاذب امیر مقبل و عمرو کو اپنے ساتھ لیکر ملکہ مہر نگار کو اُسکے قصر مین پہونچا آئے اور دوسری ملاقات کا وعدہ واثق ٹھہرا آئے ناسخ شعر مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو ؛ نہین ہے نشہ کی کچھ قدر گر خمار نہو ؛ جس وقت ملکہ مع دایہ محل مین داخل ہوئی بعض خواجہ سرا جاگتے تھے دونون سیاہ پوشون کو دیکھکر چور چور کہکے غل مچانے لگے جب وزیر روشن ہوا اور دغا بھی نہ کھائی دیا تو اب ناظر نے ملکہ مہر انگیز سے عرض کی صبح کو جا کر رو دی بولی کون کسکے محل مین بیٹھا ہے نیک بد دیدہ و بد اندیش سبھی قوم مین ہوتا ہے آدمی یہ ہے کہ کوئی سردار شاہزادی کے محل کے گرد طلایہ پھیرنے کو مقرر ہووے کہ وہ کمال ہوشیاری اور بیدار مغزی سے دیکھا کرے ملکہ نے یہ بات پسند کی اور بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ نے عنتر تیغ زن نامے پہلوان کو چار سو سوار پیادے کی جمعیت سے ملکہ مہر نگار کے محل کی پاسبانی کیواسطے مامور کیا اور پست بھرنے اور چوکی پہرے مقرر کرنیکا حکم دیا امیر کی سننے کو آدھی رات تلک ملکہ مہر نگار کا انتظار کیا جب ملکہ نہ پہونچی اور عنتر تیغ زن کا مقرر ہونا محل کی نگاہبانی کیواسطے سنا درد دل نے بیتاب کر دیا ؎ چون گل نرگس ہمی آید بہم مژگان ما ؛ در تلاش لیست یارب دیدۂ حیران ما ؛ لباس شب روی کا مانگا عمرو امیر کا حال دیکھکر رو دیا اور ہاتھ باندھکے پاؤن پر گر پڑا کہ حمزہ خدا کیواسطے آجکی رات خیمے سے باہر نکلنا چاہیے نہ اُسکو سمجھانا چاہیے کہ عنتر تیغ زن کو بادشاہ نے پاسبانی کیواسطے مقرر کیا ہے اور اُسکو نگاہبانی

اور ہوشیاری کا حکم دیا ہے مبادا عنتر تیغ زن دیکھ پاوے اور تجکو کچھ ایذا پہونچاوے خدانخواستہ بنصیب دشمنان عزت و آبرو مین
فرق آویگا جو کچھ آپ نے نام و نشان پیدا کیا ہے سب برباد ہوجاویگا دشمنونکی بن آئیگی طعن و تشنیع کرینگے بنی بات بگڑ جائیگی یا تو امیر روتے تھے
یا بے اختیار ہنس پڑے اور فرمانیلگے کہ عمرو تجکو سودا ہوا ہے تجکو مرنے سے ڈرتا ہے تو نہین جانتا کہ مین کشندہ حسام بن علقمہ خیبری
ہون اسدن کو خدا کے فضل سے کب خیال مین لاتا ہون ان بزدلون کے مقابلے سے کب ہچکچاتا ہون اگر ہان تجکو اپنی جان عزیز ہے
تو میرے ساتھ نہ چل گھر سے باہر نہ نکل یہ کہکر مقبل کو اپنے ساتھ لیا اور ملکہ مہرنگار کے محل کی طرف کا ارادہ کیا عمرو سے کب رہا
جاتا تھا پیچھے پیچھے امیر کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا جب باغ داو کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ عنتر کا طلایہ مشعلین اور چوبہتاب روشن کیے
بیدار باش ہوشیار باش کہتا ہوا چلا آتا ہے اور ہمراہ اسکے ہرکارون کا بھی پہرے کا ہے ایک جا پر کچھ کنجان درخت تھے امیر ہمراہیون
سمیت ان درختون مین بگئے جب طلایہ نکل گیا محل کے نیچے جا کر بدستور مقبل کو نگہبانی کیواسطے چھوڑا اور آپ مع عمرو سقف قصر پر پہونچے
دیکھا کہ ملکہ مہرنگار پوشاک شاہانہ پہنے سامان مجلس آراستہ کیے بیٹھی ہے اور انتظار امیر کا کر رہی ہے جام و صراحی کی کشتیان آگے رکھی ہوئی
ہین شمعدانے کافوری کثرت سے روشن ہو رہی ہین ایک پہلو مین طرار خوبان مقبل کی عاشق اور دوسرے پہلو مین فتنہ بانو دختر
دایہ عمرو عیار کی دوست صادق بیٹھی ہین اور سوا سان ہونکے جو خواصین کہ ملکہ کی محرم راز ہین وہ سامنے ساز و سرود لیے ہوئے بزم
خلوت مین منتظر ارشاد کی ہین اور ملکہ دیدہ انتظار سقف قصر کیطرف لگائے ہوئے نباش بیٹھی ہے چشم انتظار سے دیکھ رہی ہے یہ فراق یار
کا سینے مین شب گذار تھا: رخنہ زخم خدنگ دیدہ انتظار تھا: دایہ نے کہا بلا لون آج صاحبقران کا آنا بہت دشوار ہے کہ عنتر جابر
سوار و پیادہ سے طلایہ پھر رہا ہے ہر طرف صدائے بیدار باش ہوشیار باش کا غل مچا ہے ملکہ بولی کہ اے دایہ اگر صاحبقران [illegible] میرے
عاشق صادق ہین تو طلایہ تو کیا اگر تمام فوج شاہ کی طلایہ پھرے تو بھی وہ دم کے دم مین آتے ہین اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ صاحبقران کوئی
دم مین پہونچتے ہین صاحبقران ملکہ کی باتین سنکر دل مین خوش ہوئے اور سقف سے نیچے اترے ملکہ نے دایہ سے کہا کیون مین نہ کہتی تھی دیکھ
صاحبقران آئے بے ہانکے آنے مین کب قرار تھا آخر تشریف لائے صابر کشش دل نے ہماری یہ اثر دکھلایا: خود بخود کھلکے
آخر نہین وہ دلبر آیا غالب: وہ گھر مین آئے ہمارے خدا کی قدرت ہے: کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین: ملکہ نے اٹھکر صاحبقران کا
ہاتھ پکڑکے تخت پر بٹھلایا اور بہت شوق و ذوق کا تذکرہ طرفین سے زبان پر آیا شراب اشتیاق چھلکنے لگی مے ارغوانی دست بدست چلنے لگی ملکہ نے
اپنے ہاتھ سے جام مے گلگون بھر بھر کے امیر کو دینا شروع کیا صاحبقران ملکہ کی گردن مین ہاتھ ڈالکر شراب پینے لگے اور لب سے لب اور سینے
سے سینے جوش مستی مین ملے اور عمرو گانے لگا اور تانین اڑانے لگا اسکی خوش نغلیون سے ملکہ کا دل بہت خوش ہوا عمرو سے مخاطب ہوکر کہا کہ ان مین
سے کوئی پسند ہو کسی کا تو بھی آرزومند ہے عمرو بولا کیونکر عرض کرون وہ آپکی بڑی مصاحب ہین سب محل والیونپر غالب ہین مجھے کاہیکو
قبول کرینگی میرے نام پر گالیان دینگی ملکہ نے قسم دیکر کہا کہ ان مین سے جو منظور نظر ہو اسکے پہلو مین جا کر بیٹھو اور بے تکلف اسکے آغوش
زانو ملا کر بیٹھو عمرو کود کر خوبان کی بغل مین جا بیٹھا اور اسے نظر محبت سے دیکھنے لگا وہ عمرو کو گالیان دینے لگی تیوری چڑھا
کر اٹھ کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کہ عمرو وہ کیا کہتی ہے کیا کچھ برا بھلا کہتی ہے عمرو بولا کہ حضور کیا کہینگی ناز کرتی ہین عمر سے آغاز کرتی ہین

دل ہی جانتا ہوگا کیسا ہی خوش ہوا ہوگا ملکہ سنتے ہنستے لوٹ لوٹ گئی اور ارے ترے کہنے لگی کہ عمرو سچ کہہ اسکی کونسی
بات تجھکو پسند آئی کہ اسکے ساتھ محبت اور الفت جتاتی عمرو بولا کہ اسکے پاس زیور بہت سا ہی اسیکا مجھے لالچ آیا ہی اسبات
پر دوبارہ ہنسی پڑی تمام مجلس لوٹ گئی طرار خوبان جو دق ہونے لگی ملکہ مہر نگار بولی کہ اے طرار خوبان تو بھی کتنی بیہودہ اور
بکھر طھی کتنی اکل کھوری اور ہر دکھی ہوا ری عمرو دوسرا امیر ہی عیاروں اور فعلیوں کا پیر ہی اسکی معشوقہ مجھسے رہتے ہیں کم نہین
ہی اس سے بہتر آدمی سا تھے کیواسطے تیرے سر کی قسم نہین ہی اس اختلاط کے بعد امیر نے ملکہ سے جناب حدیت کا اقرار لیا اور کلمہ
تلقین کیا ملکہ نے اسلام قبول کیا امیر سے کہا کہ جبتک مین جیتی ہونگی اطاعت کرونگی آپکے حکم سے باہر نہونگی امیر نے فرمایا کہ مین
بھی جبتک تمسے عقد نکاح نکر لونگا کسی عورت کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھونگا بلکہ یہ قول و قرار ہو رہا تھا کہ صبح کا تارا چمکا امیر ملکہ سے
رخصت ہوئے اور مع عمرو بام قصر سے نیچے اتر کر اپنے خیمہ گاہ کیطرف چلے شعر صبح و میدشب گذشت ما شبین بخانہ رفت + گرد سحر
گیند یار بدین بہانہ رفت آثنا راہ مین عنتر کا طلایہ ملا اور ان لوگون نے چور چور کہکر امیر کا پیچھا کیا امیر نے تلوار کھینچکر دس بارہ
آدمی واصل جہنم کیے اور آپ بخیر و خوبی و عافیت تمام اپنے اردو مین پہونچے جب آفتاب برآمد ہوا عنتر نے دیکھا کہ سوا اپنے آدمیونکے
کسی غیر شخص کی لاش نظر نہین آتی سوائے خیریت کے اور کوئی بات کہی نہین جاتی بادشاہ سے تمام حال جا کر عرض کیا اور قصہ شب کا کہا
اسدن چوتھا جبقران حسب دستور دربار مین گئے بادشاہ نے فرمایا تمنے کچھ اور سنا ہی ابو العلا عجب ماجرا ہی مینے چورونکا غل سنکر
عنتر کو محل کی پاسبانی کیواسطے مقرر کیا تھا سو آج آخر شب کو دس بارہ آدمی اسکے ہمراہیونمین سے مارے گئے اور چورونکا پتہ نہ لگا ہر چند تجسس
تو ہوگی مگر آپ محل کی نگہبانی کرتے تو چور گرفتار ہوتا یا مارا جاتا تمہارے لوگ خوب پاسبانی کرتے امیر نے کہا مین تابعدار ہون جو حکم ہوگا
بجا لاؤنگا اور تعمیل ارشاد کرونگا لوگون نے سنکر کہا کہ بادشاہ نے خوب انتظام کیا جو صاحبقران کو محل کی پاسبانی کا انتظام دیا
اگر کوئی ساسانی ہی تو امیر کا نام سنکر کبھی اسطرف کو قدم نہ دھریگا اور اگر عربون یا ترکونمین سے کوئی ہی وہ بھی جرأت نکریگا مگر بختک
نے اپنے دلمین کہا کہ وہی مثل ہوئی سیان ہوئے کوتوال اب ڈر کاہیکا بادشاہ نے گوسفند کی نگہبانی کیلئے گرگ کو مقرر کیا ہی رہی
حضرت کی دانائی واہ رے حضرت کی کارفرمائی بعد برخاست ہونے دربار کے امیر خوش خوش اپنے خیمے مین آئے اور معتمدین نفاذ فرما
اور سپاہی اپنے روبرو بلوائے اور مقبل کیساتھ دو سو آدمی طلایہ پھرنے کیواسطے بھیجے اور آپ بدستور پہر رات گذرے عمرو
عیار کو ساتھ لیکر ملکہ کے پاس پہونچے ساری رات شراب پیتے اور گانا عمرو کا سنتے رہے جب صبح قریب ہوئی امیر ملکہ سے رخصت ہو کر
ملشاد کام بر تشریف لیگئے اب تو کسیکا خوف و خطرہ باقی نرہا تمام شب خوب مزہ لوٹا اور دربار کیوقت دربار مین جا کر بادشاہ سے کہا
کہ فدوی حسب الحکم تمام رات طلایہ پھرا مگر کسی چور کو نہ دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارے خوف سے کوئی نہین آیا کہ اگر وہ انکا قصد کرتا
تو مارا جاتا یہ کہکر بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور کلمات تحسین کہکر بہت خوش کیا بختک نے بادشاہ سے عرض کی کہ آج قارن دیوبند کو
کہ ساسانیون مین بزرگزادہ مشہور ہی طلایہ پھرنیکا حکم دیجیے اور اسکی کارگزاری و جانفشانی ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے اسکا کہنا قبول کیا
اور قارن کو طلایہ پھرنیکا حکم دیا بختک نے بجائے خود قارن سے کہا کہ ای بہادر تو خوب جانتا ہی وہ بندہ کی اولاد مین ہی بہت تنہا ایسے طلایہ پھر ناگشت کرنا

جو سامنے آجائے گرفتار کر لینا ہتھیار کرے تو ہتھیار کرنا خبردار دیو بھی ہو تو ہرگز نہ ڈرنا اُسنے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ تیری مرضی کے موافق
کام کرونگا اور بادشاہ کے روبرو بھی سرخرو ہونگا جب دربار برخاست ہوا امیر تلشاد کا م پر تشریف لیگئے اور رفیق اور مصاحب بھی
ساتھ رہے قارن دیو بند نے تین سو پہلوان اپنے دستے میں سے انتخاب کیے اور سر شام طلایہ پھرنے لگا ملکہ نے جو قارن کے طلایہ پھرنے
کی خبر سنی کمال مضطر ہوئی دایہ سے کہا کہ آج قارن دیو بند طلایہ پھرنے پر مقرر ہوا امیر یقیناً آپکا قصد کرینگے یہاں کے عزم سے باز
نہ رہینگے کوئی ایسا ہوتا کہ وہاں جاتا اور میری طرف سے امیر کو منع کرتا تاکہ آج تم آنیکا ارادہ نہ کرنا اِس راہ سے بھولے سے بھی گذرنا دایہ نے
کہا امیر ایسے نادان نہیں ہیں آج وہ آپ نہ آوینگے اور انکو بھی تو اپنی عزت آبرو کا پاس ہے خود تشریف نہ لاوینگے امیر کا حال سنیے کہ جب
دو پہر رات گذری لباس خبری کو طلب کیا عمرو نے اپنا سر پیٹا کہ حمزہ معلوم نہیں تمہیں کیا ہوگیا ہے ایک رات بھی صبر نہیں ہو سکتا
امیر نے کہا کہ عمرو عشق اور صبر میں آگ ہے پانی کا [illegible] عشق کی آگ ہے اور میرے جانے کا سد راہ کون ہو سکتا ہے کسکا کلیجہ ہے عمرو نے
کہا قارن دیو بند ایسا پہلوان نہیں ہے کہ وقت پر طرح دیجائیگا اور آپسے بے مقابلہ آپکا امیر نے فرمایا کہ جب میں قارن سے
ڈرا تو عشق عاشقی کر چکا یہ کہکر لباس خبری پہنا اور ملکہ کے قصر کا راستہ لیا خیمے سے باہر نکلے مقبل اور عمرو بھی ساتھ
ہوئے دیکھا کہ چند گروہ جدا جدا چوراہوں میں روشن کیے ہوئے طلایہ پھر رہے ہیں جب امیر باغ میں پہونچے دیکھا کہ قارن ایک کرسی پر
بیٹھا ہوا ہے ہمراہیوں کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کر رہا ہے مقبل نے امیر سے کہا کہ حکم کیجیے کہ کمان کا منہ سے اتار دوں ایک
تیر ماروں کہ قارن کرسی سے وصل ہو جائے جگہ سے نہ اٹھنے پائے امیر نے کہا کہ مجھے کسیکے مارنے سے کیا کام ہے اسے بیٹھا رہنے دو میری
بلا سے اگر وہ سرگرم اہتمام ہے جو کوئی میرا سد راہ ہوگا اُس سے سمجھ لونگا اسی سے اسطرح پیش آونگا یہ کہکر چھپتے چھپاتے اسکی نگاہ بچاتے
بچاتے قصر کی دیوار کے نیچے پہونچے مقبل کو بدستور کھڑا کرکے آپ مع عمرو کمند لگا کر محل میں جا پہونچے ملکہ کو دیکھکر باغ باغ ہوگئے
اور دوڑکر گلے سے لپٹے تمام رات عیش و عشرت میں گذاری قریب صبح رخصت ہو نکلی یعنی صاحبقران اپنے مقام کے عازم ہوئے
ملکہ سے رخصت ہو کر چلے پہلے عمرو اترا جب نوبت صاحبقران کے اترنے کی آئی قارن نے دیکھکر امیر کے تلوار لگائی امیر تو بچکر
وہ تلوار کمند پر پڑی کمند دو ٹکڑے ہو گئی ہر چند صاحبقران کو مقبل نے روکا مگر لنگر امیر کا مقبل سے کب سنبھل سکتا تھا صاحبقران
کا سر دیوار سے ٹکر کھا کر پھوٹ گیا اور تھوڑا سا خون بھی نکلا اسوقت مقبل و عمرو نے کئی آدمی سنگ فلاخن و تیر سے مارے اور بہت سے تیر انداز
آتارے قارن نے جو دیکھا کہ حمزہ ہی پہچانا کیا اُس کمند کو بادشاہ کے حضور میں گذرانا اسپر کمند پر نام حمزہ کا منقوش تھا بادشاہ دیکھکر کمال
ناخوش ہوا اسیوقت بزرجمہر کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ حمزہ نے یہ کیا حرکت کی یہی مقتضائے شرافت تھا ہماری حق داری کی بھی بزرجمہر
نے کہا کہ یہ کمند جعلی ہے کسی نے جعلسازی کی حمزہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے ایسی حرکت نا ملائم وقوع میں آوے اور حضور شاہی کیجانب سے بطور اُسکا
خیال جاوے قارن بولا کہ حمزہ کا سر بھی دیوار سے لگ کر پھوٹ گیا ہے شاید کچھ خون بھی نکلا ہے بلا کر دیکھ لیجیے خود ہی حضور ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے
امیر کو طلب کیا چوبدار طلبی کو اسطرف بھیجا امیر کا حال سنیے کہ جب خیمے میں پہونچے اور اپنے رازدار مصنف بختک سے [illegible] کیا کہ یقیناً
قارن نے [illegible] بادشاہ سے کہیگا کمال بیوقوفی ہوئی تب جاکر عمرو کو دیکھا انگے

تا محرموں سے چھپا میری عزت و آبرو کو دشمنوں سے بچا یہ قدر و منزلت تیری بخشی ہوئی ہے یہ قوت و طاقت تجھی نے عطا کی ہے تو علام الغیوب
ہے میری نیت بد نہیں مرتکب حرام کا نہیں ہوا ہوں ایک کافر کو دائرۂ اسلام میں لایا ہوں تیرے زخم سر کا نشان بھی نرہے کسی پر میرا
راز نہ کھلے امیر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ دفعتاً ایک غفلت سی آگئی اچھی طرح سو بھی نہ گئے تھے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہاتھ سر پر پھیر کر فرماتے ہیں
کہ حمزہ اٹھ تیرے سر کا زخم اچھا ہو گیا کیسا زخم کا نشان باقی نہ رہا آنکھ جو امیر کی کھلی سر کو ٹٹول کے دیکھیں تو زخم سر کا نشان بھی نہیں ہے
تمام سر پر علامت کسی عنوان بھی نہیں ہے تو خبر ہوئی کہ بادشاہ نے یاد کیا ہے جلد حاضر ہونیکا حکم دیا ہے امیر بادشاہ کی خدمت میں گئے
اور رفقا بھی ہمراہ ہو پہنچے بادشاہ نے بلطف و لطائف الحیل امیر کا سر جو دیکھا تو زخم کیا کوئی علامت بھی سر پر نہ تھا بادشاہ نے بزرجمہر
کے قول کو سچ جانا اور قارن پر عتاب فرمایا کہ حمزہ پر تہمت تونے کیوں لی اور ایک تشریف [illegible] دربار سے
نکلوا دیا اور امیر کو خلعت سے سرفراز کیا چند روز کے بعد بہرام نے بھی غسل صحت کیا اور بادشاہ کے حضور میں پھر حاضر ہونے لگا

ایک دن سر دربار بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ جب سے خسرو بلاد ہندوستان ملک لندھور بن سعدان شاہ تخت پر
بیٹھا ہندوستان کا خراج خزانۂ عامرہ میں داخل نہیں ہوتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ خسرو بلاد ہندوستان زبر
زور آور ہے اور نہایت طاقت دار جسیم تناور ہے چنانچہ ایکہزار سات سو من تبریزی کا اسکا گرز گران ہے اور ہزار دو ہزار پہلوانوں میں
ایک پہلوان ہے بڑی شان و شوکت سے اسکی سواری ہے اور ہاتھی پر سوار ہوتا ہے تصویر اپنی مع گرز و فیل ہوا کے طاق کسریٰ کے
دروازے پر کھڑی کی ہے کسی کیانی کا گھوڑا خوف سے اُس تصویر کے پاس نہیں جاتا ہے اور کسی قسم کا گھوڑا عربی ہو یا تازی یا ترکی ہو
یا عراقی اسکے آگے قدم نہیں بڑھاتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ اسکی تدبیر کیا چاہیے چونکہ بزرجمہر مرد ہوشیار اور جہاندیدہ تھا گرم و سرد
زمانہ چشیدہ عمر رسیدہ تھا امیر کی پیشانی سے تاڑ گیا تھا کہ انکا دل محل میں کسی پر آیا ہے اور وہاں سوائے ملکہ مہر نگار کے کوئی ایسا ہے
اور جو ایسے واقعات پیش آئے اور چور کے پتے نہ لگنے پائے تو اس سے بھی یقین ہو گیا کہ اس حرکت کا آدمی سوائے امیر کے اور کوئی نہیں وہ سمجھا
کہ انھیں جوش شباب ہے نیک و بد کچھ سوچتا نہیں پھر انجام کا خیال اصلا نہیں اگر کوئی حرکت بیجا ہو گئی اور کسی حرامزادے نے خبر
لگائی تو مفت کی بدنامی ہو گی اور چونکہ میں حامی [illegible] رسوائی ہو گی لہذا فکر کی یہ صورت نکالی جاتی تھی
کہ اس مہم کا کوئی قصد نکریگا سوا امیر کے اور کوئی حامی نہ بھریگا بہانے چند اسطرف جائیں کہ اس بلا عشق سے نجات
پائیں بزرجمہر نے عرض کی کہ اس سے بہتر تدبیر نہیں ہے جب امرا دربار میں حاضر آئیں حضور سر دربار فرمائیں کہ خسرو بلاد ہندوستان
ملک لندھور بن سعدان شاہ کو نخوت کے زور نے میری اطاعت سے باز رکھا ہے [illegible] پردۂ زمین پر کسی کے ساتھ
میں کوئی زور آور نہیں ہے کوئی اس عالم میں ایسا [illegible] جو اس [illegible] کو زیر کرتا ہے

عریضہ بھیجنا لندھور کی شکایت [illegible] بادشاہ سعدان [illegible]

سمند خامہ شہسواران معرکہ سخن [illegible]
کہ ملک لندھور شاہ کی سرکشی کا ذکر دربار میں تمام نہونے پایا تھا کہ آواز فریاد الغیاث کی آئی [illegible] الامان الامان [illegible]

حق نیوش نوشیروان عادل تک پہونچائی حسب الحکم بادشاہ کے بختک بارگاہ سے باہر آیا اور بادشاہ سراندیپ کے قاصد کے ہاتھ سے عرضی لیکر حضور شاہنشاہ کے لایا اور سر لفافہ کمر بستہ کھولکر عرضداشت کو کھولا اور سر دربار بآواز بلند پڑھنے لگا بعد صفت لات ومنات اپنے معبود کے وصفت دین و مذہب فریدون و قباد و آتشکدہ نمرود کے لکھا تھا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی رائے انور پر روشن ہووے خاطر فیض مظاہر پر مبرہن ہووے کہ مجھسے پہلے سعدان شاہ میرا بھائی تخت نشین تھا ایکدن صید کے پیچھے لشکر سے جدا ہو کر تین روز سرگردان رہا از بسکہ تشنگی کا غلبہ ہوا پانی کی تلاش میں ایک چشمے پر پہونچا دیکھا کہ ایک عورت طویل القامت تین مشکین پانی سے بھری ہوئی کاندھے پر اٹھایا چاہتی ہے کسی طرف لیجایا چاہتی ہے سعدان شاہ نے اس سے کہا کہ میں تین دن سے پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجکو پلا میرے کلیجے کی گرمی مٹا اسنے ان مشکوں کا پانی پھینکدیا اور تازہ پانی بھرنا شروع کیا سعدان شاہ اس اس حرکت سے اسکی نہایت برہم ہوا اور برآشفتہ ہو کر دلمیں کہا کہ پانی پی لوں تو جیسا اسنے میرے مانگنے پر پانی مشکوں سے بہایا ہے ویسا اسکا میں خون بہاؤں بارے اس عورت نے ایک برتن میں پانی بھر کر سعدان شاہ کے آگے رکھا جب وہ پانی پینے لگا اس عورت نے ایک دو چار گھونٹ پینے کے بعد ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھنے لگی کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے تو کس ملک کا ہے اور تیرا کہاں مقام ہے سعدان شاہ نے کہا کہ اے بدبخت پانی تو مجھے پیاس بھر کے پی لینے دے پھر تو پوچھنا لیکن اسنے نہ مانا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئی ہر اسکے کہنے کو خیال میں نہ لائی بادشاہ سعدان شاہ نے دو چار گھونٹ پانی پیا جب پیاس بجھی تلوار کھینچکر اسکے مارنیکا قصد کیا وہ عورت بولی کہ اے شخص میں نے تیرا کیا گناہ کیا ہے کہ مجکو قتل کرتا ہے سعدان شاہ نے کہا کہ پہلے تجھسے میں کہہ چکا تھا کہ تین دن کا پیاسا ہوں پانی کا ترسا ہوں تو نے تین مشکیں پانی کی بھری ہوئی لنڈھائیں اور مجھے خالی کرکے دکھائیں اور دوبارہ پانی بھرنے لگی اور عمداً دیر کرنیلگی اتنی دیر اور مجھے پیاسا رکھا جب پانی دیا اور میں پینے لگا تو سانس بھر کے پینے نہ دیا دو دو چار چار گھونٹ کے بعد مجھے ٹوکنا شروع کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کہ ایسا پیاس کا ستایا ہے اس عورت نے ہنسکر کہا نیکی برباد گنہ لازم پہلے تو اپنا نام و نشان بتا پیچھے میں اسکا جواب دونگی تیری تسلی و اطمینان بخوبی کر دونگی سعدان شاہ نے کہا کہ اس مملکت کا میں بادشاہ ہوں سعدان شاہ میرا نام ہے شکار کھیلنے نکلا تھا گم کردہ راہ ہوں اسنے کہا کہ تیرا حیف تو بارہ ہزار جزیرہ کا بادشاہ ہو کر عقل سے معذور ہے فہم فراست سے بے بہرہ ہے سعدان شاہ نے کہا کہ اسکی کوئی دلیل بھی ہے یا فقط یونہی احمق بنا رہی ہے اسنے کہا کہ جس وقت تو نے مجھسے کہا کہ میں تین دن کا پیاسا ہوں دور سے پانی کا متلاشی آیا ہوں میں نے اسی وقت سنتے ہی مشکوں کا پانی پھینکا اور دوبارہ پانی بھر کر دیا جب بھی تو سانس بھر کر پینے نہ دیا اسلیے کہ تو کئی دن کا پیاسا تھا حرص کے مارے پانی بہت سا پی جاتا میں سوچی کہ اگر دفعتاً اتنے پانی پیا اور اسکے کلیجے میں پانی لگا تو مفت جائیگا اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسکے خونبہا میں مجھے گرفتار کریگا مشکل جان چھڑانی ہو جائیگی آبرو پانی ہو جائیگی سعدان شاہ یہ بات سنکر اسکی عقل دیوانہ ہو گیا اور اسکے سلیقے اور ہوشیاری پر غش ہوا اور پوچھا کہ تو کہاں رہتی ہے تیرا کوئی وارث بھی ہے یا اکیلی ہے اسنے کہا کہ سوائے خدا کی ذات کے میرا کوئی والی وارث نہیں ہے اپنے ہاتھ پاؤں کی محنت سے کھاتی ہوں بظاہر کوئی میری خبرگیری کا باعث نہیں ہے سعدان شاہ نے شہر میں لاکر اس سے نکاح کیا چند روز کے عرصے میں وہ عورت حاملہ ہوئی اور سعدان شاہ کا انتقال ہوا تخت پر میں بیٹھا بعد ایام معین کے وہ عورت بیٹا جنی قد اس لڑکے کا پانچ گز کا تھا کتنے دنوں کے بعد وہ عورت بھی مر گئی میں نے نام اسکا لندھور رکھا اور اسکی پرورش میں مشغول ہوا اور دائیان اسکے دود

پلانے کیواسطے مقرر کین اور دودھ دار دائیان اور کھلائیان اُسکے کھلانیکو نوکر رکھین غرض لندھور پیدا ہوا تھا اُسی دن میرے یہان بھی لڑکا تولد ہوا اُسکا نام مین نے جیپور رکھا اور دونونکو پرورش کرنے لگا جب دونون پانچ پانچ برس کے ہوے ایکدن کھلائی نے بطور تادیب کے ایک طمانچہ لندھور کو مارا کہ کلہ اُسکا سوج گیا لندھور نے اُس کھلائی کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا کہ وہ مر ہو کر ٹھکانے لگی اور جو لوگ محافظ تھے خوف کھا کر اُس سے بھاگے اور میرے پاس آن پہونچے اور مجھسے آکر کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت مجھسے کہی مین نے حکم دیا کہ لندھور کو مست ہاتھی کے آگے ڈالدو اور ابھی گھر سے باہر نکالدو بموجب حکم کے ہاتھی آیا اور لندھور کو اُسکے آگے ڈالا ہاتھی جو اُسکو سونڈھ سے اُٹھانیلگا اُسنے سونڈ ہاتھی کی پکڑ ایک جھٹکا ایسا مارا کہ سونڈھ اُسکی جڑ سے اُکھڑ گئی وہ چیخ مار کر بھاگا اور فیلخانے مین جا کر ایک ستون اُکھیڑ کر جتنے ہاتھی تھے سبکو مار ڈالا اور تمام شہر مین ہلچل پڑ گئی مین نے حکم دیا کہ لندھور کو پکڑ لاؤ قیدخانہ مین لیجاؤ کسی اور نے جرأت نکی مگر ایک وزیر نے کہا کہ یہ میرا کام ہے مین لندھور کو پکڑے لاتا ہون حضور کیخدمت مین پہونچاتا ہون اُسنے ایک طباق حلوے کا آگے لندھور کے لیجا کر رکھدیا جیسے حلوا کھاچکا اسکو راہ پر لگایا اور میرے پاس لایا لندھور نے مجکو دیکھکر وزیر سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور نام کیا ہے وزیر نے کہا کہ آپکے چچا صاحب یہانکے بادشاہ ہین یہ ملک انھین کا ہے بولا کہ اس سے پہلے کون بادشاہ تھا کون فرمانفرما رہا وزیر نے التماس کیا کہ آپکا باپ تھا لندھور نے کہا کہ یہ کون تخت و تاج کا تو مین مالک ہون یہ شخص حکمرانی کرے اور مین معطل بیٹھا رہون وزیر نے عرض کی کہ فی الحقیقت آپ مالک بادشاہ ہین یہ ملک آپ ہی کا ہے آپ جہان پناہ ہین کہنے لگا کہ اسے تخت پر سے اُتار دے مین تخت پر بیٹھونگا آج ہی سے بادشاہت اور سلطنت اور فرمانفرمائی کرونگا وزیر نے مجھسے کہا کہ مصلحت اسی مین ہے کہ آپ تخت پر سے علیحدہ ہو بیٹھیے اور اسے بیٹھنے دیجیے مین تخت پر سے اُتر پڑا اور لندھور تخت پر بیٹھا بعد ایک ساعت کے لندھور نے وزیر سے کھانا مانگا وزیر دارو بیہوشی ملا کر کھانا اسکے سامنے لایا بولا کہ سہیال اور جیپور کو بھی بلالو کہ وہ بھی میرے ساتھ کھاوین کھانے مین میرا ساتھ دلاوین شاید کہ اسمین کچھ ملا دیا ہو میری جان لینے کا قصد کیا ہو بالضرورت مین نے جیپور کو بلوایا اور اُسکے ساتھ کھانا کھلوایا اور تینون بیہوش ہو گئے اور تھوڑی دیر بیخود پڑے رہے ایک ساعت کے بعد وزیر نے مجھے اور جیپور کو ایک عطر سونگھایا اور دونونکو بدستور ہوشمین لایا مین نے حکم دیا کہ لندھور کو سر سے پانون تک لوہے مین جکڑ دو اور رنگ و کورنگ کو جو دونون شاہزادے لکھنوتی کے ہین انکے سپرد کرو وزیر نے فی الفور حکم بجالایا اور اُن دونون شاہزادونکو بلوایا اور حکم شاہی سے مطلع کیا اُنھون نے فی الفور اپنے ہمراہ لیجا کر لکھنوتی کے کنوئین مین ڈالکے منھ بند کر دیا پچیس برس تک اُسی چاہ تاریک مین قید رہا اور عمر بسر کیا چونکہ لندھور کی مان اولاد مین حضرت شیث پیغمبر کے تھی ایکروز اور نگ کورنگ کی بہن نے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت زمین پر اُترا اور اُسپر حضرت شیث پیغمبر بیٹھے ہین اور تمام حال اور پتہ و نشان لندھور کا بتا کر فرماتے ہین کہ بیٹی لندھور کو تو جفت کیا اس سے تیرے ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ بہت صاحب اقبال لڑکا ہوگا وہ جو خواب سے چونکی ایک طباق کھانیکا لیکر چاہ کے منھ پر پہونچی نگاہبانون نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا لائی ہے اور اسوقت کہانسے آئی ہے اُسنے کہا کہ لندھور کیلئے کھانا لائی ہون اور ایک بزرگ کی بشارت دینے سے آئی ہون وہ چپ رہے اور کچھ نہ بولے اُسنے کنوئین مین اُتر کر لندھور کو کھانا کھلایا اور آپ اُسکے ہمبستر ہوئی اور اپنا خواب لندھور کو سنایا اور اپنے گھر کو چلی گئی لندھور نے جو مدت کے بعد آرام پایا زنجیرونکو اپنے سرہانے رکھکر بیخبر سو رہا اتفاقاً نگاہبانون نے کہا کہ لندھور کی زبان تو تالو سے بند تھی

تھی آج کیا ہی جو آواز شور و فغان کی نہین آتی یہ کیا ماجرا ہی ایک نے جا کر دیکھا کہ لندھور بیچین پانون پھیلائے ہوئے زنجیر سے بندھا ہی اور زنجیرین
مین کہ جکڑا ہوا تھا وہ ٹوٹی ہوئی اُسکے سرہانے پڑی ہین وہ آرام کر رہا ہی اُسیوقت نگہبانون مین کھلبلی پڑی دوڑا اور زنگ و زنگ کو
کو خبر دی دونون شاہزادے دوڑے آئے اور بہت سے پہلوان اپنے ہمراہ لائے دیکھا تو فی الحقیقت لندھور بیقید سو رہا ہی پانون
پھیلائے خراٹے لیتا ہی چاہا کہ سوتے ہی مین اسکو مقید بزنجیر کرین پھر اُسکو لوہے مین جکڑ دین لندھور نے جاگ کر دونون شاہزادونکو اٹھا کر دے
مارا اور تمام احوال گذشتہ زبان پر لایا کہ تمھاری بہن آئی تھی مجھے کھانا کھلا گئی اور مجھسے عہد و پیمان نکاح کا کر گئی ہی اور زنجیر ونکے
بند سوہان سے کاٹ کر مجھے رہا کر گئی ہی اسواسطے بیچ گئی تمھاری جان بخشی کی نہین تو تم دونونکی جان جاتی اور اُسکے خواب کو بیان کیا
راست راست سُنا دیا دونون شاہزادے اس کیفیت کو دریافت کرکے اپنے دل مین خوش ہوئے اور لندھور کو اُس چاہ تاریک سے نکالکر
تخت پر بٹھایا اور سامان تخت نشینی اور سلطنت کا ظہور مین آیا لندھور نے اپنے واسطے ایک ہزار ساٹھ سو من کا گرز تیار کروا دیا اور اُس گرز کو
ہاتھ مین لیکر ایک کجل ہاتھی پر سوار ہوا اور راہ مصر ذہب کی پوچھنے لگا اور زنگ و زنگ نے ہاتھ باندھکر کہا کہ جہان پناہ چند روز تو
کیجئے سپاہ جمع کرکے مصر ذہب کیطرف راہ لیجئے اسکو یہ بات پسند آئی فسخ عزیمت فرمائی فوجکی نگاہداشت شروع کی سپاہ رکھنے کیطرف توجہ
ہوئی جب لشکر جرار تیار ہو چکا بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے مصر ذہب کیجانب کوچ کیا اور چند روز کے عرصے مین دریا کے کنارے
پہونچا وہان سے جہازون پر سوار ہوکر مصر ذہب کے قلعے کے نیچے داخل ہوا خبر دارون نے یہ خبر مجلو کو پہونچائی اور تمام جزائر مین اس خبر نے شہرت پائی
مین نے دو لاکھ کی جمعیت سے جیپور کو اُسکے مقابلے کیواسطے بھیجا اور کئی سو پہلوان کار آزمودہ جنگجو کو اُسکے ہمراہ کیا اور دونون طرف کا لشکر
صف آرا ہوا جب جیپور اور لندھور کا مقابلہ ہوا جیپور نے دیکھا کہ لندھور جب گرز لگاتا ہی دس دس بیس بیس پہلوان پسکر
مرجاتے ہین ہر ہر عضو بدن سرمہ ہو جاتا ہی جیپور بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور قلعے پر سے گولی کا مینہہ لندھور کے لشکر پر برسانے لگا لندھور
نے قلعے کے دروازے پر پہونچکر ایک گرز اس زور سے دروازے پر مارا کہ قلعہ کا دروازہ پاش پاش ہو گیا قلعہ دارون کو جو بچانیکو
متعین تھے مار ڈالا اور دروازے کے ٹوٹتے ہی قلعے کے اندر جاکر بازار موت کا گرم کیا اور تمام قلعے مین خون کا دریا بہا دیا مجھے کچھ تدبیر
بن آئی مین نے اسکے سامنے آکر اُس سے پناہ مانگی لندھور نے کہا کہ کس شہر پر امان مانگتا ہی کس لئے مجھسے الجھاتا ہی مین نے کہا کہ یہ
سلطنت زیر حکومت نوشیروان عادل شاہنشاہ ہفت اقلیم ہی جسکو وہ حکم کریگا وہ بموجب حکم اُس شاہ عادل کے تخت پر بیٹھیگا
آپ چند روز توقف کیجئے جواب میری عرضی کا آلینے دیجئے اُسنے جواب دیا کہ جبتک تیرے فریاد نامہ کا جواب آئے اور وہ تجھے لکھ بھیجے
تو ایک جزیرے مین جاکر بیٹھ رہ مین تجھکو اور نوشیروان کو کیا سمجھتا ہون کیا تجھکو مار ڈالون اور ہم ہمت تجھسا ہون کہ تیری یا اسکی اطاعت کرون
یا مین کسیکا خوف کرون ناچار مین جان لیکر شہر سے باہر نکلا اور لندھور تخت پر بیٹھا چونکہ اطلاع شہر طلب تھی حضور مین عرض کی بندہ حضور
مالک مین نہ ہم جان نثار لوگ تو اپنے ملک کے تارک ہین اگر لندھور کا قلع و قمع قرار واقعی نہوگا تو میرے بال بچے تو پہلے جا ہی چکے ہین حضور
سے کیا کیا ہمت کے اپنے ادنی کا ہوگا بادشاہ نے اس مضمون کو سُنکر بزرجمہر سے خلوت مین مشورہ کیا اور وزیرون مدبرون سے بھی مشورہ کیا کہ اس
بلا ناگہانی کے دفع کرنیکی کیا تدبیر ہی اگر اس سے کوئی سر بر ہو تو کمال تحقیق ہو بزرجمہر نے عرض کی پہلے گستہم کو مصر ذہب کیطرف بھیجئے جانیکا حکم ہو

بعد ازان سرور بار ارشاد کیجیے کہ جو کوئی لندھور کو پکڑ لاویگا مہر نگار کو اُسی کے نامزد کرونگا ملک اور مال بہت سا دونگا سامانون
مین سے تو کوئی ایسا جری نظر نہین آتا ہے کہ لندھور کے سر لانیکی حامی بھرے مگر حمزہ نام ونشان پر مرتا ہے یقین ہے کہ وہ اقبال کرے
اور یہ منصوبہ دو شق سے خالی نہین اگر حمزہ مارا گیا تو آپ بدنامی سے بچے اور اگر لندھور کو حمزہ نے زیر کیا تو ہندوستان کا تمام ملک
آپکے ہاتھ آیا بادشاہ اپنے دلمین بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کی رائے صائب پر آفرین کی اور اُسکا مشورہ بہت پسند کیا اُسیوقت گستہم
کو کہ بہرام کو زخمی کرکے زابل مین بادشاہ کے خوف سے جا کر بسا تھا ستر سوارون کے ہاتھ حکمنامہ بھیجا کہ چالیس ہزار سوار جو تیرے
ساتھ ہین اُن سمیت سرندیپ مین جا اور لندھور کا سر کاٹ کے حضور مین حاضر کر تو قصور سابق تیرا معاف کیا جاوے اور آئندہ
سرفراز ہو اور انعام واکرام پائے دوسرے دن جب حکما وامرا دربار مین حاضر ہوے اور امیر بھی آکر دنگل رستم پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا کہ اے
گردان نامدار و اے پہلوانان روزگار خسرو ہندوستان نے میری عداوت پر کمر باندھی ہے اور مجھسے سرکشی شروع کی ہے تم مین سے جو کوئی اُسکا
سر کاٹ لاویگا مین اُسکو اپنی فرزندی مین قبول کرونگا میر عزیز کہلاویگا ملکہ مہر نگار کا مہر خسرو ہند کا سر ہوا اُسکا ترویج اسی پر منحصر ہے
جتنے امرا و پہلوان سامانی و مجدی تھے کسی نے دم نہ مارا اور کوئی حرف قبول زبان پر نہ لایا اپنے دلمین کہنے لگے کہ اول تو دریاے شور سے جیتے جی پار جانا
امر محال ہے دوسرے ایسے زبردست سے مقابلہ کرنیکی کسکو مجال ہے جان بوجھکر بامید موہوم اپنے کو ہلاکت مین ڈالنا عقل سے بعید ہے یہ بات خلاف
صوابدید ہے صاحبقران نے دنگل سے اُٹھکر بادشاہ کو دعا دی نظم مہری سا عمرت از یاد کہ تا روز مشتری + ماہ از نور خود دیم تو از عمر خودی
اور عرض کی کہ اس تابعدار کو اگر حکم ہو تو خسرو ہندوستان کو جیتا حاضر کرے فقط وہان پہونچنے کی دیر ہے در دولت تک مقید پا بجولان
کرکے پہونچائے اور اگر مارا گیا تو حضور پر سے تصدق ہوا بادشاہ نے تخت پر سے اُٹھکر امیر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای ابو العلا
مجھے اس سے زیادہ تمسے اُمید ہے اور تقویت ہے شعر کلاہ خسروی و تاج شاہی + بہر کل کے رسد حاشا وکلا + چشم بد دور ع سالیکہ نکوست
از بہارش پیداست + اگر یہ ہمت وجرات نہوتی تو اس رتبے کو کیونکر ترقی کرتے اور کیون جوانمردی وتعلی کا دم بھرتے اور اُسی دم
خلعت شاہانہ سے سرفراز کیا اور بیس جہاز کہ جنمین بارہ ہزار آدمی سوار ہون تیار کرنیکا حکم دیا امیر رخصت ہو کر اپنے گھر مین تشریف
لائے اور کوچ کا سامان کرنے لگے اور دلکو تسلی وتسکین دینے لگے اور لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ آج ہی کوچ کرجاو اور بصرے مین جاکر ہمارا
انتظار کرو اور مقبل وعمرو کو بلا کر فرمایا کہ ای عمرو اگر چلتے چلتے ایک نظر ملکہ کو دیکھ لیتے تو حسرت نرہتی عمرو نے کہا کہ ایک رقعہ خواجہ بزرجمہر کو
لکھیے البتہ یہ امر اُنکی تدبیر سے ممکن ہے وہ خیر طلب اور دوست ہیں اور ہر کام مین معین ومعاون ہین امیر نے اپنے ہاتھ سے خواجہ بزرجمہر کو رقعہ
لکھا عمرو نے خواجہ کے مقام پر جاکے وہ رقعہ خواجہ کو دیا خواجہ نے اُس خط کو پڑھکر عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بادشاہ سے جاکر بیان کیا کہ یہانسے
ہندوستان تک حمزہ آپکا داماد مشہور ہوگا اور اس معرکہ کا شہرہ نزدیک و دور ہوگا لیکن یہ کیسی دامادی ہے کہ شربت بھی نہ پلایا گیا اور حمزہ
حسب الحکم جان فدا کرنے کو چلا نوشیروان نے ہنسکر کہا کہ کیا مضائقہ ہے حمزہ کو بلوا کے آبدار سے کہکے شربت نفیس عروسی کا گھلوایا خواجہ نے
فی الفور بموجب حکم بادشاہ کے امیر کو بلوایا اور ہزون قند وگلاب کا شربت گھلوایا امیر فی الفور بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوے آمادہ رخصت ہو کر آ پہونچے
بادشاہ نے امیر کو کمال شفقت اپنے پاس بٹھایا اور شربت طلب کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی کہ دامادی کا شربت محل مین بلوانا مناسب ہے اور گلوریان

بھی ہین کھلوانا مناسب ہے مردانے مین اس تقریب کا ہونا زیبا نہین ہے جناب بیگم صاحبہ کی غیبت مین ظہور اسکا اچھا نہین ہے نوشیروان
نے منظور کیا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم حمزہ کو محل مین لیجاؤ اور شربت وغیرہ پلواؤ مہرنگار کی ماں اپنے ہاتھ سے حمزہ کو شربت
پلائینگی اور سمجھا دینا اور جتنی رسمین نسبت کی ہین عمل مین آئینگی کہ بعد شربت پلانے کے حمزہ کی خاطر داری کرین اور
کہین کہ مہرنگار تمھاری امانت ہے ہماری عزت و آبرو تمھاری عزت و آبرو ہے چاہیے کہ جلد تر بادشاہ کے دشمن کو مار کر آؤ
یا اس سرکش کو زندہ گرفتار کر لاؤ مہرنگار سے شادی کرو ہمارے دل کو آرام اور چین دو خواجہ بزرجمہر امیر سے پہلے محل مین گئے
اور بادشاہ نے جو کچھ فرمایا تھا ملکہ مہر انگیز سے کہا بختک یہ خبر سنکر اپنے دل مین سوچا کہ اگر حمزہ محل مین گیا تو ضرور مہرنگار کو دیکھیگا اسے تو
ابھی جل کے آگ ہی ہو رہا ہے ملکہ کا دیدار نصیب ہووے جھٹ پٹ خچر پر سوار ہو کے چلا اور در دولت پہ پہنچا امیر نے بختک کو دیکھکر
عمرو سے کہا کہ اس بلا کو یہ دم ٹالا چاہیے یہ آفت ناگہانی کو مٹایا چاہیے دو سو تومن تجھکو دونگا اور بہت راضی کرونگا عمرو نے زبان
عیاری مین امیر سے کہا کہ آپ تشریف لیجائیے محل مین مزا اڑائیے مین اس مردود کو اتنک پہنچا دونگا کھڑے کھڑے ابھی سمجھ لونگا جو مین ہم
آگے بڑھے عمرو نے بختک کے خچر کی باگ پکڑی سواری اسکی روکی اور کہا کہ خواجہ بختک ہم ہندوستان کو جاتے ہین دیکھیے ہین کی ہی ہے یا صحیح
سلامت پھر آتے ہین اپنا تمسک پانسو تومن کا لیجیے اور روپیہ دلوا دیجیے کہ زاد راہ کے کام آوے اور آپ پر سے بھی بار قرض اتر جاوے بختک بولا
کہ تو بھی عجب خروس بے ہنگام ہے تقاضے کا یہ کون موقع و مقام ہے اسوقت مین حمزہ کیساتھ کام کو جاتا ہون تیرے آقا کا ہمراہی ہون
اور تو سد راہ ہوا ہے مجھے روکتا ہے کہ میرے روپے دیدو قرض ادا کرلو تو جاؤ میرے نام پر عدالت شاہی مین نالش کر اگر مجھپر روپے ثابت ہونگے تو مین
دونگا تو مجھے راہ مین روکتا ہے بیشک عزت کی نالش کرکے اور کچھ پھر لونگا عمرو نے کہا صاحب یہ تو اس سے کہیے جو آپ سے کمزور ہو جب مین نے
سکون تو عدالت شاہی مین نالش کرون خبردار آگے قدم نہ بڑھائیگا پہلے میرے روپے منگوا دیجیے پھر جہان جی چاہے وہان جائیے گا بختک نے
ناخوش ہو کر اپنے غلامون سے کہا کہ عمرو کو ہٹا دو خچر کے سامنے سے دور کرو عمرو یہ سخن سنکر آپ مین نہ رہا ایک جست کر کے خچر پر بختک کے پیچھے جا
بیٹھا اور خنجر نکال کے بختک کے پہلو پر رکھدیا کہ مردک کیون شامت آئی ہے جب ہی کہ یہین مار ڈالون یا نہین یہین ڈھیر کر دون
بختک بے زر گیا اور منتین کرنے لگا عمرو اس سے الگ تو ہوا مگر ایک دستہ خنجر کا اسکے سر پر ایسا مارا کہ بختک کا سر پھٹ گیا خون بہنے لگا
بختک اسی صورت سے لہو مین ڈوبا بادشاہ کے حضور مین گیا اور پگڑی دے ماری کہ اب غلام کا یہ رتبہ ہوا کہ ادنی عیار سر بازار
بے عزت کرے اور لہو مین نہلا دے نوشیروان کو برا معلوم ہوا عمرو کو طلب کر کے پوچھا کہ بختک نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکے ساتھ
ایسا سلوک کیا عمرو نے عرض کی کہ پیر و مرشد عادل ہین انصاف فرماوین جسکا قصور ہووے اسکو سزا دین یا معاف فرماوین اسکا
پانسو روپے کا تمسک مجھ غلام کے پاس ہے میرے روپے کے ادا کرنے مین اسکو تردد اور وسواس ہے غلام نے اس سے کہا کہ اب مین ہندوستان
کو جاتا ہون در صورت جیتا رہنے کے بھی خدا جانے کب آنا ہو اپنا تمسک لیجیے اور روپیہ دیجیے یہ خفا ہوا اپنے غلامون کو حکم دیا کہ
اسکو مار کر نکال دو ہمارے روبرو سے دور کر دو مارنے کو دوڑے اور سیکڑون کلمے بے نقط کہنے لگے حضور مقام انصاف ہے کہ
فدوی کی خاطر اقتضا کی نہین کہ سر بازار رسوا کرتا ہے اور بیاد دو دو روپے کے اٹھاوے اسوقت اس غلام نے کھسیانہ ہو کر ایک دستہ خنجر کا اسکے سر پر مارا

کہ تھوڑا سا سر اونچا ہوا آیا حضور انصاف فرماوین کہ قصور کسکا ہی اور کسکی طرف سے فساد شروع ہوا ہی یہ کہکر تمسک بھی جیب سے نکالکر بادشاہ کے روبرو رکھدیا اور امیدوار انصاف کا ہوا بادشاہ نے بختک سے فرمایا کہ اس مقدمے مین تو قصور تیرا ہی سراسر جبر تیرا ثابت ہوتا ہی اور داد فریاد کرتا ہی جا جلد اس تمسک کے روپیہ عمرو کے حوالے کر نہین تو گنہگار عدالت ہوگا اور بصورت عدم ادائی کے گرفتار مذلت ہوگا بختک نے اسی دم خزانچی سے تمام و کمال روپیہ لیا اور عمرو کے حوالے کیا اور آپ روتا کلکتا اپنے گھر گیا اور عمرو شبستان حرم کی طرف راہی ہوا عمرو تو اس بکھیڑے مین تھا امیر مع مقبل محل مین داخل ہوے خلوت نشین مین پہونچے ملکہ مہر انگیز نے امیر کو خلوت نشین مین مسند پر بٹھلایا اور تمام سامان عیش و عشرت کا مہیا فرمایا اور آپ ایک صحنچی مین مہر نگار کو لیکر بیٹھی بزم شادی بوجہ احسن جمی اور حکم شربت لانیکا دیا اور محفل مین غل و شور شربت نوشی کا مچا عمرو جو ڈیوڑھی پر پہونچا چاہا کہ اندر جائے دربان تو پہچانتا نہ تھا جھٹ سے لکڑی اٹھا کر روکا کہ تو کون ہی کہ محل مین چلا جاتا ہی بے پوچھے ہماری ڈیوڑھی مین گھسا جاتا ہی عمرو دونون آنکھون پر ہاتھ رکھکر لوٹ گیا اور غل مچا کر کہنے لگا کہ او دربان تیرا برا ہو تو نے میری آنکھین پھوڑ ڈالین میری آنکھین بالکل جاتی رہین یہ کرشمہ دیکھکر ملکہ دردولت کا جو پہرے پر تھا بدحواس ہوگیا اور الٹی خوشامد کرنے لگا ملکہ مہر انگیز نے شور و غل سنکر کہا کہ دیکھو شور کیسا ہی کون دروازے پر چلا رہا ہی امیر عمرو کی آواز سنتے ہی بے تحاشا دوڑے امیر کے دوڑنے کے ساتھ ہی خواجہ بزرجمہر بھی چلے دیکھین تو عمرو آنکھین پکڑے ہوے لوٹ رہا ہی زمین پر بدحواس پڑا ہی امیر نے کہا کہ عمرو آنکھین تو کھول منھ سے کچھ بول اگر خدا نخواستہ کچھ چشم مین زخم پہونچا ہو تو خواجہ تیرا علاج کرین تجھے دوا دین عمرو آنکھون کو کھولتا نہ تھا اور ہاے ہاے گئی آنکھ گئی آنکھ کے سوا اور کچھ بولتا نہ تھا آخر امیر نے زبردستی اسکے ہاتھ انکی آنکھون پر سے جدا کیا دیکھا تو آنکھین صاف تارا سی چمکتی ہین کچھ گزند پہونچا ہی نہ تھا امیر نے کہا کہ عمرو یہ کیا شرارت تھی یہ کیا بیہودہ حرکت تھی کہ ہمکو اور خواجہ کو بیٹھے بٹھائے دوڑایا اور جناب ملکہ معظمہ کو بھی گھبرایا کہنے لگا کہ آپکے سر کی قسم ہی اس دربان نے لکڑی میرے مارنیکو اٹھائی تھی اگر لکڑی مارتا تو میری آنکھون ہی مین لگتی تو آنکھ پھوٹ ہی جاتی امیر و خواجہ ہنس پڑے اور عمرو کو لیکر محل مین گئے ملکہ مہر انگیز نے جو کیفیت سنی وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگین جب امیر مسند پر بیٹھے اور امیر کو موافق آداب شاہانہ شربت پلوایا گیا مبارک سلامت کی دھوم مچی ملکہ مہر نگار کی محرم رازون اور سہیلیون مین خوش فعلی اور دل لگی ہونیلگی موافق حیثیت اور لیاقت کے بموجب حکم ملکہ کے ارباب نشاط وغیرہ کو انعام دلوایا گیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ صاحبقران مہر نگار تمھاری امانت ہی اور تمھاری ناموس عزت ہی جسوقت تم مظفر و منصور ہندوستان سے پھروگے اسوقت تمھارے ساتھ شادی کرونگی اور دامن تمنا گل مراد سے بھرونگی عمرو نے بزرجمہر کی طرف دیکھکر کہا کہ واہ واہ صاحب کیا انصاف و مروت ہی کیا رسم عبادت ہی کہ ہم تو بادشاہ کے حکم سے ہندوستان مین سرفروشی کیواسطے جائین اور آپ مہر نگار کو ایک نظر نہ دکھلائین اگر خدا نے ہمکو زندہ پھیرا اور بانیل مقصود یہانتک پہونچایا تو ہم نہین جانتے کہ آپ کسکے ساتھ حمزہ کی شادی کردینگی کسکو اسکے سر منڈھینگی ہمین کیا معلوم کہ بادشاہ کی بیٹی گوری ہی یا کالی ہی دبلی ہی یا موٹی ہی ہم اسوقت دیکھ تو رکھین کہ آخر کو اور خرابی مین نہ پڑین اور نہین بادشاہ کے نمک کی قسم ہی کہ جبتک مہر نگار کو دیکھ نہ لینگے اس مکان سے ہرگز قدم باہر نہ رکھینگے ملکہ مہر انگیز نے عمرو کی اس تقریر پر ہنسکر کہا کہ ہمین مہر نگار کے دکھانیکا تامل نہین خوش رہو منگنی ہو چکی ہی

اسطے آتی ہین وہی دیکھ جاتی ہین عمرو نے عرض کی کہ حضور بجا فرماتی ہین مگر میری یہان کون خالہ مانی بیٹھی ہے کہ محل مین آئے
ملکہ صاحبہ کو دیکھ جائے آپ ہی ہم لوگون کی سرپرست اور مربی ہین جو مناسب ہوگا پرورش فرمائینگی ہماری عرض قبول کرینگی
ہ نے کہا خیر یہ تو اب تمھاری عزت و ناموس ہو ہی چکی جب جا ہو دیکھ لو کہا اچھا خواجہ تم امیر کو پردے کے اندر لیجاؤ مہر نگار
کھلا لاؤ بزرجمہر انکو پردے کے اندر لے گئے امیر ملکہ مہر انگیز کو دیکھ کر آداب بجا لائے اور نذر گذرانی ملکہ دعائین دینے لگی مہر نگار
نیچے کیے ہوے اپنی مان کے پہلو مین بیٹھی بکمال شرم و حیا سے سر اوپر نہ اٹھاتی تھی امیر اسکو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے مارے خوشی کے
لے نہ سماتے تھے اور ملکہ مہر انگیز نے جو امیر کو پاس سے دیکھا بے اختیار خوش ہو کر جی جان سے دامادی مین قبول کیا بزرجمہر نے
مہر نگار سے کہا کہ امیر کو سفر دور و دراز درپیش ہے کچھ نشانی اپنی دیجیے کہ ہر دم اسکو اپنے پاس رکھین آپکی یاد مین مصروف
ین مہر نگار نے ایک انگوٹھی زمرد کی ہاتھ سے اتار کر امیر کو دی امیر نے وہ انگوٹھی تو اپنے ہاتھ مین پہن لی اور اپنے ہاتھ کی
ٹھی مہر نگار کو دیکر فرمایا کہ ہماری بھی نشانی آپکے پاس رہے کہ ہمین آپ نہ بھولیں کبھی کبھی یاد کرتی رہین عمرو نے ہاتھ
جوڑ ملکہ مہر انگیز سے عرض کی کہ اگر قصور معاف ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون اپنی تمنا گوش مبارک تک پہونچاؤن فرمایا کہ
کہہ کیا تیری آرزو کیا ہے بولا ہر گاہ امیر کی شادی ملکہ مہر نگار سے انشاءاللہ ہو گی تو غلام کی بھی شادی ملکہ صاحبہ کی دایہ کی
ے خواہ مخواہ ہو گی پس مجکو بھی نشانی دلوا دیجیے شربت عروسی دایہ صاحبہ سے پلوا دیجیے ملکہ مہر انگیز نے کہا چہ خوش دایہ
سنتی ہے عمرو کیا کہتا ہے اور یہی ارادہ اسکا ہے دایہ نے عرض کی کہ خدا ملکہ کو پروان چڑھانا نصیب فرمائے انکی بدولت یہ کلام سننے
ن آئے ملکہ کو چھوڑ کر یہ کہان جائیگی ملکہ کی جو خوشی ہو گی وہ بجا لائیگی مہر نگار نے دایہ سے اشارہ کیا اسنے قبول کیا ملکہ
ر انگیز نے فتنہ بانو سے کہا کہ کچھ تو بھی اپنی نشانی عمرو کو دے اسنے نئی سوتن کی قیمت کا عطردان دیا ملکہ مہر انگیز نے کہا کہ فتنہ بانو تو
ی کچھ عمرو سے لے بولا دیتا ہون یہ کہکر جیب مین سے ایک خرمہ اور دو اخروٹ نکالکر فتنہ بانو کے ہاتھ مین رکھ دیے اور کہا کہ اسکو
بت اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا حاضرین اس حرکت پر عمرو کی ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بارے امیر رخصت ہوے اور
دشاہ کی طرف چلے خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ بابا تو لشکر اسلام مین امراے نامدار کو خبر کر دے کہ امیر آتے ہین بہت جلد
تشریف لاتے ہین تاکوئی متردد نہو وے تشویش مین نہ پڑے امیر کو بادشاہ سے رخصت کروانے کیواسطے بلواتا ہون مرضی
موافق خلعت وغیرہ دلواتا ہون عمرو تو اسطرف گیا خواجہ امیر اور مقبل کو اپنے مکان مین بٹھا کر بادشاہ کے پاس پہونچا اور
ماس کیا کہ ملکہ مہر انگیز نے بھی بخوشی امیر کو اپنی دامادی مین قبول اور منظور کر لیا امیر کو پاس بلوایا اور خلعت دامادی عطا
رمایا بعد اسکے خواجہ بزرجمہر صاحبقران کو مکان مین لائے اور امیر کو بعض بعض امر مین نصیحت کر کے شربت پلایا امیر فوراً بیہوش
ہو گئے آپ سے جاتے رہے امیر کا پہلو نشتر سے چیر کر شاہ مہرہ اسمین رکھا اور ٹانکے دیکے مرہم دارو دی ملد یا مقبل نے پوچھا کہ
حضرت یہ کون دوا ہے فرمایا کہ ہندوستان مین ایک شخص امیر کو زہر دیگا نصیب دشمنان انکی ہلاکت کی فکر کریگا اس کا
علاج سوا اسکے عالم مین خلق نہین ہوا ہے اور کوئی نہین اسکی دوا ہے خبردار خبردار جبتک تو عمرو کے ہاتھ سے مار نکھاتا تب تک

اُسکو نہ بتانا یہ کہکر ایک عرق کے کئی قطرے امیر کے منہ مین ٹپکائے فوراً ہوش مین آئے چونکہ اس عرصے مین زخم بھر گیا
تھا امیر پر بھی اس راز کا حال نہ کھلا اتنے مین عمرو بھی امیر کے اُردوے ہو کر آ پہونچا خواجہ نے امیر کو رخصت کیا امیر اپنے
اُردو مین پہونچے اور موافق معمول امیرانہ کے سوار ہو کر سمندر کیطرف چلے بہت سے ارکین اور امراے دولت شاہی جو ہمہ
سے موافق تھے بقدر مراتب مشایعت کیواسطے ہمراہ ہوئے شہر پناہ تک پہونچا کر رخصت خواہ ہوے امیر نے سب کو خدا کی
حفظ و امان مین سونپا اور فوراً وہانسے کوچ کیا چند روز کے عرصے مین بصرہ پہونچے مع لشکر ظفر موج ساحل پر داخل ہوئے
دیکھا کہ تیس جہاز وہان بادشاہ کے حکم سے تیار کھڑے ہین امیر کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہین امیر اپنے تیس ہزار سوار سمیت
ان جہازون پر سوار ہوے اور ہندوستان کی مہم کی طرف تیار ہوے عمرو جہاز سے اُتر کر امیر سے کہنے لگا کہ بندہ جن اور
جادو اور پانی سے بہت ڈرتا ہے ہندوستان کی طرف نہین جانیکا مکے مین جا کر آپکی فتح کیواسطے فتاح حقیقی سے دعا مانگے گا
مجیب الدعوات سے التجا کریگا امیر نے دیکھا کہ یہ کسی طرح سے میرے ساتھ نہ جائیگا اُڑن گھائیان بتائیگا فرمایا کہ اچھا عمرو مین بھی
تیرے رنج کا روادار نہین ہون مگر ذرا توقف کر کہ عریضہ والد کو لکھدون عمرو نے جانا کہ سچ مچ خط لکھدینگے مجھے یہین سے
رخصت کرینگے کشتی پر سوار ہو کر جہاز مین امیر کے پاس گیا امیر نے ایک خط لکھ کر عمرو کے ہاتھ مین سونپا اور فرمایا کہ او بھائی
گلے تو مل لیوین پھر خدا جانے کب ملاقات ہوگی دیکھیے درد مفارقت سے کب نجات ہوگی عمرو کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے
اور کچھ قطرے اشک کے ٹپکے امیر نے عمرو کو بغل مین لیکر کہا کہ یار تمنے ہمارا بڑی بڑی مصیبت مین ساتھ نہین چھوڑا
اسوقت مین تمھارا جدا ہونا دل کو کب گوارا ہوتا ہے مصرع الخ یاد ایاد ما کشتی در آب انداختیم: ناخدا سے کہا کہ ہان جہاز
کا لنگر اٹھا حکم کی دیر تھی لنگر جہاز کا اُسیدم اُٹھ گیا جب کنارے سے دور نکل گیا امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو دست پاچہ ہو کر
جہاز پر دوڑتے اور بڑبڑانے لگا کہ مین نے تو اس عرب کے ساتھ حق رفاقت ادا کیا اور یہ میرا دشمن جانی ہوا تھوڑی دور
بڑھ کے ایک ٹاپو تخمیناً تیس گز چوڑا چکلا نظر آیا عمرو اس ٹاپو کو دیکھکر دلمین کہنے لگا کہ اسپر کود کر گھر تک پہونچ جاؤنگا مگر
عمرو جسکو ٹاپو سمجھا تھا وہ مچھلی تھی دھوپ کھانے کو پانی کے اوپر تیر آئی تھی عمرو جو اُسپر کودا مچھلی نے عمرو کے پانون کی دھمک
سے غوطہ مارا عمرو ڈوبنے لگا کمال بدحواس ہوا یہ ماجرا دیکھ کر صاحبقران نے ملاحون کو تاکید کی خبردار عمرو ڈوبنے نپاوے
خبردار اب دوسرا غوطہ نہ کھاوے جو اسے نکال لائیگا انعام پائیگا ملاحون نے زنجیرین رسی پھینک کر عمرو کو جہاز پر اٹھا لیا
امیر کے حضور لا کر بٹھا دیا سچ ہے قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید اب جو عمرو دریا سے نکالا گیا بھیگی مرغی کیطرح
جہاز کے ایک گوشے مین خاموش بیٹھا رہا کئی دن کے عرصے مین ایک جزیرے کے کنارے پہونچے جہازونکا لنگر پڑا سب سے پہلے
عمرو جست کر کے خشکی مین پہونچا کھلا کھلا پھرنے لگا قضا کار ایک درخت کے نیچے ایک شخص تسمہ کمر مین باندھے بیٹھا ہوا تھا
عمرو کو دیکھکر باچھین اسکی کھل گئین دلکی مرادین ملین عمرو سے کہنے لگا کہ آو بھانجے میری تیری ملاقات کا ہونا بھی مغتنمات
سے ہے اس مقام مین تیرا پہونچنا تعجبات سے ہے مین نے تو جانا تھا کہ مین خود اور مال بھی تلف ہوا لیکن خدا نے حقدار۔

کو بھیجدیا بڑا امیر ے حال پر رحم کیا عمرو نے مال کا جو نام سُنا دم کو لے رہا نہین تو کہا چاہتا تھا کہ مین تیرا بھانجا کاہیکو ہون
کیون اجنبی آدمی سے میل مسافرت مین پیدا کرون عمرو نے اُسکا حال پوچھا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کہ مین تجکو چھوٹا
سا چھوڑکر سراندیپ کو نکل گیا تھا ہر گاہ مین نے بہت سا مال و منال وہان پیدا کیا دلمین ارادہ کیا چاہا گھر کو چلیے اس جگہ
سے ٹلیے ناگاہ باد مخالف چلی طوفان آیا سمندر مین تلاطم مچا جہاز اسجا آنکر ڈوب گیا مین نے جہاز کو ڈوبتا دیکھکر ایک
صندوقچہ جواہر کا لیکر جست کی خشکی مین آرہا مگر پاؤن مین ایسی چوٹ آئی کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا اس جزیرہ مین ایک جراح
رہتا ہے لنگیا اپنے وقت کا ہے لوگ ترس کھا کر مجھے لے گئے اور کچھ کھانا پینا بھی دیگئے اُسنے اپنے مکان کے قریب ایک مکان کرایہ کو دیدیا
اور تیل لیپ کو ونکا اپنے گھر سے ملنے کو عنایت کیا بارے اتنا تو اب ہوا ہے کہ آج دلکے اضطراب سے اُٹھ بیٹھکر یہانتک آیا لیکن بڑے عرصے سے کنارہ جانے کا
قصد ہی جا نہین سکتا درد کے مارے ہچکچاتا ہون چلنا کیسا کھڑے ہونے سے بھی جی چراتا ہون اگر تو مجکو اپنی پیٹھ پر لاد کے لیچلے تو مجھپر دوہرا
احسان کرے کہ مین مکان پر بھی بیدرد پہونچ جاؤن اور تجکو تیری امانت بھی سونپ دون یعنی وہ صندوقچہ جواہرات کا تیرے حوالے
کرون حق بحقدار پہونچے اور مین بھی ایک کنارے تیرے ساتھ جہاز پر بیٹھ لون عمرو نے جو جواہرات کے صندوقچے کا نام سنا منھ مین
پانی بھر آیا سمجھا کہ تقدیر یاور ہے بیگانہ تو نکی آنکھو نمین لگا نہ معلوم ہوتا ہون مفت کی دولت ہاتھ آئی تقدیر کا اچھا ہون آئی تو مانو کچھ بھی نہ دیکھا
جھٹ پٹ اُس دوال پا کو اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا اُسنے پیٹھ پر چڑھتے ہی اپنے پاؤن کو تسمے کیطرح سے عمرو کی کمر مین خوب لپیٹا اور گھٹنو تلے ایڑین لگا کر کہنے لگا
کہ ہان میرے رہوار قدم اپنا بڑھا دوڑ تو اپنی دکھا عمرو ہمہ تن جکڑ گیا ہر چند چاہا کہ ہاتھ سے اُسکے پاؤنکو اپنی کمر سے جدا کرے اس بلا اور
قید سے چھوٹے اُسنے ہاتھونکو بھی جکڑا اور اپنے ہاتھ سے عمرو کے سر و منھ پر چپتین اور دھولین لگانے لگا اور مہمیز پیٹھ پر اور پیٹ پر ٹھونسے
لگانے لگا کہ دوڑتا نہین ہے منظور قدم چلتا نہین ہے مفت مال لیگا لے شفقت وارث نے کا عمرو ساری چالاکی اور عیاری بھول
گیا لا مال بدحواس اور مضطر ہوا عمرو نے ناچار امیر کی طرف دوڑ ماری جہاز کی راہ لی کہ امیر مجھے اس بلا سے چھڑا دینگے اس قید سے نجات دلادینگے
وہان جا کر جو دیکھا تو واہ واہ عجب لطف ہے امیر بھی تمام رفیقون سمیت ایسی مصیبت مین گرفتار ہین جو لوگ تسمہ پا اور ایکا دعوی کرتے تھے اپنا اور لوگ

تسمہ پاؤن کا حمزہ اور عمرو اور مقبل اور تمام لشکر پر سوار ہونا اور سب کو دوڑانا



سوار ہین امیر نے عمرو کو دیکھکر زبان عیاری مین کہا کہ ہم سمجھے تھے کہ تم اس بلا مین مبتلا ہو گے ہم لوگونکو آکر نجات دوگے سو تم بھی
گرفتار ہوے عمرو اپنی بلا مین پھنسنے سے ناچار ہو کر امیر کے پاس سے مایوس چلا مگر فکر مین ہائی کی ساڑہ تسمہ پا کبھی تو کہتا تھا کہ قدم چل کبھی
زبانِش کرتا تھا کہ کود پھر اور اچھل اُسنے ہم قومون کو جو دیکھا کہ سب صاحب مرکب ہین سوار ہے سب مین کہنے لگا کہ تم بھی اپنا اپنا گھوڑا دوڑاؤ
اپنے اپنے مرکبون کی سرپٹ اور پویہ دکھلاؤ ہم بھی اپنا گھوڑا دوڑا دین دیکھین کسکا گھوڑا آگے نکلجاتا ہے اور کون پیچھے رہ کر مار کھاتا ہے بعد اسکے
یہ لطف دیکھکر انھین مار کر کباب لگائینگے بھون بھون کر کھا جائینگے یہ سنکر سب کے ہوش اُڑ گئے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے پھر اپنے اپنے
مرکبون کو ایڑین مارنی شروع کین پھر اپنے اپنے گھوڑونکی باگین لین علوی کا سب سے زیادہ ناک مین دم ہوا تھا کہ مٹاپے سے قدم
قدم پر ٹھوکرین کھاتا تھا عمرو یہ کہکر کہ ع بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد ؛ ایسا دوڑا کہ کوئی اُسکی گرد تک کو نہ پہنچا ایسے دو کوس آگے نکل
گیا وہ مرد کہ بہت خوش ہوا بولا کہ میرا رہوار سب کے مرکبونسے بہتر ہے نہایت دوڑ صبا رفتار ہوا کے برابر ہے عمرو نے ایک مقام پر دیکھا کہ دو میل
تک انگور کے درخت لگے ہوے ہین خوشے ہزارون لٹک رہے ہین اور دانونسے عرق ٹپک رہا ہے رس کا دریا بہتا ہے اُسکے متصل درختونپر
کدو کی بیل پھیلی ہے اسمین سیکڑون صراحی دار کدو لٹک رہے ہین دور تک اُسکی ڈانک چلی گئی تھی اپنے دلمین بہت خوش ہوا کدو کی بیل کے نیچے
جا کر اپنے راکب سے بولا کہ بڑا سا کدو توڑ لے اور یہ پانی جو ان پھلونمین سے ٹپکتا ہے اُسکو اسمین بھر دے اور مجھکو پلاتا چل کہ اسے پیکر اور بھی
قدم نکالون خوب اپنی حیتی جالاکی اُڑنا جمنا ایڑن کاوے تجھکو دکھاؤن اُس عقل کے دشمن نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا کدو توڑ کر آب
انگور اُسمین بھرا اور چند قطرے عمرو کے منہ مین چوا دیئے اور دو چار خوشے بھی توڑ کر کھلائے عمرو چھلانگین بھلانگین مار کر
گانے لگا اور اُسکو لیکر خوب بزور سے دوڑا وہ مرد کہ بشاش ہو کر بولا عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب جبتک جیونگا کبھی تجھکو اپنی رانون سے
جدا نکرونگا کہ تو ہنساتا اور جی بہلاتا اور قدم بھی خوب چلاتا ہے عمرو نے کہا کہ دیکھو یہ پانی تم نے پی لیا میرے واسطے نہ بنایا وہ
اپنے دلمین سمجھا کہ یہ پانی معلوم ہوا کہ بہت عمدہ چیز ہے تب تو یہ مجھے پینے کو منع کرتا ہے اور اس عرق کے نام سے اُسکے منہ مین
پانی بھر آتا ہے دو گھونٹ جو اُسنے پیے اور اُسکو مزہ معلوم ہوا کدو کو منہ سے لگا کر غٹ غٹ پی گیا عمرو کے دوڑنے سے جنگل کی ہوا
جو اُسکو لگی ساری حرارت دگی اور شہسواری ہوا ہو گئی بیہوش ہو کر عمرو کی پیٹھ پر سے گر پڑا دماغ مین فتور پیدا ہوا عمرو نے خنجر
نکالکر اُسکے پیٹ کو چاک کیا اور امیر کے پاس جا کر کہنے لگا کہ او عرب یہ تو نے ایک کافر کی مٹی کیو واسطے اتنے مسلمانونکا خون اپنی
گردن پر لیا اور مجھکو بھی ایذا دی بہت تنگ کیا دیکھا چاہیے کہ حشر مین تیرا کیا حال ہوتا ہے اور اس سفر کا بالفعل کیا مآل ہوتا ہے امیر
نے کہا کہ ظاہر ہے مین گنہگار ہون اور ناآزمودہ کار ہون مگر تم اسدم آتا تو اب کماؤ کہ مسلمانونکی جان بچاؤ عمرو نے کہا کہ
مجھکو کیا غرض ہے کہ بفائدہ اتنے دوال پاؤنکو قتل کرون اتنے اپاہج بیچارونکا خون اپنی گردن پر لون امیر نے فرمایا کہ عذاب انکا
میری گردن پر ہے اور فی کس دو اشرفی دونگا اور آپکا ممنون ہونگا عمرو نے قبول کیا اور ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار
کر کے ڈھیر کر دیا جب سبھون نے دوال پاؤن کے ہاتھ سے نجات پائی بدن مین جان آئی امیر نے فوراً جہاز پر سوار ہو کر
لنگر اٹھوایا جہاز کو آگے بڑھایا کہ یہ جزیرہ ہندوستان کا ہے خدا جانے اور کس آفت کا سامنا ہووے کس بلا مین لشکر مبتلا

ہوے دو مہینے کے بعد ایک جزیرہ اور ملا ناخداؤن نے امیر سے کہا کہ جہازون پر پانی کا حکم ہو تو بھر لیوین اور کچھ کھانیکا سامان غلہ وغیرہ جمع کر لیوین امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے لوگون کے کپڑے بھی میلے ہو گئے ہین جبتک پانی بھرا جائیگا کھڑے گھاٹ کپڑے دھلوا لینگے پھر آگے قصد کیا جائیگا ناخداؤن نے جہازونکو لنگر کیا اور ہر ایک شخص خشکی مین اترا عمرو بھی ہوا خوری دیکھ کر سیر کرنیکو گیا ایک تالاب بہت خوش قطع نظر پڑا اسمین صاف موتی سا پانی جو لہراتے دیکھا بے اختیار جی لہرایا کہ غسل کیجے کپڑے بھی دھلوا لیجے کپڑونکو اتار کر کنارے پر رکھا اور تالاب مین غوطہ لگا کر باہر سر نکالا تو کپڑون کو گھاٹ پر نہ پایا سمجھا کہ امیر نے اٹھا لئے کپڑے اٹھوا منگوائے ہونگے کسی کے ہاتھ چرا کر کہین رکھوائے ہونگے حمزہ حمزہ کہکر پکارنے لگا خوب زور سے چیخین مارنے امیر نے جو عمرو کی آواز سنی جانا کہ شاید کسی آفت مین مبتلا ہوا بے اختیار دوڑے اور عمرو سے کہنے لگے کہ کیا ہوا بھائی عمرو خیر تو ہے پھر کسی بلا مین پھنسا عمرو بولا کہ آپ جلّاد ہین آپکا مجھے نہین بھاتا ہے ننگا مجھے دریا مین کھڑا کر رکھا ہے کپڑے میرے لوا دیجے ابھی خدمتگارونسے منگوا دیجے امیر نے قسم کھائی کہ مین تیرے کپڑون سے آگاہ نہین ہون کسیطرح واقف اللہ نہین ہون تب تو عمرو گھبرا گیا اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر جو میرے کپڑے امیر نے نہین اٹھوا منگوائے اور ان خدمتگارون نے نہین اٹھائے تو پھر وہ ایسا کون ہے کہ جسنے مجھسے ظرافت کی اسوقت مین مجھسے حرفت کی ناگہان نگاہ جو عمرو کی اوپر گئی اور درختون پر نظر پڑی تو دیکھا درختون پر بندر بیٹھے ہوے ہین کپڑے نوچ کھسوٹ رہے ہین کسیکے ہاتھ مین نیم تاج ہے کوئی پیرہن کھولکر دیکھتا ہے کوئی زیر جامہ لیے ہوے ہے کوئی کمر بند اپنے ہاتھ مین لپیٹ رہا ہے عمرو نے اور لباس اپنا منگوا کر پہنکر اور پہلے نیم تاج کو اپنے اچھالا معمول بندر کا ہے جو حرکت دیکھتا ہے وہی حرکت خود بھی کرتا ہے اُسنے بھی عمرو کے نیم تاج کو اچھالا مگر روک نہ سکا زمین پر گر پڑا عمرو نے اٹھا لیا اسیطرح سے عمرو نے سب اسباب اپنا بندرون کے ہاتھ سے وصول کیا روغن نفط درختون مین ملکر آگ لگا دی جتنے بندر تھے سب جلکر مر گئے انکی بنیاد مٹا دی امیر نے فی الفور سوار ہو کر جہازونکے لنگر اٹھوا دیے اور جہاز آگے کو بڑھے کئی دن کے بعد ایک پارہ ابر فلک پر نمودار ہوا ساعت کی ساعت مین تمام آسمان پر چھا گیا ہوا تند چلنے لگی طوفان کی شکل پیدا ہوئی روز روشن شب یلدا سے تاریکتر ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آئے باد تند نے شدت پکڑی کہ آب سمندر بحر خضر فلک تک پہونچا ہر موج نے طوفان نوح سے ترقی کی جہازونکے منھ پر طمانچے موجونکے لگتے دیکھکر راکبان مرکب جہاز شکستہ خاطر ہو گئے حباب سا زندگی سے ناامید ہو کر اشک حسرت بہانے لگے ساحل مقصود تو ہاتھ نہ آیا موت کے ہاتھ اسی بہانے لگے امیر نے فرمایا کہ اضطراب و تلاطم سے کیا ہوتا ہے حافظ حقیقی کی رحمت پر نظر کرنا چاہیے ؎ در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست * مرد آخر بین مبارک بندہ ایست * عمرو تو گویا غرق ہو گیا رو رو کر کہنے لگا کہ اے ناخدائے سفینۂ وحدت یہ بیڑا اسلامیونکا تیرے ہاتھ ہے تو پار اتاریگا تو اتریگا کبھی کہتا تھا یا حضرت الیاس اگر اس بیڑے کو بیچ منجدھار مین پھنسا ہے کنارے لگاؤ گے اور اس آفت سے بچاؤ گے ہر چند کہ اس قطرہ بے آب مین طاقت نہین ہے مگر سو دمڑی شکر کی پوڑیا تمھارے نام کی دریا مین چھوڑونگا اور تم بھی ثواب پاؤ گے اور سوائے اسکے تمھارے بھائی حضرت خضر تمسے خوش ہونگے مین نذر اٹھاتا ہون اور اس گرداب بلا مین پھنسا ہون کبھی امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ یہ سب تیری کرنی کرتوت ہے اگر یہان مرینگے بھی تو مٹی خراب گور نہ کفن ہے نہ جنازہ تابوت ہے جو کچھ کیا تو نے کیا مین اسیواسطے دریا مین قدم نہ رکھتا تھا اور عمداً اس مصیبت مین مرنے نہ چلتا تھا باوجودیکہ تیرے کہے سے دریا پر موجود [illegible]

صاف پر روشن تھا کہ مین پانی سے مانند سیل کوسون بھاگتا ہون ساحل کیطرح کنارے ہمیشہ الگ رہا کیا ہون اتنی عمر ہوئی کبھی حوض مین بھی پاؤن نہین اُتارا نہاتے وقت سر سے پانی نہین ڈالا تو نے اپنی زبردستی سے دریا مین لا کر میرے سفینہ دلکو ڈبویا بیچ دریا مین مجھے دونون جہان سے کھویا سامعین یا تو بدحواس غریق لجۂ الم تھے یا یاد سخن عمرو سے برنگ گل کھلکھلا کے ہنس پڑے بارے خدا خدا کر کے تین دن کے بعد مانند سرشک چشم حسرت غریقان بحر الفت طوفان ہوا ہوا تاریکی نے لباس نو رہنا سپیدۂ فلک نے ظہور کیا موجونکے تھپیڑے موقوف ہونے دریا کے ہنڈ ھے بسمل ہونے لگے موج دریا کا حال موج سراب کا سا ہو گیا جوش و خروش مطلق دریا مین نرہا سب لوگ خوش ہونے لگے اور بامید مکر کہنے لگے کہ ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو چکے تھے جان گئی تھی بسمل ہو چکے تھے مگر آفرینندگار نے ہمیں سے جان بخشی کی کوئی بولا کہ ڈوبنے مین کیا کچھ باقی رہا تھا لیکن ناخدائے حقیقی نے بیڑا پار لگایا عمرو نے کہا یار میری دعا سے تم سب کو خدا نے اس گرداب بلا سے باہر نکالا ہے کیا کیا منتین مین نے نہین مانی ہین کیسی کیسی مرادین دلمین نہین ٹھانی ہین ہان کچھ دیتے جاؤ کہ مین نیاز کرون بزرگون کے فاتحے دلواؤن ہر شخص نے کچھ کچھ دینا عمرو کو دیے اور بعضون نے دینے کے وعدے کیے عمرو نے کہا کہ چچا الیاس جب سراندیپ پہنچ لونگا تب شکر مول لیکر آپکی بڑیا چڑھاؤنگا اس دریائے شور مین شکر کہان سے لاؤن آپکی بڑیا چڑھاؤن لوگ اسکی ظرافت پر ہنسنے لگے اور بہت محظوظ ہوئے ابھی دلکی کلفت نہ گئی تھی کہ انہین خبر پہونچی کہ بہرام گرد خاقان چین کے جہازونکا پتا نہین لگتا چارون جہاز غائب ہین کسی طرح آگے کو سراغ اور نشان نہ ملا پتا نہین پاتے دوربینین بھی لگائین مگر نظر نہین آتے امیر سنتے ہی بحر الم مین ڈوب گئے رو رو کے فرمانے لگے کہ بڑا ہمنگ بحر جرأت و ہمت ڈوب گیا جس سے لشکر کی آبرو تھی ہمیکا تھل بیڑا نہین لگتا لوگ بولے کہ خدا نکرے حضرت جہاز کسی طرف تباہ ہو گئے ہین کسی بندر مین جا لگے ہونگے ملاح قدرت کسی جزیرے کے کنارے لگا دیگا وہ جامع المتفرقین ہے پھر اپنے فضل سے ایکدوسرے کو ملا دیگا عمرو بولا کہ حمزہ کچھ منت مانو دیکھو مین نے منت مانی تھی بچ رہا اور میرے سبب سے تو بھی بچ گیا امیر نے کہا یہ ظرافت کا مقام نہین ہر وقت کو پہچان کہ میر لطیفے تو ہی سنتا مان جس وقت بہرام کی صورت دیکھونگا جو تو کہیگا سو مین دونگا عمرو بولا کہ بہت خوب مگر اگر پار اُتار کر جوتین ماردین یعنی جب بہرام ملے تب فرمائین کہ تھوڑے سے خرچ مین منت ادا کر تو جس وقت کیا کرونگا آپ سے کیا بھاؤنگا اپنی گرہ سے ملکو نہ پڑیگا امیر نے ہنسکر کہا کہ ایسا نہ وقوع مین آئیگا جو تم کہو گے وہی دیا جائیگا

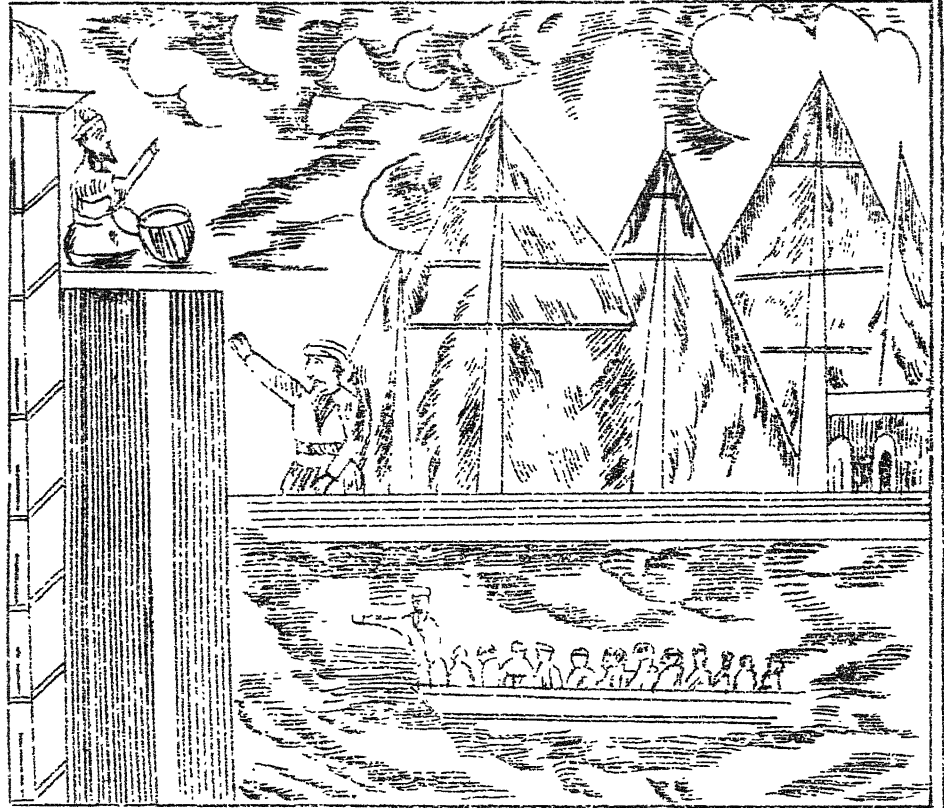
دوبارہ طوفانی ہونا امیر کے جہاز دنکا اور پڑ جانا گرداب سکندری مین ان کا اور نکلنا پھر بکمال آب طوفان سے اور پہونچنا ملک سراندیپ مین اور خراج لینا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

غواصان بحر تاریخ دانی و غوطہ زنان دریائے قصص باستانی دُر ہائے سخن این گون ہاتھ مین لیتے ہین سلک نثر مین کھینچکر قدر دانان فن کو دکھاتے ہین کہ طوفان موقوف ہونے کے بعد چند روز برابر باد مراد ملی اسیطرح جہاز کے رہنے والونکو پریشانی نہتی ناخدا پال اڑاتے چلے جاتے تھے جہاز کو بڑھائے چلے جاتے تھے ایکدن جہازون کے دیدبانون نے غل مچا کر کہا کہ یارو بڑا ہی طوفان آتا ہے وہ طوفان انکے آگے ایک قطرہ دریا کے مقابلے مین تھا دیکھین خدا کسے بچاتا ہے اور یہ قباحت زیادہ تر ہے کہ گرداب سکندری یہان سے بہت نزدیک ہے اگر خدا نخواستہ ہمین جہاز پڑ گئے تو چکر کھا کھا کر ڈوب جائینگے عین دریا مین سب غوطے کھائینگے عمرو کے

تو وضو ٹوٹ گئے چھکے چھوٹ گئے پھوٹ پھوٹ کر رونیلگا اور گھبرا گھبرا کر جان اپنی کھونیلگا کبھی کہتا تھا کہ الیاس مجھے بچانا
مین نے تو پہلے ہی سے کہا ہے کہ سراندیپ پہونچکر انکی نیاز چڑھاؤنگا کبھی چلاتا کہ حضرت خواجہ خضر میری سعی اپنے بھائی سے فرماتا کہ مین
گرداب بلا اور طوفان بے انتہا مین میری امداد کرین خدا سے دعا مانگین جو نیت کی ہے وہ خشکی مین داخل ہو کر ادا کرونگا امیر نے
شور و غل سنکر پوچھا کہ اب یہ نالہ و فریاد کیون ہے حضرت الیاسؑ اور حضرت خضرؑ کی جناب مین داد و بیداد کیون ہے سکانون نے
کہا کہ حضرت طوفان بے پایان اٹھا ہے اس طوفان سے خدا ہی بچائے تو بچائے نہین تو جانبر ہونا محال معلوم ہوتا ہے یہ گفتگو ہی
تھی کہ طوفان نے آگھیرا اور دریا مین تلاطم مچا اور جہاز بات کی بات مین گرداب سکندری مین جا پڑے چکر مین آکر چرخ کھانیلگے تب تو ہر ایک
کی عقل چرخ مین آئی نہایت طبیعت گھبرائی امیر نے اس عالم طوفان مین غور کر کے جو دیکھا تو اس بھنور کے بیچ مین ایک
ستون پتھر کا استادہ ہے اور اسکا طول و عرض حد سے زیادہ ہے اسکے سرے پر ایک تختی سنگ سفید کی مثل برجی ہوئی ہے اور
ہتھین سنگ موسیٰ کے حرف ترشے ہوے تعبیہ کیے ہین عبارت عربی ہے عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مضمون لکھا تھا کہ
ایک زمانے مین صاحبقران کے جہاز اسطرف آئینگے اور وہ اس گرداب مین پھنسینگے صاحبقران کو لازم ہے کہ آپ اس ستون
پر چڑھکے طبل سکندری کو کہ اس میل پر دھرا ہے بجاوے یا نائب کو اس ستون پر چڑھاوے کہ اسکے ہاتھ سے یہ کام سرانجام ہو
البتہ جہاز اس گرداب سے نکلجاوینگے اس آفت سے نجات پاوینگے امیر نے عمرو سے کہا کہ لو بھائی ہم تو اس میل پر جاتے ہین
اور بسم اللہ کر کے نقارہ بجاتے ہین اگر ایک ہماری جان جانے سے ہزارہا جانین بچین تو کیا قباحت ہے ہمین خدا کے بندون کی
جان بچانا منظور ہے بہر صورت ہے عمرو نے کہا کہ آپکے نائب کے لیے بھی تو لکھا ہے اسکو بھی نقارہ نوازی کا اذن دیا ہے بس مین
نائب آپکا ہون اس میل پر جاکر طبل سکندری بجاتا ہون اور اپنے دل مین سوچا کہ اس میل پر چڑھکر چین سے بیٹھ رہونگا دریا کے
تھمنے سے تو بچونگا جب کوئی جہاز ادھر آنکلیگا اسپر چڑھکے کسیطرف راہ لینا جو رہ گئے ہین نہین کھاتا ہے بحر دشمن تنہا کسیطرح زندگی
بناہ لینا پھر سب سردارونکی طرف دیکھکر بولا کہ یارو تم لوگون کا دل بڑا ہوتا ہے اسوقت تو گرہ کھولتے جاؤ شاید بچ رہون تو اپنی
محنت کا اجورہ پاؤن ہر ایک نے ایک کی جگہ سو اور سو کی جگہ لاکھ دینار کا تمسک لکھکر عمرو کے حوالے کیا عمرو نے تمسک لیکر یہ شعر پڑھا
شعر در این دریائے بے پایان درین طوفان شور افزا ؛ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ؛ اور دم کو سادھکر ایک جست کی مگر میل تک
پہونچکر دم چھوٹ گیا عمرو دھم سے زمین پر گر پڑا اور نیچے کو جو دیکھا تو ایک نہنگ منہ کھولے بیٹھا ہے منتظر ہو رہا کہ کب عمرو کے حواس
اڑ گئے کہ یہ بلا کہانسے آئی اگر اس آفت سے بچے تو یہان جان گنوائی حواس درست کر کے پانون اسکے دانتون پر ٹیک کر جست
جو کی میل کے اوپر جا کھڑا ہوا چوٹی پر ستون کے جا پہونچا سب جرگ تو پر یہ جرأت کیا عمرو کی اس چالاکی پر سبھون نے آفرین کی اور
اسکی جرأت اور پھرتی کی داد دی عمرو نے دیکھا واقعی ایک کوس لگا ہے اور اسکے طبل پر نام سکندر ذوالقرنین کا لکھا
ہے عمرو نے بسم اللہ کر کے چوب جو اسپر لگائی بڑی مہیب آواز آئی اسکی آواز سے جو سنتا تھا کوس دریا مین تلاطم پڑ گیا عجب طرح
کا شور ہوا جتنے جانور آبی تھے سب دریا کے اوپر تیر آئے اور پرند جو اس میل پر بیٹھے تھے سب کے سب گھبرا کے اڑنے لگے منہ کے

پھر نیکی ہوا سے جہاز چل نکلا مگر عمرو اسی جبل پر رہا گو کہ دل میں پہلے اپنے اس امر کی تمنا تھی لیکن تنہائی سے گھبرا گیا چند روز کے عرصے میں سر اندیپ کے جزیرے میں جہازوں کے لنگر پڑے اور صاحبقران مع فوج خشکی میں اترے ادھر

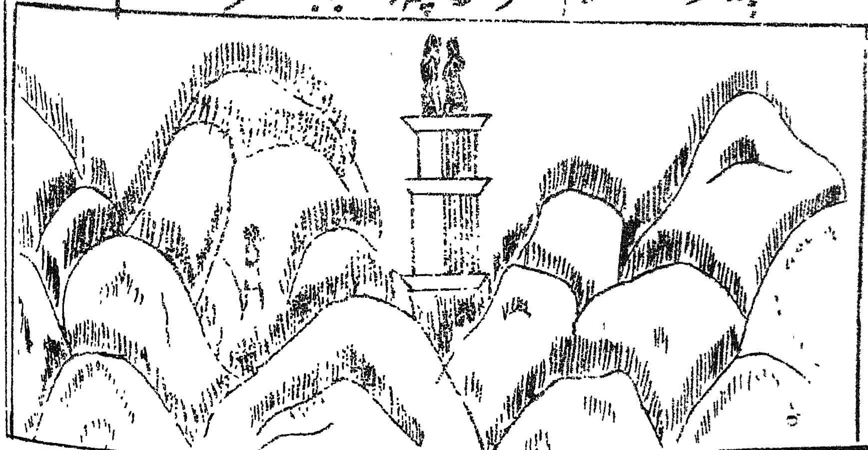
جہازوں کا قریب سد سکندری کے گرداب میں آنا اور عمرو کا منارے پر نقارہ بجانا



عمرو کا یہ حال ہوا کہ تنہائی اور دھوپ کی تکلیف سے بدحواس ہوتا تھا اور خداوند حقیقی کی جناب میں دعائیں مانگتا اور روتا تھا کہ ناگاہ عمرو کے کان میں آواز سلام علیک کی آئی جب تو اور بھی طبیعت عمرو کی گھبرائی سمجھا ہوگیا ادھر ادھر دیکھنے لگے اور متحیر ہوگئے کہنے لگا کہ یہاں سوائے میرے انسان کہاں کہ سلام علیک مجھے کرے اور میری خبر لے مگر حضرت عزرائیل روح قبض کرنے کو تشریف لائے ہونگے جان لینے کو آئے ہونگے حیف صد حیف کیا برے مقام پر موت آئی نہ تجہیز و تکفین بھی نصیب ہوئی مٹی بھی نہ پائی اتنے میں حضرت خضر نے آپکو ظاہر کیا عمرو نے دیکھا کہ ایک سبز پوش نورانی صورت کھڑا ہے اور چہرۂ شریف پر برقع پڑا ہے سلام باادب کر کے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک کیا ہے اور اس مقام پر کس طرح تشریف آوری کا اتفاق ہوا ہے حضرت خضر نے کہا کہ میں خضر ہوں اور تجھے نجات دینے آیا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ابھی جلد رہا کرتا ہوں عمرو قدمبوس ہوا اور سجدۂ شکر ادا کیا پر عیار بنا شکم خالی تھا کچھ نہ دیکھا کہا کہ یا حضرت میں بھوکا

[ق]درت سے ہون امیدوار آپکی شفقت سے ہون حضرت خضر نے ایک نان کلیچہ عنایت کر کے فرمایا کہ اسکو کھا مین پانی بھی پینے کو دونگا اور تجھے اس قید ذلت و محن سے رہا کرونگا عمرو کا کلیچہ وہ کلیچہ دیکھکر جل گیا کہ اس کلیچہ سے مجھے سیری کاہے کو ہوگی بھوک کی جہا مجھ مین بڑبڑانے لگا کہ یا حضرت اگر آپ پیغمبر خدا ہین گو آپکے رتبے تک مین نہین پہونچتا ہون لیکن مین بھی ولی اللہ کا ہون آپ ہم سے ایسے برے وقت مین اختلاط کرتے ہین یہان ہم اپنی جان کو مرتے ہین جب آدمی سیر ہوتا ہی تو اختلاط بھی سوجھتا ہی نہین تو بات کرنی بھی نہین آتی احمق ہی حضرت خضر نے کہا کہ اختلاط کیا تو نے بھوک کی شکایت کی ہم نے تجھے کلیچہ دیا اور پانی پلانے کا بھی وعدہ کیا عمرو بولا کہ حضرت یہ وہی مثل ہے کہ اونٹ کے منہ مین زیرہ بھلا اس کلیچہ مین کیا ہوتا ہی ایک لقمہ بھی تو میرا نہوگا اسے فقط تبرک عنایت فرمایا ہی حضرت خضر نے کہا کہ بھلے آدمی پہلے تو نیت درست کر کے کھا دیکھ تو اس کلیچہ کو تمام کھا بھی سکتا ہی یا ابھی سے بے صبر ہو کر بے فائدہ بکتا ہی عمرو نے وہ کلیچہ کھایا تو باوجود سیر ہونے کے کلیچہ جیسا تھا ویسا ہی سالم رہا حضرت خضر نے [ا]یک بالشت کا ایک مشکیزہ نکالا اور اسے پانی پلایا اور کہا تو پہلے سے ایسا بیتاب ہوا جاتا تھا اب کیون کلیچہ باقی رہا عمرو نے دیکھا کہ پیاس تو بجھ گئی مگر مشکیزہ بھرے کا بھرا رہا شکریہ ادا کر کے کہنے لگا اور چال چلا کہ حضرت بھوک پیاس تو مٹی کیسا تم ہی آپ چلے جاوینگے اور یہان کیون تشریف لاوینگے مین پھر بھوکا پیاسا ہونگا تو کس سے کہونگا اگر یہ کلیچہ و مشکیزہ مجھکو عنایت ہوتا تو ہمیشہ کو کھانے پینے کی فکر نہوتی شکر گزار نہایت ہوتا حضرت خضر نے عمرو کو دیا اس نے قبول کیا اور وہ مشکیزہ اور کلیچہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے عمرو یہ کلیچہ و مشکیزہ [illegible] او بہشت جگہ تیرے کام آویگا اور یہ کوس سکندری مع اسباب حمزہ کو دینا اور خبردار اسمین کچھ لینا عمرو بولا کہ حضرت مین اس قدر بوجھ کو کیونکر لیجاونگا اور اسکا بار کیونکر اٹھاونگا حضرت خضر نے ایک گلیم دیکر کہا کہ اسمین لپیٹ لے مطلق بوجھ معلوم نہوگا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ گلیم بھی تجھے بہت وقت کام آویگی [illegible] جاتے مین آرام دیگی تمام اسباب مع نقارخانہ سکندری گلیم مین لپیٹ کر اپنے سر پر رکھا اور پاؤن پر حضرت خضر کے [illegible] اسم اعظم جو حضرت نے تعلیم کیا تھا [illegible] پڑھنا شروع کیا [illegible] حضرت خضر نے فرمایا کہ اے عمرو آنکھین کھول تو [illegible]

منارۂ سکندر پر خضر کا آنا اور سبب تعلیم انکے عمرو کا مع ترتیب پشت پا پر خضر علیہ السلام کے کھڑے ہونا



خدا کی قدرت دیکھ لے کہ دم کے دم مین کہانسے کہان تک پہونچا ہون کس مصیبت مین مبتلا تھا اب کہان کھڑا ہون عمرو نے آنکھین کھولین آپ کو خشکی مین پایا سجدہ شکر خداوند حقیقی کی درگاہ مین بجا لایا کوہستان کیطرف روانہ ہوا امیر کی تلاش مین چلا اب صاحبقران کا حال سنئے کہ جب بندر رمز ندیپ مین اترے اور باصحت عافیت مع لشکر خشکی مین پہونچے حضرت خضر و الیاس ع نبی کہ منجملہ ان کے جو طوفان ہونے مین مالی تھی بکمال کشادہ پیشانی افراط سے ادا کی اور فرمایا کہ ہمارا دو مہینے تک اس جگہ پر مقام رہیگا بغیر اِس کام رہیگا اور ہم عزاداری عمرو کی کرینگے اور اُسکے نام پر بہت کچھ للہ دینگے ظاہر ہو کہ مین اسکو عزیز اپنی جان کے برابر رکھتا تھا اور سب رفقا مین اُسے دوست زیادہ تر رکھتا تھا اور اُسنے بھی میری رفاقت مین کبھی کمی نہ کی حتی کہ اُسنے میرے واسطے اپنی جان بھی دی جتنے سردار تھے مع لشکر عمرو کی عزا مین سیاہ پوش ہوے اور معروف گریہ بکا و جوش و خروش ہوے چند روز بعد عمرو نے اُس جنگل مین ایک مسجد دیکھی بہت نفیس اور پاکیزہ متبرک بنی ہوئی تھی جب قریب پہونچا تو پانچ آدمی نمازی نظر آئے نماز پڑھتے پائے عمرو بھی شریک ہوا اور فریضہ باجماعت ادا کیا جب نماز پڑھ چکے اور ورد اور وظائف سے بھی فارغ ہوئے تو چار شخص تو اپنے مرکبون پر سوار ہو کر ایک سمت کو چلے اور ایک شخص پیدل چلا عمرو نے بکمال دلسوزی اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ اے عزیز ہم پانچون آدمی شہید ہین خدا کی راہ مین جانین دی ہین اسکے عوض مین خدا نے یہ نعمتین عطا کی ہین کہ مواخذہ اُخروی سے کچھ کام نہین اُسکے فضل سے ہماری بخشش مین کچھ کلام نہین چارون شخص مع اسپ شہید ہوئے تھے اور مین بے گھوڑے شہید ہوا تھا اُس سے وہ سوار ہین اور مین پیدل رہگیا لیکن اگر تو مہربانی کرے تو مین بھی صاحب اسپ ہو جاؤن تیرے حق مین دعا کرتا رہون عمرو نے کہا مجھسے جو آپکی خدمت ہو سکے اس کو باعث سعادت جانتا ہون ایسے لوگون کی اطاعت اور فرمان برداری سبب مغفرت جانتا ہون وہ بولا کہ یہان سے ایک قصبہ تھوڑی دور ہے اُس قصبے کے فلانے محلے مین میرا گھر ہے اور میرے گھر کے صحن مین ایک درخت ہے کہ اُسکے نیچے مین نے ہزار اشرفیون کا لوٹا سربمہر گاڑا ہے تو اسکا ایک سہم تو میرے وارثون کو دے اور ایک سہم تو لے اور ایک سہم مین گھوڑا اور اُسکا اسباب خرید کر کے خدا کی راہ مین میرے نام پر کسی کو دیدے کہ مجھکو اس پیادہ روی سے نجات ملے عمرو اُس سے رخصت ہوا اُسکے مکان پر جا کے اُس کی وصیت عمل مین لایا اور آگے کو چلا کئی کوس راہ طے کی ہوگی کہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے ستانے کے واسطے بیٹھ گیا ایک لمحے کے بعد ایک بزرگوار کو اپنے داہنے طرف کھڑا دیکھا قدم بوس ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ میرا نام الیاس ع ہے تیری امانت تجھکو دینے آیا ہون تیرے واسطے یہ سامان لایا ہون یہ جال اور کملی لے جال مین تو جس قدر بوجھ باندھے گا سب ہلکا دکھائی دیگا اور کملی جب اوڑھ لیگا تو تو سب کو دیکھے گا اور تجھکو کوئی نہ دیکھے گا یہ کہکر غائب ہو گئے اور کسی جانب چل نکلے عمرو چند روز مین صاحبقران کے لشکر کے نزدیک پہونچا اول دل مین خوش ہوا کہ الحمد للہ لشکر تو ملا پھر دیکھا کہ ہر متنفس سیاہ پوش ہے اور کسی کے رنج مین باختہ ہوش ہے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا حمزہ کی خیریت

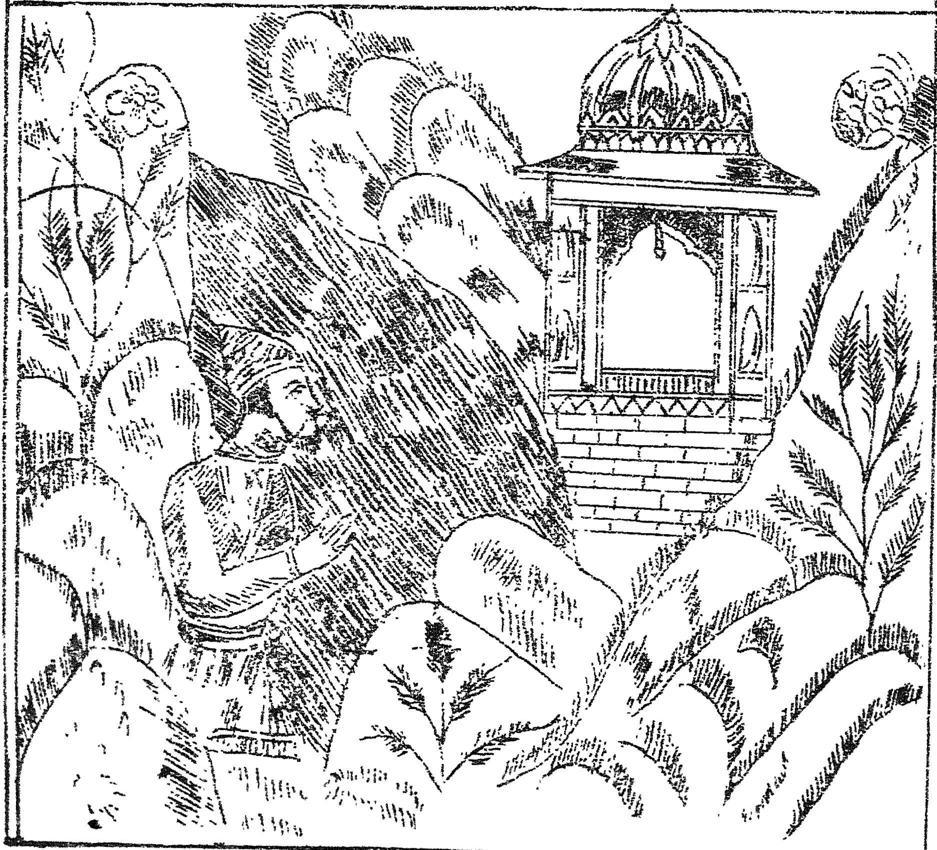
سنوا دے اور خیر و عافیت سے اُسکی شکل دکھا دے ایک شخص سے اجنبی بنکر پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور لشکر تمام ماتمی کیوں ہو رہا ہی وہ بولا یہ لشکر صاحبقران کا ہی تھوڑی مدت سے یہیں پڑا ہی عمرو عیار ایک امیر کا بھائی تھا امیر اُس کو بہت پیار کرتے تھے سو وہ دریائے شور میں ایک میل پر ڈوب کر مر گیا اُس کے ماتم میں صاحبقران سیاہ پوش ہوئے ہیں اُنکے سبب سے سارا لشکر سیاہ پوش ہی اور وہ خود قبلانے جوش و خروش ہیں چنانچہ آج چہلم اُسکا ہی فقرا و مسکین کو بعد فاتحہ خوانی کے کھانا تقسیم ہو رہا ہی عمرو نے دل میں کہا کہ امیر کی بھی محبت کا امتحان ہو گیا دن تو انھیں فقیروں میں جا کر عمرو کے فاتحے کا کھانا بٹتا تھا کاٹا رات کو کملی اوڑھ کر معدی کرب کے خیمے میں گھسا دیکھا تو معدی کرب بیخبر سوتا ہی اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ جاگ کر پوچھنے لگا کہ تو کون ہی اور کہاں سے آیا ہے مجھ سے کیا سبب عداوت کا ہی عمرو بولا کہ میں ملک الموت ہوں آج عمرو کی روح کو بہشت میں بھیجتے تھے اُسنے وہاں جانا گوارا نہ کیا اور خازن بہشت سے کہا کہ معدی کرب میرا بڑا دوست ہی میں بغیر اُسکے بہشت میں نجاؤنگا بے اُسکی ہمراہی جنت کی طرف قدم نہ بڑھاؤنگا سو میں وہ نہیں جو کروں سیر بوستان تنہا ؎ بہشت ہو تو نہ منظور کیجئے باغبان تنہا ہر چند اُسکو سمجھایا کہ ابھی اُسکے آنے میں بڑا عرصہ ہی ابھی بہت دور اُسکا وعدہ ہی مگر جب اُس نے نمانا مجھکو حکم ہوا کہ جاؤ معدی کرب کی بھی روح کو قبض کر کے لے آؤ سو میں تیری روح کے قبض کرنے کو آیا ہوں اور تیری جان لیتا ہوں معدی کرب نے کہا ہرگز میں دوست اُس کا نہیں ہوں محب اور مخلص اُسکا نہیں ہوں بلکہ اُس کا دشمن جانی رہا کرتا تھا اور اُس کی موت کی دعا مانگا کرتا تھا بلکہ موافقت اُس سے کبھی نہ تھی میرے اُسکے بنتی نہ تھی عمرو بولا کہ اگر تم مجھکو کچھ دو تو میں چھوڑ کر جاؤں اور جو کچھ تم نے کہا ہی حقیقتاً سے عرض کروں عادی نے کہا کہ وہ سامنے ایک صندوق اشرفیوں کا رکھا ہی آپ لے لیجئے اور میری جان چھوڑ دیجئے عمرو وہاں سے صندوق لیکر سلطان بخت کے خیمے میں گھسا اور وہی گفتگو اس سے بھی پیش کی اُس نے بھی ایک صندوق اشرفیوں کا دیا گویا اپنی دانست میں اپنی جان بچائی ملک الموت کے پنجے سے رہائی پائی خلاصہ یہ کہ اس شب کو اسی طرح تمام سرداروں سے عمرو نے اشرفیاں تحصیلیں اور اُسی جھولی میں جمع کیں عمرو کے آنے کے بعد ہر ایک کو خوف سے تپ و لرزہ آیا اور کسی نے خوف کے مارے رات بھر چین نہ پایا جب صبح ہوئی پہلے تو عادی نے رات کا حال امیر سے کہا امیر نے جانا کہ یہ بدخواب ہوئے اُس کی باتیں سنکر بہت ہنسے اور نہایت محظوظ ہوئے سلطان بخت نے بھی آکر اپنی سرگذشت بیان کی اور امرا نے بھی حاضر ہو کر ایسا ہی کچھ امیر سے کہا سبھوں نے رات کا واقعہ بیان کیا امیر نے فرمایا کہ جلد یہاں سے خیمہ اُٹھاؤ آگے لشکر کو بڑھاؤ معلوم ہوا کہ یہاں شیطان کا فتور ہی نہیں تو کیا سب کے خوابوں کا ایک ہی طرح ہونا ضرور ہی ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو سودا ہو جائے اور تسلط شیاطین کا ہو جائے دوسرے روز

عمرو نے امیر سے بھی یہی حرکت کی وہان بھی ایسی ہی حرکت کی امیر نے کہا عجب بات ہے کہ آواز آتی ہے مگر صاحب آواز نظر
نہین آتا کیا خرابی ہے امیر نے ہاتھ سے ٹٹولا تو جسم ہاتھ مین معلوم ہوا امیر نے جن سمجھکر ایک ہاتھ سے اُسکو پکڑا اور دوسرے
ہاتھ سے چاہا کہ گھونسا مارین گردبرد کرین عمرو نے کہا خبردار او عرب گھونسا نہ مارنا میرے چوٹ لگے گی تیری مار مجھے
تکلیف دیگی اور جھٹ گلیم اپنے اوپر سے پھینک دی امیر نے آواز پہچانی گلے سے لپٹالیا اور بکمال خوش ہوکر چھاتی سے
لگا لیا عمرو نے تمام سرگذشت بیان کی اور ساری اپنی کہانی کہی نقارخانہ وغیرہ اسباب سکندری امیر کو دیا اور کلیچہ
شکنیرہ اور گلیم دجال امیر کو دکھلا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ یہ حضرت خضر و الیاس نے مجھکو دیا ہے اس مین
اور کوئی نہین لگتا ایک میرا ہے امیر نے صبح ہوتے ہی وہان سے کوچ کیا اور کوہ سراندیب کے نیچے خیمہ زن ہوے
اور بعد طے مسافت منزل مقصود تک پہونچے چار طرف یہ خبر مشہور ہوئی کہ حمزہ نامے داماد نوشیروان عادل
کا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان سے لڑنے آیا ہے فوج اگرچہ قلیل ہے مگر ہر شخص رستم
و نریمان و افراسیاب کی حقیقت نہین جانتا اور خود امیر بھی آدمی بڑے دم دعوے کا ہے کوہ سراندیب
پر امیر میلے کے موسم مین پہونچے تھے اطراف و جوانب کے لوگ وہان جمع ہوتے جاتے تھے میلہ ہونے کا سبب
یہ تھا کہ انھین دنون مین حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ہے اور اللہ تعالے نے
انھین اس غم و اندوہ سے نجات بخشی ہے اور اس پہاڑ کے ایک پتھر پر حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے زیارتگاہ
ہنود و مسلمان ہے دو دو چار چار مہینے کی راہ سے آدمی حسب دستور قدیم آکر پہاڑ کے نیچے اترتے تھے اور روز مین
کو زیارت اس کی کرتے تھے عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پہاڑ کی سیر کر آؤن اور وہان جاکر خبر لاؤن امیر نے
اجازت دی عمرو نے اپنی راہ لی عمرو جو نزدیک کوہ آیا تو راستہ نہ پایا کہ کوہ کے اوپر جاوے اور وہان کی سیر کر آوے ناگاہ
ایک جھونپڑی نظر پڑی اُدھر کا قصد کیا وہان جاکر ایک مرد بزرگ کو عبادت مین مصروف دیکھا اس بزرگ
نے جو عمرو کا نام لے کر سلام علیک کی عمرو نے دوال پا سمجھکر خنجر پر ہاتھ ڈالا تیوری بدل لی اس بزرگ نے
ہنسکر کہا کہ اے عمرو مین دوال پا نہین ہون حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد مین ہون دشمن تیرا نہین
سالم میرا نام ہے شب کو مجھے بشارت ہوئی تھی اس سے مین نے تجھے پہچانا نہین تو مین تجھکو اور تیرے نام کو
کیا جانتا یہ کہکر ایک گز دیا اور فرمایا کہ سامنے جاکر اس گز کے برابر زمین کھود جو تیرے مقسوم کا ہے وہ تجھکو ملیگا
خداوند حقیقی تیری قسمت کا تجھے دیگا مگر طمع کو راہ نہ دینا اور جو کچھ مل جائے وہ لے لینا عمرو نے اس گز سے
ناپ کے زمین کو جو کھودا ایک دانہ لعل خوش رنگ [illegible] عمرو نے اپنے کیسے مین رکھا اور زمین پھر کھودنے
لگا جب کھودتے کھودتے تھک گیا اور کچھ نہ ملا شرمندہ ہوکر سالم کے پاس آیا اور وہ لعل کا دانہ دکھایا سالم
نے کہا کہ اب کوہ پر جاؤ آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت کر آؤ عمرو نے کہا کہ پہاڑ پر جا سکنے کی

راہ تو کسی طرف نظر نہین آتی ہی اُس کی بلندی پر چڑھتے ہوئے میری عقل چکراتی ہی جاؤن تو کیونکر جاؤن وہان راہ
کس طرح پاؤن سالم نے کہا وہ جو پاربک سی پگڈنڈی ہی اس پر سیدھا چلا جا دلمین اپنے کچھ نہ گھبرا عمرو اُسی
راہ سے کوہ کے اوپر گیا مگر چلتے چلتے مرگیا دیکھا کہ ایک احاطہ نہایت عمدہ طیار ہی اور اُس احاطہ کے اندر سبزہ زار
ہی اور اُس سبزہ کے گرد چشمہ ہائے مصفا جاری ہین اور جابجا درخت بھی بڑے بڑے بھاری ہین جب اور آگے گیا
تو ایک سنگ سفید پر حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان دیکھا آنکھون کو ملکر اُس قدم کو بوسہ دیا اور وہان
کی خاک کو آنکھون مین لگایا اُس قدم کے گرد قد آدم جواہر کے ڈھیر دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا دلمین لالچ مکر آیا سوچا
کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت تو کرچکا اب اس جواہرات کو لیکر چلیئے جلدی اپنے لشکر کی راہ لیے یہان
کون دیکھنے آتا ہی کون قید کرکے لیجاتا ہی کملی بچھا کر تمام جواہرات کو سمیٹا لیکن جب دروازے کے پاس پہونچا تو دروازہ
آنکھون سے اوجھل ہوگیا کچھ نشان بھی اُسکا نظر نہ پڑا عمرو نے پھر اُلٹے پاؤن آکر جہان جواہر پڑا تھا وہین ڈال دیا دروازہ
پر جو نگاہ کی دروازہ بدستور دکھائی دیا پھاٹک کا چوکھٹ بازو وغیرہ سب نظر آنے لگا عمرو نے پھر تجویز کیا کہ پہلے
اس دروازے پر نشان رکھ آنا چاہیے تب جواہر کو یہان سے لیجانا چاہیے عمرو نے نیم تاج اپنا دروازے کی چوکھٹ
کی زد پر رکھکے جواہر کے ڈھیرون کے پاس کھڑے ہوکر دروازے کو تاکا دروازہ اور تاج دکھائی دیا عمرو نے
دوبارہ اُس جواہر کو کملی مین رکھکر وہان سے راہ لی جب پاس دروازے کے پہونچا تو دروازہ مع تاج
غائب تھا کر ولی خویش آمدنی پیش سامنے ہوئی دلمین کہنے لگا معلوم ہوا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم تھے
انکا مال کسی کو نہ پچیگا انھین کے پیش نظر رکھا رہیگا بدستور جواہر کو رکھدیا تو تاج دروازہ پھر نظر پڑا عمرو نے
دیکھا کہ نماز کا وقت آیا آب چشمہ سے وضو تازہ کرکے نماز ادا کی اور زار زار رونے لگا اس مقام متبرک کو محل اجابت
دعا جانکر جناب باری مین دعا مانگی ناگاہ اُس گریہ وزاری مین عمرو کی آنکھ جھپک گئی دیکھا کئی بزرگ نورانی
چہرہ میرے سر پر کھڑے ہین اور میری طرف شفقت سے دیکھتے ہین اُن مین سے ایک بزرگ طویل القامت نے
ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اُسے تو پہن اسکو دیو جامہ کہتے ہین اسکے پہننے سے جمیع بلیات وآفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا
ضرر شیاطین اور خباثت جنات کا نہ پہونچےگا اور اس مین جو زنبیل ہی اگر تمام دنیا کی اشیا اُس مین ڈال دیگا تو غائب
ہو جائیگی اور سوائے اشیائے نگاہداشتہ کے جو اشیا منظور خاطر ہوگی وہ اُس مین سے نکل آئیگی اور اس پر ہاتھ رکھکر
جب کہیگا کہ دادا آدم میری صورت ایسی بن جائے اُسی صورت کا بن جاویگا یہ اسکا معجزہ ہی اور جس کی زبان
چاہیگا بولےگا اور سمجھےگا اور نام میرا آدم ہی عمرو تسلیم بجالایا اور سر قدمبوس ہونے کو جھکایا دوسرے بزرگ
نے جام دیکر فرمایا کہ اس جام پر جو اسم اعظم لکھا ہوا ہی اسکو یاد رکھنا تیرے بڑے کام آویگا اور اس مین تیرا فائدہ خاطر خواہ
ہی اور میرا نام اسحاق نبی اللہ ہی تیسرے پیغمبر نے نام اپنا داؤد بتایا اور ایک دو ستارا دیکر فرمایا کہ جب تو اسکو بجائےگا

تیرے مقابلے مین کوئی نایک بھی نہ آویگا اگر سامع علم موسیقی بھی نہ جانتا ہوگا تو بھی تیری آواز سے اُسکے کلیجے مین چوٹ لگے گی تیرا عاشق اور شیدا ہوگا جو تجھے بزرگ تمام اپنا صالح پیغمبر بتاکر عمروؓ کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ دوڑ مین کوئی تجھ سے سربر نہوگا اور کوئی رہوار بھی تیرے برابر نہوگا ہوا سے بھی آگے جاویگا اور کبھی نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرمارہے تھے کہ ایک تخت آسمان پر سے زمین پر اترا اُسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے تھے اُنکی صورت دیکھکر عمروؓ کی آنکھوں مین چکاچوندھی آگئی طبیعت رعب سے خوف کھاگئی چارون پیغمبرون نے تعظیم کی نہایت تکریم کی عمروؓ نے اُنسے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہین اُنھون نے کہا پیغمبر آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین دست بستہ ہوکر کورنش کی اور ابتدا سے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت سب پیغمبرون نے ایک ایک نعمت عنایت کی ہے آپ سے یہ استدعا ہے کہ جب تک مین تین مرتبہ موت نہ مانگون تب تک ملک الموت میری روح قبض نہ کرین اور مین نہ مرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہوویگا اسمین عمروؓ کی آنکھ کھلگئی دیکھے تو جو جو عالم رویا مین پیغمبرون سے پایا تھا وہ سب پہلو مین رکھا ہوا ہے تمام اسباب سامنے دھرا ہوا ہے عمروؓ ان تبرکات کو لیکر سالم کے پاس گیا اور تمام قصہ حرف بحرف تفصیل وار کہا سالم نے کہا کہ عمروؓ اب جاکر حمزہ کو بھیجدے

عمروؓ کا پہاڑ پر قدم گاہ آدم کی زیارت کو جانا اور آدم و داؤد وغیرہ سے تبرکات پانا



تاکہ اسکے بھی حق مین جو کچھ ہے عمرو وہان سے روانہ ہوا اثنائے راہ مین احتیاطاً زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہنے لگا کہ یا دادا
آدم مین طویل القامت ہو جاؤن اور رنگ میرا روغن قیر سے بھی زیادہ کالا ہو جاوے اور جیب تک خنجر دو درخواست
اکبر دن گھٹنے نہ پاؤن میرا قد و قامت اور جثہ اور بشرہ اس عالم کے آدمیون سے نرالا ہو جاے عمرو نے دیکھا کہ فو
قد بڑا ہو گیا آئینہ مین جو دیکھا تو اپنی صورت سے آپ ڈرا دل مین کہنے لگا کہ ایسا نہو ایسی ہی صورت رہجاو
یہی قد و قامت اور رنگت رہجاوے زنبیل پر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کیا کہ میری صورت اصلی ہو جائے شکل
پہلی سی ہو جائے فی الفور اصلی شکل بن گئی عمرو کی جان مین جان پڑی تب تو عمرو خوش ہوا نقلین بجانے لگا کہ مین
جیسی صورت چاہونگا ایسی ہی بن جائیگی موقع موقع پر وہی لطف دکھائیگی پھر صورت تبدیل کر کے لشکر اسلام
پہونچا دوتارا بجا کر گانے لگا جس نے سنا اپنا شغل چھوڑ کر عمرو کے ساتھ ہوا لوگون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی
کہ ایک ہندی آدمی اس ہیئت کا اردو مین آیا ہے دوتارا بجا رہا ہے کہ سننے والون کا ہوش نہین بجا رہا ہے صاحبقران
نے طلب فرمایا اپنے حضور مین بلوایا دیکھا تو واقعی عجیب صورت کا آدمی ہے کہ عالم خواب مین ایسی شکل نہین دیکھی ہے
گانا بجانا جو سنا تو کان کھڑے ہوے امیر مع امرا ایسے محو ہوے کہ کسی کو اپنی خبر نہ رہی سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
جب عمرو گا بجا چکا تو امیر نے پوچھا کہ اے شخص تو کہان کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے عمرو بولا کہ مجھکو
محمود سیاہ تن کہتے ہین اور رہنے والا اسی سراندیپ کا ہون خسرو ہندوستان مجھے خوب جانتا
اور بہت کچھ انعام اس سے پاتا ہون لیکن میرے حوصلے کے موافق نہین دیتا کہ بے پروا ہو جاؤن اور کسی
رئیس کے روبرو دست سوال نہ پھیلاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ اسکو ہمارے خزانے مین لیجاؤ جسقدر روپیہ
اشرفی جواہر کہ اس سے اٹھ سکے اسکو دلواؤ سلطان بخت عمرو کو امیر کے خزانے مین لے گیا اور انعام کے اٹھانیکو
کہا عمرو نے جتنے صندوق خزانے مین تھے ایک ایک کر کے سب نکالے سلطان بخت بولا یہ تو صدہا آدمیونکا
بوجھ ہے تجھ سے جس قدر اٹھ سکے اتنا اٹھا اور امیر کا جتنا حکم ہے اس قدر مال و متاع جھولی مین باندھکر اپنے
گھر لیجا اتنی ہوس کیون کرتا ہے بے فائدہ خزانون کے صندوق تبر کرتا ہے عمرو بولا کہ ہان حضرت وہی تو اتنا
نہین تو کیا میرے پاس عرابے چھکڑے ہین کہ انپر لیجاؤنگا یا اور لادنے والونکو کہین سے جاکر بلا لاؤنگا سلطان بخت
یہ سمجھکر کہ شاید اسکو خلل دماغ ہے چپ ہو رہا اس کی اس حرکت سے خبر نہوا اور بھی متعلقین اور ملازمین خزانہ
دیکھا کیے سب کے سب چپ کھڑے رہے عمرو نے ان سب صندوقون کو جال بچھا کر اوپر تلے رکھا اور رسی
باندھکر کاندھے پر رکھکے کوہستان کی راہ لینے کا ارادہ کیا دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے حواس باقی نہ رہے
سلطان بخت نے اسے روک کر کہا ذرا ٹھہر ہم اپنے حاکم کو بھی خبر کر دین اس کے کان تک بھی یہ کیفیت
پہونچا دین عمرو صندوقون کو کاندھے پر سے اتار کر بیٹھ گیا سلطان بخت نے جاکر امیر سے

تمام قصہ کہا کہ یا صاحبقران وہ تو معلوم نہیں کہ جن ہی غول بیابانی ہی کوئی ساحر ہی یا آفت ربانی ہی یا بلائے
آسمانی ہی اُس نے تمام صندوق خزانے کے ایک جال مین باندھ کر کندھے پر رکھے اور ایسا بیباک چال نکلا کہ اسکے
پاؤن تک نہ ڈگمگائے اور کاندھے نہ ہلے فدوی نے اُس کو روکا ہی کہ ہم اُسکی اطلاع اپنے خاوند کو دے لیوین
تب مجھے رخصت کرین صاحبقران نے سنتے ہی تجویز کیا کہ یہ خواہ مخواہ عمرو ہی کوئی اور شعبدہ سکھلایا ہوا اور
اُسکی چالاکی مقرر ہی خود تشریف لیجا کر فرمایا کہ کیون بھائی خوب یہ کرشمہ دکھاتے ہو ہمارے اوپر ہاتھ صاف کرتے ہو
عمرو ہنس پڑا امیر نے اُس کو گلے لگا لیا عمرو نے ساری سرگذشت بیان کرکے کہا کہ آپ کو بھی سالم نے بلایا ہے
اور کچھ تبرک آپ کیواسطے بھی رکھا ہی امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو مع جمیع امراء عمرو دامن کوہ کیطرف
گئے اور سبزہ زار اور نہرون اور چشمون کی سیر کرنے لگے ایک میدان دیکھا کہ زمین اُس کی صندل سفید و
گلاب سے خمیر کرکے ہموار کی ہی نہایت دلچسپ اور پُرفضا مسطح کہین سے نہ نیچی اور نہ اونچی ہی اور اُس کے
ایک گوشے مین تال سنگی و مگدر و لیزم و بلم و گرز وغیرہ اسباب ورزش کے رکھے ہین اور چند آدمی اُس کے
نگاہبان کھڑے ہین امیر نے اُن سے پوچھا کہ یہ کس کی ورزش گاہ ہی وہ بولے کہ خسرو ہندوستان ملک
لندھور بن سعدان کی ہی جو یہان کا بادشاہ ہی امیر نے عمرو سے کہا کہ مین بھی اپنا زور آزماؤن اُن لوگون
کو اپنی طاقت دکھاؤن عمرو نے کہا بسم اللہ آپ کو مبارک یہ ورزش گاہ ہوا امیر نے اُس تعلیم گاہ مین جا کر جتنے
تال و مگدر و لیزم و بلم تھے سب کو اُٹھا لیے لیکن گرز نہ اُٹھا امیر کو از بس کوفت ہوئی کمال ملال ہوا کہ آلہی تو ہی
عزت اور شرم رکھنے والا ہی جب اُسکا گرز نہ اُٹھا تو مقابلہ البتہ اُسکے دشوار ہوگا آگے بڑھے مغموم سالم کیطرف
گئے سالم نے بغلگیر ہو کر وہی گز دے کے کہا کہ آپ اس سے ناپ کر فلانے مقام کی زمین دھوویں جو کچھ
آپ کا حصہ ہوگا وہ ملے گا وہ آپ میرے پاس لائیں امیر نے سالم کے کہنے پر عمل کیا تو ایک دانہ
یاقوت کا پایا سالم کو لیجا کر دکھایا سالم نے کہا یہ مال آپ کا ہی اس کو اپنی جیب مین رکھیے اور کوہ پر زیارت
کے واسطے جائیے آپ کا حافظ و ناصر خدا ہی جب تک اُدھر سے اعانت نہ ہوگی خسرو ہندوستان
سے بر نہ آئیے گا کسی طرح اُس پر فتح نہ پائیے گا امیر نے پہاڑ پر جا کے حضرت آدم علیہ السلام کے قدم شریف
کی زیارت کی اور اُسی جگہ عبادت مین مشغول ہوئے اور مصروف مناجات و الحاح و زاری رہے ناگاہ
سجدۂ آخر مین غفلت سی آگئی جھپکی سی لگ گئی دیکھا کہ ایک تخت فلک پر سے سطح زمین پر اترا اور اُسی
مقام پر آکے نور فگن ہوا اُس پر کئی بزرگ نورانی چہرہ بیٹھے ہین اور سب کے چہرۂ مبارک سے لمعات نور ظاہر
ہوتے ہین اُن مین سے ایک بزرگ طویل القامت نے نام امیر کا لیکر سلام علیک کی اور دعائے
برکت دی اور فرمایا کہ حمزہ یہ بازو بند لے اور اپنے بازو پر باندھ کبھی تیرا پنجہ حریف سے خم نہ ہوگا

تیرے ساعد تو می کو کسی طرح الم نہ ہوگا اور اگر حریف کا قد ہزار گز بلند ہوگا تو بھی اس بازو بند کی برکت سے تیری تلوار
اس کے سر پر پڑیگی تجھے کبھی گزند نہ ہوگا لیکن کوس جنگ پر پہلے چوب نہ لگانا پیشدستی کبھی حریف پر نہ کرجانا جبتک
تین حربے حریف نہ کر لیوے تب تک پناوار نہ چلانا نیک طینت کو روز بد نہ دکھلانا جو امان مانگے اس کو امان
دینا بھاگے ہوے کا پیچھا نہ کرنا کسی شکستہ خاطر کے شیشۂ دل کو نہ توڑنا سائل سے منہ نہ موڑنا تو کافت کفر کا صفحۂ گیتی
سے چھیلے گا اور الف اسلام کا نیزہ بلند کریگا اور تکبر کبھی نکرنا کسی سے دون کی نہ لینا خاکسارون اور کمزورون
کو کبھی تکلیف ندینا ~ خویش را خاک رہی سازی و برباد روی + بہ ازان ست کہ بر تخت روان شاد روی + اور
دیکھنا نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تیرے نعرہ کی آواز سولہ فرسنگ تک جاویگی سننے والون کے دلون مین ہول
ڈال دے گی یہ نصیحتین کر کے حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور سب پیغمبرون نے امیر کے
حال پر لطف فرمایا خوشی کے مارے حضرت امیر کی آنکھین کھل گئین امیر نے اٹھ کر نیند سے جاگ کے دعائین
خواب کی پڑھین وضو تازہ دوبارہ کیا دوگانہ شکر کا ادا کیا اور فاتحہ پڑھ کے سالم کے پاس آئے
اور مژدۂ بشارت زبان پر لائے سالم نے امیر کو مبارکبادی دی اور یہ وصیت کی کہ اس مسافر ملک
عدم کو فقط آپ ہی کا انتظار تھا آپ کی امانت کی نگہبانی اور راہ بتانے کا بار تھا تو خدا حافظ مین اپنی راہ
لیتا ہون مگر اتنا کہے دیتا ہون اپنی تکلیف للہ گوارا کر لیجیے گا تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے کیجیے گا یہ کہکر دنیا
سے ہاتھ کھینچ لیے اور حصیر پر پانؤن پھیلا دیے کلمہ توحید پڑھا اور داخل جنت ہوا رباعی گہ رشک برد فرشتہ
بر پاکی ما + گہ دیو زند خندہ بہ بیباکی ما + ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم + شاباش برین چستی و چالاکی ما + امیر
نے اس ہستی بے وجود پر اشک حسرت بہائے اُن کو گور و کفن دیا اور وہان سے اٹھ کر لندھور کے
ورزش خانے مین آئے وہ جو ایک ہزار سات سومن کا گرز تھا اُس کو بسم اللہ کہہ کے تنکے کے مانند
بے جد و جہد اٹھا کر دوسرے گوشے مین رکھدیا اور بشاش اپنے لشکر مین پہونچے اور وہان
آکر کئی ہزار دینار مساکینون کو خدا کی راہ مین دیے نگاہبانون نے یہ معرکہ لندھور کے
کان تک پہونچایا لندھور نگاہبانون سے یہ کیفیت سن کر زورخانے مین آیا گرز کو
دوسرے مقام پر دیکھ کے کمال متعجب ہوا کہ اور بھی کوئی میرے مقابلے کا اس سرزمین
پر آپہونچا اور نگاہبانون پر تاکید کی کہ جس شخص نے میرے گرز کو ایک گوشے سے
اٹھا کر دوسرے گوشے مین رکھا ہے اور اپنا زور آزمایا ہے اگر وہ پھر آوے تو مجھ تک اُس کو
لے آنا اور فوراً مجھکو خبر پہونچانا عمرو کا حال سنیے کہ امیر سے سیر کے بہانے سے رخصت ہو کر
لندھور کے اُردو کیطرف پہونچا ایک خراسانی کی صورت بن دو تارا ہاتھ مین لے خسرو ہندوستان کے

آستانہ پر جاکر کھڑا ہوا چوبداروں نے پوچھا تو کون ہی اور تیرا پیشہ کیا ہی اور کس طرف سے اور کس ملک سے آیا ہی بولا کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کے داماد کے ساتھ یہان تک پہونچا ہون خسرو ہندوستان کی قدردانی کا حال سُنکر در دولت پر آیا ہون ذرا میری خبر کردو مجھے وہان تک پہونچا دو غرض بیگیون نے اپنے داروغہ کو اطلاع دی داروغہ نے لندھور کی خدمت مین عرض کی حکم ہوا کہ حاضر کرو حضور مین لاؤ عمرو بموجب حکم کے دربار مین پہونچا لندھور عمرو کو دیکھکر متحیر ہوا کیونکہ اس شکل کا آدمی کبھی اُس نے نہ دیکھا تھا اس قیافے اور صورت کا انسان اُس کی نظر سے گذرا نہ تھا عمرو سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اور تیرا مولد اور مقام کیا ہی عمرو نے لندھور کو دعا دیکر بولا کہ مجھکو بابائے زودبرو کہتے ہین اور میرے بزرگ لوگ خراسان مین رہتے ہین لندھور نے کہا کہ عجیب نام ہی اور طرفہ کلام ہی معلوم ہوتا ہی تو ہر کسی کو مار آتا ہی اور اُس کا مال دست بُرد کر کے لیجاتا ہی عمرو بولا کہ غلام تار کو مضراب سے مارتا ہی اور سامع قدردان کے دل کو دست بُرد کرتا ہی گداز دلی پر اُبھارتا ہی لندھور اس لطیفے پر بہت خوش ہوا اور گانے کا حکم دیا عمرو تمام ارباب نشاط سے بالادست بیٹھا اور دوتارے کو ملانے لگا جتنے گویئے بجویئے دربار مین حاضر تھے عمرو کے آگے بڑھ کے بیٹھنے پر کن منانے لگے ناک بھون چڑھانے لگے کہ اس مین ایسا کیا کمال ہی کہ نایکون کی طرح ہم پر بالادست ہوکر بیٹھا ہی دون کی لے رہا ہی لندھور نے کہا اول تو یہ مسلمان ہی اور ایک شاہزادۂ عالی وقار کے ہمراہ آیا ہی اور اُس کا فقیری سامان ہی اور اُس کی دلجوئی مجھے گونہ ضرور ہی کہ ملکون ملکون جائے گا ہر جگہ یہان کا تذکرہ آئیگا مین اُس کی خاطرشکنی کرون گا تو ملک غیر کا رہنے والا ہی اُسکی زبان سے مطعون ہونگا اور اگر خاطر کرون تو بخیر یاد کریگا اُسکو بھی یاد رہے گا دوسرے یہ امر ہی کہ نزدیک سے اِسکا گانا سُننا مجھے منظور ہی تمھارے آزردہ ہونیکا مقام نہین ہی ان باتون سے تمھین کچھ کام نہین ہی اُن کو سمجھاکر عمرو سے اشارہ کیا عمرو گانے لگا جتنے سامعین تھے گویئے تک محو ہوگئے اور کہنے لگے کہ اسکے گلے مین کہین ہڈی ہی گلا کاہے کو بانسلی ہی لوگ تو عمرو کے گانے پر محو تھے سب کے سب غش ہوئے مگر عمرو زمرد کے طاؤسون پر کہ تخت کے چارون گوشون پر تعبیہ کیے ہوئے تھے دانت تیز کیے بیٹھا تھا گرم نگاہون سے تاک رہا تھا لندھور نے محظوظ ہوکر کہا کہ ای بابائے زودبرو مانگ کیا مانگتا ہی تیری خواہش کس چیز کی جانب سوا ہی عمرو بولا کہ حضور کی عمر دراز ہو حضور کی عنایت سے نوشیروان کے داماد نے بہت کچھ دیا ہی متاع دُنیا سے مجھے بے نیاز کیا ہی پھر تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے کہا کہ تو اسوقت مجھ سے کچھ مانگ میرا دل تیرے دینے کو چاہتا ہی تجھسے کمال دل خوش ہوا ہی عمرو بولا کہ حضور کے صدقے سے مجھکو کچھ احتیاج نہین ہی غلام روپے پیسے کا محتاج نہین ہی

شاہ لندھور کا تخت طاؤسی پر جلوہ افروز ہونا اور عمرو کا دو تارا بجا کر گانا



مگر یہ جی چاہتا ہے کہ اسوقت اگر حکم ہو تو ساقی گری کر دن ایک دور بادۂ گلرنگ پلاؤن لندھور نے ساقی اول کیطرف اشارہ کیا اُسنے صراحی و جام عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ارغوانی جام مرصع مین بھر بھر پلانے لگا جب دو تین دور پلا چکا دیکھا کہ لندھور کی آنکھوں مین گلابی ڈورے نشے کے پڑ گئے حواس مختل ہوئے ایکمرتبہ ہاتھ کو بڑھایا اُن جامہاے طلا و سیمین سے ایک کو اُٹھا کر بغل مین رکھا لندھور نے کنکھیوں سے دیکھکر کہا کہ اے زود برد یہ کیا کرتا ہے طاؤس کو کیون جھولی مین دھرتا ہے آنکھ مار کے کہنے لگا چپ ہو ایسا نہو کوئی سن لے یا اور کوئی دیکھے لندھور اس بات پر بے اختیار ہنسا کہ عجب مرد مضحک ہے کہ میرا ہی تو مال چراتا ہے اور مجھی کو اُڑن گھائیان بتاتا ہے کہ چپ رہو ایسا نہو کوئی سن لے یا کوئی دیکھ لے خسرو نے فرمایا کہ سن اے زود برد چیز تو میری ہے دوسرے کے سننے سے کیا ہوگا مجھے چوری کسکی ہے مگر چونکہ تیری اس جودت کا

اگر علین سینہ زوری ہو اسوقت مزا دیا لے اس کے صلے مین باقی طاؤس بھی مین نے تجھکو بخشے اب تو خوش ہو عمرو نے آداب بجا لا کر اُن طاؤسون کو جیب مین رکھا اور پکلی کتھری کرنے کی فکر مین ہوا اور لندھور کی آنکھ بچا کر چار مثقال دارو بیہوشی زنبیل سے نکال کر شراب کے شیشے مین ملا دی اور دو دو جام لندھور اور سب ارباب محفل کو پلا دی ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ سب کی آنکھون مین سرسون پھولی سبھونکو اپنی خودی بھولی نشے کی ترنگ مین سبھون نے اپنے آپکو دریا مین شناور سمجھکر باواز بلند کہا کہ یارو دریا طغیانی پہ ہی غوطہ مار مار کر کنارے لگو جھٹ پٹ تیر تیر کر کنارے پہونچو سکے پہلے لندھور کودا اور منہ کے بھل گرا اور اسکے ساتھ سب اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ سے اچھلے اور تڑاق تڑاق بیہوش ہو ہو کے زمین پر گرے عمرو نے دست درازی شروع کی جہانتک اُس محفل مین اثاثہ تھا فرش تک اٹھا کے نذر زنبیل کیا اور اپنی راہ لی اور بات کی بات مین اپنی فرودگاہ پر آ پہونچا اور غنیمت کا مال گویا لیکر بار گنج ہو گیا قضا کار اُسوقت امیر نے حکم دیا تھا کہ دیکھو تو عمرو کہان ہی کس فکر مین سرگردان ہی بڑی دیر سے غائب ہوا ہی دیکھو لشکر مین ہی یا کہین باہر گیا ہی جلد جاؤ جس حالت مین ملے اُسیطرح لے آؤ لوگ جو عمرو کے خیمہ مین آئے دیکھین تو کثرت سے اسباب ہر قسم کا پھیلا پڑا ہی اُسمین قسم اعلی و دوم جن ہلا ہی انھون نے عمرو سے کہا کہ چلیے صاحبقران نے یاد کیا ہی اسیطرح حاضر کرنیکا حکم دیا ہی بولا اچھا بھائی اسباب سنبھال لون تو چلتا ہون تمھارے ساتھ ہی خیمہ سے نکلتا ہون وہ بولے کہ خیریت ہی مع اسباب چلنا ہوگا ورنہ باعث ملال صاحبقران کا ہوگا کہ حکم یون ہی ہی عمرو اسباب سمیت امیر کیخدمت مین حاضر ہوا امیر سمجھے کہ اسکا کہین وار لگ گیا ہنسکر پوچھا کہ یہ اسباب کیسا ہی بولا خسرو ہند نے مجھکو انعام دیا ہی صاحبقران کو یقین آیا اُسوقت تو اسباب کو حوالات مین رکھا صبح کو عادی سے فرمایا کہ تم خسرو ہندوستان کو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ اسباب مع دیگر تحائف جو مین تمکو سونپتا ہون خسرو ہند کو دیکر یہ پیام میرا کہنا کہ معلوم ہوا آپکو عمرو آپکی محفل مین حاضر ہوا تھا آپکی محفل مین کیسی صورت سے پہونچا تھا اُسکا تو بیان یہ ہی کہ خسرو ہندوستان نے یہ اسباب مجھکو انعام دیا ہی یہ سب اثاثہ مجھکو اپنی خوشی سے بخشا ہی لیکن چونکہ مجھکو اُسکے قول و فعل کا اعتبار نہین ہی کہ اُس سے بڑھکر کوئی زمانے مین عیار نہین ہی اس واسطے اس اسباب کو مین نے بھیجا ہی اور اس تحفے کو کہ از بس قلیل ہی اگر قبول کیجیے تو میری خوشی کا موجب ہی اس کا منظور کرنا عین مناسب ہی اور اگر عمرو نے کچھ بے ادبی کی ہو تو مین مطلع ہون کہ مین اُس کو سزا دون عادی کرب اس اسباب کو اونٹون پر لدوا کر خسرو ہندوستان کیخدمت مین حاضر ہوا اور در دولت پر بکر و فر تمام پہونچا وہان لندھور کی محفل کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب مائل ظہور خسرو روشن ہوا اور تخت فلک پر جلوہ افروز ہوا لندھور مع ارباب محفل ہوش مین آیا بارگاہ کو اجڑا دیکھکر استفسار فرمایا کہ زود برو کہان ہی اور کہین اُسکا نشان ہی لوگون نے کہا کہ ہمکو نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا اور کسطرف چلتا پھرتا ہوا کہ خسرو نے اپنے گلے مین ایک تعویذ بندھا دیکھا کھولکر جو پڑھا معلوم ہوا کہ وہ زود برو عمرو تھا غرضکہ ذات شریف کا شب کو یہان گذر تھا اُسیوقت حمام کرکے پوشاک پہنی دربار کی تیاری ہونے لگی ہمکا [illegible]

بارگاہ مین فرش بچھایا سرنو سے کمرون کو سجایا اتنے مین ہرکارون اور چوبدارون نے خبر کی کہ عادی کرب نامے
نوشیروان کے داماد کا ایلچی آتا ہے بہت کچھ تحفہ و تحائف جہان پناہ کیواسطے لاتا ہے لندھور نے کئی سردار عادی کے
استقبال کیواسطے بھیجے وہ سب جاکر ہمراہ اپنے عادی کو دربار شاہی مین لاکر پہونچے عادی نے بارگاہ مین حاضر ہوکر
شرائط آداب ادا کرکے صاحبقران نے جو کچھ کہا تھا اُسکا اعادہ کیا اور وہ اسباب جو عمرو دست برد کرکے لیگیا تھا مع
تحائف مرسلہ امیر بادشاہ کے حضور مین رکھدیا خسرو عادی کی تمیز پر بہت خوش و محظوظ ہوا اور اُسکو اپنے سریر کے داہنے
بالادست بٹھایا اور صاحبقران کا تحفہ بھیجا ہوا تو لے لیا مگر اسباب کے باب مین حکم دیا کہ ہمنے عمرو کو معاف کیا اور بخوشی
تمام اُسکو یہ مال بخشا ہماری طرف سے بعد نیاز کے امیر کی خدمت مین عرض کرنا کہ حاشا اگر عمرو کیطرف سے ذرا بھی گرد و غبار میرے
دامن پر بیٹھا ہو یا کسیطرح کا خیال میری خاطر مین اُسکی جانب سے گذرا ہو مین نے معاف کیا آپ بھی درگذر فرمائین اور اُسکا خیال
کسی عنوان دل مین نہ لائین بلکہ مین عمرو کی اصلی صورت دیکھنے کا مشتاق ہون اگر آپ اُسکو بصورت اصلی میرے پاس بھجوا دینگے
تو کمال ممنون کرینگے یہ کہکر عادی کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور رخصت کیا اور وقت رخصت اشتیاق اپنا عمرو کی
نسبت زبان پر لایا عادی نے جو کچھ دیکھا سنا تھا امیر سے آکر بیان کیا امیر بہت خوش ہوے اور عمرو سے فرمایا کہ اے
بابا ے زود برو تمکو خسرو ہند نے بصورت اصلی بلایا ہے اور اسباب تمھارے لیے واپس بھیجا ہے عمرو خشاش و بشاش ہوا
اور اسباب کو اپنے خیمے مین رکھکر لندھور کیطرف چلا اثنا ے راہ مین عمرو نے دیکھا کہ ایک جماعت سوداگرون کی جاتی ہے اور
اُنکے پاس نہایت عمدہ تحف مال سوداگری کا ہے اُنمین سے ایک کے ہاتھ مین تاج جواہر نگار لاکھون روپے کی قیمت کا ہے کہ
کبھی کسینے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے عمرو بھی لباس تاجرانہ پہنکر اُنکے ساتھ ہوا اُسی جماعت کے ہمراہ چلا جب وہ جماعت بارگاہ کے آستانہ
پر پہونچی دردولت پر حاضر ہوئی خبردارون نے خبر کی سب کی طلبی ہوئی لندھور نے جو تاج کو منگوا کر دیکھا بہت خوش ہوا
اپنی سرکار کے داروغہ دیوان خانہ کو بلوایا اور یہ فرمایا کہ جو اسکی قیمت ہو وہ سوداگرون کو باضافہ انعام دلوا دو اور خوش
خوش انکو رخصت کردو مین بھی اس تاج کو سر پر رکھونگا اسیوقت سے پہنونگا عمرو نے سنکر کہا کہ پہلے تاج کی قیمت ہکو
ل لے تب خسرو تاج کو اپنے سر پر رکھے یا توشکچی کو سونپے لندھور نے یہ گفتگو سنکر تاج مقیم کے حوالے کیا اور فوراً داروغہ کو حکم دیا کہ
اسکی قیمت تاجرونکو دیکر حضور مین لے آؤ مین کسیکی چیز جبر سے نہین لیتا ہون لیکن باتونکا لینے کا عادی نہین ہوا ہون مقیم تاج
کو سوداگرون کے پاس لے گیا اور قیمت پوچھنے لگا عمرو نے اُسکے ہاتھ سے لیکر کہا کہ روشنی مین دیکھکر اُس کی قیمت
مین کہونگا بادشاہون کا دربار ہے یہان دیکھ بھال کر لین دین کی گفتگو کرونگا مقیم بولا کہ بہت بہتر ہے تمھاری راے
صواب ہے عمرو خلوت خانے سے باہر نکلکے آسمان کیطرف دیکھکر لوگونسے کہنے لگا کہ ابر غلیظ اُٹھا ہے کچھ آندھی کی
آمد آمد ہے غبار سا بھی چھا رہا ہے یہ کہکر ایک سمت چلا اور فوراً چلتا ہوا تاجر اور ملازمین شاہی فلک کو چارون
طرف دیکھکر کہنے لگے کہ اے عزیز کہین نشان تک بھی ابر کا ہے اتنا جھوٹ کیون بولتا ہے پھر کر جو

دیکھین تو وہ شخص تاج لیے بھاگا جاتا ہی اور بہت دور نکل گیا فی الفور یہ خبر خسرو کو پہونچی اور لشکر مین مشہور ہوئی خسرو آپ اپنے ہاتھی کی مستک پر بیٹھ کے اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور عمرو کو جا کر روکا عمرو جھاڑی کی طرف بھاگا اور جب راہ نہ تھی عمرو دست پاچہ ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا دیکھے تو ایک جھونپڑا ہی اُسمین ایک شخص چکی پیس رہا ہی جھٹ پٹ اُسکے گھر مین جا کر اس سے کہنے لگا تو کچھ اپنی موت و زندگی کی بھی خبر رکھتا ہی کہ خسرو ہند نے ایک خواب دیکھا ہی حکیمون نے یہی اُس کی تعبیر کہی ہی کہ اگر کسی چکی والے کے سر کا پوست نقارے مین منڈھکر خسرو اپنے ہاتھ سے بجاوے تو بہتر ہی خواب کے ضرر سے نجات پاوے سو لوگ تیرے پکڑنے کو دوڑے آتے ہین اور جلاد کو ساتھ لاتے ہین وہ بیچارہ سنکر جیتے جی گویا مر گیا کہ مفت مین جان گئی بد حواس ہو کر عمرو سے پوچھنے لگا کہ مین کیونکر ظالمون کے ہاتھ سے بچون اور تھوڑی زندگی کے دن بسر کرون عمرو نے کہا کہ اپنی دھوتی مجھے دے کہ مین پہنکر چکی پیسنے لگون تیری جان بخشی کی فکر کرون تو اس حوض مین غوطہ مار کر چپکا بیٹھ رہ جو کوئی آئیگا مین اس کو جواب دے لونگا تیرے گھر سے حیلہ حوالہ کر کے ٹال دونگا اُسکو گویا جان ملی دوبارہ زندگی ہوئی فی الفور دھوتی عمرو کے حوالے کی پوشاک اپنی فوراً دیدی اور آپ ننگا حوض مین کود کر بیٹھ رہا عمرو نے اُس دھوتی کو باندھکر چکی پیسنا شروع کیا لندھور ہاتھی پر سے اُتر کر اُس آسیابان کے گھر مین گھسا اور عمرو سے پوچھا کہ ایسی صورت کا آدمی بھی تیرے گھر مین آیا ہی سچ بتا کہ وہ کہان چھپا ہی عمرو نے کہا کہ حوض مین غوطہ مار کر بیٹھا ہی اُس مین پکڑ لا ہی لندھور تو کپڑے اُتار کر حوض مین کودا اور عمرو لندھور کی پوشاک لے کر اُس گھر سے باہر نکل کے خزانچی کو پوچھتا ہوا چلا خزانچی سے جو ملاقات ہوئی اُس سے کہا خسرو ہند نے یہ نشانی دی ہی کہ جلد خزانچی کو دکھا کر دو سو تمن لے آؤ اور بہت جلدی کی ہی اور بات کی بات مین میرے پاس پہونچاؤ خزانچی نے دو سو تمن اُس کے حوالے کیے عمرو نے لے لیے اور پھر اپنے لشکر کی راہ لی اور اپنی جھولی بھر لی اور لندھور حوض مین سے اُس آسیا گردان کو نکالنے لگا اور اوپر اُچھالنے لگا اُس نے حوض کے پتھرون سے اپنے سر کو ٹکرا کے زخمی کر لیا اور کہنے لگا کہ اب پوست میرے سر کا خراب ہو گیا کسی کام کا نہین رہا کسی اور آسیا گردان کو تلاش کر کے اُس کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھکر خسرو کو دے اور خاطر خواہ اپنے انعام و خلعت لے خسرو اُس کو بجاوے اور تعبیر خواب کی دیکر اپنی آفت ہٹا دے لندھور حیران ہوا کہ کیا بکتا ہی آیا اس کو مالیخولیا ہوا ہی کہ ایسی بے تکی باتین کر رہا ہی کوئی دیوانہ اور مجنون سا ہی جب آسیابان حوض سے نکلا لندھور نے دیکھا کہ وہ شخص نہین ہی اس مین اور اُس مین فرق کہین سے کہین ہی باہر نکل کے لوگون سے پوچھا کہ ادھر کوئی آدمی گیا ہی اس گھر سے کوئی اور آدمی نکلا ہی لوگون نے کہا کہ اور تو کوئی نہین گیا ہی مگر جس شخص کو حضور نے پوشاک نشانی دے کر دو سو تمن دلوائے تھے اور اپنے ملبوس خاص عطا فرمائے تھے وہ خزانچی سے تمن لیکر اس طرف گیا ہی نہین معلوم

کہان رہتا ہی خسرو سمجھا کہ یہ عمرو تھا اُسکی ظرافت اور چالاکی اور منصوبے پر عاشق ہوگیا پوشاک بدلکر تنہا
مستقیم صاحبقران کے اُردو کی طرف روانہ ہوا امیر کو عیارون نے خبر دی کہ خسرو ہندوستان
ملک لندھور بن سعدان کیلا ہاتھی کی مستک پر سوار حضور کے خیمہ کیطرف آتا ہی اور کوئی رفیق یا مصاحب
یا سپاہی بھی ساتھ نہین لاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ آنے دو اور خبردار سب چپکے رہو جب لندھور
ہاتھی پر سے اُترا اور امیر کے خیمے کیطرف چلا صاحبقران تا در خیمہ پیشوائی کرکے لے آئے اور اپنی کرسی مرصع نگار
پر بٹھایا اور بموافق اُسکی حیثیت کے بہت اعزاز و اکرام فرمایا اور جشن کی تیاری کی محفل نشاط آناً فاناً مین فراہم ہوا
لندھور امیر کا اخلاق دیکھکر ایک جان چھوڑ ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور نہایت درجہ شکریہ اخلاق ادا کیا اور پوچھا
عمرو کہان ہی اُسکو اسوقت بلوایئے مگر بصورت اصلی طلب فرمایئے کہ مین اُسکی صورت کا مشتاق کمال ہون متمنی ہون
ہون میرے پاس جب جاتا ہی ہیئت بدلکر جاتا ہی اور اپنا فقرہ کر آتا ہی حکم ہوتے ہی عمرو بصورت اصلی حاضر ہوا
لندھور کو آداب بجا لایا اور اپنی کرسی پر بیٹھا ساقیان سیمین وش زرین لباس با جام و صراحی بار مین آئے اور
آفتاب می کو تمام جام مین لبریز کرکے گردش مین لائے پہلا جام صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے لندھور کو پلایا بعد اُسکے
آپ نوش فرمایا جب نشے جمے آنکھوں مین سرور آئے لندھور نے عمرو سے گانے کی فرمائش کی ساز منگوا اُسکی جارحت سی عمرو
وتار امنگا کر ملایا اور ایسا وقت کا راگ گایا کہ تمام مجلس بیخود ہوگئی اور لندھور کے منھ سے صدائے آفرین اور احسنت نکلی
لندھور نے مالائے مروارید اپنے گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا اور فرمایا کہ وہ تاج بھی ہمنے تجھکو معاف کیا بعد اُسکے صاحبقران
اور لندھور سے کانون کان کچھ باتین ہوتی رہین آپسمین گفتگو مین محبت خلوص کی رہین جب شام ہوا خیمہ مغرب مین داخل
خسرو ہندوستان نے ہنگام رخصت صاحبقران سے کہا کہ ہماری عرض پذیرا ہوئی یا نہین میری استدعا پایۂ قبول
مین پہونچی یا نہین فرمایا کہ آپ شرائط دوستی بجا لاتے ہین اور مجھکو اپنے اخلاق سے ممنون فرماتے ہین اور مجھکو شاہنشاہ
نے آپسے لڑنے کو بھیجا ہی عجب مقام مجبوری کا ہی لندھور نے کہا کہ اس ارادے کو درگذر فرمایئے لطف صلح مین ہی کہ جنگ
اس قصہ سے باز آیئے نفس الامر مین نوشیروان نے آپکو مجھسے لڑنے کو نہین بھیجا ہی یاس نے آپسے جنگ زرگری کی ہی
ہوا کہ وہ آپکا عدو ہی جب آپ پر نہ چلا تو اُس نے یہ تدبیر کی جو یہ معاملہ آپسے کیا اُمیدوار ہون کہ مجھکو اپنا
ہمراہ لیجیے اور اس قصد سے درگذر کیجیے مین اُسکو مار کر آپکو تخت پر بٹھلاؤن چین سے حکومت کیجیے اور اُسکی بیٹی
کو بغل مین لیکر شبانہ روز اُس سے داد عیش کی دیجیے امیر نے کہا کہ مین نے تمہارے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہی میرے کیا
اُس سے بدعہدی کرون یہ کیونکر ہوسکتا ہی لندھور نے تلوار اپنی کھینچکر امیر کے آگے رکھدی اور سر جھکا کر
یہی مرضی ہی تو بسم اللہ اس بے سر و پا کے سر کو کاٹ لیجیے اور بے رنج و مشقت لیجا کر نوشیروان کے آگے رکھدیجیے صاحبقران
نے سر لندھور کا گلے سے لگا لیا اور اُس کی جوانمردی اور مردانگی کی تعریف کی اور بہت کچھ اُس کا دل خوش

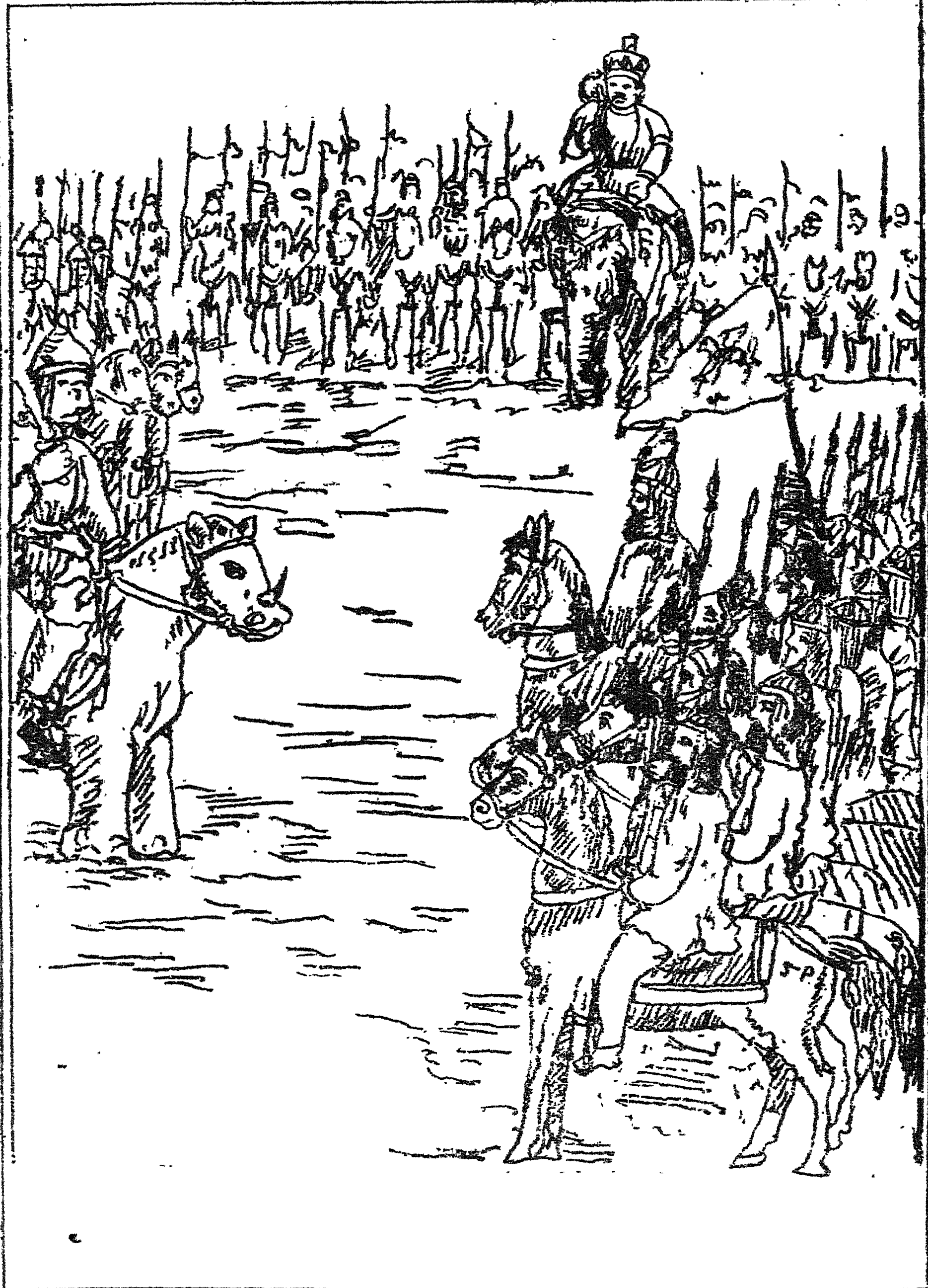
اور کہا یہ کام جلادون کا ہی یا بزدلون کا ہی طبل جنگ بجوایئے اور صبح کو میدان کارزار مین تشریف لایئے
سر میدان جو کچھ ہوگا سو ہو رہیگا اور دیکھا جاویگا لندھور بولا کہ خیر خدا حافظ ہی اگر یہی مرضی ہی تو آج آپ
طبل جنگ بجوایئے لشکر کو مطلع فرمایئے امیر نے کہا کہ پہلے آپ اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے پیشقدمی
آپ ہی کیجیے پھر مین بھی حکم دونگا جنگ کی تیاری کرونگا خسرو نے مجبور ہوکر اپنے لشکر مین آکر طبل جنگ بجوایا
صاحبقران نے بھی اُسکے طبل جنگ کی آواز سنکر کوس سکندری پر چوب مارنیکا حکم فرمایا نقارے پر چوب پڑی
زمین رزمگاہ کی دہل گئی **شعر** ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دونست دونست گردون دون + جو لوگ مدت سے
مشتاق شاہد رعنائے تیغ کے تھے اُن بہادر دلاوروں کی رات شب عید ہو گئی اُنکے بخت بیدار ہوے وہ ساعت سعید
ہو گئی کہ کل روز وصال معشوقہ شمشیر بران ہی ہنگام آرائش پری پیکران خنجر دستان ہی غسل کرکے پوشاک بدلی اپنے
اپنے بناؤ کی تیاری کی عطر سہاگ ملا آنکھوں مین سرمہ دیا پان چباچبا کے آپسمین باتین کرنے لگے بعضے صاف
صاف بعضے وضعداری سے شجاعت کا دم بھرنے لگے دیکھیے کل کسکو سرخ روئی حاصل ہوتی ہی اور کسکو زرد روئی
کامل ہوتی ہی اور بغلگیر ہو ہوکر کہنے لگے کہ آج عید قربان کا عرفہ ہی آج ہی گلے مل لیجیے کل قصاب اجل سفاکی پر کمر
باندھیگا دیکھیے فرصت ملنے کی دے یا نہ دے ابھی معانقہ سے مسرت حاصل کیجیے دیکھیے کون بسمل ہوتا ہی اور کون
کون اپنی جان کھوتا ہی بعضون نے اپنی تلوار مین ڈورا ڈلوایا کہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے بعضون نے تلوار کا
پٹھا چڑوایا کہ بدن کا رگ و پٹھا لگا نرہے کوئی کہتا ہی کہ کل اپنی تیغ کی چال ڈھال دیکھنا ہی کوئی بولا کہ اپنی اصفہانی کا
منھ لال دیکھنا ہی بعضے دستانون کو قوت بازو سے صاف کرتے کہ سر دست فتح کی شکل نظر پڑے کوئی کہتا تھا کہ خدا
آبرو رکھنے والا ہی جنگ وہ سردار وائسکی ذات کا سہارا ہی کوئی کہتا کہ **ملک** ہندوستان کی تلوار دیکھنا ہی ہندیوں کی
جرأت اور جنگ دیکھنا ہی بعضون نے فولادی خود کو چمکایا اختر اوج اقبال سرداری ظفر بنایا بعضے چار آئینہ کو
جلا دینے لگے کہ عروس ظفر کی صورت بے کدورت دکھا دے بعضون نے خنجر کو آبدار کیا کہ حریف ایکہی ضرب
مین ایسا سیراب ہو جاوے کہ پھر پانی نہ مانگے ٹھنڈے ٹھنڈے تلوارون کی چھاؤں مین ملک عدم کی راہ لے بعضون
نے برچھی اور بھالے کو دیکھا بھالا بعضون نے سنان دو دم کے پھل کو سان پر چڑھوایا کہ حریف کے سینہ پر کینہ مین اٹک
نجائے صاف کو چہ استخوان سے سرخرو نکل آئے کسی نے چھری قرولی پر شبت و رو باڑھ رکھوائی دشمن کو بازگشت کے رد
کی دلمین کھٹک نہ رہے کسی نے کٹار کا پٹھا چڑوایا کہ عدو کا ردوہ سلامت نرہے بعضون نے ترکش خالی کرکے تیرون کے
پر کترے درست کیے کمان کو سینکا کہ وقت پر بد رخ نہو اور وہ جو دائی رائے بیل دو دا چینلی کے مرزا ہو گرا
تھے انکو کوس حربی کی آواز سنتے ہی دست برد ستے آنے لگے منھ پر ہوائیان چھٹنے لگین رنگ زرد لب خشک
ہو گئے رو رو کر لگے منتین ماننے کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جاوے تو بابدار صاحب مدارون مین آکے تمھاری چھڑیان

چڑھا دینگے کوئی نام دہرا کہ مین بیر جلیلون پر جاکے پیر بھجڑی کی کڑاہی کرونگا کسی نے کہا کہ مین بیراونے
کا میلہ کرونگا اسی طرح سے ہر ایک منتین مانتا تھا اور اپنے سائیس سے کہتا تھا کہ دیکھنا بھائی صبح ہوتے
یاد رہے کہ تم گھوڑے کو کسنا ہم ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھاون مین اپنے گھر کی راہ لین گے دشمن گھٹنے
فوج کا مقابلہ ہو امیر کو تو ملکہ کی لو لگی ہے ہم کہان مفت اپنی جان دین گے سائیس نے کہا کہ خداوند سایہ
ہوکر ایسی بات زبان پر لاتے ہو برسون اسے درماہہ کھاتے ہو وقت پر جان بچاوگے تو لوگ کیا کہین
ساتھ والون کو کیا منہ دکھاوگے مردون کا کام حریف کو پیٹھ دکھانا نہین ہے یہ وقت بہادری دکھانے
یا گھر چلے جانے کا ہے اگر ایسا ہی کروگے تو ساتھ کے جوان آوازہ پھیکین گے جلسون مین بیٹھ کے طعنہ
زندگی ان کے ہاتھون سے مشکل ہوگی علاوہ اس کے خفت حاصل ہوگی اور یہ چرچا جا بجا جو مشہور
ہوگا تو کہین نوکری نہ ملے گی کسی رئیس کی نظرون مین آپ کی آبرو نہ رہے گی اور اگر ایسا دل رکھتے تھے تو
کیون سپاہ گری مین نام لکھوایا کیون اس دن کو اختیار فرمایا سوا اس کے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ
دشمن مارے ہی جائینگے یا نصیب اعدا نیزہ اور تیر کے دور سے زخم ہی کھائین گے دیکھیے گھوڑے
دانہ جو دلا جاتا ہے جس کی قسمت مین دو ٹکڑے ہونا نہین ہے وہ جیتا ثابت دلنے سے نکل آتا ہے برا
ہمت کو نہ ہار یے بڑھ کے تلوارین ماریے مردانہ وار حریف کا سامنا کیجیے کام بن پڑے تو خدا
سے خلعت و انعام لیجیے آج ایک ایسے ہو کل دو ایسے ہوجائیے گا آیندہ جو اور کام بن پڑیگا تو
اور عزت پائیے گا جھنجھلا کر سائیس کو سخت و سست کہنے لگے کہ ابے تیرا کیا جائے گا جان تو ٹیان
ہماری جائینگی تجھ پر کیا گزند آئے گا تو تو یہی چاہتا ہے کہ اگر دشمنون سے دوبار شیطان کے کان بہرے
اناچت ہو جاوین لڑائی مین دو راز حال خدانخواستہ کام آئین تو تو ہمارے کپڑے پھلکے ہتھیار لگا
ہمارا گھوڑا اپنی ران کے نیچے داغ کروا دے سوارون مین داخل ہوکر تنخواہین لے مزے اڑادے
اقتدار الٰہی بیل اور بوا چنبیلی کو دوزخ کا کندہ کرے کہ امان جان اور بڑی باجی صاحبہ کو ورغلا
انکار لور بکوا کر اپنے یارون سے روپیے کر گھوڑا مول لوایا اور بخشی جی سے برا کام کروا کر گھوڑ
داغ کروایا ہم کو آفت مین پھنسایا ہر چند ہم کہتے رہے کہ ہم کو لہو دیکھ کر غش آتا ہے چڑیا سر پر سے
اڑ کر نکلتی ہے تو ڈر کے مارے جان سنسنا جاتی ہے دم گھبراتا ہے کہ گولی آئی اور کہین نہ کہین پڑی
کہان اور ہتھیار گھوڑا کہان یہ معرکہ لڑائی بھڑائی کا کہان لڑ کین سے تو ہم کو امان جان نے نا
نعمت سے پالا کبھی سپاہیون کی صحبتون مین بیٹھنے کی روادار نہ ہوئین سوائے ستار اور شطرنج او
گنجیفہ اور ناچ رنگ وغیرہ کے کچھ کام نہ رہا اب سوارون مین نام لکھوا کر گھر سے باہر نکالا ابھی فساد

دو چار برس نہین گذرے ہین اگر صورت دگرگون ہوئی تو وہ بیچاری کیا کھے گی اُٹھتی جوانی کس کے سر رہیگی محنت مزدوری کرکے کھاتے اوگی کاڑھتے یا نیچہ باندھتے شام کو دو پیسہ گھر لاتے ماں بہنوں کے پاس بیٹھکر خوش ہوتے رات کو بی بی کے پاس ٹانگ پھیلا کر چین سے نیند بھر کے سوتے اور آوازہ تو کوئی تب پھینکیگا جب ہم کو اس لشکر خونخوار مین دیکھیگا ہم کو اپنی جان بھاری نہین ہو کہ یہان سے نکلکر پھر اس کمبخت فرقہ سپاہ گری مین نوکری کرین یا پھر تمنا اس فرقے مین نام لکھوانے کی کرین باقی جنون کی جو تونے تمثیل دی ہو تو ہم کو دے جنون مین سمجھ لے تو کسی طرح جان تو بچنے دے تو جاتا نہین ہو جب کہین ایسی ویسی لڑائی ہوئی ہو ہم بھاگتون کے اگاڑی اور مارتون کے پچھاڑی رہے ہین کسی نے ہماری صورت دیکھی ہان ایک بات ہو اگر خیر خواہی جتاتا ہو نمک حلالی دکھاتا ہو تو اپنا انگوچھا لنگوٹی ہمکو دے کل ہم جائی گھر پا لیجا کر تیرے بدلے گھانس چھیل لائینگے شام کو گھوڑے کے سامنے ڈالدینگے اور تجھے روٹی پکاکر کھلائینگے تو ہمارے کپڑے پہن ہتھیار لگا گھوڑے پر چڑھ کے ہماری عوض نوکری بجانا لڑائی مین مردون کا ساتھ دینا خلعت و انعام جو ملیگا تو ہی لینا خلاصہ یہ کہ مرد و نامرد رات بھر اپنے اپنے منصوبے مین سرگرم رہے جو مردانے بہادر جنگ آزما تھے صرف مناجات ہوکر دست بدعا تھے کہ الٰہی کل اس معرکہ مین شرم رہے بہتیرے نامرد رات ہی کو بھاگ نکلے بعضے اسہال مین مبتلا ہوے جب شاہ خاور کی آمد آمد کا ڈنکا بجا لمعہ پرچم شعاعی مہر کا چمکا اسطرف سے صاحبقران بعد ادائے نماز فجر مع لشکر غازیان ملائک صورت سراپا ہدایت صاف باطن نیک طینت اور اسطرف سے لندھور بن سعدان آوارہ بادیۂ ضلالت صف آرائے میدان کارزار ہوے اور طرفین کے لشکر آمادۂ جنگ و پیکار ہوے تبرداروں نے بیل بوٹے جھاڑی سے میدان کو صاف کیا بیلدارون نے اونچی نیچی زمین کو ہموار اور شفاف کیا سقون نے ہزارہ فوارہ مشکون کے دہانے مین لگاکر میدان کی گرد کو ٹھہلایا سیرابی اور نزہت مین غیرت شمشیر بنایا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈول وغیرہ چودہ صفین ہرطرف آراستہ ہوئین عرصۂ جنگ مین دونون جانب کی کمال خوبصورتی کے ساتھ فوجین جمین ہنوز کوئی کسی طرف سے مبارز طلب نہوا تھا کہ سامنے سے ایک غبار تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ اُٹھا جب مقراض باد نے گریبان گرد کو چاک کیا اور چہرہ زمین کو کدورت خاک سے پاک کیا چالیس علم نمودار ہوے جانب مقابل کے لوگ ہوشیار ہوے معلوم ہوا کہ چالیس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہو اسقدر اس لشکر کی کیفیت ہو ہر گاہ تیسری طرف وہ لشکر قائم ہوا صاحبقران نے دیکھا کہ صف اول مین گستہم بن اشک زرین کفش علم خوک پیکر کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کا انتظام کر رہا ہو سرگرم صف آرائی پھرتا ہو امیر نے عمرو کو دکھایا عمرو دل مین ایک فقرہ سوچکر اپنے لشکر سے علحدہ ہو کر گستہم کے لشکر کو چلا اور وہان

ہو پہنچکر بکمال ادب و نیاز گستہم کو سلام کیا اور فقرہ کیا گستہم بولا کہ کہو خواجہ عمرو اچھے تو رہے بہت دنونکے
بعد نظر پڑے عمرو بولا کہ اچھے کیا خاک ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین زندگی کے دن بھرتے ہین اس عرب کی
نوکری کرتے اپنی مٹی خراب کی مفت بلا اپنے سر پر لی گستہم بولا کہ خیر تو ہی عمرو نے کہا کہ خیر کیا ہی آجکل حمزہ نوشیروان
کی دامادی کی اُمید مین ایسا نخوت کے گھوڑے پر سوار ہی کہ کسی کو خاطر مین نہین لاتا ہی اپنی پندار غلط مین سمجھا ہی
کہ دنیا مین کوئی میرے برابر نہ پہلوان ہی نہ زور آور دانا ہی یا تو مجھے خوشامد کرکے ونگل پر بٹھاتا تھا یا اب
کرسی پر میرے بیٹھنے کا روادار نہین ہی اب مطلق وہان میرا مرتبہ اور وقار نہین ہی اور مین نے جیسی جیسی جانفشانی
کی ہی اگر کوئی کریگا تو معلوم ہوگا اسوقت میری خیرخواہی کا مزا ملے گا اب میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ اسکی نوکری
چھوڑ دون اور کسی طرف راہ لون (خلق خدا تنگ نیست پاے مرا لنگ نیست) ساری نہین آدھی تو کہین ملے گی
اس آفت سے میری جان تو بچیگی گستہم بولا کہ یہ کیا بات ہی تم جہان رہوگے تمھارے واسطے سب کچھ ہی معزز اور
ممتاز وہان ہوگے اگر مجکو سرفراز کرو تو مین اپنی جان کے برابر تمکو رکھون تمھاری خدمت بخوبی کرون عمرو بولا کہ
اسیواسطے تو مین تمھارے پاس آیا ہون اُسکے لشکر سے اداس آیا ہون لیکن آپ ایک کام کیجیے کہ حمزہ کو لندھور سے
لڑنے ندیجیے مناسب یہ ہی کہ آپ پہلے سب کے اپنا مرکب کدا کر لندھور سے مبارز طلب ہون پھر منھ دیکھکر بیچارے اور
خجل اُسکے لشکری ہیکے سب ہون لندھور مین خاک زور نہین ہی مین نے اُسکے گرز کو دیکھ لیا ہی ایک چوب بر دو ہے کا
خول بمود کے لئے پہنا رکھا ہی مین جانتا ہون کہ لندھور کے برابر دنیا مین کوئی بزدل نہوگا اور کوئی زیادہ عالم
مین اُس سے بڑھکر فن نامردی مین کامل نہوگا پس حمزہ اگر اسکو مار یگا تو نوشیروان کا داماد بنے گا اُسوقت دیکھیے
کر کیا اُدھم جوتے گا اور کیا خرابیان کریگا گستہم نے کہا خوب ہوا تم میرے پاس آئے اور یہان تشریف لائے مین لندھور
کو مار کر حمزہ کو بھی مارتا ہون دو دنون کو تلوار کی گھاٹ پر اُتارتا ہون اب تمسے پردہ کیا ہی حقیقت حال مدعا میرا یہ ہی کہ
مین نے بہرام کو مار کے زابل مین سکونت اختیار کی تھی اور وہان بہت عیش و آرام سے بسر ہوتی تھی کہ نوشیروان کا
شقہ اس مضمون کا پہونچا کہ جلد سرندیپ مین جاکر اول لندھور کا سر کاٹ کہ ہماری خوشی خاطر ہو بعد ازان
حمزہ کو قتل کرکے حضور مین حاضر ہو کہ مین مہر نگار کی شادی تیرے ساتھ کردون اور اپنی فرزندی مین تجھے
سرفراز کرون القصہ عمرو گستہم کو ابھار کر میدان مین لے آیا اور آپ بھی کسی لباس مین ساتھ ساتھ
گستہم کے گھوڑے کے آیا گستہم نے اپنے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ لندھور بن سعدان کہان ہی آ کہ
یہی میدان ہی میری تیغ کے جوہر دیکھے میری ضربون کے وار اپنے اوپر دیکھے لندھور نے اپنے فیل میمون کو ہول کر
گستہم سے کہا کہ او گبر کیا بیہودہ بکتا ہی اپنا حربہ دکھا کیا ارادہ رکھتا ہی گستہم نے تلوار میان سے کھینچکر لندھور کے سر پر ایک
وار کیا لندھور نے اُسکو گرز پر روکا تلوار نے تو دانت لگا دیے لندھور نے گرز کا ایک ہاتھ اُسپر لگایا گرز تو پورا اُسپر پڑتے

امیر کا مسلح گھوڑے پر سوار زرہ و بکتر لگائے ہوئے اور طوق بن جیران علم اژدہا پیکر کا سایہ امیر پر کیے ہوئے مع لشکر جرار ایک طرف میدان میں کھڑے ہونا اور ایک جانب لندھور قوی ہیکل فیل پر سوار مع لشکر مسلح و تیار اور ایک سمت گستہم مع لشکر کرگدن پر سوار اور گستہم کا شاہ ہند سے مقابلہ کرنا



پایا کوئی دن کی زندگی تھی چندے اور ذلت اور خواری اُٹھانی تھی مگر گرز کے دستے کی جھپٹ گستہم کے پہلو کی پسلیون پر لگی چند پسلیان گستہم کی ٹوٹ گئین تمام شجاعت و مردانگی خاک مین ملی اور وہ اوندھا منھ ہو کر گینڈے پر سے زمین پر گرا اور بیہوش و بدحواس ہو گیا ساتھ کے سوارون نے چالاکی کر کے گستہم کو اُٹھا لیا اور جلدی سے طبل بازگشت بجا دیا لندھور نے امیر کی طرف دیکھ کر بہ تبسم کہا کہ اب کل آپ سے بھی سمجھ لینگے آپ کی بھی تلوار کا لطف و مزا دیکھین گے امیر نے کہا کہ اس وقت کون مانع ہی ہمین چوگان ہمین گو کار امروز بفردا مگذار بسم اللہ آمادہ جنگ و پیکار ہو لندھور بولا کہ آج یہی بہتر ہی کہ طبل بازگشت بجے کل ہی پر یہ معرکہ اُٹھا رہے دونون طرف طبل پر چوب پڑی بازگشت کی طیاری ہوئی لشکر امیر مع امیر اپنے خیمہ مین داخل ہوا اور لندھور اپنی بارگاہ مین گیا مگر گستہم شب کو بھاگ کر پہاڑ کے دامن مین چھپ کر بیٹھا اور دلمین یہ ارادہ فاسد کیا کہ شاید اگر حمزہ لندھور کو مار کر پھیریگا تو یقیناً اس طرف آویگا اُسوقت کمینگاہ سے نکلکر حمزہ کو غفلت مین مارونگا اور اُس کے لشکر کو شکست فاش دونگا اور یہ نہ سمجھا کہ مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست

جنگ کرنا لندھور کا صاحبقران سے اور آخر کو مطیع ہونا اُس سلطان گیتی ستان سے

نزد خامہ پہلوان معرکہ سخن کو دکھاتے ہین صفحہ کاغذ کے دنگل مین یلان مضامین رنگین کی طاقت آزماتے ہین جنگ ہندوستان کی داستان ہی دو شیر بیشہ جرأت و شجاعت کے حملون کا بیان ہی کہ گستہم نے لندھور کے گرز سے پسلیان تڑوا کر فرار برقرار کو ترجیح دی اور میدان سے بھاگ کر گوشہ دامان کوہ کی طرف راہ لی مگر صاحبقران کے لشکر مین تمام رات بہادرون نے مثل شب اول شب حیا کی مجیب الدعوات کی جناب مین اپنی حفظ آبرو اور عزت کیواسطے دعا کی ایک جوان دوسرے جوان کو للکارتا تھا کہ کل روز امتحان ہی صرافان قضا و قدر عرصہ کارزار مین نقد ہمت کا قلب و خالص عیار پر کھینگے حقیقت مین صف جنگ طلائے شجاعت کی کسوٹی ہی چاشنی جرأت کو امتحان کی کسوٹی پر کسینگے دیکھیے کون آتش تیغ سے گداختہ ہو کر کامل عیار نکلتا ہی کون مس قلب کی ماہیت بدلتا ہی کس کا سکہ اقلیم جرأت پر جاری ہوتا ہی کون موس سیماب دل کو آتش شمشیر پر قایم کرتا ہی کس کا پلہ امتیاز بھاری ہو سکتا ہی کسکی گوگرد خاطر شعلہ بند نایرہ کارزار ہوتی ہی کل سب کی قلعی کھل جاتی ہی کیفیت بہت جلد نمودار ہوتی ہی یہی ہنگامہ لندھور کے لشکر مین بھی مچا تھا جس سے آپس مین لاگ ڈانٹ تھی آوازہ مارتا تھا کہ کل بانکون کی نیکیتان دیکھین گے پہلوانون کے زور آزما دیکھینگے دیکھیے کون دریاے جرأت مین غوطہ مارتا ہی کون تلوار کے گھاٹ اُتار کر شناوران بحر شجاعت کو للکارتا ہی کون حریفان سنگ طلب کو نشانہ بناتا ہی کون کشتی جسم عدو کو طوفان فنا دکھاتا ہی قصہ مختصر تمام رات یہ شور و غل دونون لشکرون مین برپا رہا اسی طرح کی باتون کا آپس مین

چرچا رہا جب ملک روز نے غنیم شب کو شکست دیکر میدان ظہور سے بھگایا اور علم نور آقلیم فلک پر بلند کیا
صاحبقران خود زرہ جوشن بکتر حلقہ چار آئینہ موزے راگے جھلکوڑی مین پہنا کے شمشیر جوہر بار و خنجر آبدار
داب اور کمر مین لگاکے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوے نقیب اور چوبدار بسم اللہ کہکر ظفر و نصرت کی
دعا دینے لگے ترکش فتراک مین کاندھے پر رکھ کے گرز گرانبار دوسرے کاندھے پر رکھا جلوہ قدرت پروردگار
آشکار ہوا نیزہ یادگار آہ عاشقان و کاکل معشوقان ہاتھ مین لیا طوق بن جیران نے علم اژدہا پیکر کا
سایہ سر پر کیا ایک طرف مقبل وفادار اور دوسری طرف سلطان بخت جرار جلو مین ایک نامدار
خنجر گذار سر برندہ جادوگران ریش تراشندہ کافران خواجہ عمرو عیار بارہ سو عیار کے حلقے مین قنطورہ
زربفتی پاتا دہ سقرلاتی پہنے گوپھن عیاری حلقہ در حلقہ گچھہ ہاے کمند حبال حریف کی جان کا جنجال لیے
جرب بیلے کے دستانے ہاتھون مین چڑھائے حیلہ ہاے ناقہ نیچہ برق نشان و خنجر بران کمر مین لگائے
چھرا دازے بارہ مقام چوبیس قبضے اٹھائیس گوشہ ذیل مین ادا کرتا چھلانگین بھلانگین مارتا چلا اور تیس ہزار
سوار دریاے آہن مین غرق پرا کا پرا جمائے ہمراہ رکاب امیر نامدار ہوا اُس طرف سے خسرو
ہندوستان لندھور بن سعدان و بحی بن کے سات لاکھ سوار خونخوار کچھاجی ۔ سندلی ۔ بنگالی ۔
کرناٹکی ۔ مرہٹہ ۔ دکھنی ۔ گجراتی ۔ رانگڑا ۔ بھیل ۔ سیار گھوڑا ۔ کائین ۔ بھوجپوری ۔ لونڈیلا ۔ راجپوت ۔
مند ۔ اجی ۔ آتشامی ۔ بناکی ۔ بھوٹیا آہن فولاد مین غرق بیسواڑے کے بیس ملک اودھ کے چھتری
ٹھاکر و بچھت ۔ پنوار ۔ برہمن ۔ سوکل ۔ تواری ۔ پانڈے ۔ دوبے ۔ چوبے اور بھبرے ۔ گنوار ہتھیار
چھری ۔ کٹار ۔ سرذہی ۔ تلوار ۔ پٹا ۔ بانا ۔ تیر تبچہ ۔ قرابین پستول ۔ برچھی ۔ سانگ لگائے برقابرق رکاب
مین لیکر فیل میمونہ پر سوار ہوا جب دونون لشکر میدان کارزار مین سیل در سیل خیل در خیل تنگ در تنگ جنگ
در جنگ جوق در جوق غٹ کے غٹ پرے کے پرے جمے اور پرے کرکے صف در صف کھڑے ہوے ملک لموتیے
دونون لشکرون کے درمیان میں لی بنا خیمہ استادہ کیا اور مریخ ہر بہادر کی پیشانی پر جلوہ نما ہوا صاحبقران
نے اپنے مرکب کی باگ لی اور برچھی کرشی کی اور شیر غران کی طرح لندھور کے روبرو آکر فرمایا یہ کلام زبان
فیض ترجمان پر آیا کہ ای ملک لندھور مجکو تم سے اور تم کو مجھ سے کام ہے اور بندگان خدا کی خونریزی سے
کیا حاصل ہے لحاظ کرنے کا مقام ہے جس حربے مین تم کو دعویٰ ہو وہ حربہ کرو اپنے دل کی آرزو مٹا لو
لندھور نے کہا کہ ای صاحبقران اگر مین نے پہلے حربہ کیا تو تمھارے دل کی ہوس تمھارے دل ہی مین
رہجائیگی مراد خاطر نہ بر آئیگی پہلے حربہ تم کرو اپنے جوہر دکھاؤ صاحبقران نے فرمایا کہ میرے اُستاد نے یہ نہین بتایا
جبتک تین حربے تم نہ کرلوگے تب تک مین حربہ نکرونگا اپنا کوئی ہاتھ تمپر نہ لگاؤنگا چونکہ لندھور صاحبقران

معرکہ آرائی امیر اور لندھور کی ور تلوار مارنا امیر کا لندھور کے سر پر اور ضرب
تلوار سے گردن اسپ لندھور جدا ہو کر زمین پر گرنا اور گھوڑے کا مر جانا



پر باختہ بیٹھا اسواسطے گرز پر ہاتھ نہ ڈالا نیزہ صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اسکے نیزے کی سنان کو لپیٹ نیزکی

سنان پر روکا بایکدیگر نیزہ بازی ہونے لگی جب سو سو طعن نیزے کیجل گئے اور طرفین مین کسی کو ضرر نہ پہونچا اور
گھوڑا بھی عرق عرق ہو گیا صاحبقران نے اسکے نیزے کو گانٹھ کر ایک ڈانڈ ایسی ماری کہ نیزہ اُسکا ہاتھ سے
چھوٹ کر دور جا گرا اور ہوائی کیطرح ہوا پر اڑا ہر چند نیزہ کی انی لندھور کے سینہ کے پار ہو گئی غرہ حیا سے چہرہ پر
زردی آشکار ہو گئی لیکن آپکو سنبھال کر بمقتضاے قدردانی بولا کہ یا صاحبقران خیاط قضانے نیزہ بازی کا
جامہ تمہارے ہی بدن پر درست وچست سیا ہی خداوند قدیر نے اس فن کا کمال تمہین کو عطا کیا ہی اگر در میدان شجاعت
ہونگا تو آج سے پھر کبھی نیزہ ہاتھ مین نہ لونگا یہ کہکر گرز اُٹھا کر بولا کہ یا صاحبقران اب بھی دروازہ آشتی کا
کھولو و دیکھو جنگ سے صلح بہتر ہی ناحق تمام عمر تمہارا داغ میرے دلمین رہیگا مجھے رنج اپنا نہ دو امیر نے کہا کہ یہ وقت
لڑنے مرنیکا ہی نہ کہ وعظ و پند و نصیحت کرنے کا ہی مین پہلے ہی کہ چکا ہون کہ اپنے اقرار سے ناچار ہون نوشیروان
کا اب تو فرمانبردار ہون لا دیکھون تو تیرے گرز کی کیسی ضرب ہی ابھی تو آغاز ہی حملہ حرب ہی لندھور نے مجبور دو زانو بیٹھکر
گرز کو تولکر دوہتڑ صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران نے حافظ حقیقی کو یاد کرکے گرز اُسکا سپر گرشاسپ پر گانٹھا
اُسپر کچھ اثر بھی نہ کیا ہر چند امیر کے ہر بن مو سے عرق نکل آیا مگر حضرت آدم کے بازو بند کی برکت سے امیر کا بازو خم نہونے
پایا لندھور نے اپنے دل مین کہا کہ یہ گرز جسپر پڑا ہی اُسکے استخوان سرمہ ہو گئے ہین ہر عضو بدن کو چکنا چور کیا ہی
لیکن صاحبقران کے کچھ بھادین بھی نہ ہوا تیوری پر بل بھی نہ آیا دوسری مرتبہ بقوت تمام پھر اُس گرز کو لگایا اگرچہ
صاحبقران اُس گرز کے روکنے مین بھی سد سکندری کی طرح قایم رہے لیکن چھٹی کا دودھ یاد آیا لندھور نے
تیسری دفعہ جھنجھلا کر اُس گرز کو اس زور سے صاحبقران کے سر پر مارا کہ اگر کوہ بیستون پر پڑتا تو پانی اُبل
آتا صاحبقران نے اسکو بھی روکا پر مرکب سیاہ قیطاس چارون پاؤن سے تا بزانو زمین مین گڑ گیا اور امیر
گردبگولے مین بیٹھ گئے اس صدمے کے سبب جو غبار زمین سے اُٹھا ہمین اٹ گئے لندھور کے منہ سے بے اختیار
نکل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا کہ وہ مارا اور پست کیا بڑے زبردست کو زیر دست کیا مگر حیف صاحبقران
کی جوانی پر اس لیے مین بار بار منع کرتا تھا پر وعدے نے نہ ماننے دیا یہ کہکر امیر کے پاس ہاتھی پر سے اُتر کے
گیا رانین اور بازو ملکر کہا کہ ای شاہ عالی مقدار اگر زندہ ہی تو آواز دے کہ میری جان مین جان آئے اور اگر
مر گیا ہی تو فردائے قیامت پر میرے تیرے ملاقات رہی مجھے تیرا کمال صدمہ ہوا ہی صاحبقران ہوش مین آئے
تازیانہ داؤدی سیاہ قیطاس کے اوپر چمکایا مرکب چارون ٹاپیان جھاڑ کر اُس جگہ سے الگ جا کھڑا ہوا صاف
نکل آیا امیر نے کہا کہ ای خسرو ہندوستان کسکو مارا اور کسکو پست کیا اور کون زبردست ہی کسکو زیر دست کیا
مین تو ابھی موجود ہون ایک ضرب اور لگا لے اپنے دل کی ہوس مٹالے ابھی تو شروع کارزار ہی جسکی خدا شرم رکھے
اسقدر کیون اضطرار ہی کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا سخت لڑائی کا اتفاق نہو ہوگا لندھور متعجب ہو کر ہاتھی پر سے

اُتر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور تیغہ بردوانی نیلگون برنگ سیماب دشمن کش بے حجاب مانند تختۂ دُکان عطار کی
سے کھینچکر ضرب کو امیر کے سر پر لگایا امیر نے سپر مرصع قبۂ ریشم ہفت رنگ سے گوندھی ہوئی کو پیش کیا اور اُسکی
ضرب سراپا آفت کو اُسپر گانٹھ لیا اور کہا کہ ای ملک لندھور پانچ حربے تیرے مین نے روکے اور کیسے کیسے وار
تیرے روکیے اب دور میرا ہی میرے حملے کا وقت آیا ہی خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ غفلت مین مجکو مارا مین ہوشیار اور آگاہ
نہونے پایا یہ کہکر رکاب سے رکاب ملاکر صمصام کھینچکر بہ چستی و چالاکی تمام اور بکمال ہوشیاری خسرو کے سر پر ماری خسرو
نے سپر سر روک کر چاہا کہ رد کرے ہاتھ کو امیر کے گانٹھ لے مگر تلوار سپر کو مانند پنیر تر کاٹ کے گھوڑے کی گردن پر جا اُتری
گھوڑا سرنگون ہوا خسرو ہند نے زین کو خالی کیا اور غیظ و غضب مین آیا جھنجھلا گیا اور تیغہ کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے
اپنے دلمین کہا کہ ایسا نہو سیاہ قیطاس مجروح ہوئے اور اپنی جان اُسکے ہاتھ سے کھووے تو بل میرا آدھا ہو جائے اور
پھر ایسا مرکب کہان میرے ہاتھ آئے بچالاکی تمام مرکب سے جدا ہوے اور دستی کر کے تلوار لندھور کے قبضے سے الگ نکال
نکال لی اور ایکطرف پھینک کے اپنے لشکر کیجانب ڈالدی لندھور نے امیر کی گردن مین ہاتھ کو طوق کیا اور امیر نے
اُسکی کمر مین اپنا ہاتھ ڈالدیا اور دونوں طرف سے زور ہونے لگا دیکھنے والون کا زہرہ آب ہو گیا جب پہلوان زر
آسایش کیواسطے اپنے مقام مغرب مین روانہ ہوا اور خلیفہ سب شاگردان انجم کو زور دلانے لگا دونون طرف سے مشعلین
روشن ہوئین اور راتون کو متواتر چلا کین تین شبانہ روز امیر و لندھور نے مشت بہ مشت سینہ بہ سینہ کلہ بہ کلہ باہمدگر
زور کیا مگر کسی کا کسی سے لنگر نہ اُکھڑا چوتھے دن امیر نے نعرۂ اللہ اکبر کیا اور لندھور کو اُکھاڑ کر چھاتی تک
اُٹھا لیا مگر سر تک بلند نہ کر سکے اُس لنگر کو جو بہت بھاری تھا روکے رہے اُسکو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ پہلوے غیرت
مین خنجر مارین جان عزیز کو خاک فنا مین ملادین لندھور نے ہاتھ امیر کا پکڑ لیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ یا صاحبقران
سوائے آپکے کسنے یہ قدرت پائی ہی کہ میرا لنگر زمین سے اُکھاڑے کچھ بھی مجکو زمین سے اُٹھائے مین نے بدل و جان آپ کی
اطاعت منظور کی اور آج سے مین نے آپکی رفاقت منظور کی امیر نے لندھور کو چھاتی سے لگا لیا اور اُسی وقت سجدہ
شکر کا ادا کیا اور کہا کہ خسرو تم میرے قوت بازو ہو مین تمھین بھائی کی طرح جانونگا اور جان سے زیادہ عزیز رکھونگا
لیکن میری یہ آرزو ہی کہ تم میرے ساتھ نوشیروان کے پاس چلو مجھے اُس سے صادق الوعدہ کر دو لندھور
نے کہا کہ مین تابع فرمان ہون جہان حکم ہو وہان چلون بسم اللہ فرمائیے مین حاضر ہون پیش خیمہ روانہ فرمائیے
اپنے قول ہار چکا اس امر مین بھی لاجواب ہون لندھور نے اُسیدم اپنے لشکر کے سردارون کو بلوا کر امیر کی
ملازمت کروائی اور ہر ہر شخص کے عہدے او منصب وغیرہ کی کیفیت امیر کی سماعت مین پہونچائی اور آپ
امیر کے ساتھ ہوا امیر کے خیمے مین گیا صاحبقران نے بہت کچھ زر و جواہر لندھور پر سے صدقہ دیا اور جشن
ترتیب دیکر مہر نگار کے تصور مین ساغر چشم کو سرشک خونین سے لبریز کیا لندھور نے دیکھکر معلوم کیا کہ امیر کو مہر نگار

کا خیال ہوا اپنے رومال سے اشک جگر گون کو پونچھکر کہا کہ یہ آبدیدہ ہونا کسواسطے ہی اب زمانہ فراق کا آخر ہوا
اور وقت وصال قریب ہونچا صاحبقران نے دلکو سنبھالکر عمرو سے گانے کی فرمایش کی عمرو نے مؤدب دوزانو
بیٹھکر مضراب کی ٹوپی سر انگشت پر پہنائی اور چھیڑ چھاڑ کی ٹھہرائی اور دو تار لگا کر پہلے توسمان راگ کا دکھایا بعد ازان
لحن داؤدی مین گانا شروع جو کیا تو امیر و لندھور اور جتنے اہل درو بیدرد محفل مین تھے سبھون کو تصویر حیرت بنایا
امیر اور لندھور کا دل عمرو کے گانے سے بہت مسرور ہوا دونون نے انعام زر و جواہر دیکر عمرو کو مالا مال کر دیا بعد ازان
لندھور نے اپنے خزانے کی کنجیان امیر کے روبرو رکھدین اور تمام ہند کی تحفہ تحفہ چیزین پیشکش کرکے خود بصدق دل
مشرف باسلام ہوا بت پرستی کو ترک کیا داروغہ باورچیخانہ بکاول و فراشون کو بلوا کر ایک کمرے مین دیبا و دسترخوان
بچھوا کر انواع انواع کا خاصہ لگایا امیر نے لندھور کو لیکر کھانا تناول فرمایا لندھور نے بعد فراغت طعام کے عرض کی
کہ مین بھی امید وار سرفرازی کا ہون جب دونون سے یہ آرزو رکھتا ہون غریب خانہ کو اپنے قدم ارم توام سے رشک فردوس
کیجیے اور نان و نمک نوش فرماکے میرے کام جان کو ذائقہ عنایت سے لذت دیجیے شعر اگر و می بگذارد قدم بخانۂ ما * ز سر فراز کہ جبہ
شود و سنگ آستانہ ما * امیر نے فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہی ہندوستان کا کھانا تو کھانا بہت ضرور ہی بعد اسکے لندھور رخصت
خواہ ہوا امیر نے لندھور کو خلعت شاہانہ سے مخلع کیا لندھور رخصت ہو کر اپنی دولتسرا مین داخل ہوا اور جشن شاہانہ ترتیب دیکے
صاحبقران کو مع امرایان نامدار و پہلوانان باوقار اپنی بارگاہ مین لیگیا بزم نشاط سرگرم ہوئی طبلے پر تھاپ پڑنے لگی اب
لندھور اور امیر کو تو جشن مین مشغول رہنے دو دن تھوڑا احوال گستہم کا بیان کرون واضح ہو کہ گستہم کم درمار کھانے کی
نشانی جو لندھور سے پسلیان تڑوا کر بھاگا منزلون پیچھے پھر کر نہ دیکھا ایک پہاڑ کے دامن مین چھپکے بیٹھا اور شب و روز
صاحبقران کے مارنے کی فکر مین بسر کرنے لگا عیارون نے اسکو خبر دی کہ لندھور کو امیر نے زیر کیا اور لشکر اسلام فتحیاب
ہوا اور آج کئی دن سے لندھور کے ساتھ جشن مین مصروف ہو رہے ہین جیسے عید رات شب برات خوب عیش کرتے ہین سوائے
مقبل وفادار کے امیر کے لشکر مین کوئی سردار نہین ہی اور رفقا و امرا امیر کے ہمراہ ہین فوج کا کوئی خبردار نہین ہی گستہم
نے دیکھا کہ میدان خالی ہی ٹیڑا دمارا چاہیے ان لوگون پر وار لگایا چاہیے کہین مہر نگار کی دو خواصین اپنے ہمراہ لا یا
تھا اور صاحبقران نے بھی انکو مہر نگار کے پاس بھیجا تھا گستہم نے دو شیشون مین شراب انگوری بھر کے اسمین ہلاہل
منقال مخلوط کیا کہ اگر ایک قطرہ بھی اسکا دریائے شور مین گرتا تو جانور ان دریائی بھی جا بر نہوتے اور دو انٹ شیشون کے منہ
مین لگا کر مہر نگار کی مہر جعلی کی اور خواصون کی صورت مسافرانہ بنا دی اور اشتیاق نامہ مہر نگار کی طرف سے لکھکے ان خواصون
کو حوالہ کیا اور مضمون انکو بخوبی سمجھا دیا کہ اول تو مقبل کے پاس جا کر اظہار کرنا کہ ملکہ مہر نگار نے ہمکو بھیجا ہی بکمال وقت و پوشیدگی
ہمکو یہان روانہ کیا ہی وہ تمکو امیر کے پاس لیجا دیگا انکے نزدیک پہونچا دیگا امیر سے بہت سی باتین اشتیاق کی ملکہ
مہر نگار کی طرف سے کہکے یہ دو شیشے شراب کے مع اشتیاق نامہ دینا اور دل اسکا اپنے ہاتھ مین لینا اگر تیر فکر میر نشانہ بیٹھگا

تو مین تمکو اپنے محل مین داخل کرونگا اپنی بیبیون مین شامل کرونگا وہ دونون مردارین مردانہ بھیس بدلکر روانہ ہوئین
جب لشکر کے متصل پہونچین غلّا یہ گردون نے روکا خاص دارون نے ٹوکا بولین کہ ہم ملکہ مہرنگار کے نامہ بر ہین ایران
سے آتے ہین تمھارے امیر کے پاس جاتے ہین وہ لوگ انکو اپنے ہمراہ لے چلے مقبل وفادار کے پاس لیگئے مقبل نے الفور
اُس مجلس جشن مین گیا اور امیر کے کان مین جاکر کہا کہ دو خواصین ملکہ مہرنگار کی بھیجی ہوئی آئی ہین دو شیشے شراب
انگوری کے مع نامہ اشتیاق لائی ہین حضور کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہتی ہین امیر کو تو سرور تھا ہی
اور بھی مسرور ہوئے بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے اور خسرو سے کہا کہ آپ سرگرم مجلس رہئے مجھے ایک امر ضروری ہے اس سے
فارغ ہو کر بہت جلدی آتا ہون اور عمرو سے فرمایا کہ تم میرے بدلے خسرو کی خدمت مین حاضر رہو اور لندھور کا دل بہلاؤ امیر
نے اپنے خیمے مین آنکر خلوت کی اور اُنکی حاضری کی اجازت دی اُن دونون خواصون کو بلاکر احوال سُنا خط کے لفافے پر جو
مہرنگار کی مہر تھی اُسکو بوسہ دیا اور آنکھون سے لگایا اور بار بار زانو پر رکھا اور پھر اُٹھایا خلاصہ یہ کہ خط پڑھکے ایسے خوشی سے پھولے
کہ برنگ گل پیراہن مین نہ سمائے نیک بد زمانے کا بھولے ایک شیشے کی مہر جدا کرکے روشنی مین ہلایا اور مہرنگار کا نام لیکر غٹ غٹ
نوشجان فرمایا شراب کا حلق سے نیچے اُترنا تھا کہ امیر بیہوش ہو گئے منہ سے کف جاری ہوا ہاتھ پاؤن مارنے لگے اور یہ شعر پڑھا
اور دیدہ پر آب کیا شعر قطرۂ می کہ بسم بے تو چشیدن گیرد ٭ در گلو نا شدہ از چشم چکیدن گیرد ٭ خواصون نے جانا کہ امیر کا کام
تمام ہوا کوئی دم کے مہمان ہین اب ہمارے کام کا بخوبی انجام ہوا کسی بہانے سے خیمے کی نکالکر دونون تعطامہ چلتی ہوئین خوش
گستہم کی طرف چلدین اتفاقاً خسرو نے عمرو سے کہا کہ مجلس بغیر امیر کے بیرنگ ہے جس محفل کا مہمان موجود نہو لطف نہین
یہ کون ڈھنگ ہے خواجہ اگر امیر کو اس دم لے آؤ تو چار سو تمن تواضع کرتا ہون ابھی زنبیل تمھاری بھرتا ہون عمرو نے روپے کا
نام سُنا اب کب ٹھہرتا ہے فوراً وہان سے روانہ ہوا بارگاہ کے دروازہ پر مقبل کو پایا اُس سے پوچھا کہ امیر کیا کرتے ہین
مقبل نے کہا دو خواصین مہرنگار کی آئی ہین اُنسے خلوت مین باتین کر رہے ہین خواصون کا نام سُنتے ہی عمرو کا دل دھڑکا
پریشان ہو گیا بولا کہ خدا خیر کرے خیمے مین جاکر شمعون کو گل پایا جھٹ پٹ فتیلہ عیاری روشن کرکے شمعون کو جلایا دیکھا کہ
امیر کے جسم مین سراپا آبلے پڑ گئے ہین رنگ نیلا ہو گیا کف منہ سے جاری ہے غفلت مین ہاتھ پاؤن دھرے ہین شیشہ
پھلکا چور پڑا ہے اور دوسرا مسلّم دھرا ہے جہانتک اُس شراب کی نمی زمین پر دوڑی ہے زمین شق ہو گئی ہے ادھر اُدھر
دیکھا تو کسی کو نپایا مگر ایک طرف کی میخ خیمے کی اُکھڑی دیکھی فوراً اسطرف سے نکل کے اُنکے قدمون کے نشان پر
چلا کہان عمرو کی دوڑ اور کہان اُن خانہ خرابون کی چال ڈھال کہان عمرو عیار کہان وہ دونون بدخصال جاتے
جاتے اُنکے سر پر پہونچا دوڑ کر جا لیا دونون آپس مین کہتی جاتی تھین کہ کیا اچھی ساعت گھر سے چلے تھے ذرا بھی دیر نہ لگی
کہ امیر کا کام تمام کرکے پھر سے چلو نا بوگستہم سے وعدہ وفا کروادین اور اُس سے انعام و اکرام پادین پیچھے سے
عمرو بولا کہ مین تمھارا ملک الموت آپہونچا اچھے گھر بینا دیا یہ کہکر کے خنجر نکال کر دونون کو بار سر سینے سبکدوش کیا

اور اُسی جگہ سے اُلٹے پاؤن پھر مقبل کو بارگاہ مین لیجا کر امیر کی کیفیت دکھائی اور کہا کہ یہ تیری غفلت ہی آپکی بدولت
یہ آفت ہی اب بتا کہ کیا کرین کیا فکر کرین کیا دوا کرین مقبل سر پیٹنے لگا عمرو نے کہا کہ چپ ہو ایسا نہو کہ لشکر ہند
اس سانحہ سے خبردار ہو کر بپھر جاوے اور ہمارا لشکر مفت مین ان لوگون مین گھر جاوے تو امیر کی نگاہبانی کر اور بیابان سے
قدم باہر نہ دھر خبردار جبتک مین نہ آؤن کسی کو خیمے مین نہ آنے دینا اور اس مقام سے ہلنے کا نام نہ لینا لندھور سے جا کر
چپکے سے کہا کہ امیر اسوقت آ نہین سکتے اور آپ کو بھی وہان بلوا نہین سکتے کیونکہ دو سردار نوشیروان کے پاس سے
آئے ہین اور یہ حکم لائے ہین کہ اگر تمکو مجھ سے ایفائے عہد منظور ہی تو فوراً لندھور کو قید کر لینا کسی طرح اُسکو چھوڑ نہ دینا
سو امیر نے آپسے کہا ہی کہ اگر مصلحتاً تم اسیر ہونا منظور کرو تو میرا کام نکلتا ہی تمھارا کسی طرح سے بال بیکا نہوگا میرا سلسلہ
خیر اندیشی سے آگے کو چلتا ہی خسرو نے کہا کہ قید ہونا درکنار امیر اگر میرا سر مانگین تو حاضر ہی مجھے اُنسین کیا تامل ہی مین
میری خوشی خاطر ہی عمرو نے کہا کہ ایسا نہو کہ آپکا لشکر بگڑے اور کچھ فساد کرے خسرو نے کہا کسکی قدرت ہی کسکی اتنی مجال
کس مین اتنی طاقت ہی اپنے لشکر کے سردارون کو سمجھا دیا اور اپنے ہاتھ رومال سے بندھوا کر لشکر اسلام مین داخل ہوا
عمرو ایک گوشے مین بٹھلا کر اُس کی خاطر داری کرنے لگا اور ایک جام عیاری کا پلا کر لندھور کو بیہوش کر دیا بعد ازان
طوق و زنجیر کر کے ایک صندوق مشبک مین کہ ہوا لگتی رہے بند کیا اور لشکر کا بند و بست کر کے وہانسے راہی ہوا اثنائے راہ
مین دو سوار دیکھے ہرچند روپوش ہوا لیکن کسیطرح چھپ نہ سکا تب تو مردانہ وار سامنے آیا اور اپنا مُنھ دکھایا وہ اپنے
گھوڑون پر سے اُتر کے عمرو سے بغلگیر ہوئے مزاج کا حال پوچھنے لگے عمرو نے پوچھا کہ آپ کون ہین وہ بولے کہ ہم غبیال ہندی
کے بیٹے ہین تلاش مین تمھاری دور سے آئے ہین صبور و صابر ہمارا نام ہی باپ ہمارا ظاہر مین مسلمان ہی مگر باطن مین وہی
بت پرستی اُسکا طریق و ایمان ہی رات سے امیر کے مسموم ہونے کی خبر سنکے گستہم کی مدد کو گیا ہی اور اُس ناحق کوش کا شریک ہوا ہی
سو ہم اسواسطے آئے ہین کہ امیر کو لیجا کر اپنے قلعہ مین رکھین اور خوب دل لگا کر علاج کرین عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ اندھا کیا
چاہیے دو آنکھین جلد امیر کو ہمراہ لیجیے اور خدا کو درمیان دیجیے کہ کچھ دغا نہو اور کوئی فساد برپا نہو انھون نے خدا کو درمیان دیا
اور کہا کہ اگر ایسا ہمکو منظور نہوتا تو کیون ادھر کا قصد کیا جاتا عمرو انکو لیکر بارگاہ مین آیا اور ایک خیمے مین علیحدہ بٹھلایا جب
آدھی رات کا ڈنکا بجا امیر کو تختے مین سوار کر کے صابر و صبور کے قلعہ مین داخل کیا اور قلعہ مین اپنا بند و بست کر کے صابر و
صبور سے کہا کہ آپ امیر کے اچھے ہونے کی تدبیر کیا ہی وہ بولے یہانسے دس منزل ناردون نامے ایک جزیرہ ہی اسمین حکیم قلیمون
رہتا ہی نفس الرحمن اُنکی صحت کی فکر کریگا وہ اپنے وقت کا مسیحا ہی ہم ایک رقعہ لکھدیتے ہین اُنکو بلا لاؤ تو امیر کو فوراً شفا ہوتی ہی ہم
خاطر خواہ اُنکی دارو قرار واقعی دوا ہوتی ہی عمرو نے پہلے تو اپنے دل مین خیال کیا کہ جبتک حکیم آئیگا نہین معلوم حمزہ کا کیا حال
ہو جائیگا پھر سوچا کہ اگر حکیم نہ آئیگا تو علاج کیونکر ہوگا کس طرح شفا پائیگا ہرچہ باداباد جانا چاہیے اور ہمراہ اُسکو چاہیے صابر و
صبور نے واراسب نامے عیار کو راہ دکھلانے کے لیئے ساتھ کیا عمرو نے قلعہ سے باہر نکلکر ہوا سے کہا کہ [illegible]

مجکو آگے جانے دیتا اور میرے آگے اسکو قدم نہ بڑھانے دیتا داراب پوری منزل بھی نہ گیا تھا کہ بیسر گیا عمرو سے کہنے لگا
کہ اگر کہین سے سواری ملتی تو آگے کو اپنا چلنا ہوتا اس مقام سے دو چار کوس ٹلنا ہوتا کیونکہ پاؤن اپنے قابو مین
نہین ہین اور آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین دم بھر مین کہین کے کہین ہین عمرو بولا کہ اچھا ستا لو کسی درخت کے نیچے ہوا
کھا لو آگے چند قدم پر ایک باغ مین پہونچے ایک درخت کے نیچے دونون بیٹھ گئے عمرو نے طعام عیاری لیکر کہا کہ کچھ کھا بھی لو
کہ چلنے کی طاقت ہو اور احوال راہ کا پوچھنا شروع کیا وہ کہنے لگا کہ سیدھی ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ داہنے بائین نہ دیکھو
اور جانب قدم نہ بڑھاؤ اُس جزیرے کے متصل ایک پگڈنڈی داہنے ہاتھ کی طرف ملے گی تم اُسی لکیر پر دریا کے کنارے
تک چلے جانا درمیان مین اور بھی راہین اسطرف کی ملینگی مگر دل نہ بھٹکانا تخمیناً چار کوس چوڑا اس دریا کا پاٹ ہے
گذار کی کشتی پر پار اُترکے چند قدم جاؤگے تو اُس جزیرے کے مکان دکھائی دینگے وہان جاکے تم خود ہی ہوشیار ہو پتہ لگا لوگے
عمرو نے دیکھا کہ داراب کی آنکھون مین سرسون پھولی عمرو کے آگے چوکڑی بھولی داراب سے کہا کہ لو بھائی جلدی جلد
دو چلنا ہے اپنی کمر کسو اسکا اُٹھنا تھا کہ اُسی جگہ پر مٹی کا تھوا بنکر گر پڑا عمرو نے درخت کے تنے سے اُسکو باندھ دیا
اور آپ چلتا ہوا شام نہوئی تھی کہ دریا کے کنارے پر پہونچا کشتی کے آنے مین دیر دیکھی دریا پر معجزۂ الیاس سے چلا بات
کی بات مین پار پہونچکر مغرب کیوقت جزیرے مین داخل ہوا ہندو کی صورت بنکر بازار مین گیا ایک شخص سے پوچھا کہ
حکیم اقلیمون کا کہان مکان ہے اور کہئے دولتسرا کا کیا پتا اور نشان ہے وہ بولا کہ اس بستی کے مالک وہی ہین وہ محل
جو نظر آتا ہے انھین کے مکان کا ہے عمرو نے دربان سے جاکر کہا کہ صابر و صبور کے پاس سے آیا ہون حکیم صاحب کے
نام ایک خط لایا ہون ذرا تکلیف کرکے اُنکو خبر دے دربان نے حکیم صاحب کو اطلاع دی کہ ایک قاصد صابر و صبور کا خط لایا
ہے حضور مین باریاب ہوا چاہتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ آنے دے خبردار اُسے کوئی نہ روکے دربان نے عمرو کو مطلع کرکے حکیم کے پاس بھیجا
عمرو نے قریب پہونچکر رسم ملاقات کی اور وہ خط دیا حکیم نے عمرو سے خط لیکر پڑھا چین بچبین ہوکر کہا کہ معقول مجکو لکھا ہے
جلد تر آکے حمزہ کو اچھا کر دوگے تو کیسہ جواہر سے بھر دینگے بہت خوش کرینگے سبحان اللہ مجکو طماع مقرر کیا ہے جو یہ فقرہ
لکھا ہے اگر یہ کلمہ نہ لکھتے تو مین جاتا مگر اب نجاؤنگا ہرگز ادھر قصد نکرونگا عمرو بولا حضرت اُنسے قصور ہوا جو آپ سے
مستغنی المزاج بے پروا کو ایسا کلمہ لکھا معاف فرمائیے اور سواری منگائیے حکیم بدمزاج ہوکر بولا کہ تو اعتدال ادب سے
کیون باہر قدم رکھتا ہے تجکو معقولات مین دخل کیا ہے اپنا مقولہ ہے کہ ہر گاہ انکار کیا تو انکار کیا ہمین تجھے اصرار سے کیا فائدہ ہوگا
عمرو نے کہا کہ تقریر مطول کو جانے دیجیے مختصر یہ کہ آپکے نہ جانے سے ایک بندۂ خدا ضائع ہوتا ہے وہان جاکر نتیجہ نیک دیکھیے کا ثواب
لیجیے گا حکیم بولا کہ فائدہ کبری بھی ہے تو مین نہین جانیکا عمرو نے کہا کہ صغری کبری تو مین نہین جانتا یہ مسئلہ کس قانون مین لکھا ہے کہ حکیم مریض کا
حال سنکر اپنی جگہ سے نہ ہلے یہ کیا خاصہ ہے کیا ایک بندۂ خدا کے علاج مین کہ جسکے باعث ہزارہا آدمی کا فائدہ ہو توجہ نکرے حکیم
اقلیمون بولا کہ تو قاضی ہے یا مفتی یا تیری قضا آئی ہے تو تجھے سودائی تر نہین ہے کیون گھوڑی کھائی ہے جا اپنی راہ لے مین

جو تجھسے کہتا ہون وہ جا کہدے عمرو نے کہا کہ حضور چلنا مقدم ہی کوئی شکل ابتو تشریف لیچلنے کی نکالنا چاہیے یہ کیا مقدمہ
اہم ہی حکیم اقلیمون نے کہا کہ کیا تجکو مالیخولیا ہی کہ نوع سافل ہوکر جنس عالی سے بحث پر تیار ہی دلیل مطابق حیثیت کے نہین
کرتا ہی عمرو نے کہا کہ حضرت کسی قسم کا سودائی ہو اُسکے پیچھے لڑکون کو تالی بجانا مقدم ہی اتنے فصل سے چلا آتا ہون میرے
پیچھے تو کسی نے چٹکی بھی نہین بجائی آپ مجھے سودائی بناتے ہین بڑا ستم ہی تب تو حکیم اقلیمون نے غلامون کو حکم دیا کہ
اس بیمار بے ادب کی مشکین باندھو اور شلاق کرو اسکا علاج یہی ہی دوائی آدمی سودائی کی ہی عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ
حضرت مین بکتا ہون کہ قضیہ منعکس ہوا چاہتا ہی حکیم کی کلیہ شکل بدلا چاہتا ہی جب عمرو نے جانا کہ حکیم نہ جائیگا اور مفت مین
تو سزا پائیگا بزار و نالی پیش آیا اور کہنے لگا کہ یہ تقریر جو مین نے حضور مین عرض کی گویا صابر و صبور کی زبانی تھی
بہتر ہی کہ آپ نہ جائین مفت تکلیف بیفائدہ نہ اُٹھائین مگر صابر و صبور بھی عجب نسخہ ہین کہ مجکو کالے کوسون ڈرایا
اور اتنی مسافت دور و دراز پر بھجوایا چونکہ شب تار ہی اسوقت یہان سے جا نہین سکتا اور نیا شہر ہی کوئی راہی بھی
رات کو آ نہین سکتا اگر حکم ہو تو غلام شب بھر یہان پڑ رہے صبحکو اپنی راہ لے اقلیمون نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ
اسکو باورچیخانہ مین لیجا کر کچھ کھلوا کے رات کو سو رہنے دو کل صبح سویرے یہانسے روانہ کرو عمرو نے تشخیص کی کہ حکیم
اقلیمون بیمار نادانی ہی دانا ہوکر نفع و ضرر نہین سمجھتا ہی یہی حماقت کی نشانی ہی اسکا کچھ علاج کیا چاہیے کوئی ہوش
کی دوا دیا چاہیے باورچیخانہ مین جاکر باورچی سے باتین چکنا چکنا کے کرنے لگا باورچی عمرو کی چرب زبانی سے شیر و شکر
کی طرح گھل ملگیا عمرو نے کچھ نقل کیسہ عیاری سے نکالکر دیے کہ ذرا اسکی بھی چاشنی چکھیے بہت آپ نے ترکابداری کی ہی
بہت سی مٹھائیان بنائی ہین اکثر استادون سے صحبت رہی ہی باورچی نے اُسکی میٹھی میٹھی باتون پر جل نکالکر نقل نوشجان
کیے اور ہوکے مارے سب نقل کھالیے اور بولا کہ واقع مین اسکی شیرینی لب بند کرتی ہی اس فرالقی کی مٹھائی کبھی
نہین کھائی ہی عمرو بولا کہ لب کیا کوئی دم مین دم بند کریگی اور یہی مزے اور لطیفے دکھاویگی الغرض اسکو ذرے مین لاکر
گوشے مین لیگیا اور بولا کچھ نمکین کا بھی مزہ چکھیے گا باورچی نے کہا کہ جب شیرینی مین یہ حلاوت ہی تو نمکین مین نہ معلوم کیا
ملاحت ہی عمرو نے عیاری کی جھولے سے ایک کلیجہ نکالکر دیا اُس مرچلے نے اُسکو بھی زہر مار کیا پھر تو لگا جھومنے عمرو نے
نکال سر کو بینی ایک لگالی اسکو دی وہ آگ بگولا ہو گیا ایک چیلا لیکر مارنے کو اُٹھا قدم جو لڑکھڑایا عمرو کے قدمون پر آرہا عمرو نے
باورچیخانہ کے ایک چولھے کو گہرا کھود کے اُسکو گاڑ دیا اور اوپر سے لکڑیان جلا کے رکھدین اور دیگ مین پانی چڑھا دیا اور آپ اسکی
صورت بن کر حکیم کے لیے حکمت عملی سے ناشتہ پکانا شروع کیا نان کلیچہ دگا دو دیدہ مین نئی خشخاش خرچ کی اور سونف
اوپر سے چھڑکا دی اور قلیہ قورمہ روغن جوش دو غن داغ دیا اور چاول مین گھی زنبیل سے نکالکر ڈالا اور آش مین نمک ملایا ہرف
کرتے نور مین جو زنبیل مین تھا ڈالا انکو بھی ایک طشتری مین لگایا اور بادشاہی شیرہ عیاری ملا کر چاشنی دار کیا غرضکہ ہر قسم کا
کھانا تیار کیا صبح ہوتے ہی حکیم صاحب کے دسترخوان پر سب چیزین چن دین اور دوسری چیلکر کھلانے لگا حکیم صاحب نے جو چیز

کھائی تعریف کرتے کرتے منھ بند ہو گیا عمرو نے کہا کہ حضرت یہ آپ ہی کا نسخہ تیار ہوا قانون سے آنچ دی گئی بن پڑا ہمیشہ اسکا کھانا نوش فرمایا کیجیے تو قوت دماغ مین آوے تشخیص دوچند ہو جاوے کوئی مرض سخت چھپا رہے لمس کرتے ہی نبض محسوس ہوا کرے حکیم صاحب کھانا کھا کر بہت محظوظ ہوے اور خاصہ نوش فرما کر ارارڈ کارنے لگے اور فرمایا کہ تیری عقل بہت رسا ہی ہم اور بھی نسخہ تعلیم کرینگے بہت سی ترکیبین قسم قسم کی کھانون کی بتا دینگے عمرو نے چند قدم پیچھے ہٹکر کہا کہ نفس الامر مین حکیم صاحب آپ بھی زور نسخہ ہین پڑھ لکھکر سب چوپٹ کیا کتنے بیہودہ ہین اقلیمون جھنجلا کر اُٹھا کہ او خام عقل یہ کیا بیہودہ دماغ بکتا ہی یہ کلمات خارج از ادب باہر لاتا ہی عمرو نے پیچھے کو پھلانگ ماری حکیم صاحب پھلانگ مارتے ہی بیہوش ہو دھم سے مُنھ کے بل زمین پر گر پڑے عمرو نے حکیم صاحب کو چادر عیاری مین لپیٹ کر مسہری مین لٹایا اور مالش لیجا کر سارے شاگرد پیشہ کو کھلا دیا جب ان بیخبرون نے ہوش بنا لم کیا عمرو نے کتب خانہ اور دوائی خانہ مع اثاث البیت حکیم صاحب کو زنبیل مین رکھا اور ایک پروانہ راہداری کا لکھکر حکیم صاحب کے قلمدان سے مہر نکالکر اُسپر ثبت کرکے خوش خوش اپنے مقام کی راہ لی مضمون اُسکا یہ تھا کہ گھاٹ مانجھی کو لازم ہی کہ جلد بلا حجت بہت محافظت سے اس شخص کو دریا پار اُتار دے اور ایک پیسہ بھی اُترائی کا نہ لے اگر ذرا بھی دیر لگائیگا تو دریاے قہر مین غرق ہو جائیگا چند ساعت مین عمرو پتارہ کاندھے پر رکھے ہوے دریا کے کنارے پر پہونچا اور گھاٹ مانجھی کو پروانہ راہداری کا دیا گھاٹ مانجھی فوراً مستعد ہوا اور پہلے ہی کھیوے مین عمرو کو پار اُتار دیا عمرو ایک پہر کے عرصہ مین وہان پہونچا جہان داراب کو درخت سے باندھا تھا داراب کو کھولکر کوئی دوا دی کہ اُس نے رفع بیہوشی کی داراب جو ہوش مین آیا نیند سے چونکا تو بولا کہ بہت سوئے نہین تو آدھی راہ جزیرے کی طے ہو گئی ہوتی خواب خانہ خراب نے منزل بھی کھوٹی کی چلیے جزیرہ کی راہ لیجیے عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت حکیم کے لانے کی بیان کی اور تمام کہانی اپنی کہہ سنائی داراب کے ہوش اُڑ گئے یا اُستاد کہکر قدم پر گرا اور عمرو کا شاگرد ہوا عمرو نے داراب سے کہا کہ تو آہستہ آہستہ چلا آ مین تو لنبی لیتا ہون صابر وصبور کو اس حال سے اطلاع دیتا ہون ہوا کو پیچھے پانوُن سے جو مارا داراب کی نظرون سے غائب ہو گیا تھوڑے عرصے مین قلعے کے نزدیک پہونچا دیکھے تو واہ واہ عجب لطف ہی گستہم فوجین لیے ہوے قلعے کے نیچے کھڑا ہی اور ایک سمت لشکر خسرو ہند کا تلا ہوا ہی قلعے کے برجون پر سے گولے برستے ہین گولانداز توپون کی مہتابی دے رہے ہین عمرو گھس پیٹھ کے قلعے کے برج کے نیچے پہونچا فوراً کمند پھینک کر آسمانون کی طرح سے فصیل پر چڑھ گیا لیکن نیچے سے ایک شخص نے لیس ہو کے نشانہ باندھکر ایک تیر پتارے پر لگایا وہ تیر پتارہ کو لگا تو وہ خاک توڑ کر ہلا ہی ادھر دستہ بیٹھا عمرو جست کرکے قلعے کے اندر گیا اور پتارہ صابر وصبور کے آگے رکھا جس حکمت سے حکیم صاحب کو لایا تھا وہ کیفیت بیان کی صابر وصبور عمرو کی دانائی پر عش عش کرنے لگے اور اس کی چالاکی اور دانائی کی داد دی عمرو نے تمام اسباب مع

سے حکیم صاحب کے گرد چھڑککر رفع بیہوشی کی دوا دی کہ حکیم کی بیہوشی دور ہوئی اور اُسی بادیے کی صورت تکا کہا
کہ انکو صابر و صبور نے بلایا ہی اور مجھے کمال اضطراب مین آپکے پاس بھیجا ہی حکیم اقلیمون ترشرو ہوکر بولا کہ
یہان کوئی ہی اس دیوانے کو باندھکر میرے پاس لاؤ کہ مین فصد کھولدون بیفائدہ دماغ پریشان کر رکھا ہی اسکا
علاج کرون عمرو نے کہا کہ حضرت مین مجنون نہین ہون کہ نشتر و رگ کو تکلیف دیجئے گا مین دیوانہ بکار خود ہوشیار ہون
کیون دوا کیجئے گا حکیم صاحب بولے کہ مجنون کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہین کہ تیرے نہین ہین تیرے کیا عمر غائب
کا پر لگا ہی لاکھ بار کہا کہ مین نہین جاؤنگا تو اپنی ہی رٹے جاتا ہی سب کوئی نہ بولا حکیم صاحب ادھر ادھر دیکھکر مخبط
ہوگئے بھونچکا ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ سب ہی اسباب میرے مطلب کا میرے پاس موجود ہی مگر میرا مکان نہین ہی
اُس سرزمین اور آدمیون کا کچھ نشان نہین ہی اتنے مین **صابر و صبور** نے آکر ملاقات کی اور حکیم صاحب کی خاطرداری
اور مدارات کی حکیم **اقلیمون** نے پوچھا کہ مین اسباب سمیت یہان کیونکر آیا **عمرو** بولا کہ یہ مرض کہین جبکہ بے سمجھے
تشخیص کر لیجئے گا کسی سودائی کی زبردستی فصد کھولیے گا یہ پیادہ لایا ہی اتنی مسافت طے کرکے یہان پہونچایا ہی
اقلیمون کو جب معلوم ہوا کہ یہ **عمرو** ہی اٹھکر گلے سے لگا لیا کہ **خواجہ** اگر مین جانتا کہ تم ہو تو مین بے تکرار چلا آتا اور کبھی
حرف انکار زبان پر نہ لاتا **عمرو** بولا کہ اب بھی مین آپکا زیربار احسان ہوا کہ آپنے مجھے دے ڈالا لیکن جلد ایسی تدبیر
کیجیے کہ **صاحبقران** کے جسم سے زہر نکل جاوے اور مریض غریب الوطن اس مرض مہلک سے شفا پاوے۔
حکیم **اقلیمون** نے امیر کو دیکھکر کف افسوس ملے اور کہا کہ اسکا علاج **نوشیروان** کے سوائے روے زمین پر نہین ہی
تمام عالم مین سوا اُس خاندان کے بالیقین نہین ہی **عمرو** نے کہا کہ حضرت وہ ایسی چیز کیا ہی کہ اُسمین خواص عنقا کا ہی
اقلیمون نے کہا کہ شاہ مہرہ نام اُس دوا کا ہی کیانیون کی پشتہا پشت سے چلا آتا ہی بغیر اُسکے **امیر** کو شفا نہین ہوگی
زہر رگ رگ مین سمایا ہی اُس زہر ہلاہل کا اثر ہر جزو بدن مین در آیا ہی **عمرو** نے کہا کہ حضرت یہ ہی مثل ہی کہ تا تریاق
از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود، اس آمد و رفت کے عرصہ تک **حمزہ** کاہے کو جیتا بچیگا اسوقت تک
کسطرح دم سلامت رہیگا **اقلیمون** نے کہا فی نفس الامر مین امیر کی صحت ہونا دشوار ہی بہت بڑا آزار ہی **عمرو** روتا پیٹتا
سر پر خاک اُڑاتا قلعے کے دروازہ پر آیا وہان **مقبل** کھڑا ہوا تھا کہنے لگا کہ خواجہ کہو حکیم نے کیا علاج تجویز کیا **عمرو**
نے کہا کیا کہون اس محنت سے تو حکیم کو لایا اور اُس کمبخت کو یہان تک پہونچایا اب وہ کہتا ہی کہ اسکا علاج بجز شاہ مہرہ
کے دنیا مین نہین ہی اب شاہ مہرہ سوائے **نوشیروان** کے پاس کے جہان کے عطار خانون مین نہ نکلے گا اور زمین مین اسکا
پتا نہ ملے گا **مقبل** سنکر چپ ہو رہا **عمرو** دو چار قدم آگے بڑھا **مقبل** نے پیچھے سے پکار کر کہا کہ **خواجہ** اگر مدائن جاؤ
نوشیروان کے در دولت پر ایک بڑھیا رہتی ہی اُس سے میرا سلام کہدینا **عمرو** نے کھسیانا ہوکے پلٹ کے ایک عصا
مقبل کے سر پر اس زور سے مارا کہ **مقبل** زخمی تر بتر ہوگیا چکر کھا کر زمین پر آیا اسوقت **مقبل** آواز نرم بولا کہ **خواجہ** خفا کیون

ہوتے ہو شاہ مہرہ یہین موجود ہی تب تو اور بھی عمرو ناخوش ہوکر مقبل کو سخت سست کہنے لگا کہ میرا راستہ کھوٹا کر تا ہی تجھے
اس دم پر لگانے مین کیا مقصود ہی مقبل نے کہا عمرو بسر حمزہ شاہ مہرہ یہین ملجائیگا مجھے لیجئے کوئی دم مین ہاتھ آئیگا بزرجمہر
نے میرے روبرو امیر کے پہلو مین رکھکر ٹانکے لگا دیے ہین اور اُسکے خواص بھی امیر کو بتا دیے ہین عمرو نے مقبل کو
چھاتی سے لگا لیا اور حمزہ کے پاس پہونچا اقلیمون نے کہا کہ خواجہ ابھی یہین ہو مین جانتا تھا کہ مدائن پہونچ
ہوگے شاہ مہرہ کہین سے بہم پہونچا کر لاتے ہوگے عمرو بولا کہ حضرت مین گیا بھی اور پتا لگایا اور لے بھی آیا اقلیمون نے کہا
تمسے کچھ دور بھی نہین ہی لاؤ اگر لائے ہو تو دو عمرو نے کہا کہ امیر کے پہلو مین ہی انھین کے قابو مین ہی اقلیمون نے
امیر کے جسم کو دیکھا تو واقعی نیلا کانچ کے مانند ہوگیا ہی مگر جس جگہ شاہ مہرہ تھا اُتنے بدن کا رنگ اصلی ہی زہر کا اثر مطلق
نہین ہوا ہی اقلیمون نے کہا کہ اگرچہ امیر کا رنگ نیلگون ہی لیکن شاہ مہرہ امیر کے پہلو مین نہوتا تو کبکے امیر مر گئے ہوتے
یہ زہر کب کا جان کھوتا کئی سو من دودھ منگا کر کڑھاؤ مین رکھا اور نشتر سے امیر کے پہلو کو چیر کر شاہ مہرہ نکالا اور ریشم
مین باندھکر امیر کے حلق مین دیکر پیٹ تک اُتارا اور کئی لمحے کے بعد نکالکر دودھ کے کڑھاؤ مین اُسکو غوطہ دیا دودھ کا
رنگ زنگاری ہوگیا دودھ کا رنگ بدلنا شروع ہوا اسطرح چند بار مہرے کو پانچ پانچ چھ چھ منٹ امیر کے پیٹ مین
رکھکر دودھ مین ڈالا جب دودھ نے رنگ بدلا اور رنگ نے تغیر نہ پایا اور بدن کی رنگت بدل چلی اور امیر کو چھینک آئی
اقلیمون نے چند چادرین کتان کی امیر کو اُڑھوائین اور تدبیر ہوشمین لانیکی شروع کی اور لوگونسے کہا کہ خبردار کوئی
شخص امیر کے روبرو زہر کا ذکر نکرے اس کیفیت کا نام بھی سہواً نہ لے دو ساعت کے بعد اسقدر عرق امیر کے بدن سے نکلا کہ
تمام بچھونا پسینے مین تر بتر ہوگیا دوسرے دن جب امیر کو گونہ ہوش آیا کھانا طلب فرمایا اقلیمون نے شوربا تیتر کا پکوایا اور امیر
کو پلایا جب کچھ حواس درست ہوے اور امیر تکیہ سے لگ کر بیٹھے پوچھا کہ ملک لندھور کہان ہی اور جشن کے اور
ہی سامان ہین عمرو نے جھٹ پٹ لندھور کو ہوشمین لاکر امیر کے پاس پہونچایا اور اثنائے راہ مین مفصل حال
بیان کرکے تمام معرکہ کہہ سنایا کہ آپکے پھر جانے کے گمان سے مجھے یہ تصور ہوا ہی امیر سے اسکا تذکرہ نہ کیجئے گا اتنے مین جو کچھ
ہونا تھا سو ہوچکا ہرگاہ لندھور اور امراء عالی وقار امیر کے پاس حاضر ہوے ہر ایکنے زر و جواہر امیر پر سے نثار کیا
اور فقرا و مساکین کو صدقات اور خیرات سے مالامال کر دیا امیر نے حکیم اقلیمون کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہین اور
کہانسے آئے ہین کسی کے سفیر ہین یا سوداگر ہین کچھ اسباب تجارت لائے ہین عادی کے منھ سے بیساختہ نکل گیا
کہ وہ جو خواصین شیشہ لیے شراب انگوری لیکر ملکہ مہر نگار کی طرف سے آئی تھین حضور کے نصیب اعدا جان لینے کو زہر
ہلاہل ملا کر لائی تھین وہ سلہ گستہم کی تھین حضور نے جو ایک شیشہ شراب کا پیا اسمین زہر ہلاہل مخلوط تھا اُسنے تمام بدن مین اثر کیا
حضور کے دشمنونکو صابر و صبور شہپال کے بیٹے اپنے قلعہ مین اٹھا لائے اور آپکی تیمارداری مین مصروف رہے اور
پہلوگونسے کمال عنایت مہربانی پیش آئے اور عمرو کو بھیجکر جزیرہ نارون سے حکیم صاحب کو بلوایا کہ حضور کا علاج ہوا خداوند قدیر نے

اس مرض مہلک سے بچایا اور گستہم قلعہ کو گھیرے پڑا ہی اور برابر لڑ رہا ہی یہ کلمہ سنتے ہی لندھور کے تلووں سے آگ لگی سر مین
جا بجھی بولا کہ ابھی اس خیرہ سر کو جہنم بھیجتا ہون ابھی تو مین اُسکا ملک الموت جو دبیٹھا ہون اس مردود کو ایک ہی ضرب مین
دفع کرونگا امیر نے منع کیا کہا کہ آپ صبر کیجیے مین سمجھ لونگا اسمین خبر پہونچی کہ شہپال بھی گستہم کا معین و مددگار ہی قلعہ پر چڑھنے
کا قصد کیا تھا صابر نامے اُسکے خلف اکبر نے قارورۂ آتشین مارکر غار سقر مین اُسکو بھیجا گستہم نے یہ ماجرا دیکھکر قلعہ پر بلہ
کرنیکا ارادہ کیا ہی تھوڑی دیر مین خندق کو طے کرکے برجون مین آیا چاہتا ہی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم جاؤ اور گستہم کو میری طرف
سے کہدو کہ مین نوشیروان کے لحاظ سے طرح دیتا ہون ابھی تک چپ چاپ بیٹھا ہون مگر تیرے کچھ خیال مین نہین آتا ہی اپنی شرارت
سے باز نہ آکر فساد برپا کر رہا ہی جا یہان سے اپنا مُنھ کالا کر نہین تو اپنا کیا پائیگا قرار واقعی بعد ساعتے سزا پائیگا عمرو نے امیر کا
پیغام گستہم سے جا کر کہا اُس ناپاک دنی عنود نے ہنسکر جواب دیا کہ او ساربان بچے تو مجھسے عیاری کرتا ہی حمزہ کو مرے ہوئے
مدت ہوئی حمزہ کا نشان بھی باقی نہین رہا ہی مردونکو جلایا ہی جسکی طرف سے پیغام لایا ہی عمرو نے جھنجھلا کر کہا کہ او گردن زدنی
اور شریر تو صاحبقران کی شان مین ایسی فال بد مُنھ سے نکالتا ہی موت کے دن تیرے قریب آئے ہین جو ایسا بیہودہ
بک رہا ہی کیا کرون امیر کا حکم نہین ہی نہین تو سنگ فلاخن سے تیرے دانت توڑ کر تیرے حلق مین ڈالدیے ہوتے بڑھ بڑھ کے
جو باتین کرتا ہی اور دعوی کرتا ہی سب حوصلے تیرے نکالدیے ہوتے گستہم بولا کہ اچھا حمزہ زندہ ہی تو جاکر دریافت کر
کہ میرے کس راز سے واقف و آگاہ ہی عمرو اگر تو جواب صحیح لایا تو خیر ورنہ تو یہ فقرہ مجھسے کرتا ہی کہ اُسکا خیر خواہ ہی عمرو
امیر کے پاس آیا اور جو گستہم نے کہا تھا بلفظہ کہہ سنایا اور کہا کہ اے صاحبقران تعجب ہی کہ تم گستہم سے ناکارہ سے کہ جسنے
تمھارے مار ڈالنے مین مطلق کوتاہی نہ کی تھی راز و نیاز رکھتے ہو اور اس بد ذات کے فسادات اور شرارت تو نہ پرکھ اُسکی آب
و گل مین خمیر ہی بھولے ہو پہلی آفت تو بہرام کے سر پر سے ٹلی اور اب جو زہر دلوایا خدا بزرجمہر کا بھلا کرے کہ اُسنے شاہ مہرہ
پہلو مین رکھدیا تھا نہین تو زندگی کی کون صورت تھی امیر نے اُسکے گوز مارنیکا حال کہکر عمرو سے کہا کہ بس یہی راز ہی تو
جا کر اُسکو جتا دیکھ کیا کہتا ہی اب کچھ اُسسے منظور کیا ہی عمرو نے گستہم سے آکر کہا کہ امیر نے فرمایا ہی کہ تو گوہی بغلگیر ہونے مین
تین دفعہ تو نے پاد مارا تھا جب ضرب کھائیگا تو ہگ ہگ دیگا گستہم نے اس راز کے سنتے ہی جانا کہ حمزہ زندہ و سلامت ہی
دیکھئے اب کیا آفت آتی ہے یہان سے چلے جانا قرین مصلحت ہی اُسی دم سندھ کی طرف مفرور ہوا اور وہان جاکر اس مفتری نے
عجیب طرحکا فتنہ برپا کیا آدمی مرے ہوؤنکے سر منگوا کر نوشیروان کے پاس بھیجے اور اپنے ایلچی اُن سرونکے ساتھ روانہ
کئے اور شقہ مین لکھا کہ لندھور نے سر میدان حمزہ کو مارا اور مین نے آپکے اقبال سے لندھور کو قتل کیا چنانچہ اُن دونونکے سر
مین بھیجے ہین لڑتے لڑتے معرکہ درمیان مین مرے ہین اور ایک خط بختک کو مفصل لکھا اور اُسمین درج کیا کہ بیٹے بر عکس بادشاہ کی عرضی
مین اسواسطے لکھا ہی کہ نوشیروان مہرنگار کی شادی کسی سے کردیگا اور وہ معشوقہ دلنواز امیر کے ہاتھ سے نکل جائیگی [illegible] حمزہ نے لندھور کو
زیر کیا لندھور بدل و جان اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوا امیر کی اطاعت قبول کی وہ گردن نیاز امیر کے زیر و بجھکا دی مجھسے سوائے

حمزہ کے زہر دلوانیکے کچھ نہ بن پڑی اور کوئی تدبیر مجھسے نہو سکی سو حمزہ بڑا سخت جان بلانوش ہی کہ زہر سے بھی اسکا کچھ نہ
بگڑا مطلق بال بیکا نہوا مجبور مین وہان سے بھاگ کر سندھ مین آیا اپنی جان وہانسے بچا لایا لہذا مکرر لکھتا ہون کہ بادشاہ
کو ورغلان کے مہر نگار کی شادی کسی سے کروادینا اور اس مشورہ مین اور لوگون کو بھی اپنا شریک کر لینا کہ حمزہ سنکر
کو فت اُٹھا اٹھا کے مرجاے حریف کے مارنے سے کام ہی کسی طرح سے جان گنوائے جس وقت وہ سر اور عرضی گستہم
کی نوشیروان کے ملاحظہ مین گذری آبدیدہ ہو کر بزرجمہر سے کہا کہ حیف حمزہ کی جوانی مین جانتا ہون
کہ اگر ہزار سال چرخ چرخ کھائیگا تو بھی ایسا جوان پیدا کر کے نہ دکھلائیگا بزرجمہر نے کہا مین کچھ کہہ نہین سکتا
زائچہ سے تو حمزہ کی سلامتی معلوم ہوتی ہی مگر ہان تکلیف بدنی البتہ ثابت اور مفہوم ہوتی ہی آیندہ العلم عند اللہ

روانہ ہونا امیر کا بعد فتح و نصرت مع لندھور مدائن کی طرف باشان و شوکت

سمند خامہ کی عطف عنانی ہی طے مسافت بیان سفر مین مہمیز قلم کی یون گرم جولانی ہی کہ امیر کو جو گونہ طاقت آئی تو
معشوقہ دلنواز کی یاد مین طبیعت گھبرائی لندھور سے فرمایا کہ اب جی چاہتا ہی کہ مدائن کو چلین خسرو نے کہا کہ جیسی حضور
کی مرضی ہو بہت مدت سفر مین گذری اگر بادشاہ کی ملازمت کا قصد ہو بسم اللہ قصد فرمایئے مگر ہندوستان مین سکہ اپنا
جاری فرما کر کسی کو نیابتہ اپنی طرفسے چھوڑ جایئے امیر نے کہا کہ ای ملک لندھور تمھارا ملک تمکو مبارک رہی مین فقط تمھاری
محبت کا بھوکا ہون فریفتہ تمھاری لیاقت اور اہلیت و مہمان نوازی کا ہون خسرو نے جیپور اپنے برادر عم زاد کو اپنا نائب
کیا اور آپ مع سپاہ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا عادی نے کہ پیش خیمہ لیکر ایکدن پہلے روانہ ہوا تھا لب دریا ایک سبزہ زار
دیکھا بارگاہ دانیالی کو برپا کیا امیر مع خسرو و لشکر اپنے شوکت شاہی سے چلے اور بارگاہ مین داخل ہوے صبحکو پھر وہانسے
کوچ کیا اور اسیطرح روز لشکر کا کوچ اور مقام ہونے لگا ہر چند امیر مین اُس زہر کے صدمے سے بجز پوست و استخوان کچھ باقی نرہا تھا مگر
مہر نگار کے اشتیاق مین منزلین طے کرتے چلے جاتے تھے یہ دیوانہ ذوق شوق کا تھا اب بختک کی کارسازی سنیے کہ گستہم کا خط
پڑھکے تدبیر مین مصروف ہوا کہ اسکے دلمین خیال گذرا کہ خواجہ زادہ زوبین اولاد بن مرزبان کو کہ نسل مین کیکاوس کے ہی مہر نگار
کی درخواست کیلئے اُبھارا چاہیے اور کسیطرح جلد اُسے بلوایا چاہیے جھٹ پٹ ایک خط اس مضمون کا اولاد بن مرزبان کو لکھا کہ
ملکہ مہر نگار دختر شاہنشاہ ہفت اقلیم اب حد بلوغ کو پہونچی حمزہ نامی عرب نے اُسکی خواستگاری کی تھی بادشاہ نے غیر کفو جانکر
قبول نکیا اور اُسکو ہندوستان مین ملک لندھور کی مہم پر بھیجدیا اور وہ سُنتے ہین کہ لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا الہی
ملک عدم ہوا پس میری صلاح خیر خواہانہ یہ ہی کہ آپ بہت جلد اسطرف کا ارادہ فرمایئے کہ جسطرح ممکن ہو بعجلت تمام تر اپنے آپکو مدائن
مین پہونچایئے مین تقریب کر کے آپکی شادی مہر نگار سے کرا دون نوشیروان کا فرزند آپکو بنا دون اولاد بن مرزبان خط کے دیکھتے ہی
خوشی سے باغ باغ ہو گیا تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر زابل سے روانہ ہوا چندروز کے عرصے مین مدائن مین پہونچا بختک نے خبر پاکے اسکا
اہتمام کرنا شروع کیا خلوت مین بادشاہ سے عرض کی کہ اولاد بن مرزبان کیکاوسی حضور کی ملازمت کیلئے زابل سے آیا ہی پیشوائی

اُسکی ضرور ہی کہ وہ بھی ایک بزرگ زادہ خاندان عالی کا ہی چند سرداروں کو حکم ہو کہ پیشوائی کرکے تلمشاد کام اسکو اتاریں
اور اُسکی مہمانداری اور رسد رسانی میں مصروف رہیں چنانچہ بموجب حکم شاہی اسکو اُتارا اور بخوبی انتظام رسد رسانی وغیرہ
وقوع میں آیا دوسرے روز بختک نے اُسکی ملازمت کروائی اور خلعت دلوایا کئی دن کے بعد قابو ہوئے وقت پاکر خلوت
میں بادشاہ سے عرض کی کہ حمزہ تو مارا گیا نامراد اس عالم سے روانہ ہوا ملکہ مہر نگار کی شادی کی فکر ضرور ہی
کہ بلوغ کو پہونچ چکی چشم بد دور ہوشیار اور قابل مراد ہوئی اور گستہم کے ساتھ جو حضور نے تجویز کیا تھا وہ بوڑھا ہوا اور عمر
سے اُتر گیا ہی اور ظاہر ہی کہ جوان اور کمسن عورت کا بیٹھنا بوڑھے اور سن رسیدہ مرد کے پہلو میں غضب کا سامنا ہی مگر کسی ایسے شخص سے
کہ عزت اور حسن جوانی رکھتا ہو لیاقت ذاتی اور شرافت خاندانی رکھتا ہو شادی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہی اس کار خیر میں جسقدر
عجلت ہو اسکے مقتضائے وقت ہی کہ زمانہ بُرا ہی نوشیروان نے کہا کہ تمھیں کسکو تجویز کرتے ہو اسکے ادا فرض کی کوئی صورت نکالو
بختک نے عرض کی کہ میرے نزدیک تو اولاد بن مرزبان سے کہ کیکاؤسی ہی اور صورت اور سیرت بھی اُسکی اچھی معلوم ہوتی ہی اور
بہتر کوئی نظر نہیں آتا ہی آیندہ حضرت کی راے اور مشورہ جناب ملکہ معظمہ کا ہی بادشاہ نے یہ بات بہت پسند کی اور ملکہ
مہر انگیز کو اطلاع دی چونکہ اُس وقت تک امیر کا مرنا مشکوے شاہی میں کسی کو معلوم نہ تھا ملکہ مہر انگیز کو یہ خبر سُنکر نہایت
رنج و ملال ہوا سب پر قدغن کیا کوئی امیر کے مرنے کی خبر مہر نگار کے کانوں تک پہونچائے اور اُسکے روبرو مطلق اسکا
تذکرہ نہ آنے پاوے لیکن کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی اُسکو یہ سنائی سنا دی ملکہ نے اپنا حال ایسا پریشان کیا کہ
دیکھنے والے حیران ہو گئے اُسکی کیفیت وحشت اور ملال دیکھکر سب پریشان ہو گئے ملکہ مہر انگیز نے

مہر نگار کا خبر رحلت امیر حمزہ کی سُننا اور مغموم ہو کر بال سر کے نوچنا



اگرچہ بہت سا سمجھایا مگر اُسنے کچھ نہ سُنا ملکہ مہر انگیز مجبور ہوئی بادشاہ کو خبر دی نوشیروان نے بزرجمہر سے کہا کہ تم جاؤ مہر نگار
کو سمجھا کر اولاد بن مرزبان کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کرو بزرجمہر محل میں گئے اور ملکہ مہر نگار کو علیحدہ کر کے کہنے لگے
کہ ملکہ امیر کی سب طرح سے خیریت ہی اور خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہیں یہ لوگ تو ناحق واہی تباہی اُسکے دشمنوں کی نسبت خبر اڑاتے ہیں

محض غلط ہے فقط اس خیال سے کہ امیر کا گذر اس سلطنت مین نہونے پاوے یہ بتا جمائی ہے ہان امیر کو گستہم نے زہر دلوایا
اُس سے تکلیف بہت ہوئی آپ دیکھ لیجئے گا کہ آج کے چالیسوین دن امیر سے اور آپسے بخوبی ملاقات ہوگی میرے نزدیک
مناسب ہے کہ مصلحتاً اولاد بن مرزبان کو قبول کیجئے کہ بادشاہ کی اسمین خوشی ہے لیکن یہ قرار کر لیجئے کہ اولاد چالیس
دن آپکے سامنے نہ آوے اور سرا وقات عصمت مین بار نہ پاوے مہر نگار نے بزرجمہر کے کہنے سے منظور کیا بزرجمہر نے
کو بارگاہ دکے مہر نگار کا پیغام دیا نوشیروان نے دوسرے دن سر دربار اولاد بن مرزبان کو خلعت دلوا دیا
فرمایا کہ چالیس دن کے بعد عقد کیا جاویگا بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ یہ مہلت بڑی ہے اور اُسکے آنے کی
جلد سطرف سنی گئی ہے کیونکہ حمزہ زندہ ہے اگر اس عرصہ مین آپہونچا تو سارا منصوبہ بیکار ہوجاویگا آپ یہ کام کرین کہ اس
وقت بادشاہ سے عرض کیجیے کہ غلام چاہتا ہے کہ یہ شادی زابل مین جا کر کرے وہان پہونچتے پہونچتے چالیس دن
گذر جائینگے اور میرے عزیز اقارب بھی وہان سب شریک ہونگے اور اس شادی سے مسرت اٹھائینگے اور مین بھی آپکے سخن
کی اعانت کرونگا اور بادشاہ کو راضی کر دونگا اولاد اس مشورے سے بہت خوش ہوا فرط مسرت سے رنگ چہرے کا سرخ
ہوگیا اور عند الملازمت نوشیروان سے التماس کیا بختک نے بھی اُسکے سخن کی تائید کی اور اپنی طرف سے بھی اشتعال دیا
بادشاہ نے منظور کیا اور جہیز وغیرہ کی تیاری کا حکم دیا بختک سے فرمایا کہ مہر نگار کی رخصت کا انتظام تمھاری راے پر ہے
اب اس کار خیر سے فراغت ہی کرنا بہتر ہے بختک نے ایک کی جگہ سو خرچ کر کے کئی دن مین تمام سامان جہیز و سفر کا مہیا کیا
بادشاہ نے مہر نگار کو بڑی دھوم دھام سے رخصت کیا اور ایک منزل تک مع ملکہ مہر انگیز آپ بھی تشریف لیگئے
آپ بھی مع ارکان دولت ہمراہ چلے اولاد ملکہ کو لیے کوچ بکوچ منزل بمنزل خوش خوش چلا جاتا تھا مگر خیمہ اُسکا ملکہ کے حکم سے
تین فرسخ کے فاصلے پر استادہ کیا جاتا تھا بارہ ہزار غلام حبشی و ترکی ملکہ کے خیمے کے گرد رہتے تھے پرندے کا مقدور نہ تھا کہ اُڑ کر
اُردو مین جا سکے ہرگاہ انتالیس دن گذر گئے وہ سمجھا کہ وصل کے ایام سر پر پہونچے اولاد نے ایک کوہ پر فضا پر کہ ہوا وہانکی غنچہ دل کو
اور سبزی وہانکی آنکھوں مین کھبی جاتی تھی خیمہ استادہ کرنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ کل ہمارا یہان مقام ہے ملکہ کا وعدہ تمام ہوگا اسکی
جشن کرینگے عیش و عشرت کی داد دینگے مہر نگار اپنے دل مین ٹھانے ہوئے تھی کہ جسوقت اولاد خیمے مین قدم رکھے سُم اپنا جوہر دکھلادے

گرفتار ہونا اولاد بن مرزبان کا اور جانا اسکا قید ہو کر امیر کے حکم سے بہزار حسرت و یاس نوشیروان عادل کے

پ اُسے فضل کرنے نہین لگتی بار نہو اس سے مایوس امیدوار جامع المتفرقین کی قدرت کا تماشا دیکھنا ہے جنگل مین
کھلا بلبل جامہ یون چہکتا ہے کہ خدا کی قدرت سے صاحبقران بھی اُسیدن وہان آپہونچے اور اس کوہ کے دامن مین خیمہ زن ہوے
اور فرمایا کہ یہانکی ہوا سے کچھ دلکو دم بدم تقویت حاصل ہوتی ہے اور یہانکی بود و باش پر طبیعت مائل ہوتی ہے ایک ہفتہ آرام
جاے مقام ہے اور اسی جگہ چند قیام رہے سبھو نے التماس کیا کہ بہت بہتر ہے جو حکم حضور کا حکیم اقلیمون نے عمرو
سے کہا کہ یہ چراگاہ ہے اسدم سامان شکار لیجاؤ اور ایک ہرن تم شکار کر لاؤ اسکے کباب کی بو امیر کو سنگھا دین خدا نے

فضل سے دم بدم امیر کو قوت ہوگی بعد اُسکے ہم تم ملکے کھاوین عمرو حکم ہوتے ہی گوبھن لیکر وہانسے ہرن ہوا چراگاہ
مین ایک گلہ ہرن کا دیکھکر چوکڑیان بھرنے لگا ہرنون نے کنوتیان بدل کر چراگاہ سے رم کی ایک جانب کی راہ لی عمرو
بھی ایک ہرن کے ساتھ پھلانگتا ہوا گوش بگوش چلا جاتا تھا پہاڑ کے متصل قابو پاکر حلقہ کمند کا اس چالاکی سے ہرن کی سینگون
پر مارا کہ وہ دام اجل مین پھنسکر اپنی چوکڑی بھول گیا عمرو نے اُسکے چارون پاؤن باندھکر ایک پتھر کے نیچے راہ سے
الگ مستحکم دبا دیا اور آپ بالائے کوہ سیر دیکھنے کیواسطے جا بیٹھا دیکھے تو ایک خیمہ لب جو تنا ہی اور باد ذود اسکا اردو
شاہی پہلو مارتا ہی اور دو شخص لب نہر سونے چاندی کا چلمچی آفتابہ ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑے ہین کسی کے
حکم کا انتظار کرتے ہین عمرو ایک ہاتھ کو جھلاتا پاؤن سے لنگڑاتا اُنکے پاس جاکر کھڑا ہوا اور بکمال لجاجت اور
نرمی اُنسے پوچھا کیون حضرت یہ اردو کسکا ہی اور آپ کون ہین اور آپکو کیا کام سپرد کیا ہی وہ بولا کہ اردو ملکہ مہر نگار
دختر شاہنشاہ ہفت اقلیم کا ہی اور ہم اُسکے غلام ہین اُسکی اطاعت اور فرمان برداری کام ہمارا ہی بیٹے حمزہ نامے
ایک عرب کے ساتھ ملکہ نامزد ہوئی تھی سو وہ ہندوستان مین لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا ناچار اس جہان
فانی سے وہ بیچارا گیا ہر چند ملکہ نے بہت اپنا حال تباہ کیا اور بادشاہ بھی بہت مغموم ہوا لیکن قضا سے چارا کیا ہے
بختک قرساق نے بادشاہ کو سمجھا بجھا کر ملکہ کو اولاد بن مرزبان کیکاؤسی کے حوالے کر دیا ہی اور وہ شادی کرنے
کیواسطے اپنے ہمراہ زابل کیطرف ملکہ کو لیچلا ہی ملکہ صاحبہ نے بزرجمہر سے سنا تھا کہ آج کے چالیسوین دن اثنائے راہ مین
صاحبقران کو تم پاؤگی اس محروم درد فراق کے دیدار سے فرحت اُٹھاؤگی اسواسطے چالیس دن کا عہد نامہ
لیا تھا کہ تا مدت معہود خیمہ گاہ کے گرد نہ پھٹکنے پاوے سو آج چالیسوان دن ہی اگر شام تک بھی صاحبقران پہونچے تو
ملکہ کی زندگی ہوتی ہی نہین تو جسوقت اولاد خیمے کے دروازے تک پہونچیگا ملکہ زہر ہلاہل کی پڑیا پھانک جائیگی کہ
ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہی حیف ملکہ کی جوانی کہ اسنے ابھی کچھ نہین دیکھا ہی مفت خون ناحق ہوتا ہی عمرو نے کہا کہ
بابا خدا کو یاد کر دعجب کیا ہی اگر صاحبقران آج ہی پہونچے بہر حال خدا ملکہ کے دلکی مراد حاصل کرے فقیر کا اسوقت سے سوال
اتنا ہی کہ میرا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن شل ہو کر رہ گیا ہی حکیم نے بتایا تھا کہ سونے روپے کی چلمچی آفتابہ سے ہاتھ پاؤن دھوئیگا تو تیرا
ہاتھ پاؤن اچھا ہو جاویگا مجھکو تو کہان میسر تھا کہ یہ علاج کرتا مگر معلوم ہوا کہ کوئی دن زندگی باقی ہی کہ تم لوگون کے ہاتھون مین
چلمچی آفتابہ اسوقت نظر پڑا اپنی زندگی کا کچھ سہارا ہوا بات کی بات کیواسطے اگر عنایت فرمائیے تو آپکے روبرو اسمین سے پانی بھر کر ہاتھ پاؤن
دھولون نہین تو پھر کہان ایسا موقع ملیگا کون مجھے ایسی قیمتی چیز دیگا اُن دونون شخصون نے ترس کھا کر مشورہ کیا
کہ ایک فقیر کا کام نکلتا ہی اور ہمارا اس مین نقصان کیا ہی کہین لیکر اس لشکر سے بھاگ نہین سکتا ابھی ہمکو پھیر دیگا
یہ سمجھکر چلمچی آفتابہ عمرو کے حوالہ کیا عمرو نے سلام کرکے لے لیا اور نہر سے پانی بھر کے ہاتھ پاؤن کو غسل دیا اور
اپنے قابو مین رکھا اُن لوگون نے کہا کہ لاؤ بھائی تمھارا کام تو نکل گیا اب چلمچی آفتابہ ہمارے حوالہ کرو ہماری مالیت

ہمین بد دعمرو ایک پھلانگ مارکے اُنسے جدا ہو کر بولا کہ مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ مین لیکر الٹے پلٹ کرون
اور اپنی دوا تمکو دیدون فرض کیا کہ اسوقت مین اچھا ہوا اگر پھر اس مرض نے عادہ کیا تو مین تمکو کہان پاؤنگا اور
جلمجی اتقا یہ کس سے مانگتا پھرونگا یہ کہکر اولاد کے اُردو کی طرف چلتا ہوا اُن دونون نے بھی سمجھا کیا عمرو
انکو بھلا کہان ملتا تھا ہوا ہوگیا کہین کا کہین پہونچا اور اولاد کے اُردو مین جا گھسا چادر عیاری بچھا کر تختی پانسے اُٹھ
مین لیے رمال کیصورت بنکر بیٹھا اُن دونون شخصون نے اُسکے گرد کثرت دیکھکر اپنے دلمین کہا کہ اس سے قرعہ پھنکوایئے
رمل پھنکوایئے اور چور کا ٹھکانا لگایئے پاس جا کر کھڑے ہوے اور اُسکی کیفیت دیکھنے لگے دیکھا جو کوئی اُس سے
سوال کرتا ہے وہ اُسکے دل کا راز بیان کرتا ہے یہ بڑا کمال کرتا ہے یہ بھی جا کر بیٹھ گئے اپنا احوال اُس سے پوچھنے لگے
اُسنے کہا کہ تمھارے کوئی ظرف جاتے رہے ہین اور وہ دو عدد چاندی اور سونے کے ہین یہ سخن سنکر کمال معتقد ہوئے
آپسمین مشورہ کرنے لگے بعد مشورے کے ایک تو عمرو کے پاس بیٹھا رہا دوسرے نے ملکہ کے در دولت پر جا کے عرض کر بھیجا
غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہے بہت ضروری التماس کرتا ہے ملکہ تو شام کا انتظار کر رہی تھی کہ آفتاب غروب ہو
تو زہر کھا اُن قید حیات سے رہائی پاؤن غلام کی استدعا سنکر فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی کہ شاید کوئی مژدہ سنادے
اُس یوسف گم گشتہ کے قافلے کی خبر لادے پردے سے لگ کر پوچھا کہ کیا کہتا ہے کوئی خبر اچھی لایا ہے اُسنے پہلے تو کیفیت چلجی
قفا کے گم ہونے کی کہی بعد اُسکے رمال کی حقیقت بیان کی ملکہ از بسکہ عاقلہ تھی دلمین سوچی کہ یہ جرأت سوائے عمرو کے کسی کی
نہائی کہ میرے اُردو کے متصل اس چالاکی سے میرا مال دست برد کر کے لے اور ہزارون آدمیون کی آنکھون مین خاک ڈالکر صاف
چلدے اور تعجب نہین کہ وہان جا کر رمال بھی بنا ہو یہ بھی شعبدہ کیا ہو فی الفور ایسا دل لیسا دل بھیجکر عمرو کو بلایا اور گوشہ
رکے چلمن کے متصل بٹھا کر فرمایا کہ اے رمال میرے دل کا تو حال کہہ کیفیت جگر پر ملال کہہ عمرو نے کہا کہ حضرت مین بغیر
دیکھے کسی کا حال نہین کہتا ہون در پردہ کسی کا حال و احوال کہنا نہین سیکھا ہون ملکہ نے تجویز کیا کہ آخر تو آج مرنا ہے اگر یہ
مرد دیکھے گا تو کیا ہوگا کیسا ہمارا راز افشا ہوگا چلمن اُٹھا دی اور اپنی صورت دکھا دی عمرو نے پانسے مہر نگار کے ہاتھ مین دیکر کہا
کہ آپ پانسون کو اپنے ہاتھ مین لیلو اور ان شکلون پر پھینکیں مین شکلون کو دیکھکر آپکے دلکا راز بیان کرونگا اور زائچہ کھینچکر حکم
لگا دونگا ملکہ نے جو پانسون کے خط و خال کو دیکھا تو دل کے پانسے پائے اور ہی کچھ قلم ہی تبا ہی پانسے نظر آئے کیونکہ ملکہ بھی تو رمل
مین بزرجمہر کی شاگرد تھی مگر دم کو لیے رہی کہ دیکھین کیا کہتا ہے اُسکا حکم کیا ہے پانسون کو جو پھینکا عمرو نے ابتدائے عاشقی سے لیکر آخر
تک حال کہہ دیا کہ آج انکو حمزہ کی خبر ملیگی خوشی کی خبر سنائی دیگی مہر نگار نے عقلمندی دریافت کیا کہ یہ عمرو ہے وہی عیار اور سعید یار
معتبر ہمارا تھوڑا ہاکر اُسکی عملی داڑھی کو جو کھینچا داڑھی الگ ہو گئی عمرو نے اصلی صورت دکھائی دی ملکہ بے اختیار عمرو کے گلے سے لپٹ گئی
زار زار رو کر پوچھنے لگی کہ سچ کہہ امیر کہان ہین کس کا روان مین یوسف کنعان ہین عمرو نے کہا کہ میرا آج صبح سے اُسی بیابان کے بیچ
حمزہ دل مین خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہین مگر آپکے فراق مین مبتلا ہے بیچ چمن ہین ملکہ لوگ گویا پھولون سے سمائی جاتی تھی

آنا عمرو کا بہ شکل رمال ملکہ کے پاس اور ظاہر ہونا اسکا داڑھی کے اُکھیڑنے سے



کہ امیر کا حال پوچھے اور اپنی بپتی کہے کہ آدمی برآمد ڈیوڑھی پر گیا کہ رمال کو شادی کی ساعت دیکھنے کیواسطے اولاد نے طلب کیا ہی سب سامان وغیرہ شادی کا جمع ہی فقط اسی رمال کا انتظار کر رہا ہی عمرو نے کہا کہ اب حضور بے فکر بیٹھیں چین سے بسر کریں دیکھیے تو اس شادی کے لیے کیسا اولاد کو مغموم کرتا ہون اُن ذات شریف کے ساتھ کیا کر گذرتا ہون یہ کہکر رخصت ہوا ملکہ نے خلعت رخصت مع بدرہ زر عمرو کو دیا عمرو وہان سے چلا اور اولاد کے پاس پہونچا دیکھا کہ ایک گبر بچہ جواہر مین غرق ایک کرسی مرصع پر بیٹھا ہوا ہی اور سامان رسوم شادی کا گرد اُسکے رکھا ہی اولاد نے بیٹھتے تو پوچھا کہ ملکہ نے تجھے کیون بلایا تھا بولا کہ ایک مردے کی زندگی پوچھتی تھین اور بہت افسوس اُسکا کرتی تھین مین نے کہدیا کہ وہ مر گیا اور آپکو اولاد بن مرزبان سے بہت بھلا لگیگا پہلے تو راضی نہ تھین مگر میرے کہنے سننے سے راضی ہوئین یہ سخن سُنتے ہی اولاد کی باچھین کھل گئین اور بھی بہت خوشیان ہونے لگین خلعت گرانمایہ دیکر پوچھا کہ شادی کب کرون اس ماہرخ کے وصال سے کب مسرور ہون عمرو نے کہا کہ جتنی جلد ہو سکے کوشش کیجیے اولاد اس بات سے اور بھی محظوظ ہوا ایک بدرہ زر سرخ کا اور عنایت کیا عمرو اس بدرہ کو لیکر دست بدعا ہوا اور کہنے لگا کہ غلام کے چار لڑکے ہین ایک تو گرزبازی سے شوق رکھتا ہی اس کرتب مین لاثانی ہی اور دوسرے نے پٹے بازی

[illegible] ہے اور تیسرے کو ڈھول خوب بجاتا ہے اور چوتھا ستار مین کامل ہوا ہے اگر آپ اُنکا تماشا دیکھین
[illegible] ہے بہت محظوظ ہون اولاد بولا کہ کل صبح کو اپنی کل اولاد کو ہمارے پاس بھیج دینا البتہ یہ تماشا دیکھنگے
[illegible] ابل ہے کہ میرد [illegible] ی کامل اپنے اپنے فن مین ہوگی اور تو خود بھی کامل ہے عمرو اُس سے رخصت ہوا اور پہاڑ کے
نیچے آکر بصورت اصلی ہوکے ہرن کو حکیم اقلیمون کے پاس لایا انھون نے ذبح کرکے کباب کی بوا میر کو سنگھائی
اُس سے طبیعت امیر کی بشاشت پر آئی اور عمرو بخط مستقیم راہی ہوا لندھور کے پاس گیا راہ مین مقبل سے جو
ملاقات ہوئی اُس سے کہا کہ تو عادی کو لیکر خسرو ہند کے خیمے مین جلد آ خسرو نے پوچھا کہ خواجہ کدھر آئے ہو
ہون اسقدر گھبرائے ہو بولا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہون کچھ غرض اپنی لایا ہون آپ جانتے ہین کہ صاحبقران ملکہ
مہرنگار پر جان دیتے ہین اور اُسی کے واسطے یہ سب تکلیفین اپنے سر پر لیتے ہین حیف ہے کہ آپکے ہوتے مہرنگار کو گرگیج
جائے اور امیر اُسکے فراق مین زہر کھائے یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ پہاڑ کے تلے اُسکا اردو پڑا ہے اور وہان سامان
شادی کا جمع ہے شام تک دار نیا راہے لندھور اس جملہ کو سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا گرز لیکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین
ابھی اسکی ہڈی پسلی سرمہ کرتا ہون اسی وقت اُسکے سر پر قیامت کرتا ہون اب تو اُسکے خون کا پیاسا ہون
عمرو نے کہا کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے مبادا امیر کو ناگوار ہو اُسکو جیتا پکڑ لیجیے خسرو نے کہا کہ پھر جو تمھاری صلاح ہو مین
ہرصورت سے حاضر ہون جو تمھارا قصد ہو ویسا کر گذرون اسمین مقبل بھی عادی کو لیکے پہونچا عمرو نے اُنسے
مشورہ کیا اور بہانہ بنا ارادہ کیا اُنھون نے بھی لندھور کے قول کا اعادہ کیا جب اُستاد فلک شعاع خورشید
کا پٹہ لیکر تماشا کو کھڑا ہوا عمرو نے بڑا ڈھول تو عادی کے گلے مین ڈالا ستار مقبل کو دے کر لندھور سے کہا کہ
آپ گرز سنبھالین اور اپنی صورت ایک خوبصورت لڑکے کی بنا کر پٹہ ہلاتا ہوا اولاد کی ڈیوڑھی پر گیا اولاد
نے سنا کہ رمال کے بیٹے آئے ہین بارگاہ مین بلا بھیجا اور تماشا کرنے کا حکم دیا عمرو نے گیارہ پٹے بریختی کسب
عیاری سے نکال کر ایسی پٹہ بازی کی کہ اولاد اور اہل محفل دیکھکر دنگ ہوگئے تعریف کرنے لگے کہ ہمنے
اپنی عمر مین آجتک ایسا پٹے باز نہین دیکھا تھا اور ایسا اُستاد اس فن کا نظر سے نہین گذرا تھا اولاد نے بہت
کچھ انعام دیا مقبل نے ستار اور عادی نے ڈھول بجا کر محفل کو گرم کیا انکو بھی اطلسی قبائین انعام ملین اور بھی انعام
واکرام دیا لندھور جو گرز بازی کرنے لگا اسکی ہوا سے لوگ نکل اور کرسی سے خاک پر گرنے لگے ہر طرف سے
ایک شور پس پس کا بلند ہوا عمرو نے لندھور کو اشارہ کیا کہ یہی وقت ہے بسم اللہ گرز آزمائیے اور ان مردود ونکو
طاقت دکھائیے لندھور نے ہلاتے ہلاتے اُس گرز کو بارگاہ کی چوبون پر مارا اولاد تو مع درباریون خیمے مین دب گیا
اور فوج سے لڑائی ہونے لگی جنگ شروع ہوئی لندھور نے گرز اٹھا کر نعرا مارا کہ ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بداند منم
لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان نعرہ سنتے ہی بارہ ہزار سوار لندھور کے جو کمینگاہ مین بیٹھے تھے تلوارین

کھینچکر فوج غنیم کے سر پر پہونچے دس ہزار سوار اولاد کے لشکر کے مارے گئے اور پانچہزار زخمی ہوے اور دس ہزار قید مین پھنسے اور باقی پانچہزار جان لے کر بھاگے عادی کا حال سنیئے کہ عین جنگ مین خیال کیا کہ آج اولاد کا ارادہ شادی کرنے کا تھا کھانا ضرور کثرت سے پکا ہوگا اور بہت تحفہ تحفہ نفیس کھانا ہوگا باورچیخانے مین چلکر کھایا چاہیئے لا بنے لا بنے ہاتھ کھانے پر مارا چاہیئے یہ سوچکر باورچیخانے کی طرف چلا چند قدم اُٹھائے تھے کہ تہ خیمے سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ڈھول اُسپر رکھ کے جو اسکا ڈھول کا چمڑا پھٹ گیا اور وہ شخص اُسکے اندر سما گیا فوراً ڈھول کے مُنھ کو مضبوط بند کرکے باورچیخانہ مین گھسا کھانے کی تو افراط تھی جو جو کھانا جی مین آیا بے دغدغے اور بے شرکت غیرے نکال نکال کر کھانا شروع کیا دست خود دہان خود کا مصداق ہوا عمرو نے ہر چند اولاد کے خیمے مین ڈھونڈھا مگر اسکا سراغ نہ ملا لاشون مین تلاش کرتا ہوا باورچیخانے کی طرف جا نکلا دیکھا کہ عادی بڑے بڑے نوالے مار رہا ہی انواع اقسام کا کھانا نکال نکال کر اپنے سامنے رکھا ہی عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ او شکم بزرگ حمزہ کے لشکر مین تو پہلوان نامی کہلاتا ہی اور لڑائی کے وقت جان چُرا کے گوشے مین بیٹھا ہوا پیٹ پال رہا ہی یہ وقت پیٹ بھرنے کا تھا کچھ اپنی عزت و آبرو کا بھی خیال نہ کیا عادی نے کہا کہ مین نے بھی ایک آدمی پکڑا ہے میرا کھانا حلال کا ہو چکا ہی عمرو نے کہا کہ ہم بھی اُس کی صورت دیکھین اُس آدمی کی زیارت کرین عادی بولا کہ وہ ڈھول کے اندر بند ہی تو آپ اُٹھ کر دیکھ لے مجکو کھانا کھانے دے عمرو نے ایک جھلک اُس کی دیکھکر کہا کہ یہ آدمی تو لاکھ آدمی کے برابر ہی ہزارون قیدیون سے ایک یہ قیدی بہتر ہے نفس الامر مین عادی تونے بڑا کام اور نام کیا کہ اس گبر بچے کو گرفتار اور رام دام کیا یہ کہکر خوش خوش عادی سے ڈھول اُٹھوا کر لندھور کے پاس لیگیا اور بہزار بشاشت و مسرت اُس سے کہنے لگا کہ اے خسرو ایک شکار فربہ لایا ہون اور مستحق انعام کا ہون لندھور نے کہا کہ شکار مجھے دکھا جو ہین عادی نے ڈھول کا مُنھ کھولا اولاد ڈھول مین سے نکل کے خنجر کھینچکر لندھور پر دوڑا لندھور نے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسکو زمین پر دے پٹکا عمرو نے کمند کے حلقو نسے سراپا اُسکو جکڑا اور یہ مژدہ جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بہت کچھ عمرو کو انعام دیا عمرو وہانسے امیر کے پاس پہونچا ابتدا سے انتہا تک جو وقوع مین آیا تھا امیر کو سنایا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور لندھور سے کہا کہ حقیقت مین ہماری تمھاری حرمت اور عزت ایک ہی تم نہ محافظت کرو تو کون کرے اور ایسے موقع اور محل مین سوائے دوستون اور مخلصون کے کون ساتھ دے پھر سلطان بخت مغربی کے ساتھ ملکہ مہر نگار کے بھیجنے کا ارادہ ہوا اور اولاد کو بھی پابزنجیر کرکے ارسال کرنیکا قصد کیا کہ نوشیروان جیسا مناسب جانیگا ویسا کریگا اور ایک عرضی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس مضمون کی لکھی کہ فدوی حسب الحکم حضور کے سراندیپ مین گیا اور راہ مین

نا عمرو و مقبل و عادی و لندھور کا بصورت بازیگران بارگاہ اولاد مین اور اثناے بازی مین جنگ کرنا اور گرفتار ہونا اولاد کا عادی پہلوان کے ڈھول مین



جو جو سختیان اور مصیبتین اُٹھائی ہین اُسکا ذکر نہین ہو سکتا اور ملک لندھور کو زیر کیا اور خدا نے عزت و آبرو سے رکھا چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہون ظل سبحانی کے حضور مین بہت جلد پہونچتا ہون اور اس عرصے مین دشمنون نے میرے مرنے کی خبر حضور پہونچائی اور یہ خبر بد سراسر دروغ اُڑائی حضور نے سچ سمجھکر بد اندیشان کج فہم کے مشورے سے مہر نگار کو اولاد کے حوالے کیا اور کچھ اسکی تحقیق اور تجسس مین توجہ اور التفات کو حضور نے دخل نہ دیا اثناے راہ مین مجھے اور اولاد سے ملاقات ہوئی اسکو گرفتار کر کے حضور مین بھیجا ہے تلافی مافات اولا جو سزا آپکے نزدیک مناسب ہو وہ اولاد کو دیجیے اور جو لوگ اس مشورے مین شریک و متحرک تھے اگر مزاج مین آئے تو سمجھ لیجیے اور ملکہ کو بھی رخصت کیا ہے اپنی امانت کو حضور کچھ دن تمین بھیجا ہے انشاء اللہ تعالی عنقریب حاضر ہو کر شادی کرونگا اور در انداز و مفسدون

سمجھونگا اس عرضی کو لکھکر سلطان بخت مغربی کو دیا اور یہ بھی کہا کہ گستہم نے مجکو زہر دیا تھا اُسکے سبب جانکی تو خیر ہوئی مگر تکلیف
البتہ بہت گذری فقط اور مہر سیاں ملکہ کو فرداً فرداً خلعت عطا کیا مہر نگار نے عمرو کو بلا کر کہا کہ بیٹے تیاری جشن کی کی تھی امیر
نے مجکو اپنے پاس تک نہ بلایا اور مدائن کو رخصت کیا ایسا کونسا قصور مجھسے صادر ہوا ہے کہ میرا منہ دیکھنے کے قابل نہیں ہا عمرو
نے امیر سے آکر کہا کہ مہر نگار بہت ملول بیٹھی ہے اور اسطرح سے کہتی ہے امیر نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میری صورت زہر کھانے کی بدولت کیسی
ہو گئی ہے کوئی حیثیت بدن کی باقی نہیں رہی ہے اس ہیئت سے تو میرا جی نہیں چاہتا کہ ملکہ کو اپنی شکل دکھاؤں اُنکے پاس جاؤں یا اُنکو
اپنے پاس بلاؤں انشاء اللہ العزیز مدائن پہونچتے پہونچتے رنگ و روغن اصلی ہو جائیگا وہاں پھر خداوند حقیقی جامع المتفرقین جمع بھی لائیگا
ملکہ کو باتیں شائستہ سمجھا دو کہ برا نہ مانیں لمبین یہ تنکرین مین پیچھے آپکے مدائن پہونچتا ہوں مین خود عازم اسطرف کا ہوں اور تم بحفاظت
تمام ملکہ کو پہونچا کر اثنائے راہ مین ہمارے پاس آؤ جسقدر جلد ممکن ہو تم بھی آکر لو حکیم قلیمون نے کہا کہ خواجہ تم مدائن جاتے ہو
نوشدارو لیتے آنا مگر امیر کے نام سے کسی سے نہ مانگنا کہ کوئی نہ دیگا عمرو امیر سے رخصت ہو کر مہر نگار کے پاس پہونچا اور بوجہ احسن
اسکو سمجھا کر چپکا کیا اور محافے مین سوار کروا کے مدائن کی راہ لی چندروز کے عرصے مین ملکہ کی سواری مدائن مین پہونچی
نوشیروان پیشوائی کرکے لیگیا اور سلطان بخت مغربی کو خلعت عطا فرمایا اور امیر کی سلامتی سنکر بہت خوش ہوا اب عمرو کا
حال سنئے کہ دہقانی کی صورت بنکر ایک قصائی کی دکان پر گیا دو پیسے سلیٹ کہ جسمین حرف کا نشان تک نہ تھا اُسکے آگے پھینک کر بولا کہ
دو پیسے کی نوشدارو دے اُسنے کبھی نام تک نہ سنا تھا وہ بولا صاحب نوشدارو نام کس جانور کا ہے اُسکی صورت کیسی ہے کیسا قد ہے مینے
آجتک نوشدارو کو نہیں دیکھا ہے عمرو ایک بنیے کی دکان پر آیا اور اُسکے آگے بھی پیسے پھینک کر نوشدارو مانگنے لگا وہ بولا صاحب آٹا
دال چاول نون لکڑی گھی تیل شکر دوا کودون باجرا چنے مٹر جو مسور تو موجود ہے اگر لیجیے تو لیجیے دکان آپکی ہے بے تکلف جو چاہیے
حاضر ہے کرم کیجیے نوشدارو تو میرے پاس نہیں ہے کہ مین تمکو دون مینے تو کبھی اس چیز کا نام بھی نہیں سُنا ہے کیونکر اُسکا اقرار کرون کسی پنساری سے
پوچھیے شاید اُسکی دکان مین نکلے عمرو پنساری کے پاس گیا وہ بولا کرانے مین کسی چیز کا نام نوشدارو نہیں ہے ہمنے اس نام کا کوئی کرانا سنا نہیں تم
کسی کنجڑے کے پاس جاؤ تو ہووے عمرو کنجڑے کے پاس آیا اُسنے کہا کہ صاحب گاجر مولی ساگ پات خربزہ تربوز چاہو تو مجھسے لو نوشدارو نام تو کسی ترکاری
کا نہیں آگے کسی اور کی دوکان دیکھو آخر شدہ شدہ عطار کی دکان پر گیا اور اُس سے نوشدارو کو پوچھا اُسنے کہا کہ نوشدارو ہمنے کہاں
پائی کبھی دیکھنے مین بھی نہیں آئی مگر تو ایک کام کر زنجیر عدالت جا کے ہلا البتہ بادشاہ کے دوائی خانے مین ملیگی وہان اگر تیری تقدیر نے
یاوری کی تو ہاتھ آئیگی عمرو نے جا کر زنجیر عدالت ہلائی بادشاہ نے طلب کر کے کیفیت اُسکی استفسار فرمائی عمرو نے دو پیسے جیب سے نکالے
اور نوشیروان کے تخت پر رکھدیے کہ صاحب اسکی نوشدارو چاہت ہون مور ٹٹوا کا سانپ کاٹس ہے گوین کا بیدی کہس ہے کہ
مدائن سے تین سکال نوشدارو لاوا ہے تو مین تو ٹٹوا کا کھیون نیک اُٹھے جیسے لسائی بکال کنجڑے پساری سے پوچھت پھرن کو ونا ہین دیت
رہا آج ایک منشی سے ہاٹ مین جو بھیٹ بھئی وہ مہکا کہس کہ بادشاہ کے پاس جاؤ سو مین تمہارے پاس جر بھیا ہون کھداوند کے چرنن تک پہونچ
گوا ہون یہ کونا لیوا اور تین سکال نوشدارو مہکا دیو مل آول جو کچھ مین کم ہوویے تو یہ کاج نہ بکسیے پوری تین سکال لیہون نہیں تو دام نہ دیہون بادشاہ نے

ارکان دولت اسکی باتین سنکر بہت ہنسے اور اسکی ہیئت دیکھکر خوش ہوے اور کہا کہ پیسے اٹھا لے حضور سے نوشدار تجکو
عنایت ہوگی عمرو بولا کہ صاحب مین گریب مٹی ہون بل بے کیمت کہیو سے کچھ نا ہین لیت ہون باد جہا سے مجھت مجھت
نوشدار ملکے ہیون تا ہاک کو مسان جینا اپنے موڑ پر دھرون بادشاہ نے بزرجمہر سے فرمایا کہ اسکو خزانے مین لیجا کر تین مثقال نوشدار
بید داد رسیطرح اسکے دینے مین کمی نکرو بزرجمہر عمرو کو لیکر خزانے مین آئے صندوق کھولکر ایک جڑاو حقہ نکالا اور اسکے اوپر سے
غلاف اتارے اسمین سے تین مثقال نوشدار عمرو کو دی اور تین مثقال لیکر اپنی جیب مین رکھی بدین لحاظ کہ دیکھو دل گستہ
امیر کو زہر دینا معلوم ہوتا تھا یقین کامل تھا کہ عمرو نوشدار و مانگنے کو آویگا عمرو نے راہ مین بزرجمہر سے کہا کہ واہ حجرت بادشاہ
کے نوکر ہوے کر صاحب چوری بھی کرت ہین عجت دار منی ہوکے کہی دمڑی کی چیج پر نیت بہکاوت ہین نوسدار و جو آپنے
لے ٹیٹے مین کھیو ہے وہ مہکا دیدو واسمین کھیر آپکے نہین بعیت ہو جیو بیت بیحرمت ہوہو بزرجمہر نے رسوائی کے خوف سے ڈرکر عمرو
کے حوالے کردی اور دلمین سوچے کہ گنوار آدمی ہے اگر افشاے راز کرے تو کچھ بات نہ بنیگی اب بختک کا حال سنیئے کہ اسکو تو امیر کا زہر
کھانا معلوم تھا کمال مضطرب و بدحواس ہوکر سوچا بزرجمہر نے ضرور حمزہ کیواسطے نوشدار و چھپائی ہوگی دوائی خانے سے خواہ
مخواہ اڑائی ہوگی اپنی اصالت کی لی بادشاہ سے عرض کی کہ بزرجمہر کو دیکھیے اور نوشدار و کا چرانا دیکھیے شان و شوکت اور اسپر یہ
طرہ خیانت کا دیکھیے بادشاہ بھی اسکے کہنے مین آگیا کہا ضرورت تھی تو حضور سے مانگ کیون نہ لی دہقان کو مین نے عنایت کی انکو کیا
نہ ملتی شدید حکم دیا بزرجمہر کا جھاڑا لیا کچھ نہ نکلا اسوقت بختک پر جرمانہ ہوا اور بزرجمہر سے عذر کیا بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ
دہقان جو نوشدار و لے گیا ہے وہ عمرو تھا اپنے دلمین بہت خوش ہوے کہ عمرو کی بدولت چوری کی ذلت سے بچے عمرو نے شہر سے نکلکر جلدی
صورت اپنی بنائی اور لشکر اسلام کیطرف راہ لی یہان امیر کا یہ بیان بسبب ناطاقتی کے کہ ضعف قوت پر از بس غالب تھا بہت
روئے اور اپنے آپ کو بد دعا دینے لگے کہ کاش ایسی زندگی سے موت آئے تو بہتر ہے حیات کا لطف مطلق نہین ناطاقتی ہر روز ترقی
پر ہے شب کو عالم رویا مین حضرت ابراہیم نے امیر کو تسکین دی اور بہت تشفی اور تسلی کی امیر نے صبح کو اٹھکر دوگانہ شکریہ
ادا کیا اور پلنگ پر تکیہ لگا کے بیٹھے کہ عمرو پہونچا عمرو نے امیر کو نہ پہچانا اور بیگانہ وار پوچھنے لگا کہ آپ کون ہین اور کہانسے آئے
ہین اور آپکو کچھ حمزہ کا بھی حال معلوم ہے کہ وہ کہان تشریف رکھتے ہین امیر نے کہا مین بھائی اولاد کا ہون اولاد کو قید سے
چھڑانے آیا ہون اسکو تو نپایا مگر حمزہ کو قید ہستی سے چھڑا یا جو ہین یہ سخن عمرو کے کان تک پہونچا عمرو خنجر نکال کے دوڑا
امیر نے خنجر عمرو سے چھینکر گلے سے لگا لیا اور کہا مین حمزہ ہون تو نے اسقدر ناحق غصہ کیا عمرو نے نوشدار و حکیم اقلیمون کے
آگے رکھدی اور کیفیت اسکے لانیکی مطلق نہ کہی امیر کو کئی ماشہ روز کھلانے لگے کہ اسکے سبب سے کچھ امیر کو طاقت آچلی اور حواس درست
ہو چلے اب ذرا احوال بہرام گرد خاقان چین کا سنیئے کہ چار جہاز بمعیت جو طوفان مین امیر سے چھوٹا چھ مہینے تک دریا
شور مین طوفانی رہا جب طوفان سے نجات ملی سندھ کے کنارے لنگر جہاز دولت کا ڈالکر غلہ وغیرہ خریدنے کی بندش ہوئی چنانچہ
خرید غلہ کے واسطے خشکی مین اترا تھوڑی دور گیا دیکھا کہ ایک درخت عظیم الشان کے نیچے ایک تخت پر کمان اور دو ہزار اشرفی

توڑا دھرا ہی بہرام نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کمان اور توڑا چوکی پر کیون رکھا ہی اُسکے رکھنے مین فائدہ اور غرض کیا ہی وہ لوگ بولے کہ سرکش ہندی جو یہان کا حاکم ہی اُسکا بھائی کوہ بخت ہندی از بسکہ زورآور ہی اُسنے امتحان کے واسطے کمان اپنی اشرفیون کے توڑے کے ساتھ یون رکھوا دی ہی اور یہی صورت امتحان اور زورآزمائی کی رکھی ہی کہ جو کوئی اُس کمان مین چلہ چڑھاوے اشرفیون کا توڑا لیوے بہرام نے اپنے دلمین کہا کہ یہ مال خداداد ہی اسکو نہ چھوڑنا چاہیے اپنے قبضے مین کرنا چاہیے چوکی کے پاس جاکر کمان پر چلہ چڑھایا اور اسکے گوشے کو تا بناگوش کھینچکر کمان کو تو چوکی پر رکھا اور توڑا اُٹھاکر اپنے آدمیون کو دیا اور ارادہ چلنے کا کیا محافظون نے یہ خبر کوہ بخت ہندی کو دی کہ ایک سوداگر نے آپکی کمان پر چلہ چڑھایا اور توڑا اشرفیون کا اپنے آدمیون کو سونپا قضائے کار ایک عیار بھی یہ تماشا دیکھتا تھا کڑی کمان کے تیر کی صورت سرکش ہندی کے پاس پہونچا اور یہ حال بیان کیا سرکش ہندی نے حکم دیا کہ ابھی فوراً جاؤ اُس سوداگر کو مع کمان میرے پاس لاؤ حکم ہوتے ہی لوگ چلاتے ہوے دوڑے کہ سوداگر کو مع کمان حاکم نے اس شہر کے یاد کیا ہی اور مشتاق اسکا نہایت ہوا ہی بہرام مردانہ وار سرکش ہندی کے پاس پہونچا سرکش ہندی باخلاق کریمانہ بیش آیا اور اُسکے آدمی بھی کمان لیکر پہونچے اور ارکان دولت بھی حاضر ہوے سرکش ہندی نے بہرام سے پوچھا کہ اس کمان کو تمھین نے کھینچا ہی بہرام بولا کہ اسی اضعف العباد نے کھینچا ہی ہزار ہزار شکر اُس خدا کا ہی سرکش نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے روبرو بھی کھینچیے زور دکھایئے اور حاضرین بھی مشتاق ہین پھر طاقت آزمایئے بہرام نے قبضہ کمان کو اپنے قبضے مین لیکر اس زور سے تکان دی کہ کمان ٹوٹ گئی سرکش نے از راہ قدر دانی بیٹھنے کا حکم دیا بہرام کرسی فولادی زرکوفتہ پر کہ سرکش کے پہلو مین بچھی ہوئی تھی غاشیہ اُٹھاکر بیٹھا بہرام کا بیٹھنا تھا کہ کوہ بخت ہندی مثل شیر غران پہونچا کمان کو ٹوٹا اور بہرام کو اپنی کرسی پر بیٹھا دیکھکر آپ مین نرہا خنجر کھینچکر یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ایک تو تونے میری کمان توڑی دوسرے میری کرسی پر بیٹھا ہی تیری یہ عزت و آبرو ہوئی بہرام نے کوہ بخت کا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے چارون شانے چت زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اب کیا ارادہ ہی اتنی ہی طاقت تھی یا کچھ اور زور زیادہ ہی سرکش نے بہرام سے عذر کیا اور کوہ بخت کا قصور معاف کرواکے کہا کہ تمکو اپنے دین و ملت کی قسم ہی سچ کہو کہ تم کون ہو اور کیا نام ہی اور کون ملک کا مولد اور مقام ہی بہرام نے بےکم و کیف اپنی کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت اپنی کہی سرکش نے امیر کا نام سنتے ہی ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ مجکو حمزہ کی قدمبوسی کی کمال تمنا تھی لیکن خدا گستہم کا خانہ خراب کرے کہ اُسنے ایسے جوان بےنظیر و پہلوان بےعدیل کو مارا اور شریف اور بزرگ زادے کی جوانی کو خاک مین ملایا بہرام یہ سخن سنتے ہی ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگیا جب لخلخہ سونگھانے سے اُسکو ہوش آیا اُسنے پوچھا کہ مفصل بیان کیجیے اسکا کون راوی ہی کسنے آپکو خبر دی ہی سرکش نے کہا کہ گستہم یہان آیا تھا اُسنے ہرچند میری ملاقات کی تمنا کی لیکن مین نے اپنی بارگاہ مین اُسکو بار یاب نہونے دیا اُسنے یہان سے حمزہ اور لندھور

ے سرکو نوشیروان کے پاس ایک رفیق کے ہاتھ روانہ کیا اور خود وہ نہین معلوم کدھر گیا کہ پھر اُسکا پتا نہ لگا مگر
مجکو اُسکے کلام کا اعتبار نہین کہ وہ بھی بڑا فضول گو اور جھوٹا معلوم ہوا کہ وہ شیخی اور دون کی بہت لیتا ہی اسلئے
مین نے سرندیپ کی طرف عیار بھیجے ہین کہ تحقیق خبر معلوم کرین اور اس حال سے مجھے مفصل اطلاع دین بہرام نے کہا کہ
آپ نے جو نام گستہم کا لیا مجکو یقین ہوا مین اُسکی بدذاتی سے خوب واقف ہون بلا شبہہ اُس گردن زدنی نے امیر کو
دغا سے مارا ہوگا وہ مردود اُسکی فکر مین تھا مقرر قابو پا کر کچھ نہ کچھ فریب کیا ہوگا اب مین یہان ایک لمحہ ٹھہر نہین سکتا
مدائن کو جاؤنگا اور اسی چار ہزار سوار سے اگر نوشیروان کی فوج کو درہم و برہم نہ کیا اور نوشیروان کا گلا خنجر کے نیچے نہ
دیا تو دنیا مین مردون اور شجاع لوگون کو منھ نہ دکھا کر زہر کھا کر یا خنجر مار کر مر جاؤنگا جب سرکشتن نے دیکھا کہ بہرام نہین ٹھہرتا
فی الفور چھ مہینے کے لائق خوردنی جہاز پر بار کروا دی اور بہرام کو رخصت کیا بہرام روتا پیٹتا جہاز پر سوار ہوا اور جہازون کے
لنگر اٹھوائے چھ مہینے کے عرصے مین جہاز بصرے مین پہونچے بہرام مع چار ہزار اور زنگ خشکی کی راہ سے مدائن کو روانہ
ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ جو گانون قصبہ شہر مضافات مدائن سے ملے اُسکو لوٹ لو کوئی جگہ آباد باقی نہ رہے سبکو خاک سیاہ
اور ویران کر دو یہ خبر نوشیروان کو پہونچی کہ بہرام نے امیر کے مرنیکی خبر سُنکر بغاوت پر کمر باندھی اور تمام گانون قصبے شہر
جو اثنائے راہ مین ملتے جاتے ہین انکو تاراج کرتا جاتا ہی بقصد بے ادبی مدائن کیطرف چلا آتا ہی نوشیروان نے
فولاد بن گستہم کو دس ہزار سوار سے بھیجا کہ تو جا کر بہرام کی تشفی کر دے کہ امیر زندہ ہین راوی اس خبر کا محض کاذب و مفتری
ہی دشمنون نے خبر جھوٹی اور دروغ اڑائی ہی تجکو لازم ہی کہ معتقدانہ حضور مین حاضر ہو اور کسیطرح امیر کی خبر بد سے
نہ پریشان خاطر ہو فولاد بن گستہم اثنائے راہ مین بہرام سے دوچار ہوا اور ہر چند اُسکے ذہن نشین کیا کہ صاحبقران
زندہ ہین پر وہ کب مانتا تھا فولاد بن گستہم سے برافروختہ ہو کر بولا کہ اے مفتری زادے تیرا کلام قابل وثوق ہی کہ مین
مانون تیرے باپ نے تو اتنا کچھ فساد برپا کر رکھا ہی تیرے قول اور فعل پر کیونکر اعتماد کرون اگر کچھ نشہ جرأت رکھتا ہی تو میدان
مین آ اپنی جوانمردی دکھا تو بھی کیا یاد کریگا کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا فولاد بن گستہم نے مجبور ہو کر صف آرائی کی اور
عند المقابلہ ایک طعن نیزے کی بہرام کی چھاتی پر لگائی بہرام نے ہاتھ بڑھا کر نیزہ اُسکا چھین لیا اور وہی نیزہ اُسکے
سینے مین لگا کر گھوڑے کو جولان سے دبایا فولاد بن گستہم اپنے گھوڑے کی زین سے جدا ہو کر سنٹ کی طرح سے نیزے مین
اُترتا چلا آیا بہرام نے دیکھا کہ فولاد کا کام تمام ہوا نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا فوج نے اُسکی نرغہ کیا بہرام نے انھین چار
ہزار زنگیون سے فولاد کی فوج کو قعر دوزخ مین پہونچا دیا کل پانچسو آدمی دس ہزار سپاہیون مین سے بچ رہے
وہ اپنی جان لے کر بھاگے اور نوشیروان سے جا کر مفصل احوال بیان کیا نوشیروان کو کمال تردد ہوا اسی
فکر مین تھا کہ کیا تدبیر کیجاوے کہ چوتھے دن بہرام چار ہزار زنگ سمیت قلعہ کے نیچے پہونچا ہر چند لوگون
نے کہا کہ امیر خدا کے فضل سے زندہ ہین بادشاہ کی خدمت مین جو اس دم گستاخی کرتا ہی امیر سُنکر تجھسے بہت

آنا بہرام کا بمقابلہ فولاد بن گستہم اور ہلاک کرنا فولاد کو ضرب نیزے سے



بہت بدظن ہونگے مگر اُسکو تو یقین نہ تھا سمجھا کہ نوشیروان دفع الوقتی کرتا ہی اس بہانے سے اپنی جان بچا رہا ہو
ناچار قلعے کی فصیلون پر سے ضرب پڑنے لگی اور گولی اور گولون کی جھڑی شروع ہوئی بہرام چالاکی کر کے قلعے
کے نیچے خاکریز پر پہونچا نوشیروان کمال دست باچہ ہوا کہ اب کوئی دم مین بہرام قلعے کا دروازہ توڑکر شہر
کے اندر آویگا مفت مین قتل عام ہوگا اور تمام خلقت کو زیر و زبر کریگا ہنوز بہرام نے دربند قلعہ پر گرز نہ مارا
تھا کہ نوشیروان نے جو مضطر یا نہ تیر دعا سر کیا ہدف اجابت پر پہونچا یعنی سامنے سے ایک تتق گرد کا اُٹھا کچھ سوارون
کا پرا دکھائی دیا محصوران بیگناہ چلائے کہ وہ صاحبقران آئے بہرام نے پھر کر دیکھا تو واقع مین جسطرح
خورشید گریبان ابر سے نکلتا ہی علم اژدہا پیکر دامن گرد سے نمودار ہوا بہرام نے بگٹٹ گھوڑے کو جولان
کیا امیر کی رکاب کو جا کر بوسہ دیا امیر نے مرکب پر سے کود کے بہرام کو چھاتی سے لگا لیا اور لندھور سے ملاقات

کروا کے کہا کہ میرے ایک قوت بازو آپ ہین اور دوسرے بہرام مرد شجاع اور دوست صادق آدمی بڑے رتبے کا ہے
ہنوز سوار نہوے تھے کہ ناقہ سوار نوشیروان کا پہونچا زمین ادب کو بوسہ دیا نوشیروان کی طرف سے کہا کہ شاہنشاہ
ہفت اقلیم نے بعد دعا کے فرمایا ہے کہ اسی جا پر تم آج خیمے ڈالو اس جگہ آج مقام کرو کل مین خود دم صبح آؤن گا
اور پیشوائی کر کے تمھین اپنے ہمراہ شہر مین لاؤن گا صاحبقران نے بموجب ارشاد شاہی اُسی مقام پر خیمہ
استادہ کرنے کا حکم دیا اور اپنا آداب تسلیمات موافق ادب شاہانہ کہلا بھیجا جب بادشاہ اقلیم چہارم فلک تخت
پر جلوہ افروز ہوا اور عالم کو فیض نور سے معمور کیا صاحبقران مع خسرو ہند و بہرام گرد خان چین و دیگر امرا
نامدار سوار ہوے اور بادشاہ کی عتبہ بوسی کو چلے اُسطرف سے نوشیروان تخت رواں پر بیٹھے صاحبقران کے
استقبال کے لیے مع امراے ساسانی وکیانی روانہ ہوا اور اثناے راہ مین امیر نوشیروان کا تخت دیکھکر مرکب سے اتر پڑے
اور پایہ تخت کو بوسہ دیا نوشیروان نے اپنا تخت کھڑا کر امیر کو چھاتی سے لگالیا اور سوار ہو کر کلیات دل خوش کن کرتا ہوا شہر کیطرف
متوجہ ہوا اور فرمایا کہ امیر کا لشکر بدستور تل شادکام پر اُترے موافق معمول کے اُسی مقام پر خیمہ امیر کا رہے جب بارگاہ کیخسروی
مین نوشیروان اور صاحبقران داخل ہوے بادشاہ تو تخت جلوس پر جلوہ افگن ہوا اور امیر فرنگل ستم پر بیٹھے نوشیروان
نے بہت سا زر و جواہر امیر پر سے نثار کر کے فقرا اور مساکین پر لٹایا اور برخاست کیوقت خلعت شاہانہ سے سرفراز
فرمایا امیر تو محلہ تل شادکام پر تشریف لیگئے اور جاتے ہی صحبت عیش و نشاط کی گرم کی اور یہی سامان ہونے لگے بختک
بدبخت نے نوشیروان سے عرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا تو ایک ایک کے اوسان اُس سے خطا ہوتے تھے سبکا دم نکلتا
تھا اور اب تو لندھور اور بہرام اُسکے رفیق ہین اُس سے کون آنکھ ملا سکتا ہے ان لوگونکے مقابلے مین کون جا سکتا ہے مجھکو
خوف ہے کہ کہین تخت نہ چھین لے اور آپکو شکست فاش ندے بادشاہ بختک کے اس کلام سے سہم گیا اور خوف زدہ ہو کر
کہنے لگا کہ پھر اسکی تدبیر کیا ہے بختک نے کہا کہ ایک ایک کو باری باری سے دفع کیجیے بتدریج دفعہ دفعہ اسکی صفائی کر لیجیے کل جسوقت
حمزہ حضور مین حاضر ہووے اُس سے فرمایئے گا کہ مین نے لندھور کا سر تم سے مانگا تھا یہ نہین کہا تھا کہ اُسکو زندہ لے آؤ اور
میری مرضی کے موافق کام نکرو نوشیروان نے فرمایا کہ تجھی کو اختیار دیا جسطرح سے مناسب جاننا تو ہی حمزہ سے گفتگو کرنا
اُسوقت تو بختک خوشی خوشی اپنے گھر کو آیا اور بہزار اضطراب رات کاٹکر فجر ہوتے ہی دربار مین پہونچا جب صبح کو
امیر دربار مین آئے ہنوز کوئی کلام نہوا تھا کہ بختک نے باواز بلند امیر سے کہا کہ حضور فرماتے ہین کہ مین نے لندھور کا
سر تم سے مانگا تھا یا یہ کہا تھا کہ لندھور کو میرے سر پر لے آؤ اور ایک بلا میرے شہر مین لگا دو امیر کو یہ کہنا اُسکا معلوم ہوا
فرمایا کہ غرض اطاعت سے ہے یا ناحق سر کاٹنے سے وہ مع فوج اطاعت مین حاضر ہے اُسے کسیطرح کی بغاوت نہین مع لشکر
خدمت مین حاضر ہے بختک نے کہا کہ اطاعت سے کچھ کام نہین ہے اُسکا نیک انجام نہین ہے آج اُسنے قدمو پر سر رکھا اور کل پھر سرکشی کی
تو اُسوقت کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرے جیتے جی اُسکا کیا مقدور ہے کہ بادشاہ سے سرتابی کرے یا بغاوت اور نافرمانی کیطرح

کی کرے اور اگر یہی مرضی بادشاہ کی ہی تو ابھی سر اسکا حاضر ہی مجھے منظور حضرت کی خوشی خاطر ہی بختک بولا کہ بادشاہ کو تو اسکا
سر ہی درکار ہی بادشاہ اسکی صورت دیکھنے کا کب روادار ہی اور یہ مین کیونکر کہون کہ لندھور آپکے کہنے سے سر دیگا
اور کسیطرح سرتابی اور سرکشی نکریگا امیر نے کہا کہ یہ کیا بات ہی مین اگر حکم دونگا تو ابھی لندھور تیغ بے دریغ سر جھکا دیگا بلکہ اپنے
ہاتھ سے خود اپنا سر کاٹ ڈالیگا بختک بولا کہ پھر دیر کیا ہی انتظار کسکا ہی لندھور کو بلائیے جو کچھ فرمایا ہی فرمائیے صاحبقران
نے عمرو کو ارشاد کیا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے بادشاہ نے آپکے قتل کرنے کا حکم فرمایا
ہی امیر نے حسب الحکم بادشاہ آپ کا سر کاٹنے کیواسطے بلایا ہی لندھور یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر
من مست جام عشقم از خود خبر ندارم ✤ گر سر رود درین رہ پروائے سر ندارم ✤ صاحبقران کی رضامندی درکار
ہی سر رہے کہ جائے اب مجھے خود سر دوش کا بار ہی شعر ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا پہنچ سکتا
نہین اب دوش پر بوجھ اپنی گردن کا ✤ اور لے میرے ہاتھ رومال سے باندھ دے اور بادشاہ کی بارگاہ کی راہ لے
عمرو خسرو کی گفتگو سنکر گلے سے لپٹ گیا اور مردانہ وار کہنے لگا کہ اے خسرو کسکی طاقت ہی کہ تمکو نگاہ بد سے دیکھ سکے یا تمھاری
جانب اور نظر سے دیکھے میرے ساتھ آئیے تمھارے سر کے ساتھ تو اول حمزہ کا سر ہی بعد اسکے یہ جتنے پہلوان ہین انکا اور ہمارا
سر ہی آپ شوق سے سلاح بدن پر لگائیے اور فیل ہیمونہ پر سوار ہو کے میرے ساتھ آئیے خسرو سلاح لگا کر گرز کو کاندھے پر رکھکر
فیل ہیمونہ پر سوار ہوا اور جا کر جلوخانہ شاہی مین اترا عمرو نے بارگاہ مین جا کر امیر کو خبر دی کہ لندھور گردن زدنی
حاضر ہی اسنے بہر صورت منظور امیر کی خاطر ہی یہان لندھور گرز کو ہوا پر پھینکنے لگا اور ہاتھ پر روکنا شروع کیا
چار طرف سے غل ہوا کہ اگر ابھی گرز ہاتھ سے چھٹ پڑا تو دس بیس بیگناہ مر جائینگے سیکڑون کے ہاتھ پانوکی ہڈیان
ٹوٹین گی اور کام سے گذر جائینگے بادشاہ نے غل سنکر کہا خیر تو ہی یہ شور کیسا ہی یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہی لوگون نے حال عرض
کیا بادشاہ خاموش ہو رہا امیر نے فرمایا کہ لندھور کو بلا لاؤ عمرو جا کر بلا لایا لندھور نے امیر سے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی حضور نے کیون یاد کیا ہی امیر نے فرمایا کہ بادشاہ تمھارا سر چاہتے ہین تمھاری طرف سے بدظن ہو گئے ہین
لندھور نے کہا کہ مین آپکا فرمانبردار ہون جو آپکی مرضی ہو مین حاضر ہون اور اطاعت گذار ہون امیر نے فرمایا کہ چلو تم حضرت
سے رخصت ہو اور جلوخانے کے صحن مین سر جھکا کر بیٹھو جسکو حکم شاہی ملیگا تمھارا سر کاٹنے کو آویگا لندھور آداب بجا لاکر
جلوخانے کے صحن مین گیا اور گرز سے تکیہ لگا کر بیٹھا امیر نے عادی کو حکم دیا کہ لندھور کا سر کاٹ لا عادی نے لندھور
سے کہا لندھور نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر سر جدا کرد از تنم شوخی کہ با ما یار بود ✤ قصہ کوتہ گشت ورنہ دردسر
بسیار بود ✤ اور کہا کہ شکر ہی خدا کا میرا سر امیر کے حکم سے کاٹا جاتا ہی اور میری اطاعت مین کسیطرح سر مو فرق نہین آتا ہی
عادی لندھور کی اطاعت پر غش کر گیا اور یہ کہکر لندھور کے پہلو مین جا بیٹھا کہ جو کوئی پہلے ہمارا سر کاٹ لیگا وہ
لندھور کیطرف چشم بد سے دیکھیگا امیر نے اس خبر کو سنکر بہرام کو حکم دیا کہ تم جا کر لندھور کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ لاؤ وہ بھی لندھور

کی باتون پر فریفتہ ہوگیا اور لندھور کے دوسرے پہلو مین جاکر بیٹھا کہ ہمارا سر بھی لندھور کے سر کے ساتھ ہی اگر امیر اپنے ہاتھ سے ہم لوگون کا سر کاٹین تو ہماری گردن اور اُنکا ہاتھ ہی صاحبقران نے بہرام کی تقریر سُنکر سلطان بخت مغربی کو بھیجا وہ بھی لندھور کے پاس آنکر بیٹھ رہا اور کہنے لگا کہ امیر نے اچھی خونریزی پر کمر باندھی ہی اگر یہی مرضی ہی تو ہمارا سر بھی اُنھین سب کے ساتھ ہی سب یہ تقریر اُن لوگون کی بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اور خبرداروں نے مفصل تقریر سبھون کی امیر کے کان تک پہونچادی بختک بولا کہ جلاد سلطانی کو کیون نہین حکم ہوتا ہی کہ وہ جس جس کے سر کو فرمائے کاٹ لاوے دم کے دم مین سب قصہ قضیہ مٹا دے امیر نے فرمایا کہ تمکو اختیار ہی جسکو چاہو اُسکو بھیجو بختک نے اُسیوقت ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ لندھور کے سر پر آکے پکارا کہ کسکا آفتاب حیات زردی مین آیا ہی کسکا خورشید عمر لب بام ہوا ہی عمرو نے دیکھا کہ جلاد شیر کی کھال کی قبا پہنے رو شمال لہو سے بھرا ہوا کمر مین کھونسے ایک تیغہ ہردوانی کھینچے لندھور کی طرف چلا عمرو بھی اُس جلاد کی پشت پر جا پہونچا کہ سواری کے اہتمام کی آواز دو باشون کی صد النقیبون کی ندا ادب اور نقارت سے بلند ہوئی اور رشدہ شدہ در دولت پر پہونچی دیکھین تو ملکہ مہر انگیز و ملکہ مہر نگار کسی طرف سے چھپا مین سوار آتی ہین اور اپنے محل کیجانب جاتی ہین مہر انگیز نے چلونسے دیکھکر مہر نگار سے پوچھا کہ یہ کیا ہی اور کچھ شور و غل کا سا ہوتا ہی مہر نگار نے کہا یہی لندھور ہی ملکہ نے خواجہ سراؤن کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ ہنگامہ کیا ہی در دولت پر اسقدر ازدحام کیون ہوا ہی اور وہین سے سواری آہستہ آہستہ چلی خواجہ سراؤن نے دریافت کرکے حقیقت حال عرض کی ملکہ نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ کے سر پر خون چڑھا ہی بیفائدہ ان بیگناہون کے قتل پر آمادہ ہوا ہی جاؤ لندھور کو ہمارے در دولت پر لے آؤ خواجہ سرا لندھور کے لانے کو گئے جلاد مزاحم ہوا ملکہ نے سُنکر کہا کہ اُس جلاد کے کان ناک کاٹ کر جلوخانے سے نکال دو شہر پناہ کے باہر مُثلہ کرکے ڈالدو جلاد تو یہ حکم سُنکر سرد ہوگیا چپکا ہو رہا لندھور کو اس آفت سے چھڑا کے ملکہ کے در دولت پر لیگئے ملکہ نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا لندھور تو مع بہرام عادی و سلطان بخت شاد و شاد تلشاد کام کو روانہ ہوا اور خبرداروں نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ ملکہ مہر انگیز نے لندھور کو بلاکر خلعت دیا اور رخصت کیا اور جان بخشی اُسکی فرمائی نوشیروان نے کہا ملکہ نے یہ حرکت کچھ بے سمجھے بوجھے نہین کی ہوگی کوئی بات اسمین نکالی ہوگی خیر معلوم ہوجائیگا بھید خیر مین کھلیگا یہ کہکر دیوان برخاست کیا اور محل مین داخل ہوا

مشہور ہونا خبر مرگ ملکہ مہر نگار کا سقر غار بانو مادر بختک کی زبانی اور یہ خبر سُنکر امیر کی پریشانی اور مارنا عمرو کا سقر غار بانو کو اور تابوت مین چھپانا اُسی نابکار کو

زمانے کی دورنگی مشہور ہی شعبدہ باز کی نیرنگی ظاہر ظہور ہی کہین عین شادی مین سامان غم مہیا ہوتا ہی کہین یاس مین چہرہ اُمید جلوہ نما ہوتا ہی چنانچہ بمصداق اُسکے یہ داستان ہی محققان قصص کا یہ بیان ہی کہ جب بادشاہ نشست حرم مین داخل ہوئے ملکہ مہر انگیز سے پوچھا کہ تم نے کیا سوچکر لندھور کی جان بخشی کی اور اسکو قتل سے بچایا ملکہ بولی

کہ اول تو لندھور بیقصور ہے باوجود اس زور و طاقت کے کچھ سرکشی نہ کی امیر کی محبت سے مجبور ہے دوم لندھور
بھی ایک اقلیم کا بادشاہ ہے بادشاہ بادشاہون کو اسطرح نہین مارا کرتے ہین ایک دوسرے کی ذلت کو اسطرح نہین گوارا
کرتے ہین تیسرے ہرگاہ یہ خبر ملک بملک مشہور ہوگی تمھارا اعتبار جاتا رہیگا ایک خلقت مطعون کریگی کوئی تمھارے
قول و فعل پر اعتماد نکریگا چوتھے یہ کہ لندھور جب اسطرح سے مارا جاویگا حمزہ خون لندھور کے عوض مین تمام ملک کے
چراغ بجھا دیگا آپ یہ کہتے نہین کہ لندھور حمزہ کے حکم سے سر دینے کو موجود ہوا نہین تو لندھور کا سر آپکے تمام شاہی
پہلوانون مین سے کون کاٹ سکتا تھا اسواسطے مین نے لندھور کو خلعت دیکر رخصت کیا بادشاہ نے ملکہ کی عقل
پر آفرین و تحسین کی بہت خوش ہوا لیکن افسردہ خاطر ہوکر بولا کہ حیف ہے حمزہ کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر نہین
نکلی سقر غار بانو بختک کی مان اُسوقت حاضر تھی ہاتھ باندھکر بولی کہ اگر مجھکو حکم ہووے تو مین بتدبیر شایستہ
حمزہ کو مار ڈالون ابھی اس آفت کو دفع کرون نوشیروان نے کہا کہ کیونکر اُسنے کہا کہ کل حضور سر دربار حمزہ
سے فرمادین کہ ایک ہفتہ کے بعد تمھارا عقد مہر نگار سے کیا جاوے گا تم شادی کی تیاری کرو سرکار سے بھی ملازمین
شاہی کو امداد کا حکم دیا جائیگا اور یونڈی مہر نگار کو مایون کے بہانے سے تہخانے مین چھپا کر بٹھلاتی ہے دو
روز کے بعد مہر نگار کی بیماری مشہور کر کے اُسکے چوتھے دن خبر بد اُڑائیگا حمزہ جسوقت یہ خبر بد سُنے گا ع
زکید زن دل مردان دو نیم ست + زنانرا کید ہاے بس عظیم ست + آپ اپنے کو مار لیگا بادشاہ کو یہ منصوبہ سقر غار
بانو پسند آیا دوسرے دن سر دربار حمزہ سے شادی کرنیکا حکم دیا امیر شاد و شاد رخصت ہوکر اپنے مقام مین
پہونچے اور شادی کی تیاری مین مصروف ہوے اور محل مین سقر غار بانو نے مہر نگار کو مبارکباد دیکر تہخانے
مین مایون بٹھلایا اور کہا کہ بنو اس تہخانے سے ایک ہفتہ تک باہر نہ نکلنا کہ دنیا کا رسم اسیطرح ہے اور اُسکی ہمجولیان
جمع ہوئین اختلاط اور مذاق کرنے لگین او منظور شادی وصل کی ہوئی اور جو کچھ سمجھانا تھا سمجھا دیا مہر نگار خوش خوش
تہخانے مین جا کر بیٹھی دو دن کے بعد اُس مکارہ نے مشہور کیا کہ مہر نگار کے دشمن بیمار ہین اور اُسکے چار دن کے بعد
محل مین ماتم برپا ہوا کہ مہر نگار گلگشت فرماے باغ جنان ہوئی بوستان عدم کی سیر کو سدھاری امیر اسکی بیماری ہی
کو سنکر ہزار بیمارون کے ایک بیمار ہو گئے تھے مرنیکی جو خبر سُنی خنجر پیٹ مین مارنے لگے لندھور و بہرام نے پاؤن سر پر
رکھدیا خنجر امیر کے ہاتھ سے لیلیا اور کلمات صبر کے کہنے لگے کہ آجتک کوئی مردیکے ساتھ نہین مؤا ہے قضا سے کیا چارہ ہے
امیر نے کہا کہ معشوق کا مرنا عاشق کا جینا مذہب عشق مین حرام ہے کچھ کرو مین اپنی جان دونگا مجھے زیست سے کیا کام ہے
عمرو نے دیکھا کہ امیر کسیطرح سے مانتے نہین ہین کہنے لگا کہ بھلا سنئیے تو اگر کسی نے آپکے مارنے کیواسطے فریب کیا
ہو یہ فقرہ کسی مکارہ کا ہو تو مہر نگار تو جیتی رہی اور آپ مر گئے اُسکا تو کچھ نقصان نہوا اور آپ جان سے گذر گئے
تھوڑا صبر کیجئے مجھکو خبر لے آنے دیجئے امیر کو یہ بات عمرو کی پسند آئی اور ان لوگون نے بھی یہ سنکر عمرو کی راے پر

تحسین و آفرین کی عمرو تیز روی کر کے ملکہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا اور اپنی حاضری سے ملکہ مہر انگیز کو مطلع کیا
سقر غار بانو نے ملکہ مہر انگیز سے کہا کہ اسوقت عمرو کا محل مین بلا لینا عین مناسب ہے وہ یہ رونا پیٹنا دیکھ کر حمزہ
سے بیان کریگا حمزہ یہ حال اور کیفیت اُسکی زبانی سُنکر فی الفور اپنے کو مار ڈالیگا ملکہ نے عمرو کو محل مین بلا لیا جب
عمرو محل مین پہونچا عمرو دیکھے تو ایک سرے سے سبکے بدن مین ماتمی لباس ہے ایک سرے سے چھوٹا بڑا اُداس ہے
مگر تھوڑی دیر کے بعد سقر غار بانو نے آکر کچھ ملکہ کے کان مین کہا اور اُلٹے پاؤن پھر گئی عمرو سوچا کہ یہ خالی از علت
نہین ہے یہ اسی مکارہ کا فریب ہے مقرر اسی بد ذات نے کوئی بات نکالی شام تو ہو گئی ہی تھی تمام محل مین ماتم کے
سبب سے اندھیرا پڑا تھا عمرو آہستہ آہستہ سقر غار بانو کے پیچھے پیچھے چلا اِدھر اُدھر دیکھکر جھٹ پٹ ایک
بڑھیا کی صورت بنگیا جب وہ لکاتہ پائین باغ مین داخل ہوئی آہٹ پاکر ٹھٹکی بولی کہ کون آتا ہے عمرو نے باواز
خفیف کہا کہ مین ہون کوئی دم مین ملکہ کے عوض فرشتہ آپکو لیے جاتا ہے جو ہین سقر غار بانو نے آگے قدم رکھا عمرو نے حلقہ
کمند کا اُسکے گلے مین ڈال کر پیچھے جو جھٹکا دیا اُلٹا چت ہو کر زمین پر گری عمرو نے ایسا اُسکے گلے کو دبایا کہ روح
سقر غار بانو کی غار سقر کو پہونچی اُسکو سوکھے پتون کے ڈھیر مین چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت مین کر روش پر کھڑا
ہو رہا مگر حیران تھا کہ کدھر جاؤن اور ملکہ کا کس سے پتا لگاؤن اتنے مین ایک کم سن کنیز سوم کی بتی لیے ہوئے
چمن کی طرف سے آکر بولی کہ بوا سقر غار بانو ملکہ صاحبہ تمھین یاد کرتی ہین دیر سے تم کو بلا رہی ہین عمرو نے اسکے
جواب مین کچھ نہ کہا اور اُس چھوکری کے ساتھ ساتھ تہ خانے مین گیا دیکھے تو ملکہ مہر نگار سنگار کیے ہوئے
باغ باغ مسند عروسی پر بیٹھی خواصون سے اختلاط کر رہی ہے اور مسند کے سامنے جام و صراحی رکھی ہے فتنہ بانو
جام بھر بھر کے دیتی جاتی ہے اور ملکہ صاحبقران کا نام لیکر نوش فرماتی ہے مہر نگار نے کہا کہ سقر غار بانو کچھ
آجکل تم مجھپر بہت مہربان ہو پہلے اتنی شفقت نہ کرتی تھین اور میرے حال پر اتنی عنایت نکرتی تھین عمرو
ولا کا اس خوف سے کہ مبادا آپکو گمان بدی کا میری طرف سے ہووے کہ نجتاک کی مان ہے اُس سے کسی طرح سے دشمنون سے
دور یار یہ بھی عداوت رکھتی ہوگی الگ تھلگ رہتی تھی مگر آپکی دعاے خیر مین حاضر و غائب ہمیشہ دل و جان سے مصروف
ہو کے علحدہ قدمون سے پڑی تھی اب آپنے مجھے اپنا خیر خواہ سمجھا دیکھیے کہ شادی کے سامان مین مصروف کیسی ہون اکدم
میرا پاؤن نہین رہتا ہے اِدھر اُدھر پھر رہی ہون مہر نگار نے کہا کہ جو کچھ تمنے کہا سچ کہا اب کہو برات کے آنے مین دیر کتنی ہے
وہان کیا تیاری ہو رہی ہے عمرو نے سب کو الگ کر کے کہا کیسی برات تمھارا تو محل مین ماتم پڑا ہوا ہے آپکے دشمن مر گئے
ہمارے لشکر مین بھی ایک حشر بپا ہے امیر نے یہ خبر بد سُنکر اپنے کو مار ہی ڈالا ہوتا لیکن مجھکو سوجھ گئی کہ مین نے امیر سے
کہا کہ آپ ذرا صبر کیجیے مین جا کر خبر لے آؤن کہ اصلی حقیقت کیا ہے ویسا ہی آپکو سناؤن ایسا نہو کہ دشمنون نے ایسے
مارنے کیواسطے یہ فریب کیا ہو بد ذاتون نے اپنی طبیعت سے یہ فقرہ گڑھا ہو مین نے بہانا کر اس قبا

تو مارکر تیون مین چھپا دیا اور اُسکی صورت بنکر آپ تک پہونچا لو اب جلدی جاکر امیر کو تمھاری سلامتی کا مژدہ دون
انکی جان بچے ہوش حواس ٹھکانے ہون دم مین دم آئے یہ خبر سُنکر مہر نگار کا دل خوش ہوا اور عمرو کو پانچ بدری
اشرفیون کی دیکر رخصت کیا مگر عمرو نے چلتے وقت ایک رقعہ امیر کے نام مہر نگار کے دستِ قلم سے لکھوا لیا کہ امیر
اعتبار آوے اور جاکر وہ رقعہ امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے اُسکے مطالعہ سے زندگی دوبارہ پائی اور دس
ہزار اشرفی اُسی وقت عمرو کو انعام دی عمرو نے امیر سے کہا کہ اب اگر میرا کہنا مانیے تو مین بہت
خوبصورتی سے اس راز کو افشا کرون ان حرامزادون کو جنھون نے فساد اُٹھایا ہی خوب ہی ذلت دون یقین
ہی کہ تمام عمر بادشاہ اس حرکت نا ملائم سے خجل رہے اور پھر کبھی شریف کے ساتھ ایسی بد عہدی نکرے
امیر نے فرمایا کہ اُس سے بہتر کیا ہی جو کہیگا مین کرونگا اور تیرے کہنے پر قائم رہونگا عمرو نے کہا کہ آپ مع خسرو اور بہرام
عادی و سلطان بخت وغیرہ جتنے سردار ہین سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسروی مین جایئے اور بادشاہ سے
کہدیجیے کہ جنازہ اب جلد نکلوا یئے تا لوگ طعن نکرین کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم کی بیٹی موئی ہوئی اتنی دیر تک پڑی ہی
امیر نے منصوبہ عمرو کا بہت پسند کیا اور مع بہرام و خسرو وغیرہ سیاہ پوش ہو کر بارگاہ کیخسروی مین گئے اور
سب کے سب بصورت حزین و غمگین اپنے اپنے موقع پر بیٹھے اور دیکھا کہ بادشاہ تمام ساسانیون اور کیانیون سمیت
سیاہ پوش ہی اور دربار مین وا ویلا وا مصیبتا کا خروش ہی اور ہر طرف گریہ و زاری کا جوش ہی ایک ساعت کے بعد امیر نے
بادشاہ سے عرض کی کہ اب جو ہونا تھا سو ہوا اب زیادہ جنازہ کا محل مین رکھنا موجب بدنامی کا ہی زیادہ وقفہ مناسب
نہین معلوم ہوتا ہی حکم دیجیے کہ محل سے جنازہ نکالا جاے باہر کسی مقام پر رکھا جائے بادشاہ نے ملکہ مہر انگیز سے کہلا بھیجا آج کا
دن پھر تو اور مہر نگار مہمان رہے رات کو جنازہ نکالا جاویگا الغرض وہ دن رونے پیٹنے مین گذرا محل مین کہرام مچا ہوا جب
شام ہوئی صدہا برہمن نا قوس و سنکھ بجانے لگے اور اپنے پوتھی دو سو خداؤن کا نام زبان پر لانے لگے محل مین سقر غار بانو کی
لاش بجی تو لا کھون اُسکی تیونسین نکلی مہر انگیز نے اسی کی لاش کو صندوق مین رکھکر محل سے نکالا لاکھون مشعلین روشن ہوگئین اور
ہزارون آدمی جنازے کے ساتھ ہوا عمرو نے دیکھا کہ برہمن نا قوس و سنکھ بجاتے اور اپنے ہمقومون کو گلے سے لگاتے
اور اپنے پوتھی دو سو خدا کا وصف سُناتے اور قدم قدم پر آتشبازی چھوڑتے جاتے ہین عمرو نے بھی اپنی صورت
برہمن کی بنا کر ہاتھ مین لیے لات و منات کی توصیف کرکے ہر ایک گبر کے گلے سے ملنا شروع کیا شدہ شدہ بختک کے پاس
پہنچا ایک چھچھوندر جلا کے بختک کے گریبان مین ڈالدی اور زور سے اُسکو بغل مین دبایا بختک سے ایسی حرکت سوائے
عمرو کے اور کون کریگا بے اختیار آہ جلا آہ جلا کہکے بولا عمرو حمزہ کیواسطے مجھے چھوڑ دے تمام سینہ و شکم میرا جلا جاتا ہی تمام
بدن میرا آبلہ ہوا جاتا ہی عمرو نے کہا آپکی مان مرگئی ہی اگر سر تا پا برنگ سرو چراغان جلجایئے گا تو سعادتمند کہلایئے گا یہ کہکر
بختک سیہ بخت کو چھوڑ دیا اور آپ آگے بڑھا اور وہ چھچھوندر شکم و سینہ بختک کا جلاکر گریبان سے نکل گئی اور تمام

جلد بدن کی جلگئی نجتک سرراہ ایک گڑھا پانی کا دیکھکر اُسمین کود پڑا اپنے تن بدنکا کچھ ہوش نرہا جلتے لوگ جنا
کے ساتھ تھے یا تو روتے تھے یا ہنس پڑے اور چند برہمنون نے وہ آگ نجتک کے بدن سے بجھائی لیکن نجتک کو تاب آئی ا
مردہ مان کو تو برہمنون کو سونپا اور آپ دہن سے روتا پیٹتا اپنے گھر کو پھرا جب سراپے مین نجتک کی مان کو دبا کے
بادشاہ کو دیوان خاص مین مغموم و گریان بیٹھے دیکھکر حضار زار زار رونے لگے عمرو نے جو غور کرکے دیکھا تو بادشا
کے رومال مین پیاز کا گٹھا ہی جب آنکھ مین لگاتے ہین تو اُسکی تیزی سے آنسو نکل آتے ہین متصل جاکر چپکے سے کہا کہ
مکار بادشاہ بھی دیکھنے سُننے مین نہین آیا ہی کوئی ایسا خلاف وعدگی اور فریب شعار قومین اور جان نثارون ۔
بھی کرتا ہی بادشاہ ہنس دیا اور کہا کہ جسنے مکر و فریب کیا تھا وہ اپنی سزا کو پہونچا ہر چند بادشاہ نے یہ کلمہ تو کہا مگر ا
دلمین بہت خجل ہوا اور ندامت کے مارے عرق عرق ہوگیا امیر نے کہا کہ نجتک اپنی سزا کو پہونچا اور معلوم نہین ا
عمرو بولا کہ حضور یہ جنازہ اُسکی مان کا تھا اپنی مادر مہربان کے ماتم مین مشغول ہوا ہی اُسکا کیا اُسکے آگے آیا اُسی سے اس وہ
گھر مین جاکر سوگ مین بیٹھا ہی تو نوشیروان نے امیر سے بہت سا عذر کیا اور کہا کہ مین مطلق اس فریب سے آگاہ نہ
آپ مجھپر یہ گمان نہ کیجیے یہ مکاری جسکی تھی وہ اپنی سزا کو پہونچی امیر نے کہا کہ مین بہر صورت تابع فرمان ہون حضو
مطیع بدل و جان ہون یہ فرمایئے کہ اب شادی کب ہوگی میری خانہ آبادی کب ہوگی بادشاہ نے کہا کہ چالیس دن کے بعد
ظہور مین آئیگا تمہارا مقصد پورا ہو جائیگا امیر تو رخصت ہوکر دلشاد کام پر تشریف لیگئے مگر عمرو رک رہا جب بادشا
نے دربار برخاست کیا عمرو نے بزرجمہر کو معین کرکے امیر کیطرف سے عرض کی کہ امیر کو چالیس دن کا وقفہ شادی مین منظ
نہین ہی کار خیر مین توقف کرنا ضرور نہین ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اسباب جہیز کا تیار نہین ہی شادی کا سامان جمع
انتظار ہی عمرو بولا کہ حضور شاہنشاہ ہین حکم کی دیر ہی اسباب کے تیار ہونے مین کیا تاخیر ہی بارے بگفتگو کے بعد بزرجمہر
بادشاہ سے بیس روز کا اقرار لیا خواجہ عمرو کو اس تقریر سے کمال سُرور ہوا عمرو نے کہا پیر و مرشد اس مضمون کا ایک
صاحبقران کے نام لکھ بھیجیے کہ وہ اسکو دیکھکر مطمئن رہین اور اپنے طور پر شادی کا سامان مہیا کرین بادشاہ نے ایک
بطور اقرار نامہ لکھدیا عمرو نے اُسکو امیر کے ہاتھ مین جو وہ نوشتہ دیا امیر پڑھکے عمرو کی دانائی پر اُچھل پڑے اور اُسکو
لگالیا اور دس ہزار دینار عمرو کو دیئے اور حکم جشن کا دیا مبارک سلامت کا شور ہوا بادشاہ کی سُنیئے کہ محل مین جاکر مہ
کو گلے سے لگالیا اور بیس روز کا اقرار جو امیر سے شادی کے باب مین کیا تھا بیان فرمایا بعد اُسکے عمرو کی حرکتین جو
سقر غار بالو کے جنازے کیساتھ جانے مین کی تھین بیان کین ملکہ مہر انگیز و مہر نگار عمرو کی حرکتین سُن سُن کر ہنس
لوٹ لوٹ گئین نجتک کا حال سُنیئے کہ اُسنے جو سُنا کہ بادشاہ نے حمزہ کو اقرار نامہ لکھدیا کہ بیس دن کے بعد شادی ک
اور اپنے قول و قرار پر مستقل ہونگا اور پانچ دن اسمین گذر بھی گئے پندرہ دن شادی کے باقی ہین دونون طرف
کا سامان تیار ہو رہا ہی شہر مین اس کدخدائی کا گھر گھر چرچا ہی شعلۂ حسد مین پھنک گیا تن بدن آتش حسرت مین جلکر خاک

ہوا باوجودیکہ اُسکے جسم سوختہ کے ہنوز زخم اچھے نہ تھے مگر جلے پھپھولے توڑنے کے واسطے بادشاہ کی خدمت میں گرم رفتار ہوا پھر آگ لگانے کے واسطے بادشاہ کے حضور میں سلگتا ہوا پہونچا خلوت کرکے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ حضور نے حمزہ کو نوشتہ لکھدیا ہی کہ بتیس روز کے بعد شادی کردونگا اور شادی کی تیاری ہو رہی ہی تمام شہر مین اسی کی دھوم مچی ہی ہزار حیف کہ حضور کو اپنی بات کا کچھ پاس نہین اسواسطے اسکے کسی طرح حمزہ کیساتھ ملکہ کی شادی کرنا راست نہین ہی تمام ملکون مین یہ بات مشہور ہو گئی کہ پادشاہ شہنشاہ ہفت اقلیم کو حمزہ کی دامادی نامنظور ہو گئی ہی اور جسنے سنا اُسنے کہا کہ فی الحقیقت شاہنشاہ غیرت کو کہ نادیدہ خدا کی پرستش کرتا ہی کیونکر اپنی بیٹی دیویگا اور کسطرح غیر ملک اور خلاف مذہب و ملت کے ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کریگا اور حضور شادی کرنے پر مستعد ہوے یہ تمام خلقت کیا کہیگی ہر کس و ناکس کے آگے حضور کی بات کیا ٹھہریگی نوشیروان نے کہا پھر مین کیا کرون سخت متردد ہون کوئی بات بھی تو بن نہین پڑتی کوئی تدبیر تو اچھی نہوئی بختک نے کہا کہ حضور مشوش نہون مین نے ایک معقول تدبیر ٹھہرائی ہی بہت دور کی بات سوچی ہی نوشیروان نے پوچھا کہ وہ کیا تم نے دل مین سوچا ہی بختک نے کہا کہ کل جس وقت اہالی و موالی دربار مین حاضر ہون اور حمزہ بدستور آویگا و راپنے رفیق و رفقا کو بھی ہمراہ لاویگا وہین آدمی گوشہ و مینی بریدہ بھیجونگا وہ زنجیر عدالت کی ہلاینگے حضور بھی بدستور اُنکو بلا کر انکا حال پوچھین وہ عرض کرینگے کہ ہم حضور کے ملازم قدیم ہین ہفت ملک کا خزانہ سال بسال تحصیل کرکے حضور مین بھیجتے تھے اس سال کسی نے ایک پیسہ نہین دیا بلکہ اور ذلیل اور خوار کیا کہتے ہین کہ پادشاہ ہفت اقلیم خراج دینے کے لائق نہین ہی کہ اُسنے آتش پرست ہوکر حمزہ نامی مسلمان کو اپنی بیٹی دی اور اپنے باپ داداون کے نام کی کچھ رعایت وعزت و آبرو نہ کی اب جب پادشاہ کا داماد آئیگا ہم سے خراج لےلیگا غلامون نے جو اُنسے اصرار کیا انھون نے غلامون کی یہ صورت بنا کر اپنی حد سے نکالدیا جسوقت یہ گفتگو حمزہ سُنیگا جوش غیرت مین آکر بلاشبہہ آپ سے رخصت چاہیگا نوشیروان کو یہ مشورہ بختک کا بہت پسند ہوا اُسدن تو بختک سے بخت رخصت ہوکر اپنے گھر گیا دوسرے دن جب پادشاہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوا اور حکما اور فضلا اور مین بحر و دبلوا نان قوی ہیکل حاضر ہوے اور امیر بھی آکر ترتم کے دنگل پر بیٹھے زنجیر عدالت کسی نے ہلائی جب زنجیر کی آواز نوشیروان کے کان مین آئی نوشیروان نے فرمایا دادخواہ کو طلب کیا مستغیثون کو اپنے حضور مین بلا کر دیکھا چند کس گوش و بینی بریدہ دادخواہ [illegible] سب اہل دربار اُنکو دیکھنے لگے کہ کس نے ایسی صورت انکی بنائی کہ کان اور ناک کٹے ہوے ہین [illegible] فریادیون نے جو کچھ کہ بختک نے [illegible] بہت اچھی طرح سے بیان کیا غیظ کے مارے امیر کے دونون نتھنے پھڑکنے لگے اور رگ ہاشمی جوش مین آئی بے اختیار بول اُٹھے کہ جب تک اُن سرکشون سے خراج نہ لونگا [illegible] شادی [illegible] ملک کی طرف روانہ ہو اور برخاست اس شہر سے [illegible] لشکر کا [illegible] نوشیروان نے [illegible]

فراغت کر لو پیچھے اُنکو جاکر گوشمالی دو امیر نے کہا کہ فدوی نے قسم کھائی ہی جبتک خراج اُس ملک کے سرکشون سے نہ لے لونگا قصد شادی نہ کرونگا اس بات مین حضور اصرار نہ فرمادین مجھے ہنسی خوشی سے رخصت کرین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہی مرضی ہی تو لندھور یا بہرام کو ملکہ کی حفاظت کے واسطے چھوڑ جاؤ امیر اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بہرام سے فرمایا کہ تم حضور مین حاضر رہو بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات خط ساتون ملک کے بادشاہون کے نام لکھکر امیر کو دیکر رخصت کیا کہ پہر بادشاہ کو بھجوا دیجیے گا اور حتے المقدور اُنسے آشتی کیجیے گا اور قارن دیوبند کو بارہ ہزار سپاہی سے امیر کے ساتھ کیا کہ جو کچھ امیر فرمادین وہ بجالاوے کسی طرح امیر کی اطاعت سے دریغ نہ کرے امیر نے عرض کی کہ قارن کے بدلے اور کسی سردار کو میرے ساتھ کیجیے اور اُن کو حضور مین رہنے دیجیے کیونکہ یہ ساسانیون مین بزرگ زادہ اور رشتہ دار شاہی ہی اور سوا اسکے کئی مرتبہ اس سے اور مجھسے تکرار ہو چکی ہی مبادا اثنائے راہ مین بھی کچھ تکرار کرے تو اچھا نہو گا مین نے اگر درگذر کی تو میرے ہمراہیون کے ہاتھ سے جانبر اصلا نہ ہو گا قارن نے ایک اطاعت نامہ اس قرار سے لکھدیا کہ اگر مین کوئی خطا کرون تو امیر کو میرے مار ڈالنے کا اختیار ہی اُسوقت میرا عذر کرنا بیکار ہی امیر نے فرمایا دو قصور تک معاف کرونگا تیسرے قصور پر سزا دونگا امیر تو تلاش و کام پر رخصت ہو کر پہونچے بادشاہ نے سات خط ساتون بادشاہون کے نام لکھکر قارن کے حوالے کیے مضمون اُن خطون مین یہ تھا کہ حمزہ کو ہم نے بمصلحت وقت اُس طرف روانہ کیا خراج کیا دخل ہے کہ نہ پاوے سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدینا اور سات مثقال زہر ہلاہل قارن کو دیکر فرمایا کہ جب قابو پانا حمزہ کو کھلانا اور خلعت سے مخلع کر کے رخصت کیا قارن امیر کے لشکر مین حاضر ہوا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا مع لشکر ظفر پیکر منزل مقصود کی طرف عزم فرمایا عمرو نے امیر سے کہا کہ آپ صف جنگ پر عاشق ہین مہر نگار کا عشق کہنے سُننے کے واسطے ہی بہرحال آپ کو اختیار ہے جہان جی چاہے وہان جائیے ملک گیری مین اوقات بسر کیجیے نئے نئے ملکون اور شہرون مین گذر کیجیے صف جنگ مین لڑیے لشکرون اور پہلوانون کو لڑوا لڑوا کر تماشا دیکھیے معرکہ آرائی فرمائیے بندہ ایک مدت سے آپکے ہمراہ خراب پھرتا ہی اور کس کس آفتون سے بچا ہی اب مکے جاتا ہی وہان آپکے واسطے دعا کریگا اگر کوئی خط اپنے والد ماجد کو دینا ہو دیجیے تو اُنکی خدمت مین پہونچا دونگا امیر نے ایک خط لکھکر حوالے کیا عمرو مکہ شریف کیطرف روانہ ہوا فقط

تمت

الحمد للہ کہ داستان اوّل تمام ہوئی بخیر انجام کو پہونچی اب دوسرے دفتر مین احوال شجاعت و سخاوت اُس امیر عالی وقار کا احاطہ تحریر مین آئیگا اور جانا صاحبقران گیتی ستان عم بزرگوار پیغمبر محمد المصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آخر الزمان امیر حمزہ بن عبد المطلب کا ہفت ملک کی طرف مع امرا و رفقا اور واقعات کے بیان ہو گا انشاء اللہ المستعان علیہ التکلان فقط

بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان



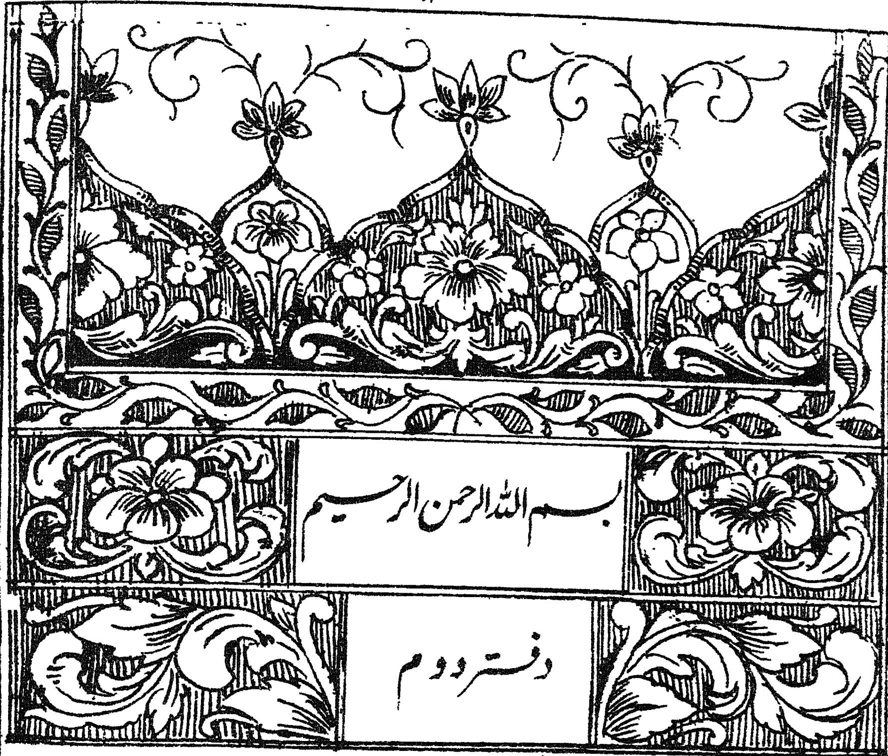
دفتر دوم

داستان امیر حمزہ



بار ہفتم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع جہان ہوئی



سلطان خامہ تسخیر ملک معانی کے واسطے نہضت فرماے مسافت منازل اوراق سادہ کے طی کرنے پہ
مستعد ہوا ہی امیر کے سفر کا احوال زبان پر لاتا ہی نئے وقعات تازہ و نادر سمعے کے گوش ذہن مین پہونچاتا
ہی کہ جب امیر ہفت ملک کی طرف راہی ہوئے سات منزلین طے کر چکے تھے کہ قارن نے ایک دوراہے پر اپنا گھوڑا
ٹھہرا کیا امیر نے پوچھا کہ سبب رکنے کا کیا ہوا قارن نے کہا یہان سے ہفت ملک کو دو راہین گئی ہین ایک راہ تو
مسافت زیادہ رکھتی ہی دوسری کین ٹبری ہین راہ دشوار گذار ٹری ہین اگر کوچ بکوچ چلے جائیے گا تو اقل درجہ ہی کہ
مہینہ بھر کے عرصے مین منزل مقصود کا پتا پائیے گا اور دوسری راہ قریب ہی ہفتہ عشرہ سے زیادہ مسافت طی کرنی نہوگی
اور تکلیف کسی طرح کی نہوگی مگر اس راہ مین تین منزل تک پانی نہین ملتا البتہ خوف تشنگی کا ہی امیر نے فرمایا کہ تین دن
کے لائق پانی پکھالون مین بھر لیا جائے زیادہ مشقت کرنا کیا ضرور ہی لشکر کو اس قدر تصدیعہ دیا جائے لشکریون
نے تین روز کے موافق پانی اونٹون پر لاد لیا اور اسی راہ نزدیک سے روانگی کا قصد کیا جب تین منزلہ گذر گئے
اور پانی کا ایک قطرہ بھی مشکون اور پکھالون اور چھاگلون مین باقی نرہا چوتھے دن لشکر تشنگی سے بیتاب
ہوا اور خود امیر کی زبان مین تشنگی سے کانٹے پڑ گئے ہرچند گرد و نواح مین تلاش کیا مگر کوئی چشمہ ندی
دبرہ غدیرہ نظر نہ پڑا قارن سے کہا تو نے کہا تھا کہ چوتھے دن پانی ملے گا وہ پانی کدھر ہی اس اطراف مین
بھی کوئی مضمون مقرر ہی کہا حاشا اور کسی طرح کا خیال نہ فرمائیے مجھکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ مین

س طرف آیا تھا معلوم ہوا کہ اس عرصے مین چشمے ندی دریا ریگ سے پٹ گئے اور کوئی تالاب اور چھوٹا غدیر
باقی نہ رہے مگر آپ کے پینے کے لائق پانی میری چھاگل مین موجود ہے حکم کیجیے تو مین حاضر کرون اگر نوش فرمانا
مقصود ہے امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے تشنگی سے حال ابتر ہے قارن نے پانی مین زہر ہلاہل ملاکر امیر کی خدمت
مین ایک جام حاضر کیا امیر نے جام ہاتھ مین لیکر دل مین کہا کہ حیف ہے مین تو سیراب ہون اور خسرو سا رفیق میرا
پیاسا رہے اور وہ میرا منھ دیکھا کرے خسرو کو جام دیکر فرمایا کہ مین عرب کا رہنے والا ہون پیاس کی برداشت
کرسکتا ہون برخلاف تمھارے کہ تمھارے ملک مین آب نایاب نہین ہے چپے چپے پر پانی ملتا ہے پیاس کے ضبط کی تاب
نہین پانی پی لو اپنے لب کام کو تر کرو خسرو نے اپنے دل مین کہا کہ بعید از رفاقت ہے کہ مین تو اپنی پیاس بجھاؤن
اور امیر پیاسے رہین اور انکے روبرو غٹ غٹ پانی پی جاؤن پانی کو نہ پیا اور عادی کو عنایت کیا کہ اسکے منھ
سے خشکی کے مارے بات نہ نکل سکتی تھی زبان شدت تشنگی سے سوکھی تھی عادی نے دیکھا کہ اتنا سا پانی پیکر اور آتش
تشنگی پر روغن نفط ڈالنا ہے اُس پانی کو نہ پیا مقبل کو دیکر کہا کہ تمھاری پیاس بجھنے کے لائق یہ پانی ہے تم پیو اور
اپنی خشک زبان تر کرو مقبل نے تجویز کیا کہ وفاداری کے خلاف ہے کہ امیر تو لب خشک ہین اور ہمارے لب تر ہون
ہم پانی پیین غرضکہ اسی طرح جام کا دور رہا کسی نے پانی نہ پیا آخرش سبھون نے ملکر اُس جام کو امیر کے ہاتھ مین دیکر
عرض کی کہ حضور بیٹھین آپکی تشنہ کامی ہمکو تو گوارا نہین ہے بے حضور کے سیراب ہوے پانی پینا روا نہین ہے ہرچند
امیر نے کہا کہ تم مین سے کوئی پانی پیئے مگر کسی نے نہ مانا پانی پینا کسی نے بہتر نہ جانا

باز رکھنا عمرو کا امیر کو آب سم آمیختہ کے پینے سے بموجب ارشاد حضرت خضر ؑ کے اور نہ پینا امیر کا پانی کو بموجب غیبی کلام کے

غواصان بحار روایات گوہر سخن کو صدف فکر سے نکالکر صاف بناتے ہین جوہر معانی کو دربرد بطریق تحفہ لاتے
ہین کہ عمرو مکے سے مراجعت کیے آتا تھا اثنائے راہ مین ایک مرد پیر کو دیکھا چاہا کہ اس سے باتین کرتے چلے رستہ بسہولت
کٹے گا اور تھوڑی دیر دل بہلے گا ہرچند قدم بڑھایا لیکن اس مرد پیر تک نہ پہونچ سکا چھلانگین چھلانگین مارنے لگا پھر بھی
پیچھے کا پیچھے رہا آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ پیشانی کا پسینا تلوونکی راہ سے بہنے لگا تب تو لاچار ہوکے قسمین دینی شروع کین کہ حضرت
سلامت آپ کو اپنے دین مذہب کی قسم ہے اگر آگے کو قدم اٹھائیے بغیر میرے ساتھ کے ایک قدم بھی آگے جائیے اُن بزرگ کا
ٹھہرنا تھا کہ عمرو نے پاس جاکر دیکھا کہ حضرت خضر ؑ ہین قدمبوس ہوا اور کیفیت اور وجہ نہ ٹھہرنے کی پوچھنے لگا حضرت خضر ؑ
نے فرمایا کہ عمرو اسوقت امیر پیاسا ہے قارن نے پانی مین زہر ہلاہل ملاکر امیر کے پینے کو دیا ہے ہنوز وہ جام امیر کے ہاتھ مین
ہے جلد پہونچکر پانی امیر کے ہاتھ سے لے لے اور زمین پر پھینک دے اور وہین سے پکارتا جا کہ خبردار نہ پینا نہ پینا تاکہ حقیقی
تیری آواز امیر کے کانون تک پہونچا دیگا اُس بزرگ زادہ کی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے گا عمرو بدحواس

ہو کر وہان سے دوڑا اور ہر قدم پر کہتا چلا کہ خبردار خبردار نہ پینا نہ پینا مین بھی آ پہونچا آ پہونچا امیر چاہتے تھے کہ جام کو منہ لگائین پانی نوش فرمائین کہ نہ پینا نہ پینا کی آواز کان مین آئی جام کو منہ کے پاس سے ہٹا لیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کسی نے مجھے پانی پینے کو منع کیا جب مانع نظر نہ آیا امیر نے پھر پانی پینے کا قصد فرمایا مگر وہی آواز کان مین آئی کسی نے پھر وہی صدا اُٹھائی امیر ہکا بکا ہو کر چارون طرف دیکھنے لگے کہ کوئی منع کرتا ہی لیکن دکھائی نہین دیتا ہی کہ کسکی صدا ہی تیسری مرتبہ جام کو مُنہ سے لگایا اور صدا نہ پینا نہ پینا گوش زد ہوئی امیر نے جام کو مُنہ کے پاس سے ہٹایا پر آئینہ وار حیرت زدہ ہوے کہ یہ ماجرا کیا ہی جب پانی پینے کا ارادہ کرتا ہون کوئی کہتا ہی نہ پینا نہ پینا یہ معاملہ خدا کی قدرت کا ہی امیر کا سکتے کا سا حال تھا نہ تو پانی پی سکتے تھے اور نہ پھینک سکتے تھے طرح طرح کا خیال تھا کہ سامنے سے ایک غبار دکھائی دیا آنًا فانًا اُس غبار سے عمرو نکلا دیکھا کہ گرد کے مانند اُڑا ہوا کہتا چلا آتا نہ پینا نہ پینا جب امیر کے پاس پہونچا اُس جام کو امیر کے ہاتھ سے لیکر زمین پر ٹپک دیا جہان تک اُسکی چھینٹین اُڑین وہان مین پھد پھدا کر شق ہو گئی یہ کیفیت دیکھکر دیکھنے والون کے چہرون کی رنگت فق ہو گئی امیر کے مُنہ پر بھی ایک قطرہ پڑا تو ہونٹ و استخوان مین سرایت کرتا ہوا پشت تک پہونچا عمرو نے جھٹ پٹ شاہ مہرہ گھسکر اُس آبلہ پر لگا دیا اُس زہر کا اثر کم ہو کر جاتا رہا قارن نے دیکھا کہ راز افشا ہوا سر پر پانون رکھ کے اپنے لشکر کی طرف کو بھاگا لشکر کو پہلے ہی سے تیار رہنے حکم دیا تھا فی الفور بارہ ہزار سوار سے امیر کے سر پر آ گرا اور ایک نیزہ لندھور کے سینہ بے کینہ پر لگایا لندھور نے اُسکے نیزے کو چھین کر ایک ڈانڈ جو ماری لوٹ پوٹ کے زمین پر گر پڑا سوار اُسکے جو باقی ماندہ تھے اُسے اُٹھا کر جنگل کیطرف بھاگے ہاتھون ہاتھ اُس بدذات کو لیکر ہوا ہو گئے عمرو لشکر کو اُس چشمہ پر کہ خواجہ خضر نے بتایا تھا لے اور سب کو سیراب کیا اور خود بھی بہت سا پیا امیر و خسرو نے عمرو کو گلے سے لگایا فرمایا کہ خوب جان بچائی بہت اچھی وارد نہین تو مر چکے تھے دنیا سے گذر چکے تھے مگر اب راہ پیدا کیا چاہیے کہ اس وادی بے آب سے نجات پا دین منزل مقصود کو کسی طرح خیر و عافیت سے پہونچ جاوین عمرو لشکر سے باہر نکلا ایک چھوٹے سے قصبے مین جو گیا تو لوگ وہان کے دیکھکر بے تحاشا بھاگے جان چھوڑ کر فرار ہوئے عمرو نے جست کرکے ایک شخص کو پکڑا اور تسلی پوچھا کہ تم لوگون کے بھاگنے کا سبب کیا ہی اصل کیا ماجرا ہی اُسنے کہا کہ پرسون ایک فوج آئی تھی اُسنے ہم لوگون کو گرفتار کرکے لیے اور ہڈیان بھی نرم کین اور لوگون کو بیگار پکڑ لے گئے اور تکلیفین دین اُسی دہشت سے تمکو دیکھکر سب بھاگے ہین جان بچانے کو نکلے جاتے ہین عمرو نے اُسکی دلدہی کرکے کہا کہ ہم لوگ ویسے نہین ہین ظلم و بیداد کسی پر کرتے نہین ہین ہمارا بہت رحیم و کریم ہی تمکو اُس سے بہت فیض پہونچے گا اور تم لوگون کو بہت خوش و خرم کریگا با اطمینان ہماری طرف جاؤ اور سب کو فہمایش کرکے لے آؤ اُس شخص نے جاکر سب کی دلجمعی کی اور عمرو کے پاس لے آیا عمرو اُن لوگون کو امیر کے پاس لے گیا اور بہت کچھ دلوایا اور اسی پہلے آدمی سے پوچھا کہ جنگل کہان تک کا ہی اور آب شیرین کتنی دور

کر ملے گا در ہفت ملک کے پہلے شہر اور شہریار کا نام کیا ہے وہ بولا کہ بارہ کوس تک یہ جنگل ہے اس جنگل سے نکل کر
ب ندی آب شیرین کی ملے گی اور وہاں سے ایک دن کی راہ پر انطابیہ نامے پہلا شہر ہے اور اُسکے حاکم کا نام ہام ہے اور
نطابیہ سے ملا ہوا انطاقیہ ہے اور انطاقیہ سے سرحد انطاکیہ ہے سام و جمہد زرین کمر اُن شہروں کے حاکم کا نام ہے
ور منجھلے چھوٹے بھائی ہام کے ہیں وہ بہت شجاع اور لڑنے والے ہیں اور ہر ایک شخص دس ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہے آپ
رمائیے گا تو میں راہ دکھلانے کو چلونگا بلکہ بے آپ کے رخصت کیے نہ پھرونگا امیر نے سب سے زیادہ اُسکو روپے دیے
ور اُس طرف چلے اور اپنے ساتھ لیا جب جنگل طے ہوا ندی کے کنارے پہونچے اُسکے پانی کا رنگ سبز دیکھکر اُس
شخص سے پوچھنے لگے کہ پانی اُسکا ہمیشہ سے سبز بہتا ہے یا ان دنوں سبز ہو گیا ہے اُسنے کہا کہ اِسکے پانی کی آبداری کے آگے
و آب گوہر بھی پانی بھرتا تھا چشمۂ خورشید بھی اُسکی صفا کے روبرو میلا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے زہر گیاہ اسمین
ڈالدی ہے کہ پانی کی رنگت اور خاصیت بدل گئی ہے اب یہ پانی پینے کے قابل نہیں ہے سم قاتل ہو گیا عمرو نے امیر سے
کہا کہ یہ کام اُسی بے آبرو کا ہے کہ جسکی چشموں کا پانی کھر گیا ہے جا بجا چشمے کھود کر لشکر سیراب ہوا اور احتیاطاً پکھالون
اور مشکوں و چھاگلوں میں بھر لیا دوسرے دن خدا خدا کر کے منزل مقصود تک پہونچے قلعہ انطابیہ کے پاس پہونچکر
خیمہ زن ہوے قارن کا حال سنیے کہ وہ بس کی گانٹھ جا بجا ندیوں اور چشموں میں زہر گیاہ ڈالتا ہوا ہام کے پاس
پہونچا اور نوشیروان کا شقہ و نیز زبانی بھی کہا کہ حمزہ نامے عرب خدا نے نادیدہ پرست آتا ہے اور اپنے رفقا اور
جان نثاروں کو بھی لاتا ہے اگر خراج مانگے تو نہ دینا اور جس طرح سے مناسب جاننا اُسکو اور لندھور کو کہ اُسکے ساتھ
ہے بیجان کرنا یا قید کرنا تین سال خراج کی معافی صلہ اُن دونوں کے سر کا ہے اور اور بھی لطف سلطانی اگر تمھارے
حال پر ہو تو عجب کیا ہے یہی سمجھوتی شام اور جمہد زرین کمر کو بھی جا کر سمجھائی اور وہان سے آگے کو چلتا ہوا اور
فوج اپنی آگے بڑھائی ہام نے کہا کہ امیر کا لشکر بہت ہے میں تنہا دس ہزار سے اُس سے بر نہ آؤنگا کسی طرح امیر مظفر و منصور
ہونے پاؤنگا اپنے دونوں بھائیوں کو لکھا کہ فوراً دیکھتے اس خط کے آپ کو یہاں پہونچاؤ اور ہمراہ جلد اپنے اپنے لشکر کو
لیکر آؤ کہ حمزہ کے ساتھ لشکر کثرت سے ہے اگر میرا قلعہ اُسنے لے لیا تو تمھارے قلعوں کا لینا کچھ مشکل نہیں ہے پھر ادھر کوئی اس
گرد و نواح میں اُسکے مقابلے کے قابل نہیں ہے سام و جمہد زرین کمر اپنے بھائی کا خط دیکھکر فی الفور لشکر سمیت قلعے میں
داخل ہوے اور باہمدیگر مشورہ کرنے لگے سام نے کہا کہ حمزہ کے ساتھ لشکر کثرت سے ہے شبخون مارا چاہیے جمہد زرین کمر بولا کہ
شبخون مارنا نامردوں کا کام ہے تیس ہزار سوار سے جو ہم تینوں بھائیوں کے پاس ہیں صف آرائی کیا چاہیے تیسرے بھائی
نے کہ جسکا نام ہام تھا کہا کہ اپنے نزدیک تو یہ دونوں باتیں محض بے سود ہیں ہاں جو تحفجات تحائف لیکر چلیں حمزہ سے
ملاقات کیجیے اگر وہ بقدر دانی پیش آوے تو اسکی اطاعت کیجیے اور خوشی خوشی خراج دیجیے بصورت برعکس
لڑنے کا اختیار باقی ہے تم میں اگر جو صلاح قرار پاوے اُسکو عمل میں لاؤ ورنہ ہمارے نزدیک یہ بات [illegible]

اچھی ہی اور تعجب نہین ہی کہ حمزہ قدردانی کرے اور بہت اخلاق اور مروت سے ملے کیونکہ اُسکے ساتھ شہریار اور
امرائے نامدار ہین اور خود نشہ جرأت مین سرشار ہی اور شجاعت اور ہمت کے تذکرے اُنکے مشہور دیار و امصار ہین
بہادر ہمیشہ بہادرون کی قدردانی کرتے ہین شجاعون کی خاطرداری اور توقیر کرتے ہین اور بہادری حمزہ کی
ظاہر ہی کہ جب شاہنشاہ ہفت اقلیم سے کچھ نہو سکا تب تو ہمکو لکھا کہ قابو پا کر حمزہ کو مار ڈالنا سر اُسکا تن سے اُتار ڈالنا
قابو پانے سے غرض یہ ہی کہ دغا سے مارنا دھوکے اور خطا سے مارنا ظاہر ہی کہ دغا سے مارنا کام نامردونکا ہی یہ امر کسی
عنوان ہمکو نہین بِھایا ہی سام و تہمد زرین کمر کو بھی ہام کی صلاح پسند آئی لڑائی کی صلاح موقوف رہی صلح کی دِل مین
ٹھہرائی دوسرے دن تحائف و سوغات لیکر امیر کی بارگاہ مین پہونچے اور بکمال نیاز و عقیدت ملازمت سے مشرف ہوے

مسلمان و مطیع ہونا ہام و تہمد زرین کمر و سام حکام انطابیہ و انطاقیہ کا منجملہ ہفت ملک کے امیر کے ہاتھ سے اور خراج دینا اُن کا اور اختیار کرنا تابعداری کا

خامہ تیز رفتار میدان تحریر مین جولان ہی امیر کے طے منازل و مراحل کے احوال مین گرم بیان ہی کہ امیر
اُن تینون بادشاہون سے بکمال حسن سلوک پیش آئے اور تین دن تک اُنکے واسطے مجلس جشن کی ترتیب دے کر
خاطرداری اور دلجوئی کرتے رہے جب دیکھا کہ یہ ممنون منت ہوے کمال محبت اور دلدہی سے سمجھا کر کہا کہ تعجب ہی تم سے
دانا اور بہادر خداپرستی نکرین آتش پرستی کرین اور ایک پتھر کہ اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا اور اُسمین کسیطرح کی طاقت حس و حرکت کی
نہو اُسکو پوجین وہ تینون بھائی عقل سلیم تو رکھتے ہی تھے کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوے مراسم کفر ترک کرکے
دین اسلام مین مشرف علی الاعلان ہوے امیر نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کرکے فرمایا کہ اب تم تینون میرے بھائی ہو اگر
خزانہ تمھارا خالی ہو تو مین اپنے پاس سے تمھارے عوض شاہنشاہ کو خراج دون اور مین تم سے کسی طرح بابت خراج کے
کبھی ایک حبہ تک طلب نکرون اُنھون نے عرض کی کہ آپ کے اقبال سے خزانہ ہمارا اشرفی روپیے سے معمور ہی
اگر حکم ہو تو پیشگی چندسال کا خراج حاضر کرین ہمکو ہر طرح سے خوشنودی حضور کی منظور ہی امیر نے فرمایا کہ پیشگی دینا کچھ
ضرور نہین ہی مال واجبی دینا چاہیے اور داروغہ دیوان خانہ سے اور داروغہ خزانے سے داخلہ لینا چاہیے ہام و سام
و تہمد زرین کمر نے اُن شقون کو جو قارن دے گیا تھا امیر کو دکھلایا اور اپنے روبرو حرف بحرف پڑھوایا امیر اُنکو
پڑھکے چلے تو کبیدہ خاطر ہوے پھر سمجھے کہ شاہ جبلی ہون اپنے آئینہ دل پر غبار کدورت جمنے نہ دیا اور کسی عنوان مین
اُسکے انجام کا خیال نکیا پوچھا کہ اب جو ملک ملے گا اُسکا اور اُسکے حاکم کا کیا نام ہی اور یہان سے کسقدر مسافت
ہی اور درمیان مین کون کون خوشنما سیر اور دلچسپ مقام ہی ہام نے عرض کی یہان سے چند منزل پر علانیہ ملے گا
اُسکے حاکم کا نام انیس شاہ ہی بہت اولوالعزم اور عالیجاہ ہی امیر نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہی تم اپنے اپنے ملک مین
فرمانروائی کرو مین علانیہ کی طرف جاتا ہون اُس ملک کو فتح کرکے انشاءاللہ تعالی جلد آتا ہون وہ بولے

ہم لوگ آپ کے بندۂ بیدرم ہین آپکے آزاد کرنے سے بھی آزاد نہونگے خراج حاضر ہے خزانچی کو حکم ہو کہ خزانہ عالی مین
داخل کرکے ہمکو داخلہ دیوے اور غلامون کو رکاب مین چلنے کی اجازت ملے کہ ہر ہر شخص اکتساب سعادت ہمرکابی
کرے ہر چند امیر نے سمجھایا مگر تینون سے ایک نے بھی نہ مانا اپنا اپنا نائب قلعون مین چھوڑکے ہمراہ ہوے اور
خراج امیر کے خزانے مین داخل کرکے ساتھ چلے ہر گاہ امیر سے قلعہ علائیہ دو کوس باقی رہا ایک میدان خوش فضا
نظر پڑا وہان پہونچکر امیر اُتر پڑے اور خیمے استادہ کرنے لگے انیس شاہ کو خبر ہوئی چلے تو وہ نامرد بعزم جنگ لشکر
لیکر امیر کے مقابل ہوا جب دیکھا کہ مارا پڑونگا مرکب سے کود گیا امیر کی رکاب کو بوسہ دیا اور ترس جان سے مسلمان ہوا
اور کلمۂ شہادت و توحید پڑھا امیر اُسکو اپنے لشکر مین لے آئے اور انواع اقسام کے لطف و کرم اُسکے حال پر فرمائے
وہ شتر کینہ کئی دن تک امیر کے پاس حاضر رہا چاپلوسی اور تملق کیا کیا ایکدن موقع پاکر عرض کی کہ غلام نے ایک حمام بنایا
ہے بہت نفیس و لطیف تیار ہوا ہے امیدوار ہون کہ ایکدن اُسمین غسل فرمائیے اور کسل راہ کدورت جسم مبارک سے
وہان مٹائیے اگرچہ امیر نے پہلے پہلوتہی کی لیکن اسکے اصرار سے کچھ نہ بن پڑی راضی ہوے اور تشریف لے گئے اس
سوختنی حرامزادے نے واقع مین حمام بڑے صناعون سے بنوایا تھا کہ جو کوئی دیکھتا بے حاجت بھی سرگرم غسل ہوتا اور
تکلف یہ کیا تھا کہ لوہے کے ستونون پر چھت کو قائم رکھا تھا اور چھت پر چنبر خیال نصب کرکے انہین زنجیرین ڈالی تھین
کہ جب چار آدمی چار دن زنجیرون چھوڑ دین چھت نہانے والون پر گر پڑے غسل تو ہو جائے مگر بیکفن لاش دب رہے
چنانچہ اُسدن چار حبشی قوی ہیکل زنجیرون پر تعینات کرکے اُن سے کہا تھا کہ جب مین طاس وے ماردون اور
اُسکی آواز تمھارے کان مین پڑے تم زنجیرون کو چھوڑ دینا اور فوراً اپنی راہ لینا امیر تو لندھور و مقبل وغیرہ کو ساتھ
لیکر مصروف بہ غسل ہوے لیکن عمرو اور عادی باوجود امیر کے کہنے کے بھی حمام مین نہ گھسے ناگاہ عمرو کے
دل مین آیا کہ ذرا اس حمام کی بھی سیر کیا چاہیے اور اسکی صنعتون کو دیکھا چاہیے حمام کے پچھواڑے ایک بوڑھے
کی صورت بنکر جو گیا حبشیون نے ترس کھاکر کہا بوڑھے جلد یہان سے بھاگ ابھی ہم طاس کی آواز سنینگے تو زنجیرون
کو چھوڑ دینگے ناحق آٹے کے ساتھ تو گھن بھی پسے گا ہماری گردن پر تیرا خون ناحق ہوگا عمرو یہ حال سنکر اُلٹے پانون پھرا
اور حمام کے دروازے پر آکے زبان عیاری مین تمام کیفیت امیر سے کہی امیر باہر نکل آئے اور حجرے کی کنڈی چڑھا کر
پوشاک پہنی انیس شاہ نے کہا کہ اسکے پہلو مین ایک خلوتسرا ہے وہان کچھ میوہ تر و خشک حضور کے واسطے چنا ہے امیر نے
فرمایا کہ تم چلکے میرے واسطے جدا جدا طبق مین لگاؤ مین ابھی اپنے رفیقون سمیت آتا ہون اور بہت اچھی طرح کھاتا ہون اور
کھلاتا ہون انیس شاہ کا اس خلوت مین جانا تھا کہ عمرو نے بقوت تمام طاس کو دے مارا اور اُن حبشیون نے طاس
کی آواز سنکر زنجیرون کو چھوڑا چھت حمام کی انیس شاہ کے اوپر گری خشکی اور تری کی خبر نہ رہی انیس شاہ تو ٹھنڈا ٹھنڈا
جہنم کی طرف گرم رفتار ہوا اپنے کردار سے خود مارا پڑا امیر نے عمرو کی عقل پر آفرین کی اور اسکے بیٹے کو کہ ازبس خردسال تھا

مع لشکر مسلمان کر کے عہد زرین کمر کیجیو دکیا کہ اسکو تعلیم و پرورش کرنا اور اُسکے حق پرورش سے درگذر نہ کرنا سرداران لشکر سے معلوم ہوا کہ قارن ایک شقہ بادشاہ کا بہ مضمون قتل حضور و ملک لندھور لایا تھا انیس شاہ کو دیکر حلب کیطرف روانہ ہو گیا یہ سنکر امیر کے دلکو انتشار ہوا اُسی روز حلب کیطرف پیش خیمہ روانہ کیا اب فی الحال قارن تفرقہ کا سنیے کہ حلب مین اُسنے جا کر حدیث شاہ سے باتین چکنا چکنا کے کین شقہ بادشاہ کا دیا اور کہا کہ یہ سخن بادشاہ نے زبانی فرمایا کہ جو کوئی حمزہ اور لندھور کو مارے گا اُسکے بار منت سے مین کبھی سبکدوش نہونگا اور اُسکا احسان میری گردن پر رہے گا علی ہذا القیاس بہت سی باتین جھوٹ سچ کچھ بادشاہ کی طرف سے کچھ اپنی جانب سے کہین اور بہت سی برائیان اور شکایتین امیر کی بیان کین اور یہ کہکے یونان کا عازم ہوا حدیث شاہ نے کہا کہ ابھی تم یونان کیطرف نجاؤ قدرے یہان توقف فرماؤ دیکھو مین تمھارے آگے سر میدان حمزہ کو مارتا ہون اور اس سرکش کا سر گردن سے اُتارتا ہون قارن نے کہا کہ یہ کہنے کی بات ہے کہ آپ حمزہ کو سر میدان مارینگے اور اُسکو شکست فاش دینگے حمزہ ایسا اسامی نہین ہے کہ تمھارے ہاتھ سے سر میدان مارا جائے اور اُسکا لشکر تمھاری فوج سے شکست کھائے حدیث شاہ بولا کہ اگر یہ صلاح نہین ہے تو ایک کنوان مین نے کھدوا کر اُسمین ہر ہر قسم کے سلاح گاڑے ہین اور بہت تیز اور نوکیلے ہتھیار اسمین کھڑے کیے ہین مین حمزہ سے چوگان بازی کر کے کنوئین مین اُسکو ڈالدونگا بہت جلد اُسکی فکر کرونگا قارن نے کہا کہ یہ بات البتہ کام کی ہے یہ صورت معقول انتظام کی ہے جب لشکر امیر کا حلب کے قریب پہونچا حدیث شاہ بھی تحائف و سوغات و خزانہ سہالہ لیکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور ظاہر مین کلمہ پڑھکر مشرف باسلام ہوا اور مراسم اطاعت و عقیدت بجا لایا امیر نے اُسکے واسطے جشن ترتیب دیا اور بہت سی اُسکی عزت و حرمت کی سب سے بہتر خلعت عنایت کیا چار پانچ دن تک تملق و چاپلوسی امیر سے پیش آیا ایکدن امیر سے کہا کہ غلام نے حضور کا شہرہ علم و ہنر سپاہگری مین بہت سنا تھا اور ایک مدت سے مشتاق اور آرزومند رہا کرتا تھا نہ معلوم کہ حضور یہان تشریف لائے میرے بخت خوابیدہ جاگے اب یہ غلام چاہتا ہے علم چوگان بازی کا حضور سے سیکھے اور اس فن مین حضور کے تصدق سے مہارت پیدا کرے امیر نے فرمایا کہ بچشم صبح کو حدیث شاہ نے اپنے قلعہ مین آ کر آدمیون پر تاکید بلیغ کی کہ چاہ کے منہ پر اسطرح سے گھانس ہری جماؤ کہ مطلق گمان کنوئین خندق کا نہووے اور کسی طرح سے نشان کنوئین کا دکھلائی نہ دے اور جسوقت حمزہ کنوئین مین گرے تم سب لوگ لشکر اسلام پر حملہ آور ہونا اور ہنگامہ قتل گرم کر کے مظفر و منصور تمام لشکر پر ہونا لوٹ کی بھی اجازت مین نے تمکو دی اور لوٹ لشکر اسلام کی مطلق مین نے تمکو معاف کی جب چوگان باز فلک گوئے ماہ میدان کو لیکر اور خورشید جہانتاب نیزہ شعاع لیکر میدان عالم مین آ پہونچا اُدھر سے حدیث شاہ اور ادھر سے امیر میدان مین گئے اور دونون طرف کے عمائد و اراکین تماشا دیکھنے کو پہونچے حدیث شاہ نے امیر کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ یہین چوگان ہین گوئے امیر نے فرمایا کہ اپنا معمول کبھی مومن بشدسی کا نہین ہے استاد نے یہ سخن بتایا نہین ہے اول تم چوگان اور گوئے پر لگاؤ پیچھے مین بھی چوگان کو ہاتھ مین

لونگا جو کچھ مجھے یاد ہی تمہین وہ کھاؤنگا اُسنے آداب بجالاکر گھوڑے کو مہمیز کیا جب ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر پہونچا امیر نے
بھی چوگان لیکر اپنے مرکب کی باگ لی حادیث شاہ تو پیچھے رہگیا اور امیر آگے جدھر کنوان تھا بڑھ گئے اور اس خدع کے
مکر پر نظر نہ کی سیاہ قیطاس چاہ کے متصل جاکے جھجکا امیر نے تازیانہ اسکے لگایا ہر چند مرکب نے لنبی بھری مگر پچھلے پانون
کنوئین مین جارہے امیر پشت زین سے کود کر الگ ہوئے اور گھوڑے کی باگ تھام کر آگے جھجکارا مرکب چاہ سے باہر نکلا
امیر جست کیے پشت پر گئے وہین قارن بھی لگا ہوا کھڑا تھا قارن سے امیر کی چار آنکھین جو ہوئین قارن کوہستان
کی طرف بھاگا امیر نے بھی اسکے پیچھے گھوڑا اڑا لاحدیث شاہ نے جانا کہ امیر کنوئین مین غرق آب فنا ہوے
اپنے بیس ہزار سوار سے لشکر اسلام پر جا گرا بہت سے مسلمان کافر کے ہاتھ سے شہید ہوے آخر لندھور کے ہاتھ سے
مارا گیا اور لشکر اُسکا بھاگا لندھور نے دیکھا کہ امیر کہین نظر نہین آتے گھبراکر عمرو سے کہا کہ امیر کو ڈھونڈھا چاہیے
اُس یوسف گم گشتہ کا پتا لگایا چاہیے عمرو سیاہ قیطاس کے سُمون کے نشان پر چلا قارن نے ایک فالیز پر پہونچکر
فراغ سے ایک سردہ لیکر زہر اُسمین مخلوط کیا اور فالیزبان سے کہا کہ میرے پیچھے ایک سوار آتا ہی یہ سردہ اُسکو نذر
دینا اور اگر وہ کچھ دے لینا اگر اُسنے کھایا تو مین تجکو سو اشرفی انعام دونگا اور اگر میرا مطلب ہوگیا تو بہت خوش
کر دونگا اور خود وہ روباہ منش درہ کوہ کی طرف روان ہوا او منتظر خرید کی ساعت کا رہا پیچھے سے امیر جو پہونچے
کسان نے وہ سردا نذر گذرانا امیر نے سردے کو لیکر پوچھا کہ ابھی میرے آگے ایک سوار اسطرف کو آیا ہی وہ کسطرف روانہ ہوا
ہی اُس نے عرض کی کہ سامنے کوہ کے درے مین گیا ہی اور اسطرف راہ نکلنے کی نہین ہی کہ شیر لا کو ملتا ہی انسان کی مجال نہین کہ اُسکے
روبرو آئے اور اپنی جان بچالیجائے امیر کو پیاس کی شدت تھی چاہا کہ اس سردے کو نوش فرمائین اپنی تشنگی بجھائین کہ فالیزبان
نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای جوان ہر چند سو اشرفی کا مجکو سود ہی لیکن تیرا زیان وضرر گوارا نہین کہ تجھسا جوان حسین اور خوش رو دیکھا
نہین اس سردے مین اسی پہلے جوان نے کچھ ملاکر مجکو دیا تھا خواہ مخواہ کچھ زہر ملایا ہوگا اور کہا تھا کہ پیچھے جو جوان آتا ہی اسکو یہ سردا
کھلا دینا اگر اُسکا کام تمام ہوگیا تو سو اشرفیان مین تجکو انعام دونگا امیر نے اُس سردے کو ہاتھ سے پھینکدیا اور ہزار اشرفی کی قیمت کا
جواہر اُسکو عنایت کرکے درہ کوہ کیطرف مرکب کو جولان کیا ہنوز درہ کوہ کے اندر گئے نہ تھے کہ ایک شیر غرندہ امیر پر جست کرکے
آیا امیر نے ایک ہاتھ تیغ بُران کا لگایا ایک شیر کے دو شیر ہوگئے امیر درہ کوہ کے اندر گھُسے دیکھین تو ایک چٹان کے نیچے
قارن دبکا ہوا ہی دم چرائے پڑا ہی چاہتے تھے کہ خنجر سے مارین اس مکار کا سر گردن سے اُتارین قارن نے کہا کہ اگر امیر میری
جان بخشی کرو تو تین چیزین تمکو دیتا ہون بطلوا امیر نے فرمایا کیا دیتا ہی دے تھوڑی دیر اسی بہانے سے جان بچالے اُسنے ایک خنجر اپنی
کمر سے نکالکر امیر کو دیا کہ یہ طہمورث دیو بند کی کمر کا ہی اور بڑی دقت او محنت سے میرے پاس تک پہونچا ہی اور ایک بازوبند
بازو سے کھولکر دیا کہ جسمین بارہ لعل شبچراغ تھے اور ہر لعل وزن مین تین تین مثقال کا تھا یہ دو چیزین دیکر بولا کہ اس کوہ کے
اندر ایک کھوہ مین خزانہ ہی جلیوہ دیکھی تھا وہ دن تمھاری قسمت کا تھا وہ تمھارے پیش کردن اتنے مین عمرو پہونچا امیر نے

قارن کے ہاتھ باندھکر عمرو کو سونپا کہ دیکھو کہان خزانہ بتاتا ہے یا کوئی فقرہ اسکا ہے اگر راست ہے تو تم اسکو اپنے قبضہ
مین کرو ورنہ درو غگو راتا بخانہ پہونچا دو عمرو نے دو حلقے کمند کے اسکی کمر مین لگا دیے اور ہاتھ خوب زور سے کسکر باندھے
اور اس درے سے باہر لیکر نکلا قارن زور کرنے لگا چاہتا تھا کہ بند دست و کمر سے ٹوٹ جاوین تو مین اسکے
ہاتھ سے نکلجاؤن بھاگ کر کسی طرف راہ لون عمرو نے کہا کہ کیون زور کرتا ہے خزانہ تو مجکو بتلا دے مین امیر سے تیرے
واسطے سعی اور سفارش کرونگا اور مقرر تجھے چھوڑ دونگا قارن بولا کہ خزانہ کا نام تو اپنی جان بچانے کے واسطے
مین نے لیا تھا مگر تو مجکو چھوڑ دے تو دو لاکھ من مین تجکو مدائن چلکر دونگا عمرو نے کہا کہ اے موذی اب مین کب تجکو
جیتا چھوڑتا ہون کوئی دقیقہ تو نے خصومت و دشمنی کا امیر سے اور مجھ سے اٹھا نہین رکھا ہے ایسا قابو پاکر مین
تجکو چھوڑ دون مین کیا احمق ہون یہ کہکر خنجر کمر سے نکالا اور اسکو ہلاک کیا اور امیر کی خدمت مین حاضر ہوکر سب کیفیت
عرض کی کہ یا امیر خزانہ کہان کا وہ جھوٹا تھا کہ طمع زر دیکر جان بچاؤن اسی فقرے سے جانبری اپنی کرون جب مین نے نہ مانا تو ہی
تو لینے لگا مین نے اسکو کتے کی موت مارا امیر بہت خوش ہوے اور کہا کہ عمرو تو نے کام اچھا کیا کہ روز کا فساد اور جھگڑا مٹا دیا

یونان کی طرف روانہ ہونا امیر کا عقد نکاح مین لانا ناہید مریم معشوقہ دلپذیر کا

مشاطگیان انشا ہروسان معانی کو زیور تحریر پہنلاتے ہین جمال بیان کو نئے نئے رنگ سے آراستہ فرماتے ہین
کہ جب شاہد ظفر نے امیر کے آئینۂ دل مین جلوہ دکھلایا امیر نے قلعۂ حلب مین آکر ایک ہفتہ تک جشن فرمایا
اور پانچون ملکون کا خراج اور عریضہ مشتمل حال قارن و دیگر سوانحات لکھکر مقبل کے ہمراہ نوشیروان کی خدمت
مین بھیجا اور آپ یونان کی طرف کا قصد کیا چند روز مین یونان کی سرحد مین جا کر خیمہ زن ہوے فریدون شاہ بادشاہ
یونان اخبار نویسون کے لکھنے سے امیر کے حال سے آگاہ ہو چکا تھا سنتے ہی مع پیشکش معقول اپنے بھائیون کو ساتھ لے کر
یونان سے چلا اثنائے راہ مین امیر سے ملازمت ہوئی نذر گذرانکے بخلوص دل تقدمبوسی حاصل کی اور صفائی نیت سے کلمہ پڑھا
اور بھائیون سمیت مشرف باسلام ہوا امیر اسکی اہلیت اور لیاقت سے کمال خوش ہوے اسکو اور اسکے بھائیون کو خلعت فاخرہ
سے سرفراز کیا اور جشن ترتیب دیا کئی دن تک اسی جنگل مین مشغول رہا فریدون شاہ نے ایکدن موقع پاکر عرض کی کہ یا امیر تین مہمین
مجکو درپیش ہین اور ہر ایک کا انجام مجھے دشوار ہے بلکہ محال اور خارج از اختیار ہے اگر حضور ان مشکلون کو آسان کر دین تو
کمال بندہ نوازی ہے امیر نے فرمایا کہ مہمین کیا ہین بیان کرو کچھ احوال تو انکا کہو اس نے عرض کی کہ پہلی مہم تو یہ ہے کہ چند سال سے اس
نواح مین ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ اسکے سبب سے فرسنگون تک آبادی ویران ہوگئی ہے لاکھوں روپے کے خرچ کا نقصان ہوتا ہے
دوسری مہم یہ ہے کہ قلعہ سے کئی فرسخ پر ایک پہاڑ بڑا ہے اسپر ایک زنگی سیہ رو نے قلعہ اپنے رہنے کو بنایا ہے ہر سو مین دن تاخت کرتا ہے
ہزار دو ہزار آدمی اسکے ہاتھون سے مرتا ہے تیسری مہم بعد انجام ان دو مہمون کے عرض کرونگا اسکی بھی صورت بہبود آپ ہی سے نکلیگی
امیر نے فرمایا پہلے ہم اژدہے کو مارینگے تب قلعے مین ہونے کا انصرام کرینگے صبح ہمارے ساتھ چلکر اژدہے کا مسکن بتا دینا اور تم

لوگ الگ کھڑے ہوکر تماشا دیکھ لینا خسرو نے امیر سے کہا کہ زنگی روسیاہ پر حضور کیا جاوینگے مجکو حکم ہو کہ اسکو کھڑی سواری جاکر قتل کرون انشاء اللہ تعالیٰ اُس سرکش کا سر حضور مین لے آؤن فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ ہم اژدہے کے مارنے کو جاوینگے تم اُس سیہ رو کے قلع اور قمع کے واسطے جانا اور اُس موذی کو قعر جہنم مین پہونچانا جب زنگی شب خسرو روز سے شکست پائی اور خسرو خاور نے فوج انجم بھگائی صاحبقران تو فریدون شاہ کو ساتھ لیکر اژدہے کو کو مارنے چلے اور بعضے بعضے جان نثار اور فدائی بھی ساتھ ہوے اور خسرو ہند آصف نامے برادر فریدون شاہ اپنے ہمراہ لشکر لیکر زنگی پر چلا جب تین فرسخ اژدہے کا مسکن باقی رہا فریدون شاہ گھوڑے سے اُتر پڑا اور التماس کیا کہ ملاحظہ ہو سوائے ٹھونٹھ جلے ہوے کے کہین درخت کا نام ونشان نہین دکھائی دیتا ہے تمام پہاڑ اور جنگل خاک سیاہ ہوگیا ہے جب وہ پلید غفلت سے جاگ کر دم چھوڑتا ہے اور پھنکار مارتا ہے یہانتک شعلہ آگ کا لپک مارتا ہے اسوقت وہ سکھ نیند سو رہا ہے نہین تو انسان توکیا چرند و پرند کا اسجا ٹھہرنا ممکن نہین پرندہ پر نہین مار سکتا ہے امیر بھی پیادہ ہوے اور عمرو کو ساتھ لیکر اژدہے کی طرف چلے فریدون شاہ بھی ہمراہ ہوا قریب جاکر دیکھا ایک کوہچہ سیاہ سا ہے جب اور نزدیک گئے معلوم ہوا کہ یہی اژدہا ہے امیر نے فرمایا کہ سوتے کو مارنا جرأت سے بعید ہے یہ تو ایک کیڑا پلید ہے ایک نعرہ کہکے اسکو جگایا امیر کو جو اُسنے دیکھا ایک تاڑ کے برابر اپنا دھڑ اُٹھا کر پھنکارتا امیر کے اوپر چلا اُسکے مُنھ کے شعلے سے جو درخت خشک و تر سامنے تھے جلکر سوکھ گئے اور بعضے کوئلہ ہوگئے امیر نے ایک تیر دوشاخہ کمان مین رکھکر نشانہ جو مارا دونون آنکھین اُسکی آشیانہ طائر پیکان ہوئین زمین پر سر دھنے لگا امیر نے اُسکے پہلو مین جاکر ایک وار شمشیر اژدہا کش کا ایسا لگایا کہ ایک کوہچے کے دو کوہچے ہوگئے پھر اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا فریدون شاہ نے دوڑ کر دست و بازو امیر کا چوم لیا اور کئی بار گرد پھر کر نثار ہوا امیر سوار ہو کر قلعے مین داخل ہوے تھے کہ لندھور زنگی روسیاہ کا سر لیکر پہونچا اور خزینہ جو قلعے مین سے لایا تھا امیر کی خدمت مین گذرانا فریدون شاہ نے تو وہ زر و جواہر امیر و لندھور کے اوپر سے نثار کیا اور جشن کی محفل ترتیب دی خوب ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا آخر شب عین سرور کے وقت فریدون شاہ نے امیر سے عرض کی کہ دو مشکلین تو حضور کے قدم کی برکت سے آسان ہوئین اور بہت بڑی بلائین میرے سر سے ٹلین اور تیسری عرض یہ ہے کہ غلام کی بیٹی کو اپنی کنیزی مین قبول فرمائیے محرمان سرادقات عصمت کی پیشخدمت بنائیے کہ ہمچشمون مین میری عزت ہو اور دشمنون کو عبرت اور دہشت ہو صاحبقران نے فرمایا کہ یہ امر سخت مشکل ہے اسکا انجام مجھے دشوار ہے یہ خیال باطل ہے مین نے ملکہ مہرنگار سے وعدہ کیا ہے کہ جبتک تم سے شادی نکرونگا دوسری عورت کو گو خورشید منظر ہو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھونگا فریدون شاہ اپنا سا مُنھ لیکر رہگیا اور اپنے بھائی آصف سے خلوت مین کہا کہ اگر کاش مین اپنی بیٹی کی شادی کی استدعا امیر سے نکرتا تو بہتر ہوتا کیونکہ محفل مین ذلیل وخوار اسقدر ہوتا تمام زمانے مین سخن مشہور ہوگا کہ امیر نے فریدون شاہ کو ناچیز جانکر اسکی بیٹی سے شادی نہ کی اور عقد مناکحت قبول نہ کیا ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہے اسی ذلت سے گذرنا بہتر ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ خنجر اپنے پیٹ مین مارے راہ فنا اختیار کرے کہ آصف نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ

انجام ایسے امرون کا تدبیر سے متعلق ہی یہ میرا ذمہ ہی کہ امیر کے ساتھ ناہید مریم کا عقد ہو جائیگا اور آپکے دشمنون کو ذلت و خواری حاصل ہوگی کام نکل آئیگا ذرا عمرو کو بلواؤ فریدون شاہ نے عمرو کو بلوا کر بہت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پانچہزار اشرفی پیشکش کی اور کہا کہ خواجہ یہ عزت تمھارے ہاتھ ہی خدا کیواسطے کسی طور سے میری بیٹی کا عقد صاحبقران سے کرا دو اور اس مشکل کو حل کر دو دس ہزار اشرفی اور بھی بعد عقد نذر کرونگا ورنہ ہمچشمون مین منہ دکھانیکے قابل نہ رہونگا ناچار زہر کھا لونگا پیٹ مار مرونگا عمرو نے بہت اچھی تسلی کر کے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی آج ہی عقد ہو جائیگا یہ ذمہ میرا ہی آپ نہ گھبرائین عقد کی تیاری در پردہ فرمائین یہ کہکر اشرفیان لیکے اپنے مسکن پر پہونچا خلوت مین ناہید مریم کے حسن و جمال کی تعریف کر کے امیر کو مشتاق کیا امیر نے کہا خواجہ شادی تو دختر فریدون شاہ سے ابھی کرون لیکن ملکہ کو کیا جواب دون کہ اس سے مین نے عہد کیا ہی کہ جب تک تم سے شادی نہ کرونگا پری بھی اگر روبرو آویگی تو مین اسکو چڑیل سمجھونگا عمرو نے کہا اے صاحبقران خیر ہی کہین مرد بھی ایسے امور مین راست گوئی اختیار کرتے ہین عورتون سے اس سے زیادہ قول کر کے خلاف اقرار کرتے ہین اور پھر وہ شخص کہ صاحبقران ہو مالک تاج و تخت و باجستان ہو فقط مہر نگار پر بنارہ بند نہین ہو سکتا آپ نے قول عشاق اور کلام تراش بھنون کا نہین سنا مصرع تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی پس آپ شوق سے ناہید مریم کے ساتھ عقد کیجیے اور داد عیش کی دیجیے ملکہ مہر نگار جانے اور مین جانون اگر آپکو وہ کچھ کہین تو آپ میرا نام لے دیجیے کا مین سمجھا لونگا اسکا مین ذمہ کرتا ہون بارے عمرو کے سمجھانے بجھانے سے امیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ عقد تو مین کرتا ہون مگر ہمبستر مہر نگار کی شادی بعد ہونگا فریدون شاہ نے اس بات کو بہ رضا و رغبت منظور کیا اور عمرو کا شکر گزار ہوا خلاصہ یہ کہ اسی دن ناہید مریم کو تیل چڑھایا گیا و عقد کا سامان ہونے لگا فریدون شاہ نے سوائے دس ہزار اشرفی کے ایک خلعت گرانمایہ بھی با جواہر بیش قیمت خواجہ عمرو کو دیا اور کہا کہ خواجہ مین تمھاری خدمتگاری کو حاضر ہون ہمیشہ تمھاری کچھ نہ کچھ تواضع کیا کرونگا عمرو والیجی بندہ ہی تھا فریدون شاہ کو دلاسا دیا بعد ازان اسقدر امیر سے اسکی خوبصورتی کی تعریف کی کہ امیر نے مشتاق ہو کر دوسرے دن کہ حنا بندی کی شب تھی بعد ادائے رسم حنا بندی ناہید مریم کے ساتھ عقد کیا اور دو ہفتے تک اسکے ساتھ عیش و عشرت مین مشغول رہے اور برابر جشن رہا سولھوین دن ان لعلون مین جو قارن سے ہاتھ آئے تھے ایک لعل ناہید مریم کو دیکر محل سے برآمد ہوے مشتاقان زیارت جو تنے دونون قدمبوسی سے مشرف ہوے تھے مسرور بیحد ہوئے اور فریدون شاہ سے خراج لیکر مع مال تسنکا وہ زنگی لندھور کے ساتھ نوشیروان کیخدمت مین بھیجا اور عمرو کو بھی خسرو کے ہمراہ کیا اور اپنے پیش خیمہ کی روانگی کا حکم مصر کی طرف کو دیا

روانہ ہونا امیر کا مصر کی طرف تسخیر کو اور پکڑ کر کے قید کرنا والی مصر کا امیر کو

سوانح نگاران ممالک و امصار مخبران شہر و دیار لکھتے ہین کہ ہر گاہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان منازل و مراحل طے کر کے مدائن کے قریب پہونچے نوشیروان نے سنکر کئی سردار ساسانی خسرو کے

استقبال کو بھیجے اور عند الملازمت بانواع عنایت و کرم پیش آیا اور صاحبقران کو دیر تک پوچھا بعد ایک ساعت کے خسرو نے شرائط آداب بجا لا کر زر خراج اور عرضی اور تحائف صاحبقران کے گذرانے اور جو جو حادثات اثناء راہ مین گذرے تھے مع دشمنی قارن و انیس شاہ و حدیث شاہ التماس کیے اور امیر کی جانب سے دست بستہ عرض کی کہ امیر کہتے ہین کہ اگر شاہنشاہ ہفت اقلیم مجھے آگ مین ڈالدین مین گلزار سمجھکر کود پڑون اور کسی طرح عذر و حیلہ نہ کرون مقتضائے شرافت یہی ہے کہ اگر اپنے محسن اور بادشاہ کے کام مین جان تک کام آئے تو وہ عین سعادت ہے اور اگر کسی عنوان آقائے نعمت کیجانب سے کبھی کم توجہی بھی ہو بشرطیکہ عزت و آبرو مین فرق نہ آئے تو اُسکا دلمین مین خیال رکھنا بعید از شرافت ہے بادشاہ نے زر خراج خزانے مین بھیجا اور خسرو ہند و عمرو کو خلعت گرانبہا سے سرفراز فرما کے حکم دیا کہ ہر روز دربار مین حاضر ہوا کرو بدستور قدیم حضور مین رہا کرو خسرو ہند تو تلشاد کام پر جا کے مقیم ہوا مگر عمرو شبستان حرم کے دروازے پر گیا ملکہ مہر انگیز نے سُنکر فوراً بلا لیا اور صاحبقران کا حال استفسار کیا عمرو نے عریضہ امیر کا گذرانا اور جو کچھ اُسکے سامنے تک پیش آیا تھا ہو بہو بیان کر کے ملکہ مہرنگار کی خدمت مین گیا امیر کا اشتیاق نامہ دیکر جو حادثات کہ اس سفر مین گذرے تھے بیان کر گئے کہا ملکہ صاحبقران کا دل آپ ہی مین لگا ہے جو دم گذرتا ہے وہ تمھاری ہی یاد مین گذرتا ہے ملکہ بولی خواجہ اب تو شب ہجران و روز فراق نے ایسا تنگ کیا ہے کہ زندگی اپنی مجکو دوبھر ہے جینا وبال ہے شعر دن تو تیرے ہی تصور مین گذر جاتا ہے ٭ رات کو خواب مین بھی تو ہی نظر آتا ہے ٭ یا تو جامع المتفرقین صاحبقران کا وصال نصیب کرے یا موت دے کہ سسک سسک کے مرنے سے نجات ملے ابیات ہجر حمزہ مین جان جاتی ہے ٭ لب پہ سینے سے اکثر آتی ہے ٭ موت آجائے تو مین جی جاؤن ٭ مخلصی قید رنج سے پاؤن ٭ عمرو نے کہا کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی رہی اضطرار کا ہنگام نہین جب خدا نے اُنکو آفات سے بچایا اور ایک موذی کے چنگل سے تمکو چھڑایا وہ قادر توانا ایکدن وہ بھی دکھائیگا کہ تمھارا اُنکا وصال حاطر خواہ ہو جائیگا ایک مصر کا خراج لینا باقی رہگیا تھا سو یقین ہے کہ اس عرصہ مین وہ بھی صاحبقران نے وصول کر لیا ہوگا بلکہ عجب نہین ہے کہ مع الخیر اس طرف کو روانہ ہوئے ہون خیریت سے شادان و فرحان اس جانب چلے ہون القصہ ملکہ کو تسلی دیکر رخصت ہوا اور تلشاد کام پر آکے بہرام گرد بن خاقان چین اور مقبل وفادار کی ملاقات کی اور خوب ملا بہرام و مقبل بہت خوش ہوئے اور عمرو و خسرو کیواسطے مجلس ترتیب دیکے مشغول نشاط رہے بعد فراغت اس صحبت کے عمرو نے خسرو و بہرام و مقبل سے کہا کہ تم لوگ ہر روز نوشیروان کے دربار مین جایا کرنا مگر اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار رہنا خواب غفلت سے بیدار رہنا کہ بختک کی بدولت اس بادشاہ کے سلوک و بدسلوکی کا اعتبار نہین ہے اور اُسکو اپنی طبیعت پر اختیار نہین ہے اور بجائے خود خواجہ بزرجمہر سے ملاقات ضروری رکھنا اور اُسکی صلاح اور مشورہ منظور رکھنا کہ وہ صاحبقران کا خیر خواہ دلی ہے اور اُسکو ہر طرح منظور خاطر داری امیر کی ہے اور مین تونگ کی طرف جاتا ہون خواجہ کو امیر کی خبر سُناتا ہون یہ کہکر قنبورہ زرنگی

دیا تا وہ سقرلاتی کو بہن لباس عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور ملکہ کیطرف روانہ ہوا اب وکلمہ صاحبقران کے حال مین عرض کرون واقعہ طلبون کے کان تک نئی داستان ہونچاؤن صاحبقران قریب مصر کے ہونچے رود نیل کے کنارے پر بارگاہ دانیالی اور خیمے استادہ کیے تمام دن بادہ خواری مین گذرا جب شام ہوئی اندھیرا ہوا فراشون نے جھاڑ بلورین فرشی جابجا فرش پر لگائے اور یکے یکڈالے دوڈالے موقع پر جما کر کنول چڑھائے اور بتیان مومی کافوری جابجا روشن ہوئین اور دل سوختگان کیطرح جلنے لگین صاحبقران نے دریا کیطرف سراچے جو اٹھوا دیے تو اور دونا لطف ہوا روشنی اور اہل محفل و بارگاہ دانیالی کا عکس پانی مین جو پڑا تو ایک مجلس دوسری ہوگئی اور ہوا جو آب دریا سے لپٹی ہوئی آتی تھی سوختگان فراق کے دلکو ٹھنڈا کرتی تھی صاحبقران نے شراب کباب طلب فرمایا اور رقاصان پری پیکر نے رقص و سرود سے مجلس کو گرمایا تمام رات دور بادۂ گلگون و نغمۂ سرود و ارغنون رہا یہ خبر شاہ مصر کو بھی ہونچی کہ حمزہ لشکر رود نیل کے کنارہ پر فروکش ہوا نوشیروان کی طرف سے خراج لینے آیا ہی اور لشکر جرار اور پہلوان اور سردار نبرد آزما لایا ہی کاروان نامی اس کا ایک وزیر صائب تدبیر تھا اسکو خلوت مین بلا کر مشورہ طلب کیا کہ حمزہ اس ارادے سے ہونچا ہی صلاح دولت کیا ہی وزیر از بسکہ عقیل و فہیم تھا اُسنے کہا کہ حمزہ کے زور و شجاعت کا حال تو زمانے مین مشہور ہی اُسکی فتحیابی و نصرت کا تذکرہ دور دور ہی اور اخبار نویسون کی تحریر سے بھی حضور پر روشن ہی کہ وہ شخص بڑا صف آرا اور معرکہ شکن ہی پس ایسے شخص سے منحرف ہونا اپنے کو کاہش مین ڈالنا ہی فدوی کی رائے ناقص مین ایسا گذرتا ہی کہ خود سبقت کر کے ملاقات کیجیے اور پیشکش شاہانہ اسکو دیجیے ظاہر ہی کہ زور و شجاعت مین وہ بینظیر جیسا ہی ویسا ہی مروت و ہمت مین بھی بعدیل و یکتا ہی اگر آپکا اخلاق اور اخلاص اُسپر ظاہر ہو جائیگا البتہ آپکے ساتھ بلطف و مدارا پیش آئیگا شاہ مصر وزیر کی اس رائے سے کمال سرگرجبین ہوا جھنجھلا کر کہنے لگا کہ یہ رائے تیری ناصواب ہی مین نے جو کچھ اپنے دلمین تجویز کیا ہی ویسا ہی صواب و اچھا ہی وزیر نے دیکھا کہ یہ اگرچہ بے سامان ہی لیکن مصر کی حکومت کی بدولت اپنے آپکو فرعون با سامان جانتا ہی اگر موسی عمران بھی اسے نصیحت کریگا تو یہ نصیحت پذیر نہوگا میری حقیقت کیا ہی مجکو کیا چپ ہو رہ یہ خود بخود عنقریب بجز مرگ ہوگا یہ سوچکر چپکا ہو رہا القصہ صبح ہوتے ہی شاہ مصر نے سوائے خراج سہسالہ کے بہت کچھ تحفہ اپنے ہمراہ لیکر امیر سے ملازمت کی اور جو کچھ لیگیا تھا پیشکش کر کے گرمجوشی بکثرت کی اور التماس کیا کہ حضور نے شہر ہوتے ہوئے یہان کیون قیام فرمایا اسقدر مسافت کو عبث تجشم اٹھایا شہر مین حضور تشریف لیچلین فقیر خانے کو مقدم شریف سے منور فرمائین مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا امیر نے خلعت فاخرہ سے اسکو سرفراز کر کے فرمایا کہ فی الحقیقت دوستون کا گھر دوستون ہی کا ہوتا ہی مجھے تمھارے یہان چلنے مین عذر کیا ہی بسم اللہ یہ کہکر اٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لیچلے اور فوج کو تو اُسی جا پر چھوڑا اور چند سرداران نامی کو ہمراہ لیا جسوقت امیر نے شہر مین قدم رکھا جتنی ہوائی زیبہ تک امیر کے دیکھنے کو گھر سے باہر نکل آئی اور امیر کی صورت دیکھکر وضیع و شریف دعا دینے لگے کہ الٰہی در جہان باشی باقبال ؛ جوان بخت و جوان دولت جوان سال ؛ خلاصہ یہ کہ امیر ایوان شاہی

مین تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوئے اور امرائے نامدار جو ہمراہ گئے تھے اپنے اپنے قرینے سے دنگل و کرسیون پر
بیٹھے عزیز مصر نے ساقیان بادہ وش کو با جام و صراحی حاضر کیا اور رقاصان زہرہ جبین و نغمہ سرایان خورشید طلعت
کو رقص و سرود کا حکم دیا صدا ہوش باد و نوش باد کی بلند ہوئی صدائے ساز و نوا گوش فلک تک پہونچی مگر عزیز مصر
خدمتگارون کی طرح سے دامن گردانے انتظام و اہتمام مین مصروف ہوا ہر چند امیر کہتے تھے کہ تم بیٹھو اور لوگ انتظام کر لینگے تو وہ ہاتھ
باندھکر عرض کرتا کہ داماد شاہنشاہ ہفت اقلیم کی خدمت کرنا فخر میرا ہی ایسے بزرگونکی خدمت کرنا کب نصیب ہوتا ہی امیر اسکی اس
گفتگو سے نہایت مسرور ہوئے اور اس مکار کی چرب زبانی سے انجام کار سے غافل رہے آخر الامر جب قیام قریب ختم ہوا اُس
ابلیس پر تلبیس نے شراب خانے مین جاکر اپنے دست ناپاک سے دارو بیہوشی خمون مین ڈالی اور ساقیون کو حکم دیا کہ اب جو شراب
صرف ہو انھین خمون مین سے صرف کرو ساقیون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور وہی شراب جام و صراحی مین بھر بھر کے دی صاحبقران
نے پہلا ہی پیالہ پیکر عزیز سے پوچھا کہ یہ شراب دوسری معلوم ہوتی ہی اس شراب کی رنگت اور کیفیت دوسری ہی اس کینہ خواہ
نے ہاتھ باندھکر کہا کہ فی الحقیقت یہ شراب پہلی نہین ہی مگر اس سے بہتر شراب ہوتی ہی نہین ایک مدت سے اسے گاڑ رکھا
تھا آج حضور کے واسطے نکلوائی ہی شراب اول سے زیادہ تند ہی مخصوص حضور کے واسطے آئی ہی امیر نے ابھی عمر بھر مین دارو
بیہوشی کا ذائقہ نہ چکھا تھا اُسکے کلام کو سچ جانا جب چار پانچ دور چلے ہمراہیان امیر کھا کھا کر دنگل سے گرنے لگے
امیر اپنے رفیقونکا یہ حال دیکھکر اٹھے اُٹھنا تھا کہ دونون پاؤن نکل گئے بیہوش ہو کر زمین پر گرے عزیز مصر نے اپنے
وزیر سے کہا کہ دیکھا ہمارا منصوبہ کسطرح ایسے زبردست کو زیر دست کیا ہان جلاد کو جلد بلاؤ کہ حمزہ کا سر مع رفقا کاٹے اور شہنشاہ
کے حوالہ کرو کہ جلد نوشیروان کے حضور مین پہونچاوے کاردان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ فی الحقیقت حضور نے بڑی آسانی
سے حریف کو اپنے قابو مین کیا اور بہت جلدی سے اسے زیر کر لیا لیکن میرے نزدیک چند سبب سے ابھی حمزہ کا قتل کرنا
مناسب نہین معلوم ہوتا ہی اسمین سرعت کرنا نہین اچھا ہی اول تو یہ کہ حمزہ کے ایسے ایسے رفیق ہین کہ حمزہ کو مقتول سنکر خاک تک
تو مصر کی اڑا دینگے چنانچہ منجملہ انکے ایک خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان ہی کہ جسکے ساتھ لاکھ سوار و پیدل
جان شیرین قدم کے دم مین گنوا دینگے ایک سے ایک زیادہ قوی ہیکل و پہلوان ہی دوسرے بہرام خاقان گرد چین ہی کہ جسکے
ساتھ کئی لاکھ سوار پیادہ چینی و ختنی ہی ہر ایک تلوار کا دھنی ہی تیسرا مقبل وفادار ہی کہ جسکے ساتھ کئی ہزار تیر انداز بخطا
نشانہ گزار ہین چوتھا عمرو عیار وہ بد بلا ہی کہ کروڑون پر بھاری اکیلا و تنہا ہی اس سے میرے نزدیک ایسا مناسب ہی کہ حمزہ کو
رفیقون سمیت پا بزنجیر کر کے قید رکھیے اور اطلاع اسکی شاہنشاہ ہفت کشور کو کیجیے اگر حمزہ کے قتل کیواسطے لکھے گا ہر وقت مضائقہ
نہین حمزہ کو مار ڈالیے گا اپنے دل کا حوصلہ نکالیے گا عزیز مصر بولا کہ اے کاردان واقع مین اس امر مین تیری رائے
صائب ہی مجھکو بہت پسند آئی اور میرے نزدیک بھی یہی صلاح قرار پائی لیکن خوف ہی کہ جبتک قاصد شہر ... تک جاکر
آنے جائیگا مبادا اگر اس عرصہ مین عمرو آن پہونچا اور وہ حمزہ کو چھڑا لے گیا تو کی کرائی محنت برباد ہو گئی ...

کہ اسوقت حمزہ میرے ساتھ نہ کریگا سر نو قائم بنائے فساد ہوگی کاروان نے کہا کہ مین دو روز مین خط کا جواب منگوا دیسکتا ہون بشرطیکہ بادشاہ جواب لکھنے مین دیر نکرے کسیطرح ہرج راہ مین واقع نہوئے میرے گھر مین ایک جوڑا مدائن کے کبوتر کا ہے آپ خط لکھدیجے گا مین اُسکے گلے مین باندھکر صبح کو چھوڑ دونگا شام کو مدائن مین پہونچے گا اگر بادشاہ نے فوراً جواب عنایت کیا دوسرے روز آئیگا عزیز نے کاروان کی رائے پر بہت تحسین و آفرین کی اور بہت شاباشی دی اور اُسیدم کہار دن کو بلاکر صاحبقران کو مع رفقا آہن مین جکڑ کر چاہ یوسف مین قید کیا اور سرہنگ مصری کو کہ عیاروں کا مہتر ہی بلاکر کہا کہ تو اپنے عیارون سمیت ان قیدیون کی نگہبانی مین سرگرم رہنا اور کسی سے ساز اور میل کی بات نہ کہنا ایسا نہو کہ عمرو آکر ان قیدیون کو چھڑا لیجاوے اور مفت کی وقت اور ندامت دیجاوے اور شہر مین منادی کردی کہ جو کوئی حمزہ کا نام زبان پر لاوے وہ بے پوچھے مارا جاوے ساکنان شہر نے مارے ڈر کے مسلمانون کا نام لینا چھوڑ دیا ایسا قدغن شدید ہوا دوسرے دن عزیز مصر نے ایک عرضی اطلاعی نوشیروان کو لکھکر کبوتر کے گلے مین باندھ دی اور اسکو مدائن کی طرف اڑا دیا اُسنے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکے وہی سمت لی ❊ ❊

مدائن مین نامہ پہونچانا کبوتر کا اور تدبیر قتل مقبل وغیرہ کی اور حاضر ہونا دفعتاً عمرو کا

عشاقان طائر مقال اور عشق بازان پرندگان خیال حمامہ بیان کو قفس سطور مین بند کرکے ناظرین کو دکھاتے ہین نئے نئے رنگ کے مضمون خوش آیند بر سر اظہار لاتے ہین کہ کبوتر نے مصر سے چھوٹ کر شتاباً بھر اشام نہونے پائی تھی کہ مدائن مین نوشیروان عادل کے کبوترون کے ٹھاٹھر پر جاکر دم لیا کبوتر باز نے نیا کبوتر دیکھکر ٹھاٹھر کے کبوتر کھولدیے اور جال اُٹھاکر دانہ پھینکا کونڈے کا پانی اچھالا چونکہ تمام دن کا بھوکا پیاسا تھکا ماندہ تھا سب کبوترون کے پہلے جال مین جا رہا کبوتر باز نے جال کھینچ لیا اور جال مین جاکر باطمینان اُس پر ہاتھ مارا دیکھے تو اُسکی گردن مین ایک خط ہے خط لیکر کبوتر کو تو دانہ پانی کھانے کے لیے جال مین چھوڑ دیا اور اُس خط کو بختک کے روبرو لے گیا اور کہا کہ اسوقت ایک کبوتر مین نے پکڑا ہے اُسکے گلے مین یہ خط بندھا ہوا تھا تھیلی مین ملا ہے سو مین حضور مین لے آیا ہون اور اُس کبوتر کو ٹھاٹھر مین دانہ دے آیا ہون بختک نے جو اُس خط کو کھولکر پڑھا باچھین اُس روبی صورت کی کھل گئین دل باغ باغ ہوگیا اُسیدم بادشاہ کی خدمت مین جاکر خوشی خوشی مبارک بادی کے گذرانا نوشیروان بھی اُس نامے کو پڑھکر خوشی کے مارے اپنے پیراہن مین نہ سمایا بختک نے عرض کی کہ اب حضور بہت جلد اسکے جواب مین ایک شقہ بمضمون اجازت قتل حمزہ لکھکر عنایت کرین اور کسی کی صلاح اور مشورت پر اس امر کو نہ رکھین کہ فدوی کے پاس ایک کبوتر مصر کا ہے اُسکے گلے مین باندھکر صبح اُڑا دیوے کہ وہ شام تک منزل مقصود تک مکتوب الیہ کو پہونچا دیوے نوشیروان نے فرمایا ایسے صعب امر مین بزرجمہر سے مشورہ لینا پر ضرور ہے کہ مجکو والد کی وصیت پر عمل کرنا ہر حال مین منظور ہے وہ گردن زدنی بولا کہ بہتر ہے مگر بزرجمہر مسلمان ہے وہ مسلمانون ہی کی طرفداری کریگا اور حمزہ سے زبردست کو بار بار رقابو مین آنا دشوار

ہے وسیا وقت پھر نہ ملے گا پادشاہ نے فرمایا کہ اس شورے مین بزرجمہر کے بھی مذہب کا امتحان ہو جائیگا
اُسکا عقیدہ بھی ظہور مین آئیگا یہ کہکر بزرجمہر کو طلب کیا اور وہ نامہ پڑھنے کو دیا بزرجمہر نے جو اس مکتوب کو پڑھا
طائر ہوش سن سے اُڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا بارے حواس جمع کرکے کہا کہ خدا آپ کو مبارک کرے کہ آپ بھی الگ ہے
اور بڑا تردد بھی دفع ہوا لیکن بردست حمزہ کے قتل کرنے کو لکھنا مناسب نہین اسلیے کہا کہ اگر ابھی یہ خبر لندھور
و بہرام و مقبل کو پہونچتی ہے تو قبل از پہونچنے کبوتر کے انسان تو کیا چرند و پرند تک تو مدائن کا جانبر نہین ہوتا
اور آخر مین مصر کا حال خدا جانے کہ کیا ہوگا پہلے آپ انکی تدبیر کیجیے بعد ازان حمزہ کے قتل کرنیکا حکم دیجیے
بختک بولا کہ یہ بھی کچھ بڑی بات نہین ہے ان لوگون کی فکر کر لینا کچھ کرامات نہین کل جسوقت یہ لوگ دربار
مین حاضر ہون حضور مجلس شراب و کباب کی ترتیب دین اور دارو بیہوشی شراب مین دیکر ان تینونکو چپر غٹو
کر لین بعد ازان عزیز مصر کو حمزہ کے مار ڈالنے کا حکمنامہ لکھکر کبوتر کے گلے مین باندھکے روانہ کیا جاہیے اور کبوتر جو
فدوی کے پاس ہے وہی اُڑا دیا جائے جب حمزہ کا سر آئے تب لندھور وغیرہ کو بھی شوق سے قتل کرین اور روز کا
قصہ و فساد اپنے مُلک سے مٹا دین نوشیروان کو یہ راے بہت پسند آئی اور اُسکی عقل کی نہایت تحسین فرمائی چونکہ
بختک بزرجمہر کو خدا پرست جانتا تھا نہ تو آپ اُس شب کو اپنے گھر گیا اور نہ بزرجمہر کو بادشاہ سے کہکر اُسکے گھر جانے دیا
جب صبح ہوئی دربار کا وقت آیا لندھور و بہرام و مقبل حسب دستور دربار مین حاضر ہوے اور اپنے اپنے مقام پر موقع
موقع سے بیٹھے بادشاہ نے بہت مہربانی اُنکے حال پر کی اور حسب مشورہ شبینہ مجلس نشاط ترتیب دی شراب بیہوشی آمیختہ
چلنے لگی پرتگالی اور فرنگی ڈھلنے لگی ہر چند بزرجمہر نے ارباب محفل کی آنکھ بچاکر بہرام و مقبل و خسرو کو آنکھ دی لیکن کوئی
نہ سمجھا کسی نے اس اشارے پر توجہ نہ کی مقبل دو جام پیکر کچھ سمجھا اور درد سر کا بہانہ کرکے محفل سے اُٹھ گیا اور بخط راست و
صراط مستقیم بزرجمہر کے گھر پہونچا اور وہان جاکر بیہوش ہو گر پڑا لندھور و بہرام چار پانچ جام پیکر بیہوش ہو گئے ونگل
اور چوکیون پرسے گر پڑے بادشاہ نے پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر بغلون مین خار دار لٹھو دیکر دونون کو
زندان مین بھیجا اور عزیز مصر کو جواب مین لکھا کہ واقعی تمنے بڑی خیر خواہی کی کہ حمزہ کو قید کیا لازم ہے کہ خط کے دیکھتے ہی
سر اُسکا کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو اور جسقدر ہو سکے جلد اس مہم کو سر کرو یہ مضمون لکھکر بختک کو دیا کہ سر نامے پر
مہر ہماری کرکے کبوتر کے گلے مین باندھکر کل صبح اُڑا دو اور خبردار اس راز کو کسی پر افشا نکرو یہ حکم دیکر بادشاہ دربار
برخاست کرکے شبستان حرم مین داخل ہوا اور بزرجمہر اپنے مکان پر رخصت ہوکر پہونچا دیکھا کہ مقبل بیہوش پڑا
ہے بیحس و حرکت مردہ سا بنا ہوا ہے عرق دافع بیہوشی دیکر اُسے ہوش مین لایا اور تمام سرگذشت بیان کی اور سب ماجرا
کہہ سنایا مقبل گریبان چاک کرکے ہائے ہائے واے واے کرنے لگا اور اپنی جان سے گذرنے لگا بزرجمہر نے کہا کہ ہاے
واے واے کرنے کا وقت نہین ہے وقت تدبیر کا ہے ایسے وقت مین تدبیر کو ہاتھ سے دینا کمال بیجا ہے میرے پاس اُسی فرسخ کے

دغا دیوے کی سانڈنی ہر اسپر چڑھ دوڑو اور اثنائے راہ مین جہان تابو ملے کبوتر کو مار ڈالو کہ کبوتر کے مار ڈالنے ہی مین خیریت ہی یہی تدبیر اور مصلحت ہی مقبل اُسی دم سانڈنی پر سوار ہوکے نکلا بزرجمہر نے از روے رمل دریافت کیا کہ یہ مہم بے عمرو کے انجام نہ پاویگی اور یہ مشکل بغیر اسکے حل نہ ہو سکے گی اور یہ بھی متردد ہوا کہ عمرو اسوقت کہان اور اسکا نشان کہان کہ اتنے مین بزرگ امید خلف اکبر بزرجمہر باہر سے آیا اور خواجہ کو متردد دیکھکر پوچھنے لگا کہ حضرت خیر تو ہی تردد کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ بھلا تم قرعہ پھینک کر تبلاؤ مجھکو تردد کیا ہی اور مجھے کیا امر اہم پیش ہوا ہی اسنے قرعہ پھینک کر کہا کہ آپ کو کسی غائب کا انتظار ہی اور اسیکی وجہ سے آپ کو اضطراب ہی اور وہ شام تک پہونچے گا تو مقرر آپ سے ملے گا بزرجمہر نے خود قرعہ کی شکلین ملاکر دیکھا بشاش ہوکر غلام سے کہا دیکھ تو دروازے پر کون کھڑا ہی اور اُسکا قد و قامت اور بشرہ کیسا ہی اُسنے آکر کہا کہ ایک شخص طویل القامت ریش سفید کھڑا ہوا کہہ رہا ہی خواجہ کو میرا سلام کہو اور اُنکو ذرا یہانتک بھیجدو بزرجمہر یہ سُنکر ننگے پاؤن دوڑے اور عمرو کو گھر مین لے آئے اور تمام سانحہ بیان کرکے رونے اور کہنے لگے کہ خواجہ عمرو اگر تم نے اس کبوتر کو اثنائے راہ مین مار لیا تو تو خیر ہی اور نیک انجام ہی نہین تو قلیا تمام ہی عمرو بھی رونے اور کہنے لگا کہ خواجہ مین ہزار فرسخ ایکدن مین کیونکر طی کرونگا کچھ کبوتر کی طرح بال و پر تو نہین رکھتا کہ سناٹے مین اُڑا چلا جاؤنگا بزرجمہر نے کہا کہ اے عمرو مین نے تیرے طالع مین دیکھا ہی کہ تو تمام عمر مین تین دفعہ ایسا دوڑے گا کہ کوئی نہ دوڑا ہی نہ دوڑ سکے گا ایک تو ہزار فرسخ راہ اس کبوتر کے ساتھ ایکدن مین طی کرے گا دوسرے جب دشمنان امیر چوب عقابین پر امیر کو کھینچنے لگینگے تو گیارہ ہزار فرسخ بارہ دن مین جاکر امراے اسلام کو جمع کرے گا تیسری بار حمزہ کے فرزند کے واسطے بیابان سکندری مین سات ہزار فرسنگ راہ سات دن مین طی کرے گا اور کسی طرح نہ تھکے گا عمرو نے کہا خواجہ خیر مجکو تو بڑے رنج کی سنائی اور میرے طالع کی خوب شناخت فرمائی معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر میری دوڑنے ہی مین کٹے گی اتنی عمر دوڑ دھوپ اور قاصدی مین گذریگی خواجہ نے کہا خوش باش اس محنت کی عوض مین ایسے خزانے بے قیاس پاویگا کہ کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے بلکہ بڑے بڑے بادشاہون نے نہ سُنے ہونگے ہان اب جلد چلنے کی تیاری کرتا ہی اور تکاہل کا ہنگام نہین ہی توقف کرنے کا مقام نہین ہی مقبل کو بھی مین نے سانڈنی پر سوار کرکے بھیجا ہی اثنائے راہ مین تمکو ملے گا یقین ہی تو بہت جلد اسکے پاس پہونچے گا عمرو خواجہ سے رخصت ہوکر تلشاد کا تم پر آیا امراے ہند و چین سے کہا کہ بالفعل تمھارا یہان رہنا اچھا نہین مبادا لبے سردار سمجھکر نوشیروان کچھ تمسے پرخاش کرے تم جاکر بیشہ فیض مین چھاؤنی کرو اور فضل خدا کے منتظر رہو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی خدا کون صورت بہبود دکھاتا

روانہ ہونا عمرو کا مصر کی طرف کبوتر کے پیچھے اور مارنا اسکا شہر کے دروازے کے پاس اور چھڑانا امیر کا مجلس سے بعد حسرت و یاس

جامہ خامۂ سخن کاغذ مین اسطرح کو بختا ہی گردان قلم کاغذ کے شاہ پر یون چکر لگا رہا ہی کہ جب صبح کا ڈنکا

عمرو عیار بھی ایسے بدن پر لگا کے کبوترخانہ شاہی کے نیچے جا لگا جسوقت بختک نے نامہ کبوتر کے گلے مین باندھکر
کبوتر کو ہاتھ سے نکال کے مصر کی طرف اڑایا عمرو نے بختک سے آنکھ ملا کر کہا اور دھمکایا کہ یاد ہے اگر خدا نا کردہ
حمزہ یا اُسکے کسی رفیق کا ایک بال بھی بیکا گیا تو تو کیا مال ہے نوشیروان تک کی مرغ روح کے بال و پر توڑے
ہونگے اور جو اس شور سے مین شریک ہین وہ تو کیا اُنکے بال بچے بھی نہ چھوٹے ہونگے اور اسوقت تو تیرے کبوتر کا
شکار کرنے کو جاتا ہون اور دیکھ تو آنکر تجھے کیا روز بد دکھاتا ہون قریب تھا کہ مرغ روح بختک کے قفس عنصری سے
پرواز کرے لیکن چونکہ بیحیا سخت جان ہوتے ہین کیونکر دم نکلے لوگون نے پکڑکر چھت سے نیچے اُتارا اور دیر تک غش مین
پڑا رہا بارے وہ وندگان عالم کا حال سنیے کہ یا حی یا قیوم کہتا ہوا معلق زنان کبوتر کے پرونکے سائے کے نیچے بے تحاشا
اُڑا چلا جاتا تھا جہان کہین ندی ٹیکرا پشتہ سد راہ ہوتا تھا تو جست کرکے پار ہو جاتا تھا کسی مانع کو خیال مین نہ لاتا تھا
اور ہر قدم پر کبوتر سے نگاہ لڑی تھی گویا اُس کبوتر کے پیچھے بھری تھی اب تھوڑا حال مقبل وفادار کا بیان کر دون
شایقین کے ذہن نشین کر دون کہ جب مقبل جو سانڈنی پر سوار ہو کے نکلا تھا ستر کوس تک بگٹٹ چلا گیا ایک نہر کا پانی مصفا
گوہر سے زیادہ تر آبدار دیکھکر سانڈنی سے اُترا روٹی جو کمر مین بندھی ہوئی تھی اُسے کھولکر ناشتا کرنے لگا اور اونٹنی کو
جنگل مین چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور آپ دم کے دم ستانے کو ٹھہرا اتفاقاً اُس جنگل مین زہر گیاہ بہت سی لگی ہوئی تھی
سانڈنی نے جو وہ گھاس کھائی فوراً مر گئی مقبل بیحواس ہو کر پیادہ پا چل کھڑا ہوا کئی کوس گیا کہ پانون سوج گئے آگے کا
قدم پیچھے پڑنے لگا ناچار ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور روتے روتے بیہوش ہوا عمرو کبوتر کا پیچھا کیے ہوے چلا جاتا
تھا اثنائے راہ مین سانڈنی موئی دیکھکر سمجھا کہ یہ وہی سانڈنی ہے کہ جسپر مقبل سوار ہو کے آیا تھا تھوڑی دور آگے
جا کے دیکھا تو مقبل ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے پانون سوج گئے ہین طاقت نے جواب دیا ہے فی الفور اُسکے
مُنہ مین پانی ٹپکایا مقبل نے آنکھین کھولدین اور رونے لگا عمرو نے کہا رونے کا یہ وقت نہین ہے جلد میری گردن پر
سوار ہو اور کسی طرح سے اس کبوتر کو شکار کر مقبل سوفار تیر کمان کی زہ مین لگا کے لیس ہوا عمرو کی گردن پر سوار
ہوا اور عمرو برنگ شہاب ثاقب ہوا سے گرم رفتار ہوا عمرو کی زبانی ہے کہ کبھی ایک پرتاب تیر مین کبوتر سے آگے جاتا تھا اور کبھی
کبوتر میرے قریب جاتا تھا ہنوز طائر قبلہ نمانے آشیانۂ مغرب مین بسیرا نہ لیا تھا کہ کبوتر دیوار قلعہ مصر کے متصل پہونچا چاہتا
تھا کہ فصیل کے پار جاوے کہ مقبل نے شہباز تیر کو آشیانۂ کمان سے سر کیا فوراً کبوتر چنگل شہباز اجل مین گرفتار ہوا تڑپ کر
چھوٹا بھی تو بازی کی طرح سے گرہ کرتا ہوا اسفل آب خندق مین گرا عمرو نے اُسکو پکڑکے نامہ کھولکر پڑھا اور امیر کے دکھلانے
کے واسطے زنبیل مین احتیاط سے رکھا اور کبوتر کو ذبح کر کے مقبل کو کباب لگا کے کھانے کو دیا اور مع مقبل رودنیل کے
کنارے پر لشکر اسلام مین داخل ہوا سلطان بخت مغربی عمرو کو دیکھکر واویلا کرنے لگے عمرو نے اُسکے آنسو رومال تشفی سے
پونچھکر کہا کہ وقت تردد اور تشویش اور رنج والم کا کیا ہے اگر خدا چاہتا ہے تو جلد امیر کو چھڑا [illegible] تم سب کو

شا اللہ تعالے اس بلا سے چھڑا کر دیکھو اس مکار بادشاہ کو کیسا چنگا بناتا ہون چونکہ منزل کا تھکا ماندہ تھا رات بھر بےحس ہو کر
ا رہا جس وقت صبح کا سپیدہ آشکار ہوا آفتاب جہانتاب نمودار ہوا ایک عرب کی صورت بنکر مصر مین داخل ہوا عصر تک
را مگر نام امیر کا کسی سے نہ سنا قریب بمغرب دیکھا کہ ایک بہشتی مشک کاندھے پر رکھے بازار مین کٹورا بجاتا پیاسون کو پانی
لاتا پھرتا ہے جو بظاہر آدمی فہمیدہ اور ہوشیار اور پڑھا ہے عمرو نے اس سے پانی مانگا اُسنے کٹورا بھر کر عمرو کے ہاتھ مین دیا
مرو نے کچھ پانی پیا باقی پھینک کر کٹورا اپنے ڈب مین کیا اور آگے لنبے لنبے ڈگ بڑھائے سقہ ایک سمت کو قدم بڑھائے
عمرو کے پیچھے دوڑا کہ کٹورا لیے جاتا ہے یہ کہان کا اُٹھائی گیرا اُچکا آیا ہے چوک سے نکلکر عمرو کھڑا ہو گیا اُسنے کٹورا عمرو کے ہاتھ
سے چھینا اور چاہا کہ اپنی راہ لے چوک کی طرف چلے عمرو دونون ہاتھ اُسکے پکڑکر ایک گوشے مین لے گیا اور کہا کہ ای
بہشتی مجکو صبح سے یہ وقت اس شہر مین پھرتے ہوا مگر تجھسا دریا دل مین نے نہین پایا تجکو قسم ہے حضرت خضر کی سچ کہہ کہ
عزیز مصر نے حمزہ کو کہان قید کیا ہے وہ بیچارہ بنی ہاشم کسی آفت مین مبتلا ہے اُس دوزخی نے عمرو کے ہاتھ پکڑکر
چلانا شروع کیا کہ یارو دوڑو عمرو کو مین نے پکڑا چارون طرف سے بازاری اپنی اپنی دوکان سے دوڑے عمرو کے
پکڑنے کو چلے عمرو نے اپنے دل مین تعجب کیا کہ اس مردک نے کیونکر مجھے پہچانا جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ کو دانتون سے کاٹکر اپنے
ہاتھون کو چھڑایا اور جست کرکے ایک بالاخانہ پر اچک گیا وہان سے کوٹھون کوٹھون چھلانگین پھلانگین مارکے دور پہونچا یہ
خبر سرہنگ مصری کو ہوئی وہ اپنے شاگردون سمیت ہر چہار طرف ڈھونڈھنے لگا جب پتا نہ لگا تو شاگردون کو ہر طرف
چھٹکا دیا کہ جس شخص کو اجنبی پاؤ پکڑ لاؤ کہ وہ عمرو ہی عیار نامور ہے القصہ عمرو کو ڈھونڈتا پھاندتا ایک بازار مین پہونچا چل پھرکر
ایک طرف دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک اندھا فقیر بیٹھا ہوا ہے عمرو نے ایک کھوٹا پیسا زنبیل سے نکالکر اُسکو دیا
وہ دعائین دینے لگا جب عمرو نے متصل جاکر چپکے امیر کا حال پوچھا اُسنے عمرو کا دامن پکڑ لیا اور چلا چلا کے
سرہنگ مصری کی دوہائی دینے لگا عمرو آئینہ وار اپنے دل مین حیران ہوا کہ اس نابینا مادرزاد نے مجکو
کیونکر پہچانا لوگ وہان بھی ہر طرف سے جمع ہو گئے عمرو کے گرفتار کرنے کی فکر کرنے لگے عمرو اپنے دامن کو کاٹ کر
وہان سے چلتا ہوا بات کی بات مین یہ چل وہ چل ہوا ہوا اُس عرصے مین جب رات ہو گئی روند پھرنے لگی عمرو
میر عسس کے خوف سے ایک تہخانے مین کنشتی کی صورت بنکر بیٹھ رہا خدا خدا کرکے رات کاٹی نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح کو
عمرو ایک تاجر کی شکل بنکر محلات شہر کی سیر کرنے لگا پھرتا ہوا کوتوالی چبوترے کے نیچے سے گذرا چبوترے پر
سرہنگ مصری لباس عیاری پہنے ہوے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا اپنے عیارون کی چھلانگون پھلانگون کا
تماشا دیکھ رہا تھا عمرو بھی سرراہ کھڑا ہوکر اُنکا تماشا دیکھنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری کی نظر عمرو پر پڑی اور
نگاہ آپس مین لڑی پاس آکر پوچھا کہ آپ کون ہین کہان سے آئے ہین اور آپکا نام کیا ہے اور اس شہر مین کس
تقریب سے تشریف لائے ہین عمرو نے کہا سوداگر پیشہ ہون چین سے آتا ہون آپکے شہر کا نام سُنکر آیا ہون

شہر کے دروازے پر اُترا ہون نام میرا خواجہ طبغوس بن مایوس بن سربوس بن طاق بن طمطراق بازرگان ہی مین ع بدنام کنندۂ نکونامے چند ہون سرہنگ نے کہا کہ مین نے آج کے سوا کبھی ایسا نام نہین سُنا اپنے عیارون مین سے دو عیارون کو بلا کر کہا کہ تم خواجہ کے ساتھ جا کر دیکھ آؤ کیا کیا اسباب خواجہ کے کاروان مین ہی اور کس کس قماش کا مال اُنکی دوکان مین ہی عمرو نے کہا کہ نفس الامر مین دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہین یہ مثل بہت صحیح اور سچی ہی مین اپنے شہر مین سُنا کرتا تھا کہ مصر بہت جائے بے خطر ہی ہر طرح کے آدمی کا اُس مقام مین گذر ہی مگر معلوم ہوا کہ بڑا پر آشوب شہر ہی کہ حاکم کے آدمی سوداگرون کی تلاشی لیا کرتے ہین اور تاجرون اور مسافرون کو خفیف کیا کرتے ہین سرہنگ نے کہا کہ حقیقت مین اس شہر مین بہت امن و عافیت ہی کسی طرح اس شہر مین خوف و خطر نہین ہر طور سے آسائش و راحت ہی مگر مین اسواسطے آدمی آپکے فرودگاہ پر بھیجتا ہون کہ شب کو چوکیدار آپ کی محافظت کے واسطے بھیجون اور آپ کی آسائش اور آرام کے اسباب مہیا کراؤن عمرو نے کہا کہ اگر یہ ہی تو دم غنیمت ہی خیر آیندہ کو خیریت ہی غرض عمرو نے دونون عیارون کو ہمراہ لیا اور وہانسے روانہ ہوا

عیاری کرنا عمرو کا سرہنگ مصری کے عیارون سے اور بازی لیجانا ان دونون مکارون سے

مخبران صادق اخبار محرران دانا و عیار حکایت کرتے ہین کہ عمرو ان دونون عیارون کو ساتھ لیکر دوپہر تک ادھر ادھر محلون مین پھرا کیا اور باتون مین لگائے ہوئے ٹہلایا کیا آخر ان عیارون نے کہا کہ یہ تو بتائیے آپ کس دروازے پر فروکش ہین اور بظاہر آپ کیون متردد و مشوش ہین عمرو نے کہا کہ نام اسکا دروازہ یمن ہی مگر حقیقت مین راہ بھول گیا ہون خدا جانے کہان سے کہان چلا جاتا ہون وہ بولے کہ آپ نے پہلے ہی کیون نہ کہا کہ ہم کبکا آپ کو دروازہ یمن پر پہونچا دیتے آپ کو بھی تکلیف نہ ہوتی اور ہم بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لیتے بہرحال چلیے اب پہونچا دیتے ہین ابھی دروازۂ یمن آپ کو دکھا دیتے ہین عمرو نے کہا کہ دوپہرون آیا نہ کچھ پیا نہ کھایا مارے بھوک کے جان نکلی جاتی ہی کوئی دم مین جان لبون پر آتی ہی انھون نے کہا کہ یہانسے بہت نزدیک خاص بازار ہی خاص نبرون کی دوکان پر نعمت تیار ہی بسم اللہ چلیے کھانا نوش فرمائیے پھر دولتخانہ پر چلا پہونچائین رخصت کیجیے عمرو نے کہا ہم دو آدمیون کے کھانے مین خرچ کیا ہوگا وہ بولے کہ ایک شاہی کافی ہی عمرو نے کہا کہ ایک شاہی سے کیا ہوگا پانچ شاہی کا کھانا معقول قابل کھانے کے اچھا ہوگا اُنھون نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص تو بڑا عالی ہمت ہی مقرر کوئی سوداگر ذی مقدرت ہی عمرو نے ایک خاص نبر کی دوکان پر جا کے پانچ شاہی کا بہت نفیس ان عیارون کے ہاتھون کھانا منگوایا اور بالاخانے پر بیٹھ کے عیارون کو ساتھ لیکر کھایا جب سیر ہو چکا یہ دسترخوان پر سے اُٹھا کہ اپنی تو اسقدر بھوک تھی مگر تم شوق سے پیٹ بھر کر نوشجان کرو خوب آسودہ ہو کر کھا لو اور خود ہاتھ دہو کر اُنکے نیم تاج دیکھنے لگا اور کہنے لگا کہ ہمارے پاس اپسے سنگریزے صندوقون مین بہت ہین بلکہ ان سے وزن و قیمت مین زیادہ اور بڑے ہین ہم چل کے تمہاری جھولیان بھر بھر کے دینگے وہ تمھین

خوش کرکے رخصت کرینگے وہ دونون احمق بہت خوش ہوے کہ آج تو اچھے سخی کے ساتھ اُستاد نے ہمکو بھیجا ہی صبح صبح
کسی اچھے کا مُنھ دیکھا ہی عمرو اُنکے نیم تاج ہاتھ مین لیکر ٹہلنے لگا آنکھ بچتے ہی بالاخانہ کے نیچے پہونچا اور وہانسے چلدیا
وہ دونون عیار جب کھانا کھا چکے کوشک کے نیچے اُترکے خاص بر سے پوچھنے لگے کہ خواجہ طیفوس جنھون نے کھانا
مول لیا ہی کہان ہین وہ ابھی ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ہم صبح سے اُنکے ہمراہ ہین خاص بر نے کہا کہ میان خشکہ کھاؤ
دماغ بیہودہ مت پھراؤ مین اُسکو کیا جانون تمکو جانتا ہون جنکے ہاتھ مین نے کھانا دیا ہی مین کیا جانون وہ کدھر گیا ہی
عیار بولے کہ تم اُسکے ہاتھ مین ہمارے نیم تاج و کلغیان یقین سچ بتا کہ کدھر گیا ہی کچھ بھی اُسکا نشان پتا ہی دوکاندار نے کہا مین
بے پانچ شاہی لیے تمکو یہان سے آگے قدم بڑھانے نہ دونگا اور زیادہ چرب زبانی کروگے تو اتنے کفچے مارونگا کہ گال بہ رنگ شیرمال ہوکر
کلچے کی طرح سے پھول جائینگے آپ ساری شیخیان اپنی بھول جائینگے عیار بولے کہ نانبائی ہوکر کیسے ہلکے پھلکے کلام کرتا ہی
مار کھانے کے کام کرتا ہی وہ بولا کہ کباب کھا چکے ہو اب چاشنی سیخون کی بھی چکھوگے کیا کھایا ہوا اگلوگے کھانا کھانے کے وقت
کوئلے کی طرح نہ بُجھے تھے قیمت مانگنے سے سرچین لگتی ہین خوب باتین چکنی چپڑی ہو رہی ہین خیر اسی مین ہی کہ چپکے سے دام کھانے کے
حوالہ کردو نہین تو کوئی دم مین مار مار کے اچار نکالا جاویگا اچھی سی صورت لیکر بچ جاؤگے جھلوا نکل آئیگا ماما چختیان نہین
ہین کہ جب بھوک لگی بیحیائی کا برقع اوڑھکر خالہ کے گھر مین جاکر جھکھی پکھی کی جب خاص بر نے اس بے تکی سے گفتگو کی دونون
عیارونکے دل سے مثل تنور گرم شعلے بھڑک کر نکلنے لگے اور بایکدگر پراٹھونکے پرتون کیطرح لپٹ گئے اور اُسکو لقمہ فحش دینے لگے
اور اُسپر کڑوے ہوے نانبائی نے چند گرگون کو لیکر خوب اُنکے تکے بوٹے کیے اور اچھی طرح بگھارا اور ایسے بغدے مارے کہ بدن
اُنکا قیمہ ہو گیا تب برسر حساب ہوے دل کباب جگر بریان بکمال نرمی اُسے کہنے لگے کہ اگر کوئی ہماری خستہ حالی کی
خبر سرہنگ مصری تک پہونچاوے تو گویا جانبخشی کرے کسی رحم دل نے جاکر سرہنگ مصری سے کہا کہ تمھارے دو عیارون اور
ایک خاص بر سے دال جپاتی بٹ رہی ہی اگر جلد خبر نہ لوگے تو اُنکا بوغرا نکلجاویگا مارے جوتون کے بھیجا نکل جاویگا وہ جوان
حقیقت حال دریافت کرکے نانبائی کو تو پانچ شاہی اپنے پاس سے دیکر اور اُنکو لعنت ملامت کرکے اپنے گروہ سے دودھ کی مکھی
کی طرح نکالدیا بالکل چھوڑ دیا عمرو کا حال سنیے کہ وہ دن بھی پھر پھرا کر شام کیا اور شب کو بھڑبھونجے کے بھاڑ پر جاکر سو رہا صبح کو
فقیر کی صورت بنکر دوکان کے آگے شعر پڑھنے اور بھیک مانگنے لگا قضا کار دو عیارونکی جمعیت سے سرہنگ مصری اسطرف ہوکے
نکلا عمرو سے آنکھ ملاتے ہی اُسکے دل پر ثابت ہوا کہ یہ فقیر عمرو ہی خواہ مخواہ یہ وہی عیار مقرر ہی متصل آکر ایک اشرفی جیب سے
نکالی عمرو کو دی اور ہاتھ پکڑ لیا عمرو ہمیشہ چرب تھیلہ عیاری کا اپنے ہاتھ مین پہنے رہتا تھا جب سرہنگ مصری نے
اپنے عیارون کو للکارا عمرو نے ہنسکر ہاتھ اپنا کھینچ لیا اور بھاگا اور سرہنگ مصری کے سر کا تاج لیکر ایک دکان کے
کوٹھے پر جست کی اور جھتون جھتون کودتا پھاندتا نکلگیا آناً فاناً مین کہ کسنے کہان پہونچا سرہنگ مصری باچشم گریان
و دل بریان ہاتھونکی طرح جسنے ننگے سر کوتوالی مین گیا اور دل مین سوچا کہ عزت گئی اور بادشاہ کی نظرون مین ذلیل اور

خلق مین رسوا ہوا عیارون سے کہا کہ جو کوئی عمرو کو گرفتار کر لاویگا بہت کچھ پاویگا سواے اسکے بادشاہ سے ہمکلامی حیات
کا خلعت بھی دلواؤنگا اور بادشاہ سے ترقی کا امیدوار کرا دونگا عیار شل بنات النعش کے تمام شہر مین چھٹک گئے اور
کوچہ بکوچہ عمرو کو تلاش کرنے لگے مگر عمرو کب ہاتھ آتا تھا دن بھر تو ایک شہر مین چھپا رہا شام کو آزاد کی صورت بنکر پھر
قطرہ زن ہوا دو گھڑی گذری ہوگی کہ ایک کبابی کی دوکان پر پہونچا کبابی نے پوچھا کہ کیون شاہ صاحب کہان سے
آنا ہوا ہی اور مرشد نے کس نام سے آپ کو پکارا ہی عمرو بولا کہ بابا فقیرون کے نام و نشان سے کیا کام ہی اتنا تو تیرا احسان ہی کہ
اسی شہر مین بہت دیر سے حیران و پریشان ہون وہ مہمان کا نام سنتے ہی اپنی دوکان سے اترا اور عمرو کا ہاتھ پکڑ کر دوکان کے
اوپر لیگیا اور کمال دلدہی و شفقت سے بٹھا کے شراب کباب کھلانے پلانے لگا ایک لمحہ کے بعد عمرو سے پوچھا کہ بھلا کچھ [illegible]
نام اور مقام کے بتانے مین کیا مضائقہ ہی نام و نشان سے غیر شہر کے آدمی خادم کو آگاہ نکرنا بیفائدہ ہی عمرو نے کہا فقیر
مدائن کیطرف سے آتا ہون کبابی نے کہا کہ تونے کبھی عمرو عیار کو بھی دیکھا ہی وہ جیتا ہی یا مر گیا عمرو بولا کہ ابھی چلتے چلتے
کسی دن اسکے گھر مین رہ آیا ہون اور کئی روز اسکا مہمان رہا ہون کبابی بولا کہ حقیقت مین وہ بھی بڑا نمکحرام ہی اگر مین اسکو
دیکھ پاتا تو قرار واقعی سزا دیتا عمرو بولا کہ اسنے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہی جو تیری طبیعت اس سے جلی ہی کبابی بولا کہ میرے
ساتھ تو بدی کیا کر سکتا ہی لیکن امیر بیچارہ جلا ہی کہ حمزہ کی بدولت تو اسنے عزت و حرمت نام آوری پیدا کی اور اسکی خبر
نہین لیتا کہ آج اتنے دنون سے وہ عزیز مصر کی قید مین ہی عمرو بولا کہ اگر بالفرض عمرو آتا بھی تو کیا کرتا یہان جس مسافر کو پاتے
ہین عمرو جانکر پکڑ لیجاتے ہین کبابی بولا کہ ای بھائی خیر ہی اگر وہ میرے پاس تک پہونچتا تو مین اسکو حمزہ تک پہنچا دیتا
یہ سنکر عمرو نے کہا کہ او کبابی مین عمرو حاضر ہون حمزہ کے پاس مجکو لیچل کبابی نے کہا کہ ای عزیز تجکو دو ہی پیالون مین ایسا نشہ
ہو گیا کہ خرافات بکنے لگا بھلا کہان تو اور کہان عمرو کہان مدائن اور کہان اسکا گذر اگرچہ مین نے اسکی صورت نہین دیکھی
ہی لیکن اسکے حلیہ سے بہ واقف ہوا ہون کہ اکثر سنا کیا ہون یہ کہکر دوکان کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ آگے جوانی مین کبھی تو مین
بھی عیاری کرتا تھا چنانچہ دیکھ یہ یراق عیاری میرا اب تک دھرا ہوا ہی اب جیسے مین ضعیف ہوا مین نے اس پیشے کو چھوڑ کر
کباب کی دوکان کی روٹی کما کھاتا ہون عمرو بصورت اصلی بنکر بولا کہ دیکھ تو مین عمرو ہون یا نہین وہی صورت اور شکل اور
دوسرا نہین کبابی دیکھکر عمرو کے گلے سے لپٹ گیا اور بولا کہ حضرت امیر کو عزیز مصر نے چاہ یوسفی مین قید کیا ہی چل مین تجکو دکھادون
وہ بیچارہ کس آفت مین مبتلا ہی یہ کہکر کبابی نے بھی یراق عیاری اپنے بدن پر لگایا اور عمرو کو ساتھ لیکر نظربازون سے اپنے آپکو
چراتا طلایہ والون سے چھپتا چھپاتا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک شخص بیٹھا ہی پیرمرد نے للکارا کہ ای شخص تو
کون ہی اور کیون یہان ٹھہرا ہی جب وہ نہ بولا پیرمرد تلوار کھینچکر دوڑا اور اسنے تلوار چھینکر پیرمرد کو اٹھا کر دے مارا عمرو خنجر
نکالکے اسپر دوڑا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ مقبل ہی مقبل کے گلے لگ کر پوچھنے لگا کہ تو یہان کہان اور کسطرح آتا ہوا اسنے
کہا کہ مین بھی امیر کی تلاش مین کئی دن سے اس شہر مین پریشان اور حیران پھر رہا ہون پیرمرد نے جو عمرو کو اس سے بغلگیر ہوتے

بایت کرنے لگا کہ اسنے مجھے اٹھا کر دے مارا اور تو اس سے بغلگیر ہوتا ہے واہ واہی چاہیے طریقہ رفاقت کا یہی ہے عمرو نے
کوئی غیر نہین ہے مقبل وفادار ہے میرا شفیق اور عنایت فرما اور حمزہ کا بڑا خیرخواہ اور دلسوز اور جان نثار ہے پیرمرد
سے بغلگیر ہوا اور خوب طرح سے دل کھولکر ملا اور تینون آدمی ملکر قلعے کیطرف چلے اور رفتہ رفتہ فصیل کے نیچے پہونچے عمرو نے
برکمند پھینکی کمند کا سر کنگرہ پر آ رہا عمرو نے دوبارہ کمند کو پھینکا جیسے لگی پیرمرد نے کہا تم بھی پھینکو ذرا قسمت آزماؤ اسنے بھی کمند
کنگرہ ٹکی عمرو نے مقبل سے کہا اب تم کمند برج پر پھینکو تم ابھی اپنے دل کا حوصلہ نکالو مقبل نے جو کمند پھینکی کمند قائم ہوئی
آدمی کمند کے سہارے سے چڑھ گئے اور وہان سے فصیل پر پہونچے دیکھا کہ ایک نقاب پوش کھڑا ہے کسیکا انتظار کر رہا ہے عمرو جب
قریب گیا اسنے عمرو کی طرف ہاتھ بڑھایا عمرو کے ہوش اڑے کہ یہ شخص میرے پکڑنے کو چلا دن کا وقت ہے اگر یہ شور کریگا تو تمام قلعے
دوڑ پڑینگے مین اگر چالاکی سے نکل گیا تو کیا یہ دو آدمی مفت مین پھنسینگے جب اسنے عمرو کو کمال متردد دیکھا تشفی دیکر عمرو کے
ن کو بوسہ دیا اور کہا کہ مین عزیز مصر کی بیٹی ہون زہرہ مصری میرا نام ہے حضرت ابراہیم نے مجکو عالم رویا مین مسلمان کیا
مقبل کے ساتھ ناظر کیا ہے تمھارا نشان دیکر فرمایا تھا کہ فلانے برج کی طرف سے مقبل و عمرو آوینگے تو انکی اعانت کرنا اور
اری اور خاطرداری مین ہمت کرنا شام سے مین یہان کھڑی ہوئی تمھارا انتظار کر رہی تھی یہ کہکر پانچہزار روپے کی قیمت کا
گلے سے اتار کر عمرو کو دیا عمرو نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہ عنبرچہ اپنے قبضے مین کیا اور مقبل کو مبارکباد
ہا کہ لیجیے شگون اچھا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ مراد دیجیے جلد ملے صلے مین پانچہزار اشرفی دینے کا عمرو سے وعدہ کیا
زہرہ مصری ان تینون آدمیون کو ساتھ لیکر فصیل قلعے سے نیچے اتری اور چاہ یوسفی کی طرف جسمین امیر مع رفقا قید تھے چلی

چھوٹنا امیر کا قید چاہ یوسفی سے اور رہا ہونا اعانت زہرہ مصری سے

خامہ مضمون جدید چاہ تاریک عدم سے نکالتا ہے اعانت انامل سے داستان عجیب کا زمین شفاف کاغذ پر
رہ دکھاتا ہے کہ جب چار آدمی چاہ یوسفی کے قریب پہونچے سامنے سے سرہنگ مصری پیدا ہوا یہ چارون
اسکی طرف متوجہ ہوئے کہ سرہنگ مصری نے بآواز بلند سلام علیک کرکے کہا کہ اے خواجہ عمرو مین اسوقت بخیر
تھا کہ خواب مین مجکو حضرت ابراہیم نے جنت اور دوزخ دکھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ جلد جا کر ان چارون شخصون کا کہ
رہ کو چھڑانے گئے مین شریک ہو اور اس کام کو انجام دے کیونکہ سعادت کے نزدیک ہو آنکھ کھلتے ہی بیراق عیاری بدن پر سجکر
تحاشا دوڑا آیا اور برابر بے تاخیر و تردد چلا آیا اب تم ایک لمحے کے واسطے ایک گوشے مین جا مخفی ہو جاؤ مین انتظام کرون
چاہ یوسفی پر چلیون اور خود بھی ہمراہ ہوا عمرو خوش ہو کر سرہنگ مصری سے گلے لگ کر ملا اور مع نقابدار و مقبل
پیرمرد ایک گوشے مین پنہان ہو گیا سرہنگ مصری نے نگاہبانان چاہ یوسفی کو بیہوش کرکے خواجہ عمرو کو ہمراہیون
ست سر چاہ پر گیا اور نگاہبانون کا سر تن سے جدا کیا اور کنوئین کا منہ کھولا عمرو نے کنوئین مین کمند پھینک کر سر اسکا
سرہنگ مصری کے ہاتھ مین دیا اور خود بسم اللہ کرکے کنوئین کے اندر اترا اسیران چاہ بلا بیٹھے ہوئے مناجات کر رہے تھے

اور زندگی کے دن بھر رہے تھے عمرو کی آہٹ پاکر سمجھے کہ عزیز مصر نے جلاد کو قتل کرنے کے واسطے بھیجا ہے رشتہ حیات
اب منقطع ہوا چاہتا ہے عمرو پاس جاکر کہنے لگا کہ اے مسلمانو تم مین سے عادی کسکا نام ہے مجھے اسے کچھ کام ہے عادی
نے جانا کہ مجھی کو مارنے آیا ہے خوف کے مارے منظر شاہ یمنی کیطرف دیکھکر بولا کہ وہ بیٹھا ہے جتنے قیدی تھے عادی کی بات
پر ہنس پڑے عمرو نے منظر شاہ یمنی سے کہا کہ اے عادی عزیز مصر نے تجھے چھوڑنے کا حکم دیا ہے عادی پہلے سخن سے بہت
پشیمان ہوا اور بے اختیار گھبرا کر بولا کہ صاحب عادی نام میرا ہے مین نے خوش طبعی کی تھی عمرو بولا کہ سچ ہے مجھے تیرا نشان
دیکر کہا ہے کہ ایک شخص عادی نام بڑا ہی توندیلا ہے وہ ہگ ہگ کر کنوئین کو خراب کرتا ہے اور دوسرے قیدیون کو بھی
نجاست کی بو سے پریشان کر رہا ہے سو اسکو نکالکر قتل کرو اسکی نعش کو کہین پھکوا دو یہ بات سنکر عادی خشک ہو گیا اور
پہلے سے بھی زیادہ شرمندہ اور منفعل ہوا مگر امیر نے گفتگو سے دریافت کیا کہ یہ مقرر عمرو ہے انہین ذات شریف کی خوش طبعی
اور چالاکی ہے دوڑ کر لپٹ گئے اور نعرہ اللہ اکبر کا جو کیا جتنے بند زنجیر اور طوق وغیرہ کے تھے مثل تار عنکبوت پٹ پٹ ٹوٹ گئے
اور دھمکانے کے واسطے زنجیر لیکر عمرو پر دوڑے عمرو نے دیکھا کہ زنجیر لگی تو تیرا کام تمام ہوا جھٹ بول اٹھا کہ اے عرب یہی حق
دوستی کا ہے کہ جو تو کرتا ہے دیکھو خبردار مین عمرو ہون تیرا جان نثار قدیم اور نمکخوار اور بندہ بے زر ہون امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا
اور سب فیقون کے بند قید دور کیے اور کمند کے سہارے کنوئین سے باہر نکلے اور سب رفیقون کو اوپر نکالا عمرو نے ابتدا سے
اسوقت تک جو سانحہ گذرا تھا امیر سے بیان کیا اور سجدہ شکر معبود حقیقی کا ادا کیا آسمان پر جو نگاہ کی دیکھا کہ صبح کا تارا مانند قبال
امیر چمک رہا ہے اور سپیدہ صبح نمودار ہوا چاہتا ہے امیر اسی طرح سے عزیز مصر کے مکان کی طرف متوجہ ہوئے اور سب تماشا پر چلے
یہ خبر مشہور ہوئی عزیز مصر روپوش ہوا ہر چند تلاش کیا اسکا پتہ نہ لگا امیر کے رفیق پائین باغ مین گھسکر میوہ زرد آلو توت
درختون سے توڑ توڑ کر کھانے لگے عادی تو جوع البقر تھا خدا جانے کے من میوہ کھا گیا تھوڑی دیر کے بعد عادی کو پائخانہ کا
خطرہ ہوا بادشاہی بیت الخلا مین جاکر رفع حاجت کرنے لگا وہان کی سبب سے آفت کا مارا عزیز مصر چھپا ہوا بیٹھا تھا
سر سے پاؤن تک گو مین ڈوب گیا جانا کہ یہان بھی مجھے نظر نہین آتا عادی کے بیٹھنے پر ڈر کر ٹنک گیا عادی کے جو
پیفون مین درد ہوا بے آبدست کیے اٹھکر وہان سے بھاگا عزیز مصر بھی پیچھے ساتھ نکلتا ہوا چلا آیا عادی نے واویلا
کر کے کہا کہ عجب آشوب ہوا اس شہر کی ہے کہ آدمی آدمی کو ہگتا ہے منظر شاہ یمنی وغیرہ دوڑے دیکھین تو عزیز مصر عادی
کے بیٹھنے کے پیچھے لٹک رہا ہے ہنستے ہنستے لوٹ گئے اور عزیز مصر کو پکڑ کر غسل کروایا اور امیر کے سامنے بیجا پہنچا
آتے ہی پہنچے امیر نے فرمایا کہ اے عزیز جیسا تو نے کیا ویسا پایا اب خدائے وحدہ لاشریک کے پہچانے مین کیا تامل ہے کلمہ توحید کے
پڑھنے مین دیر کیا ہے مجھے تیرے ملک سے کچھ کام نہین تیرا ملک تجھکو مبارک ہے مگر مسلمان ہونا ضرور ہے ورنہ خیر نہین اسکا اچھا
انجام نہین عزیز نے کہ نفس الامر مین نامی زبردست تھا بیہودہ بکنے لگا آخر نا مقبل کہ اسکے پہلو مین کفر اتا تھا اسنے ایک تلوار ایسی ماری
جو لگائی عزیز کے تن سے سر کئی قدم پر جا گرا اور دھڑ شش بنجشش تڑپنے لگا امیر نے زہرہ مصری کو تخت پر بٹھلایا ۔۔

سرہنگ مصری کو کل کارخانون کا داروغہ کیا اور خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور مقبل سے ارشاد کیا کہ زہرہ مصری سے شادی کر لو اسکو صدمہ انتظار سے رہا کرو مقبل نے ہاتھ باندھکر کہا کہ جب تک حضور کی شادی مہرنگار سے نہ ہوگی

چھپنا عزیز مصر کا پائخانہ مین امیر کے خوف سے اور باغمین میوہ کھانا سگ اور بہت میوہ کھانیسے عادی کا پائخانہ جانا اور بیٹھے پکڑنا عزیز مصر کا عادی کے اور بھاگنا اسکا بخوف اور نکلتے ہوئے چلے آنا عزیز مصر کا



تب تک غلام بھی شادی نہ کریگا خبر دارون نے خبر دی کہ شہر مین قتل عام ہوگیا ہے باقیماندہ جلی جلی کرتے ہین فریادیون کا در دولت پر ازدحام ہو رہا ہے امیر نے امان کا حکم دیا اور سب کا خون بخشا اور آپ مع متعلقین جشن مین مصروف ہوے مبارک سلامت کے شادیانے بجنے لگے مبارک سلامت کا شور آسمان تک پہونچا یا جب جشن سے فراغت پائی عمرو نے خسرو ہند و بہرام کے قید ہونے کا حال گوش مبارک تک پہونچایا اور خط نوشیروان کا جو کبوتر کے گلے سے کھولکر اپنے پاس رکھا تھا دکھلایا امیر اس خط کے پڑھتے ہی بے اختیار چیخ مار کے رو دیے اور امرائے نامدار کیطرف متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ دیکھو یارو مین نے نوشیروان کی خاطر سے کیا کیا آفتین اور مصیبتین نہین اُٹھائین اور جو جو اُسنے کہا مین اُسکا بجا لایا مگر اُسنے ہمیشہ میرے ساتھ بدی ہی کی اور مجھے بڑی بڑی بلاؤنمین پھنسایا اب مین بھی انشاء اللہ تعالی مدائن مین جاکر خھر کو بیچراغ کرتا ہون اگر ایک ایک ساسانی کی جورو بیٹی کو سائیسون اور ساربانون کو نہ دیا تو حمزہ نام نہین کہ قول سے در گذر کرتا ہون اور تم سب گواہ رہنا کہ اب خدا کے نزدیک گنہگار ہون اور خلق مین سچے شخصون کے نزدیک شرمسار ہون جتنے سامعین تھے ایک منہ ہوکر بولے کہ حضور سچ فرماتے ہین حضور نے جو جو کام اُس احسان فراموش کے کہنے سے کیے اور اُسکی بدی کی برداشت کی کاہیکو کوئی کرتا بیٹھے بٹھائے مفت ذرا سے اشارے مین اپنے آپ کو آفت اور بلا مین پھنسایا امیر وہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین داخل ہوے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا سامان رخصت فوراً ہونے لگا زہرہ مصری

امیر سے جاکر عرض کی کہ لونڈی کو مہر نگار کے دیکھنے کی بہت آرزو ہے اور اس سلطنت سے انکی اطاعت بہتر جانتی ہون انکی خدمت سے میری آبرو ہے شعر آرزو دارم کہ خاک آن قدم ۔ توتیاے چشم سازم دمبدم ۔ اگر مجکو حکم ہو تو ہمراہ رکاب چلون اور جب تلک ملکہ صاحبہ کی شادی حضور کے ساتھ ہوے ملکہ صاحبہ کی خدمت مین حاضر رہون امیر نے اسکی استدعا قبول کرکے کاروان وزیر کو زہرہ مصری کی نیابت شہر مین چھوڑا اور زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر مدائن کیطرف کوچ کیا نوشیروان کا حال سنیے کہ ایکدن دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا دفعۃً واحدۃً کہنے لگا کہ ہان لندھور و بہرام کو زندان سے لاکر میرے سامنے دار پر کھینچو چوکی پہرے والونکو قید حراست سے رہا کرو بزرجمہر نے عرض کی کہ ابھی انکا ہلاک کرنا مناسب نہین ہے آپ پر دور از حال کسی کا خوف غالب نہین ہے کہ یہ لوگ جلد قتل ہوجائین باین خیال کہ مبادا اپنے معین اور مددگارون کے پاس پہونچ جائین مجکو از روے رمل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز حمزہ زندہ ہے اور زمانہ نحوست مین ستارہ حضور کا ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ تا دفع ہونے نحوست طالع کے کسی طرف سیر و شکار کے واسطے نہضت فرما ہوجیے اراکین دولت و امرا و ذوات عفت ہمراہ ہون زینت بخش کوہ و صحرا ہوجیے جب حمزہ کے قتل کی خبر آویگی اسوقت لندھور و بہرام کو پھانسی دیجیے گا اور دونون کو نیست و نابود کیجیے گا نوشیروان نے بختک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہے اسنے کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہین جسوقت کہ حمزہ چھوٹا تھا اسوقت عمرو مجھے دھمکا گیا تھا مدائن سے کوچ کرنا حضور کا عین مناسب ہے اس امر مین خواجہ کی راے بہت صائب ہے بلکہ مصر ہی کیطرف قصد فرمائیے اور اہتمام سفر کو اسی جانب کا حکم بھیجوائیے اگر احیاناً حمزہ قتل نہوا ہو تو اپنے روبرو قتل کروا کے مدائن مین تشریف لائیے اور لندھور و بہرام کو بھی دار پر کھنچوائیے نوشیروان نے اس صلاح کو قبول کیا اور ہاروت و ماروت گرازندان کو چالیس ہزار سوار سے شہر اور قیدیونکی محافظت کیواسطے چھوڑا اور آپ مع فوج بیحساب لیکر مصر کیطرف کوچ کرکے روانہ ہوا اب تھوڑا سا حال امیر کا سنیے کہ غصے کے مارے دو منزلہ سہ منزلہ کوچ کرتے ہوے چند روز کے عرصے مین مدائن پہونچے بدستور تلشاد کام پر ڈیرہ ڈالا فوج جو بیشۂ فیض مین چھاؤنی ڈالے پڑی تھی وہ سنکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوئی لاکھون کا بخت خوابیدہ جاگا دونون عیارون نے آکر نوشیروان کا حال بیان کیا کہ ہاروت و ماروت گرازندان کو چالیس ہزار سے شہر اور قیدیون کی حفاظت کیواسطے مقرر کرکے مصر کیطرف گیا ہے اور بختک بھی ہمراہ گیا ہے امیر نے کہا مجھے تو کام سے کام ہے دیکھو تو انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عرصے مین شہر کا کام تمام ہے پھر عمرو سے فرمایا کہ تم ہاروت و ماروت سے جاکر کہو کہ لندھور و بہرام کو ہمارے پاس بھیجدو بادشاہ کو ہم جواب دے لینگے تمپر کسی طرح کا الزام نہ آنے دینگے ان مرتدون نے کہا کہ حمزہ کون ہے کہ جسکے کہنے سے ہم بادشاہ کے قیدیون کو چھوڑ دین اگر حمزہ مین طاقت ہو تو ہم سے لڑکے چھڑا لین عمرو نے آکر بجنسہ انکی تقریر کا اعادہ کیا امیر غصے سے تھر تھر کانپنے لگے و بکمال غضب چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا ارشاد فرمایا کہ بیکدم طبل جنگ بجے اگر گھڑی سواری مین قلعہ کو نہ چھین لیا تو حمزہ نام نہین شجاعت اور جوانمردی سے کام نہین حکم ہوتے ہی طبل اسکندری پر چوب پڑی شہر مین تہلکہ پڑ گیا رات تو امیر نے عمرو کو غصے

مین بسر کی صبح ہوتے ہی امیر قلعہ پر چڑھ دوڑے چارون طرف سے دھاوا کر دیا قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہاروت ماروت نے دیکھا کہ
حمزہ بے طرح آتا ہے غیظ و غضب مین بھرا ہے ایسا نہو کہ قلعے کو توڑ کر شہر کو ویران کرے لشکر شاہی اور رعایا کو حیران پریشان کرے
جھٹ پٹ لندھور و بہرام کو قید خانے سے لا کر فصیل قلعہ پر بٹھایا اور پکار کر کہا حمزہ اگر تمھارے ایک آدمی نے بھی آگے قدم
بڑھایا تو مین نے دونون کا سر کاٹ کر خندق مین پھینکدیا اور گوشت چیل کوون کو سب لٹا دیا بعد ازان جو کچھ ہوگا سو ہوویگا و سپاہی
دیکھا جائیگا امیر متخوف ہوے کہ مبادا یہ حرامزادے جیسا کہتے ہین ویسا ہی کرین تو لندھور و بہرام مفت مین مرین فوج کو حکم دیا کہ
آگے کو قدم نہ بڑھائے بیچارے حکم کے ہاتھ کسی پر نہ اٹھائے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ جبتک میرا قدم آگے ہی بڑھتا ہے کبھی پیچھے نہین
ہٹا ہے اگر لندھور و بہرام کے لحاظ سے پھرا جاتا ہون تو کمال میرے واسطے بدنامی و سبکی ہے اپنی آبرو خاک مین ملاؤن کوئی تدبیر
ایسی کرو کہ لندھور و بہرام مارے نہ جاوین اور قلعہ فتح ہووین اور یہ حرامزادے ذلت اٹھائین لاکھ دینار سرخ اسکے صلے مین
تجکو دونگا اور اس قرار سے سوا دونگا خواجہ نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہے ان حرامزادون نامردون نے جو تدبیر سوچی ہے محض
خرافات ہے خندق پھاند کر ہاروت و ماروت سے کہا کہ امیر کہتے ہین کہ تم لندھور و بہرام کو نہ مارو ہم پھرے جاتے ہین
تمھارے شہر پر دست تعدی نہین بڑھاتے ہین اور بہرام و خسرو سے زبان ہندی و چینی مین کہا کہ امیر فرماتے ہین کہ تم دونون
عجب بزدل نامرد ہو ہاتھ دھرے بیٹھے ہو عادی نے چاہ یوسفی مین اپنے بند قید تار عنکبوت کیطرح توڑ ڈالے اور تم سے
یہ بند قوت و زنجیرین نہین ٹوٹ سکتی ہین تار کی بیڑیان نہین ٹوٹ سکتی ہین لندھور و بہرام کو غیرت جو معلوم ہوئی نعرہ اللہ اکبر
کرکے جو زور کیا جتنے بند قید تھے رشتۂ خام کیطرح سے کھٹ کھٹ ٹوٹ گئے ہاروت ماروت تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے
بہرام خسرو نے انکی تلوارین چھین لین اور گھونسون سے مار مار کے قعر جہنم مین بھیجدیا اور جتنے آدمی فصیل قلعے پر تھے سبکو
قتل کیا اس عرصے مین عمرو بھی کمند لگا کر انکے پاس پہونچا اور بارہ تیرہ ہزار جوان ہندی بھی فصیل پر چڑھ گئے تلوار
چلنے لگی خون کی ندی بہا دی عمرو نے دروازہ قلعہ کا جھٹ پٹ کھول دیا کل سپاہ اسلام شہر مین داخل ہوئی اور فوج
شاہی کو شکست حاصل ہوئی امیر نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ کو معاف کیا اور کہا جہانتک زن و مرد گرفتار ہو سکین
اسیر کرو اور تمام شہر کو خوب لوٹو اور آپ مع عمرو شبستان شاہی کے اندر تشریف لے گئے ملکہ مہر نگار کو تلاش کرنے لگے
جب اسکا نشان نہ ملا مہر انگیز سے ملکہ مہر نگار کو پوچھا مہر انگیز نے کہا کہ اسکو بادشاہ اپنے ساتھ لے گیا ہے مجھے جھوٹ بولنے سے
فائدہ کیا ہے امیر نے کہا کہ یہ بات کو عقل قبول نہین کرتی کہ بادشاہ تمکو یہان چھوڑ جائے اور مہر نگار کو [illegible]
پھر مہر انگیز نے کہا کہ مکان موجود ہے ڈھونڈھ لو تمام مکانون مین تلاش کر لو امیر نے عمرو سے پوچھا کہ بھائی یہ کام تمہارا
ہے اور بارہ ہزار دینار سرخ دونگا اور جو تمہارا استاد ہے مہر نگار کو پیدا کیا [illegible] ہر خصال کو ڈھونڈھا چاہیے عمرو
نے چہل ستون اور ہشت بہشت پائین باغ وغیرہ جتنے مکان شاہی تھے سب مین تلاش کیا مگر مہر نگار کا نشان نہ پایا [illegible]
متردد ہوا ناگاہ صحن باغ مین ایک چاہ پر [illegible] عمرو کی نگاہ پڑی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا نخواستہ [illegible] مہر نگار اسی کنوئین

ین بند ہوگی کنوئین کے پاس جو گیا دیکھا کہ اُسکے منھ پر کوئی سو من پتھر تیری کی ایک سل رکھی ہے اور چار ون طرف سے ہوا جانے
ک کی سانس نہین رہی ہے وہ عمرو سے کب ہٹ سکتی تھی امیر کو پکارا کہ ذرا آپ ادھر آئیے یہان آکے ملاحظہ فرمائیے امیر جو
آپکے پاس گئے عمرو نے کہا کہ یا امیر بلا شبہہ مہر نگار اسی کنوئین مین ہے ہمین اُنکو بند کیا ہے اُس گنج حسن کو یہین چھپا رکھا
ہے مگر یہ سل مجھسے نہین ہٹ سکتی ہے خداے قدیر نے آپ ہی کو ایسی طاقت عطا کی ہے امیر سن کے پاس گئے سل کو سرکا کے کنوئین
مین اُترے پہلے تو تاریکی سے کچھ نہ معلوم ہوا مگر ایک لمحہ کے بعد دالان مفروش دکھائی دیے دالان کیطرف جو گئے تو دیکھا مہر نگار
سر بزانو بیٹھی ہے اور رو رو کے دامن اشکون سے بھگو رہی ہے امیر کے پانون کی آہٹ سے جو سر اٹھایا تو امیر کی صورت نظر آئی
دوڑ کر امیر کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر کہنے لگی ابیات ہمنے تو ایسا سمجھا آشنائی کی نہ تھی ؂ آشنائی کی تھی ہمنے کچھ برائی کی
نہ تھی ؂ جانتے تھے وصل مین ہوگی بسر عمر عزیز ؂ بیوفا ہمکو خبر رنج جدائی کی نہ تھی ؂ اے حمزہ خدا کے واسطے اب مجھے آپ سے جدا نہ کر
کہ مجھکو سوز فراق کی طاقت نہین ہے دلکو بار ہجر اٹھانے کی قوت نہین ہے ؂ مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجر انکا ؂ طلوع صبح محشر
چاک ہے میرے گریبان کا ؂ امیر نے اپنی آستین سے اُسکے اشک گلرنگ پونچھکر فرمایا کہ ایجان حمزہ شب فراق گذر گئی روز وصال آیا
ایام عشرت نصیب ہوے درد ہجران پر زوال آیا ؂ میسر ہو گیا ہے آج ہمکو وصل جانانہ کا ؂ بہت مدت مین مُنھ کالا ہوا ہے شام ہجران کا
چلو اس کمند پر چڑھ کے کنوئین سے باہر نکلو اس قصر تاریک سے نکلکر روشنی کی صورت دیکھو یہ کہکر دل تو امیر نے مہر نگار کو کنوئین
سے باہر نکالا بعد ازان سب خواصون کو کنوئین سے باہر نکلوایا پھر آپ اوپر آئے اور اُسیدم محافۂ زرنگار منگوا کر مہر نگار کو سوار
کیا اور بلشاد کام پر خیمے مین لائے جتنے امراے نامدار تھے سبھون نے نذر فتح دی اور مبارک سلامت کی دھوم مچی مہر نگار نے امیر
سے کہا کہ یا ابوالعلا تمکو مجھسے کام تھا سو شکر ہے جامع المتفرقین کا کہ اُسنے مجھکو تمسے ملایا اور مجھے زندہ رکھا اور تمکو ہزارون
آفتون اور مصیبتون سے بچایا پس اب میری خاطر سے اسیران مدائن کو آزاد کروا دو ان قیدیونکو اپنے صدقے مین رہا کرو امیر نے
کہ بچشم اُسیوقت جتنے قیدی تھے سبکو آزاد کیا اور لوٹ پھیر دینے کا حکم دیا اُسیوقت تعمیل حکم کی ہوئی لوٹ سبھون کی پھیر دی
عادی کا حال سُنیے کہ جسوقت امیر نے قتل کا حکم دیا تھا عادی نقار خانے پاس کھڑا ہوا تھا دیکھا تو ایک معشوقہ خورشید منظر
دوازدہ سالہ دس بارہ کنیزون کے ساتھ بھاگی چلی جاتی ہے باز نزاکت سے چل نہین سکتی قدم قدم پر ٹھوکر کھاتی ہے عادی کو
اُسکا انداز نہایت پسند آیا دوڑ کر اُسکو پکڑ لایا معلوم ہوا کہ یہ بختک کی بیٹی ہے ابھی کد خدا نہین ہوئی ہے غنچہ سربستہ ہے غورہ
ناشگفتہ ہے اور بھی خوش ہوا دل مین کہنے لگا کہ صاحبقران کو نوشیروان کی بیٹی ملی تو مین نے بختک کی بیٹی پائی
لیکر اُسے اپنے خیمے مین لیگیا شب کو جب ازالہ بکارت کرنے لگا اُسکو تاب نہ آئی بے تحاشا چلائی عادی نے دیکھا کہ اسکے غل
کرنے مین سخت رسوائی ہوگی مبادا امیر کے کان مین اسکا شور پہونچے بخاطرداری تمام رکھا یہ تو ایک مدت کا لنگوٹ بند
تھا نیا مال دیکھکر رہا گیا تو کمال بیتاب ہو کے باہر نکل کر کوس سکندری کے بجنے کا حکم دیا اور خیمے مین آکر اُس سے معاملہ
کرنے کا ارادہ کیا اُسکے سال قد و قامت کا خیال نہ رہا شہوت چڑھی ہوئی تھی شیطان نے مجبور کر دیا ناگہان اُسکی جبا ط

دوقامت اور کہان عادی کا عمود او جسامت دھر کے جو دبایا اُسنے چڑیا کیطرح منھ کھول دیا مرغ روح قفس عنصری
دا ہوا کوس سکندری کی جو آواز بلند ہوئی اور لشکریون کے کان مین پہونچی خسرو ہند و بہرام و مقبل وغیرہ جتنے
رتھے تیار ہوکر جلو خانے مین حاضر ہوے اور تمام فوج کی کمر بندی ہوگئی اور پرے کے پرے رسالے اور پلٹنون کے جے
سوقت مہر نگار کو لیے ہوے مسند پر بیٹھے تھے اور عمرو شراب پلاتا تھا اور رود تار ابجا کرگاتا تھا طبل سکندری کی
سنتے ہی امیر کے کان کھڑے ہوے اور بکمال حیرت عمرو سے کہنے لگے کہ جلد دریافت تو کرو کہ طبل سکندری کیون بجا
اسیر چوب پڑنے کا کیا سبب ہوا اور آپ مسند سے اُٹھکر جھٹ پٹ سلاح بدن پر لگائے اور عمرو کے انتظار مین ٹہلنے لگے
جو جلو خانے مین گیا دیکھا کہ خسرو ہند و بہرام و مقبل وغیرہ جتنے امرا و شاہان نامدار ہین مسلح گھوڑون پر سوار کھڑے ہین
جلو خانے کے باہر تمام لشکر پرا باندھے تیار ہے فوجون کے پرے جمے ہین عمرو نے لندھور و بہرام سے پوچھا کہ سبب تمھارے
ہونے کا کیا ہے اور اُسکا سبب کیا ہوا ہے وہ بولے اور تم ہم کچھ نہین جانتے طبل سکندری کی آواز سنکر حسب دستور تیار
ہین امیر کے علم کے منتظر اور جان نثاری کے امیدوار ہین باقی مفصل کیفیت تمکو معلوم ہوگی ہم صاحبقران کے پاس تھے
نہ کچھ سنا ہوگا اس مشورہ مین بھی تمھارا دخل خواہ مخواہ ہوا ہوگا عمرو حیران ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے یہ تازہ نیا شعبدہ ہے
ہو رہا اور اسی طرف سے نقار خانے مین گیا کیا بہ جینی قلا جینی سے کہا کہ امیر پوچھتے ہین تمنے کسکے کہنے سے طبل سکندری
بجایا اور تمھارے پاس کون شخص حکم لایا وہ بولے کہ عادی کرب حکم دے گئے تھے عمرو متعجب ہوا اور عادی کے خیمے مین گیا
ے تو واہ واہ عجب صحبت ہے اور ہی مجلس کا رنگ ہے اور ہی کیفیت ہے کہ عادی نے ایک عورت کمسن نازنین کا ازالہ بکر
مار ڈالا ہے اُسکی لاش کو آگے دھرے سر پکڑے فکر مین بیٹھا ہوا ہے عادی سے اُسکا سبب استفسار کیا نادم ہوکر اُسنے جھجک کی
ن کے لانیکا احوال ہمراز ازالہ بکارت کی کیفیت درد جاتا اُسکا اظہار کیا عمرو نے یہ کیفیت امیر سے آکر کہی امیر نے برہم ہوکر
کہ ہان عادی کو پکڑ لاؤ مین اس عورت کے ساتھ عادی کو بھی زندہ قبر مین گاڑونگا مہر نگار نے عادی کی شفاعت
عمرو نے یہ عرض کی کہ جناب عالی حضور نے قلعہ فتح کیا تو اُسنے بھی گڑھی توڑی امیر بارگاہ سے نکلکر جلو خانے مین آئے اور
م کیفیت بیان کرکے ہر ایک پہلوان سے عذر کیا اور کمر کھولنے کا حکم دیا اور آپ بارگاہ مین آرام کیا اور تمام فوج نے بھی
ن اپنی جگہہ پر آکر قیام کیا جب صبح ہوئی امیر نے جشن ہفت روز کا حکم دیا تمام سامان جشن کا مہیا ہوا جب جشن سے فراغت
ی ہنوز کوچ کا حکم نہ دیا تھا کہ عادی نے عرضی پامال ہندی کی امیر کی خدمت مین گذرانی امیر اُسکو مطالعہ کرکے بہت
متردد ہوے اور اس عرضی کو لندھور کے ہاتھ مین دیا خسرو بھی پڑھکر بہت مشوش ہوا اُسمین لکھا تھا کہ فیروز شاہ ترک ختائی
ساڑھے تین لاکھ سوار و پیدل سے چڑھ آیا ہے چند بار صف جنگ ہوئی لیکن چونکہ اُسکے ساتھ فوج کثیر ہے ہر بار اُسکی فتح ہوئی فدوی
ہوکر قلعہ صابرین بند ہوا ہے اگر صاحبقران یا خسرو ہندوستان اس مہم کیطرف توجہ فرمائینگے تو یہان ترک کی تمام
دیجائیگی نصیب دشمنان ہم لوگ تصدق ہوجائینگے صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ تم جا کر اس سرکش کو گوشمالی دو اور

ملک کو فضل خدا سے فتح کرو لندھور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ مین امیدوار تھا کہ اپنی زندگی زیر قدم مبارک بسر کرونگا اور
ایک روز فرق مبارک پر سے نثار ہوجاؤنگا لیکن حضور مجکو جدا کرتے ہین اور مفارقت مین مبتلا کرتے ہین صاحبقران
نے کہا کہ خدا ناکردہ مین تمکو اپنے سے جدا کیون کرنے لگا تھا مگر بالفعل اگر تمکو نہ بھیجون تو ہندوستان سا ملک مفت مین
ہاتھ سے نکلجائیگا انشاء اللہ تعالے جب فتح کی خبر لکھوگے مین فی الفور تمکو اپنے پاس بلاؤنگا جب تلک تم نہ آوگے مہر نگار
سے شادی نہ کرونگا یہ کہکر مقبل و عمرو کو چالیس ہزار سوار سمیت مہر نگار و زہرہ مصری کے ساتھ مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا
اور بہت روپیہ نقد و جنس مصارف زاد راہ کے واسطے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ ہم بھی خسرو ہندوستان کو سوار کرکے آتے ہین
اور بہت جلد انشاء اللہ تعالی تمھاری ملاقات سے مسرت اٹھاتے ہین عادی کو حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ بصرے کیطرف روانہ
ہو اسی امر مین اہتمام کرو چند روز مین عمرو و مقبل مہر نگار و زہرہ مصری کو لیکر مکے پہونچے اور صاحبقران مع لندھور
و بہرام فوج سمیت بصرے مین داخل ہوے میر بحر کو بلا کے جہاز طلب کیے اور خسرو ہندوستان کو با فوج جہازون پر سوار
کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور جہازونکا لنگر اٹھوادیا اگلی صبح کو فرمایا کہ ای بہرام ہر چند تم لوگون کی جدائی مجھے بہت شاق ہے
لیکن کیا کیا جائے کہ فلک تفرقہ پرداز دیکھ نہین سکتا ہے دیدار فراق ہے تم جانتے ہوگے مین خسرو ہندوستان اور تمکو اپنا
قوت بازو سمجھتا ہون اور تمھین لوگون کی اعانت اور مدد سے یہ اولو العزمیان کر رہا ہون اگر ہم ہندوستان پر خسرو کو اگر
نہ بھیجتا تو چارہ کیا تھا اور تمکو بھی خسرو کی مدد و اعانت کیواسطے روانہ نہ کرون تو اور کون ایسا ہے کہ جسے وہان بھیجون کیونکہ
فیروز شاہ خطائی قطع نظر زبردست ہونے کے فوج کثیر رکھتا ہے اور اسطرف کے لوگون مین سربرآوردہ ہے صلاح وقت یہ ہے کہ
چین مین جاکر فیروز شاہ کے ملک کو غارت و تاراج کرو اور اسکے شہرون مین ہل چل ڈالو اسطرف سے لندھور اسپر
دھاوے کرے اور اسطرف تم اسکا ملک ویران کرکے اسکی پشت مارو جب اس مہم کو سر کر چکوگے خسرو کے ساتھ مین تمکو بھی بلاؤنگا
اور جبتک تم دونون آدمی میرے پاس نہ پہونچوگے مین شادی مہر نگار سے نہ کرونگا بہرام نے عرض کی کہ الٰہی تا جہان
باشد تو باشی مجھے حضور کے حکم سے سرتابی کیا ہے حضور کے قدمون کی مفارقت کا البتہ ملال ہوتا ہے اگر حضرت کے قدمون
پر نثار ہو جائین زہے سعادت ہماری اور فرق مبارک پر تصدق ہون تو خوشا قسمت ہماری القصہ بہرام بھی اسی دن
مع فوج جہاز پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور بعض یہ روایت بھی کرتے ہین کہ ملک چین مین کوئی غنیم آیا تھا اسکے دفع کیواسطے
بہرام کو امیر نے چین کیطرف روانہ کیا بہرحال امیر بہرام کو رخصت کرکے مع فوج نصرت شعار مکے کیطرف روانہ ہوے اور ترک
اہالی و موالی بہت عجلت سے کام فرما ہوے چنانچہ سات منزلین طے کر چلے تھے کہ سرداران تنگ و اجل نے بیان کیا
کہ یہان سے دو کوس کے فاصلے پر دہنی طرف ایک دریائے عظیم الشان واقع ہے وہان کنارے دریا کے مرغزار ہے اور اس
مقام کو النگ زمرد کہتے ہین فضا اسکی قابل بیان کے نہین لائق دیکھنے کے رشک گلزار فرخار ہے امیر نے عادی سے
فرمایا کہ ہمارا خیمہ النگ زمرد کے میدان مین برپا ہو اسی جگہ مقام کرو حکم کی دیر تھی فی الفور عادی نے بارگاہ دارا

لب دریا نصب کیا امیر میدان النگ زمرد مین اترے رات کی رات تو خیمے مین آرام کیا صبح کو بارگاہ سے نکلکر دیکھین تو واقعی ایسا مقام پر فضا ہی کہ دیکھنے مین نہین آیا ہی ایک طرف کو جہانتک نگاہ جاتی ہی فرش زمردین بچھا نظر آتا ہی اور کوسون تک سبزہ نیم قد لہلہا رہا ہی دوسری طرف نہر اگلہ کیسا لب دریا منزلون تک کھلا ہوا ہی کہ آنکھون کو جسکے دیکھنے سے طراوت حاصل ہوتی ہی نہایت فرحت افزا ہی اور ایک جانب دریا کے کنارے سے ملا ہوا کوہ پر شکوہ ہی جس پر سیکڑون تختے گلہای رنگا رنگ کے کھلے ہوے ہین اور انواع اقسام کے درخت میوہ دار پھلے پھولے کھڑے ہین اور ہرن پاڑے چیتل بارہ سنگھے نیل گاؤ چکارے کے غٹ کے غٹ چھلانگین مارتے پھرتے ہین اور ہزارون اقسام کے پرند درختہای میوہ کی شاخون پر بیٹھے ہوے چہچہا رہے ہین اور پہاڑ پر چوندی ڈبرے جھیل چشمے جا بجا واقع ہین انکے کنارے پر غول کے غول قرقرے مرغابی جیسے سرخاب قازون کے بیٹھے ہوے ہین اور پہاڑ کی چھنڈ لوین تیتر لوے بٹیر کبک تدرو دوڑتے پھرتے ہین امیر اس مرغزار کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور تمام دن چرند اور پرند کا شکار کھیلے شام کو جب بارگاہ مین داخل ہوے اپنے کھانے کے قابل شکار تو باورچیخانہ خاص مین بھجوایا باقی امرایان و شہریاران و پہلوانان و افسران سپاہ پر تقسیم فرمایا تمام رات بدستور عیش و نشاط مین مصروف رہے صبح کو خوابگاہ سے اٹھکر بعد رفع ضروریات پوشاک بدل کے دنگل پر بیٹھے ہنوز کوچ کا حکم نہ دیا تھا کہ دو عیارون نے بعد ادائے شرائط آداب عرض کی کہ زوبین کاؤس ستر ہزار کی جمعیت سے حضور سے لڑنے کو آتا ہی اور بہت سی فوج جرار اور پہلوانان نامدار ہمراہ لاتا ہی اور سبب اسکے آنے کا یہ ہوا کہ **نوشیروان** جو مصر کی طرف بزعم ناقص خود حضور کے قتل کرنے کے واسطے جاتا تھا اثناے راہ مین اسکے خبر دارون نے خبر دی کہ حمزہ نے مدائن کو قتل و غارت اور تاراج کر ڈالا اور مہر نگار کو شبستان حرم سے نکال کر لے گیا **نوشیروان** یہ حال پر ملال سنکر کمال غمگین اور ملول ہوا اور مدائن کیطرف الٹا پھرا ہر گاہ مدائن کو آکر خراب دیکھا اور مہر نگار کو نپایا سر اپنا دھنکر کہا کہ اس خانہ خراب بختک نے مجھکو اور میرے شہر کو خراب کیا اور میری عزت اور آبرو مین بھی رخنہ انداز ہوا کہ شہر کا شہر تباہ ہوا اور ملکہ کو حمزہ نکال لے گیا ہم چشمون مین روسیاہ ہوا اگر مین بزرجمہر کے کہنے پر عمل کرتا تو آج ایسا روز بد نہ دیکھتا ہمین بختک نے اپنے گھر سے آکر پگڑی دے ماری کہ میری مان کو تو عمرو نے مارے اور بیٹی کو عادی یہ خبر جو سلاطین ہفت اقلیم کو پہونچے گی تو حضرت کو کیا کہین گے کہ ایک عرب زادہ کو اتنا منہ لگایا اور اپنے ملک مین اسکو دخیل فرمایا کہ اسنے تمام ملک کو برباد اور تاراج کیا اور اسکا تدارک **نوشیروان** سے نہو سکا **نوشیروان** نے آبدیدہ ہوکر کہا کہ مین سخت حیران ہون کہ اسکی تدبیر کیا کرون جو تو نے کہا وہ مین نے کیا مگر حمزہ کسی صورت قابو مین نہین آتا کہ اسکی گردن مارون اور اسکے ہمراہیون کے گوشت کو چیل کوون کو لٹاؤن بختک نے کہا کہ گستہم کے سوا اور کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ جسکو حمزہ کے مقابلے پر مقرر فرمایئے اور اسکے ہمراہ فوج جرار بھجوایئے **نوشیروان** نے یہ سنکر اسی دم ایک شقہ بہ طلب گستہم روانہ کیا اور ساسانیون کی تشفی کی اسی دن خبر پہونچی کہ زوبین کاؤس

ستر ہزار سوار سے حضور کی ملازمت کے واسطے آیا ہے یہان سے دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہے بادشاہ نے اُسی وقت بختک کو مع چند سردار اُسکے استقبال کے واسطے بھیجا بختک نے اثنائے راہ مین تمام کیفیت امیر کی ژوبین کاؤس سے بیان کی وہ مردک بولا کہ تم خاطر جمع رکھو اگر سر سواری حمزہ کو قتل نہ کیا تو ژوبین نام نہ رکھا بعد اس گفت و شنید کے ہمراہ ژوبین نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا نوشیروان نے ژوبین سے بہت دکھڑا رویا ژوبین نے بہت سی بادشاہ کو تسلی اور تشفی دی اور عرض کی کہ فدوی اسیوقت رخصت کا امیدوار ہے اب یہان فدوی کو ایک ایک ساعت سال سال بھر کے برابر ہے توقف ایک لمحہ کا بھی ناگوار ہے سر سواری اگر حمزہ کو سزا نہ دی اور مہر نگار کو لے نہ آیا تو ژوبین نام نہین ایک چلو پانی مین ڈوب مرونگا پھر حضور کو بلکہ جملہ محبتون کو منھ نہ دکھاؤنگا نوشیروان نے خوش ہوکر فوراً ژوبین کو خلعت دامادی پہنا کے فرمایا کہ جلد تیار ہوکر مع فوج جرار و پہلوانان خونخوار کے حمزہ کو مار کے مہر نگار کو لے آؤ کہ تمہارے ساتھ اُسکی شادی کر دون اور بلکہ اپنا جانشین کر دون اور دو سردار اپنے یہان کے بھی تیس ہزار سوار سمیت ژوبین کے ساتھ کیے چنانچہ وہ سب اسطرف روانہ ہو چکے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ آج اسی جا مقام رہے اور لشکر کا یہین قیام رہے اُسکی آمد دیکھے لین جوانان نبرد آزما بھی بیکار بیٹھے ہوئے اکتا رہے تھے کچھ ہاتھ پاؤن ہلا مین معرکہ جدال و قتال کو رونق بخشین یہ فرما کے پھر جشن مین مصروف ہوئے اور اُسکا انتظار کرنے لگے عصر کے وقت سامنے سے ایک گرد غلیظ اُٹھی فوج کی آمد دکھائی دی جب مقراض بادنے گریبان گرد کو چاک کیا ستر علم دکھائی دیے اور کئی ہزار سوارون کے پرے کے پرے نظر پڑے ژوبین نے آتے آتے سامنے ڈیرہ ڈالا اور سامان جنگ کرنے لگا شب کو نامیان و تومیان نے آکر امیر سے کہا کہ ژوبین کے لشکر مین طبل جنگ بجا امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اور بہت جلد سامان مہیا ہو سب حکم ہوتے ہی کبابہ حبشی و قلابہ حبشی نے اٹھارہ من تبریزی کی چوبین ہاتھ مین لیکر طبل سکندری پر ڈنکا دیا اُسکی آواز کی دھمک سے ژوبین کے لشکر کے کتنے آدمیون کے کان کے پردے پھٹ گئے تمام لشکر کفار کا کلیجہ دہلا الغرض رات بھر دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری ہوا کی تمام شب سامان رزم کی دھوم رہی جب شاہ خاور بادشاہ فلک الکواکب مع فوج انجم شکست دے کے تخت فلک چہارم جلوہ افروز ہوا اسطرف سے ژوبین کاؤس ستر ہزار سوار لیکر میدان مین پہونچا اور اسطرف صاحبقران پانچ لاکھ سوار سے رزمگاہ مین صف آرا ہوئے جوانان عرب مستعد جنگ ہوئے میلان پہلوانان غنیم لشکر اسلام کو دیکھکر دنگ ہوئے بیلدارون نے جھنڈی جھاڑی بوٹی سے میدان کو صاف کر کے زمین کو ہموار کیا سقون نے ہزارے فوارے مشکون کے دہانے مین لگا کر کے پانچ ہاتھ مین سپید انکو آبپاشی سے سیلاب کر دیا نقیبون اور چاوشون نے باآواز بلند کہنا شروع کیا کہ جسکو دعوی شجاعت اور بہادری ہو سے میدان مین نکلکر سرخروئی حاصل کرے کہ آج دلاوری و شجاعت کا امتحان ہے یہی گوے یہی میدان ہے سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ایک دوسرے کا منھ

دیکھنے لگا ملک الموت نے خرگاہ مین اپنا خیمہ استادہ کیا مریخ ہر جوان کی پیشانی پر چمکنے لگا ہر شخص کے گلے مین رہ آہنی
مانند موم چپیان ہوگئی سمجھے کہ کڑی لڑائی پڑیگی ہر بہادر بچارا آئینہ مین صورت مرگ دیکھنے اور ایک دوسرے پر آوازہ
پھینکنے لگا اور جس سے جسکو چشمک تھی طعنہ زن ہوا ؎ مرا آنکس کہ پیش من آید بجنگ ٭ نہ بندید بجز دو زخ و گور تنگ
آج بکیتون کی بکیتی معلوم ہوگی دیکھیے کسکا شملہ بند پاے مرکب ہوکر کسکا پاؤن پیچھے کسکا قدم آگے بڑھتا ہی کس کے پاؤن
کا توڑ حریف کے ہاتھ چڑھتا ہی یہ آوازے فوجون مین ہو ہی رہے تھے کہ ثروپین کاوس نے قلب لشکر سے اپنا گھوڑا
نکالا ناف میدان مین آکر للکارا کہ اے خدا پرستو تم مین سے جسکو آرزوے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے میری شمشیر آبدار اور
سنان جانستان کا پھل کھائے صاحبقران سے لاف زنی اُسکی سُنکر نہ رہا گیا سیاہ قیطاس کو صف لشکر سے نکالا صاعقہ
کیطرح سے ثروپین کے سر پر پہونچکر اس زور سے سیر کی نگاہ وری کہ بیش قدم ثروپین کا مرکب پسپا ہوگیا ثروپین کیفیت
دیکھکر بدحواس سا ہوگیا امیر سے پوچھا کہ حمزہ تیرا ہی نام ہی تو ہی سردار لشکر اسلام ہی امیر نے فرمایا مین ہی ایک بندہ
ناچیز رب المعبود کا ہون خدا پرستون کی خدمتگزاری کرتا ہون ثروپین بولا کہ اے حمزہ کسواسطے اپنی جان کو ہلاکت
مین ڈالتا ہی کس خیال خام مین پڑا ہی مہر نگار کو میرے حوالے کر کہ مین اُسکے ساتھ جا کر شادی کرون اور تو رومال سے ہاتھ
باندھکر میرے ساتھ چل کہ مین تیرا قصور شاہنشاہ ہفت کشور سے معاف کرا دون صاحبقران نے فرمایا کہ نادان
ہذیان کیون بکتا ہی اگر نشہ بہادری کا رکھتا ہی تو پہلے اپنا حربہ کرکے حوصلہ دل کا نکال لے بعد اُسکے میری ضربون کو
سنبھال لے یہ سُنتے ہی ثروپین نے ایک نیزہ امیر کے سینۂ بے کینہ پر لگایا امیر نے نیزے کے پھل کو پکڑکے بسہولت کھینچا
نیزہ مانند خلال فراشان اُسکے ہاتھ سے نکل آیا تب اُسنے جھنجھلا کر گرز اُٹھایا امیر نے سپر گرشاسپی پر اُسکو روکا اور
کوئی وار اُسکا ہونے نہ پایا نہایت شرمندہ ہوا اور بہت کھسیانا ہوا تو اتر توالی اُسنے کئی گرز لگائے امیر نے سب ضربین
اُسکی خالی دین وہ گرز زمین پر پڑے اور ایک گرد کا تتق بر سر ہوا امیر جو دامن گرد مین پوشیدہ ہوگئے تو ثروپین
لاف زنی کرنے لگا کہ وہ مارا اور خاک مین ملا دیا اور پست کیا کہان ہین اُسکے ہواخواہ اگر ایک کی بھی ہڈی کی
نکال دین تو انعام دون ابھی فوج کا عہدہ دار کرون امیر نے یہ کلام اُسکا جب سُنا سیاہ قیطاس کو برنگ برق خاطف
گرماکے روبرو آکر کہا کہ او گبر کسکو تو نے مارا اور کسکو خاک مین ملایا تیری جان کا ملک الموت تو مین تیرے سر پر کھڑا ہون
دیکھ تو انشاء اللہ تعالی ابھی قعر دوزخ مین تجھے ڈالتا ہون لا ایک ضرب اور بھی لگا لے کہ ہاسہا تیرا ارمان نکل جائے
اُسنے پھر بزور تمام گرز اُٹھا کر مارا امیر نے خالی دیکر ہاتھ بڑھا کے گرز کو تو چھین لیا اور اُسکو جسطرح باز صعوہ کو یا چرغ
کبوتر کو پنجے مین اُٹھا لیتی ہی گھوڑے کے زین سے چنگل مین اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا اور آپ اپنے مرکب سے کود کر اُسکی
چھاتی پر چڑھ کے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر فرمایا کہ اب کیا کہتا ہی اُس لاف زنی کا ثمرہ دیکھا اب بھی کچھ حوصلہ ہی وہ گڑگڑانے
لگا اور کینہ دل مین رکھکر مسلمان ہوا امیر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑے اور الگ کھڑے ہوگئے وہ اُٹھکر امیر کے قدمون

مقابلہ کرنا ژروبین کا صاحبقران سے اور دے مارنا امیر کا ژروبین کو اور دم خنجر رکھنا گلے پر صاحبقران کا بظاہر مسلمان ہونا ژروبین کا



گرا امیر نے اسکو گلے سے لگایا لشکر اسلام مین شادیانے بجنے لگے علمداروں نے پرچم فتح کے علمون پر کھولدیے فوج ژروبین منکوب مدبور گریان و نالان اپنے فرودگاہ کیطرف پھری اور بڑی شکست فاش حاصل ہوئی امیر مظفر منصور مع ژروبین اپنے لشکر مین داخل ہوے مبارک سلامت کی دھوم مچی جشن کے سامان ازسرنو ہونے لگے ہرگاہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا صاحبقران نے ژروبین کا منھ ہاتھ دھلوا کر اپنا ہم نمک کیا اور بعد تناول طعام جام مے گلفام گردش مین آیا خوب جی بھر کے بادۂ ارغوانی پیا ژروبین نے صاحبقران سے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی فوج کو جا کر مسلمان کرتا ہوں اور کل صبح کو تبنے سردار فوج ہین حضور مین لا کر انکی ملازمت کرواتا ہوں امیر نے بہ بشاشت تمام فرمایا کہ آفرین صد آفرین یہی چاہیے کار خیر مین عجلت مناسب ہی ان سب کو دائرۂ اسلام مین داخل فرمایئے غرض کہ وہ رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گیا اور فریب و مکر کی فکر مین مصروف ہوا

شبخون مارنا ژروبین کا لشکر اسلام پر اور زخمی ہو کر نہ ملنا امیر کا اس مقام پر

س صاف باطن را نمیباشد غبار کینہ ہا ٭ دیدہ باشی صحبت خاکستر و آئینہ ہا ٭ صاف طینت جب سے صاف ہوتے ہیں بغض و عداوت نہین رکھتے اور گذشتہ کا خیال مطلق اور تلافی کی نیت نہین رکھتے یہان تو امیر کا اس مردود پر اعتماد اور اعتبار ہوا وہ مردود لشکر مین پہونچا اور یہی سامان اور انتظام کرنے لگا کہ لوگون کو تشفی دیکر کہا کہ ہم حیلہ سے مسلمان ہوا ہون ایک مسلط زادہ کو دم دے کیا ہون تم لوگ سب مستعد ہو مین حمزہ پر آج شبخون مارونگا اسکی فوج کو

بات کی بات مین زیر وزبر کرڈالونگا اپنی فتح ہو انکو شکست دونگا فوج اسکی تیار رہی جب آدھی رات گذری ستر ہزار سے امیر کے لشکر پر شبخون مارنے چلا راہ مین شیث کیپی نے کہ چار ہزار سوار سے طلایہ پھر رہا تھا گھوڑونکے سمونکی آواز سنکر للکارا کہ کون سپاہ چلا آتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا بغیر شناخت کیے ہوئے ہرگز اسطرف نہ آنا قریب جاکر دیکھا تو زروبین بعزم شبخون چلا آتا ہی اور ستر ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لاتا ہی شیث اسکے مقابل ہوا تلوار چلنے لگی چار گھڑی کامل تلوار چلی چونکہ بہت بہت ہوئے مین اور تھوڑے تھوڑے تھے شیث کیپی زروبین کے ہاتھ سے شہید ہوا زروبین لشکر اسلام پر جاگرا لشکر امیر کا چین سے بے کھٹکے سورہا تھا ایک مرتبہ جو ستر ہزار سوار آپڑے گھبراہٹ سے سنبھلنے اور کمر باندھنے اور ہتھیار لگانے کی اسوقت فرصت کہان تھی جسکے جو ہاتھ مین آیا وہ لیکے حریف کے مقابل ہوا انبوہ شب تلوار چلنے لگی اور نعرہ واہ واہ اور صدائے چقاچاق بلند ہوئی تھی کہ امیر بھی خواب راحت سے چونک پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ شور وغل کیسا ہی خبرداروں نے خبر دی کہ زروبین نے شبخون مارا ہی امیر اسی ہیئت سے کہ بیٹھے تھے اسپ سیاہ قیطاس کو پہونچے جس طرح سے سوتے تھے اسیطرح سے بے سلاح بارگاہ سے نکلکر سیاہ قیطاس کی پیٹھ پر آئے اور لگام دیکر زین دار ہو بیٹھے تھا نان ملک نے شمشیر خون آلود جو اسکے ہاتھ مین تھی امیر پر لگائی امیر نے خالی دیکر اسکے ہاتھ سے چھین لی اسی تلوار سے اسکو جہنم واصل کیا دوسرے بھائی نے اسکے کہا کہ حمزہ تو نے بڑا غضب کیا میرے بڑے بھائی کو مارا مگر مین تجکو جیتا کب چھوڑتا ہون تو مجھے نہین جانتا کہ مین آدمی آفت کا ہون امیر نے فرمایا کہ غم نہ کھا تجکو بھی اسکے پاس بھیجتا ہون پھر دوزخ مین دونو یکجا ہونگے فکر کرتا ہون اسنے امیر پر حربہ کیا امیر نے اسکے حربے کو خالی دیا اور ایک ہاتھ اسکی کمر پر ایسا لگایا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوگیا زروبین نے امیر کی پشت پر سے ایک وار تیغے کا بچاؤ جمعی تمام امیر کے سر پر ایسا لگایا کہ چار انگل امیر کے سر مین آیا امیر پیچھے پھرے وہی تلوار جو ہاتھ مین تھی اسکے سر پر لگائی ہرچند اسکے سر چرانے سے اچٹتی ہوئی لگی لیکن تب بھی چار انگل اسکے سر مین در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ پہلو مین مارا پہلو چراتے چراتے تلوار نے پسلیون کو کاٹا امیر نے دوسرے پہلو پر ہاتھ لگایا اسکی بھی پسلیان کٹ گئین بدحواس ہوکر گھوڑے کی گردن پر جھک کر سرنگون ہوا جو تڑپکے زمین پر سے اٹھ گئے امیر نے تلوار کے پھلیکے کا ایک ہولا ایسا دیا کہ بالشت بھر پھل اسکے چوتڑ کے اندر گھس گیا اور بھاگا کیطرف سے خونکا پرنالہ اسکی مقعد سے جاری ہوا غش کھاکر گھوڑے کے قدمون پر گر پڑا دس ہزار آدمی اسکی فوج کا آکر ادھر ہاتھون ہاتھ اسکو اٹھاکر سر پر پاؤن رکھکر مدائن کیطرف بھاگا ساٹھ ہزار آدمی ستر ہزار مین سے جہنم واصل ہوئے اور کئی ہزار آدمی لشکر اسلام مین سے بھی اس شبخون مین شہید ہوگئے جنت مین داخل ہوئے امیر کے زخم سر سے بھی بہت خون بہا تھی کہ امیر کو غش آگیا لوگون نے دیکھا کہ اکیلا زخمی ہو میدان کارزار سے نکلکر صحرا کیطرف قدم زن ہوا عادی وغیرہ سردارون نے ہرچند امیر کو لاشون مین ڈھونڈھا اور ادھر ادھر تلاش کیا کہین پتہ نہ لگا لشکر اسلام مین ماتم پڑگیا جتنے سردار تھے اپنی اپنی فوج سمیت سیاہ پوش گریبان چاک کیے رفقا اور امرا جو جان نثار تھے اور ہوا خواہ تھے کمال افسردہ بدحواس ہوئے [illegible] عادی تمام فوج کو لیکے [illegible] مین پہونچا

اور خواجہ عبد المطلب سے عمرو نے یہ سانحہ بیان کیا یہ خبر سنکر تمام رئیسان مکہ سیاہ پوش ہوئے اور نالہ و داد و بیداد و مصیبت کرنے لگے نالہائے مصیبت و رد بلند ہوئے آہ و فغان کے شور سے ساکنان ملاء اعلیٰ کے حواس اڑ گئے خواجہ عبد المطلب کو سکتا سا ہو گیا کلیجہ تھام کر رہ گئے کچھ کہا نہ سنا عمرو و مقبل نے اپنا گریبان چاک کیا مہر نگار نے رخسار ہائے گلگون کو طمانچوں کے مارے سوسن سا نیلا کر دیا سر کے بالوں کو اسقدر نوچا کہ کنگھی چوٹی کی احتیاج نہ رہی رنڈاپے کی صورت بنگئی اس شور و شر میں عمرو کے ذہن نے رسائی کی کہ ہر ایک کو تسلی دی اور سب کو چپکا کیا اور کہا تم یقین جانو صاحبقران زندہ و سلامت ہیں خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں اگر صاحبقران کے دشمنوں کا کچھ بھی بال بیکا ہوتا تو سیاہ قیطاس ضرور اپنے لشکر میں آتا مگر ہاں صاحبقران کو صدمہ ضرور پہونچا ہے کہ سیاہ قیطاس ابھی تک نہیں آیا ہے بہرحال تم سب خدا کو یاد کرو صاحبقران کی خبر میں لاتا ہوں اور انشاء اللہ انکی خیر و عافیت سناتا ہوں یہ کہکر قلعہ کی مورچہ بندی کی اور جا بجا فوج مقرر کردی اور مقبل سے کہا خبردار خبردار تا آنے میرے قلعہ کی بہت خبرداری کرنا کوئی بیگانہ بیگانہ قلعہ کے گرد پھٹکنے نہ پائے نہایت ہوشیاری کرنا اور دن سے امیر کا سراغ لگانا شروع کیا اور آپ براق عیاری اپنے بدن پر لگا کے النگ کمر و کیسہ طرح جس میدان میں صف جنگ ہوئی تھی واں آ

آنا عبد الرحمن جنی وزیر شہنشاہ پردۂ قاف کا امیر کے لینے کو

راویان اخبار و ناقلان آثار روایت کرتے ہیں کہ ہر گاہ دیوان رد سیاہ نے شہپال ابن شاہرخ شہنشاہ پردۂ قاف سے سرکشی کر کے شہر چین و شہر زریں و شہر تقم و شہر قاقم و قصر بلور و بیابان عنبا و قصر ابریشم و قصر مرصع و قصر گوہر و قصر زمرد و قصر یاقوت و جبل تموں و باغ لسد ابہار و باغ فرحت آثار و باغ نکہت و قصر مینا و باغ جنان و طلسمات ساختہ حضرت سلیمان و بلاد ختن سراں و گاؤ سراں و گاؤ پایان و کلیم گوشان و نیم تنان وغیرہ کو چھین لیا فقط گلستان ارم باقی رہگیا کہ شاہنشاہ مع عیال اسمیں قلعہ بند ہو کر بیٹھا ایک روز شاہنشاہ کو یاد آیا عبد الرحمن جنی اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ وہ لڑکا آدمزاد حمزہ جسکا گہوارہ تم ملک عرب دنیا سے اٹھوا منگوایا تھا اور کہتے تھے کہ ایک روز ایسا ہوگا کہ تمام دیو کوہ قاف کے متمردی کریں گے سب ملک آپکا چھین لینگے اور آپ گلستان ارم میں قلعہ بند ہو کر بیٹھیں گے وہ لڑکا آکر سبکو ماریگا اور ملک کو انکے ہاتھ سے مستخلص کر کے بدستور آپکے حوالہ کر دیگا دریافت تو کرو کہ وہ آجکل کہاں ہے اور کس سرزمین میں ہے اسکا مقام اور مسکن ہے عبد الرحمن نے قرعہ پھینککر بیان کیا کہ بالفعل اسے بہت بڑی لڑائی پیش آئی ہے اور اس معرکہ میں اسنے ایک تلوار زہر آلودہ سر پر کھائی ہے اگر اسوقت آپ چاہیں تو وہ آسکتا ہے شاہنشاہ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہے اسی دم مرہم سلیمانی منگا کر عبد الرحمن کو دیا اور بہت سا میوہ قسم قسم کا پردۂ قاف کا ساتھ کیا اور فرمایا کہ ہاں جلد جاؤ اس مرہم کو انکے سر پر لگاؤ کہ زخم اندمال پاوے اور میوہ کھلاؤ کہ اسکو قوت آوے اور صحت کے حکم پہنچاتے ہی لے آنا عبد الرحمن تخت پر سوار ہو کر کئی سو جن اپنے ہمراہ لیکر پردۂ قاف سے روانہ ہوا آناً فاناً جاتا ہوا جب سبزہ زار دامن کوہ ابو القبیس پہونچا چاروں طرف

دیکھنا بھالنا شروع کیا دیکھا کہ حمزہ کے سر پر زخم کاری لگا ہی اور اُسکے صدمہ سے سبزہ پر بیہوش پڑا ہی اُسوقت تخت پر لٹکے کوہ ابو القیس کے ایک غار مین اُٹھوا لیگیا اور بآہستگی و نرمی تمام زخم کو دھو ڈالا اور پٹی مرہم سلیمانی کی زخم مین لگا کر میوہ قاف کی ڈالیان گرد اُسکے چُن دین تا اُسکی بو سے دماغ مین قوت آدے اور روح کو طاقت آوے تیسری پٹی بدلی تھی کہ امیر نے آنکھیں کھولدین غش سے افاقہ ہوا عبد الرحمٰن نے سلام علیک کی امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین اور آپکا نام و نشان کیا ہی اور مجھکو اس تخت پر کیا آپ ہی اُٹھا لائے ہین عبد الرحمٰن نے کہا کہ مین غہبال بن شاہرخ شاہنشاہ پردۂ قاف کا وزیر ہون نام میرا عبد الرحمٰن ہی اُس شاہنشاہ کا فرمان پذیر ہون خردسالی مین آپکا گہوارہ آپکے گھر سے شاہنشاہ کے حسب الطلب مین نے اُٹھوا منگوایا تھا شاہنشاہ نے ایک ہفتہ رکھکر اکثر دیو و غول و جن کا دودھ آپکو ملوایا تھا تا جوانی مین کسی سے آنکھ نہ جھپکے اور سرمۂ سلیمانی آنکھون مین دیکر ایک گہوارہ پر تکلف اپنے یہان سے منگوا کر اُسپر لٹاکے آپکو آپکے گھر بھیجدیا تھا اور بہت سا جواہر بیش بہا آپکے ساتھ کیا تھا چونکہ بالفعل تذکرۂ آپکو مجھسے چھپا مین نے قرعہ کے رو سے معلوم کرکے کہا کہ آپ تیغ زہر آلودہ سے مجروح اس میدان مین بیہوش پڑے ہین اور اپنے رفیق و لشکر سے علیحدہ ہو گئے ہین بادشاہ نے مرہم سلیمانی اور ڈالیان قاف کے میوونکی میرے ساتھ کرکے مجھے آپکے پاس بھیجا ہی کہ تیمارداری کرون خاطر خواہ آپکی خدمت گزاری کرون مین جو یہان آیا تو جیسا قرعہ سے معلوم ہوا تھا ویسا ہی مین نے آپکو دامن کوہ کے سبزے مین بیہوش پایا تخت پر لٹاکے اس غار مین لے آیا الحمد للہ کہ آپکے سر کا زخم مندمل ہو چکا اور اب مجھے اطمینان حاصل ہوا باقی رہی طاقت سو یہ میوہ کھائیے ساعۃً فساعۃً طاقت آویگی ضعف نقاہت بات کی بات مین جاتی رہیگی امیر نے پوچھا کہ تم نے مجھکو کیونکر پہچانا کونسا نشان مجھ مین دیکھا عبد الرحمٰن نے کہا کہ قرائن عقلی سے اور خال سبز و کلاہ ابراہیمی سے امیر عبد الرحمٰن کے اخلاق سے بہت محظوظ ہوئے اور اُسکی تعریف بحفظ مراتب جانبین کرنے لگے عبد الرحمٰن نے کہی سوچ جو ہمراہ آئے تھے سبکی ملازمت کروائی اور امیر سے کہا کہ ایک استدعا حضور سے بھی ہی امید ہمت مردانہ سے ہی انشاء اللہ تعالےٰ آپکو صحت کلی حاصل ہوگی تب عرض کرونگا صرف توجہ کا امیدوار ہونگا امیر نے فرمایا کہ بسر و چشم مجھکو بے آپکے کہے آپکی استدعا قبول ہی زیادہ اس مین گفتگو کرنا فضول ہی عمرو کا حال سُنیے کہ یہ جو امیر کی تلاش مین نکلا تمام النگ زمرد کوہ ابو القیس کو چھان مارا لیکن امیر کا پتا نہ لگا ہر گاہ پھرتا پھراتا اس لنگ کو جہان سیاہ قیطاس چر رہا تھا آیا دیکھا کہ سیاہ قیطاس چرتا ہی افسردہ اور پریشان اِدھر اُدھر نظر کر رہا ہی عمرو اُسکے پکڑنے کو دوڑا ابلق سیاہ قیطاس نے عمرو کو نہ پہچانا دُم اُٹھا کر شیر غرندہ کی طرح عمرو پر آیا جب عمرو نے باواز بلند چمکارا تو آواز پہچانکر کان ڈالدیے اور چپکا کھڑا ہو رہا عمرو نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیکر پوچھا کہ تیرا راکب کہان ہی مجھے وہان لیچل وہ جہان ہی وہ ہنہنا کر غار کیطرف اشارہ کرنے لگا عمرو اُسکے اشارے کو نہ سمجھا چارون طرف ڈھونڈھ ڈھانڈھکر چلا آیا کہین سراغ اور نشان نہ پایا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ سیاہ قیطاس کو تم اپنے مکان پر لیچلو کہ رونے والونکے آنسو پونچھے جائین امیر کو پھر تلاش کرو یہ سوچ کر سیاہ قیطاس کو لیچلے کہ تمام لشکر امرا و شاہان پہلوانان نامدار

وخواجہ عبدالمطلب و مہر نگار کو دکھلا کر کہا کہ سیاہ قیطاس تو ملا ہی آپ اپنا جون کی تشفی کے واسطے لے آیا ہون اب جاتا ہون امیر کا بھی ٹھکانا لگاتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ایکی دفعہ عمرو کوہ ابو القبیس کے تلے ڈھونڈھتا ہوا جا نکلا ایک غار مین سے کچھ آواز آدمی کی عمرو کے کان مین آئی آدمی کے آواز کی بھنک سنی اندر جا کر دیکھا تو امیر تخت پر بیٹھے ہین تحفہ تحفہ نئی نئی قسم کے میوے نوش فرما رہے ہین عمرو دوڑ کر امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے اسکا سر اٹھا کر چھاتی سے لگایا اور مہر نگار کی خیر و عافیت پوچھی عمرو نے تمام کیفیت عرض کی عمرو ہاتھ باندھکر روبرو امیر کے کھڑا ہوا چونکہ عمرو کی آنکھون مین سرمہ سلیمانی نہ تھا اس سے کوئی جن عمرو کو نظر نہ آیا اور جنون نے جو عمرو کو عجیب تخلقت دیکھا خوش طبعی کرنے لگے آپس مین دل لگی کرنے لگے ایک جن نے عمرو کے دونون پانون پیچھے سے کھینچ لیے عمرو منھ کے بھل گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمرو بولا صاحبقران ہنستے کیا ہو تمام کوہ و صحرا مین ڈھونڈھتا پھرا ہون اس سے تھک گیا ہون طاقت پانون مین نہین ہی گر پڑا ہون امیر نے عمرو کو آگے اپنے بلایا ایک جن عمرو کے آگے دوزانو بیٹھ گیا عمرو نے جو قدم آگے بڑھایا ٹھوکر کھا کر پھر گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمرو نے پھر وہی عذر کیا ایک جن نے تاج عمرو کا الگ تھلگ اتار لیا اور عمرو کو معلوم نہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی عمرو ننگے سر کیون ہو تاج تمنے کیا کیا عمرو نے جو سر پر ہاتھ پھیرا تو واقعی تاج نہین ہی غل مچانے اور خفا ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ عمرو تنگ ہوتا ہی اور تاج کے کھونے سے گھبرا رہا ہی تب کہا کہ بھائی شہپال بن شاہرخ شاہنشاہ پردہ قاف نے اپنے وزیر عبدالرحمن جنی کو کسی کام کیواسطے میرے پاس بھیجا ہی مگر انھون نے ہنوز کچھ مجھسے بیان نہین کیا بعد صحت بیان کرینگے انکا پیغام مجھسے کہینگے اور میرے سر کے زخم کو بھی انھون نے اچھا کیا ہی بہت جلد زخم مندمل ہوا ہی اور یہ میوہ بھی میرے کھانے کو کہ جسمین جلد طاقت آوے وہی اپنے ساتھ لائے ہین انکے ساتھ جو جن ہین وہ تمھارے ساتھ خوش طبعی کرتے ہین یہ کہکر تاج جس جن نے اتار لیا تھا اس سے لیکر عمرو کے حوالے کیا اور عبدالرحمن سے عمرو کی تعریف کرکے عمرو کی آنکھون مین سرمہ سلیمانی دلوایا تب عمرو سبکو دیکھنے لگا امیر نے عمرو کی ملاقات عبدالرحمن سے کروا کے کہا کہ تو اب تم جاؤ ہماری صحت و سلامتی کی خبر مکے مین پہونچاؤ یہانکا رہنا ہمارا کسی سے نہ کہنا عمرو تو مکے کیطرف گیا صاحبقران نے عبدالرحمن سے کہا کہ اب آپ اپنا مطلب فرمائیے جو آپکے آقائے نعمت نے کہا ہی مجھے سنائیے عبدالرحمن نے کہا کہ یہ تو پہلے ہی مین آپ سے کہچکا ہون کہ جب آپ سات دن کے تھے مین نے از روئے رمل شاہنشاہ سے کہا تھا اسی زمانہ مین عرض کیا تھا کہ ایک زمانہ مین جتنے دیو ہین آپسے متمردی اور سرکشی کرکے تمام ملک آپکا چھین لینگے اور مطلق آپکی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرینگے مگر ایک لڑکا آدم زاد سات دن ہوے ہین کہ شہر مکے مین پیدا ہوا ہی عالی خاندان والا دودمان رئیس مکے کا بیٹا ہی وہ آکر جتنے دیوان سرکش و زبردست ہین انکو زیر کریگا اور ہزارون کو گرفتار اور اکثرون کو تیغ بیدریغ کرکے جہنم واصل کریگا اور ملک آپکا پھر اسکی قوت بازو سے آپکے ہاتھ آئیگا اور تمام فتنہ و فساد اس سرزمین سے دور ہو جائیگا چنانچہ شاہنشاہ نے میری ہی معرفت آپکا گہوارہ اٹھوا منگوا کر سات روز تک اپنے پاس رکھا اور دیو جن غول اشرار

و دیگر جانوران درندہ کا دودھ آپ کو پلوایا کہ جوانی میں آپ کی آنکھ کسی سے نہ جھپکے اور سب پیا یکار عب اقبال خدا
کی عنایت سے غالب ہے اور آٹھویں دن آپ کو اپنے بیان کے گہوارے میں کہ مغرق بجواہر تھا لٹا کر کیے میں بھیج دیا اور
آپ کے والد ماجد کو کہ آپ کے گم ہو جانے میں کمال رنج و ملال تھا نہایت راحت و سرور ہوا سو بالفعل وہی وقت آیا کہ
عفریت نامے ایک دیو نے ایسا زور پکڑا ہے کہ تمام ملک قاف کا اپنے عمل میں کر لیا ہے شہنشاہ گلستان ارم میں قلعہ بند ہیں
اور اسکو بھی کہتا ہے کہ خالی کر دو نہایت پریشان نصیب دشمنان مرگ کے آرزومند ہیں شاہنشاہ نے مجھسے کہا کہ جس لڑکے کا
گہوارہ طفلی میں پردۂ دنیا سے تمنے اٹھوا منگوایا تھا اور از روے قرعہ کے کمال آب و تاب سے بیان کیا تھا کہ یہ لڑکا تمہارا
سب دشمنوں کو قتل کریگا اور تمہارا ملک از دست رفتہ تمکو دلوا دیگا لبس تب وہ لڑکا جوان ہوا ہوگا ہوشیار و فہمیدہ
صاحب علم و فراست فخر امثال و اقران ہوا ہوگا دیکھو تو وہ آجکل کہاں ہے کہاں اسکا مسکن و مکان ہے میں نے
بموجب ارشاد کے قرعہ پھینکا تو از روے رمل کے اس سبزہ زار میں زخمی پایا شاہنشاہ نے سنکر فرمایا کہ جلد مرہم سلیمانی لیجا کر
اُسکے زخم اچھے کر دو اور میوہ کھلاؤ کہ یوماً فیوماً اُسکو قوت حاصل ہو اور میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس عفریت
کافر نے کہ میرے بزرگوں کے وقت میں ایک ادنی پیادہ تھا بدی کرکے سواران یک اسپہ دو اسپہ پیادگان بدست و ادا
پہلوانان فیل سوارہ کو اپنے تابع کرکے شطرنج کے فرزین کیطرح کجروی اختیار کی ہے اور مجھے سخت تنگ کیا ہے اور مجکو ایک گھر
میں کہ گلستان ارم اسکا نام ہے رخ کرکے قلعہ بند کر رکھا ہے کہ میں آگے پیچھے داہنے بائیں کسی طرف جا نہیں سکتا ہوں اور
مطلق بے بساط ہو رہا ہوں اگر تم سا شاطر میری مدد نہ کریگا تو نقشہ بدل جائیگا بازی میری مات ہو چکی ہے کہ حریف کی
دست بردی نے نقشہ میرا بگاڑ دیا ہے بساط اُلٹ دینے کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ میں حضرت سلیمانؑ کی اُمت میں ہوں
اور تم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہو لازم ہے کہ ایک پیغمبر زادہ دوسرے پیغمبر کی اُمت کی مدد کرے اور حتی الوسع حاجت براری
میں مصروف رہے امیر نے فرمایا کہ عبدالرحمن اگر مجھسے وہ دیو مارا جاوے اور شاہنشاہ کا ملک میرے قوت بازو سے
مستخلص ہو کر شاہنشاہ کے قبضے میں آوے تو میں چلنے کو حاضر ہوں نہایت درجہ شگفتہ خاطر ہوں عبدالرحمن نے کہا
کہ میں بخوبی رمل میں دیکھ چکا ہوں پہلے ہی سے یقین کامل ہے اور دل سے معتقد ہوا ہوں کہ عفریت کشی آپ ہی
سے ہوگی اور ملک بھی آپ ہی کی عنایت اور اعانت سے مسترد ہوگا انشاء اللہ تعالی آپ ہی کے ہاتھ سے واصل جہنم وہ
مردود ہوگا عمرو کا حال سنیے کہ امیر کے پاس سے جو گیا خواجہ عبدالمطلب و رئیسان مکہ و سرداران فوج اور
جہرنگار سے امیر کی سلامتی کا حال بیان کرکے کہا کہ اگر ایسے مژدہ پر بھی مجکو خوش نہ کروگے تو کس دن خوش کروگے سب نے
دامن کو گوہر امید سے بھر دیے سبھوں نے موافق اپنے حوصلے کے عمرو کو دیا اور ہر شخص نے بجائے خود سامان جشن کیا
صبح کے وقت پھر امیر کے پاس آیا اور تمام حال پہنچ جانے کا اور جشن کا مع مبارک امیر میں پہونچایا امیر نے عمرو سے کہا
کہ بھائی عمرو چند روز کا سفر ہمکو اور بھی درپیش ہوا ہے دیکھیے کیا مشیت خدا ہے عمرو نے کہا کہ کیسا امیر نے جو کچھ عبدالرحمن

سے سُنا تھا اُسکا اعادہ کیا عمرو بولا کہ ای حمزہ خیر ہی بیہودہ کاٹے کوسون کا سفر کرنا اور اس محنت و مشقت سے مہر نگار
کو لاکر گوشہ مین بٹھلا رکھنا اور عیش سے در گذر کرنا یہ کیا مضمون ہی عقل صائب کے نزدیک یہ امر بہت زبون ہی امیر نے
کہا کہ اب اُنکا مجھپر احسان ہی کہ اُنھون نے آنکر میرے سر کا زخم اچھا کیا ہی میری دوا دارو مین مشغول رہے ہین میرا آرام
ہر وقت ملحوظ خاطر رکھا ہی باقی تو جانتا ہی کہ مین دیو جن غول جادوگر کے باپ سے بھی نہین ڈرتا ہون حافظ حقیقی میرا
نگہبان ہی مین ان باتون پر کب لحاظ کرتا ہون آسمین عبد الرحمٰن نے کہا کہ ای صاحبقران آپکو تین دن جانے
اور تین دن آنے اور ایکدن اولی ہان رہنے اور ایکدن عفریت کے مارنے مین اور ایکدن جشن فتح مین گذریگا مجموع
نو دن کا زمانہ اس آمد و رفت مین لگیگا امیر نے فرمایا کہ قبول کیا دو نا دو نا اٹھارہ دن لگین گے تو بھی کچھ قباحت نہین
ایسے وقت مین چشم پوشی اور انکار کرنا مقتضائے مروت و ہمت نہین عمرو نے کہا کہ اچھا جیسی آپکی مرضی مین اٹھارہ دن
اور مہر نگار کی محافظت کرونگا انیسوین دن مجھے کچھ کام نہین ہی آپ جانیے اور آپکا کام جانے مین اپنی راہ لونگا امیر نے
فرمایا کہ مین نے قبول کیا جاؤ میرا قلمدان لے آؤ تا مین مہر نگار اور سرداران لشکر کو نصیحت نامہ لکھون کہ میرے
آنے تک سب تمھاری تابعداری کرین اور آپکو خوش و محفوظ رکھین لیکن خدا کیواسطے بہت طبیعت داری کو کام
نہ فرمایئے گا سرداران فوج پر بہت حکومت نہ جتائیے گا عمرو روتا ہوا اُس غار سے نکلا اور مکہ کیطرف روانہ ہوا
جسوقت عمرو مکہ مین پہونچا اور خواجہ عبد المطلب نے امیر کے پردۂ قاف پر جانے کا حال سُنا کمال مضطر ہوکے
عمرو سے کہا کہ کسی طرح سے امیر کو سمجھا کر یہ عزم فسخ کرا دیا چاہیے کسی صورت سے یہانتک لایا چاہیے عمرو نے عرض
کی میرے سمجھانے نے کچھ تاثیر نکی مگر حضور ایک خط لکھین اگر آپکا فرمانا کچھ موثر ہو تو شاید مان جائین خواجہ عبد المطلب نے
امیر کا قلمدان منگا کر ایک نصیحت نامہ امیر کو لکھا اور عمرو کے سپرد کیا عمرو وہانسے لشکر مین آیا اور امیر کے سفر کی خبر سرداران لشکر
کو دی وہ بھی رونے پیٹنے لگے وہان ایک حشر مچگئی جب عمرو نے مہر نگار سے عزم امیر کا اظہار کیا مہر نگار زمین پر گر پڑی دوہتڑ
مار مار کے رونے لگی پچھاڑین کھا کھا کر اشکون سے مُنھ دھونے لگی عمرو نے کہا ملکہ اس رونے پیٹنے سے کچھ فائدہ نہین ہی ضبط کو کام
فرماؤ ہوش مین آؤ جسطرح سے خواجہ عبد المطلب نے امیر کو نصیحت نامہ لکھا ہی تم بھی اپنی طرف سے کوئی خط لکھو دیکھو کیا جواب
آتا ہی اصل مطلب کھلا جاتا ہی مہر نگار نے ایک فراقنامہ مشتمل بر نصیحت امیر کو لکھا اور آخر کو یہ بھی درج کیا کہ در صورت عزم فسخ نہ کرنے کے
مجکو بھی اپنے ساتھ لیتے چلو اور اگر چھوڑ جاؤگے تو یہ یاد رہے کہ مجکو جیتا نہ پاؤگے مین اپنا خون کر دونگی آپ میرے [illegible]
عمرو نے اس نامہ کو بھی خواجہ عبد المطلب کے نامہ کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور چپکے سے قلمدان امیر کا بغل مین دبا کر امیر کے پاس گیا
قلمدان آگے رکھکر خواجہ عبد المطلب و مہر نگار کے خطوط رکھدیے اور کچھ حالات زبانی بھی عرض کیے امیر نے پہلے تو ایک عرضی
اپنے والد کی خدمت مین لکھی بعد ازان ایک شقہ سرداران لشکر کو لکھا کہ مجکو بالضرورت چند روز کا سفر درپیش ہوا ہی ایسے وقت
مین چشم پوشی اور اغماض ہرگز نہین زیبا ہی جس جس کو میری اطاعت و رفاقت منظور ہو وہ میرے آنے تک خواجہ عمرو کو میری جگہ پر

سمجھے زعے عمرو کی عدول حکمی نہ کرے اور مہر نگار کے خط کے جواب مین لکھا کہ مین اٹھارہ دن کے واسطے جاتا ہون انشاء اللہ تعالے بعد اس مدت کے توقف نہ کرونگا فوراً آتا ہون شاہنشاہ قاف نے اپنے وزیر کو میرے علاج کے واسطے بھیجا اور اُسنے آکر مجھے تندرست کیا پس اخلاق و مروت و جوانمردی سے بعید ہی کہ مین اُسکی مصیبت مین کام نہ آؤن اور اُس سے اِس بُرے وقت مین مُنہ پھراؤن میری خاطر اگر تمکو منظور ہی تو اٹھارہ دن کی مفارقت اور بھی میری قبول کرو خدا پر شاکر و صابر رہو اور مرد عورتون کو مہم مین اپنے ساتھ نہین لیے پھرتے ہین کہ مین تمکو لیتا جاؤن اور ہر ہر جنگ و مہم مین تمھارا خیمہ بھی ساتھ رکھون ہان اگر تفریحاً سیر و شکار کیواسطے جاتا تو مضائقہ نہ تھا تمکو بھی لیے جاتا اور جبتک مین آؤن عمرو کے کہنے پر عمل کرنا اُسکو اپنا خیر خواہ اور جان نثار سمجھنا بیوفائی اُس سے کبھی نہوگی اپنے مقدمات مین ہرگز نہ عیار و مکار سمجھنا اور خطوط عمرو کو دیے کہ مکتوب الیہم کو پہونچا دو اور ہمارے سلاح لا دو مگر کسیکو خبر نہونے پائے دھوکے سے بھی یہ کلام کبھی زبان پر نہ آئے عمرو امیر کے پاس سے شہر مین آیا لیکن خط کسی کو نہ پہونچایا سلاح لیکر امیر کے پاس روانہ ہوا صاحبقران نہایت عمرو سے خوش ہوے سلاح بدن پر لگاکے چلنے کی فکر کرنے لگے

مارا جانا گستہم کا امیر کے ہاتھ سے اور چھوٹنا اُس مردود کا لشکر کے ساتھ سے

تقدیر اپنا رنگ نیا دکھاتی ہی موت کہانسے کہان کھینچ لاتی ہی گستہم کی لڑائی کا بیان ہی جن وانس کے معرکے کی داستان ہی جب امیر مع ملکہ مہر نگار اور لشکر جرار اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوے شقہ نوشیروان کا گستہم کی طلبی مین روانہ ہوا وہ بزدلہ دو و اسپہ منزلین طے کرکے مدائن مین پہونچا نوشیروان نے تمام کیفیت امیر کی مدائن تاراج کرنے اور مہر نگار کے لیجانیکی بیان کرکے کہا کہ آج کئی دن ہوے ہین کہ زوبین کاؤس چالیس ہزار سوار سے آیا تھا مین نے عیاشان ہلاک کو تیس ہزار سوار دیکر اُسکے ساتھ حمزہ کی تنبیہ اور مہر نگار کے لانے کے واسطے بھیجا ہی اگر تم جاؤ بالاتفاق زوبین و عیاشان ملک حمزہ کو قتل کرو اور مہر نگار کو لے آؤ گستہم تیس ہزار سوار سے مکے کی طرف روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو دو منزلہ کرتا ہوا چلا لیکن زوبین کاؤس لنگ نہ معلوم کسطرف سے گیا تھا اور گستہم بنیت فیض کی طرف سے چلا جب قریب پہونچا معلوم ہوا کہ حمزہ نے زوبین کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا ہی اور اب مفقود الخبر معلوم نہین مرگیا یا جیتا ہی اور اگر زندہ بھی ہی تو اُسکی خبر نہین قلیل مسلمان مکے مین جا کر ٹھہرے ہین لیکن بکمال بد حواس ہو رہے ہین گستہم یہ خبر سنکر دل مین بہت خوش ہوا اور مکے سے تین کوس کے فاصلے پر خیمے استادہ کرکے طبل جنگ بجوایا ہنوز امیر قاف کی طرف تشریف فرما نہوے تھے کہ آواز فریاد کوس کی امیر کے کان مین پہونچی لیکن کسی کی فوج نہ تھی امیر نے عمرو سے کہا کہ بھائی دیکھو تو یہ طبل کہان بجا کسی کا لشکر ہی عمرو دیکھنے کو آگے بڑھا تو ایک لشکر بے شمار کئی ہزار سوار کا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا گستہم تیس ہزار سوار سے لڑنے کو آیا ہی نوشیروان نے امیر کے قتل اور ملکہ کے لانے کے واسطے بھیجا ہی پہلے تو عمرو نے قلعے مین جاکر برج و فصیلون پر لوگون کو قائم کیا اور تیر انداز اور

رعد انداز و برق انداز و نفط اندازون کو جابجا موقع سے بٹھلا دیا بعد ازان عمرو نے چاہا کہ امیر کو جاکر خبر دیوے اس کیفیت سے مطلع کرے کہ ادھر گستہم تیس ہزار سوار سے قلعے پر آپہونچا اور لوگون کو بلانے کا حکم دیا بموجب حکم کے فوراً کئی ہزار سوار نے قلعے پر ہلا کیا اور قلعے کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا عمرو نے وہ آتشبازی کی مار دی کہ جتنے آگے تھے جھلس کر مر گئے باقیماندہ مین سے کسی نے دہشت کے مارے آگے کو قدم نہ بڑھایا خوف سے وہ لشکر پیش روی سے ڈر گئے گستہم نے طبل بازگشت بجاکر فوج سے کہا کہ آج ستا و کل سمجھ لینگے آناً فاناً مین شکست فاش دینگے جب حمزہ نہین ہے تو اس قلعے کا لینا کتنی بڑی بات ہے اس قلیل فوج کو تھوڑے سے مسلمانون کو ہمارے مقابلہ مین کب استقلال اور ثبات ہے صبح کو گھڑی سواری اس قلعہ کو فتح کر لین گے ان لوگون کا کام تمام کرکے ملکہ کو ہمراہ لے لینگے عمرو نے فرصت پائی جو کچھ گذرا تھا امیر سے مفصل شرح وار خبر دی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر کوس جنگ بجوا دو اور صبح کو میدان مین لشکر فوج کی صف جماؤ مین لشکر سمجھ لونگا انشاء اللہ تعالیٰ شکست دونگا اور سیاہ قیطاس کو قبل از انتشار سپیدۂ صبح میرے پاس روانہ کرنا اور تمام فوج کو تسلی اور تشفی دینا عبد الرحمٰن نے کہا مرکب منگوانا کیا ضرور ہے جلد اگر تشریف بری منظور ہے تخت پر سوار ہو کر ادھر کا رخ فرمایئے مرکب کو نہ منگوایئے امیر نے فرمایا کہ اچھی تو بات ہے ایسا ہی کرینگے تخت ہی پر سوار ہوکر چلینگے عمرو کو سیاہ قیطاس کے لانے کو منع کر دیا اور ارشاد کیا کہ اچھا بھائی عمرو صبح کو میدان رزم مین صف آرا ہو کر ہمارا انتظار کرنا اس نامرد سے سمجھ لینگے انشاء اللہ تعالیٰ اسکو یہان آنے کا لطف دکھا دینگے عمرو نے قلعہ مین آکر چھوٹے سے بڑے تک کو مژدہ دیا اور ہر ہر شخص سے کہنا شروع کیا کہ صبح کو تم سب صاحبقران کو دیکھو گے اپنے آقا اور امیر سے ملو گے مین نے گستہم کا حال بیان کیا تھا سب احوال پوست کندہ کہا تھا فرمایا ہے کہ اسوقت تم جاکر طبل جنگ بجوا دو صبح کو فوج کو میدان رزم مین صف آرا کرو ہمارے منتظر رہنا ہم آکر اُسے سزا دینگے اسکی سرکشی خاک مین ملا دینگے یہ کہکر کہا جیبنی اور قلاجیبنی کو کوس سکندری پر ڈنکا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی جنگ کے سامان مہیا کرنے لگا واقع مین یہ مژدہ لشکر چھوٹے سے بڑے تک کو وہ شب شب برات و شب عید ہو گئی شادی اور مسرت قریب کلفت اور مصیبت بعید ہو گئی رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا کیا رات بھر طرفین مین جنگ کا تذکرہ اور چرچا رہا صبح کو عمرو نے ایک اشتر بردعی پر سوار ہوکے جنگ گاہ مین جاکر صف بندی کی نہایت حزم اور ہوشیاری کیساتھ امیر کی فوج غنیم کے مقابلے مین کھڑی ہوئی گستہم بھی عمرو کے مقابلہ مین اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا الغرض جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران تو نہین ہین عمرو لڑنے کو آیا ہے یہ نیا رنگ بنا جاتا ہے خوش خوش اپنے گینڈے کو میدان مین نکالا فوج کو بڑھاوا دیتا ہوا پرے سے آگے بڑھا چاہتا تھا کہ مبارز طلبی کرے اور کلمات رخز بیہودہ بکے کہ عمرو نے تخت صاحبقران کا دیکھکر اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ دیکھو وہ صاحبقران آتے ہین بجمال الکمال سے تم سبکو مشرف فرماتے ہین جب تخت قریب پہونچا سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران مسلح دوزانو تخت پر بیٹھے ہوئے ہین کسیطرح کا تغیر اور اضمحلال بیماری گذشتہ کا نہین خوش و خرم سب طرح سے ہین یہ دیکھکر سب کے سب مارے خوشی کے اپنے گھوڑون سے زمین پر

قدمبوسی کو کودے بعضے کا جلدی کے باعث پاؤن رکاب مین پھنسا بعضونکا رکاب مین اُلجھا گر پڑے گستہم یہ دیکھکر نے چھپا قہقہہ مارکے ہنسا اور اپنے سردارون سے کچھ کہنا شروع کیا عمرو بولا کہ اُو ردی صورت ہنستا کیا ہی کوئی دم مین روتا ہوا جہنم کو راہی ہوتا ہی وہ دیکھ صاحبقران تیری جان کا ملک الموت آپہونچا وہ ادہر اُدہر دیکھنے لگا اسمین صاحبقران کا تخت آسمان پر سے زمین پر اُترا گستہم اور اُسکا لشکر دیکھکر سخت متحیر ہوا کہ حمزہ بلاے آسمانی کیطرح کدہر سے نازل ہوا اسکی تو ہمنے اور کچھ خبر نہ سُنی تھی یہ زندہ پھر کیونکر ہو گیا صاحبقران نے تخت پر سے اُتر کر فوراً اُسکو للکارا کہ او بد درمُے اگر آیا ہی تو سامنے آ وہ مردود بی نخوت اور غرور سے تو مخمور تھا یہ سنتے ہی نیزہ امیر کے سینے پے کینے پر چلایا امیر نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھینکر اُسی نیزے کی ڈانڈ اسکے گینڈے کے سر پر جو ماری بھیجا اُسکا نکل آیا اور زمین پر گر پڑا جب گستہم پیادہ ہوا تو گستہم نے امیر پر تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی تلوار کو جو اپنی تلوار پر گانٹھا اُسکی تلوار گرہ کے پاس سے ٹوٹ گئی فقط قبضہ ہاتھ مین رہ گیا ہر گاہ امیر نے ہاتھ اُٹھایا گستہم نے اپنا سر چھپایا امیر نے ایک ہاتھ مونڈھے کا ایسا صاف لگایا کہ

مقابلہ کرنا گستہم کا صاحبقران سے اور مارا جانا اُسکا ایک ضرب امیر سے



ککڑی کی طرح دو ٹکڑے ہو گیا جہنم کو راہی ہوا یہ دیکھکر لشکر جو اُسکا چپقلش کرکے آیا عبد الرحمن نے اپنے جنون سے کہا کر دیکھتے کیا ہو انکو مارلو چار سو جن جو عبد الرحمن کے ساتھ تھے ایک ایک دو دو آدمیون کو اُٹھا کر آسمان کی طرف لے اُڑے اور اوپر سے ایک ایک آدمی کو دو دو آدمیون پر مارکے بیس ہزار آدمی گستہم کی جلو کے واسطے جہنم کو بھیجا اور قریب تین ہزار آدمی کے عمرو نے پہلے دن جب گستہم نے قلعہ پر ہلا کیا تھا آتشبازی سے جھلسا کر فی النار والسقر کیے تھے سات ہزار آدمی کہ جو منجملہ تیس ہزار کے باقی رہے تھے اُنھون نے اپنی جان کو غنیمت جانا گستہم کی لاش دو پارہ کو لیکر مدائن کیطرف رخ کیا جب امیر گستہم کی لڑائی فتح کر چکے عبد الرحمن امیر کو لیکر قاف کو روانہ ہوا اور امیر کا لشکر وہین قائم رہا

امیر کا کوہ قاف کی طرف جانا اور وہاں سے اٹھارہ برس کے بعد پھرنا

شبدیز خامہ داستان نگار کو بڑا میدان صفحہ طی کرنا ہے سفر دور و دراز پیش آتا ہے گستہم کے مارے جانے کی کیفیت اور اسکے لشکر کی تاراجی اور معاودت کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد واضح ہو کہ امیر تو قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے خیمہ و خرگاہ و نقد و جنس لشکر کفار کا اکٹھا کر کے نقد و جنس تو آپ لیا اور زر دانہ سے جو کچھ باقی رہا اپنے لشکر کو انعام دیا اور خواجہ عبد المطلب کے خط کا جواب خواجہ اور مہر نگار کے اشتیاق نامہ کا جواب مہر نگار کو اور سرداران لشکر کا خط سرداران لشکر کو دیکر امیر کے قاف روانہ ہونیکی خبر جمیع کوچک بزرگ کو دی خواجہ عبد المطلب نے مجبور اسنگ صبر اپنی چھاتی پر دھرا اور امیر کے مع الخیر پھرنے کی دعا مانگنے لگے اور انکی فتح کا شکر سجدہ شکر جناب باری میں ادا کیا عمرو سے بعد اس معرکہ کے لشکر اسلام نے کہا کہ خواجہ ہم ہمیشہ سے تمکو دوسرا صاحبقران جانتے ہیں اسیطرح اب بھی تمکو مانتے ہیں ہمکو تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری میں عذر و تامل نہیں اگر آگ میں ڈالدوگے تو جل مرینگے پانی میں ڈالدوگے تو گر پڑینگے عمرو نے سبکو چھاتی سے لگایا اور بقدر حیثیت سب کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہے تم لوگ صاحبقران کے دوست ہو بابا اطاعت کیسی میں سلوک برادرانہ کا تمسے امیدوار ہوں اور تم سب پر میں دل و جان سے نثار ہونے کو تیار ہوں مہر نگار کی محافظت کا خواہاں ہوں اسی فکر میں ہوں صلاح جویاں ہوں کہ نوشیروان سا بادشاہ اسکی جستجو میں ہے اپنے نور دیدہ کی آرزو میں ہے اور اب جو امیر کا پردۂ قاف کیطرف جانا سنے گا تو کیا کیا فکر مہر نگار کے چھیننے کی نہ کریگا سرداروں نے کہا کہ خواجہ جبتک ہمارے دم میں دم ہے اور تو کوئی کیا مال ہے اگر خود نوشیروان مہر نگار کے لینے کو آویگا انشاء اللہ تعالیٰ ذلت و خواری اٹھائیگا عمرو نے کہا کہ مجکو اس سے زیادہ تمسے امید ہے کیوں نہو یہی مقتضائے شرافت ہے جوانمردی اور رفاقت کی یہی شان ہے یہی ہمت اور مروت ہے اور اگر امیر تمکو ایسا نہ جانتے تو اپنے ناموس کو تمہارے بھروسے پر کب چھوڑ جاتے اور کوئی صورت نہ نکالتے کوئی اور فکر نہ فرماتے یہ کہکر تمام لشکر کو قلعہ کے اندر سجا کر قلعے کو مثل طاؤس مرصع بنایا اور خندق کو غرقاب کر کے دروازے کے آگے پل تختہ اٹھوایا اور فصیل بند دروازے پر ایک شامیانہ کارچوبی کاشانی مخمل کا اپنی نشست کیواسطے استادہ کیا اور اسکے نیچے کرسی مرصع بچھوا کر سامان جلوس حد سے زیادہ کیا بعد اسکے مہر نگار کے پاس گیا اور مژدہ فتح کا کہا مہر نگار نے فرمایا کہ خواجہ میں تمکو بجائے باپ کے جانتی ہوں اور ہر طرح سے تمہارا کہنا مانتی ہوں امیر نے نصیحتاً لکھا ہے کہ خواجہ کے حکم سے باہر ہونا کوئی امر بے مشورہ اور صلاح خواجہ کے ہونے پائے کسی امر میں خود سر ہونا معاذ اللہ میں اور تمہاری اطاعت سے سرکشی کروں خدا غارت کرے اس گھڑی کو بلکہ مجکو بھی جس گھڑی میں تمہاری نافرمانی کروں خواجہ یہ سنکر کلمات ثنا و صفت زبان پر لایا اور کہا کہ ملکہ صاحب میں جو کچھ عرض کرونگا نفس الامر سراسر خیر خواہی ہو گی وہ بات نہیں فدویت و جاں نثاری کی ہو گی اور امیر نے جو اطاعت کو لکھا ہے تو اسواسطے لکھا کہ امیر کا سمجھا ہے اور مستورات مردوں کے برابر ذی فطرت نہیں ہوتی ہیں سوائے اسکے صف جنگ و جہاد عورتوں پر حرام ہے مردوں

کی غیبت مین بے عفت و عصمت ہوتی ہین اور باپ آپکا در پے عداوت ہی بر سر پرخاش و مقاومت ہی اور باقی مین آپ کا
تابعدار ہون مہر نگار نے کہا کہ خواجہ یہ کونسی بات ہی مین امیر کے حاضر و غائب تمھاری فرمانبردار ہون عمرو بہت
اپنے دل مین خوش ہوا اور چھ مہینے کا غلہ خرید کر کے قلعہ مین بھر کے کہنے لگا کہ اب چھ مہینے تک اگر تمام روے زمین کی فوج
آوے اور قلعہ کو چاہے کہ خالی کرے تو کیا مجال ہی خانہ خدا کے سایہ مین آکر پناہ لی ہی ہمارے شامل فضل ایزد متعال ہی یہ کہکر سردارون
اور پہلوانون کو جابجا فصیلون پر قائم کیا اور آپ بلباس شاہانہ ملبس ہوکر شامیانہ کے نیچے بیٹھکے حسب عدہ صاحبقران کے دن گننے لگا

کیفیت صاحبقران کی جو راہ مین قاف کے گذری

صاحبقران کے سفر کا بیان ہی نئے طرز کی داستان ہی جنات جو صاحبقران کا تخت لیکر اڑے زمین سے اسقدر بلند
ہوے کہ کوہستان و قلعہ جات دیکھنے سے رہ گئے قریب ظہر کے ایک سبزہ زار پر تختون کو اتارا امیر نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ یہ
کون مقام ہی اور اسجگہ کا کیا نام ہی اسنے عرض کی کہ ابھی سرحد آدم آزاد ہی اور انسان یہانکا بادشاہ ہی اور رستم بن زال کی
ورزش گاہ ہی امیر نماز سے فراغت کرکے تفریحاً ورزشگاہ رستم کی دیکھنے کو گئے اور دو ایک مقرب لوگ بھی ہمراہ چلے وہان ایک گنبد
نظر آیا اندر جا کے دیکھا ایک صندوق آہنی مقفل چھت مین لٹکا ہوا ہی اور اسکو ہر ایک شخص نہین اتار سکتا ہی امیر نے اسے
باہستگی تمام اتار اسے جو کھولا تو اسمین ایک کمربند و خنجر و حلقہ کمان و تیر دیکھا اور ایک لوح سنگ پر لکھا پایا کہ یہ اسباب رستم کا ہی
اور کوئی اسکو نہین لے سکتا ہی جو شخص کہ صاحبقران ہوگا وہ اسکو لیگا اور ہمارا رتبہ ان ہوگا صاحبقران اسکو لیکر
خوشی خوشی عبدالرحمن کے پاس آئے اور وہ اسباب مع لوح دکھلایا عبدالرحمن نے کہا مبارک ہو یہ شگون غیبی ہی آپ کو غیب سے
ہاتھ آیا ہی اسدن اس جگہ شب باش ہوے صبح کو بدستور پھر سوار ہوکر آخر روز ایک مقام پر اترے دیکھین تو کوسون تک
ایک دیوار آہنی ہی خدا جانے کب کی بنائی ہوئی ہی دروازے کا کہین پتا نہین انسان کیا حیوان کا بھی وہان گذر نہین
حکم دیا کہ دروازے کی جستجو کیجائے جلد کوئی جاکر خبر لائے آخر جنون نے ڈھونڈھکر دروازہ نکالا امیر اسطرف متوجہ ہوے
دروازہ کھولکر اسکے اندر جو چلے ایک سبزہ زار دیکھا اور ایک گنبد مین ایک فقیر سالک کو عبادت الٰہی مین مصروف پایا
اسنے امیر کو دیکھا سلام علیک کرکے کہا کہ صاحبقران مین ۹۰ برس سے تمھارا منتظر تھا امیر نے سلام علیک کا جواب
دیکر پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا کہ مین صاحبقران ہون میرا نام کسطرح جانا اس بزرگ نے کہا کہ مین نے بزرگون
سے سنا تھا کہ یہ سرحد قاف ہی یہان کوئی انسان نہین آئیگا مگر ایک شخص حمزہ نام وہ البتہ یہان تشریف لائیگا سو
الحمد للہ کہ مین نے تمکو دیکھ لیا اب آخر امیدوار ہون کہ میرا وعدہ برابر آ پہونچا مجھے غسل دیکر دفن کرتے جائیے میری مٹی
ٹھکانے لگائیے یہ کہکر کلمہ پڑھکر جان بحق تسلیم ہوا ملک عدم کا راستہ لیا یہ دیکھکر امیر نے تاسف کیا اور اسکی وصیت کی
تعمیل کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد کھانا نوش فرماکر تخت پر سوار ہوے ایک شبانہ روز عبدالرحمن
لیے چلا گیا دوسرے دن ظہر کے وقت ایک بیابان مین اتارا امیر نے عبدالرحمن سے فرمایا کہ ابھی تو دن سوا ہی یہان آنے کا

کیا سبب ہی عبدالرحمن نے کہا کہ جناب عالی اس مقام پر اسواسطے ابھی سے اُترا ہون مصلحتاً ٹھہرا ہون کہ یہانسے تھوڑی دور
پر راہدار نامے ایک دیو رہا کرتا ہی کہ وہ راہزنی اور کشت و خون کیا کرتا ہی جو کوئی اُسکی آنکھ بچا کر نکلجاتا ہی تو جانبر ہوتا ہی
اور جسکو دیکھ پاتا ہی وہ اُسکا شکار رہتا ہی ملک عدم کو اُسکا سفر ہوتا ہی اسلیے مین ابھی سے یہان اُترا کہ آدھی رات کو سوار
ہو کر بے کھٹکے نکلجائینگے اُس تشویش اور تردد سے امان پائینگے امیر نے فرمایا کہ ہمکو اُسکے مکان پر لیچلنا چاہیے کہ ہم بھی اُسکو دیکھین
اور اگر موقع ہو تو اسکو مار کر خلق اللہ کو اُسکے ہاتھ سے نجات دین عبدالرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران وہ بڑا ہی موذی ہی
اندیکھے بھین توقف فرمائیے مصلحت وقت یہی ہی امیر نے فرمایا کہ یہ تبلاؤ کہ زبردست و قوی زیادہ راہدار ہی یا عفریت بکار
ہی عبدالرحمن نے کہا عفریت کے آگے راہدار کی کیا حقیقت ہی اُسکے مقابلے مین اُسکی بہت ہی کم حیثیت اور لیاقت ہی
صاحبقران بولے کہ یہ طرفہ معاملہ ہی عفریت کے مارنے کو تو مجکو قاف لیے جاتے ہو اور راہدار سے کہ جو اُسکے آگے کچھ حقیقت
نہین رکھتا ہی لڑنے کو منع فرماتے ہو عبدالرحمن نے معقول ہو کر عرض کی کہ ایک بلا اس میدان مین اور بھی نازل ہی کہ جسکے خوف
سے اسجگہ کوئی نہین ٹھہرتا ہی سبکا دل لرزتا ہی امیر نے فرمایا کہ وہ کیا بلا ہی اور اُسکا کیا نام ہی عبدالرحمن نے کہا کہ ایک شیر دلاور
نہایت خونخوار وہ شیر ہی امیر شیر کا نام سنکر بہت خوش ہوے اور اُسی دم نیستان کیطرف تشریف لیچلے شیر نے جو آدمی کی بو
پائی نیستان سے باہر نکلا اور چارون طرف دیکھنے لگا امیر دیکھین تو واقعی سر سے دم تک ساٹھ ہاتھ لمبا ہی کمال
ہیبت ناک زبردست ہزار شیر و نکا ایک شیر بنا ہی امیر نے اُسکو للکارا وہ ڈکارتا ہوا امیر کے اوپر آیا برابر آتا تھا
امیر نے بدن چرا کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر ایسا لگایا کہ صاف دو ٹکڑے ہو گیا زمین پر گر پڑا جن امیر کی قوت دیکھکر دنگ ہو گئے
فق سب کے رنگ ہو گئے اور عبدالرحمن نے امیر کے قبضے کو چوم لیا اور وہین سے سوار ہو کر راہدار دیو کے مکان کا قصد کیا
امیر تمام رات اس خیال سے نہ سوئے ایسا نہو کہ راہدار کے مکان کی راہ کاٹکر چلے جائین اور میری حفاظت کے قصد سے مجھے
اُسکے مقابل کا نہ جانکر راہ نہ بتائین صبح ہوتے ہوتے راہدار کے مکان پر پہونچے لیکن جنون کے بدن مین اُسکے خوف سے
رعشہ پڑ گیا ہاتھ پاؤن پھول گئے متصل اُسکے مکان کے تخت کو رکھکر جتنے جن تھے اِدھر اُدھر گوشون مین چھپ رہے امیر تخت پر سے
اُترکے راہدار کی تلاش مین چلے راہدار کا حال سُنیے کہ وہ تین سو دیو سے اُس مقام پر رہا کرتا تھا اور ہمیشہ خبر منگوایا کرتا تھا کہ
شاہنشاہ پردہ قاف کس خیال مین ہی کیا فکر کر رہا ہی کس حال مین ہی ایکروز ایک دیو نے آکر خبر دی کہ شاہنشاہ نے عبدالرحمن
کو ایک آدمزاد کے لانیکے واسطے پردۂ دنیا پر بھیجا ہی سنا ہی کہ وہ شخص بڑا شجاع اور پہلوان اور طاقت دار صاحب کمال اپنے وقت
کا یکتا ہی تاکہ وہ آکر دیوان قاف کو قتل کرے اور شاہنشاہ قاف کا عمل بخوبی جما دے اُسدن سے راہدار شبانہ روز
تاک مین تھا کہ وہ آدمی کب وے کہ مین اپنی داڑھ گرم کرون آدمی کا گوشت لذیذ مزیدار چکھون قضا کا اُسوقت راہدار قلعہ کو
پر بیٹھا ہوا سبزہ زار کی سیر کر رہا تھا کہ صاحبقران اُسکو دکھائی دیے دور سے نظر پڑے تجویز کیا کہ شاید وہ آدمی آیا اور یہ
آدمی اُسی کے ہمراہیون مین سے ہی اچھا رازق رزاق نے پہونچایا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس آدمی کو اُٹھا لا کیسے امیر دیو کے جتیا لا

وہ دیو امیر کے پاس آیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اُٹھا لیجائے راہدار کی خدمت مین پہونچا دے امیر نے اُسکا ہاتھ
پکڑ کر ایک جھٹکا جو دیا دیو دو زانو بیٹھ گیا ادھ موا ہوا امیر نے ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ مغز اُسکا اُسکی گردن
مین گھس گیا پردہ قاف سے عدم کو سدھارا راہدار نے یہ کیفیت دیکھکر معلوم کیا کہ ہو نہو یہ وہی آدمی ہے جسے عبد الرحمن
لینے گیا تھا یہ سوچکر تین سو دیو سمیت امیر کے مقابلہ مین آیا امیر نے اس زور سے نعرہ اللہ اکبر کا مارا کہ تمام بیابان دہل گیا
سارے جنون کا دم سا نکل گیا راہدار اپنے تین سو دیو لیکر الگ ہوا اور ایک طرف جا کر باراوہ مقابلہ سنبھلا امیر نے دیکھا
کہ ایک بلائے بد ہے تخمیناً تین سو گز کا قد ہے اور دو شاخین پچاس پچاس گز کی مثل شاخہائے خشک نخل دیو دار سر پر ہین
اور مانند اژدہے کے دہن کشادہ ہے شعلے آگ کے نکل رہے ہین قعر دوزخ سے زیادہ ہے طشت خون سی آنکھین سرخ
ہو رہی ہین پلکین سیاہی کے کانٹون کی صورت کھڑی ہین ناک کیا ہے گویا تابوت بزرگ آنکھون کے نیچے ہونٹون
کے اوپر دکھا ہے کمر مین شیرون کی کھال کا لنگوٹ کسے ہوے اسپرم اپنی لپیٹے زنجیرین طلخالین زرین مرصع ہاتھ پاؤن
گلے مین ڈالے ہوے امیر کے برابر آکے کہنے لگا او سیاہ سر زندان سفید تو نے میرے دیو کو کیون مارا میرا خیال و ادب
تجھے کچھ نہ رہا اب مجھسے بچکر کیونکر جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر مخلصی پائیگا یہ کہکر ایک شاخ شمشاد کی جسمین کئی آسیا سنگ بندھے
تھے امیر کے سر پر ماری امیر نے اُسکو رد کیا اور قریب جا کر ایک ضرب خنجر رستم کی اس زور سے اسکے پہلو مین لگائی کہ دوسرے
پہلو سے وہ خنجر نکل گیا اُسنے تو بس ایکہی ضرب مین دانت نکالدیے ہوش و حواس سب برباد کیے امیر نے خنجر کو میان مین
کرکے تلوار میان سے لی اور تین سو دیو جو سامنے کھڑے ہوے تھے اُنپر حملہ کیا جسپر ایک ہاتھ لگایا اُسنے سانس نزلی فوراً
جان دی عبد الرحمن نے جنون سے کہا کہ راہدار تو مر چکا اب تمکو کیا ڈر ہے کس بات کا خوف و خطر ہے ہان اسوقت
کی مدد کیا چاہیے جتنے جن تھے سب دیو خنجر ٹوٹ پڑے خوب جی توڑ توڑ کر لڑے اکثر دیو تو واصل جہنم ہوے ملک عدم مین
داخل ہوے اور تھوڑے سے جو بچکر بھاگے امیر نے اُنکا پیچھا نہ کیا اُنکو مطلق العنان کیا اسیدم عبد الرحمن کو لیکر راہدار
کے مکان پر گئے جا بجا جواہرات کے انبار دیکھے اسباب بیش قیمت بیشمار دیکھے امیر نے عمرو کو اسوقت یاد کرکے کہا کہ جائے
عمرو خالی ہے اُسکی یاد ہمارے دلپر حالی ہے پھر عبد الرحمن سے فرمایا یہ جتنا مال ہے یہ سب ملک شہپال کا ہے مجکو اسکا
کچھ کام نہین ہے ایسے مال پر مجکو طمع خام نہین ہے تم اسکو اٹھوا کر اپنے شاہنشاہ کی خدمت مین پہونچوا دو کہ اسکا دل بھی
مال کو دیکھکر شگفتہ ہو جتنے جن تھے سبھون نے امیر کی شجاعت و سخاوت پر آفرین کی جان و دل سے تحسین کی اور
کہا کہ آدمزاد کا بھی ایسا دل و گردہ ہوتا ہے کہ اس قدر مال کو اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے بارے راہدار کا سر چار جنون سے
اٹھوا کے امیر اپنے تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوے سب رفیق اُس شمع کے پروانہ ہوے ہر گاہ قلعہ غنیم کے نزدیک پہونچے
سلاسل جنی رفیق شہپال چالیس ہزار سوار پر نیزہ دار جلو مین لیکر امیر کی پیشوائی کیواسطے آیا اور قلعہ مین لے جا کر
بآئین شاہانہ امیر کی دعوت کا سامان بہم پہونچایا دوسرے دن امیر مع سلاسل جنی گلستان ارم کی طرف روانہ ہوے

دی لکھتا ہی کہ شہیال امیر کی آمد آمد سنکر گل گل شگفتہ ہوا اور فرمایا کہ ہان سامان جلوس کمال تزک سے تیار ہو ہم حمزہ
ے استقبال کیواسطے جائینگے اسبات سے ہر شخص خبردار ہو حکم کی دیر تھی تعمیل مین کیا تاخیر تھی شاہنشاہ قاف بڑے طمطراق
ے امیر کے استقبال کے واسطے روانہ ہوا امیر کا حال سنیے کہ داہنے بائین تو عبدالرحمن اور سلاسل کے تخت تھے اور
ﭻ مین صاحبقران کا تخت امیر باتین کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے صدہا تخت رواں جنپر سیکڑون پریزاد ساز بجاتے
ور گاتے جنکے نظارے کی ہرگز تاب نہ آئے نمود ہوئے اسکے بعد سیکڑون تختونپر ہزارون پریزاد کہ انسان جنکے حسن و جمال کو
یکھکر مثل سایہ زدگان کے بیہوش ہو جائے اُنکے نظارے کی ہرگز تاب نہ لائے ہاتھون مین گلدستے لیے ہوئے تخلخلے اور بخورات
وشن کیے تخت شہیال کے گرداگرد نظر آئے دیکھنے والونکے بڑے حظ اُٹھائے تمام بیابان خوشبو سے رشک ارم تھا عجب سامان ہم
ھا عبدالرحمن سلاسل جنی نے دور سے دیکھکر صاحبقران سے کہا کہ شاہنشاہ آپکے استقبال کیواسطے آتے ہین آپ کیا
راتے ہین جب تخت شہیال کا قریب پہونچا صاحبقران نے اپنا تخت زمین پر رکھوا دیا شہیال نے پریزادونسے کہا کہ ہمارا
خت بھی صاحبقران کے تخت سے ملا کر رکھدو کہ اتصال سے دلکو سرور ہو جب شاہنشاہ کا تخت زمین پر رکھا گیا صاحبقران تخت
پر سے اُتر کر شاہنشاہ کے تخت کو بوسہ دیا شاہنشاہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ مین نے تکلیف مالا یطاق
ی یہ جرأت نامناسب کی مگر ظاہر ہی کہ بزرگ ہی لوگ بزرگونکے کام آتے ہین اور انکے طفیل سے نیازمندونکے سب کام انجام پاتے ہین
ماحبقران نے کہا کہ اگر میری جان بھی حضور کے کام آوے تو مجھے دریغ نہین بلکہ یہ خیرخواہ دلی بڑی نیکنامی پائے یہ کہکر اہرا کا سر
ہ جواہرات و مال و اسباب جو ہاتھ آیا تھا شاہ کی خدمت مین گذرانا شاہنشاہ امیر سے بہت خوش ہوا جملہ حاضرین امیر کی غرب سے
آئینہ وار حیران تھے اور انکی طرف تحیر سے نگران تھے سبھون نے امیر کی قوت بازو کی تحسین و آفرین کی اور بہت شاباش دی شاہنشاہ نے
بلکہ عبدالرحمن کو خلعت سرفرازی عطا کیا ہمچشمون مین اُسکا مرتبہ بالا کیا پھر امیر کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر بٹھا کر گلستان ارم مین
ہونچے امیر کو بارگاہ سلیمانی مین اُتار کر ایک پلنگ جواہر نگار پر بٹھلایا اور جواہرات بیش بہا منگوا کے امیر پر نثار کرایا جسقدر دیو پریزاد
ے امیر کے روبرو ہاتھ جوڑکر کھڑے ہوے اور امیر کے حسن و جمال کو دیکھکر مسرور ہو کر کہنے لگے کہ خالق نے انسان ضعیف البنیان کو بھی
یسی صورت و قوت عطا کی ہی اور ایسی وجاہت و شجاعت دی ہی اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ سوائے امیر کی صورت کے کسیطرف نگاہ نکرتا تھا
ملتے کے عالم مین مثل پریزادگان امیر کو تاکتا تھا اور امیر سر جھکائے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو خاموش دیکھکر قاف کے انگور کی
ں شراب منگائی کہ اُسکے پینے سے حمزہ کا حجاب ٹوٹے اب جبتک شراب انگوری حمزہ کے واسطے آئے راقم بردہ دنیا کا حال لکھتا ہی

گاہ ہونا نوشیروان کا جانے سے امیر کے طرف قاف کے اور روانہ کرنا فوج کا مکہ کی طرف

مورخان اخبار پیشین اسطرح سے بیان کرتے ہین کہ ترد چیس و رعیاشان ملک کا حال سنکر تو نوشیروان مغموم تھا ہی
گستہم کی لاش آئی اور ہمراہیون نے تمام کیفیت کہ سنائی کہ جسوقت گستہم نے صف بندی کی حمزہ کا تخت مثل بلا کے آسمانی
سمان سے اترا حمزہ نے گستہم کو مارا اور سوارون کو زمین سے کسی نے اُٹھا اُٹھا کر آسمان پر لیجا کے اسطرح سے نشانہ تاک کے

پھینکنا شروع کیا کہ نیچے کے سوار بھی دب دب کے مر گئے چنانچہ اسی طرح بیس ہزار آدمی مارا گیا اور کشندہ نظر نہ آیا بادشاہ
نے اس ماجرے کو سنکر تعجبانہ بزرجمہر کی صورت دیکھی بزرجمہر نے تمام واردات بردۂ قاف کی بیان کرکے کہا کہ
شہپال بن شاہرخ نے حمزہ کو اپنی اعانت کے واسطے بلوایا ہے اور وہ اسکی مدد کو گیا ہے ہرچند حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ
کرکے گیا ہے لیکن اٹھارہ برس وہان رہیگا اور دیوان قاف کو زیر و زبر کرکے دنیا مین آئیگا اور اسپر کوئی دیو قابو نہ پائیگا
پس جسدن اسکا عزم قاف کیطرف روانہ ہونیکا تھا اسیدن گستہم نے لڑائی ڈالی حمزہ نے تو گستہم کو مارا اور جنون نے اسکے
سوارونکو قتل کیا نوشیروان یہ کیفیت سنکر کمال خوش ہوا کہ اٹھارہ برس تک کون جیے اور کون مرے حمزہ کسی نہ کسی دیو
کے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا اس فرقے کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائیگا اسوقت مین مسلمانون کو بے اجل مار لینا چاہیے اور انکو ملکا
بدلہ دیا چاہیے یہ سوچکر ویلم و قیلم کو کہ ساسانیون مین انسے زیادہ زور آور کوئی نہ تھا تیس ہزار سوار دیکر مکے کیطرف روانہ کیا اور کہا کہ
بالفعل حمزہ قاف پر گیا ہے میدان خالی ہے ہر طرح سے فارغ البالی ہے تم جاکے مکے کو ویران کرکے ملکہ مہرنگار کو لے آؤ مجکو اسکا دیدار دکھاؤ
وہ دونون بادشاہ سے رخصت ہوکر مکے کی جانب روانہ ہوے اب شاہ عیاران عمرو عیار کشندہ کافران و مہرنگار کا حال سنیے کہ جب
چند روز اٹھارہ دن پر گذر گئے اور امیر نہ آئے تو بے اختیار ڈاڑھین مار مار کے رونے لگے منہ اپنا آنسوؤن سے دھونے لگے
مہرنگار کے پاس جو گیا تو اسکو بھی بیتاب دیکھا مہرنگار عمرو سے کہنے لگی کہ کیون بابا عمرو امیر تو اب تک نہ آئے انکی مفارقت نے
مجھے بڑے رنج دکھائے معلوم نہین کہ اُنپر کیا گذری وہ ملک تو پریون کا ہے اور آپ فرد تنہا ہے خدا ہی امیر کا حافظ ہے اور تو کیا ہو
مگر مین زہر کھا کر مر جاتی ہون یا نقش حیات صفحۂ ہستی سے مٹاتی ہون جہان مناسب جاننا مجکو دفن کرو یا زیر زمین دھر دینا
خواجہ نے کہا کہ اے ملکۂ آفاق خیر تو ہے کوئی ایسا کام کرتا ہے کسی کے فراق مین زہر کھاتا ہے کیا آیۂ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تمکو یاد نہین
ہے خدا سے تمکو امید امداد نہین ہے اب مین امیر کا حال دریافت کرنے کے لیے مدائن کو جاتا ہون بزرجمہر سے دریافت کر آتا ہون
آپ اپنا حال ابتر نہ کیجیے اضطراب کو اپنے دل مین راہ نہ دیجیے مہرنگار کو سمجھا کر مقبل کے پاس آیا اس سے کہا کہ مین تو مدائن کو امیر کا
حال دریافت کرنے بزرجمہر سے جاتا ہون اور تمکو ایک تدبیر بتاتا ہون تم اپنے چالیس ہزار تیر انداز بجیطا سے مہرنگار کی محافظت
مین مستعد رہنا اور جابجا قلعہ کی فصیلون پر پہلوانان قوی ہیکل کو قائم رکھنا اور آپ اسباب عیاری بدن پر لگا کے بہیئت فقیر
کی طرح سے مدائن کیطرف روانہ ہوا چند روز مین منزلین قطع کرکے ایک بقال کی صورت بنکر بزرجمہر کے دروازے پر جا کے کھڑا
ہوا اتفاقاً اسیوقت بزرجمہر بھی دریا سے پھرے تھے عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا کہ آپکی جاگیر کا رہتا ہون لوگون
نے بہت ایذا مجکو دی ہے میرے ساتھ بڑی دغا بازی کی ہے اسواسطے فریادی آیا ہون تمہارے پاس فریاد لایا ہون اگر آپ
داد نہ دینگے تو زنجیر عدالت جاکر ہلاؤنگا بادشاہ کو اپنا حال سناؤنگا خواجہ بزرجمہر نے اسکی عرضی کو خادم سے منگوا کر
ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمرو ہے خلوت مین بلا کر گلے سے لگایا خیر و عافیت پوچھی عمرو نے کہا کہ کیا عرض کرون کہ کس مصیبت
گرفتار ہون اور کیسا مضطرب بیقرار ہون حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے گیا تھا اسپر اتنے دن اور بھی گذر گئے معلوم

کہ کس بلا مین مبتلا ہوا اسکا کیا حال ہوا مہر نگار زہر کھانے پر مستعد ہے اُسکو اس امر مین ٹہری کہ ہر خواجہ نے کہا کہ سچ ہے حمزہ
اٹھارہ دنکا وعدہ کرکے گیا ہے لیکن اٹھارھوین برس قلعہ تیغ مغرب پر آنکے ملیگا اور تمام دیوان سرکش کو قتل کریگا اور سبھکو کسی طرحکا
ضرر نہ پہونچیگا اور اس عرصہ مین تجکو بہت ہمین سرگرمی ہوگی ہر طرف سے شاہان و پہلوانان روزگار تجھپر چڑھائی کرینگے تیرے ایذا دینے پر
کمر کسینگے لیکن خاطر جمع رکھ کوئی تجھسے بر نہ آویگا تو ہی سب پر فتح پاویگا اور اب جلد کے بین پہونچکر اپنے قلعہ کی ہوشیاری کر اور کسی سے
نہ ڈر نوشیروان نے ویلم و قیلم کو تیس ہزار سوار سے تیرے لڑنے اور مہر نگار کے لانے کے لیئے بھیجا ہے عمرو نے کہا کہ خیر حمزہ کی دوستی مین
اگر میری جان بھی کام آویگی تو مجکو کچھ عذر نہین ہے یہ بات میرے نزدیک شین ہے جہانتک کوشش ہوسکے گی وہانتک کرونگا یہانتک اسکی
خیر خواہی مین مرونگا باقی ویلم و قیلم تو کیا چیز ہین جمشید و کیخسرو بھی اگر گور سے اُٹھکر آوین اور مہر نگار کا نام زبان پر لاوین
تو پھر قبر مین بھیجے جاوین اور اُسپر قابو نہ پاوین لیکن آپ ایک خط مہر نگار کو بطور نصیحت کے اپنی طرف سے لکھدین کہ تسکین
پاوے اور صبر اُسکا عمل مین لائے بزرجمہر نے قلمدان منگا کر ایک خط مہر نگار کو نصیحت آمیز لکھا اور اُسمین امیر کے آنے کی مدت
اور مضمون تسکین مندرج کیا اور عمرو عیار کو دیا عمرو اُس خط کو لیکر بیشہ فیض کی طرف سے لیکے جانب روانہ ہوا اس مرتبہ شبانروز
منزلین طے کرکے قلعہ مین داخل ہوا اور بزرجمہر کا خط مہر نگار کو دیا وہ اسکے پڑھکے زار زار روکر کہنے لگی کہ وائے قسمت اٹھارہ
برس اور حمزہ کے سوز فراق مین جلنا پڑا اور آتش مفارقت سے شمع کی طرح پگھلنا پڑا اور اتنی مدت تک میری زندگی کیونکر
ہوگی کہ حمزہ کی صورت پھر ان آنکھوں سے دیکھونگی عمرو نے مہر نگار کو سمجھایا کہ اے ملکۂ آفاق تم ابھی بہت جیوگی انشاءاللہ تعالٰی
اٹھارہ برس اٹھارہ دن کی طرح گزرتے ہین اور وہ بخیر و عافیت تشریف لاتے ہین اب آپ جناب احدیت کی عبادت کیجیے
اور حمزہ کی سلامتی خدا تعالی سے مانگکر اپنے دلکو تسکین دیجیے ایزد کبریا جامع المتفرقین ہے آپکو حمزہ سے ملادیگا اور
اُنکا دیدار تمھین دکھا دیگا عمرو مہر نگار کو سمجھا کر فوج مین آیا اور برابر باندھکر ایک ایک سے فرمایا کہ بزرجمہر کی زبانی معلوم
ہوا کہ حمزہ اٹھارہ برس قاف مین رہیگا پس یارو جسکو جانا ہو وہ ابھی سے اپنے گھر کی راہ لے اور جسکو رہنا ہے وہ باتفاق
برادرانہ رہے جب حمزہ سلامت پھرینگا البتہ اسکی رفاقت سے خوش ہوکر بہت عزت اور حرمت کریگا جتنے لشکری تھے کیا
سردار کیا یار سبھون نے ایک زبان ہوکر کہا کہ اے خواجہ ہمنے حمزہ کی اطاعت جان و دل سے قبول کی ہے اسکی رفاقت نچھوڑینگے
جبتک جی مین جی ہے اور حمزہ کی جگہ پر آپ ہین ہم آپکے پاس سے کہان جاوینگے کیونکر آپکی فرمانبرداری سے قدم باہر نکالینگے عمرو نے
خوش ہوکر ایک ایک کو چھاتی سے لگا کے کہا کہ تم سب میری جان کے برابر ہو مین تمھارا نیازمند تم میرے برادر ہو جن جن کو قلعے کی
نگہبانی پر قائم کرنا تھا قائم کیا اور کمال حفاظت کا حکم دیا اور آپ لباس شاہانہ پہنکر ایک شامیانہ زری کے نیچے فرش تکلف بچھا کر
کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا اور مقبل وفادار کو با تیر اندازان نجیب کھڑا کرکے ویلم و قیلم کا انتظار کرنے لگا دو ساعت کا
عرصہ ہوا تھا کہ قلعے کے سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار پیدا ہوئی جسکی کثرت سے سب مین تیرہ و تار ہوا جب وہ غبار قریب پہونچا
ہوا نے گردکو اٹھایا سامان لڑائی کا نظر آیا تیس علم دکھائی دیے اور آگے آگے دو پہلوان قوی ہیکل فولاد مین غرق نظر پڑے عمرو نے

جانا کہ ویلم وقیلم بھی ہین ان بیوقوفون نے آتے ہی فوج سے کہا کہ ہان قلعہ کو گھیر کے مسلمانون کو مار کے مہر نگار کو نکال لاؤ اور اسکے عوض مین خلعت وانعام حاصل کرکے اپنے دامن خواہش کو گوہر مقصود سے بھرین ہم جلد مدائن کو معاودت کرین اور جاکر بادشاہ سے منصب عالی پائین سوارون نے اُسکے حکم سے گھوڑون کو دوڑایا اور متصل قلعے کے پہونچایا جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے ایسا آتشبازی کا مینہ برسایا جو آگے بڑھے تھے انکو اس آگ نے جلایا جو پیچھے تھے اُنھون نے مارے خوف کے قدم آگے نہ بڑھایا ویلم وقیلم نے دیکھا کہ دن بھی آخر ہوا اور لشکر کا حال بھی ابتر ہوا نقارہ بازگشت بجوا کے قلعہ کی زد سے ہٹکر ڈیرہ کیا اور فوج کو حفاظت کے لیے روند اور گشت کا حکم دیا عمرو کا معمول تھا جب صاحبقران قاف کی طرف گئے تھے دونون وقت مہر نگار کے دسترخوان پر کھانا کھاتا تھا اور مہر نگار کو تسلی دیکر سمجھاتا تھا شام کیوقت دسترخوان پر جا کے موجود ہوا اور بعد تناول طعام کے دو پہر تک حاضر رہکر ملکہ کو تشفی دیا کیا بعد ازان اُٹھا سرہنگ مصری کو بلا کے حکم دیا کہ تم منظر شاہ یمنی کی بیٹی اور ہمارے تاجدار کو جاکے لے آؤ اور اس کام کے انجام مین محنت و مشقت اُٹھاؤ کہ وہ اور زہرہ مصری صاحبقران کے آنے تک ملکہ مہر نگار کا دل بہلاتی رہین اور باتین دل لگی کی کرتی رہین یہ کہکے اپنی خوابگاہ مین جاکر چین سے سو رہا جب صبح ہوئی اُٹھکر ضروریات سے فراغت کی سبکو اپنے اپنے کام کی اجازت دی اور شامیانہ کے نیچے کرسی پر رونق افروز ہوا ہر شخص اُسکی خدمت مین مشرف اور بہرہ اندوز ہوا ویلم وقیلم نے بھی سپاہ لیکر قلعے کے سامنے آکر مقابلہ کیا اور فوج کو حملے کا حکم دیا عمرو نے پہلے دن کی طرح تار و ہائے آتشین و سنگ و خشت و تیر قلعے پر سے مارنے شروع کیے گویا ایک قیامت برپا کی سب فوج بیتاب ہو کر پسپا ہوئی ویلم وقیلم نے فوج کو للکارا سب بھاگنے والونکو پکارا کہ آگے قدم بڑھاکے پیچھے قدم نہ ہٹانا بھاگنا نامردونکا کام ہے بہادرون اور دلاورونکا لڑنے مین نام ہے فوج نے پھر گھوڑونکی باگ اٹھائی جرأت دکھائی لیکن آتشبازی کی تاب نہ لاسکے قدم آگے نہ بڑھا سکے ویلم وقیلم نے سپرین سر پر رکھکے گھوڑونکو جو آسن سے دبایا اپنے تئین خندق پر پہونچایا فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارے خاکریز پر کھڑے ہین غیرت جو دامن گیر ہوئی ہر چہ باداباد کہکر گھوڑے اُٹھائے اپنے سردارون کے پاس آئے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بات تو بُری ہوئی کہ حریف خندق تک آپہونچا فی الفور ایک حقہ آتشین پر از روغن نفط زنبیل سے نکالکر آگ دیکے کفچہ فلاخن مین رکھکر دو چار چکر گھما کر ویلم کی چھاتی پر مارا حقہ جو چھاتی پر لگ کر پھوٹا روغن نفط تمام بدن پر پھیل گیا اور شعلہ جوالہ کیطرف سے جلنے لگا ویلم ہاتھون سے اسکو بجھانے لگا اُنگلیان مثل فتیلہ جلنے لگین اور تیل کی چھینٹین جو داڑھی پر پڑین روئی کے گالے کیطرح سے جلگئی منہ پر جو ہاتھ پھیرا بھوین مونچھین بھر بھر جلگئین قیلم نے دیکھا کہ ویلم جلا جاتا ہے اور اُس سے کچھ نہین بن آتا ہے اُسکا حال دیکھکر بہت گھبرایا اور اُسکے پاس آیا جب اُسکی آگ کو بجھانے لگا اُسکا حال بھی ویلم کا سا ہوا تو یہ بھی کمال اضطراب سے پیچ و تاب کھانے لگا دونون بھائی اوس کبوتر کیطرح سے لوٹنے لگے فوج نے دیکھا کہ سردار جلے جاتے ہین اور کسیطرح آگ سے مخلصی نہین پاتے ہین خاک مٹی دونون کے اوپر ڈالکے بہزار خرابی بصرہ وہ آگ بجھائی تب ان دونون نے تسکین پائی فوج کا بھاگے اور اُنکے علاج مین مصروف ہوے لڑائی کے سامان موقوف ہوے عمرو چین سے شامیانہ کے نیچے پھر کرسی جواہر نگار پر بیٹھا

بٹیا جب دو گھڑی دن باقی رہا عمرو کو عیاری سوجھی اپنے فن کی طراری سوجھی کرسی سے اُٹھکر لباس عیاری اپنے بدن پر درست کیا عیاری کرنے پر کمر کو چست کیا مہتر آتش نوشیروان کے عیار کی صورت بنکر بخوف ویلم و قیلم کے خیمے مین در انا گھسا چلا گیا اور ویلم قیلم سے جاکر ملاقات کی اور اُن دونون سے اختلاطا باتین کی ویلم و قیلم مہتر آتش کو دیکھکر رونے لگے گو ہر اشک پرونے لگے بولے کہ دیکھو بھائی عمرو نے ہماری یہ صورت بنائی ہے اسکے ہاتھ سے ہمپر کیسی بلا آئی ہے آتش نقلی بولا کہ سنو صاحب عیار عیار سے سر بر ہو سکتا ہے نہ کہ سپاہی عیار سے سوا اسکے آپ جانتے ہین کہ عمرو کیسا عیار ہے آج روے زمین پر اپنا ثانی نہین رکھتا ہے مثل اسکے کوئی ہمہ دانی نہین رکھتا ہے چنانچہ یہی سمجھکر تو بادشاہ نے مجکو تمہاری حفاظت کے واسطے بھیجا ہے تمنے جلدی کی مجکو نہین آنے دیا جلدی کرکے تمام اپنا کام تباہ کیا بہر حال جو کچھ ہوا سو ہوا گذشتہ را صلوات اب مین آیا ہون دیکھو تو عمرو کی کیسی صورت بناتا ہون تمہارے ساتھ جو اُسنے کیا ہے اُسکا مزہ اسکو کیسا چکھاتا ہون آمین درد کی شدت سے وہ دونون سوختہ آہ و نالہ کرنے لگے آتش نے کہا کہ اسوقت دو چار پیالے شراب انگوری کے پیجیے کہ طاقت بھی آوے اور درد بھی کم ہو جائے ویلم و قیلم نے کہا کہ تم سے بہتر بھلا کون ساقی ہوگا اگر یہی مرضی ہے تو دو چار دور پلاؤ ہمارا درد غم بھلاؤ عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً جام و صراحی ہاتھ مین اُٹھاکر دو دور تو ویلم و قیلم کو مع ارباب محفل شراب خالص کے پلائے تیسرے دور مین اپنے شعبدے دکھائے دو چار ہی پیالے پیکر سب کے سب لوٹ پوٹ ہو گئے سارے ہوش و حواس کھو گئے عمرو نے خیمے کے دروازے پر آکر تمام شاگرد پیشہ کو شراب دی اُنکی تدبیر بھی اچھی طرح سے کی جب اندر باہر سے سب اطمینان ہو چکا پہلے تو سبکے کپڑے اُتار برہنہ تن کر دیا اور جتنا اسباب اُس خیمے مین تھا فرش تک اُٹھاکے زنبیل مین رکھ لیا اور سبکی ایکطرف کی داڑھی مونچھ مونڈ کر دوسری طرف کی مونچھ مین گھنگرو باندھا اور چونے کتھے کاجل کے ٹیکے ایک رخسارے پر دیے اور دوسرے رخسارے کو مطلق کالا کیا اور برہنہ کرکے خیمہ کے ستونون سے اُلٹا لٹکاکے ایک رقعہ لکھکر کہ مین عمرو تھا آج تو تمہاری جانبخشی کی اور تمکو ہلاک کرنے سے نجات دی خیر تو اسی مین ہے کہ کل یہانسے کوچ کرکے چلے جاؤ اپنا کارخانہ یہانسے اُٹھاؤ نہین تو ابکی دفعہ جان سے مار ڈالونگا تم سبکو ملک ہستی سے نکالونگا ویلم کے گلے مین باندھ دیا اور اپنا رستہ لیا قلعے مین آکر پوشاک بدلکے کھانا کھاکے چین سے سو رہا اپنے کام سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی سرداران لشکر ویلم و قیلم کے مجرے کو آئے سب نے شعبدے پائے اُسی حالت کو دیکھکر جسکو ایک سرے سے کھولا کوئی مارے غیرت کے مُنہ سے نہ بولا الغرض سبکا مُنہ ہاتھ دھلایا اپنے اپنے پاس سے کپڑے منگواکر اُن سبکو لباس پہنایا اور رقعہ جو ویلم کے گلے مین بندھا ہوا تھا اُسکو کھولکر پڑھا معلوم ہوا کہ آتش نہ تھا عمرو تھا ویلم و قیلم نے حجاب سے نقاب چہرے پر ڈال کے اُسیدن مدائن کو کوچ کیا اپنے تئین بانحال خراب نوشیروان تک پہونچایا

بھیجنا نوشیروان کا ہرمز خلف اکبر کو عمرو کی تنبیہ کے واسطے

راوی لکھتا ہے کہ جب ویلم و قیلم منکوب و مخذول مدائن کی طرف راہی ہوے عمرو نے چھ مہینے کی قوت کے لائق غلہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا خرید کرکے قلعہ مین بھرا اور مطمئن ہو کر بیٹھ رہا ویلم و قیلم کا حال سُنیے چند روز کے عرصہ مین خستہ حال و شکستہ بال مدائن مین پہونچے اور نوشیروان کو اپنی صورت خراب دکھلاکے عمرو کی شکایت کرنے لگے نوشیروان

ہیئت کذائی دیکھکر بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عمرو بڑا ہی بدذات ہے اصلی جو حرکت ہے نئی بات ہے دیکھا
چاہیے کہ یہ کیونکر گرفتار ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے لشکر اُسپر کیونکر قابو پاتا ہے یہ کہکر ہرمز کو بلایا اور فرمایا کہ تم جاکر عمرو کو مارکے ظفر نگا
لے آؤ اور بہت دبدبہ سے جاؤ اکثر ایسی لڑائیان بادشاہ اور شاہزادون کے اقبال سے فتح ہوتی آئی ہین اور سرداران
جان نثار نے اپنے بادشاہ کی بلند نامی کیواسطے بڑی بڑی مشقتین اٹھائی ہین سوا چالیس ہزار زرہ پوش کے کتنے پہلوانان قوی ہیکل
گردن کش ہمراہ کیے اور انکو سب طرح کے اسباب و سامان دیے بختیارک کے پسر بختبک کو بھی ساتھ کیا اور اُسسے بھی کوشش و جانفشانی کا
وعدہ لیا اب جبتک بیٹے کو بھیجین تبتک کچھ حال بابائے دوندگان عالم کا بیان کرون ایکدن عمرو کے خیال مین آیا کہ
بہت دن ہوے بالادوی کا مزہ نہین اُٹھایا آج چلا چاہیے لباس شاہانہ اُتارکے سامان عیاری زیب بدن فرمایا اور قدم کو بدائن
کیطرف بڑھایا ابھی بائیس فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک گرد و غبار معلوم ہوا اپنے دلمین کہا کہ دیکھا چاہیے کہ اس گرد مین کون پوشیدہ
ہے اور اس غبار مین کیا آفت جدیدہ ہے ایک سقہ کیصورت بنکر ایک مشک کاندھے پر رکھکے گرد کیطرف چلا جب متصل ہوا تو دیکھا
ہرمز تاجدار مع فوج جرار چلا آتا ہے کہ جسکے لشکر کے ہجوم و سطوت سے طبقۂ زمین لرزتا ہے مگر پیاس کے مارے کسی کے منھ سے بات
نہین نکلتی ہے سبکی جان آتش تشنگی سے مثل موم پگھلتی ہے اُن لوگون نے جو سقہ کو دیکھا تو ایسے خوش ہوے کہ گویا خضر ملے آنکھون مین
طراوت آگئی کمال مسرت دل پر چھا گئی ایک ایک پر پانی کے واسطے گرنے لگا ایک سردار نے کہا پہلے اسکو شہزادے کے پاس لیچلو کہ وہ سب سے
زیادہ تشنہ لب ہین پیاس کی شدت سے جان بلب ہین ہرمز کے پاس جو سقے کو لیگئے عمرو نے ہرمز کو دیکھکر پہچانا دیکھا کہ ہرمز کی زبان
پیاس کی شدت سے منھ سے باہر نکل آئی ہے آنکھین پتھرا گئی ہین اپنے پرائے کسیکو پہچانتا نہین چارون شانے چت زمین پر غش مین
پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہے چہرہ کا رنگ بے آبی سے بگڑ رہا ہے چند شخص چادر ڈالکا سایہ اُسپر کیے ہوے کھڑے ہین اُسکی زندگی
کی فکر مین پڑے ہین عمرو نے چند قطرے پانی کے ٹھہر ٹھہر کر ہرمز کے منھ مین ٹپکائے تب اُسکے ہوش و حواس اپنی جگہ پر آئے
مارے آنکھین کھولدین سقے کو جو پانی کی مشک لیے ہوے دیکھا بولنے کی طاقت نہ تھی اشارے سے پانی مانگنے لگا عمرو نے
پھر چند قطرے پانی کے ہرمز کے منھ مین ٹپکائے تھوڑی دیر کے بعد چلو مین پانی لیکر توقف پلایا گویا اُسکو از سر نو جلایا ہرگاہ ہرمز
کی جان مین جان آئی اُسنے کچھ تسکین پائی اُٹھ بیٹھا اور ایک جام پانی کا پی کے کہا کہ اے بہشتی تو نے حقیقت مین کام خضر کا کیا
تو نے بڑا ثواب لیا یہ پانی کیا پلایا حقیقت مین میرے گلے مین آب حیات ٹپکایا اچھا تھوڑا پانی ہمارے واسطے رکھکر باقی پانی
ہماری فوج کو پلاوے اُن مردونکو بھی جلاوے عمرو کے پاس خضر کا دیا ہوا مشکیزہ تھا اُسمین معجزہ تھا کہ اگر کرور آدمیون کو اُس سے
پانی پلاوے تو ایک قطرہ اُسمین سے کم نہووے اُسکو ویسا ہی بھرا ہوا پاوے عمرو نے تمام لشکر کو مع دواب سیراب کیا
اسی مشک سے پانی دیا اور مشکیزہ پانی سے بھرے کا بھرا رہا اس بات پر شکر خدا کیا جب تمام لشکر سیراب ہو چکا ہرمز نے کئی
دینار زر سرخ انعام دیکر فرمایا کہ اے بہشتی مین کسکو جاتا ہون بادشاہ کا حکم بجالاتا ہون اگر عمرو کو مارکے اُسپر فتح پاؤنگا
ملکے کا حاکم تجکو بناؤنگا تو ایسی راہ بتلا کہ جدھر پانی ملے اور لشکر آرام سے چلے عمرو ایک بیقلب جنگل مین ہرمز

ع فوج لے گیا کہ جہان منزلون تک آب نایاب تھا و جنگل شدت حرارت سے جگر تاب تھا تھوڑی دور جا کر ہرمز سے
ہنے لگا کہ ای ہرمز تو جو عمرو سے لڑنے کو جاتا ہی یہ کیا خیال خام اپنے دل مین لاتا ہی اُس سے تو کیونکر سر بر ہوگا
عمرو بدبلا ہی خدا جانے تجکو کس بلا مین مبتلا کریگا تجھسے کیسی دغا کریگا ہرمز بولا کہ ای بہشتی عمرو ایک عیار ہی دیکھنا اگر
لڑی سواری اُسکو نہ مار لیا تو کچھ نہ کیا یہ سُنکر بہشتی بہت ہنسا اور ایک پھلانگ مار کے ہرمز سے کہنے لگا کہ ای ہرمز تو تو
کیا مال ہی اگر تیرا باپ کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ہی وہ بھی اپنی تمام فوج لیکر چڑھ آوے تو عمرو کی پشم پر غلبہ نپاوے تو نہین
جانتا کہ مین ہی عمرو ہون باوجودیکہ مین اسوقت تیری فوج مین تنہا موجود ہون مگر تو میرا کچھ نہین کرسکتا یہ کہکے تیر بکر
ہرمز کے سر سے تاج لیکے چل دیا اُسکو برہنہ سر کردیا ہرچند سوارون نے اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد تک کو نہ
پہونچا سب حیران و پریشان ہوکر پھر آئے چند سوار علیم و قلیم کے لشکر کے ٹوٹے پھوٹے جو آکر اثنائے راہ مین ملے تھے اُنھون نے
بکمال تردد ہرمز کے لشکر کو بر سر راہ لاکے سیدھی راہ کے نشان بتائے چوتھے دن شام کے وقت کلے کے قریب پہونچکے خیمے استادہ
کیے سامان لڑائی کے آمادہ کیے لشکر نے اپنی اپنی صف ترتیب سے قائم کی شب کو جسوقت ہرمز کے پاس سرداران لشکر حاضر
ہوئے بر سبیل مذکورہ تذکرہ مسلمانون کا درمیان مین آیا ہر شخص نے اپنا اپنا ارادہ سنایا فرامرز زرہ پوش نے ہاتھ باندھ کر
عرض کی کہ خداوند عمرو کیا چیز ہی اور مسلمانون کا لشکر کیا مال ہی آپکا بڑا اقبال ہی تمام فرقہ مسلمانون کا ایکدم مین پامال
ہوگا دیکھیے گا کہ اُنکا کیا حال ہوگا اگر غلام کو حکم ہو تو اسی تبر سے کہ میرے ہاتھ مین ہی دروازہ قلعہ کا توڑکر اپنے زرہ پوشون
سے تمام مسلمانون کو مع عمرو قتل کرکے ملکہ مہرنگار کو نکال لاؤن اور آپ کو اپنی جرأت اور دلیری دکھاؤن ہرمز بولا
کہ مین جانتا ہون تم ایسے ہی جوانمرد اور دلیر ہو حملہ مین مثل شیر ہو مگر مین چاہتا ہون کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے
اس مہم کو کہ یہ اسباب بظاہر سخت مشکل ہی بسہولیت و آسانی سر کرون اور اپنی کاروانی سے ایک عالم کو بہرہ ور کرون
کیونکہ ادنی عیار سے مقابلہ کرنا میرے واسطے کمال باعث سبکی و ذلت ہی ایک حقیر آدمی سے باانیہمہ شان و شوکت
مقابل ہونا بڑی خفت ہی بختیارک نے ہرمز کی اس رائے پر بہت تحسین و آفرین کی کہ شاہزادہ اور پادشاہون کو
ایسی ہی دور اندیشی چاہیے کہ اُنکا مرتبہ اعلی ہی ان سے اور کون بالا ہی اور بولا کہ اگر حکم ہو تو فدوی صبح کو اُسے سمجھا کر حضور
کے قدمون پر لا گرادے اور اُسکو نشیب و فراز اور حسن و قبح اس معاملہ کا سمجھائے ہرمز نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی تو خود
عقلمند دانشور ہی القصہ رات تو اس منصوبے مین کٹی جب صبح ہوئی بختیارک اسی خچر پر سوار ہوکے قلعے کی خندق
پر گیا دیکھا کہ عمرو لباس شاہانہ پہنے بکمال شان و شوکت کرسی مرصع پر شامیانہ کے نیچے فصیل بند دروازے پر بیٹھا ہی
اور سرداران و شاہان تنگ رو داخل و مین ہفت شہر راست و چپ اُسکے دست بستہ کھڑے ہوے ہین ہر ایک شخص
منتظر حکم کا ہی اور مقبل مع بارہ ہزار تیرانداز بخطا کے ترکش کمر مین اور کمان کاندھے پر لگائے پشت پر بس کھڑا ہوا ہی
بختیارک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ چونکہ مین تمکو اپنا عمو جانتا ہون اور تمکو بہت بڑا جانتا ہون اسواسطے

اہا نہ سمجھانے آیا ہون اور ایک پیام کہ جسین آپ کیواسطے ہر طرح کی بہبودی ہی لایا ہون وہ یہ ہی کہ حمزہ قاف
ب گیا ہی اور اُسکا دیوون کے ہاتھ سے بچکر آنا محض خلاف قیاس ہی اُسکے سلامت آنے کی کسی طرح آس نہین
اسر پاس ہی اور تم خوب جانتے ہو کہ تمام شاہان و شہزادگان ہفت اقلیم مہر نگار کے نام پر فریفتہ ہین ہزار جان
سپر دل باختہ اور شیفتہ ہین کون ہی کہ چڑھائی نہ کریگا اور اس بات سے طرح دیگا بس ہو اسطے اپنے کو مجھسے ین
دانائی سے بہت دور ہی اور خلاف عقل و شعور ہی بہتر ہی کہ مہر نگار کو تم شاہزادہ ہرمز کے حوالے کرو اور
سے مکے کی حکومت لو عمرو بولا کہ اے مردک بازی بازی با ریش بابا ہم بازی تو نہین جانتا کہ اگر خود نوشیروان
شاہ ہفت اقلیم ہی وہ تمام فوج اپنی لیکر آوے تو مہر نگار کو مجھسے نیا دے تجکو اپنی ابلہ فریبی سے ڈراتا ہی اور میرے سامنے
بناتا ہی اٹھارہ برس کی حقیقت کیا ہی بات کہنے مین گذر جاتے ہین یہ تیرے فقرے میرے خیال مین کب آتے ہین اور
ن قاف کیا مال ہین اُنکی کیا مجال ہی کہ حمزہ کو کسی طرح کا ضرر پہونچائین اور اُسپر غالب آئین ہٹ میرے سامنے سے
نہین ابھی تجکو تہ تیغ لاتا ہون اور تیری باتون کا تجھے مزہ چکھاتا ہون بختیارک کی جو شامت آئی بے اقتیار
منہ سے نکل گیا کہ او ساربان زادے دیکھو تو یہ بلبلاتا تیرا کیسا تجکو زیر بار آفت و بلا کرتا ہی اور کیسی مصیبت مین
ہی اگر تیری ناک مین مہار کی رسی نہ دی تو کچھ نہ کیا عمرو نے اُسکی اس زیادہ گوئی پر ایک سنگ فلاخن
مد گھماکے اُسکی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ وہ انگل گڑھا بختیارک کی پیشانی مین پڑگیا جھٹ پٹ خچر
کے بھاگا کہ دوسری ضرب نہ پڑے کہ اس سے پھر زمین ہی مین گذرے سر سے پاؤن تک لہو مین ڈوبا ہوا
ے پاس آیا اُسکو یہ اپنا حال خراب دکھایا جب مرہم پٹی کے بعد حواس درست ہوئے اپنی اور عمرو کی
ہرمز سے بیان کی ہرمز سنکر کمال طیش مین آیا اور عمرو کی نسبت کلمات سخت و درشت زبان پر لایا

عنان شبدیز قلم بذکر صاحبقران گیتی ستان امیر حمزہ عالیشان صاحب جود و کرم

ویان سخن یہ دربیان کرتے ہین کہ جسوقت پریزادون نے شراب انگوری حاضر کی شہپال نے اپنے ہاتھ سے
شراب انگوری کا صاحبقران کو پلایا اور غنچہ جام صاحبقران کا ہمنسیم دلکش شراب خوشگوار سے مانند
کھلایا صاحبقران نے وہ جام پی کر شہپال کے تخت کو بوسہ دیا اور اُسکی عنایت و الفت کا بہت شکر ادا کیا
ت مہوش کے ہاتھ سے مے انگوری خوب پی اور دل نے ایک کیفیت حاصل کی آنکھونمین گلابی ڈورے پڑے
حاصل ہوا نشہ کامل ہوا آنکھ اُٹھا کر ادھر اُدھر جو دیکھا تو اُس بارگاہ مین چار سو سائبان مخمل و اطلس زرنگار
ر آئے کہ جنسے ہوش و حواس بھلائے یعنی یادگاران مانی و بہزاد نے وہ صنعت صرف کی تھی کہ عقل جسکے مشاہدے
تھی باریک بینی مین راہ فہم و ادراک تنگ تھی کسی پر تو مجلس شراب کباب و رقص و سرود کی ایسی نقش کی تھی کہ
دن کو صریح دور ساغر و رقص و سرود کا مزہ ملتا تھا اور کسی پر معرکہ رزمگاہ ایسی تکلف سے بنا تھا کہ دیکھنے والون کو

صاف تلوار چلتی نظر آتی تھی اور اُس موقع کی کیفیت صاف لطف جدال و قتال کا دکھاتی تھی اور جسپر مرغزار و شکارگاہ بنائی تھی ناظرین شکار دوست کا دل بے اختیار شکار کھیلنے کو چاہتا تھا اور ایک سائبان پر جو بیچ مین کھنچا ہوا تھا اُسپر تصویر حضرت سلیمانؑ کی مع صورت ارباب محفل جواہرات سے تعبیہ کرکے منقش کی تھی جو کوئی دیکھتا تھا یقیناً جانتا تھا کہ حضرت سلیمانؑ دربار مین بیٹھے ہوے ہین اور دربار عام ہی ہر شخص اپنی اپنی خدمت مین مصروف ہی جسکا جو کام ہی اور اُن سائبانون مین لعل و زمرد و یاقوت و الماس کے تکمہ لگا کر جواہرات کے ایستادون سے باندھا تھا اور ستونون کے جوڑون پر طلائی کونپے وصل کرکے جواہر کے خوشے لٹکائے تھے اور کمال خوبی اور لطافت و صنعت سے بنائے تھے اور سقف بارگاہ مین اقسام جواہر کے جھاڑ لٹکے تھے اور ستونون مین دیوارگیریان رنگا رنگ جواہر کی تعبیہ کی تھین اور انکو کیسی کیسی نگینین دی تھین اور گرداگرد بارگاہ کے دو دو قمقمے یاقوت کے اور بیچ مین ایک قمقمہ زمرد کا طلائی زنجیرون مین آویزان کیا تھا اسکو بھی عجب طرح کا حسن دیا تھا اور چار ہزار طناب ابریشمی و کلابتونی تھامے طلائی مین کھنچی ہوئی تھین اور بارگاہ کے اندر خشت ہاے طلا و نقرہ کا فرش کرکے درزون مین اُسکی اس صفائی سے جواہر دار بیل تعبیہ کی تھی کہ کف پا کو معلوم محسوس ہوتی تھی دیکھنے والون کے ہوش کھوتی تھی اور چار ہزار چار سو چالیس تخت و کرسی طلائی و نقرئی و عاجی و آبنوسی و صندلی و دنگل فولادی و زرکوفتہ و مغرق بجواہر سرداران قاف کے بیٹھنے کے واسطے اُس بارگاہ مین بچھے ہوے تھے اور سب کے بیچ مین ایک تخت نہایت بڑا اور نفیس کہ جسپر حضرت سلیمان بیٹھے تھے اور اب اُسپر شہپال بیٹھا ہی بچھا ہوا تھا اور وہ تخت مطلق طلسم کا بنایا تھا اُسکے تیار کرنے مین بڑا دردسر اٹھایا تھا چارون کونون پر اُسکے چار اژدہے زمرد کے جڑے تھے جنکو دیکھکر بڑے بڑے عقلمند حیرت مین پڑے تھے کسی کے منہ مین رانیہ کا سانپ بنا کر آویزان کیا تھا کہ دیکھنے والون کی عقل کو حیران کیا تھا اور وہ سانپ مثل مار زندہ کے پیچ کھاتا تھا اور جاندار کیطرح بیچین اور دم اُٹھاتا تھا اور اُسکے منہ مین در شاہوار کا ہار تھا وہ کبھی نگلتا اور کبھی اُگلتا تھا اور پشت پر اُنکے گلدان یاقوت کے تھے اُسمین گلدستے جواہر کے پھولون کے بنا کر دھرے تھے اُنمین نئی نئی طرح کے کام کیے تھے تکلف یہ کیا تھا کہ جس جس قسم کے پھول تھے ویسی ہی خوشبو آتی تھی اُسکو سونگھنے والون کو دل و جان سے بھاتی تھی اور جب بادشاہ اُسپر پانون رکھتا تھا طاؤس بولتے اور رقص مین آتے تھے کہ نظارگیون کے دل اُنکی حرکات سے خوش ہو جاتے تھے اور کٹہرون کے تمام ڈنڈون پر یاقوت و زمرد کے کنول لگائے تھے اور دو کنول کے بیچ مین ایک بخوردان قائم کیا تھا اُسکو بھی نہایت حسن دیا تھا اور الماس کے چار ایستادون پر ایک تکیہ جسمین صراحی دار موتیون کی جھالر لگی ہوئی اور چھت مین گوہر شبچراغ لگے ہوے تھے کھنچا ہوا تھا اور تخت کے چارون گوشون کے متصل چار حوض چار گز کے مربع و مثمن و مدور سنگ مرمر و یشب مادر کے بنائے تھے اُنپر بھی قسم قسم کے جواہرات لگائے تھے ایک مین گلاب دوسرے مین کیوڑہ تیسرے مین عرق بیدمشک چوتھے مین عطر زعفران بھرا تھا اور ہزارے فوارے اُسمین چھوٹ رہے تھے صانع نے یہ تکلف کیا تھا کہ جس حوض مین گلاب تھا اُسکے فوارے

اسکے مُنھ پر نخل گل بنائے تھے شاخ مین گل شگفتہ لگا ہوا تھا اور بعضی شاخ مین پھول شگفتہ ہوتے جاتے تھے خوشبو
ہر طرف پھیلاتے تھے اور جسمین کیوڑہ تھا اُسکے مُنھ پر درخت کیوڑے کا پھول سمیت مہکتا ہوا بنایا تھا جسمین عرق
بید مشک تھا اُسکے مُنھ پر آہوے خطائی ناف مین نافۂ مشک آویزان قائم کیا تھا اور جسمین عطر زعفران تھا اُسپر ایسا
نخل زعفران بنایا تھا کہ جسکی شاخ شاخ مین پھول لگے ہوے تھے اور تکلف یہ تھا کہ جو کوئی دیکھتا تھا یا جسکی ناک مین
بو جاتی تھی ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا مارے ہنسی کے غش پر غش کھاتا تھا اور اُسکی بارگاہ مین اندر باہر
چھ سو سائبان اور بارہ ہزار ستون اور چار ہزار طناب تھین کہ بے مثل و لاجواب تھین اور اڑھائی فرسنگ کے
طول و عرض مین جلوہ خانہ تھا عجب لطف کا شامیانہ تھا کہ جسمین سواری حضرت سلیمانؑ کی با تزک تیار کھڑی رہتی تھی
اُسکے آگے تین فرسنگ کا احاطہ اردو ے معلے کا تھا اسمین نوبت خانہ بجتا تھا گویا کہ رعد ٹپرے زور و شور سے گرجتا تھا اور
اُس بارگاہ کے پہلو مین ایک خلوت خانہ بھی اسی تکلف کا کہ جیسی بارگاہ تھی بلقیس کے واسطے بنایا تھا اُسمین بھی سامان
آرایش بہت سا لگایا تھا اور اس خلوت خانہ کے سامنے ایک خانہ باغ تھا گویا گلزار ارم کا چشم و چراغ تھا اور روشون پر
اُسکی مطلق روپہلی سُنہری اینٹون کا فرش تھا اور چمنون مین جواہر کے درخت لگے ہوے تھے اُنپر جواہر کے جانور بلبل قمری فاختہ
ہزار داستان طوطی لعل مینا پر سینہ باز چرکوبے بیٹھے ہوے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے سُننے والون کے دلونپر دروازۂ مسرت شادی
کھول رہے تھے بیچو بیچ مین جو چمنون کے گرد جاری تھین وہ بھی رشک باد بہاری تھین اُنکے کنارون پر جواہر کی بط مرغابی قاز چہے بگلے
مرغابی ٹیری مچھر بھنگے بیٹھے ہوے کریال کر رہے تھے سب کو خوشحال کر رہے تھے اور تیتر بٹیر چنگ کبک تدرو لوے
طاوس جواہرات کے چمنون مین پھر رہے تھے صاحبقران بارگاہ کی کیفیت دیکھکر وجد مین آئے بڑے بڑے لطف
اُٹھائے واضح ہو کہ آسمان پری نام شہپال کی ایک بیٹی تھی حسن و جمال مین لعبتہ پری تھی شہپال کے تخت کے
پیچھے اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی ہر چند ایک اوٹ مرصع تخت کے آگے لگا تھا اور ان دونون کے درمیان مین اُسکا پردہ تھا
لیکن اُسنے جو اوٹ کی اوٹ سے صاحبقران کو دیکھا ایسے بینظیر جوانکو دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گئی جان و دل سے
شیفتہ ہو گئی ساعت بساعت بیقرار و بیتاب ہونے لگی القصہ جب ایک شبانہ روز اس صحبت مین گذرا عبدالرحمن نے
شہپال سے کہا کہ صاحبقران بہت عدیم الفرصت تھے مین اس اقرار پر لایا ہون کہ تین دن آتے اور تین دن جاتے
اور ایک روز ضیافت کھاتے اور ایکدن عفریت کے مارتے اور ایکدن دعوت رخصت مین ہمگی یہ نو دن آپ کو
اتفاق قیام ہوگا ان سب کامون کا بخوبی انجام ہوگا سواے اسکے اگر دسوان دن لگے تو مین گنہگار ہون آپکے عتاب کا
سزاوار ہون شہپال نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا یا صاحبقران کیا کہون جیسا ان دیوون کے ہاتھ سے
مین تنگ آیا اور اُنکی بدذاتی سے مین نے رنج اُٹھایا اگر آپ نے ازراہ مہربانی اُنکو دفع کیا تو زندگی تک بندۂ احسان ہونگا
آپ کا تابع فرمان رہونگا صاحبقران نے کہا یہ کیا بات ہے اللہ کی مدد میرے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالی اگر آپکے اقبال سے

ایک ایک سرکش کا سر نہ کاٹا اور آپ کا ملک بدستور آپ کے زیرنگین نہ کیا تو پھر حمزہ میرا نام نہین اور مجھسے کسی کام کی امید سرانجام نہین آپ طبل جنگ بجوائین پھر قدرت خدا کی ملاحظہ فرمائین شہپال نے امیر کے کلام سے خوش ہوکر عبدالرحمن سے کہا کہ وہ چارون تلوارین حضرت سلیمان کی کمر کی لاکر صاحبقران کے آگے رکھدو کہ اُنمین سے جسکو چاہین پسند کرین اپنی طبیعت کو خرسند کرین عبدالرحمن نے اُسی دم تلوارین حاضر کین شہپال نے امیر کے روبرو دھرین اور فرمایا کہ اسکا نام صمصام اور اسکا نام قمقام اور اُسکا نام عقرب اور اسکا نام ذوالحجام ہی اور ہیئتانی کا انھین پر اختتام ہی اُنمین سے جو تلوار آپ پسند کرین اُسکو لیوین امیر نے عقرب سلیمانی کو اُٹھالیا اپنا زیب کمر کیا جتنے پریزاد کھڑے تھے بے تحاشا خوشی کے مارے غل مچا مچا کر شاہنشاہ کو مبارکباد دینے لگے اور کمال انبساط سے امیر کی بلائین لینے لگے امیر نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ یہ کیا مضمون ہی عبدالرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران یہ چارون تلوارین حضرت سلیمانؑ کی کمر کی ہین اور حضرت سلیمان نے اکثر فرمایا ہی کہ میرے بعد دیوان سرکش کے سر عقرب سے تراشے جاینگے اور وہ مردود اسی تلوار سے اپنی بدذاتی کی سزا پاوینگے اس سبب سے یہ سب خوش ہوے کہ آپ نے باوجود ناواقفیت کے عقرب ہی کو لیا اور الہام ربانی سے اُسکو پسند کیا امیر یہ بات سُنکر بہت خوش ہوے عبدالرحمن نے امیر سے کہا کہ ایک دلیل اور باقی رکھی ہی اُسکو بھی سن لیجیے اور اُسپر دل سے اعتقاد کیجیے فرمایا کہ وہ کیا ہی عبدالرحمن نے عرض کی ایک درخت چنار کا ہی اُسکو پریزاد عفریت کے جسم و قد کے برابر شمار کرتے ہین اور یہ سخن تمام قاف مین مشہور ہی اور اُسکا بہت اعتبار کرتے ہین کہ جو کوئی اس درخت کو عقرب سلیمانی سے ایک وار مین قلم کریگا وہ عفریت کو بھی مسافر ملک عدم کریگا امیر نے اُس درخت کے نیچے جاکر ایک ہاتھ عقرب کا اُسکے تنے مین بسم اللہ کرکے جو لگایا صابون کے تار کی طرح تلوار پار نکلگئی مگر درخت گرکے زمین پر نہ آیا امیر سمجھے کہ ذرا بھی درخت نہین کٹا کمال رنجیدہ ہوے حتی کہ آبدیدہ ہوے عبدالرحمن نے امیر کو مبارکباد دیکر کہا کہ درخت بالکل کٹ گیا اسکو جنبش دیکر دیکھ لیجیے اور کمال محظوظ ہوکر کنار مین لیا امیر نے ایک ہاتھ اُسکے تنے پر رکھکے جھکا جو دیا وہ درخت اڑاڑا کرکے گر پڑا شہپال نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور کمال محظوظ ہوکر کنار مین لیا اور کہا اے حمزہ واقعی تو نظر یافتہ حضرت سلیمان ہی تب تو جسم مین اسقدر تاب و توان ہی سوائے تیرے کسکا مقدور ہی کہ عفریت کو قتل کرے اور ایسے معرکہ جانگداز مین اس جرأت اور بہادری سے پاؤن دھرے امیر نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ شہنشاہ قاف کے اقبال سے عفریت پر کیا موقوف ہی جتنے سرکش ہین سب کا سر کاٹتا ہون اور اس میدان کو ان دیوان سرکش کی لاشون سے پاٹتا ہون مگر اب لشکر کو آپ حکم دیوین کہ گلستان ارم سے نکلکر میدان مین خیمہ زن ہو اور طبل جنگ بجاوین اور اپنا دبدبہ صف شکنی اُنکو دکھاوین شہنشاہ کا حکم ہوتے ہی جتنی فوج تھی اپنے کیل کانٹے سے ہوشیار ہو گلستان ارم کے باہر نکلی اور شاہنشاہ بھی بارگاہ سلیمانی کو میدان مین نصب کرکے داخل ہوے اور اپنی فوج ہمراہی کے ساتھ اُس گروہ مین شامل ہوے یہ خبر عفریت کو بھی پہونچی کہ شہپال نے پردۂ دُنیا سے ایک آدمی اپنی مدد کو

لشکر لیکر شہر سے باہر آیا ہی اور بلایا ہی اور وہ بڑی شان و شوکت اور دعوی سے آیا ہی اسکے بھروسے پر آپ سے لڑنے کیواسطے
میدان مین اپنے لشکر کا پرا جمایا ہی عفریت قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہ کہان آدمی اور کہان دیو چلو خوب ہوا اسی بہانے
شہپال شاہ شہر سے باہر نکلا یہ کہکر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور تمام فوج کو آمادہ جنگ و جدال کیا شہپال شاہ نے
بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا اور اپنا طنطنہ شجاعت انکو سنایا بارہ سو جوڑ سونے روپے کے نقارون کے جھڑجھڑ بجنے
لگے گویا بادل گرجنے لگے عفریت کے لشکر مین طبل کے بدلے دیو جو تڑا اپنا بجاتے تھے اور پتھر سے پتھر لڑاتے تھے القصہ تمام
رات دونون لشکرون مین شور و غل برپا رہا جب صبح ہوئی عفریت کئی لاکھ دیو لیکر میدان مین نکلا کوئی دیو تو شیر کی کھال
کوئی اژدہے کی کھال کوئی ہاتھی کی کھال گلے مین ڈالے ہوے تھا اور سر کی شاخون پر فولادی خول چڑھے ہوے تھے
زنجیرین توڑے فولادی گلے بازو کمر ران مین پیچیدہ تھے گلے مین کھوپڑیون کے ہار ڈالے بھالا گرز چماق چاو آسیا سنگ
دار شمشاد و لست نہنگ ہاتھون مین لیے اس صورت سے مستعد جنگ ہوئے مگر شہپال کی صورت سے دنگ ہوئے شہپال
ایک تخت پر آپ سوار اور ایک تخت پر صاحبقران کو سوار کرکے لشکر کو ہمراہ لیکر عفریت کے لشکر کے مقابل مین
صف آرا ہوا تاکہ دیو اس سامان کو دیکھکر اپنے جی مین ڈرین اور اپنی بیبا کی سے خوف و ہراس کرین دیوون نے جو
صاحبقران کو دیکھا عجیب و غریب حرکتین کرنے لگے کوئی ناف میدان مین آکر اپنے چوتڑ پیٹ کے ناچتا تھا کوئی کلقاریان
مار کے اچھلتا تھا کوئی اپنی داڑھی پکڑ کے ہٹکلین کرتا تھا کوئی طرارہ بھر کے آسمان کی طرف جاتا تھا اپنے تئین ہوا مین اڑاتا تھا
اور وہان سے قلا بازیان کرتا ہوا زمین پر آتا تھا کوئی دانت نکالکر صاحبقران کو ڈراتا تھا کوئی اپنی دم ہاتھ مین لیکر
چک پھیریان لیتا تھا کوئی ایک دوسرے پر سوار ہو کر چکر دیتا تھا امیر کو یہ حرکتین انکی دیکھکر بے اختیار ہنسی آئی اور انکے اس مسخرے پن
سے انکے دل مین ان بیحیاؤن کی بیوقعتی اور خفت سمائی پہلے پہلے اہرمن پدر عفریت کہ جسکا قد پانسو گز کا تھا دار شمشاد ہاتھ
مین لیکر صف سے نکلا اور سامنے آکر للکارا اور بڑے زور و شور سے نعرہ مارا کہ وہ زلزال قاف کو چک سلیمان کہان ہی
جو بہت اپنی دلیری اور شجاعت پر نازان ہی میرے مقابل آوے کہ چاشنی مرگ کی اسکو چکھاؤن اور اسکو اس جرات سے
قاف مین آنے کا اور دیوون سے لڑنے کا مزہ دکھاؤن امیر شہپال سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور کسی طرح کا ہراس
اور وسوسہ اپنے دل مین نہ لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا اس زور سے کیا کہ تمام میدان کانپ گیا اہرمن بولا کہ اے زلزال قاف
اتنے سے قد پر ایسا چلاتا ہی کہ ہمکو اس آواز سے ڈراتا ہی لا کیا ضرب رکھتا ہی صاحبقران نے کہا کہ اپنا دستور سبقت کرنے کا
نہین ہی اپنے خاندان کی روش سے اپنا قدم باہر دھرنے کا نہین ہی پہلے تو حربہ کر پھر مین حربہ کرونگا اور اپنی بہادری
تجکو دکھاؤنگا وہ بولا کہ تجھسے کوتاہ قامت ضعیف البنیان پر جو مین پہلے حربہ کرونگا مجکو کیا دیکھین گے سب مجکو بے عقل
سمجھکر حیرت مین ہونگے اور میرے حربے سے تو کب بچے گا کہ تجھپر حربہ کریگا صاحبقران نے کہا کہ جہان قد و قامت کی
تقسیم ہوئی تھی وہان تو تھا اور جہان قوت و زور بٹتا تھا وہان مین تھا سوا اسکے تو نہین جانتا کہ مین ملک الموت ہا

تیری روح قبض کرنے کو پردہ دنیا سے آیا ہون تیرے لیے جام مرگ لایا ہون اہرمن نے وار شمشاد صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے اُسے خالی دیکر عقرب سلیمانی میان سے لیکے فرمایا کہ او ناپاک یہ نہ کہنا کہ مجھکو غفلت مین مارا خبردار ہو جا کہ مین حربہ کرتا ہون اور تیرے خون ناپاک سے اپنی شمشیر آبدار کو بھرتا ہون یہ جملہ تمام کرنے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ اُسکے سر پر ایسا لگایا کہ وہ جیفہ خوار دو ٹکڑے ہو کر آدھا ادھر آدھا ادھر زمین پر آیا شہپال نے شکر کیا

مقابلہ کرنا اہرمن کا صاحبقران سے اور مارا جانا اُسکا ایک ضرب شمشیر صاحبقران سے



اور پریزادون کو شادیانہ بجانے کا حکم دیا عفریت نے ایک آہ کرکے کہا کہ ای آدم زاد غضب کیا تو نے میرے باپ کے پہلوان کو مارا اُسکا سر اُسکے تن سے اُتارا لیکن تو بھی بچکر نہین جانے پاتا ہے دیکھ کہ کیسا صدمہ اُٹھاتا ہے یہ کہکر اور ایک دیو کہ اہرمن سے بھی قوی ہیکل تھا صاحبقران سے مقابلہ کرنے کو بھیجا صاحبقران نے اُسکو بھی جہنم واصل کیا مردون مین داخل کیا القصہ تھوڑے سے عرصہ مین تو دیو زور آور کہ عفریت کے لشکر مین نامی تھے اہرمن کی طرح اُنکو بھی پہچان کیا عفریت کو حیران و پریشان کیا تب تو عفریت نے کانپ کے ایک آہ کی اور فوراً طبل بازگشت بجوا کے اپنے باپ کی لاش کو اُٹھوا کے گریان و نالان بکمال یاس و ہراس اپنی فرودگاہ کی راہ لی شہپال شاہ امیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم مین داخل ہوا اور اُسکو امیر کی شجاعت و دلاوری سے نہایت سرور حاصل ہوا

داستان خواجہ عمرو عیار کے بیان مین

اب دو حرفے داستان با یاسہ وندگان عالم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے سنیے جب بختیارک عمرو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہرمز کے پاس گیا فرلاع زرہ پوش نے کہا کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجوایا جائے عمرو عیار اپنے کیے کی سزا پائے اور پھر کبھی سر نہ اُٹھائے ہرمز نے کہا کہ مجھکو کسی طرح بندگان خدا کا کشت و خون منظور نہین ہے اور جنگ و جدال سے میری طبیعت مسرور نہین ہے شبانہ روز طلایہ پھرا کرے رسد کسی طرف سے قلعہ مین جانے نپائے کوئی دانہ والا کچھ جنس نپائے اور بھوک پیاس کی تکلیف اُٹھائے اور جنگل کٹوا کر دمدمہ اور سیڑھیان تیار کراؤ کہ وقت ہے

دین اور جب موقع ہو سیڑھیان لگا کر چڑھ جاوین سبکو یہ رائے پسند آئی اور سیڑھیان بنانیکی تدبیر لگائی جانے
ے مین زنگدہ اور سیڑھیان تیار ہوئین ہرمز نے حکم دیا کہ زنگدہ کو قلعہ کے مقابل مین قائم کرو اور سیڑھیان بھی اسکے پاس کھ
مارے لشکر مین طبل جنگ بجاؤ کل ہم قلعے پر چڑھائی اور خیمہ شیر بدار سے قلعہ والونکی صفائی کرینگے یہ خبر عمرو کو بھی پہنچی کہ زنگدہ قلعہ
مقابل قائم کیا گیا اور سیڑھیان بھی تیار ہوئی ہین اور سپاہیون کو قلعے پر چڑھنے کا حکم دیا گیا اور طبل جنگ بھی ہرمز کے لشکر
بجا ہے سب طرح کا سامان جنگ تیار ہوا ہے عادی کرد سے کہا کہ تم بھی کوس سکندری پر ڈنکا دلواؤ ہم ذرا سیر کو جاتے ہین اور
ری دیر مین پھر آتے ہین یہ کہکر لباس شاہی بدلا اور پوشاک عیاری پہنکے اسباب بدن پر لگا کے ایک پیادے کی صورت
ر زنگدہ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ چار سو پیادے مشعلین جلائے ہتھیار لگائے زنگدہ کے گرد ٹہلا یہ پھر رہے ہین عمرو نے انسے
ر کہا کہ ہرمز نے مجھے دیکھنے کو بھیجا ہے کہ محافظان زنگدہ مین سے کون ہوشیار ہے کون غافل ہے اور کس کام مین شاغل ہے جو غافل
انکی اسم نویسی کا لاؤ اور مجکو بہ تفصیل دکھلاؤ کہ صبح کو اُنپر سیاست کیجائے وہ غافل اپنی غفلت کی سزا پائے اور جو ہوشیار ہون
کے واسطے ابھی کچھ الوش عنایت کیا جائے اور انعام بھی پایا جائے ہوشیار و غافل خوشامد کرنے لگے عمرو کے پاؤن پر سر دھرنے لگے
ر بولے کہ آپ مہربانی کرکے عرض کر دیجیے گا کہ کوئی غافل نہین ہے سب ہوشیار رہین نے اپنے کام مین مستعد اور تیار ہین
د وہان سے قلعے مین آیا کئی من شیرینی دار وے بیہوشی آمیختہ خوانون مین لگا کر عیارون کی صورت بدلکر انکے سر پہ خوان کھولے
بر زنگدہ پر آئے اور کہا کہ ہرمز نے یہ شیرینی تم لوگون کیواسطے بھیجی ہے لیکن صبح کو تقسیم ہوگی کہ مین تمھارے سردار کو نہین پہچانتا
یسنے آکر عمرو سے کہا کہ مین ان سب پیادونکا سردار ہون ہر شخص کے حال سے خبردار رہون شاطر میرا نام ہے اور یہی میرا
ام ہے اور یہ انگوٹھی فیروزے کی شاہزادے کو نشانی دینا اب کہو کہ بھائی تمھارا کیا نام ہے اور تمھارے تعلق کس خدمت کا انصرام
عمرو بولا کہ مہتر عقیق مجکو کہتے ہین اور بہت سے لوگ میری اطاعت مین رہتے ہین فراش خانہ کے داروغہ کا داماد ہون
مگر وہ خاتم اس سے لے لی اور خوان شیرینی کے اسکو دیے مہتر شاطر نے وہ مٹھائی سب کو تقسیم کرکے اپنا حصہ آپ لیکر کھایا
جتنے پیادے تھے سبھون نے ہونٹ چاٹ چاٹ کر وہ مٹھائی کھائی اور پہلے تو خوب لذت پائی اور تھوڑی دیر کے بعد سب بیہوش
ہو گئے خواب غفلت مین سو گئے عمرو نے عیارون کو خبر کیواسطے لگا ہی رکھا تھا خبر پاتے ہی جا کر سبکو خنجر سے کاٹا اور اُس
میدان کو اُنکی لاشون سے پاٹا اور زنگدہ نردبانون پر روغن نفط چھڑک کر آگ لگا دی جب دھڑ دھڑ جلنے لگا آپ
قلعے مین آکر چین سے پاؤن پھیلا کے سو رہا اور میدان کو اُنکی اُس غلاظت سے پاک کرکے مطمئن ہو رہا جتنی سیڑھیان تھین
زنگدہ سمیت رات بھر مین جل گئین جب تنور خورشید گرم ہوا ہرمز چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہوا اور فوج کو ساتھ لیکے چلا
کہ آج سیڑھیان لگا کر پہلوانان و سرداران لشکر کو قلعہ پر چڑھا کے مسلمانون کو قتل کیجیے اور اُنسے انتقام لیجیے تھوڑی
دور فرودگاہ سے گیا تھا کہ عیارون نے آکر کہا کہ زنگدہ نردبانون سمیت جلکر راکھ کا ڈھیر ہوا پڑا ہے اور چوکیدار
سب کٹے پڑے ہین ایک اُنمین نہین بچا ہے ہرمز نے جو یہ سنا ایک شعلہ آگ کا تلوون سے لگ کر دماغ کے پار ہوگیا

ی ہر اس سے بے اختیار ہوگیا بختیارک سے مخاطب ہوکر کہا کہ دیکھیے عمرو کی شرارت نے میری چار مہینے کی محنت
ی بختیارک بولا کہ حضور خوب جانتے ہین جیسا وہ شریر ہی بڑا صاحب تدبیر ہی سوار تو ہو ہی چکے ہو جا کر قلعے
ڑائی ڈالو اور اپنے دل کا حوصلہ نکالو شاید فتح میسر ہو نصیب یاور ہو ہرمز نے قلعہ کے سامنے آکر دس ہزار
قلعے کے چارون طرف محاصرہ کیواسطے متعین کیے اور اُنکو جو جو حکم مناسب تھے دیے عمرو نے دیکھا کہ آج نقشہ
ل ہی قلعہ نشینون کے دل مین کثرت فوج اعدا سے ہول ہی اُسنے بھی چارون طرف سے قارورے ہانڈی تیر و تفنگ
شروع کیے ایسا ایسا آتشبازی کا مینھ برسایا کہ تمام لشکر ہرمز کا گھبرایا اور اُس آگ کی تاب نہ لایا ہزارون گھر
خاکستر ہوگئے ہرمز کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی اور سب پر نازل ایک بلا ہوئی باقیماندہ قلعے کی ضرب سے پیچھے
مارے زور گھٹے ہرمز نے ذراع زرہ پوش سے کہا کہ تم جو اُس روز کہتے تھے کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین قلعہ توڑ کر اپنے زرہ
ن سے مسلمانون کو قتل کرواکے مہرنگار کو نکال لاؤن آج جاؤ اور اپنی بہادری دکھاؤ اور اسی دم قلعہ کو توڑکے
نگار کو لے آؤ ذراع نے کہا کہ حضور نے کب فرمایا مین بجا نہین لایا ذراع نے اپنے چار ہزار زرہ پوشون سے گھوڑے اٹھائے
دوڑکے متصل قلعے کے آئے ذراع تو سر پر سپر رکھکے خندق کے پار جست کرکے جا کھڑا ہوا لیکن سوار اُسکے خندق سے
نجا سکے ایک قدم گھوڑون کو نہ بڑھا سکے عمرو نے سوارون کو تو قارورہ ہاے آتشین مارکر خندق سے ہٹایا لیکن ذراع
پوش تنہا خندق کے پار کھڑا رہا جرأت کو کام فرماکے قدم نہ ہٹایا بختیارک نے کہا کہ حقیقت مین ذراع بڑا بہادر ہی
نہ دلاور ہی اُسنے جو کہا تھا سو کیا لیکن کیا کرے کہ اکیلا ہی فوج اُسکی عمرو کی آتشبازی سے بیتاب ہوکر پسپا ہوئی
ت اُسنے بہت بیجا ہوئی اسوقت حضور اپنے لشکر کو حکم دین کہ ذراع کی مدد کرین ہرگز اسوقت مرنے سے نہ ڈرین
ز نے اپنی فوج کو حکم دیا دیکھو ذراع اکیلا قلعے کے دروازے پر کھڑا ہی کیسا اپنی بات پر اڑا ہی تم لوگ اُسکی مدد کرو
ی قلعہ فتح ہوجائے جتنے ساسانی تھے سبھون نے اپنے گھوڑے اُٹھائے اور لب خندق آئے لیکن خندق کے
جانے کی کسی کو جرأت نہوئی عمرو نے فصیل کے اوپر آکے ذراع سے کہا کہ اے بہادر قلعہ تو لے چکا ہم لوگون کو شکست دےچکا
مین تجھسے ملتجی ہون کہ بہادرونکا دستور ہی غنیم ہزیمت خوردہ کو امان دیتے ہین اور پناہ دیکر نیکنامی لیتے ہین اگر تو جاکر
ز سے میرا قصور معاف کرادے تو مین تیرا بہت ممنون ہون اور قلعہ خالی کرکے مہرنگار کو تیرے حوالے کرون ذراع نے جواب
نے کے لیے سپر کو سر سے ہٹایا گھوڑے کو ذرا بڑھایا سپر کا سر سے ہٹانا تھا کہ عمرو نے ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ فلاخن
ن کھلے گھما کر چلایا اور اُسکے دونون ابروونکے بیچ مین ایسا مارا کہ مغز اُسکا خشخاش کے مانند تھونکی راہ سے نکلگیا اور
ب کر آب خندق مین جا پڑا ساسانی جو لب خندق کھڑے تھے پانی مین کود کر اُسکی لاش کو نکال کر لیگئے ہرمز کا رنگ
گیا کہ بڑا بہادر سردار مارا گیا اُسکے مرنے پر کف افسوس ملا کیا آتش حسرت سے جلا کیا گھبرا کر بختیارک سے کہنے لگا کہ کیا کرون
وسے کیونکر انتقام لون اُسنے کہا کہ اسوقت فوج بدحواس ہی سب لشکر کو ہراس ہی طبل بازگشت بجواکر خیمہ مین چلیے پھر

لیجیے گا کچھ اور تدبیر کیجیے گا ہرمز نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا ساری فوج نے رستہ لیا ہرمز ملول و محزون اپنے خیمہ مین
اخل ہوا اور بذریعہ عرضی تمام کیفیت سے نوشیروان کو مطلع کیا جب وہ عرضی نوشیروان کے ملاحظہ مین آئی اُسنے بھی حال
ریافت کرکے بڑی کوفت اٹھائی بزرجمہر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا دیکھتے ہو عمرو کی بدذاتی میرے کیسے کیسے پہلوانون کو ہلاک کرتا ہے
ر میری سطوت جباری سے ذرا نہین ڈرتا ہے بزرجمہر نے عرض کی کہ فی الواقع وہ ایسا ہی بدخصال ہے اسکو اسباب کا کیا خیال ہے
پ شاہزادیکو لکھین کہ تم لڑنا بھڑنا موقوف کرو کسی طرح سے عمرو کو زندہ پکڑ لو ہنوز بزرجمہر کی گفتگو تمام نہوئی تھی کہ ساسانیون نے
وشیروان کے سامنے داد و بیداد کرنی شروع کی کہ ساربان زادے کو دیکھیے اور دیلم و قلیم و ذراع سے پہلوانون کو قتل کرنا ذلت دینا
ظر کیجیے اب جبتک ہم انکا بدلہ اُس عیار بے اعتبار سے نہ لینگے اس سرکشی کی سزا نہ دینگے ہمکو چین نہ پڑیگا نوشیروان نے اُنکی دلدہی کا
خضر فیلگوش کو کہ ساسانیون مین سردار اور پہلوان نامی ہے ستر ہزار سوار جرار سے ہرمز کی مدد کو بھیجا اور ہرمز کو لکھا کہ تم گھبراکر قصد
عاودت نہ کرو اور ہرگز نہ ڈرو مین نے خضر فیلگوش کو تمھاری مدد کو روانہ کیا ہے مین نے اُسکو خوب سمجھا دیا ہے بعد ازان نوشیروان
ربار برخاست کرکے شبستان حرم مین گیا مہرانگیز نے نوشیروان کو ملول و محزون دیکھکر پوچھا کہ آپ اسوقت ملول و محزون کیون ہین
وشیروان نے کہا کہ تمھاری بیٹی کی بدولت ہر دم مغموم رہتا ہون ہزارون رنج و الم سہتا ہون جب سے ہرمز کو بھیجا ہے وہ ساربان زادہ
ین شکستین اُسکو دیچکا ہے اور کیسے کیسے میرے پہلوان مارے ہین اُنکے سر تن سے اُتارے ہین میرا جی جانتا ہے میرے غم کو کون سمجھتا ہے مہرانگیز نے
کہا کہ جہان پناہ سلامت اُسکے مارنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواجہ نہال کو کہ اُسنے مہرنگار کو پالا ہے تحفہ و ہدایا ساتھ لیکر مہرنگار کے پاس بھیجیے اور
یک خط خفیہ اُسکو لکھیے کہ حیف ہے تیرا خون ایسا سفید ہوگیا کہ مان باپ تیرے سوز فراق مین جلتے ہین تیری مفارقت مین شمع کیطرح گھلے جاتے ہین
ور تجھکو اتنا بھی خیال نہین آتا ہے کہ مان باپ کے دل کی آگ کو آب دیدار سے بجھائے اور اُنکو اپنا دیدار دکھائے بہر حال ہم پر رحم کھاکے
خواجہ نہال کے ساتھ اسطرف روانہ ہو کہ ہماری جان بچے اور عمرو کے واسطے بھی کچھ زر نقد ارسال کیجیے اور اُسکو طمع دیجیے کہ وہ طمع مین آکر
خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر بلائے اور قلعہ کے اندر جانے دے ہرگاہ خواجہ نہال قلعے کے اندر پہونچے چند روز مین مل ملاکر عمرو کو زہر دے
ور دروازہ قلعہ کا کھولکر فوج کو بلاکے مسلمانون کو قتل کرے اور مہرنگار کو لیکر چلا آئے ہمکو تو اس درد جانسوز سے چھڑائے بادشاہ نے
مہرانگیز کی رائے بہت پسند کی اور خواجہ نہال کو پست و بلند سمجھا کر مع تحف و ہدایا و زر نقد مکہ کی طرف رخصت کیا

روانہ ہونا خواجہ نہال کا مہرنگار کے لانے کے لیے مکے کی طرف اور مرنا عمرو کے ہاتھ سے

راویان شیرین سخن لکھتے ہین کہ بادشاہ نے بعد رخصت خواجہ نہال کے ایک شقہ ہرمز کے نام اس مضمون کا
لکھکر ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا اور اُسکو پیام دیا کہ اے فرزند پرسون مین نے خضر فیلگوش کو ستر ہزار سے تیری مدد
بھیجا ہے وہ کمال احتشام و شوکت سے اسطرف کا عازم ہوا ہے اور آج خواجہ نہال کو ایسا ایسا سمجھا کر با تحف و ہدایا روانہ کیا
ہے اور اُسکو سب نشیب و فراز اس معاملہ کا سمجھا دیا ہے چاہیے کہ کسی تدبیر سے خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر پہونچاؤ کہ ہمارے حکم کی
تعمیل کرے اور تم بھی اس مصیبت سے نجات پاؤ اور اگر کسی طرح خواجہ نہال قلعے مین نہ پہونچ سکے تو خضر فیلگوش کو لیکر تم معرکے

قلعہ توڑ ڈالوا اور اپنا مطلب نکالو خواجہ نہال کا حال سنیے کہ خضر فیلگوش کی روانگی سے ایک ہی دن پیچھے تو خواجہ نہال روانہ ہوا تھا دو اسپہ کوچ کرکے خضر فیلگوش سے جا کر ملا اور اُس سے تدبیر اور مشورہ کا حال ظاہر کیا اور دونوں بیکدیگر ملکے منازل اور مراحل طے کرتے چلے تخمیناً تین مہینے کے عرصے میں ہرمز کے لشکر میں داخل ہوئے اور بعد ملازمت شقہ ہائے بادشاہ ہرمز کو دیے اور سب مراتب بخوبی بیان کیے ہرچند ہرمز ان شقوں کے مضمون سے بسبب اُس شقے کے جو عیار کے ہاتھ سے پہونچا تھا واقف ہو چکا تھا لیکن بہرحال شقے کو پڑھکے دونوں شخصوں کو خلعت دیا اور اُنکو عنایت اور نوازش سے بہت خوش کیا چونکہ دونوں راہ کے تھکے ماندے تھے جلد رخصت ہو کر اپنے اپنے خیمے میں گئے یہ خبر ایک عیار نے عمرو کو پہونچائی اور سب کیفیت اُنکے آنے کی سُنائی کہ نوشیروان نے بڑی فوج ہرمز کی مدد کو بھیجی ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ دریافت تو کیا چاہیے کہ اُبکی مرتبہ کون سردار بنکر آیا ہے اور کس نے نوشیروان کیطرف سے منصب سرداری پایا ہے دھوبی کیصورت بنکر ہرمز کے لشکر میں گیا جہاں دو چار آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھا وہاں کھڑا ہو کر سن گن لینے لگا ایک مقام پر کئی آدمی کھڑے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اُبکی تو نوشیروان نے خضر فیلگوش کو ستر ہزار سوار جرار سے ہرمز کی مدد کو بھیجا ہے یقیناً قلعہ فتح ہوا اور عمرو مارا جائے اور یہ لشکر اپنی مراد پائے ایک بولا کہ خواجہ نہال کو بھی تو بھیجا ہے دوسرے نے کہا کہ اُسے لڑنے کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ یہ ارشاد کیا ہے کہ کسی طرح سے قلعے میں رسائی پیدا کرکے عمرو کو دغا سے مارکے مہر نگار کو لے آئے اور اُسکے عوض میں بہت زر نقد اور خلعت نیکنامی پائے سو یہ منصوبہ تو اپنے خیال میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ عمرو ایسا نہیں ہے کہ کسی کے دم میں آئے اور وہ کسیطرح کا فریب دغا کھائے ہاں اگر خضر فیلگوش سے کچھ کام بن پڑے تو قریب القیاس ہے اگرچہ ظاہر میں اسباب سے بھی یاس ہے باقی خیریت ہے عمرو نے وہاں سے ہٹکر دھوبی کی صورت بدل کے ایک سائیس کی صورت بنائی اور دوسری تدبیر لگائی تو بڑا دانے کا ہاتھ میں لیکر پکار پکار کر کہنے لگا کہ یارو کوئی خواجہ نہال کا خیمہ بتا دو شام کو دانہ لینے کے لیے آیا تھا اب رات ہو جانے سے راستہ بھول گیا ہوں گھوڑا دانے کے واسطے ٹاپتا ہوگا جو کوئی مہربانی کرکے پہونچا دے بڑا اجر پائے ایک شخص بولا ٹھہر چل بھائی میں تجھے خواجہ نہال کا خیمہ بتا دوں اُسکی بارگاہ تک پہونچا دوں چند قدم جا کر اُسنے کہا کہ دیکھو وہ سامنے خواجہ نہال کا خیمہ نظر آتا ہے جسکی تلاش میں تو اسقدر گھبراتا ہے عمرو نے بصورت اصلی بنکر خواجہ نہال کے خیمہ پر جا کے چوبداروں سے کہا کہ خواجہ نہال کو خبر دو کہ عمرو تمھاری ملاقات کو آیا ہے اور ایک مژدہ تمھارے واسطے لایا ہے خواجہ نہال عمرو کا نام سنکر بہت سراسیمہ اور پریشان ہوا اپنے دل میں بہت نالاں و حیران ہوا کہ عمرو اسوقت میرے پاس کیوں آیا ہے کون کام ضروری اسوقت اُسکو لایا ہے مگر استقبال کرکے عمرو کو لے آیا اور اپنے برابر مسند پر بٹھلایا بہت سی گرمجوشی کے ساتھ کہا کہ آپنے بڑی مہربانی کی کہ تشریف لائے اور اس حقیر کے پاس آئے آپ اگر آج نہ آتے تو میں کل تمھاری ملاقات کے واسطے قلعے میں جاتا اور آپکے جمال باکمال کے دیکھنے سے حظ اُٹھاتا کیونکہ باہم ملاقات کرنا دوستی کا نتیجہ ہے اور اگر غور کیجیے تو حقیقت میں زندگی مستعار کا بھی مزہ ہے عمرو نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ خواجہ کیا کہوں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں ایسا تردد ہے کہ زندگی سے

بیزار ہون خواجہ نہال نے کہا خیر تو ہی ارشاد فرمائیے اور حال مفصل مجھے سنائیے عمرو بولا کہ سوائے شہر کے خیر کہان ذرا میری
طرف متوجہ ہو کر سنیے اور میرے رفع تردد کی تدبیر کیجیے حقیقت یہ ہی کہ حمزہ مہر نگار کو مجھے سونپ کر اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے
بردہ قاف کی طرف گیا تھا سو اسکو اتنا عرصہ ہوا معلوم نہین کہ جیتا ہی یا کسی دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اور اب میں
مہر نگار کو رکھ نہین سکتا کہ وہ بھی گھبراتی ہی اور تنہائی کے سبب سے بہت رنج اٹھاتی ہی اگر ہرمز کو سونپ دیتا ہون تو ڈرتا
ہون کہ مین نے بڑی بڑی بے ادبیان کی ہین بہت سی اذیتین دی ہین دیکھیے میرا قصور بادشاہ معاف کرتا ہی یا مجھسے انتقام لے
اور مجکو میرے کردار کی سزا دیتا ہی اگرچہ نوشیروان رحیم و کریم ہی عجب نہین کہ معاف کر دے اور مجھسے اپنا عوض نہ لیکر
بختک بختیارک جو میرے دشمن ہین وہ بڑے پرفن ہین یہ ضرور بادشاہ کو ورغلا کے مجکو قتل کرا دینگے اپنی خباثت سے باز
نہ آئینگے آج تجویز کیا تھا کہ جو ہونی ہو سو ہو ہرمز سے چلکر اپنا قصور معاف کرایا چاہیے اسکی خدمت مین جایا چاہیے لشکر میں
آنے کی خبر سنی کمال دلکو خوشی حاصل ہوئی سواب مین مہر نگار کو تو آپ کو سونپ کے سبکدوشی پاؤنگا باقی جدھر میرا سینگ
ادھر چلا جاؤنگا خواجہ نہال عمرو کی تقریر سنکر بہت نہال و کمال خوشحال ہوا اور عمرو کو چھاتی سے لگا کر کہنے لگا کہ خواجہ
کسی کی طاقت ہی کہ میرے تمھارے مقدمہ مین بادشاہ سے کچھ بدی کر سکے اور بادشاہ کے مزاج کو تمھاری طرف سے برہم کرے
تمھاری تقصیر معاف کروانا اور بلکہ مکہ کی حکومت بادشاہ سے تمکو دلانا میرا ذمہ ہی یہ میرا اقرار واثق سمجھیے اور مجکو اس
مین صادق سمجھیے عمرو نے کہا کہ مجکو آپ سے اس سے زیادہ امید ہی یہ کہکر جھولی سے خرمے نکالکر دیے کہ یہ مکہ کا تبرک ہی اور
انکو نوشجان فرمائیے اور حظ اٹھائیے خواجہ نہال کی جو شامت آئی بے پس و پیش خرمونکو کھا گئے اور کچھ دوسرے دلمین خوش لا
عمرو یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین گھر جاتا ہون مہر نگار کو لیے آتا ہون عمرو نے باہر آکر مکہ کا تبرک سب شاگرد پیشہ کو کھلایا ان
احمقون کو بھی اسی دام مین پھنسایا خواجہ نہال نے اپنے دلمین کہا کہ تیرا اقبال ہی کہ گھر بیٹھے مطلب حاصل ہوا ایک ساعت
گذری تھی کہ باہر تو شاگرد پیشہ اور خیمے مین خواجہ نہال بیہوش ہو گئے سب کے سب بدہوش ہو گئے عمرو نے خیمے مین آکر ...
کنجیان نکالین اور صندوقون کو کھولکر جسقدر نقد و جنس تھا زنبیل مین رکھا اور ایک صندوق بہت پر تکلف تھا اسکو جو
انمین سے ایک خط مہر نگار کے نام بادشاہ کیطرف سے چند غلافونمین لپٹا ہوا پایا اسکو بھی لیکر زنبیل مین چھپایا اور بدستور
مین قفل لگا دیے ایسے ایسے شعبدے کیے پھر خواجہ نہال کو ایک گڑھا کھود کے زندہ گاڑ دیا اور آپ خواجہ نہال کی صورت
بنکر اسکے پلنگ پر سو رہا سب اپنے کامون سے فارغ ہو رہا ہرمز کا حال سنیے کہ صبح کو بختیارک سے مصلحتاً کہنے لگا کہ مرا جی
کہ اخضر فیلگوش کی اور خواجہ نہال کی دعوت کرون انکو اپنے یہان بلاؤن اور اچھے اچھے کھانے کھلاؤن بختیارک نے
کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی بہت مناسب ہی یہ بات تو آپ پر واجب ہی ہرمز نے جشن کی تیاری کی اور سب سامان دعوت
کا رگذار کو اجازت دی اخضر فیلگوش و خواجہ نہال کو بلوایا جتنے سردار تھے مع اخضر فیلگوش حاضر ہوئے سب
اپنے اپنے مقام پر بٹھایا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ نہال علمی یعنی عمرو عیار نے بھی حاضر ہو کر مجرا کیا اور موجود تھا

شاہزادے کے سامنے کھڑا ہوا ہرمز کو حرکت اُسکی بہت پسند آئی اُسیوقت خلعت سرفرازی سے مخلع کرکے اُسکے حال پر بہت عنایت فرمائی کہا اے خواجہ نہال شرط ادب کی تم بجا لائے ہمکو یہ مراتب رتبہ شناسی تمہارے بہت بھائے اب آؤ برادرانہ مجلس مین بیٹھو اور چندے غم دنیائے دون فراموش کرو خواجہ نہال علی بولا کہ غلام کا یہ رتبہ کب ہے آپکے سامنے بیٹھنا ترک ادب ہے فرمایا کہ اس گفتگو کو اسوقت بالائے طاق رکھو اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کرسی پر بٹھلایا اور بہت سا التفات کیا سازندے اور خوانندے جسقدر لشکر کے ہمراہ تھے سوا اُسکے اور جو ملک کے گرد و نواح سے آئے تھے سبھون نے ساز ملا کر گانا شروع کیا حاضرین مجلس کے دلکو اپنی خوش آوازی اور نغمہ سرائی سے لبھانا شروع کیا اور آواز نوش باد و مدہوش بادکی بلند ہوئی کہ محفل اسوقت نہایت مزہ دار ہے سبکی طبیعت اس کیفیت سے کمال خرسند ہوئی تمام دن تو اس طرح پر چرچا رہا جب شب ہوئی مشعلچیون نے مومی کافوری بتیان دوشاخون سہ شاخون پنجشاخون مین چڑھا کر روشن کین ہرمز نے ایک جام مے دو آتشہ کا اپنے ہاتھ سے بھرکر اخضر فیلگوش کو دیا وہ آداب بجا لایا اُسکو پیا اور ایک جام اُسنے بھی لبریز کرکے ہرمز کو دیا اُسوقت یہ مقرر ہوا کہ جو کوئی کسی کو پلادے دوسرا بھی عوض بجالائے الغرض ہر ایک اسی طرح سے دوسرے کو پلانے لگا مزہ شرابخواری کا اٹھانے جب پہر رات گئی خواجہ نہال علی نے اُٹھکر عرض کی کہ اسوقت غلام ساقی گری کرنے کا امیدوار ہے کہ یہ محفل اسوقت بہت مزہ دار ہے ہرمز نے خوش ہوکر کہا کہ بہت مبارک اس سے کیا بہتر ہے ہمنے تمہین اپنے تئین ساقی بنادیا اور اپنے ہاتھ سے سب کو پلا خواجہ نہال علی نے جام و صراحی ہاتھ مین لیکر پہلے تو ہرمز کو ایک جام پلایا اور اپنی کارستانی سے اسکا ہوش اڑایا بعد از مجلس مین دورہ کیا دو دور تک تو وہی شراب جو پہلے سے چل رہی تھی پلائی تیسرے دورے مین داروے بیہوشی شیشے مین ملا اور سب کو پلانے اور جھکانے لگا چونکہ پہلے سے نشے مین سرشار تھے وہی پیالون مین بیہوش ہوگئے سب کے حواس کھو گئے خواجہ نہال علی نے دیکھا کہ مجلس کی مجلس اناچت ہوگئی جام و صراحی لیکر باہر نکلا جتنا شاگرد پیشہ تھا سبکو پلا کر بیہوش کر اور خیمے مین آکر فرش و فروش اسباب و کپڑے حتی کہ شاگرد پیشہ کا لوٹا بوریا تک مع ہرمز کا پشتارہ زنبیل مین رکھ لیا اخضر فیلگوش کی داڑھی مونچھ مونڈ کر سات رنگ کے ٹیکے تو اُس رخسارے پر جسطرف کی مونچھ مونڈی تھی دیے اور جدھر کی مونچھ قائم رہی تھی اُسمین گھنگرو باندھا اور اُسطرف کے رخسارے کو مطلق کالا کیا اور بزکوہی کی کھال کی قبا اُسکے گلے مین پہنائی ایسی صورت بنائی اور بختیارک کی بھی ڈاڑھی مونچھین مونڈ کر مُنھ کالا کرکے صورت اُسکی عورت کی سی بنا کر مانگ مین سیندور تیل سے لت کرکے لگایا اس بیچارے کو بھی مسخرہ بنایا اور دونون پائون اُسکے گلے مین ڈالکر تسمہ مین باندھ اور ایک پلنگ پر اخضر فیلگوش کی گود مین اُسکو لٹا دیا سب کے ساتھ ایک نیا شعبدہ کیا اور جتنے سردار حاضرین محفل تھے نشے سے بیہوش و غافل تھے سبکو ننگا کر داڑھی مونچھین مونڈ کر مُنھ سیاہی سے رنگ کر اُلٹا ستونون سے باندھ دیا اور آپ ہی خواجہ نہال کی صورت بنا ہوا خیمے سے باہر نکلا اور اپنے قلعے مین جاکر کمال اطمینان سے استراحت کی اور جو کام کرنا تھا اس سے فراغت کی اخضر فیلگوش کا حال سنیے کہ جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک عورت برہنہ گلے مین پائون ڈا-

سو رہی ہے اور اپنے سے بالکل بیخبر ہو رہی ہے دل مین سوچا کہ شاید ہرمز نے از راہ مہربانی راہ کی ماندگی اُتارنے کے لیے
میرے واسطے اُسکو بھیجا تھا حیف ہے کہ مین رات بھر بیہوش سویا اور ایسے مزے کو اپنی نادانی سے مفت ہاتھ سے کھو یا صبح
کو بکے روبرو کہیگی کہ اخضر نامرد ہے اُسکو قوت نہین ہے جو عورت کی چاہ نہین ہے ابھی تو سویرا نہین ہوا ہے مزہ مباشرت کا
لوٹنا چاہیے اخضر نے جو ہین دست دراز کیا بختیارک نے ایک چیخ ماری اُسکے غل سے جتنے تھے سب بیدار ہوئے اپنی اپنی خرابی حال
سے خبردار ہوئے بارگاہ مین جو لوگ بندھے ہوئے تھے وہ تو نہ اُٹھ سکے مگر خدمتگار چوبدار فراش مشعلچی دربان دوڑے دیکھا تو
واہ واہ عجب شکل کا مرد ہے اور عجب صورت کی عورت ہے دونون بارگاہ مین فعل شنیعہ کرتے ہین اور اپنی رسوائی سے نہین
ڈرتے ہین ہر ایک اُن دونون کو مارنے لگا کہ اوبے ادب یہ بارگاہ شہزادے کی ہے اسمین ایسی حرکت ادب سے دور ہے تم دونو کی
سزا ضرور ہے بارے شاگرد پیشہ کی بدولت بختیارک کی جان بچی کہ فرصت پاکر اُٹھ بھاگا اور خضر سے لڑائی ہونے لگی خوب
مارکٹائی ہونے لگی کئی آدمی اخضر کے گھونسون سے مارے گئے اپنی جانسے بیچارے گئے جب زیادہ اجالا ہوا لوگون نے دیکھا کہ
اخضر ہے اور بارگاہ مین سرداران لشکر ستونون سے اُلٹے لٹکے ہوئے ہین بارے شاگرد پیشون نے سبکو کھولا مارے شرم کے کوئی مُنھ سے نہ
بولا پھر انکے مکانون سے انکے کپڑے لاکر ہر ایک کا مُنھ ہاتھ دُھلاکے کپڑے پہنائے تب وہ کمبخت سب آدمی کی صورت مین آئے اتنے مین
بختیارک بھی مُنھ ہاتھ دھوکے کپڑے بدلکر آیا اور اخضر فیلگوش کو سمجھایا کہ بھلے آدمی سوائے عمرو کے اور بھی کسی کی ایسی طاقت ہے
کہ میرا تیرا ایسا حال بنائے اور ہم لوگون کے اوپر ایسی خرابیان لائے اخضر نے غصہ سے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ عمرو وہ ہے اور مین ہون کچھ
مین اس سے کیسا پیش آتا ہون اور اُسکو ان حرکتون کا کیسا مزہ چکھاتا ہون گھنگرو چھن سے بولا معلوم ہوا کہ مُنھ پر ایک بچھ
اور داڑھی نہین ہے اور ایک مونچھ مین گھنگرو بندھا ہے اخضر نے اور بھی تاؤ پیچ کھایا بختیارک نے کہا کہ ہماری اور تمھاری تو یہ گت
بنی ہے معلوم نہین کہ ہرمز اور خواجہ نہال کا کیا حال ہوا شب کو جو خواجہ نہال ساقی گری کرتا تھا وہ خواجہ نہال نہ تھا
عمرو تھا یقیناً خواجہ نہال کو مار کے اُسکی صورت بنکر آیا تھا تحقیق کیا تو واقعی نہ اپنے خیمے مین خواجہ نہال ہے اور نہ اُسکا
کچھ اسباب و مال ہے اور ہرمز کو بھی لیگیا ہے یہ بڑا داغ ہمکو دے گیا ہے اخضر جھنجھلا کر طبل جنگ بجنے کا حکم دیکے بولا کہ اگر قلعے کا
اینٹ سے اینٹ نہ بجاؤن اور اس ساربان زادے کی بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو نہ کھلاؤن اور اس صحرا میں
مسلمانون کے خون سے ندی نہ بہاؤن تو میرا اخضر نام نہین مجکو ایکدم قرار اور آرام نہین آخر دوسرے دن ستر ہزار اپنے
اور تیس ہزار سوار ہرمز کے لشکر کے ہمراہ لیکر قلعے کا محاصرہ کیا اور فوج سے دلاوری اور جانفشانی کا وعدہ لیا عمرو نے
اُسوقت ہرمز کو زنبیل سے نکالا دیکھا کہ بیہوش ہے چند قطرے سرکہ تند کے اُسکے منھ مین ٹپکائے اور پیٹ کے اندر پہونچائے
آنکھین کھولین دیکھا کہ عمرو ایک کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہے اور چپ و راست سرداران و شاہان ہیچ تنگ وا علی دست نہ
ہر ایک اُسکی خدمت سے بہرہ اندوز ہین اور مقبل وفادار بارہ ہزار تیر انداز بیخطا سے لیس اور پہلوانان قوی ہیکل جا بجا موجود
برق انداز و رعد انداز و قارورہ انداز و سنگ انداز و ان کو فصیلون پر ہوشیار اور اپنے کو پنجۂ حریف مین گرفتار دیکھا زندگی

مایوس ہوکر بے اختیار رونے لگا اور خوف وہراس سے مضطرب و بیقرار ہونے لگا عمرو نے ہرمز کو گریان دیکھکر تسکین دی اور اسکی بہت سی تشفی کی کہ ای شاہزادے تو خوف نکھا مین تیرے ساتھ کسیطرح کی بدی نکرونگا تجکو کسی طرح کی اذیت ندونگا مگر تین سوال کرتا ہون اگر تینون مین سے ایک کو بھی منظور کر تو مجھپر اور اپنے اوپر احسان کر اور ہرصورت سے اطمینان کر ہرمز نے پوچھا وہ کیا سوال ہین بیان کر مین سنون پھر انکا جواب دون عمرو نے کہا اول تو میرا یہ سوال ہی کہ تو مسلمان ہوکر مسلمانون پر فرمانروائی کر کفر کو ترک کرکے اپنے حق مین بھلائی کر ہرمز بولا کہ یہ مجھسے نہوگا کہ مین آبائی مذہب کو چھوڑ دون اور اپنے بزرگونکے دین سے منھ موڑون عمرو نے کہا کہ اگرچہ مسلمان ہونا تیرے حق مین بہتر تھا کہ دین دنیا مین تیرا بھلا ہوتا اور بعد مرگ چین سے قبر مین سوتا لیکن تیرے خیال مین نہین آتا مجبوری ہی تیری قسمت مین بہتری سے دوری ہی دوسرا سوال یہ ہی کہ نوشیروان کو سمجھا کہ تا آنے صاحبقران کے مجھسے نہ لڑے مزاحمت نکرے میری خصومت مین پاؤن نہ دھرے جب صاحبقران قاف سے آجائے انسے جس طرح سے چاہے پیش آئے وہ مہرنگار کو میرے پاس امانتاً چھوڑ گیا ہی مین اُسکے آنے تک امانت داری مین کوتاہی نکرونگا اور اُسکی غیبت مین کسیطرح کی بدخواہی نکرونگا اگر وہ میری در پے رہیگا تو خدا جانے کہ مجھسے کسوقت کیا بے ادبی ہوجائے اُسکے دل مین کدورت آئے سمجھ لے کہ اسوقت جو میرا جی چاہے وہ بدی تیرے ساتھ کرون اور کسیطرح سے نہ ڈرون ہرمز نے کہا کہ دوسرا سوال تیرا البتہ ممکن ہی کہ نوشیروان قبول کرے عمرو بولا کہ ای ہرمز مین جانتا ہون کہ نوشیروان اسبات کو قبول نکریگا اور اگر قبول بھی کریگا تو بختک و بختیارک کب اپنی بدذاتی سے باز رہینگے اور اس مقدمہ مین دراندازی کی باتین نہ کہینگے بہرحال اس سے بھی مین قطع نظر کرتا ہون اور اس بات سے بھی درگذر کرتا ہون تیسرا سوال میرا یہ ہی کہ اب تو مجھسے لڑنے کا قصد کبھی نکرنا اور اگر کریگا تو مین ناچار ہون آیندہ کو میری شکایت سے درگذر کرنا ہرمز نے کہا کہ مین تجھسے وعدہ واثق کرتا ہون کہ اب کبھی تجھسے مقابلہ نہ کرونگا لڑائی کا نام بھی نہ لونگا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اخضر فیلگوش سپاہ لیکر قلعے کے سامنے آپہونچا عمرو نے دیکھا کہ اخضر فوج کثیر لیکر قلعے پر آرہا ہی اور فوج کو برسر جنگ لایا ہی ہرمز کو فصیل پر کھڑا کرکے کہا کہ ای اخضر تو یقین سمجھ جان لے اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو مین نے ہرمز کا سر تن سے کاٹ کر خندق مین گرایا پیچھے جو کچھ ہوگا سو ہورہیگا بختیارک نے اخضر سے کہا کہ تعجب نہین اگر یہ ساربان زادہ جیسا کہتا ہی ویسا ہی کرے اور ہرمز اسکے ہاتھ سے مرے تو اس سے طبل بازگشت بجواکر پھر چلنا بہتر ہی ورنہ ہرمز کی جان جانے کا ڈر ہی اخضر فیلگوش طبل بازگشت بجواکر اپنے خیمے کی طرف پھر گیا عمرو نے ایک خلعت لائق شہزادے کو پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا اور شکار بند پکڑے ہرمز کو اُسکے لشکر تک پہونچا دیا اور آپ مہرنگار کے پاس آکر سارا قصہ ظاہر کیا اور اپنی کارگزاری اور اُنکی خرابی حال سے خوب ماہر کیا مہرنگار نے خوش ہوکر کہا کہ ای بابا مین رات دن تیری فتح کی دعا مانگا کرتی ہون کہ مین اُن لوگون کی کثرت فوج اور قوت جنگ و جدال سے بہ نسبت تیرے بہت ڈرتی ہون ہرمز کا حال سُنیے کہ لشکر مین جاکر بختیارک اور اخضر فیلگوش سے کہا کہ مین نے عمرو سے عہد

کیا ہی اور اُسنے تجھسے اس بات مین پیمان و قول لیا ہی کہ آج کے دن سے مین تجھسے لڑنے کا ارادہ نہ کرونگا اور میدان جدال مین ہرگز قدم نہ دھرونگا اور بادشاہ کو بھی سمجھا کر جنگ و جدال سے باز رکھونگا اور عداوت عمرو سے بلکمال اصرار مانع ہونگا پس تو بھی ای نخجیبار کہ یہ اپنا مکر و فریب اور جوڑ بازی چھوڑ دے اور کینہ و فساد اور مکاری اور عناد سے منھ موڑ دے نخجیبار نے کہا کہ مین تابع فرمان ہون اور آپ کی رضامندی کا طالب بدل و جان ہون تجھسے جیسا فرمایا جائیگا بتابعداری وسپاہی بجا لائیگا مگر اخضر نے کہا کہ ہم تو قلعہ کے توڑنے اور مسلمانون کو مارنے اور مہرنگار کو لیجانے کے واسطے آئے ہین ہمنے تو یہی حکم بادشاہ سے پائے ہین بغیر تعمیل حکم بادشاہ اور انجام ان امورات کے قطب آسا یہان سے پانون نہ اٹھاوینگے جب تک اپنا مقصود نہ پائینگے ہرمز کو یہ کلام اُسکا پسند نہ آیا اُسکے اس کہنے پر عمل نہ فرمایا اور بولا کہ مین نے خوب آزمایا کہ جسکا بدن بادی ہوتا ہی بلغم کے زور سے اس سے کوئی کام شجاعت و بہادری کا بن نہین آتا ہی ایسا شخص جو کام کرتا ہی اُسمین زک اُٹھاتا ہی اخضر یہ سخن ہرمز کا سُنکر بہت چراغ پا ہوا کہنے لگا کہ ای شاہزادے بہادرون کے نعرے کی آواز جس سے گوش رعد کر ہوا ور دلاورون کی برق شمشیر کی چمک جس سے حریف کی آنکھون مین چکا چوند آوے آپ کو نظر نہین آئی ہی اس سبب سے آپکے دل مین یہ بات سمائی ہی اور شاہزادون اور بادشاہون کو ایسا نہین چاہیے کہ سپاہیون سے کج بحثی کرین ہرمز اسکی گفتگو سے چین بجبین ہو کر اسیوقت کوس رحلت بجوا کے اپنے لشکر سمیت مدائن کی طرف روانہ ہوا لیکن اخضر نے طبل جنگ بجوایا وہ اپنی بدذاتی سے باز نہ آیا عمرو طبل جنگ کی آواز سنکر چوکنا ہوا ابھی ہرمز مجھسے وعدہ کر کے گیا ہی کہ مین جیتے جی تجھسے نہ لڑونگا اور اس بکھیڑے مین کبھی نہ پڑونگا اب لشکر مین جا کر طبل جنگ بجوایا اپنے اقرار کو بالکل دل سے بھلایا چلکر دریافت تو کیا چاہیے کہ یہ کیفیت کیا ہی اور کیا ماجرا ہی عمرو جو قلعے سے باہر نکل کے ہرمز کے اردو کیطرف گیا معلوم ہوا کہ ہرمز تو اپنی فوج سمیت مدائن کو کوچ کر گیا لیکن اخضر ہرمز سے بحث کر کے رہ گیا ہی اُسنے یہ طبل جنگ بجوایا ہی تجھسے لڑنے کو آیا ہی اور اپنی فوج سے اقرار لیا ہی کہ کل یا مرنا یا قلعہ فتح کرنا عمرو نے یہ ماجرا سُنکر دن تو اِدھر اُدھر کاٹا رات کو صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی اور اخضر فیلگوش کے لشکر مین گھسا تو دیکھا کہ ہر ایک سردار جنگ کے سامان مین مشغول ہی عمرو ہر ایک کی آنکھ بچاتا چھپتا چھپاتا اخضر کے خیمے کے قریب آیا دیکھے تو دروازے پر کئی مشعلین روشن ہین مگر چوکیدار سب سو رہے ہین اور خواب غفلت مین بیہوش ہو رہے ہین ایک طرف سے قنات کی میخ اکھاڑ کے خیمے مین گیا نفیر خواب اخضر فیلگوش بلند پائی روشنی کو چادر عیاری تھما کر خاموش کیا مکان مین اندھیرا کر دیا مگر ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن رکھا پہلو مین بیٹھکے نے ہفت بند جوڑ کر دو مثقال عبیر بیہوشی اُسمین بھر کے پرہ بینی سے لگا کر جو پھونکا تمام عبیر بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا بے اختیار چھینک مار کے بیہوش ہو گیا دارو بیہوشی کی تاثیر سے مدہوش ہو گیا عمرو نے وہان اُٹھکر خدمتگارون کو بھی غافل کیا اور جہانتک اسباب خیمے مین تھا سب کی پوٹ باندھکر زنبیل کے حوالہ کیا اور اخضر فیلگوش کا پشتارہ باندھکے کاندھے پر اٹھایا اور

ستون خیمے کا لیکے باہر آیا لشکر کے اُردو مین چوراہے پر اُس ستون کو گاڑا اور اخضر کا ایک کان کاٹکے تمام بدن اُسکا
کالا کرکے جابجا سات رنگ کے ٹیکے لگائے اپنی عیاری کے نئے نئے شعبدے دکھلائے اور اُلٹا کرکے لٹکا دیا اور
ایک بالشت بھر کی بیرق بطور دُم کے لگا دی اُس اپنے دشمن کو یہ بُری ذلت دی اور پھریرے کی جگہ ایک تاؤ کاغذ
ہفت رنگ مین کچھ لکھکر لگّے کے سرے پر وصل کرکے اپنے قلعے کی راہ لی اور پھر کچھ اسکی عداوت اور فوج کشی کی پرواہ
نہ کی قلعے کے دروازے پر کچھ لوگ دیکھکر متوحش ہوا اُس معاملے کو دیکھکر مشوش ہوا پھر خندق کے پار جست کرکے جو گیا
فصیل پر سے آواز آئی کہ کون عمرو نے کہا مین ہون عمرو مگر یہ تو بتا کہ خندق کے اُدھر مجمع کیسا ہے تہتر عقیق بولا کہ
سرہنگ مصری ستر ہزار زر بہتن زر سرخ اور سات قطار شتر بردعی و بغدادی کے اور چند قطار قاطر محمولہ تحائف
لیکر تین سو عیار کی جمعیت سے آیا ہے یہ سب سامان تمھارے واسطے لایا ہے عمرو یہ خبر سنکر بہت شاد ہوا اور اُس تشویش
سے آزاد ہوا اور سرہنگ مصری کو بلا کر گلے سے لگا کے مال و اثقال سمیت قلعے مین داخل ہوا اور اُسکی ملاقات
اور اسقدر مال و اسباب اور عیارون کے لانے سے عمرو کو نہایت سرور حاصل ہوا جب صبح ہوئی سرہنگ مصری
کو قنطورہ زربفتی بانیم تاج مرصع کہ جسمین دو گوہر شاہوار تعبیہ کیے ہوئے تھے مع خنجر مرصع نگار و سپر و شمشیر عنایت کرکے کہا
کہ جو کچھ اپنے ہمراہ تم لائے ہو اُسے زہرہ مصری کے پاس لیجاؤ ان سب اشیا کو اُسکے پاس پہنچاؤ سرہنگ مصری
نے عمرو کے حکم کی تعمیل کی اور اس ارشاد کی تقدیم مین بہت تعجیل کی زہرہ مصری اُس اسباب کو ملکہ مہر نگار کی
خدمت مین لائی ہر ایک چیز اُسکو علیحدہ علیحدہ دکھائی مہر نگار نے عمرو کو بلا کر وہ اسباب اُسکے حوالہ کیا اور لباس [illegible]
جو پہنے ہوئے تھی اُتار کر زہرہ مصری کو دیا عمرو نے احوال اخضر فیلگوش کا جو ملکہ سے بیان کیا ملکہ ہنسکر بولی کہ
خواجہ خدا نے تمکو اسلام کا بادشاہ کیا ہے بڑا رتبہ دیا ہے چالیس ولیا کا سایہ تمھارے سر پر رہتا ہے تم ہمیشہ مظفر و منصور
ہو گے کبھی کسی سے مغلوب نہو گے عمرو اس بات سے خوش ہو کر مہر نگار کو دعائین دینے لگا اور بکمال مسرت سے اُسکی بلائین
لینے لگا اور مہر نگار سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ منجملہ اس ستر ہزار بہتن کے تیس ہزار بہتن کا غلہ خرید کے قلعے مین بھر دون اور
سب لوگون کو کھانے پینے کی طرف سے مطمئن کر دون اور چالیس ہزار بہتن دیکے سرہنگ مصری کو بارہ ہزار غلامان
حبش و زنگ خریدنے کے واسطے بھیجون اُن سے بڑے بڑے کام نکلین گے وہ لوگ بہت امور عظیمہ کو انجام دینگے اُنکو
نفط اندازی و قارورہ اندازی و برق اندازی و خشت اندازی و سنگ اندازی سکھاؤنگا پھر دیکھنا کہ اس لشکر کے اوپر
کیسی آفت لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بابا رے تمھاری عقلین صواب ہے ہے تم سے زیادہ کون دانشمند ہے اب دو کلمہ داستان
اخضر فیلگوش کے سنیے کہ وہ تمام رات ستون سے بیرق کی دم لگائے بندھا پڑا رہا اور وہ ستون اسی طرح سے گڑا
رہا اور لشکر مین طبل جنگ بجایا گیا جب صبح ہوئی فوج تیار ہو کر ڈیوڑھی پر موجود ہوئی سامنے دیکھین تو اردو کے
چوراہے پر ستون مین ایک آدمی اُلٹا لٹکا ہے نہ پاؤن ہلاتا ہے نہ ہاتھ جھٹکتا ہے اُس جا کر جو دیکھا تو سر سے

پانون تک کالک سے سیاہ ہی نہایت بحال تباہ ہی اور زرد و سفید نیلے لال سب رنگ کے ٹیکے دیے ہوئے ہین عجب طرح کے کام مسخرگی کے اُس بیوقوف کے ساتھ کیے ہوئے ہین اور ایک کان بھی کٹا ہوا ہی ہرچند غور کرکے دیکھا کہ صورت آشنا ہی یا نہین مگر کوئی نہ پہچان سکا ہرگز اُس نیرنگ سازی کو نہ جان سکا بیرق کے کاغذ کی تحریر پر جو نظر گئی اُسپر لکھا دیکھا کہ او گبر تو ہرزہ بحث کرکے میرے مارنے اور قلعہ توڑکر مہر نگار کے لیجانے کو رہ گیا تھا اسواسطے یہ قدرے گوشمالی مین نے تجکو دی تیرے ساتھ ایسی حرکت کی کہ ایک کان تیرا کاٹا اور تیری مقعد مین بیرق اُڑائی ایسی بھیانک تیری صورت بنائی دیکھو اب بھی بنیبہ غفلت گوش سے دور کرکے ہوش مین آ اور اپنی جان کو میرے ہاتھ سے بچا نہین تو لوگ مجھ کو شاہ عیاران عیار تراشندۂ ریش کفار سر برندۂ سرکشان روزگار گوشمالی دہندۂ نصیحت ناشنوایان ناہنجار شکم پھاڑ خواجہ عمرو عیار کہتے ہین میری عیاری سے سب شخص خوف و ہراس مین رہتے ہین ابکی تو یہی گت بنائی ہی تھوڑی سی آفت تیرے سر آئی ہی آیندہ درصورت سرتابی کے دیکھے گا کہ مین تیرے ساتھ کیا کیا کرونگا کسقدر تجکو ذلیل اور رسوا کرونگا لوگون نے اُس کاغذ کے پڑھنے سے معلوم کیا کہ اخضر فیلگوش ہی جھٹ پٹ اُسے کھولکر خیمے مین لے آئے اُسکے بدن کے وہ سب سیاہ داغ چھڑائے اور اُس ہیئت مکروہ سے اُسکو نجات دیکر اور کپڑے پہنائے اخضر روکر کہنے لگا کہ مین کیونکر مدائن جاکر کسی کو منھ دکھاؤنگا مین ایسا ذلیل و خوار ہوا ہون کہ وہان جیتے جی نہ جاؤنگا یہ کہکر خنجر اس زور سے اپنے پہلو مین مارا کہ دوسرے پہلو مین نکل گیا پھر دوسرا خنجر اور بھی گردن مین مارا اور ایڑیان رگڑکر بانحال خراب سیدھا جہنم کو سدھارا لشکر بے سردار کہین لڑتا نہین پھر لشکر کا پانون میدان مین اُٹھتا نہین ستر ہزار کا ستر ہزار اُسکی لاش کو لیکر مدائن کی طرف روان ہوا اور اس جگہ سے محو اُنکا نام و نشان ہوا یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ اس طرح سے اخضر نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنے گریبان ہستی کو چاک کیا اور لشکر اُسکی لاش کو لیکر مدائن کو چلا گیا بہت خوش ہوکر اُسی دم کعبے مین جاکر نماز شکرانہ ادا کی اور قلعے کا دروازہ کھلوایا اور یہ مژدہ مہر نگار کو سنایا مہر نگار نے بھی سجدۂ شکر ادا کیا عمرو کو فتح و ظفر کا مژدہ دیا عمرو نے رئیسان مکہ کی دعوت کرکے استدعا کی کہ تیس ہزار من کا غلہ مجکو مہیا کر دیا چاہیے اتنا احسان مجھپر کیا چاہیے وہ بولے کہ ای خواجہ خدائے عزوجل تمکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے غلہ حاضر ہو سکتا ہی لیکن ہمکو نہایت خوف و خطر ہی اور اس بات کا بڑا ڈر ہی کہ ہرگاہ نوشیروان کو اخضر فیلگوش کی لاش نظر آئیگی اسکی طبیعت کیسی پیچ و تاب کھائیگی نہین معلوم کہ کس قدر فوج بھیجے گا یا آپ چڑھ آئیگا اُسوقت ہم لوگون سے غیر از مرنے کے کچھ بن نہ پڑے گا اُس سے بھلا کون لڑیگا اس سے بہتر ہی کہ سردست کوئی اور مضبوط سا قلعہ تجویز کرکے اُس مین غلہ بھروا کے شہر کے بچانے کی کچھ تدبیر کرو اور ہم چھوٹے سے بڑے تک تمھارے دعاگو مین کعبے مین بیٹھے ہوے تمھاری نصرت و ظفر کی دعا کیا کرینگے اور در پردہ تمھاری خبر بھی لیا کرینگے عمرو نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ اس طرح سے عمائد مکہ کہتے ہین خواجہ بولے کہ نفس الامر مین جو کچھ بیچارے کہتے ہین بجا کہتے ہین اُنکے

حق بجانب ہی جو اس ہراس و خوف مین رہتے ہین عمرو کو معلوم ہوا کہ خواجہ کی بھی یہی مرضی ہی کہ ہم یہان سے
دوسری جگہ چلے جائین تا کہ ملکے کے لوگ نوشیروان کے ہاتھ سے نجات پائین عمرو نے اپنے لشکر کے سردارون
سے حقیقت کہکر مشورتاً پوچھا کہ کہان چلا چاہیے عادی نے کہا کہ بالفعل قلعۂ تنگ رواحل مین چلکر قیام کیجیے
اور وہین چندے آرام کیجیے پھر اور کوئی قلعہ مضبوط سا دیکھکے لے لیا جائیگا اور سامان کیا جائیگا عمرو نے
اسی وقت لشکر کو قلعہ سے باہر کیا اور دو پہر رات گئے مہرنگار کو محافے مین سوار کر کے سرداران دین و تنگ
رواحل و ہفت شہر کو اُسکے محافے کے ساتھ کر کے اُسکی محافظت کا حکم دیا آخر شب تک وہ قافلہ چلا گیا جب صبح
ہوئی ایک صحرا مین عمرو نے لشکر کو اُتار کر دانہ و گھاس و آب کے واسطے اور اسباب خورد نی لشکر کیواسطے مہیا کیا
اُس جنگل مین ٹھہر کر کچھ آرام لیا ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقبل و جمیع سرداران کو مہرنگار کی محافظت کی تاکید کی
اور آپ درویش صاحب کمال کی صورت بنکر قلعۂ تنگ رواحل کیطرف راہ لی ٹھیک دو پہر ہوگئی کہ قلعۂ
تنگ رواحل کے قریب پہونچا لیکن ریگ تمازت آفتاب سے بھوبھل کیطرح سے جلنے اور لون چلنے لگی جسکی شدت حرارت تیزی
گرمی سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی چونکہ تمام ریگستان تھا وہان درخت کہان کہ سایہ مین بیٹھکر سستا تا کچھ اُسی جگہ کسی طرح کا آرام پاتا
حیران و سرگردان ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگا تا کہ کوئی جگہ امن کی ہاتھ آئے تو دل مضطر چند ساعت اس تکلیف سے
آرام پائے بارے ایک طرف چند درخت سایہ دار دکھائی دیے اسنے اپنے ہوش حواس بجا کیے خوش خوش قدم مارتا
ہوا اُس طرف کو گیا دیکھتا کیا ہی کہ ایک چوپان کملی بچھائے اُن درختون کے سائے کے نیچے قرار پذیر ہی وہ ایک مرد
ضعیف پیر ہی عمرو کو دیکھکر سلام کر کے پوچھنے لگا کہ کیون شاہ صاحب آپکا کدھر سے آنا ہوا اسطرف گذرنے کا کون
سبب تھا اور کیا ہوتا ہوا عمرو نے کہا باپ اور مان کے پیٹ سے آیا ہون بشر ہون آدمی کا جایا ہون چوپان
بولا کہ حضرت وہان سے تو سب ہی آئے ہین آپ نے تنہا یہ مراتب کچھ نہین پائے ہین آخر فرمائیے تو کہ آپ کدھر سے آئے
اور کہان جاتے ہین اور درویش بنکر یہ رنج کیون اُٹھاتے ہین عمرو نے کہا کہ بابا روم سے آتا ہون مدائن کو
جاؤنگا جب وہان پہونچونگا تب آرام پاؤنگا مگر اسوقت بھوک کے مارے میرا بُرا حال ہی زندگی مجھپر وبال ہی
اُسنے چند بکریون کا دودھ دوہ کر عمرو کے سامنے رکھکر کہا کہ داتا یہ تو اسوقت موجود ہی اور سامان کھانے کا تو
مفقود ہی عمرو بولا کہ بابا فقیر ہر دم اللہ کی یاد مین سیر رہتا ہی ہر حال مین خدا کا شکر اپنے دل و جان سے کرتا
ہی ہمین فقط تجکو آزمانا تھا کہ تو فقیر دوست ہی یا نہین بھلا اللہ تیرا بھلا کرے اس مہربانی کا تجھے اجر دے
تھوڑی دیر کے بعد ناواقفانہ اُس سے پوچھنے لگا کہ اس قلعے کا کیا نام ہی اور اس قلعے مین کن لوگونکا قیام ہی اور
اسکا حاکم کون ہی وہ بھی فقیر پرور ہی یا نہین غریبون کے حال پر اُسکو نظر ہی یا نہین چوپان بولا کہ شاہ صاحب
آگے تو یہان خدا پرستون کا عمل تھا جب سے عمرو نامے ایک عیار باغی ہوا ہی شہنشاہ ہفت کشور نے جابجا اپنے

سردار بھیجے ہین چنانچہ اس قلعے مین جو سردار آیا ہی اسکا نام حمران زرین کمر ہی ایک سردار دانشور ہی عمرو یہ افسانہ
سُنتے ہی سن ہوگیا دل مین کہنے لگا کہ خدا نے بڑا فضل کیا کہ مین مہر نگار کو وہان نہ لے گیا نہین تو بڑا غضب ہوا تھا
میری خرابی کا سبب ہوا تھا اپنے ہاتھون اژدہے کے منہ مین پڑا تھا گویا جیتے جی زمین مین گڑا تھا یہ سوچکر ایک نے
نکالی اور چوپان کے آگے رکھدی چوپان اُسکو دیکھکر کہنے لگا کہ شاہ صاحب اگرچہ نَے میرے پاس بھی تھی مگر چند روز سے
گم ہوگئی ہی اور ایسی نَے تو مین نے خواب مین بھی نہین دیکھی یہ نَے تو بےمثال ہی اسکی تعریف کرنا کسکی مجال ہی عمرو بولا
کہ اچھا بابا اگر تجھکو پسند آتی ہی تو حاضر ہی لیجیئے اور اپنے دل کو خوش کیجیے بھلا فقیر کی یہ نشانی اگر تیرے پاس رہیگی
تو تیری طبیعت کبھی نہ اداس رہیگی چوپان نے نَے کو لیکر کہا کہ شاہ صاحب حقیقت مین آپ نے یہ نَے نہین دی گویا
مجھکو بادشاہت عطا کی اس عطیہ کا شکر کیونکر ادا کرون بجا ہی اگر آپ پر اپنی جان فدا کرون عمرو نے کہا کہ ہم
فقیر ہین سب کے دلون مین آگاہی رکھتے ہین ہمارا دل کثرت ریاضت سے مثل آئینہ کے صاف ہی یہ دعوی ہمارا
خالی از لاف و گزاف ہی بھلا اسوقت کوئی زمزمہ تو بجاؤ اس نَے کی آواز بجاکر ہمکو سناؤ ہم بھی سُنین کہ تم نے کیسی
بجاتے ہو کس انداز سے نَے مین سُر لگاتے ہو چوپان نے بیدھڑک نَے کو مُنھ سے لگاکر جو سر کھینچا نَے کے اندر کا غبار چوپان
کے حلق مین جا رہا کھانستے کھانستے چھینک جو آئی بیہوش ہوگیا دفعتہً غافل ہوکر بیہوش ہوگیا عمرو نے اسی مقام
پر ایک گڑھا کھود کر چوپان کو توپ دیا اور جب اپنے تئین اس کام سے فارغ کیا آپ اُسکی صورت بنکر قلعے کے
دروازے پر جاکے لوٹنے لگا اور اپنا ایسا حال بنایا کہ سب کو حیرت مین لایا لوگ اسکے گرد جمع ہوگئے دیکھین تو
خاص گلہ بان حمران کا ہی اور ملازم اسی امیر والاشان کا ہی ایک پیادے نے یہ خبر حمران کو دی اور اسکی خستہ حالی
عرض کی حمران اسکو بہت پیار کرتا تھا حکم دیا کہ جلد اسکو میرے پاس لاؤ اصلی کیفیت مجھکو دکھاؤ اسکا علاج کیا جائے وہ
اس رنج و الم سے نجات پائے شام کا وقت بھی قریب ہونچا تھا لوگ اسکو حمران کے پاس اُٹھا کر لائے حمران نے اسکا
دیکھ کے آنسو بہائے عمرو حمران کو دیکھکر اور بھی زمین پر لوٹنے لگا اور بیقرار ہوا کہ حمران کو اور زیادہ تر انتشار ہوا
حمران نے کہا کہ تو سہی تجھکو کیا ہوا کس آفت مین تو مبتلا ہوا گلہ بان عملی نے کہا کہ کیا عرض کرون اپنا کیا ماجرا حضور سے
کہون غلام حسب دستور کبریان چرا رہا تھا خوشدلی سے جنگل کی ہوا کھا رہا تھا کہ تیسرے پہر کو ایک لشکر کعبے کیطرف آیا
ایک محافہ اور چند محمل عماری کے گرد بڑے اہتمام سے کئی سو آدمی تھا اور کچھ عیار قنطورہ زربفتی و بتیا سقرلاتی پہنے ہوے
تھے وہ سب باکمال حشمت و جاہ تھے انہین سے ایک عیار سردار وضع مجھسے آکر پوچھنے لگا کہ یہ گلہ کسکا ہی کون شخص مالک
ہی مین نے حضور کا نام لیا اُسے آپکی شان و شوکت سے آگاہ کیا اُسنے گلہ کو ہنکا کر کہا کہ ہمنے کئی مین چند روز سے فاقہ کشی کی
ہی اس سفر نے ہمکو بڑی تکلیف دی ہی ہم ان بکریونکو کھاوینگے اُنکے گوشت سے اپنی بھوک کی آگ بجھاوینگے مین فراحم ہوا
اس نے اور عیارونکو بلاکر مجھکو پٹوایا کہ مجھکو بڑی دیر تک ہوش نہین آیا بوٹی بوٹی میری درد کرتی ہی اور نہایت بیتاب

ہون مبتلاے عذاب ہون حمران نے پوچھا کہ پھر وہ قافلہ کدھر کو گیا چوبان علی نے کہا کہ یمن کی طرف روان
ہوا حمران نے خوش ہوکر کہا کہ معلوم ہوا وہ عمرو تھا اہل بلد نے نوشیروان کے خوف سے اسے نکالدیا اپنے
شہر سے اُسکا اخراج کیا مہر نگار کو لیے ہوے یمن کو جاتا ہے اسیدم جتنا لشکر اُسکے پاس قلعے مین تھا ساتھ لیکر دوڑا
کہ مہر نگار کو چھین کر اپنے قبضے مین لائے نوشیروان کے نزدیک بہت عزت پائے عمرو قلعے سے نکلکر اپنے لشکر کیطرف
روانہ ہوا سلطان بخت مغربی کو حمران کی صورت بنا کے مع فوج اور سواریان قلعے مین داخل ہوا جو لوگ کہ
قلعے مین باقیماندہ تھے انکو تہ تیغ بیدریغ کر کے فصیل و برجون پر اپنے لوگ تعینات کیے اور پل بخیہ خندق سے
اُٹھا کر باطمینان تمام آرام کیا اور عیاری مین اپنا نام کیا اب حمران کا حال سُنیے کہ بہین بائیس کوس تک دوڑ مارکے
کسی کو جو نپایا تو مایوس ہوکر پھر آیا قریب صبح قلعے کے خندق پر پہونچا فصیلون سے قارورہ ہاے آتشین و خشت و ناوک
و تیر پڑنے لگے بہت سے لوگ اُسکے مارے گئے اپنی جان سے وہ بیچارے گئے حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے قلعے والے کیون مجھسے
منحرف ہوکر برسر عناد ہوے مستعد فتنہ و فساد ہوے مجبور قلعے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا دوربین لگا کر لوگون کو جو دیکھا تو
اپنے لوگ جو قلعے مین تھے انمین سے ایک بھی نظر نہ آیا سبکو اجنبی محض پایا آخر سوچتے سوچتے عقل سے دریافت کیا کہ کل
وہ چوبان نہ تھا جو زاری و نالی کرتا تھا عمرو تھا اس تقریب سے اُسنے قلعے سے مجھکو نکالکر اپنا عمل کیا سردارون نے مشورہ دیا کہ
سواے اسکے اور کوئی تدبیر نہین ہے کہ قلعے کو محاصرہ کر کے بیٹھ رہیے چپ ہو جیے اور کچھ نہ کیجیے جب غلہ تمام ہو جائیگا عمرو خود
گھبرائیگا رسد کسی طرف سے قلعے مین جانے نہ دیجیے یہ فکر ضرور کیجیے آپ سے آپ قلعہ خالی ہو جائیگا کوئی شخص بے غلہ کے قلعے مین
رہنے کی مجال نپائیگا حمران نے کہا کہ اسقدر انتظار کون کرے بہتر یہ ہے کہ نوشیروان کیخدمت مین حاضر ہوکر اس کیفیت سے
اطلاع دون اور تمام احوال مفصل کہون وہ جو مناسب جانیگا سو کریگا جیسا چاہیگا ویسا حکم دیگا یہ بات ٹھہرا کر حمران نے
مدائن کی جانب کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اب تھوڑا احوال ہرمز کا سُننا چاہیے کہ جب عمرو سے عہد و پیمان
کرکے مدائن کیجانب روانہ ہوا چند روز کے عرصے مین وہان پہونچا بادشاہ اسوقت دربار مین اپنے امور سلطنت کے کاروبار
مین تھے ہرمز سر دربار جاکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے اسکو اپنی چھاتی سے لگایا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا
سب احوال پوچھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی سب حقیقت سے بادشاہ کو اطلاع دی اور کہا میرے نزدیک حضور
بھی اگر تاہو چنے صاحبقران کے طرح دین تو بہت مناسب ہے اب یہی مصلحت وقت ہے ورنہ جب ہم بادشاہ غضب مین
آکر کہنے لگا کہ جب تجھسا نامرد مین بھی ہون تو البتہ ایسا کرون بزرجمہر نے عرض کی کہ بادشاہ سلامت یہ نامردی نہین ہے بہت
عقلمندی ہے مقتضاے حال کی پابندی ہے وہ سبب سے پھر آئے ہین ایک تو شہزادے ہوکر ادنی عیار سے [illegible] اعتبار سے لیاقت [illegible]
کمرین اپنے تئین نامرد اور [illegible] مین [illegible] ہو دوسرے گئے [illegible] عمرو کی قدمبوسی کی [illegible] مفارقت مین
انکی جان [illegible] بادشاہ نے [illegible] طلب کر کہا کہ [illegible] گیا تھا اُس سے [illegible]

گرفتاری کی نہ جتن کی اُسنے بھی اُسکے ہاتھ سے زک اُٹھائی ہمفر نے عرض کی کہ اُسکی تو داڑھی مونچھین عمرو نے پیشاب سے مونڈکر عورت کی صورت بناکر برہنہ اخضر فیلگوش کی گود مین سلایا تھا یہ حال عجیب بنایا تھا اور اخضر نے بھی نادانستہ نشے کے عالم مین اُس سے فعل شنیع کیا اُسکی پیشانی پر ایسی بدنامی کا ٹیکا دیا بادشاہ اس بات کو سُنکر بے اختیار خندان ہوے اور عمرو کی چالاکی سے حیران ہوئے بزرجمہر نے کہا کہ جناب عالی اخضر فیلگوش سا پہلوان آج ساسانیون مین کم ہو گا ہرگاہ وہ ہار گیا ہی تو یقیناً عمرو کی گوشمالی دیگا ساسانیون نے جو سُنا کہ بزرجمہر اخضر کی تعریف کرتا ہی بہت مسرور ہوکر بزرجمہر کے سخن کی تائید کرنے لگے اُسکی خیر خواہی کا دم بھرنے لگے بادشاہ دربار کو برخاست کرکے مع ہمفر شبستان حرم مین داخل ہوا اور تین روز تماشاے جشن مین مصروف رہکر سب غم و اندوہ سے غافل ہوا چوتھے دن محل سے برآمد ہوکر دربار کیا سب امیرون کے احضار کا حکم دیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ زنجیر عدالت کی آواز آئی کسی فریادی نے دہائی مچائی نوشیروان نے کہا کہ دیکھو تو کون ہی حضور مین بلا لو حکم کی دیر تھی کہ فریادیون کو حاضر کیا دیکھا کہ ایک تابوت اُنکے پاس ہی اور چہرہ سب کا اُداس ہی عند الاستفسار عرض کیا کہ اس تابوت مین لاش اخضر فیلگوش ہی اسی غم مین سب فوج سیہ پوش ہی پوچھا کہ یہ کیونکر موا اُسکا حال ایسا کیونکر ہوا ہمراہیون نے مفصل بدسلوکیان عمرو کی بیان کین بادشاہ نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ اس ساربان زادے نے بہت سر اُٹھایا ہی اپنے کو بڑا نیرنگ ساز بنایا ہی اچھا ہمارا پیش خیمہ روانہ ہو اور لشکر ہمارا جمع ہو ہم آپ جاکر اُسے سزا دیوینگے اُس سے خوب سا انتقام لیوینگے چنانچہ پیش خیمہ روانہ ہوا چار دن مین نو لاکھ آدمی جمع ہوا ہنوز بادشاہ نے کوچ نہ کیا تھا کہ خبر ہوئی کہ زوبین کابلی زابل سے پھر فوج لیکر حاضر آیا ہی اُسکے دلمین شوق قدمبوسی سمایا ہی چند سردارونکو حکم ہوا کہ استقبال کرکے لے آئین کہ ہم بھی اُسکی ملاقات سے حظ اُٹھائین آہین حمران بن کر نے حاضر ہوکر ابتدا سے انتہا تک قلعے کے ہاتھ سے جانیکی کیفیت عرض کی بادشاہ کو اُس حال سے اطلاع دی بزرجمہر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی اہل مکہ نے عمرو کو نکالدیا اُسکو اپنے شہر سے باہر کیا اب عمرو کی لڑائی کا فتح ہونا کچھ بڑی بات نہین ہی وہ جائیگا فتح پائیگا حضور اپنے عزم کو فسخ کرین اپنے تئین تکلیف سفر نہ دین بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ بہتر ہی ہمارا پیش خیمہ پھر آئے سفر موقوف ہو سب فوج اپنے اپنے مقام پر جائے لیکن تم شاہزادون کو لیکر جاؤ اور عمرو کے سرخستہ کو حسن تدبیر سے مناؤ بزرجمہر بولا کہ مجکو کیا عذر ہی مین تابعدار ہون جانے کو تیار ہون بادشاہ نے بزرجمہر و زوبین و بختیارک اور پانچ پہلوانان نامی کو چالیس ہزار سوار سے ہمراہ ہرمز و فرامرز اپنے دونون بیٹونکے ساتھ عمرو کی تنبیہ و مہر نگار کے لانے کے واسطے ہر ایک کو اُسکے لائق خلعت دیکر رخصت کیا اور سامان لڑائی کا جیسا کہ چاہیے سب لشکر کو دیا ہرگاہ وہ فوج قلعہ سنگ رواحل پر پہنچی زوبین نے دیکھا کہ قلعے کے شاہ برج پر ایک نگیرا اطلس زر دوز خطائی کا مرصع نگار کھنچا ہوا ہی اور کمال زیب و زینت اور اسباب پر تکلف سے سجا ہوا ہی اور اُسکے نیچے ایک کرسی جواہر نگار پر شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لباس شاہانہ پہنے ہوئے رونق افزا ہی اور سب اُسکے تابعین سامنے پرا جمائے اور مقبل وفادار بارہ ہزار

تیرانداز بیخطا سے لپشت پر لبس کھڑا ہوا اور چپ و راست سرداران شاہان مین تنگ و اصل ہفت کشور کرسیون پر بیٹھے
ہین اور ہر برج و فصیل پر برق انداز و خشت انداز و سنگ انداز و قارورہ انداز و آتشباز و نفط انداز اپنا اپنا حربہ لیے مستعد کھڑے
ہین اور قلعے کے برجون پر بڑے بڑے نشان اور پھر ہرے گڑے ہوے ہین شاہزادون نے بزرجمہر سے کہا کہ اسوقت کیا کیا
چاہیے کہ قلعہ ہاتھ آئے بزرجمہر نے کہا کہ لوگ قلعے پر ہر طرح کی ضرب لیے ہوے مستعد اور ہوشیار ہین اُسکی حفاظت مین جان
دینے کو تیار ہین اسوقت اپنے مقابلہ کرنا فوج کو ضائع کرنا ہے فوج بیچاری کا مفت مین مرنا ہے اُنہین سے تو کوئی نہین مارا جائیگا
مگر ادھر کے آدمی بہت نقصان ہونگے اور لشکر کا سہارا جائیگا شہزادون نے بختیارک سے پوچھا تمھاری کیا صلاح ہے بتلاؤ
کس بات مین فلاح ہے وہ بولا کہ ہرچند خواجہ سچ فرماتے ہین اور خوب باریکی سمجھاتے ہین لیکن محاصرہ کرکے بیٹھ رہنے مین بھی
کچھ فائدہ نظر نہین آتا ہے یہ کام بھی ہمکو نہین بھاتا ہے میری دانست مین تو تازہ فوج آئی ہے اُنہین سب طرح کی توانائی
ہے ایک حملہ قلعہ پر کیا جائے اگر قلعہ مفتوح ہوا تو کیا کہنا ورنہ پھر اور کسی تدبیر مین رہنا ہے اور سوا اسکے قلعگیون پر رعب
ہو جائیگا اُنکا دل وحشت کھائیگا شہزادون نے ثروبین سے کہا کہ قلعہ پر حملہ کرو آج میدان جرات مین قدم دھرو ثروبین نے
فوج کو لیکر قلعے کی طرف گھوڑے اُٹھائے اپنے زور دلاوری کے دکھائے عمرو بیچارے تو چپکا بیٹھا تماشا دیکھا کیا ہرگاہ فوج زد پر
پہونچی اپنے بہادرون کو اشارہ کیا کہ ہان اب آگے بڑھنے نپائین یہ سب اسی جگہ ٹھوکر کھائین قلعہ پر سے مار پڑنے لگی جو کچھ
کافر جہنم واصل ہونے والے تھے ہوئے باقی لوگ پیچھے ہٹے مارے خوف کے اُنکے کلیجے پھٹے ثروبین کی جو شامت آئی سر کو
سرو پر رکھکے گھوڑے کو آگے بڑھایا عمرو نے ایک پتھر گوپھن مین رکھکر چرخ دیکر اس زور سے ثروبین کی چھاتی پر لگایا کہ
وہ گھوڑے پر سے گر پڑا چاہتا تھا کہ پھر سنبھل کر سوار ہووے ذرا ہوشیار ہووے کہ دوسرا پتھر اور عمرو نے مارا کہ وہ بھی ہارا
بیتاب ہوکر لوٹن کبوتر کیطرح زمین پر لوٹنے لگا ہوش و حواس سب پران ہوئے ہمراہی سب حیران تھے چند سوار اُسے
اُٹھا کرکے بھاگے گویا اُسکے بخت جاگے شاہزادون نے بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا تدبیر ہے عمرو کی عیاری کا تعجب نگ
ہے ہماری تو عقل دنگ ہے بختیارک بولا کہ حضرت یہین قلعہ سطرح سے فتح ہوتا ہے آپکا کدھر خیال ہے یہ بات بہت محال ہے
شاہزادے بولے کہ او حرامزادے تو ہی نے تو اسوقت لڑائی کروائی اور ہمکو زک کھلوائی اور تو ہی کہتا ہے کہ اسطرح سے
قلعہ ہاتھ نہین آتا ہے اب ایسی بات سناتا ہے وہ بیحیا بولا کہ بُرا کیا ہوا یہ تو اہل قلعہ کو معلوم ہوگیا کہ ہمسے لڑنے کو آئے ہین
بڑے سامان سے لشکر لائے ہین اب طبل بازگشت بجوا کر قلعے کو محاصرہ کیجے چین سے بیٹھ رہیے چند روز کچھ نہ کیجیے
غلہ قلعے کا تمام ہو جائیگا ہر شخص مارے بھوک کے کام ہو جائیگا اُسوقت روٹیان کھا کر ایک ایک کو پکڑ لینا اور پھانسی دینا
شہزادون نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور بختیارک کے کہنے پر عمل کیا سب اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوئے عمرو
کا حال سنیے ہرگاہ ہرمز و فرامرز کے لشکر نے قلعہ کو محاصرہ کرکے لڑنا موقوف کیا عمرو نے اپنی فوج کے سردارون کو حکم دیا
کہ اس قلعے مین رہکر حریف کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے غنیم کا لشکر بیشمار ہے لہذا ضرورت ہوئی کہ کوئی اور قلعہ مستحکم

پہونچایا جائے کہ دشمن ہم پر قابو نہ پائے تم لوگ تا آنے میرے قلعے سے ہوشیار رہو ہر صورت سے خبردار رہو لیکن دو تین دن مین کوئی قلعہ تجویز کرکے آتا ہون تم سبکو اپنے ساتھ اس قلعہ مین لیجاتا ہون یہ کہکر یراق عیاری بدن سے لگا کر چلتا ہوا کوہ کوہ دشت دشت جنگل جنگل ڈھونڈھتا چلا جاتا تھا سیکڑون طرح کی تکلیف اُٹھاتا تھا دوسرے دن قلعہ سنگ روئے اصل سے سات کوس کے فاصلے پر جانب مغرب ایک قلعہ پرشکوہ نظر آیا اسکے قریب اپنے تئین پہونچایا چار طرف سے پھر کر دیکھا تو قلعہ قلب معلوم ہوا دریاے فکر مین غوطہ لگانے لگا کہ اس قلعے کو کیونکر لیجیے کونسی تدبیر کیجیے ناگاہ ایک گھسیارہ گٹھا سر پر رکھے چلا آتا تھا بیچارہ اپنی گھانس بیچنے کو جاتا تھا جھٹ پٹ سائیس کی صورت بنکر اُس سے پوچھنے لگا کہ گھانس بیچے گا وہ بولا کہ صاحب یہ رکا کام ہی عمرو نے پوچھا کہ تو اسی قلعے مین رہتا ہی وہ بولا کہ ہان صاحب اسی قلعے مین رہتا ہون مین سالہا سال تم سے کہتا ہون پھر پوچھا کہ اس قلعے کا نام کیا ہی اسکا کون حاکم ہی مسلمان ہی یا کافر عادل ہی یا ظالم گھسیارے نے کہا کہ اسکو گرگستان کہتے ہین اور دو بھائی اسکے حاکم آئین ایک کو داراب کہتے ہین اور دوسرے کو سہراب میان گر صاحب بڑی ردک ٹوک آئے خود قلعے کا رہن ہارا قلعے سے باہر جانے کے جب وقت ہی تو نظر بچوا کر وسے دیکھا منہ چھپالت ہی جب جانت ہی کہ قلعے کا رہن ہارا ہی تب نام وہکا لکھت ہی اور بھیتر جانے دیوت ہی عمرو گھسیارے سے باتین کر ہی رہا تھا کہ ایک جوان نوخاستہ برس بیس اکیس کا سن و سال مرکب بادپیما پر سوار پانچہزار سوار کے حلقے مین نمودار ہوا اور عیار شاطر جلودار جلو دیتے جاتے تھے راہ سے لوگون کو ہٹاتے تھے عمرو نے اُس گھسیارے سے پوچھا کہ کسکی سواری ہی وہ بولا کہ سہراب میان انھین کا کہتے ہین عمرو سہراب کا نام سنکر بہت خوش ہوا گھسیارے سے کہا تو ٹھہر مین پاس سے جا کر اس جوان رعنا کو دیکھ آؤن اسکے احوال پر اطلاع پاؤن اور نخلستان کی اوٹ مین جا کر بصورت اصلی بنکے یراق عیاری بدن پر لگایا اور بہت سلیقے سے سہراب کے پاس آیا اور با ادب بشرائط آداب بجا لاکر زار زار رونے لگا اور ظاہر مین کمال بدحواسی سے بیتاب ہونے لگا سہراب نے دیکھا کہ ایک عیار لباس مرصع نگار پہنے گریان ہی خدا جانے اسپر کیسی مصیبت پڑی اور اسقدر پریشان ہی گھوڑے کی باگ لیکر پوچھا کہ ای عزیز تو کون ہی اور کیون روتا ہی کیون اپنے آہ و نالہ پر درد سے دیکھنے والون کے ہوش کھوتا ہی عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ حضور نے عمرو عیار کا نام سنا ہوگا سو یہی غلام ہی اور آپسے مجکو کچھ کام ہی مہر نگار نوشیروان کی بیٹی کا کچھ پیام لیکر آپ کے پاس آیا ہون خلوت ہو تو کچھ عرض کرون تمام قصہ آپ سے کہون سہراب نے جو نام مہر نگار کا سنا باچھین کھل گئین اسقدر خوش ہوا کہ پیرہن مین نہ سمایا اور عیار کو بہت نزدیک بلایا جتنے لوگ ہمراہ تھے سبکو ایک پرتاب تیر کے تفاوت سے ہٹا کر عمرو سے کہا کہ کیا کہتا ہی جلد کہہ کہ میرا دل بیقرار ہی اس پیام کے سننے کا مجھے انتظار ہی عمرو نے رومال سے آنسو پونچھکر کہا آپ نے سنا ہوگا کہ حمزہ نامے ایک عرب تھا وہ آدمی بڑا بدمذہب تھا اُسنے مہر نگار کو بزور شمشیر نوشیروان کے گھر سے نکالکر اپنے گھر مین رکھا تھا مگر ہنوز گل باغ امید اسکا نسیم مراد سے شگفتہ نہونے پایا کہ اسکو ایک معاملہ پیش آیا یعنے اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے قاف گیا

اور مہر نگار کو سپرد کیا اور مجکو بڑی تاکید سے حکم دیا کہ تا آنے میرے اسکی محافظت کرنا اور کسی طرح اسکی حفاظت سے غافل نہونا اور نہ کسی سے ڈرنا مین نے جہانتک ہوسکا اسکی محافظت کی اور مہر نگار کی ہر طرح سے خبر لی لیکن چونکہ حمزہ کو اٹھارہ دن کے کئی برس ہوگئے معلوم نہین کہ جیتا ہی یا مرگیا یا کسی دیو کی غذا ہوا اب عربون نے چاہا کہ مجھے پکڑ کے نوشیروان کے پاس بھیجدین اور مہر نگار کو مجھسے چھین لین مین مہر نگار کو لیکے سے بھاگا اسکو انکے ہاتھ سے بچاؤن اور حمزہ کا کہنا بجالاؤن چنانچہ بانجزا عرب میری تلاش مین پھرتے ہین کہ مجکو قتل کرکے ملک عدم مین پہونچائین اور مہر نگار کو اپنے قبضے مین لائین مہر نگار نے مجھسے کہا کہ اے خواجہ تجکو مین نے بابا کہا ہی اور تو میرا ہر طرح سے سرپرست رہا ہی اتنا مجھپر احسان کر کہ کسی کو مناسب جانکر مجکو حوالے کر کہ مین اس سے راحت پاؤن اور کسی صورت سے ذلت نہ اُٹھاؤن مین اسی تلاش مین نکلا تھا کہ آپ کو مین نے دیکھا چونکہ حمزہ کی شباہت حضور سے بہت مشابہ ہی لہذا اُسے یاد کرکے رویا اور اب حضور مین یہ عرض ہی کہ اگر حضور کو میری پرورش حمزہ کیطرح سے منظور ہو تو مہر نگار کو آپکے حوالے کردون اور خود مطمئن ہو رہون لیکن ایسا نہو کہ بعد لینے مہر نگار کے مجکو پکڑ کر نوشیروان کے حوالے کردو اور اس باب مین اپنی نیکنامی سمجھو سہراب مہر نگار کا نام سنتے ہی اشتیاق کے مارے آپ مین نرہا مرکب سے اُتر کر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ خواجہ مین تجکو حمزہ سے بھی اچھی طرح سے رکھونگا اور کسی بات کی تکلیف نہ دونگا اور نوشیروان تو کیا مال ہی اگر زمانہ اُلٹ جائے تو بھی تجکو مجھسے کوئی نہ پاے اور یہ قلعہ بنایا ہوا اسکندر ذوالقرنین کا ہی اگر شاہان روے زمین بالاتفاق چاہین کہ اسکو لیوین محض محال ہی یہ بات انکو حاصل ہونا خام خیال ہی کہ بنانے والے نے بہت مستحکم بنایا ہی چل مین تجکو قلعہ کے مکانات دکھاؤن سب قلعے کی سیر کراؤن یہ کہکر عمرو کو ہمراہ لیکے قلعے کی طرف چلا جب قلعے مین پہونچے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ شکر ہی افسون میرا کارگر ہوا یہان کا آنا بہت بہتر ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اس قلعے کو بھی باقبال صاحبقران مین لیتا ہون اور سہراب کو کیسی زک دیتا ہون مکانات قلعے کے دیکھکر بہت خوش ہوا کہ نفس الامر مین ایسا قلعہ روے زمین پر بہت کم ہوگا اسواسطے کہ سکندر سا رتبہ کسیکو کب بہم ہوگا سہراب نے عمرو کو اپنے دیوانخانہ مین بٹھلایا اور اُسکے واسطے سامان راحت کا تیار کردیا اور اپنے بڑے بھائی دارابسے عمرو کی تقریر بیان کی اور عمرو عیار کے آنے سے اطلاع دی اور کہا کہ یہ لات و منات کی مہربانی ہی کہ مہر نگار سی معشوقہ اور عمرو سا عیار نصیب ہوا داراب بنسبت سہراب کے مرد عاقل تھا اسکو فہم کامل اور ادراک صحیح حاصل تھا بولا کہ معلوم ہوا کہ تقدیر تیری برگشتہ ہوئی ہی تیرے اقبال پر زوال آیا کہ تجکو ایسا بیہودہ خیال آیا دیکھا چاہیے کہ عمرو تجکو کس حادثے مین گرفتار کرتا ہی اور تجکو کیا مجبور و ناچار کرتا ہی سہراب ایسا عمرو کے دم مین آیا تھا کہ اسکو سمجھانا اسکا اثر کرتا اور وہ اپنے نیک بد پر نظر کرتا بولا کہ عمرو کی تقریر سے نہین معلوم ہوتی ہی اُسکے کلام سے سراسر راستی و صداقت مفہوم ہوتی ہی آپ بھی اُس سے گفتگو کرکے اُسپر غور فرمائین اور اسکے

راست و دروغ کو خوب اپنے ذہن مین لائین داراب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے عمرو کو بلوایئے اور باتین مجھے سنوایئے سہراب نے عمرو کو داراب کے سامنے بلوایا عمرو داراب کے پاس آیا اور بہت تہذیب سے آداب بجا لایا داراب کو سلام کرکے دعا دی اور ایسی تقریر کی کہ داراب نے بھی عمرو کو گلے سے لگا کر بہت تشفی کی عمرو نے دیکھا کہ داراب بھی میرے دام مین آیا اٹھکر تسلیم کی اور کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون مہر نگار کو جا کر لے آتا ہون آپکی خدمت سے اسکو مشرف کرتا ہون لیکن دربان قلعہ کو حکم ہو جائے کہ دن ہو یا رات جسوقت مین آؤن دروازہ کھولدیوے مجکو کوئی روکنے نپاوے آپکے پوچھنے پر نہ رکھے داراب نے دربان کو بلا کر تاکید کردی کہ خبردار خبردار جسوقت عمرو آئے اُسیوقت دروازہ کھولدینا کہ بے تکلف قلعے کے اندر چلا جائے اور جو کوئی عمرو کے ساتھ ہو اُسکو قلعے کے اندر آنے دیجیو کسی طرح سے مزاحمت نہ کیجیو اور آج سے قلعے کا مالک عمرو ہی جو کوئی اُسکا حکم نہ مانے گا وہ اپنی سزا کو پہونچے گا نوکرون کو اُسین کیا گفتگو تھی سبھون نے قبول کیا اور ایک نے دوسرے کو یہی حکم دیا عمرو رخصت ہوکر قلعے سے باہر نکلا سہراب نے داراب سے کہا کہ مین بھی عمرو کے ساتھ جاتا ہون وہان کی کیفیت دیکھ آتا ہون مبادا اثنائے راہ مین عرب آگرین اور مہر نگار کو چھینکر لیجائین اور ہم اپنا مقصود و مطلب نہ پائین تو یہ نعمت غیر مترقبہ آئی ہوئی ہاتھ سے نکلجائے ہمارا دل اس رنج سے ہزارون پیچ و تاب کھائے داراب نے کہا تمھارا جانا کسی طرح میرے نزدیک مصلحت نہین ہے عمرو کی گفتگو میرے ذہن نشین ہے عمرو جس طرح مناسب جانے گا لے آویگا اُسکی چالاکی کو اور کوئی کیا پائیگا سہراب نے نہ مانا اور پانچہزار جوان تیرانداز مسلح اپنے ساتھ لیکر عمرو کے ہمراہ روانہ ہوا جب قلعۂ تنگ واحل پانچ کوس باقی رہا عمرو نے سہراب کو مع لشکر اُسی مقام پر ٹھہرایا اور اُسکو ایک نیا فقرہ سُنایا کہ آپ یہان ٹھہریے مین ملکہ کو اطلاع کرون ملکہ بنے تو یہین لے آؤن سہراب تو عمرو کا محکوم تھا فوج کو لیکر اس جگہ اُتر پڑا اور عمرو نے قلعۂ تنگ واحل مین آکر اپنے لشکر کے سردارون سے مفصل حال بیان کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے قلعۂ کرگستان مین نے لیا اور اُسکے حاکم کو مین نے بڑا دھوکا دیا قلعے کی مضبوطی کی بہت سی تعریف کی جتنے تھے سب خوش ہوئے اور عمرو کی چالاکی اور دانشوری پر بہت آفرین کی ہر شخص نے دل و جان سے تحسین کی صبح کو اُس فکر مین غلطان و پیچان ہوا کہ سہراب کو کسی سے لڑوا کے مروا ڈالا چاہیے جب یہ قتل ہو تو بے خرخشہ اپنا کام نکالا چاہیے مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا آخر تجویز کیا کہ ہمر فرہی کے لشکر مین چلکر کچھ کارستانی کیا چاہیے اُسے کچھ فریب دیا چاہیے جاسوسون کی صورت بنا کر ہمر فرہی کے لشکر کے کوتوالی کے چبوترے کے نیچے سے ہو کر نکلا پیادون نے جاسوس سمجھکر گرفتار کیا ہرچند پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے گو نگون کیطرح سے بھان بھان کیا کسی کو کچھ جواب نہ دیا کوتوال نے بزرجمہر سے جا کر کہا کہ ایک شخص جاسوس وضع گرفتار کیا ہے ہزار ہزار طرح سے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے کس نے تجکو یہان بھیجا ہے گونگون کی طرح بھان بھان کرتا ہے ہم لوگون کو سخت حیران و پریشان کرتا ہے بات نہین کرتا ہے اپنی گون گان سے نہین گذرتا ہے بزرجمہر نے

بلوا کر عربی فارسی ترکی کشمیری پشتو مغربی حبشی زنگباری انگریزی پرتگیزی فرانسیسی روسی فرنیا ماری لاطینی رومی ہندی
کرناٹکی بھوجپوری دکنی چینی ختنی رانگڑی سندھی زبانون مین اس سے پوچھا کہ تو کون ہی کس ملک کا رہنے والا ہی جو
تیرا انداز سب سے نرالا ہی مجھسے مفصل بیان کر ابھی انعام دیکر تجھے چھوڑ دونگا اور تجھکو بہت خوش کرونگا جب کچھ نہ
بولا تو پہلوان جو بزرجمہر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے کہ جناب عالی سیدھی انگلیون سے گھی نہین نکلتا ہی یہ موم کہین
بے آگ کے پگھلتا ہی ٹکٹکی مین اسے بندھوا کر کوڑے لگوائیے خوب مار اسکو کھلوائیے ابھی بتا دیتا ہی اپنے شہر کا جلد
بتا دیتا ہی بزرجمہر نے کہا کہ ایسے کام نرمی ہی سے نکلتے ہین سختی اس موقع پر کام نہین آتی ہی بات بگڑ جاتی ہی یہ
کہکر خلعت جو **نوشیروان** کا دیا ہوا پہنے ہوئے تھے اُتار کر پانچ توڑے اشرفیون کے اُسپر رکھکے اُسکے روبرو
رکھدیے اُسکو اس تدبیر سے خوشنود کیا اور کہا کہ ای عزیز سچ بتا کہ تو کون ہی مجھکو **نوشیروان** کے سر کی قسم
اگر بتا دے اور برسر گفتگو آوے تو یہ خلعت اور توڑے ابھی تجھکو دے کے چھوڑ دون اور تجھکو بہت خوش کرون خلعت
و اشرفیان دیکھکر **عمرو** کے منھ مین پانی بھر آیا زبان مغربی مین مفصل حال بیان کیا کہ قلعہ **گرگستان** کو لیا چاہتا ہون
اپنا کام کیا چاہتا ہون اسواسطے سہراب قلعہ دار کو لگا لایا ہون مین بھیس بنا کر آیا ہون آج وہ شبخون آپکے
لشکر پر ماریگا اُسکو کسی طرح سے مار لیجیے یا پکڑ کے قید کیجیے یہ مہم سر کرکے مجھکو تقویت دیجیے کہ یہ بلا میرے سر سے جائے میرا
دل ٹھکانے آئے **خواجہ بزرجمہر** نے ہزار اشرفی اور بھی اضافہ کرکے **عمرو** کو دیکر رخصت کیا اور ہرمز سے جا کر بیان
کیا کہ ایک جاسوس گرفتار ہو کر آیا تھا ہمارے لشکر کا کوئی آدمی اُسے گرفتار کر لایا تھا مین نے اُسکو طمع دیکر
دریافت کیا **عمرو** سہراب نامے قلعہ دار کو لگا لایا ہی وہ **عمرو** کے دام مین آیا ہی آج وہ ہمارے لشکر پر شبخون مار یگا
ہرمز و فرامرز نے کہا کہ پھر آپ کی کیا صلاح ہی آپنے اس باب مین کیا سوچا ہی بزرجمہر نے کہا کہ سرداران فوج کو
بلا کر تاکید کر دیجیے کہ آج سویرے کھانا کھا لین و چار گھڑی رات گئے پہاڑ کے دامن مین فوج بک کر بیٹھے رہین جب غنیم شبخون
کرے اور لشکر غنیم کا لوٹنے مین مشغول ہووے تب فوج ہماری کمین گاہ سے نکلکر حریف کی فوج کو مارے کہ ہمارا مطلب
دلی حصول ہووے او مقدور بھر سہراب اور **عمرو** کو زندہ پکڑ لو تا کہ اس قلعے کی تسخیر کا سامان ہو ہرمز **و فرامرز** نے
اُسی دم سرداران لشکر کو بلا کر اس کیفیت سے مطلع کیا اور جو کچھ بزرجمہر نے کہا تھا وہ حکم دیا اب **عمرو** کا حال سُنیے کہ قلعے
مین جا کر اپنے لشکر کے سردارون کو حکم دیا کہ سواریان سر شام تیار رہین اور سب لوگ کمرین باندھکے ہوشیار رہین
جسدم مین آؤنگا اُسی دم یہ قلعہ خالی کرکے قلعۂ **گرگستان** مین سبکو لیکر اپنے ساتھ جاؤنگا جب سب بندوبست
کر چکا سہراب کے پاس مُنھ بنائے ہوئے گیا سہراب نے کہا خیر تو ہی خواجہ اُداس کیون ہو اسقدر بدحواس
کیون ہو **عمرو** نے کہا کہ کیا عرض کرون کچھ عرض کر نہین سکتا کہ کیا حال ہی مجھکو بڑا ملال ہی مین حضور سے رخصت
ہو کر **مہرنگار** کے پاس آیا اور آپ کی شان و شوکت اور شجاعت اور مروت کا حال اُسکو سُنایا حضور کے

حسن و جوانی کی صفت سنکے دل سے مشتاق ہوئی اور اشتیاق ملاقات سے طاقت طاق ہوئی چاہتا تھا کہ محلے مین سوار کرکے قلعے سے نکلون کہ آپکے سامنے سرخرو ہون کہ ناگاہ ایک عیار نے آکر خبر دی کہ کچھ فوج قلعے کی زد سے ہٹ کر اُتری ہی مگر یہ نہین معلوم کہ فوج کسکی ہی اور کہان سے آئی ہی اور پھر اُسکا کیا مطلب ہی اور کس پر چڑھائی ہی مین نے جاکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بزرجمہر کو نوشیروان نے بھیجا ہی کہ تم جاکر مہرنگار کو سمجھا کر لے آؤ اُسکو اس قید محنت سے چھڑاؤ یہ حال جب سے معلوم ہوا ہی جان مین جان نہین کیونکہ وہ حکیم ہی البتہ اُسکے کلام مین بڑی تاثیر ہی اور اُسکے ہر کام مین تدبیر اثر پذیر ہی کچھ تعجب نہین ہی مہرنگار اُسکے کہنے مین آجائے اور اُسکی شیرین زبانی سے دھوکا کھا جائے اگر اسوقت میرے پاس ہزار جوان بھی ہوتا تو بزرجمہر پر شبخون مار کر اس جگہ سے اُسکو ہٹا دیتا اور اُسکے سب لشکر کو بھگا دیتا سہراب نے کہا کہ عمرو یہ کون بڑی بات ہی اُسکی تجویز میرے ہاتھ ہی تم ایسے متردد نہو آخر مین جو پانچ ہزار سوار سے تمھارے ساتھ آیا ہون تو کیون آیا ہون جس جگہ وہ فوج اُتری ہی ذرا مجکو چلکر دکھا دو پھر مین سمجھ لونگا اور اُسکے دفع کرنے کا سامان کرونگا عمرو بشاش ہوکر اور بھی پاؤن پھیلانے لگا کہ حق تو یہ ہی عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہین جیسے حضور ہین واقعی آپ بڑے غیور ہین اور ملکہ مہرنگار کے اچھے نصیب تھے کہ آپ سا خاوند چاہنے والا پایا اور طالع یاور نے اُسکے بخت خفتہ کو جگایا سہراب اور بھی اپنے مین نہ سمایا اس بات کے سُننے سے اپنے غنچۂ دل کو کھلایا فوج کو ساتھ لیکر مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا عمرو کے ہمراہ روانہ ہوا با کمال حشمت و جاہ ہوا جب قلعے کے نزدیک پہونچے عمرو سہراب کو ٹھہرا کر ہرمز کے لشکر مین گیا دیکھے تو سب سردارون کا خیمہ خالی ہی سب طرح سے فارغ البالی ہی وہان سے آکر سہراب کو لیچلکے خیمہ گاہ ہرمز بتا کر الگ ہوا سہراب جو جاکر دیکھے تو خیمے کھڑے ہین سب اسباب بے مالک پڑے ہین ایک متنفس نظر نہین آتا کسی آدمی کا نشان پایا نہین جاتا سوچا کہ شاید کسی جاسوس سے خبر پاکے میرے رعب سے بھاگ کر کہین پوشیدہ ہوئے ہین کوئی مصلحت سوچا لڑائی سے دست کشیدہ ہوے ہین سوارون نے سہراب کے جہانتک مال و اثقال ہرمز کے لشکر مین تھا اُٹھا لیا اپنے کو زیر بار کیا ہنوز وہان سے چل نہ نکلے تھے کہ ہرمز کے چالیس ہزار سوار چار طرف سے آگرے اور بزن بزن بکش بکش کی آواز بلند ہوئی بھاگنے کی راہ ہر سمت سے بند ہوئی کثرت سے لوگ مارے گئے قلیل جو بچے تھے وہ سہراب کے ساتھ گرفتار ہوے مصیبت مین پھنس گئے مجبور ناچار ہوے ہرمز نے لوہارون کو بلا کر اسیرونکو پا بجولان کیا سبکو محبوس زندان کیا عمرو کا حال سُنیے کہ وہان سہراب کو ہرمز کے لشکر مین داخل کرکے اپنے قلعے مین آیا اور اُنکو یہ حکم سُنایا کہ تم مہرنگار کو مع مستورات و دیگر سوار کرکے فوج کو ساتھ لیکر مغرب کی طرف چلو مین بھی پیچھے سے آتا ہون اور تمکو راہ مقصود دکھاتا ہون لشکر تو زنانی سواریان لیکر قلعے سے روانہ ہوا عمرو نے اپنی صورت کا ایک پتلا بناکے اپنی نشستگاہ پر بٹھلایا یہ ایک طلسم بنایا اور کئی سو پتلے بناکے جا بجا فصیلون پر اور برجون پر قائم کیے اُنکے ہاتھون مین نیرنگ دیے

اور دو دو کتے متصل باندھے کہ ایک کو دیکھکر ایک غل مچائے شب کو اپنی آواز سنائے اور ایک گدھا قلعے کے دروازے پر
باندھ دیا اور اسکو بھی جھول گھناؤنی طرح کا پہنا کر بشکل مہیب کیا اور چند مرغ طاقچون پر بٹھلا کے قلعے کے باہر کا پل تختہ اٹھا
جست کر خندق کے پار ہوا گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے لشکر کی طرف رخ کیا کئی کوس پر جا کر لشکر سے ملا اور
راتون رات لشکر کو دوڑاتا ہوا لے گیا دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ قلعہ کرگستان کے دروازے پر جا پہونچا سرداران
لشکر سے کہا کہ مین قلعے کا دروازہ کھلواتا ہون اور تم کو یہ تدبیر بتاتا ہون تم زنانی سواریان لیکر قلعے مین داخل
ہوکے ایک قلم سب کو تہ تیغ بیدریغ کرنا کسی کے شور و غوغا سے نہ ڈرنا مگر جو شخص مسلمان ہووے اسکو امان دینا باقی
سب کو زیر شمشیر لینا سرداران لشکر سے یہ کہکر قلعے کے دروازے پر جا کے دربان سے پکار کے کہا کہ جلد دروازے کو کھول
مین عمرو ہون مہر نگار کو لیکر آیا ہون معشوقہ سہراب کو حسب وعدہ لایا ہون دربان کو تو پہلے سے حکم مل چکا تھا
اسنے جھٹ پٹ دروازے کو کھولدیا اور دروازہ کھولنے مین کچھ تامل نہ کیا عمرو مع لشکر اور مہر نگار قلعے کے اندر
داخل ہوا اسکا مطلب دلی حاصل ہوا مہر نگار کو تو اسکے ہمراہیون سمیت ایک مکان محفوظ مین اتار کے مقبل
کو اسکی حفاظت کے واسطے تعین کیا اور مہر نگار کی خبرداری اور حفاظت کا حکم دیا اور آپ لشکر کو لیکر قلعیون
کو قتل کرنے لگا سب اہل قلعہ پر دفعۃً غضب الہی اترنے لگا جو شخص مسلمان ہوا وہ تو بچا باقی سب کے سب جہنم داخل
ہوے سب دوزخیون مین شامل ہوے دارا نے یہ ہنگامہ دیکھکر جانا کہ عمرو آیا اور قلعہ ہاتھ سے گیا معلوم نہین
کہ سہراب کا حال کیا ہوا وہ کس آفت مین مبتلا ہوا عمرو نے جب دارا کے مارنے کا قصد کیا دارا نے کہا کہ اے خواجہ مین
مسلمان ہوتا ہون میرے قتل سے باز آ اور مجھکو کلمۂ شہادت پڑھا عمرو نے اسکو چھاتی سے لگایا اور بیحد رحم آیا کہ مجھکو تمہارے قلعے
اور مال و اسباب سے کچھ کام نہین ہے میرا اس قلعہ مین کچھ تمام عمر قیام نہین ہے تھوڑے دن کیواسطے تھا [illegible] پاس آکر بنیاد دلی [illegible]
دشمنون کے ہاتھ سے اپنی جان بچانے کی یہ تدبیر کی ہے کہ حمزہ کا ناموس عیبون سے محفوظ رہے اور وہ مجھکو میری غفلت پر
نفرین نہ کرے بعد ازان تم جانو اور تمہارا قلعہ جانے پھر مجھکو تم سے کچھ سروکار نہین ہے مجھے تم سے پرخاش منظور نہین ہے
دارا اسیوقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اپنی خوش قسمتی سے [illegible] ہوا اور قلعے مین عمرو کا بندوبست
ہوگیا قلعہ والون کا حوصلہ پست ہوگیا اب ذرا سہراب کا حال سنیے [illegible] عمرو کی عیاری سے
وہ بیچارہ برگشتہ تقدیر ہوا نجتیار کے [illegible] عمرو قلعہ
کرگستان مین پہونچا ہوا اور اسنے اس قلعہ پر عمل دخل کیا [illegible] قلعہ [illegible] داخل کی خبر بھیجا
کہ دریافت تو کرو قلعہ خالی ہے یا نہین جیدارون نے قلعے کو دیکھکر [illegible] قائم ہین گدھے اور
کتون کی آواز آتی ہے مرغ بانگ دے رہے ہین کیونکر کہیے کہ خالی ہو [illegible] قلعہ خالی [illegible] ہم تو اس
قلعے کی آبادی ویسی ہی پاتے ہین نجتیارک [illegible] لا کہ یہ بات محض لغو ہے [illegible] کہا آپ [illegible] دیکھیے تو [illegible]

رائے درست ہی یا غلط ہر فرو فرامرز نے بزرجمہر کو تو اسیرون کی محافظت کیواسطے لشکر مین چھوڑا اور آپ طبل جنگ بجوا کے قلعے پر
گیا ژوبین نے بختیارک سے کہا دیکھ تیرا کیا خیال خام تھا کہان قلعہ خالی ہوا ہی وہی سب سامان اگلا مہیا ہی جا بجا لوگ فصیلون
پر قائم ہین عمرو فلاخن لیے مستعد کھڑا ہی ہر ایک نشان اپنی اپنی جگہ پر گڑا ہی بختیارک نے پھر غور سے دیکھکر کہا کہ اے ژوبین
یہ عمرو نہین ہی عمرو نے ایک پتلا بنا کر اُسکے ہاتھ مین فلاخن کو دیا ہی نیا شعبدہ کیا ہی اور جتنے لوگ کہ فصیلون پر معلوم ہوتے
ہین یہ سب پتلے ہین وہ دیکھ ہوا سے گوپھن ہلتی ہی فلاخن کے پتھر کی ڈوری ایک دوسرے سے ملتی ہی ژوبین آگے بڑھا قضا کار
ہوا کے زور سے فلاخن کا پتھر چھوٹ کر ژوبین کے سر پر جس جگہ عمرو نے پہلے پتھر مارا تھا وہین پر لگا اور زخم کہن پھر نیا ہوا
ژوبین کو اور بھی یقین ہوا کہ یہ پتلا نہین ہی عمرو ہی لہو مین ڈوبا ہوا سر پر پاؤن رکھکے وہان سے فرار ہوا پتھر کے صدمے سے
نہایت بیقرار ہوا بختیارک نے کہا کہ او ژوبین کہان جاتا ہی کیون بزدلی کرکے ذلت اُٹھاتا ہی حیف ہی کہ تجھسا نامرد کیکاؤس
کی اولاد مین پیدا ہوکے اُنکی بہادری کا نام مٹائے اور مردون سے اُسے شرم نہ آئے ژوبین بولا کہ یہ بھی عجیب بات ہی
صریح عمرو پتھر مار رہا ہی اور تو کہتا ہی کہ عمرو نہین ہی تو پھر بتلا کہ یہ کیا ماجرا ہی جسکے ہاتھ سے یہ آفت برپا ہی بختیارک
بولا کہ اے ڈرپوک کنے ہوا کے زور سے پتھر فلاخن سے نکلکر تیرے سر مین لگا ہی تیرا سر توڑا ہی یہ بھی اتفاق کی بات ہی
اور اگر عمرو ہوتا تو اب تک پتھرون کے مارے دم نہ لیتا کسی کو بھاگنے کی فرصت نہ دیتا اور فصیلون پر سے وہ آتشباری
کا بازار گرم کرتا کہ ہر شخص بے مارے مرتا اور پھر بھونجے کے بھاڑ کے چنون کی طرح سے لشکر بھن جاتا سب کو سوے عدم پہنچا
مین پہونچاتا جا دروازے کو توڑ میرے کہنے سے مُنھ نہ موڑ بارے ژوبین بختیارک کے کہنے سے خندق کے پار ہوکر گرز
سے دروازہ توڑکر ہر فرو فرامرز و بختیارک و دیگر سرداران فوج کو قلعے مین لے گیا دیکھے تو دروازے سے لگا ایک
گدھا بندھا پایا اُسکو بہت تعجب آیا پھر کیا دیکھا کہ طاقچون پر مرغ بیٹھے بانگ دے رہے ہین فصیل قلعے پر دو دو کتے مقابل
بندھے دیکھے اور کئی سو پتلے کاغذ کے جا بجا قائم پائے ایسے ایسے نیرنگ قلعہ کے اندر سب کو نظر آئے ژوبین نے شرمندہ
ہوکر ایک گرز عمرو کی تصویر پر لگایا تو اور ایک نیا شعبدہ دیکھنے مین آیا عمرو نے ایک گیدڑ کا بچہ اس پتلے کے پیٹ
مین بند کیا تھا پیٹ کے پھٹتے ہی وہ گیدڑ بھاگا ژوبین نے بختیارک سے کہا کہ یہ کیا بلا آئی اس قلعے نے تو نئی نئی بات
دکھلائی بختیارک بولا کہ یہ عمرو عیار کی روح ہی یہ جانے نپائے اُسکو کوئی دوڑ کے پکڑ لائے جتنے لوگ تھے اس لطیفہ پر
بے اختیار ہنسے اُسکو یاد کرکے بار بار ہنسے ہر فرو نے اپنے لشکر مین جاکر بختیارک سے پوچھا کہ اب کیا کیا چاہیے یہ تو عجب واقعہ
پیش آیا اب کوئی تدبیر سوچنا چاہیے اُسنے کہا کہ عمرو کا پیچھا چھوڑنا مناسب نہین ہی فتح ہو یا نہو اس امر کو ترک نکرو خصوص
اسوقت مین کہ سردست نئے قلعے مین گیا ہی وہان تازہ وارد ہوا ہی ابھی اُسکا بندوبست بھی اچھی طرح سے نہوا ہوگا
کچھ اطمینان اور سامان نہ ہوگا ہر فرو نے کہا اچھی بات ہی بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ خواجہ تم سہراب کو لیکر بادشاہ کی خدمت
مین جاؤ جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہی مفصل بادشاہ کو سناؤ اور میری عرضی بھی گذران دینا اسپر بھی بادشاہ سے کچھ علم

بزرجمہر تو سہراب کو لیکر مدائن کو روانہ ہوا ہرمز و فرامرز ژروبین و بختیارک اسّی ہزار سپاہی سمیت قلعہ ترکستان پر گئے وہان پہونچکر قلعے کا محاصرہ کیا اور رسد نہ جانے دینے کا حکم دیا عمرو کا حال سنیے کہ اُسنے جو کئی دن کی مہلت پائی یہ بات اُسکے دل مین آئی چھ مہینے کے موافق غلہ خرید کرکے قلعہ مین بھر لیا کھانے پینے کا سب سامان قلعہ مین دھر لیا اور قلعہ کو مانند طاؤس طناز تیار کرکے فیلبند دروازہ پر شامیانے کے نیچے کرسی مرصع بچھا کر اس فراغ سے بیٹھا کہ خاقان ہفت اقلیم گویا اُسکے آگے کچھ مال نہین ہین کچھ بھی صاحب حشمت و اجلال نہین ہین آئین ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر پہونچے در بختیارک کے مشورے سے قلعہ پر حملہ کیا فوج کو یکبارگی قلعے پر دھاوا کرنے کا حکم دیا عمرو نے دیکھا کہ لشکر زیر پہونچا اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ ہان لینا جانے نہ پائین سب اسی جگہ مارے جاوین ہر طرف کے لشکر پر تیر و قارورہ و سنگ و آتشباری کا مینہ برسنے لگا ایک ایک آدمی اُس آگ کی گرمی کی شدت سے ایک بوند پانی کو ترسنے لگا کئی ہزار سوار مالک دوزخ کے مہمان ہوئے اسی آتشباری سے بیجان ہوئے باقیون کے پاؤن پیچھے ہٹ گئے سبھون کے زور گھٹ گئے بختیارک نے ہرمز و فرامرز سے عرض کی کہ لڑائی کا یہ ڈھنگ نہین ہے اگر اسطرح لڑیے گا تو تمام فوج ضایع ہو جائیگی اور فتح ہرگز نہ ہاتھ آئیگی دونون شاہزادے برہم ہوئے کہ مردک کیا بکتا ہے تیرے ہی کہنے سے تو قلعہ پر حملہ کیا گیا اور فوج کو ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا گیا اور آپ ہی اسطرح سے کہتا ہے تو سخت بیحیا ہے قابل سزا ہے وہ بولا کہ اچھا نقصان کیا ہوا یہی نا کئی ہزار سوار دوا دوش کے عذاب سے چھوٹے اور اپنی جانین دیکر بہشت کے مزے لوٹے مگر قلعگیون پر تو ثابت ہوا کہ شاہزادے ہمسے لڑنے آئے ہین بڑی شان و شوکت و جاہ و حشم کا لشکر لائے ہین اسوقت طبل بازگشت بجوا کر کسی زمین ہموار پر اُترکے قیام کیجیے لشکر کے گھوڑون کو اور جو لوگ آپکے ساتھ ہین سبکو آرام دیجیے جب قلعے مین غلہ نہ رہیگا اور پھر جانے بھی نپائیگا خود بخود خالی ہو جائیگا شاہزادے طبل بازگشت بجوا کر محاصرہ کرکے اُتر پڑے اور اسی بات پر اڑے بزرجمہر کا حال سُنیے کہ جسدن مدائن مین پہونچے اُس روز بادشاہ دربار عام مین تھے امورات سلطنت کے انجام مین تھے سیدھے بخط مستقیم بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آداب شاہی بجا لائے سہراب کو لیجا کر تمام کیفیت حال بیان کی سب حال خرابی سُنا کے خاطر پریشان کی اور عرضی ہرمز و فرامرز کی گذرانی پہلے بادشاہ نے سہراب سے کہا جانبخشی چاہتا ہے تو مفصل اپنی کیفیت بیان کر کسی طرح سے نہ ڈر مین تجکو سزا دونگا نہ قید کرونگا سہراب نے عمرو کا و رغلان کر شبخون کروانا اور اپنے اسیر ہونے کا ماجرا کہکے عرض کی کہ اگر یہ قصور میرا معاف ہو اور بادشاہ کا دل میری طرف سے صاف ہو تو حیات مستعار تک مستعد بہ سر فروشی رہونگا تمام عمر دعائین دونگا بادشاہ نے اُسکا قصور معاف کرکے ہرمز کی عرضی کو پڑھوایا اُسکے مضمون کے سننے پر خوب جی لگو لگایا اسمین لکھا تھا کہ فدوی نکو حسب الحکم چار برس کا عرصہ عمرو سے لڑتے ہوا ایک دن بھی صورت ظفر کی نظر نہ آئی کسی صورت سے فتح نہ پائی یقین ہے کہ عمرو کی لڑائی ہم لوگون سے سر نہو گی بلکہ شب روز یہی خوف رہتا ہے کہ کہین عمرو سوتے مین مار نہ ڈالے یہ جان عزیز ہمارے قالب سے نکالے یا پلنگ پر سے اُٹھا اپنے لشکر مین لیجا کر کسی اور بلا مین پھنسائے کچھ اور ہی آفت ہمارے سر پر لائے بہر حال حضور کا آنا اس طرف

کو بہت مناسب ہی اپنے تابعدارون کی مدد اور خبرگیری واجب ہی یقین ہی کہ فوج تمہاری دیکھکر عمرو کے چھکے چھوٹ جائین
آپکے معین و مددگار بھی آپکی اعانت سے اپنا دل اٹھائین بلکہ کیا عجب ہی کہ دہشت سے سر کے بل حاضر ہون اور یون
بیفائدہ لوگ ضائع ہوتے ہین مفت مین اپنی جان کھوتے ہین آگے حضور مالک ہین جو کچھ فرما دین وہی ہم بجا لائین
بادشاہ نے پہلے بختک سے پوچھا کہ تیری کیا صلاح ہی وہ بولا کہ شاہزادون نے جو لکھا ہی آئین ہی مگر دخل دون اور
اُنکے خلاف کچھ عرض کرون بزرجمہر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری رائے کیا ہی اُنکا بلانا بجا ہی یا بیجا بزرجمہر
نے عرض کی میری رائے وہی ہی جو سابق مین التماس کیا تھا عمرو سے لڑنیکے واسطے حضور کا تشریف لیجانا نہایت نامناسب ہی
آپکی شان و شوکت سے دور ہی اس رائے مین بڑا فتور ہی ہرگاہ شاہان زبردست سنینگے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ایک عیار پر
چڑھ گیا مطلق حضور کا رعب انکے دل سے اٹھ جائیگا ہر شخص بے خوف ہوکر سر اٹھائیگا ہر طرف سے نافرمانی کی خبر آئیگی سلطنت برہم
ہو جائیگی قطع نظر اسکے حضور خوب جانتے ہین کہ عمرو کیسا بڑا عیار ہی اور فن عیاری مین کیسا ہوشیار ہی مبادا امیر حمزہ کی طرح حضور کو
بھی اٹھا لیگیا اور یہ بدی پیش آیا تو ہم لوگون پر ایک غضب ناگہانی لایا اگر جیتے چھوٹے تو ہمیشہ حسرت کا داغ لگا اور اگر اُسنے
مار ڈالا تو ہفت اقلیم کو بیچراغ کیا نوشیروان اخیر کا جملہ سنکر بید کی طرح سے کانپ گیا اور کہنے لگا کہ بختک کو گردنی دیکر
دربار سے نکالدو میرے سامنے سے اسکو دفع کرو دیکھا خراب ہر مرتبہ مجکو دھوکا دیتا ہی اور خود بدنامی لیتا ہی بختک کو
گردنیان دیکے نکالدیا اور بادشاہ نے بمشورہ بزرجمہر حکم کیا کہ قارن فیل گردن کہ بڑا ہی پہلوان نامی اور یکہ دس ہزار
سوار سے مقابلہ کرتا ہی لاکھ سوار پیدل سے عمرو کے مقابلے کو جائے اور اسکو مع اسکے مددگارون کے زندہ پکڑ لائے

روانہ ہونا قارن فیل گردن کا عمرو کی تنبیہ کے واسطے اور مارا جانا اسکا نقابدار کے ہاتھ سے

راوی لکھتا ہی کہ جب قارن فیل گردن ہرمز کے لشکر مین بعد طی منازل داخل ہوا ہرمز کی ملاقات سے اسکو
بہت حظ حاصل ہوا شب کو تمام سرداران لشکر اُنکے خیمے مین محفل مین جمع ہوے اور جام شراب گردش مین آیا ایک ایک
کو جام شراب بھر بھر کے پلایا عین سرور کے عالم مین قارن نے ہرمز سے کہا کہ آپ جو اتنے دنون سے یہان فوجین لیے
پڑے ہین مثل کوہ کے اپنی جگہ سے نہین اُڑے ہین ایک ادنی عیار بے اعتبار کو نہ مار سکے اور نہ گرفتار کر سکے کسی طرح کا ہیر
قابو نہ پایا وہ تمہارے کسی دم مین نہ آیا جو کوئی سنے گا کیا کہیگا اس کیفیت کو سنکر حیران رہیگا ہرمز نے کہا کہ اب تم
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آئے ہو بڑے بہادر اپنے ساتھ لائے ہو اور خود بھی جیسے تم بہادر ہو روشن تر
از آفتاب ہی تمہاری شجاعت مین کون جواب ہی جب اسکو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے اسوقت یہ گفتگو کرنا اور
بہادری کا دم بھرنا ابھی تو تازہ دم آئے ہو چند روز سستا لو یہان کا رنگ ڈھنگ دیکھو پھر جو کچھ ہوگا
ہم تم دونون دیکھ لینگے جب تم عمرو کو مار لوگے یا گرفتار کر لوگے تب ہم تمکو شاباش دینگے قارن نے
برہم ہوکر کہا ہم سپاہی ہین ہمکو ستانے کی کیا احتیاج ہی جو سپاہی ہی وہ ان باتون کا کب محتاج ہی دای

رات گذر جانے دیجیے ذرا صبر کیجیے صبح کو آپ سوار ہو کر دور سے تماشا دیکھیے گا کہ ہم نے کتنے گھڑے قلعہ خالی کرالیا یا نہین
عمرو کو اور اُسکے ہمراہیون کو صدمہ دیا یا نہین یہ کہکر اپنے لشکر مین حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور سامان لڑائی کا
بخوبی کیا فوراً نفیری و گج نفیری گاؤدم و شیر دم و کوس حربی کی آواز بلند ہوئی کمال شور و غل سے زمین لرزے مین
آئی عیارون نے عمرو سے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ شہریار والا تبار کی عمر دراز ہو قارن فیل گردن جو لاکھ سوار
و پیدل کی جمعیت سے نوشیروان کا بھیجا ہوا ہر فر کے لشکر مین آج شام کو آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے عمرو نے
کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل سکندری پر چوب پڑے اس لشکر کا بھی اُسکو جرأت کھانا چاہیے کہ وہ بھی اپنے دلمین و حوصلہ
کھائے الحاصل دونون لشکرون مین تمام رات کوس حربی بجا کیے رات بھر طلایہ پھرا کیے جب صبح ہوئی ہر فرد فرد فرزند دلمین
کہ عمرو کی لڑائی کی چاشنی چکھے ہوئے تھے قلعے کی زد سے دور اپنے لشکر کا پرا باندھکر کھڑے ہوئے تاکہ ہمپر اور ہمارے لشکر پر
کوئی آفت نہ آئے اور قارن اپنی دلیری کا ثمرہ پائے لیکن قارن نے اپنے لشکر کو چار حصے کر کے چارون سمت قلعے
کے گھوڑون کی باگین لین اور بڑے دبدبے اور کر و فر سے اپنی فوج کو قلعے تک پہونچایا اور چارون طرف کی دیوار قلعے کی
اپنے قبضے مین لایا عمرو نے دیکھا کہ فوج بیشمار قلعہ کے چار سمت آتی ہے نہایت شوکت و دلاوری دکھاتی ہے سرداران فوج سے
کہا کہ آج قلعے پر چڑھائی ہے فوج غنیم نے بڑی دھوم مچائی ہے تم لوگون کی تیز دستی و چالاکی کا امتحان ہے آج جو ثابت قدمی کرے
وہی مرد میدان ہے چاہیے کہ جسکا قدم زد سے آگے بڑھے جیتا پیچھے پھرنے نہ پائے وہین مر کے رہ جائے حکم پاتے ہی ایک طرف سے
مقبل وفادار نے بارہ ہزار تیر اندازسے دہن سوفار مین زہ کو رکھکے گوشہاے کمان کو تا بناگوش پہونچا کر طائر تیر کو
چھوڑا ایک ایک پیکان نے چار چار پانچ پانچ کافر کے سینے کو توڑا ایک پل مین کئی ہزار آدمی مرغ بسمل سا تڑپنے لگا انکا
طائر روح مذبوح ہو کر پھڑ کنے لگا جن لوگون کا سینہ آشیانہ طائر نہوا تھا اُنھون نے چلا کر مثل کمان ناقص پیچھے کو رخ کیا اور
مقابلے کا نام بھی نہ لیا اور دوسری طرف سے سنگ اندازون نے سنگہاے تراشیدہ و خراشیدہ فیل کش کفچہ ہاے فلاخن مین
رکھکے تین تین مرتبہ چکر دے کر کفار کی پیشانیون پر جو لگائے گروہ کے گروہ کشان کشان جہنم مین پہونچائے کئی ہزار گبر سجود
ہوئے دین و دنیا دونون مین مردود ہوئے اور باقی اُلٹے پانون پھرے نہ سر کی خبر نہ پانون کی ایسے بدحواس ہو کر
اوندھے زمین پر گرے تیسری جانب سے برق اندازون نے ایسی برق اندازی کی کہ ایک بار اسی ہزار آدمی پر برق
اجل گری سب کی گردون پر قضا کی چھری پھری بس ماندہ جدھر سے آئے تھے رعد آسا چلاتے ہوئے اسی طرف کو بھاگے
چوتھی طرف سے آتشبازی نے قارورہ ہاے آتشین و حقہ ہاے نفط کا جو ہر دکھایا اور اُس آگ کا جو مینہ برسایا
ہر آتش خوردہ کے ساتھ تین تین چار چار تین مددگار لقمہ وہان شعلہ فنا ہوئے یک آن مین راہی ملک بقا ہوئے
جسقدر پیچھے کو گرم رفتار ہوئے وہ بھی یاران دلین کی دلسوزی مین آبلہ دار ہوئے ہر چند قارن کے لشکر کا چال ہوا
اور تمام لشکر اس صورت سے پامال ہوا لیکن قارن فیل گردن سپر کو چہرے کی پناہ کر کے فیل مست کیطرح قلعہ کے

دروازے پر پہونچا اور جوش وغضب مین آکر کچھ اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا اور گرز سے دروازہ توڑنے پر مستعد ہوا عمرو نے جب یہ حال دیکھا تو بہت بدحواس ہوا اسکو کمال ہراس ہوا اپنے دل مین مشورہ کیا پھر لشکر کے سردارونکو حکم دیا کہ اب سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہین ہے اور کوئی فکر اثر پذیر نہین ہے کہ قلعے کے دروازے سے جا لگو اور اس بات کے منتظر رہو کہ جسوقت یہ کافر دروازے کو توڑے اور اپنا گرز اُسپر مارے اور ہاتھ چھوڑے تُم ہتھیار کرکے مارو اور مرد و جان کے دینے مین ہرگز دریغ نکرو مگر یہ وقت مناجات کا ہے بھروسا اللہ کی ذات کا ہے بالاتفاق سب آدمی دل و جان سے جناب باری مین دعا کرو اگر اُسنے غیب سے مدد کی اور ہم بیچارون کی خبر لی تو البتہ اس کافر کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہے ہماری سرسبز بات ہوتی ہے اور نہین تو سوائے مارنے اور مرنے کے کوئی تدبیر نہین بنتی کسی چارہ جوئی مین عقل نہین لڑتی لشکر اسلام نے دست دعا بلند کیے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تاریک نمودار ہوئی جسکی کثرت سے تمام زمین پر غبار ہوئی ہنوز مقراض بادنے گریبان گرد کو چاک نہ کیا تھا کہ عمرو نے بشاش ہوکر اہل اسلام سے کہا کہ یارو مبارک ہو دعا تمھاری مجیب الدعوات نے قبول کی تمھاری دعا کی تاثیر ہوئی دیکھو تو وہ مدد غیبی آئی اب سب نے اس کافر کے ہاتھ سے رہائی پائی اور نیچے جھک کر قارن فیل گردن سے کہا کہ او سیہ مست ہوشیار ہو جا مرنے پر تیار ہو جا وہ تیرا آنکس کا مارنیوالا آیا اور اسنے تجھکو جہنم مین پہونچایا اُسنے جو پھر کر دیکھا تو واقعی چالیس علم حجاب گرد سے اسکو نظر آئے اور اس حیرت نے اُسکے ہوش اُڑائے اور ایک نقابدار نارنجی پوش برق آسا اپنے گھوڑے کو چمکا کر خندق کے برابر آیا کہ اُسکا رعب اور خوف سب کے دل پر چھایا اور قارن فیل گردن سے کہنے لگا کہ او گبر اس قلعے مین کون ہے او تو قلعے کے دروازے پر کیون کھڑا ہے بھوت کی طرح سے کیون اڑا ہے قارن نے کہا کہ اس قلعے مین قوم مسلمان مجرم شاہنشاہ ہفت اقلیم ہے بادشاہ سے منحرف ہوئی ہے اسکو کچھ اُس سے نہ خوف ہے نہ بیم ہے مین قلعے کا دروازہ توڑ کر قتل چاہتا ہون اب تو بتلا کہ کون ہے اور کسکو تلاش کرتا ہے نقابدار بولا کہ مین مسلمانون کی مدد کو آیا ہون یہ فوج انکی مدد لیے لایا ہون پہلے تو مجھسے لڑ لے پھر قلعے کا دروازہ توڑنے کا قصد کیجیو جب ہم مرین تو اُنسے انتقام لیجیو قارن نے کہا کہ او تو تو لڑکا ہے مین تجھپر کیا حربہ کرون کہ میرے حربے کی ہوا سے تو تنکے کیطرح سے اڑ جائیگا بھلا تو میری ضرب کی کتاب لائیگا نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ او مردود کیا ہذیان بکتا ہے خندق کے اسطرف آ کہ تیری روح قبض کرون تیری اس بیہودہ گوئی کا جواب دون تب تو قارن کو غیظ آیا اس بات کے سننے سے بڑا پیچ و تاب کھایا جست کرکے نقاب پوش کے پاس ہوا نقابدار نے کہا کہ لا کیا حربہ رکھتا ہے ابھی تو اپنی خرافات کا مزہ چکھتا ہے قارن نے گرز گرانبار اُسکے حوالے کیا نقابدار نے خالی دیا اور شمشیر برق خمیر کمر سے کھینچکر قارن کے سر پر لگائی کہ اُسکی آنکھون پر اندھیری چھائی ہرچند قارن نے سپر فولادی کو پناہ سر کیا لیکن اُس تلوار نے صاعقہ کا کام کرکے اسکو دم نہ لینے دیا سپر فولادی کو قرص نان کی طرح سے کاٹ کر خود و سر کو کاٹ کمال آبداری گردن کی صراحی مین اُتر کر سینے مین بھی نہ اٹکی پیڑو کی ہڈی کو قلم کرتا

گھوڑے کے زیر تنگ سے نکل گئی شکلے سب عضا کو دو نیم کرکے برق کی طرح عجب ناگ شگ سے نکل گئی قارن مع اسپ چار پرکالہ ہو کر زمین پر گر کے بیجان ہوگیا ایک دم مین بے نام و نشان ہو گیا فوج یہ حال اپنے سردار کا دیکھکر چار طرف سے نقابدار پر

قارن کا دھاوا کرنا قلعے پر اور پہونچنا دروازے تک اور دروازہ توڑنیکا قصد کرنا کہ دفعۃً نقابدار کا مع چالیس ہزار فوج کے مسلمانون کی مدد کو آنا اور دو ٹکڑے کرنا ایک وار مین قارن کو مع گھوڑے کے



آ گئی نقابدار کے لشکر نے بھی تلوار کھینچی میان سے شمشیر آبدار کھینچی عمرو نے دیکھا کہ نقاب پوش کا لشکر بہت کم ہے کل چالیس ہزار سوار ہے اگرچہ ہر ایک جرار ہے لیکن کم اور بیش مین فرق بشیار ہے یعنی اسطرف لونے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت ہے اسقدر فوج کی کثرت ہے جھٹ پٹ اپنی فوج سمیت قلعے سے باہر نکلکر نقابدار کا شریک جنگ و جدال ہوا قارن کے لشکر سے مستعد قتال ہوا اسی قدر ایسی لڑائی ہوئی کہ ستر ہزار سوار ہر فرقے کے لشکر کا کام آیا اور اسطرف کسی نے ایک ہلکا سا زخم بھی نکھایا فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی تمام لشکر مین کھلبلی ہوئی عمرو نے نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام و نشان سے آگاہ کیجیے اور اپنی تمام کیفیت سے اطلاع دیجیے کہ حمزہ جسوقت قاف سے آئے تو اُس سے آپکی مروت جوانمردی کا حال بیان کیا جائے نفس الامر مین اسوقت قلعے کے ٹوٹنے اور ہم لوگونکے مارے جانے مین کچھ باقی نہ تھا مگر آپ نے تشریف لاکے جان بخشی کی گویا ہم لوگون کو ازسر نو زندگی دی نقابدار بولا کہ جسوقت صاحبقران آئینگے اُسوقت وہ خود ہمارے نام و نشان سے آگاہ ہو جائینگے ابھی بتانا کچھ ضرور نہین ہے مجکو اپنی نمود منظور نہین ہے تم جیسے قلعہ داری مین سرگرم ہو کسی طرح کے اندیشے کو اپنے دل مین نہ دو جسوقت ضرورت ہوگی انشاء اللہ تعالی مین اسیدم پہونچونگا تمھاری مدد کرونگا یہ کہکر نقابدار تو جس طرف سے آیا تھا اسطرف کو گیا عمرو تمام خیمہ و خرگاہ و نقد و جنس فوج ہزیمت خوردہ کا لیکر قلعے مین داخل ہوا اسکو اللہ کی عنایت سے سب طرح کا اطمینان

فراغ بالی کا حاصل ہوا اب حال ہرمز و فرامرز کا سنیے کہ وہ جو نقابدار سے شکست کھا کر بھاگے بارہ کوس پر جاکے دم لیا کہیں ایک لحظہ آرام نہ کیا اور بصلاح بختیارک بادشاہ کو تمام احوال لکھا کہ ہم پر گردش فلکی سے اسطرح کا نزول بلا ہوا سارا لشکر ایک آفت عظیم مین مبتلا ہوا نوشیروان نے ایک پہلوان نامی کے ساتھ خزانہ و خیمہ و خرگاہ اپنے بیٹوں کے پاس روانہ کیا اور شقہ مین لکھا کہ اسقدر خزانہ و خیمہ روانہ کیا جاتا ہے اور قریب و بہت عنقریب ایک لشکر جرار تمھارے پاس آتا ہے خبردار خبردار تم عمرو کا پیچھا نہ چھوڑنا اسکے مقابلے سے منہ نہ موڑنا ہرمز و فرامرز شقے کا مضمون دیکھکر مطمئن ہوئے اور لوٹے مارے بھاگے ہوئے سپاہیون کو جمع کرکے پھر چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے قلعے کے سامنے خیمہ زن ہوئے اب لشکر اسلام کا حال سنیے جب قلعے مین غلہ باقی نہ رہا سبھون نے عادی کمربستہ سے کہا کہ غلہ تمام ہوچکا گویا اب ہم لوگونکا کام تمام ہوچکا جس قدر ہے چار دن سے زیادہ اکتفا نہ کریگا پھر ہر شخص مارے بھوک کے مریگا ابھی سے خواجہ عمرو کو خبر دینا مناسب ہے اسکی تدبیر بہت جلد لازم و واجب ہے عادی نے کہا کہ تم سب میرے ساتھ چلو اُس سے یہ سب حال بیان کرو اگر مین اکیلا جاکر اُس سے کہونگا تو وہ یقین نہ لائیگا مجکو جھوٹا جانے گا اور یہ سمجھے گا کہ شاید کچھ میری غرض اسمین شامل ہے یہ بات اسکے دل مین راہ پائیگی اور ناحق بدمزگی میرے اور اسکے درمیان مین آئیگی لشکر بالاتفاق عادی کمربستہ کے ہمراہ عمرو کے پاس گیا اور آذوقہ تمام ہونے کی کیفیت عرض کی اور اہل قلعہ کی پریشانی کی اُسکو خبر دی اور کہا کہ یا تو دروازہ قلعہ کا کھلوا دیجیے کہ ہم حریف کو مارین اور مرشین یا غلے کی تدبیر کیجیے کہ فاقون سے ایڑیان رگڑ رگڑکے نہ مرین اپنی زندگانی کو مفت تلف نہ کرین عمرو نے کہا کہ بابا ابھی چار دن کا تو آذوقہ موجود ہے تم جیسے سے اپنی اپنی جا پر قائم ہو اللہ کی عنایت پر اپنے دل کو مستقل رکھو مین نے زراعت بوئی ہے اُسکے صرف مین بہت دولت کھوئی ہے غلہ تیار ہوتا ہے چند روز مین اناج کا انبار ہوتا ہے فوج تو اپنی اپنی جگہ پر مطمئن ہو کر بیٹھی عمرو کے قول پر اعتماد کیا دل بناشاد کیا مگر عمرو نے دریاے فکر مین غوطہ مارا ایک ساعت کے بعد عیاری جو معقول سوجھی خوش و خرم سر کو اٹھایا اور تدبیر جو اسکے دل مین گذری اُس سے بہت حظ اٹھایا پس لشکر کو ہوشیار کرکے قلعے سے نکلکر کوہستان کے درے مین گیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر کرامات طلب کی اُس سے یہ عجیب صنعت لی یعنی فی الفور چالیس گز کا قد و قامت ہوگیا دو ہاتھ کی داڑھی سفید براق چہرے کے گرد نمودار ہوگئی اسطرح کی ہیئت غریب آشکارا ہوئی اپنی کھڑاؤن پر سوار ہوکے ایک جھولی شیر کی کھال کی بغل مین دباکر ہرمز کے لشکر اور قلعے کو جنبیون کی طرح سے تکنے لگا باتین حیرت افزا بکنے لگا ناگاہ کتارہ کابلی عیار کہ بھانجا زوبین کا ہے اسطرف سے نکلا عمرو کی صورت اور قد و قامت دیکھکر آئینہ وار متحیر ہوا شدت خوف اور رعب سے رنگ اُسکا متغیر ہوا کیونکہ اس ہیئت کا آدمی تو اُسنے کبھی دیکھا نہ تھا لرزان و ترسان پاس آکر باادب سلام کیا بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہاتھ باندھکے پوچھنے لگا کہ آپ کہان سے تشریف لائے ہین اسطرف کس کام کے لیے آئے ہین اور لشکر و قلعے کیطرف کیا بار بار دیکھ رہے ہین غضب کی نظر سے بے اختیار دیکھ رہے ہین عمرو نے کہا کہ تو کون ہے جو پوچھتا ہے تجھکو اس پوچھنے سے کیا کام ہے تیرا کیا نام ہے اسنے

کہا کہ مین ہر فن کے عیارون کا سردار اور نوشیروان کے داماد کا بھانجا کتارہ کابلی مشہور ہون اور نوشیروان کی نوازش سے کمال مسرور ہون عمرو نے کہا کہ سعد ظلماتی میرا نام ہے مجکو در پیش بڑا ایک کام ہے مین سکندر ظلماتی بادشاہ ظلمات کا چھوٹا بھائی ہون حمزہ نامے ایک شخص شہپال شاہنشاہ پردہ قاف کی مدد کو گیا تھا اُسنے بڑا حوصلہ کیا تھا مگر جو عفریت دیو کا سامنا کیا کہان دیو کہان آدمزاد ہڈیان اُسکی ایک ہی وار مین چور ہوگئین شہپال نے اُسکی ہڈیون کو ایک چمڑے کے تھیلے مین رکھکر میرے بھائی کے پاس بھیجا کہ تمھاری سرحد سے آدمزاد کی سرحد قریب تر ہے تمسے اس کام کا انجام بسہولت متصور ہے کہ اس تھیلے کو کسی کے ہاتھ نوشیروان کے پاس بھیجدو کہ وہ ان ہڈیونکو آدمزاد کے قبرستان مین دفن کراوے ہماری گردن سے یہ بوجھ اُٹھاوے مدت تک تو میرے بھائی نے انتظار کیا کہ اگر کوئی آدمزاد اسطرف آ نکلے تو اُسکے ہاتھ نوشیروان کے پاس بھیجدون اس کارخیر کا انجام کرون جب کسی آدمزاد نے مدت تک اسطرف سے گذر نہ کیا تو میرے بھائی نے حکم دیا کہ تم خود جاکر اس تھیلے کو پہونچا دو اتنا ثواب بتحقیق حاصل کرو سو مین دیکھ رہا ہون کہ یہی قلعہ مدائن کا اور یہی لشکر حمزہ کا ہے یا نہین اسی خیال مین حیران ہون اور بہت دنون سے سرگردان ہون کتارہ اس کیفیت کو سنکر باغ باغ ہوگیا گویا اُسکی مراد کا روشن چراغ ہوگیا کہنے لگا کہ حضرت یہ لشکر نوشیروان کے داماد اور بیٹون کا ہے چلیے مین آپ کو اُنکے پاس لے چلون اور اُنسے آپ کی ملاقات کرادون وہ بولا اس سے کیا بہتر ہے اندھا کیا چاہے دو آنکھین کتارہ اُسکو خوشی خوشی زوبین کے پاس لایا اور سب حال سُنایا زوبین نے بتعظیم و تکریم اُسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کے استفسار حال کیا اور اپنے اخلاق و مہربانی سے اُسکو خوشحال کیا اُسنے جو کچھ کتارہ سے کہا تھا اُسکا اعادہ کیا زوبین نے بہت سی خاطر اُسکی کرکے کہا کہ وہ تھیلا کہان ہے مجکو دیجیے اور مجھسے اُسکی رسید لیجیے مین بخوبی اُس تھیلے کو بادشاہ کے پاس بھیجدونگا اور یہ سب کیفیت تفصیلوار بادشاہ کی خدمت مین تحریر کرونگا عمرو نے پوست اژدر کا تھیلا اپنی جھولی سے نکالکر زوبین کے حوالے کیا اور وہ بار امانت اُسکو دیا اور کہا کہ آپنے بڑا بار میرے سر سے اُتارا مین بہت احسان مند ہوا اور آپ کی ملاقات سے کمال خرسند ہوا لو خدا حافظ ہوا اب مین رخصت ہوتا ہون ہرچند زوبین نے مبالغہ کیا کہ آپ چند روز مہمان رہکر اپنے تئین کسل راہ سے راحت دیجیے اور ہم لوگون کے حال پر شفقت کیجیے شاہزادون کو بھی اپنے جمال منور سے خوش کرنا منظور ہے ہمکو آپکا ہر طرح احترام منظور ہے لیکن عمرو نے اُنکی بات قبول نہ کی اپنے قلعے مین آکر صورت اصلی پر آیا پھر اپنے کو ویسا ہی آدمی بنایا سرداران فوج نے قلعے کا حال استفسار کیا اُنکو یہ جواب دیا کہ بھائی آج تخم پاشی کر آیا ہون دو تین دن مین جاکر کاٹ لانا فراغت سے مزہ اُٹھانا زوبین کا حال سنیے کہ اُس کیسے کو بیجاکر ہر فرد فرافرز کو دکھلا کر سعد ظلماتی کے آنے کی کیفیت اور اُسکی ہیئت کذائی بیان کی اور اُسکی تمام کیفیت اور صورت سے اطلاع دی ہر فرد فرافرز حمزہ کا حال سنکر ایسی خوشی مین آئے کہ بدن مین پھولے نہ سمائے لیکن بختیارک ہنسکر بولا کہ مجکو اسمین عمرو کی عیاری

معلوم ہوتی ہی یہ حرفت اُسی کے اطوار سے مفہوم ہوتی ہی لات و منات جھوٹ نہ بُلوائے میرے خیال کو راست لائے غلہ قلعے والون کے پاس نہین اسی سبب سے عمرو کے بجا حواس نہین یہ تدبیر اُسنے غلہ قلعے مین بھرنے کی کی ہی تاکہ یہ بلا فریبی ظاہر ہی کیونکہ اگر نفس الامر مین حمزہ مارا جاتا تو بر نیزاد عمرو کو آکر خبر دیتے اُسکو ضرور اُسکے حال سے آگاہ کرتے اور یہ تو چالیس گز کا قد تھا عمرو جب چاہے کرامت سے ہزار گز کا قد و قامت بنالے جس طرح کی صورت چاہے بنا کر دکھائے ثروبین نے کہا کہ اس کیسے پر چار سو بادشاہان قاف کی مہر ہی کیونکر بے اعتبار جانین اور تیرے خیال باطل کو بے دلیل نہین بختیارک نے جواب دیا کہ اس بات کو تم جانو مگر مجکو باور نہین آتا ہی کہ یہ خبر راست ہو اُسکا کہنا بکلم دکاست ہو ثروبین نے کہا کہ بہر حال خاموش ہو رہا چاہیے اس مقدمے مین کچھ نہ کہا چاہیے مین قلعہ سے خبر منگواتا ہون وہان کی بات کا یقین لاتا ہون یہ کہکر عیارون پہ تاکید کی کہ قلعے کی سُن گُن لیا چاہیے اس خبر کی تحقیق مین بہت کوشش کیا چاہیے عمرو اور سرداران لشکر کس شغل مین ہین آیا دل شاد ہین یا حمزہ کے مرنے کی خبر سُنکر مصروف نالہ و فریاد ہین عمرو کا حال سُنیے کہ اُسنے اُسی دن سے نوبت بجوانی موقوف کی تھی اور ایک سناٹا سا قلعے مین ڈال رکھا تھا ثروبین کے عیار تین دن تک قلعے کے گرد پھرتے رہے مطلق آگے کی سی چہل پہل نپائی اہل قلعہ کی خوشحالی نظر نہ آئی چوتھے دن ثروبین سے جا کر کہا کہ قلعے مین بالکل سناٹا ہی تین شبانہ روز مین ایک وقت بھی نوبت بجنے کی آواز کان مین نہ آئی کسی کی طبیعت خوش نپائی نہین تو پانچون وقت نوبت قلعے مین بجتی تھی ہر شخص خوشحال تھا سب عشرت سے فارغ البال تھا بختیارک نے سُنکر کہا کہ اگر یہ امر ہی تو البتہ خالی از علت نہین ہی کچھ نہ کچھ خلل واقع ہوا بے شبہ حمزہ قاف مین موا ہر فرد فرامرز و بختیارک و ثروبین جمیع سرداران لشکر کو عید ہو گئی اُنکے دل سے سب پریشانی بعید ہو گئی اور عمرو نے کیا کیا کہ اُس دن آدھی رات کے وقت اپنے تمام لشکر سے کہا کہ تم سب ملکے امیر کا نام لیکر بآواز بلند نوحہ و زاری کرو اظہار بیقراری کرو ہائے صاحبقران وائے صاحبقران کی صدا بلند ہوئی ہر فرد فرامرز و ثروبین و بختیارک تو کان لگائے ہوئے تھے ان سب کی طبیعت اسکے دریافت کرنے سے بہت خرسند ہوئی قلعگیون کا واویلا وامصیبتا سُنکر مارے خوشی کے اپنے پیراہن مین نہ سمائے شادیانے خوشی کے بجوائے چھوٹے سے بڑے تک پر امیر کا مرنا ثابت ہوا دوسرے دن عمرو گریبان چاک کر منھہ پر خاک مل سر و پا برہنہ سینہ و سر پیٹتا قلعے سے باہر نکلا اور اُسی ہیئت کذائی سے ثروبین کے در خیمے پر جا کر چوبدارون سے کہا کہ بھائی میری خبر شاہزادہ کابل سے کر دو میرے حاضر ہونے کی اُسکو خبر دو چوبدارون نے ثروبین سے جا کر کہا کہ عمرو گریبان چاک منھہ پر خاک سر و پا برہنہ در خیمے پر کھڑا ہوا روتا اور گڑگڑاتا ہی نہایت بحال پریشان خستہ و زار ہا دل بیقرار نظر آتا ہی کہتا ہی کہ میری خبر شاہزادہ کابل سے کر دو مجھ مصیبت زدہ آفت رسیدہ پر آشنا کرم کرو ثروبین نے کہا کہ بلا لو اُسکو آنے کی اجازت دو عمرو خیمے مین جا کر ثروبین کے قدمون پر گر پڑا ثروبین بولا کہ عمرو خیر تو ہی کچھ کہہ تو ماجرا کیا ہی تو کس بلا مین مبتلا ہی عمرو نے بصد زار و نالہ کہا کہ کیا کہون مین بے وارث ہو گیا میرا سب سامان عیش و عشرت کھو گیا پانچ دن ہوئے ہین کہ یہ مژدہ دیون نے آکر یہ خبر سنائی گویا مجھے جیتے جی گور

جھنکائی کہ حمزہ قاف مین عفریت دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکا سر تن سے اُتار لیا چار دن تک تو یہ راز مین نے
افشا ہونے دیا سب لوگون سے پوشیدہ کیا پر کل پانچوین دن سب پر ظاہر ہوگیا چھوٹا بڑا اس واقعے سے ماہر ہوگیا قلعے
مین کہرام پڑا ہی ہر شخص کا اس سانحے سے حال زار ہی جو ہی وہ اشکبار ہی سو مین اسواسطے آپکے پاس حاضر ہوا ہون کہ شاہزادون
کے روبرو جانے کا تو مُنھ میرا نہین یہ بات میرے دل مین جاگزین ہی کہ بسبب حمزہ کی رفاقت کے کوئی ایسی بے ادبی نہین
ہی کہ مجھسے سرزد نہوئی ہو اور گستاخی اور حرکت بیجا میری طرف سے نہوئی ہو مگر اب جہر نگار کو حضور مین پہونچا کر کوہستان کے
پتھرون سے ٹکرا کر مر جاؤن کہ اس زندگی بے لطف سے نجات پاؤن حمزہ سا قدردان کہان پاؤنگا جو اُسکی خدمت مین حاضر
رہونگا اور اُسکا شکر رتبہ شناسی رات دن دل سے کرونگا ژوپین نے عمرو کا سر چھاتی سے لگایا اور بکمال الطاف فرمایا کہ اے
عمرو کیدھر تیرا خیال ہی اسقدر کیون تجکو ملال ہی مین تجکو اپنے گلے کا تعویذ کرکے رکھونگا تیری پاسداری سے کبھی غفلت نہ کرونگا
عمرو بولا کہ مجکو آپسے اس سے زیادہ امید ہی کہ آپ خاندان سلاطین سے ہین اور نتیجہ بے مثال امرازادگان روے زمین سے ہین
مگر بختک و بختیارک کی مفسدی سے ڈرتا ہون اُنکی درازدستی سے خوف کرتا ہون ایسا نہو کہ وہ آپکو ورغلان کر میری
طرف سے برہم کرکے آپکو بر سر خصومت لائین اور اپنی کارسازی کھلائین ژوپین بولا کہ وہ کیا مال ہین کہ تجکو نظر بد سے
دیکھین اور تجکو کسی طرح کی ذلت دین یا میرے اور تیرے درمیان مین مداخلت کرین تجھسے عداوت کرین اور احیاناً اگر کچھ کرین
تو اُنکو اسی دم بے بال و پر کر دون اسکو اور اُسکے مددگارون کو زیر و زبر کر دون تو جا جہر نگار کو لے آ عمرو نے کہا کہ جہر نگار کو تو
مین اسیوقت لے آتا ہون مگر یہ اندیشہ کھاتا ہون کہ سرداران لشکر کاہے کو آنے دینگے کہینگے کہ ہم نے تیرے کہنے سے
شہزادون کی خدمت مین بہت بے ادبی کی ہی اُنکو بہت تکلیف دی ہی تو تو جہر نگار کو دیکر اچھا رہیگا ہمین برے ٹھہرینگے
اور ہر شخص ہمین کو احمق کہیگا ژوپین نے کہا کہ مین اُن سب کو حمزہ سے زیادہ توقیر و عزت سے رکھونگا اور ہر ایک کو
اُسکی لیاقت کے موافق منصب دونگا تو اُنکو سمجھا کر میرے پاس لے آ سب کو یہ مراتب سمجھا کے تشفی دے عمرو نے کہا
کہ وہ میرے کہنے کو سچ نجانینگے میری بات ہرگز نہ مانینگے اگر حضور ایک نوشتہ اُنکے نام لکھدین تو مین اُنکو لا سکتا ہون
ورنہ وہ ہرگز نہ سنین گے کہ مین کیا بکتا ہون ژوپین بولا کہ ایک نوشتہ کیا بلکہ دس اُسی دم قلمدان منگا کر ایک تشفی نامہ
تمام سردارون کے نام لکھکر عمرو کے حوالہ کیا سر بمہر اسکو دیا عمرو نوشتہ لیکر قلعہ مین داخل ہوا اور سرداران لشکر کو دکھلا کر
کہا کہ زراعت تیار ہی کاٹنے والا چاہیئے چلو چلے تو ضیافت کھاؤ اچھے اچھے کھانون کا مزہ اُٹھاؤ بعد اُسکے جیسا ہوگا ویسا سمجھا
جائیگا جیسا موقع ہوگا ویسا کیا جاویگا سب سردار عمرو کے ساتھ ہوئے مگر مقبل وفادار نے چالیس ہزار سوار سے محافظت قلعے
کے واسطے وہین اقامت کی اور اسکی نگہبانی اپنے ذمہ لی اِدہر ژوپین کا حال سنیے کہ اُسنے اس حال جرسے کو ہر فرد فرد سے بیان کیا
بختیارک مسکرا کر بولا کہ ملکزادے صاحب اگر چہ افضل ہین تو بڑی بات ہی کہ تمکو سب غم و رنج سے نجات ہی ایک دن بھی نہین تمام سردار
مسلمانون کے آتے ہین اور اہل قلعہ بے صورت پاتے ہین مگر سینہ زور یہ کہتا ہی کہ جو تجسس یا نہو وہ مقصود نہی یہ کہکر ژوپین کو

سمجھانے لگا کہ ای ژوبین وہ عیار ہی عمرو بڑا فریبی اور مکار ہی اُسکے فریب مین نہ آ اُسکی چالاکی سے دھوکا نہ کھا کیون
دیوانہ ہوا ہی یقین جان کہ قلعے مین غلغلہ ہو چکا ہی اسلیے یہ عیاری اُسنے کی ہی کہ تجلو فریب دیکر اپنا کام نکالے اور ہم سب کو
بلا مین ڈالے ژوبین سرگرجبین ہو کر بولا کہ او بختیارک تو اس امر مین دخل نہ دے مین جانون اور عمرو جانے تجھے بد عقلی کی
بات کوئی کیون مانے وہ پہلے کہہ چکا ہی کہ میرے اور آپکے درمیان مین بختیارک نیش زنی کریگا اور اس کام کے بگاڑنے مین
قدم دھرے گا بختیارک بولا کہ یہ وہ کیون نہ کہیگا میرا اور اُسکا تو ایک ہی قول ہی خیر بہتر ہی مین کچھ نہ بولونگا اب ہرگز
اس مقدمے مین زبان نہ کھولونگا تم جانو اور عمرو جانے اُسے کیا کہیے جو کسی کا کہنا نہ مانے جب کچھ بدڈھب دیکھونگا مین یہان سے چلتا
ہونگا ژوبین نے خیمہ مین جاکر سامان دعوت کا تیار کیا اور انواع و اقسام کھانون کا انبار کیا اور عیارون کو خبر کیواسطے بھیجا کہ دیکھو تو
عمرو آتا ہی یا نہین اور خنجر نگار کو اپنے ساتھ لاتا ہی یا نہین عیار جو لشکر سے باہر نکلے دیکھین تو عمرو چارسو پہلوان گردن کش
اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا ہی کہ جنکی ہیبت سے دیکھنے والون کا ہوش اُڑا جاتا ہی عیار وہین سے اُلٹے پاؤن پھرے اور
ژوبین کو خبر دی کہ عمرو کے ساتھ چارسو پہلوان آتے ہین اور آپ کی ملازمت سے شرف پاتے ہین ژوبین نے خانزادون
سے جاکر کہا کہ عمرو راست گو معلوم ہوتا ہی عیارون سے معلوم ہوا کہ چارسو پہلوانون کو ہمراہ اپنے لیے آتا ہی ان سبکو ہماری
اطاعت کے لیے لاتا ہی بختیارک تو سنتے ہی سُن ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی معاملہ بدڈھب ہی عمرو کا اس جمعیت کے ساتھ
آنا بڑا غضب ہی اسمین عمرو مع سرداران لشکر ژوبین کے خیمہ تک آپہونچا ژوبین استقبال کرکے سردارون کو خیمہ
مین لے آیا ہر شخص کا علیحدہ حال پوچھا اور اُنپر بہت التفات فرمایا اور ہر ایک سے بغلگیر ہو کے شاہزادون سے
ملازمت کروائی کرسیہاے مرصع نگار پر بٹھلایا اور سبسے کمال اخلاق سے پیش آیا اور عمرو کی کرسی اپنے پہلو مین بچھوائی
اور اُسکے حال پر سب کی بہ نسبت زیادہ مہربانی فرمائی بعد گفتگوے دوستانہ ساقیان سیمین وش کو بُلانے کا حکم دیا اور علی العموم
سب صغیر و کبیر کو مجاز کیا کہ جام و صراحی کو گردش مین لائین ہر قسم کی اچھی اچھی شرابین پلائین عادی کرب بولا کہ ای
شاہزادے مثل مشہور ہی کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے کھانا کھلانا چاہیے بعد از تناول طعام شراب پلانا چاہیے کہ شراب بھی لذت
دے اور بیکلی سے ہر شخص فائدہ لے حکم ہوتے ہی سفرچی نے دسترخوان بچھایا اور نفیس و لطیف کھانے روبرو لایا اور بکاول
کھانا چننے لگا عادی کرب ہر قاب کو بکاول سے کہنے لگا کہ دھر رکھ سُنتے سُنتے بکاول ترش ہو کر بولا اور غصے مین آکر
اپنی زبان کو کھولا کہ حضرت اور بھی کسی کے روبرو رکھون یا اکیلا آپ ہی کے آگے چنون عادی کرب بولا کہ پہلے مین سیر
ہو لون پھر جسکے روبرو چاہنا رکھنا خواہ اور ونکو کھلانا یا آپ چکھنا بکاول نے عادی کے آگے قابین رکھنی شروع کین
اور جتنی قابین کھانے کی تھین سب اسی کے آگے رکھدین اور عادی کھانے لگا حتی کہ کسی قسم کا کھانا دسترخوان پر باقی
نہ رہا سب عادی چٹ کر گیا ژوبین جو بیٹھا دیکھتا تھا بولا اور بھی کچھ آئے کہ آپ کو بخوبی سیری ہو جائے عادی نے
کہا کہ الموجود شفا عادی کو فقیر کی دعا ہی فقرا کی خدمت سے یہ کمال حاصل ہوا ہی کہ کتنا ہی کھاؤن سیری نہو کھانے سے ہاتھ اُٹھا دون

ژوبین نے اور دستر خوان منگوائے اور سب عادی کے آگے رکھوائے عادی نے اُن سب کو بھی نوش کیا اور
پانی تک نہ پیا ژوبین نے پھر پوچھا کہ اب آپ سیر ہوئے یا کچھ اور بھی آئے تاکہ آپ خوب کھائیں میرے گھر سے بھوکے
جائیں عادی نے کہا قلیہ اور روٹیاں ہوئیں تو کیا مضائقہ ہی منگوائیے اور بندے کو کھلوائیے فی الفور کئی من
آٹے کی روٹیاں اور قلیہ منگوایا عادی نے اُسکو بھی نوشجان فرمایا ژوبین نے چاہا کہ اور بھی منگوائے اور اُسکے کھانے کا
سب کو تماشا دکھائے کہ بختیارک نے ژوبین سے کہا کہ اے ژوبین بھلا تو اس پہلوان کا پیٹ بھر سکیگا اسکو تو کبھی سیر
کر سکے گا عمرو نے یہی تو ترکیب کی ہی کہ تمام لشکر کا آذوقہ اسکو کھلائے اور تمکو ایک ایک قت کے کھانے کا محتاج بنائے جب
کھانے کو نہ ملے گا تو آپسے آپ لشکر بھوک کے مارے پریشان ہوکر اپنی اپنی راہ لیگا ہر فرنے اُسکو آنکھہ کا اشارہ دکھلایا اور
عادی سے فرمایا کہ اے پہلوان کھانا دیگوں میں چڑھا ہی ہر ایک باورچی کھانا پکا رہا ہی جبتک وہ تیار ہووے تب تک جو کہو
بازار سے کھانا منگوا دیا جائے کہ آپکا پیٹ بھوک کی تکلیف نہ اُٹھائے عادی بولا کہ حضرت ایسا تو میرا پیٹ ابھی نہیں بھوکا ہی
کہ آپکو بازار سے کھانا منگوانے کی تکلیف دوں یہ کہکر ہاتھ دھوئے اور آرام سے جاکر پلنگ پر سو رہے پھر دوبارہ دستر خوان
بچھوا کر سب سرداروں کو کھانا کھلوایا ان سبکے لیے اور کھانا منگوایا جب سب کھا چکے جام مے گلگون کا دور ہوا مجلس کا
دور طور ہوا اور گانے ناچنے والے حاضر آئے مطربوں نے گانے کے لیے ساز ملائے آواز خوش بادہ نوش بادہ کی محفل میں بلند ہوئی
سب حاضرین کی طبیعت خرسند ہوئی بایکدیگر اختلاط کی باتیں ہونے لگیں پیالیاں شراب کی دلوں کی کدورتیں دھونے لگیں
میں ژوبین نے عمرو سے کہا کہ آپکو مہر نگار کے لانے میں کیا تامل ہی اب اس باب میں نامناسب تساہل ہی عمرو بولا کہ
سرداران اسلام کہتے ہیں کہ اسطرح سے شاہزادی کو حوالہ کر دینا خوشنما نہیں ہے تمکو کسی طرح زیبا نہیں آپ بھی اپنے لشکر میں
شادی کی تیاری کریں رسوم عروسی کے جاری کریں اور قلعے میں بھی فوج کی دعوت کرکے باآئین شائستہ شادی کیجائے کہ ہر شخص محفل
نشاط سے مزہ اُٹھائے ژوبین نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہی یہ کلام تمھارا بجا ہی عمرو نے کہا کہ پھر اسکے لیے کچھ خرچ بھی چاہیئے کہ ایسی
تقریب میں زر کا کام ہوتا ہی بے زر کے کب سر انجام ہوتا ہی ژوبین بولا کہ اسکی کیا فکر ہی جو کچھ درکار ہو حاضر و مہیا ہی اور
اس جلسے کا اہتمام اپنی طبیعت کے موافق کیجیے سرداران لشکر اسلام تین شبانہ روز ژوبین کے مہمان رہے بظاہر ممنون احسان
رہے اور عمرو حسب لخواہ ژوبین سے خزانہ اور لشکر لیکر قلعے میں آیا اور حصول زر کثیر کا سکو فرحہ ملنا اور چھ مہینے کے
مائوق قلعے میں غلہ بھر کر ژوبین کے پاس گیا کہ اب آپ اپنے لشکر میں برات کی تیاری کیجیے بکمال مسرت انبساط سے داد
نشاط دیجیے اور میں بھی قلعے میں جاکر تیاری کرتا ہوں ژوبین نے عمرو کو مع سرداران لشکر اسلام رخصت کیا اور اُن
لوگوں کو بھی بہت سا زر نقد اور سامان بیرنہ دیا عمرو نے آگے سے چوگنا قلعہ تیار کیا اور سبکو اپنی کار سازی سے خبردار کیا
ژوبین سات دن تک اپنے بدن میں اُبٹنا ملوایا کیا اور غذائے نفیس اپنے بدن کی تیاری اور رنگت کے لیے کھایا کیا اور
طرح طرح رنگ میں مصروف رہا اور تمام فوج کو مہمان رکھا اور اپنی خاطر کو مہر نگار کے وصل کی امید پر شادمان رکھا جب سات دن

گذر گئے اور عمرو ایک دن بھی ثروبین کے پاس نہ آیا تب یہ پریشان ہوکر گھبرایا بختیارک نے ثروبین سے پوچھا کہ فرمایئے ایک ہفتہ تو ہو چکا اب برات کب لیجایئے گا اور عروسی کا کب مزہ اٹھایئے گا ثروبین نے کھسیانہ ہوکر بختیارک کو گالیان دین اور بہت سی ملامتیں کیں اور عیارون کو عمرو کے پاس بھیجا کہ سات دن تو گذر گئے اب شادی مین کیا تامل ہے یہان تو سبھی کا سامان موجود اور مہیا سب صورت کا تجمل ہے عیارون نے جاکر دیکھا کہ قلعہ بیشتر سے چوگنا تیار ہے اور اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہر سردار ہے عمرو بدستور قلعے بند دروازے پر شامیانے کے نیچے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا اپنے کامون کو انجام دے رہا ہے اور اہل خدمت سے اپنا کام لے رہا ہے عیارون نے دور سے باادب عمرو کو سلام کرکے پیام ثروبین کا ادا کیا جو کچھ اُسنے کہلا بھیجا تھا وہ سب بیان کیا عمرو نے یہ پیام بھیجا کہ اب کچھ جینے تک تجکو اور ہر فرد فرافرز کو کچھ مال نہین جانتا اور تمھاری فوج ولشکر کا مین عب نہین جانتا اگر جمشید بھی سرداب سے اُٹھکر آوے اور میرے مقابلہ کو سر اُٹھائے تو اسا زمین مین گاڑون وہ تو کیا ہے اگر افراسیاب بھی ہو تو اُسے پہلے داؤن مین پچھاڑون عیار اُلٹے پاؤن وہان سے پھرے اور اگر جو کچھ عمرو نے کہا تھا ثروبین سے کہدیا اور عمرو کی کیفیت سے اُسے آگاہ کیا ثروبین کے مارے جوش کے رنگ فق ہوا اس حال کے دریافت کرنے سے اسکو بڑا قلق ہوا ہونٹھ چبانے لگا اور پیچ و تاب کھانے لگا کہ اس عیار نے مجکو بڑی زک دی مجھسے بُری دغا کی بیان سے مدائن تک مجکو رسوا کیا لیکن سوائے چپ رہنے کے چارہ کیا تھا کہ اُس سے عوض لینا اور اُسے سزا دینا دشوار تھا عمرو کا حال سُنیے کہ فصیل بند دروازے پر بیٹھا سیر بین لگائے چار طرف کی سیر کر رہا تھا ناگاہ نگاہ جنگل کی طرف پڑی اسکی نظر اس بیابان سے لڑی دیکھے تو بڑا ہی جنگل ہے تمام بیابانون کے جانورون کا دنگل ہے داراب سے پوچھا کہ اس جنگل مین یقیناً درندے بہت ہونگے اُسنے کہا کہ البتہ فقط شیر چھ سات ہزار سے کم نہو گا اس کثرت سے شیر کسی جنگل مین فراہم نہو گا درندے ہر قسم کے اس سے زیادہ تر ہونگے ایسا جنگل اب تک نظر نہین آیا کہ جسکے ذکر سے دلمین ایک خوف سمایا یہ جنگل سیکڑون منزل تک ہے اسکی وسعت طولانی مین کیا شک ہے عمرو کو عیاری سوجھی فوراً عیارون کو بلا کر حکم دیا کہ اس جنگل سے درخت کاٹکر تین طرف انبار کرو اتنی مشقت صرف اختیار کرو اور ایک راہ نکلنے کی ہر فرز کے لشکر کیطرف رکھوا اور سب طرف کی راہ بند کردو اور اُن کٹے ہوئے درختون مین خوب سا روغن نفط ملک شام کو آگ لگا دو جہان کو ایک نیا تماشا دکھا دو اور مجکو خبر کرو عیارون نے متفق ہوکر اس صحرا کیطرف قدم اُٹھائے اور عمرو کا حکم سب بجا لائے دو پہر رات گذری ہوگی کہ ندیانا آتش بلند ہوکر شعلہ اسکا کرہ نار تک پہونچا بلکہ اُس سے گذر کر چرخ دوار تک پہونچا درندگان صحرائی مثل شیر چیتہ ببر ریچھ تیندوا گینڈا لنگور چرغ رہنا آتش آگ کی حدت سے گھبرائے سب ایک جگہ ہجوم لائے تین سمت گھوم کر چوتھی طرف نکلنے کی راہ پائی وہی ایک راہ اُنھون نے نکلجانے کی پائی غٹ کے غٹ غول کے غول ہر فرز کے لشکر کیطرف دوڑے جو سامنے آیا اُسے کھایا سیکڑون آدمی درندون کا شکار ہوا تمام لشکر آفت ناگہانی سے مجبور و ناچار ہوا فوج ہر فرز کی گھبرا گئی سب پر بدحواسی چھا گئی زرہ کی جگہ زیر جامہ اور زیر جامہ کی جگہ زرہ پہننے لگے گھوڑون کو جو کسنے لگے تو دمچی اور دہانے مین فرق

لیا انکو پریشانی نے گھیر لیا تمام لشکر مین غل ہوگیا کہ عمرو نے شبخون مارا لگی آپسمین تلوار چلنے صبح تک ہزارون آدمی
طعمہ نہنگ شمشیر جانگزا اور ہزارون غذاے درندگان صحرا ہوئے عدم کی طرف راہگرا ہوئے جب صبح ہوئی ہرمز
و فرامرز و ثردمین و بختیارک مع سرداران لشکر کہ اس آفت ناگہانی سے بچے تھے لاشون کے دیکھنے کے واسطے
گئے تاکہ معلوم کرین کہ اپنی فوج کتنی کام آئی اور طرف ثانی کے کتنے سپاہی مارے گئے اور کسقدر شمشیر اجل نے کھائے دیکھین
تو اپنے ہی سپاہیون کی لاشون کے پشتے ہین بالکل اسی طرف کے کشتے ہین خال خال جانوران صحرائی بھی مرے پڑے ہین
یہ بیوقوف آدمیون کے دھوکے جانورون سے لڑے ہین ہرمز و فرامرز و ثردمین و دیگر سرداران کمال متعجب ہوئے کہ کیا ماجرا
ہی بڑا غضب خدا ہی بختیارک نے کہا کہ یہ عمرو کی ادنی سی عیاری ہی جو تم پر یہ چوٹ ماری ہی لات و منات جھوٹ نہ بلوائے اُسنے
جنگلستان مین تین طرف آگ لگا کر اسی جانب کو راہ نکلنے کی رکھی ہی جب شعلہ آتش بلند ہوا سب جنگل کے جانورونکو گزند ہوا
تب درندگان صحرائی جنگل سے نکلکر بھاگے مین ادھر جانب تو راہ بھاگنے کی نہین پائی ہی راہ نکلنے کی انکو نظر آئی لشکر کی طرف آگئے اور
اہل لشکر کو کھا گئے یہ کمک عیارون کو خبر لانے کے واسطے جو بھیجا قول اُسکا درست آیا اُسکے قیاس کو صحیح پایا عمرو کا حال سنیے
کہ اُسنے جو دوربین لگا کر دیکھا ہر طرف کے لشکر کو کمال پریشان و بدحواس و ژولیدہ پایا تب اُسکے دل مین یہ خیال سمایا
عادی کرب سے کہا کہ آج جی چاہتا ہی کہ اس گبر کے لشکر پر شبخون مارون ان مردودون پر ایک نئی بلا اتارون عادی
بولا کہ جو حکم ہوگا بجا لائینگے ہم آپ کی اطاعت سے سربلندی پائینگے عمرو نے کہا کہ تو لندھور کا نام لیکر نعرہ مارنا اور باواز بلند
پکارنا اور جمیع سرداران لشکر کو اپنے منصوبے کی اطلاع دی اپنے مکنون خاطر سے انکو خبر دی سب اپنے کیل کانٹے سے
ہوشیار ہوگئے ہر طرح سے خبردار ہوگئے جب آدھی رات گذری عمرو فوج لیکر قلعے سے باہر آیا اور حریفان خوابیدہ بخت
پر شبخون لایا عادی کرب نے شمشیر کھینچکر نعرہ مارا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بداند منم رستم دوران خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
کہان ہین ہرمز و فرامرز و ثردمین میری ضرب کی چاشنی چکھین یا سر میرے پاؤن پر رکھین اکثر لوگ جو نبردے تھے عادی
کی تلوار کی چمک دیکھکر گھوڑون کے آگے جو گھانس کے گٹھے پڑے تھے آنکھین بند کرکے اُسمین جا چھپے بعضے ڈیرے خیمون مین
آچھپے بعضون نے نعرہ عادی کو رعد سمجھکر کانون مین انگلی دی غرض جسکو جو سوجھی اُسنے اپنی جان بچانے کی تدبیر کی
ہرمز و فرامرز و ثردمین و بختیارک بھی خواب غفلت سے بیدار ہوئے نہایت مضطر و بیقرار ہوئے حیرت زدہ ہوکر آپسمین کہنے
لگے کہ لندھور کدھر سے آیا اُسنے یہان کیونکر گذر پایا بختیارک نے کہا کہ حضور یہ بھی عمرو کا منصوبہ ہی کہ لندھور کا نام
لیکر شبخون مارا اُسکے فریب سے ہمارا تو دل ہارا الحاصل لشکر اسلام نے کفار کے کشتون سے پشتے بنائے ہزارون کافر تیغ کے
جہنم مین پہونچائے چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ عمرو کو عیارون نے خبر دی کہ دو بھائی ثردمین کے جہاندار کابلی و
جہانگیر کابلی معہ دو لکھ سے زیادہ لشکر لیکر حسب الحکم نوشیروان ہرمز و فرامرز کی مدد کو آئے ہین بڑے دھوم دھام
کا لشکر لائے ہین چنانچہ سامنے نگاہ کرکے دیکھیے کہ کسقدر طوفان گرد کا نظر آتا ہی کہ وہم و اندیشہ بھی کثرت غبار سے گذر نہ سکی

راہ نہیں پاتا ہی عمرو نے جو نگاہ کر کے دیکھا تو واقعی گرد کیسی ایک آندھی تیرہ و تاریک چلی آتی ہی کہ نگاہ دوربین اُسکے دیکھنے سے خیرگی پاتی ہی دیکھتے ہی چھکے چھوٹ گئے ششدر و پیچ کرنے لگا کہ بڑا ستم ہوا آج لشکر اسلام کا بچنا نظر نہیں آتا اس لشکر کے ہاتھ سے کسی صورت نجات نہیں پاتا الٰہی مین حمزہ کو کیا جواب دونگا مین اس امر مین اُن سے کیا عذر کرونگا چونکہ عمرو صاحب کرامات تھا کہ جب کوئی عیاری یاد نہ آتی اور اسکی طبیعت اس فکر مین گھبراتی تو اپنے پشت دست پر چالیس مرتبہ درود پڑھکر استدعا اور اک عیاری کرتا اللہ کی درگاہ سے طلب مددگاری کرتا اُسی دم مین سو ساٹھ عیاریان جو کبھی خیال مین نہ گذری ہوتین یاد آتین وہ عیاریان اسکو نظر دکھاتین عمرو نے جو یہی عمل کیا نئی نئی عیاریون نے ذہن مین گذر کیا عمرو کو سابق سے بھی عیار تر کیا فی الفور سفیدہ چہرہ بجا کر پہلوانان لشکر اسلام کو پکارا اور یہ آوازہ مارا کہ اے رستمان زمان قدم معرکہ قتال مین اپنا استوار رکھنا بہادری کا نام برقرار رکھنا آج چاہیے کہ لشکر کفار سے کوئی متنفس جان بر ہونے پائے سارا لشکر سیدھا جہنم کو جائے بہرام گرد خاقان چین با لشکر زیادہ از مور و ملخ تمہاری مدد کو آ پہونچا خوب سمجھو کہ یہ لشکر ظفر پیکر از طرف خدا پہونچا سامنے جو غبار غلیظ نظر آتا ہی اُسی کی فوج کے قدمون کی بدولت ہی لشکر کفار نے جو بہرام خاقان چین کی آمد سنی اور گرد و غبار کی کثرت سامنے سے دیکھی دل چھوٹ گیا خوف و ہراس سے کلیجہ ٹوٹ گیا کہ جو فوج کہ لڑ رہی ہی اُس سے تو عہدہ برا ہو نہیں سکتے اب اس لشکر قہار سے کیونکر مقابلہ کرینگے کیونکہ اول تو یہ لشکر جرار ہی دوسرے کثرت بھی بے شمار ہی سر پہ پانون رکھکر بھاگے کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ تاب مقابلے کی لائے اور اُنکے سامنے آئے سرخیل عیاران نے منادی کرائی کہ یارو صبح قریب ہی نہ گھبراؤ اور اپنے پانون اس معرکہ مین جماؤ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ یہ فوج بہرام کی ہی یہ خبر تمکو کس نے دی ہی شاید تمہاری مدد کے لیے کوئی آیا ہو خدا نے اس لشکر کو بھجوایا ہو مگر اُس دم بوڑھے کلانوت کی کون سنتا ہی کہ وقت نفسی نفسی کا تھا اپنے اپنے حال مین ہر شخص مبتلا تھا جتنا لشکر بقیۃ السیف تھا خستہ بے تہا ہر کیطرح بھاگا کہین دم نہ لیا ذرا بھی قیام نہ کیا ہر فرز و فرامرز و زروبین و بختیارک بھی فوج کے پھیرنے کے بہانے سے اُنکے پیچھے روانہ ہوئے اپنی جان بچائی یہی بابت اُنکے دل مین آئی عمرو نے لشکر کفار کو یہانتک لوٹا کہ ایک پیکا نہ چھوڑا اور جھٹ پٹ مظفر و منصور مع لشکر قلعے مین داخل ہوا سرداران لشکر کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور قلعے کو بیشتر از پیشتر مستحکم کر کے باطمینان تمام سبکو آسایش و آرام کا حکم دیا

آنا جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی زروبین کے بھائیون کا ہر فرز و فرامرز کی مدد کو نوشیروان کے حلقے

محرران خوش فکر کہتے ہین کہ لشکر کفار بدحواس بھاگا چلا جاتا تھا اور کہین قرار نہین پاتا تھا دو تین فرسخ پر ہرکارون نے خبر دی اور اُنکو اطلاع دی کہ جس کو عمرو نے بہرام کا لشکر قرار دیا تھا اور اُسکی مدد پر بھروسا کیا تھا وہ جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی کا لشکر ہی جسکا آج دنیا مین کوئی نہین ہمسر ہی بادشاہ نے فوج کثیر سے شاہزادون کی مدد کے واسطے بھیجا ہی اب ہر طرح سے اطمینان ہی اللہ کا بڑا احسان ہی اتنے مین جہاندار کابلی اور جہانگیر کابلی بھی پہونچے زروبین سے ملکر شاہزادون سے ملاقات کی اور اُنکو بہت سی تشفی دی اور کہنے لگے حیف ہی اتنی دیر آپ سے

توقف نہ کیا گیا کہ ہم آجاتے اور دشمنون پر فتح پاتے بختیارک بولا کہ مین ہر چند سمجھاتا رہا اور منع کرتا رہا مگر کسی نے میرا کہنا نہ مانا مجھکو سراسر احمق جانا مفت مین ہزیمت کی ہزیمت اٹھائی اور اسباب کا اسباب لٹوایا اور خفت بھی پائی جہانگیر کابلی وجہاندار کابلی بولے کہ خیر جو ہونا تھا سو ہوا اب ہم سرسواری قلعہ لیے لیتے ہین اور سب اہل قلعہ کو شکست دیتے ہین یہ کہکر قلعے کی طرف پھرے جب قلعے کی زد پر پہونچے عمرو نے آگ کا مینھ برسانا شروع کیا آتشبازی کے بان اور قارورے لگانا شروع کیا فوج کا تو قدم آگے نہ بڑھ سکا مگر جہاندار وجہانگیر سپرون کی پناہ مین خندق کے پار پہونچکر چاہتے تھے کہ گرز قلعے کے دروازے پر لگائین اور پھاٹک توڑ کر قلعے کے اندر جائین کہ نقابدار نارنجی پوش اپنے چالیس ہزار سوار سے آپہونچا اور اپنے سارے لشکر کو قلعے کے متصل پہونچایا عمرو شادیانے بجانے لگا کہ اب ان گبرونکا سزا دینے والا آپہونچا ان سب کفار سے انتقام لینے والا آپہونچا اس مین نقابدار گھوڑا جھکا کر خندق پر آکے للکارا اور ایک نعرہ ہیبت ناک مار کر خبردار ای کافرو اگر گرز دروازے پر لگایا تو تم سب جانوگے وہ حال کرونگا کہ اپنی صورت نہ پہچانوگے پہلے مجھسے لڑو پیچھے قلعے کیطرف متوجہ ہو دونون بھائی خندق کے پار آئے اور گھوڑون پر سوار ہو کر دو طرف سے دونون نے نقابدار پر حربے اٹھائے نقابدار نے دونون ہاتھون سے دونون کی تلوارین چھین کر کمر بند مین ہاتھ ڈالکے دونون کو اٹھا لیا اور زور رستمانہ انکو دکھا دیا چونکہ اسوقت تک دونون کی زندگی تھی کمر بند ٹوٹ گئے اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئے جب وہ زمین پر گر پڑے انکی فوج گھوڑون کی باگ لیکر اپنے دونون سردارون کو زمین سے اٹھا کر لے بھاگی مصلحت سمجھی انکی جان بچنے کو غنیمت سمجھی نقابدار مع لشکر فوج کفار پر جا گرا اور کشتون کے پشتے باندھنے لگا نزدیک تھا کہ فوج کفار کا اسدم خاتمہ ہووے ایک شخص بھی امان نہ پائے سارا لشکر جہنم مین جائے بختیارک نے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوایا چلا جانا اس میدان سے اسکو مصلحت نظر آیا نقابدار تو جدھر سے آیا تھا مظفر و منصور ادھر کو چلا گیا پھر وہان ٹھہرنا ضرورت نہ دیکھا اور لشکر کفار بچشم گریان و دل بریان اپنے فرودگاہ مین مغموم و محزون پہونچا نہایت خستہ اور بحالت زبون پہونچا قلعے مین عمرو کو نذرین فتح کی گذرین اور سب نے مبارک بادیان دین دوسرے دن بھنداری نے عادی سے اور عادی نے عمرو سے کہا کہ غلہ قلعے مین نہین ہا عمرو بولا کہ اب اگر اور کوئی قلعہ مستحکم میسر آئے تو وہان چلکر قیام کیا جائے داراب بولا کہ یہان سے ایک منزل ایک قلعہ نیستان ہو رشک گلستان ہی اگر ہفت اقلیم کی سپاہ جمع ہو کر چاہے کہ اس قلعے کو لڑکے اپنے قبضے مین لائے خلاف امکان ہی کہ اسپر قابو پائے قفل نیستان اسکے حاکم کو کہتے ہین اس مین سب اسی مقام کے لوگ رہتے ہین عمرو نے سرداران لشکر اسلام اور سرہنگ مصری سے کہا کہ مین قلعہ نیستان کی فکر مین جاتا ہون اور اسکی تسخیر کی کچھ تدبیر لگاتا ہون جس روز تمکو خبر پہونچے کہ قلعہ مین نے لے لیا اور اسپر قبض و دخل کیا اس شب کو چند محافون مین لشکور بند ربیٹھ یے پلنگ باندھکر زوبین کے خیمے کے آگے سے نکلنا اور اس صورت سے اس راہ سے چلنا اور مہر نگار کو اور عورتون سمیت سوار کروا کے قلعے کی پشت پر ویچہ ہو کر ادھر سے روانہ

کرنا مگر کوئی اس بات کو پہچان نہ سکے ایسا بہانہ کرنا اور جسقدر جلد راہ طے ہو سکے کرکے قلعہ نیستان مین پہنچ کو
پہنچانا سب کو لیکر میرے پاس آنا یہ کہکر دو عیار اپنے ساتھ لیکر قلعہ نیستان کی راہ لی اور اسل رادے کی کسی کو اطلاع
نہ کی دو گھڑی دن باقی ہو گا کہ قلعے پر پہونچا دیکھے تو واقعی قلعہ نہایت مستحکم ہے اُس نواح مین ایسا قلعہ کم ہے حصار
کے گرد پھر کر جو دیکھا شاہ دروازہ اور چور دروازونکو بند اور خندق کو پر آب پایا کسی طرح سے قلعے کے اندر جانا
خیال مین نہ آیا حیران ہوا کہ قلعے کے اندر کیونکر جائیے اس قلعے پر کس تدبیر سے قابو پائیے اسی فکر مین وہ رات گذر گئی ناگاہ
پانچ چھ کتون کو خندق سے نکلکر آتے دیکھا قلعے سے باہر جاتے دیکھا عمرو نے پیٹ بھر کر اُنکو نان و کباب کھلایا بھوک
کے مارے نیم جان تھے گویا اُنکو جلایا کتے جو سیر ہوکے اپنے مسکن کیطرف پھرے عمرو بھی اُنکے پیچھے راہی ہوا قلعہ والون کے
حال سے غافل آگاہی ہوا کتے خندق کے پار جا کر سرنگ مین گھسے عمرو بھی سرنگ مین داخل ہو کر قلعے کے اندر پہونچا سوائے
چوکیدارون کے کسیکو جاگتا نہ پایا فی الجملہ اسکو اطمینان حاصل آیا عمرو چوکیدارونکی آنکھ بچا کر زیر قصر قفل نیستانی پہونچا
دبے پاؤن سبکی نظرون سے پنہان پہونچا ایک درخت عالیشان دیوار کے متصل تھا اُسپر چڑھکے سقف بالاخانے پر گیا اور اُسکی
سیڑھیون سے اُتر کر بارہ دری مین پہونچا جا کر دیکھا کہ قفل نیستانی چھپر کھٹ پر بیخبر سو رہا ہے ہر شخص خواب غفلت مین بیخبر
سو رہا ہے اور خدمتگار بھی جا بجا فرش پر پڑے خراٹے لے رہے ہین مگر مومی کافوری بتیان روشن ہین سب روبدیوار ہیں نور افگن ہین
عمرو نے چادر عیاری کو چرخ دیا اور شمعون کو گل کیا ایک فتیلہ عیاری کیواسطے روشن کرکے نے ہفت بند کو جوڑ کر جا بجا استعمال
عبیر بیہوشی اُس مین دیکر قفل نیستانی کے پردہ بینی تک پہونچا کر جو پھونکا عبیر اسکے دماغ مین پہونچا وہ فوراً چھینک مار کے
بیہوش ہو گیا اُسکی تاثیر سے بیخود اور مدہوش ہو گیا عمرو نے اُسکو زنبیل کے سپرد کیا گویا اس جگہ سے غائب کر دیا اور آپ
اُسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر سو رہا جو کام اُسکو کرنا تھا اُس سے فارغ ہو رہا جب صبح ہوئی منھ ہاتھ دھوکر تخت پر کمال
شان و شوکت سے جلوس فرمایا خود اپنے تئین قفل نیستانی بتایا ارکان دولت جو حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ مہرنگار دختر نوشیروان
مجھپر عاشق ہوئی ہے میری ملاقات کے لیے جان و دل سے شائق ہوئی ہے کل اُسنے ایک اشتیاق نامہ مجکو بھیجا تھا سو مین نے
اُسکو طلب کیا ہے اُسکے آنے کا بے تکلف حکم دیا ہے خبردار خبردار جسوقت اُسکی سواری آوے کوئی دربان اُسکو روکنے نپائے
داروغہ شاہ دروازہ قلعے کے دروازے کو بے میرے کہے کھولکر اُسکو ہمراہیون سمیت قلعے مین آنے دے میری ملاقات سے
اُسکو حظ اُٹھانے دے بہتون نے تو قبول کیا مگر بعضون نے عذر کیا اور اُسکو یہ جواب دیا کہ اُسکے ساتھ عمرو عیار ہے وہ بڑا چالاک
اور مکار ہے وہ اسیطرح سے قلعون کو لے لیتا ہے عیاری کرکے لوگون کو زک دیتا ہے عمرو نے سنکر اُنکو قید کیا اور داروغہ شاہ دروازے
کو مکرر تاکید کرکے دروازہ کھولنے اور اُسکے چلے آنے کا بے تامل حکم دیا واضح ہوئے کہ عمرو خود عیارونکو دروازے کے باہر چھوڑ
آیا تھا اور اُنکو یہ سب بھید بتایا تھا اُنھون نے اس حکم کی خبر پا کر معلوم کیا کہ عمرو حاکم قلعہ کا ہوا اور قلعہ اسکے قبضے مین آیا اُسنے
مقصود دیرینہ پایا اور دربان سے کہلا بھیجا کہ خسرو سے عرض کرو کہ دو عیار ملکہ مہرنگار کے پاس سے آئے ہین کچھ اُسکی طرف سے

پیغام لائے ہین عمرو نے اُنکو بُلوایا اور گوشے مین بیٹھکر اُن سے یہ مشورہ درمیان مین لایا کہ تم جاؤ سرہنگ مصری اور سردارون
سے کہنا کہ جسطرح سے مین سمجھا آیا ہون اور جو جو باتین سکھا آیا ہون اُسیطرح آج شبکو اسطرف روانہ ہون اس مین تاخیر نہ کرین
اور کسی طرح سے نہ ڈرین تیز قدمی سے آئین میری کارسازی مشاہدہ فرمائین فضل الٰہی سے قلعے پر مین مسلط ہوا اور سب
اہل قلعہ میرے تابع فرمان ہین سب مشکلین آسان ہین وہ عیار رخصت ہوکر پہرون ہتے رہتے قلعہ گرگستان مین پہونچے
اور عمرو کا حکم سرہنگ مصری اور سردارون کو سُنا دیا اُن سب باتون سے آگاہ کیا وہ لوگ فوراً تیاری مین مصروف
ہوئے سب تردد اُنکے دل سے موقوف ہوئے ڈیڑھ پہر رات گذرے چند محافون مین درندے باندھکر اُس دروازے سے
جدھر ژروبین کا خیمہ ایستادہ تھا ہمراہی چند عیار روانہ کیے اور مہر نگار وغیرہ کو سوار کراکے جس دروازے سے عمرو گیا تھا
لشکر اسلام کے ساتھ نے نکلے محافون کو قلعے سے نکلتے ایک عیار نے جو دیکھا دوڑکر ژروبین کو خبر دی اور مہر نگار کے روانہ
ہونے کی اُسکو اطلاع کی ژروبین خشاش بشاش اپنے خیمے سے باہر آیا اور محافہ جو پُر تکلف اور سب کے آگے تھا اُسکو دوڑکے
پکڑکر پردہ جو اُٹھایا تو اُسمین ایک ریچھ خونین چشم بندھا پایا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل مین بڑا خوف سمایا چیخ مارکر بھاگا
مگر رفیقونکو حکم دیا کہ سارے محافون کی تلاشی لو ان سبکو خوب دیکھو جسنے جس محافے کا پردہ اُٹھایا اُسمین ایک درندہ پایا سب کے
سب محافے چھوڑکر بھاگے اُن سب محافون سے مارے ڈر کے اپنا مُنہ موڑکر بھاگے اُسمین ایک عیار نے ژروبین کو خبر دی کہ قلعے
کا دروازہ کُھلا ہوا ہے کوئی آدمی نظر نہین آتا ہے اُسمین کسی بشر کا نشان نہین پاتا ژروبین نے یہ بات سُنتے ہی گھوڑا طلب کیا
سواری کے تیار ہونے کا حکم دیا اور سوار ہوکر بگ ٹُٹ گھوڑے کو بھگایا اپنے تئین محافے تک پہونچایا مہر نگار کا حال سُنیے
کہ اُثنائے راہ مین محافے سے نکلکر نقاب مُنہ پر ڈالکے گھوڑے پر سوار ہوئی تھی محافے کی سواری سے بیزار ہوئی تھی ژروبین
جو اُسکے متصل پہونچا گھوڑے سے کود کے اُسکے گھوڑے کا تنکا بند پکڑکے خوشامد کرنے اور اپنا عشق جتانے لگا اپنے عشق اور
شیفتگی کا حال سُنانے لگا ہر چند وہ مانع ہوئی لیکن یہ بیحیا کب مانتا تھا اسمین اپنا حصول مقصد جانتا تھا آخر مہر نگار نے دق ہوکے
ایک طمنچہ غلاف سے نکالکر اُسکے سر پر مارا کہ پیشانی دوپارا ہوگئی تب تو وہ نامرد بھاگ کر دور جاکے کھڑا ہوا اُسکو زخم کا صدمہ
بہت بڑا ہوا مہر نگار نے ایک تیر زرہ کمان مین جوڑکر جو لگایا اُس بیہودہ گو کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا ژروبین نے [illegible]
مین خالی دینے کو پھرا کہ تیر کی زد سے بچ جائے اور دوسرا زخم نہ کھائے مگر تیر زرہ کو توڑ زیر جامے مین گھُس گیا تو چلا کر
بھاگا اس عرصے مین لشکر اسلام بھی جا پہونچا مہر نگار کو لیکر خوشی خوشی قلعہ نیستان مین داخل ہوا عمرو کو دشمنون کی طرف
سے ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوا جسنے اسلام قبول کیا اُسنے جان کی امان پائی جسنے انکار کیا اپنی جان گنوائی بارے
ایک دو ساعت مین نیستان مین اہل اسلام کا دخل و بند و بست ہوگیا دشمنان اسلام کا سب حوصلہ پست ہوگیا بعد اسکے عمرو
نے قفل نیستانی کو زنبیل سے نکالا اور اُسکا حال خوب دیکھا بھالا پھر کہا کہ تو خدا ے وحدہ لاشریک کے بارے مین کیا کہتا ہے
مسلمان ہوتا ہے یا اپنے اُسی دین پر قائم رہتا ہے اُسنے دیکھا کہ قلعہ تو جا چکا جان بھی مفت جاتی ہے اور اب ہاتی کی صورت کسطرح

نظر نہین آتی ہی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اللہ کی توفیق اور عمرو کی کوشش سے اُسکے نصیب ایمان ہوا عمرو نے
اُسکو گلے لگا کر کہا بابا تمھارا قلعہ تمکو مبارک رہے مجکو تمھارے قلعے اور ملک سے کچھ سروکار نہین مین ہرگز تمھارے در پے آزار
نہین مین چند روز تمھارا مہمان ہون بعد ازان جہان مقدر لیجائیگا وہان جاؤنگا چونکہ اب مجھسے اور تم سے ایک سابقہ ہوگیا بعد
فراغت کے اپنے امور سے ایک مرتبہ پھر تمھاری ملاقات کو آؤنگا یہ کہکر قلعے کو مثل طاؤسان طناز تیار و آراستہ کرکے بدستور
فیلبند دروازے پر شامیانہ اطلس چینی کا کھینچکر اُسکے نیچے کرسی جواہر نگار بچھاکے بخاطر جمعی تمام مٹھیا اپنی کارسازی سے سرخرو
ہوکر نیک نام مٹھیا ثروبین کا حال سنیے کہ درد زخم سے بیہوش ہوکر اثنائے راہ مین گھوڑے پر سے گر پڑا اور گھوڑے نے جنگل
کی راہ لی اپنے مالک کے ساتھ کچھ وفاداری نہ کی ہر فرد فرامرز بھی قلعے کا خالی ہونا اور ثروبین کے بیجا کرنے کا حال سنکے مع
جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوگئے کہ اگر قابو پائین تو مسلمانون سے انتقام لین اثنائے راہ
مین ثروبین کو زخمی و بیہوش پڑا دیکھکر بہت متاسف ہوئے کہ عمرو نے اُسکے ساتھ کیسی حرکت نامناسب کی اور اُسکو
سخت اذیت دی آخر اُسکو اٹھاکر محافے مین لٹاکے لیگئے کہ اُسکی دوا کرین کہ اُس زخم بیجا کی تکلیف سے نجات پائے اپنی حالت اصلی پر
آئے عیارون سے معلوم ہوا عمرو مع لشکر اسلام قلعہ نیستان مین داخل ہوا چار ناچار قلعے کی زد سے بچکر خیمہ لگائے کہ آتشبازی
کی بلا اُن تک نہ آئے جب عمرو نے دیکھا کہ لشکر کفار فروکش ہوا تب عمرو کے دل مین یہ خیال آیا کہ اب کچھ اور عیاری کیجیے اور انکو
نئی زک دیجیے کسی جراح کی صورت بنکر کسوت جراحی بغل مین دبا ثروبین کے خیمے کیطرف سے نکلا عیارون نے ثروبین کو خبر دی
اُسکو اطلاع دی کہ ایک جراح جاتا ہی وہ اس فن مین بہت کامل نظر آتا ہی اُسنے کہا کہ جلد اُسے لاؤ اس بات مین ہرگز کچھ دیر
نہ لگاؤ عیار عمرو کو بلا لیگئے ثروبین نے اپنے زخمون کو دکھلایا اپنی مصیبت کا سب قصہ سنایا اور کہا کہ اے جراح جسقدر جلد
ممکن ہو مجھکو اچھا کر مین بہت سا انعام تجکو دونگا اور بہت خوش کرونگا عمرو بولا کہ پیشانی کا زخم تو ایسا نہین ہی کہ جلد اچھا
نہو لیکن دوسرا زخم کاری ہی اسکا اچھا کرنا بڑی دستکاری ہی اگر اذیت اپنے اوپر گوارا کرو اور تھوڑی سی تکلیف کے متحمل ہو تو ایک
استادی کرون پانچ پہر مین اچھا کر دون ثروبین نے کہا کہ مجکو اذیت قبول ہی کہ اس رنج سے میری خاطر بہت ملول ہی عمرو بولا
اگر ایسی مرضی ہی تو اپنے آدمیون کو حکم دیجیے کہ ہر چند کسی کو پکارون اور نعرہ پر درد مارون پانچ پہر تک کوئی میرے پاس نہ آئے
میرے شور و غل کو اپنی خاطر مین نہ لائے ثروبین نے اپنے شاگرد پیشہ اور رفقا کو یہی حکم دیا جتنے تھے سب خیمے سے الگ ہوگئے اور خیمے
کے پردے ڈالدیے سب آدمی باہر نکال دیے عمرو نے ثروبین کو چونچا کرکے اوندھا باندھا اور اُس زخم کو اُسترے سے چیر کر اور
بھی گہرا کیا اور ہرتال چونے مین ملاکر بتیون مین لپیٹ کر اُسکے زخم مین وہ بتیان رکھدین اور اوپر سے ہرتال و چونے کا
بھر دیا اُسکو اور بھی مجروح کر دیا ثروبین سوزش کے مارے چلانے لگا اور بڑا شور و غل مچانے لگا باہر کے آدمیون نے جانا کہ جراح
اپنے کام مین مصروف ہی اسوقت مین جانا نہ چاہیے کہ ہمکو پہلے ہی منع کیا ہی اور نہ جانے کا حکم دیا ہی کوئی اُسکا فریادرس
نہوا آخر ثروبین اُس صدمہ سے بیہوش ہوگیا عمرو نے نقد و جنس خیمے سے اٹھاکر زنبیل مین رکھ خیمے کا پائزہ نکال اپنے قلعہ پر

ا اتنا اور زر و مال اُسنے پایا جب بعد پانچ پہر کے لوگ خیمے مین گئے ثروپین کو اس حال خراب مین پایا نہایت کرب اضطراب
ن پایا دیکھکر کمال متاسف ہوے جھٹ پٹ اُسکے ہاتھ پانون میخون سے کھولے حیرت مین آکر خاموش ہورہے کچھ نہ بولے
ر اُسکے زخمون کو دھوکر کافور کے پھاہے لگائے ہر قسم کے مجرب مراہم بنائے دوسرے دن ثروپین کو ہوش آیا اور
صیبت سے کچھ اُسنے افاقہ پایا بختیارک نے سُنکر کہا کہ وہ جراح نہ تھا عمرو تھا کہ اُسنے عیاری سے جراح بنکر ثروپین کا
مال بنایا اُسکے سر پر آفت لایا اسمین خبر پہونچی کہ حکیم مجدک کو بادشاہ نے باخزانہ و تحائف بھیجا ہے عنقریب آیا چاہتا
شاہزادون کی شرف ملازمت پایا چاہتا ہے ہر فرد فراد زبہت خوش ہوئے اور اُسکے استقبال کیواسطے جہانگیر کابلی
جہاندار کابلی کو بھیجا اُنکے ہمراہ بہت سے سرداران جرار کو بھیجا جب یہ خبر عمرو کو پہونچی اُسی دم ثروپین کے عیارون
ن سے ایک کی صورت بنکر آپ بھی روانہ ہوا کہ وہان بھی پہونچکر کچھ کارسازی کیجے اُسنے بھی دغابازی کیے پانچ کوس
قریب گیا ہوگا کہ سواری حکیم مجدک کی دکھائی دی ادھر سے جہانگیر و جہاندار کابلی بھی پہونچے تینون آدمی
سواریون سے اُترکر بغلگیر ہوئے باہم شکر و شیر ہوئے باتین اختلاط کی کرتے ہوئے خیمے کیطرف روان ہوئے آپس کی ملاقات
بہت خرم و شادان ہوئے عمرو نے دیکھا کہ سوائے سواریون کے کچھ بار برداری نظر نہین آتی ہے فقط حکیم ہی کی سواری
تی ہے شاید اسباب پیچھے چلا آتا ہے انکا شاگرد پیشہ اپنے ساتھ لاتا ہے اُسی جا ٹھہر رہا کسی سے کچھ نہ کہا چار گھڑی رات آئی
رگی کہ اونٹ اور چھکڑے خزانہ سے لدے ہوئے پانچسو سوار کی محافظت مین پہونچے ہرگاہ وہ لوگ عمرو کے قریب
ے عمرو اُنکو دیکھکے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمایا پس ایک سوار سے پوچھا کہ افسر تمہارا کون ہے اُسکا کیا
م و نشان ہے کس صورت کا انسان ہے اُسنے کہا کہ وہ کلاہ نمد سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے یہی سب مراتب حفاظت کے
بجا لاتا ہے عمرو نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا کہ مین بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا تمکو جو آنے مین دیر لگی اس سبب سے کمال
نشر تھا شاہزادون نے مجھے بھیجا ہے کہ تو جلد جاکر خزانہ اور اسباب جو آتا ہے براہ محفوظ لے آ ایسا نہو کہ عمرو خبر پاکر دست برد
ے اس سب مال کثیر کو خورد و برد کرے اور تمسب کو ملک الموت کے سپرد کرے اور اگر رات زیادہ ہو جائے تو رات کی
ت اُسی جا مقام کرین صبحکو وہان سے چلین سب لوگ بولے کہ اچھا تو ہے اسوقت یہین مقام کیا جائے سب کو ٹھہرنے کا حکم
جائے کہ تھکے ماندے بھی ہین صبحکو یہان سے روانہ ہونگے یہان کی شب باشی مین کچھ خوف خطر نہین ہے ہر نوع در
دزدان کا ڈر نہین افسر نے اسی مقام پر قیام کیا عمرو نے کہا کہ مین جاکر شاہزادونکو خبر کردون تمہارے حال سے اطلاع دون
سب بولے کہ بہتر ہے آپ تشریف لیجائیے اور یہ سب کیفیت شاہزادون کو سُنائیے عمرو نے چند عیار اپنے جنگل مین لگا رکھے
تھے اُنہین کی صورت تبدیل کر کہارونکی صورت بناکے چند خوان نقل کے شیرہ بیہوشی سے جو بنائے تھے اُنکے سرون پر
رکھواکے آپ نیادل کیصورت بنکے محافظان خزانہ کے پاس آیا اور اُنکو یہ مژدہ سُنایا کہ شاہزادون نے یہ خوان تمہارے
ل کھانے کیواسطے بھیجے ہین کہ اُنکو کھاؤ اور راہ کی بھوک سے ذرا تسکین پاؤ نگاہبانون کے افسر نے سب کو تقسیم کر کے

اپنا حصہ آپ نوش فرمایا کسی طرح کا وسواس اپنے دلمین نہ لایا غرضکہ کوئی ایسا نہ تھا کہ اس نعمت سے محروم رہا ہو جب سب کے
سب اٹیرن ہوئے دارو ے بیہوشی کی تاثیر سے ہوش و حواس ہرن ہوئے عمرو نے تحائف اور خزانہ صندوقون سے
نکالکر زنبیل کے سپرد کیا اور کنکر پتھر مو سے جانورون کی ہڈیان صندوقون مین بھرکر بدستور قفل دیا اور قلعے مین جاکر چین سے
آرام فرمایا اتنا خزانہ اور اسباب بے مشقت و رنج پایا جب صبحکو وہ غفلت زدہ ہوش مین آئے وہان سے روانہ ہوکر دن چڑھے
چڑھتے لشکر مین داخل ہوئے شاہزادونکے لشکر مین شامل ہوئے ہرفرد و فرافرز نے صندوق منگواکر حکیم مجدک سے کنجیان لیکے
قفل کھلوائے اُسمین عجیب و غریب تماشے نظر آئے دیکھین تو کنکر پتھر مرے جانورونکی ہڈیان بھری ہوئی ہین اور بجاے اشرفی اور
جواہرات کے ایسی چیزین واہیات بھری ہوئی ہین بختیارک بولا کہ نفس الامر مین عمرو سا چالاک عیار دنیا مین کم ہوگا چالاکی
اور فریب دینے مین یکتا کون بنی آدم ہوگا تردین کی وہ صورت بنائی لشکر کو وہ خرابی دکھائی شاہزادون نے نگاہبان
خزانے سے پوچھا کہ تمسے اور کسی شخص اجنبی سے رات کو ملاقات ہوئی تھی ایسے آدمی سے کہ بصورت عیار تھا کچھ بات ہوئی تھی
اُن لوگون نے عرض کی کہ اور تو کوئی نظر نہین آیا مگر پہلے جس عیار کو تردین نے رہنمائی کیواسطے بھیجا تھا اُسے البتہ ہمنے
وہان پایا تھا کہ ہمسے راہ کی ماندگی کا عذر کرکے اُسی جا پر قیام کیا اور اُسکی صلاح سے رات کو وہین آرام کیا بعد اسکے ایک پیادہ
حضور سے نقل کے خوان لیکر گیا تھا اُسکے ساتھ کئی کہار خوان بردار تھے وہ سب کے سب صاحب سلیقہ اور ہوشیار تھے بختیارک
بولا کہ پہلے جو عیار ملا تھا وہی عمرو تھا اور بعد اسکے جو پیادہ خوان نقل کے لیکر گیا تھا وہ بھی وہی مکار تھا قید کرنے کا
سزاوار تھا شاہزادون اور سردارون کو بڑا رنج ہوا کہ مفت مین تلف اتنا گنج ہوا لیکن کیا کرین کہ مجبور تھے اُسکے انتقام سے
معذور تھے سوائے اسکے کچھ چارہ دکھائی نہ دیا کہ ایک عریضہ مین یہ سب حال لکھکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا

پناہ لینا عفریت دیو کا طلسم شہرستان زرین مین اپنی مان ملعونہ جادو کی صلاح سے

اب جبتک اس داستان پر پھر آؤن دو کلمے داستان لائی قاف کو حلب سلیمان صاحبقران گیتی ستان امیر ابو
حمزہ کے سناؤن قبل ازین ذکر ہوچکا ہے کہ مقابل اہرمن بد عفریت جو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوا اور نہایت
ذلت سے موا عفریت اسکے سوگ مین بیٹھکر مصروف نالہ و زاری ہوا ایک دریا آنسوؤن کا اُسکی آنکھون سے جاری
شہپال نے صاحبقران کی خاطر کے واسطے ایک ہفتہ محفل جشن گرم کی اور اُسکو سامان بایستہ سے ایسی آراستہ
کہ جو اسکو دیکھے شیفتہ ہو جائے سو جان فریفتہ ہو جائے آٹھوین دن صاحبقران نے شہپال سے کہا کہ قبلہ عالم
نہین ہوتا کہ عفریت کا کیا ارادہ ہے اب وہ کس بات پر آمادہ ہے آیا اسیطرح کان مین تیل ڈالے بیٹھا رہیگا یا لڑائی کا
باب مین کچھ کہیگا بہرحال اگر وہ طبل جنگ نہین بجواتا اور برسر مقابلہ نہین آتا تو حضور ہی بجوائین تاکہ رعب و دبدبہ اسکا
دکھائین مین اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے آیا تھا سو اسکو اسقدر عرصہ ہوگیا خدا جانے کہ میرے متعلقین و متوسلین کا
حال ہوگا انکو میری کیفیت دریافت نہونے اور وعدہ پر نہ پہونچنے سے کس قدر ملال ہوگا ایک تو میرے رنج

ہونگے رات دن مشغول نالہ و بکا ہونگے دوسرے نوشیروان سا بادشاہ برسر عداوت ہے اُس سے مقابلہ کرنیکی کس مین
طاقت ہے شہپال نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ساز و سامان جنگ و جدال کا مہیا کیا حکم ہوتے ہی نوبتیون نے
بارہ سو جوڑی سونے اور بارہ سو جوڑی چاندی کی نکالکر زیرون کو سینگ بھون پر چڑھائے پانی کے دیے چوبین لگانا
شروع کین باجون کی آواز سے پہاڑ دن اور زمین کو ہلانا شروع کیا چونکہ یہ نقارخانہ سلیمانی ہے اسکی آواز تین منزل تک
جاتی ہے اور کسی باجے کی آواز اُسکو کب پاتی ہے عفریت تو نزدیک ہی تھا اُسنے جو آواز طبل جنگ کی سنی اور نفیر شور انگیز
اس ڈھنگ کی سُنی کان اُسکے کھڑے ہوئے حواس پریشان ہوگئے ہمراہی بھی اُسکے ہراسان ہوگئے حواشیون سے اپنے
کہنے لگا کہ ہنوز مین نے اپنے باپ کے ماتم سے فراغت حاصل نہین کی اس الم مفرط سے ابتک دل کو تشفی اور تسکین نہین ملی اور
اُسنے طبل جنگ بجوایا برسر میدان آیا یقیناً یہ آدمی میرا کشندہ ہے بیشک میرا اذیت دہندہ ہے یہ کہکر خوب رویا اور آنسوؤن
سے اپنا منھ دھویا ایک دیو تیز پرواز کو اپنی مان کے بلانے کے واسطے بھیجا وہ ملعونہ کہ نام اُسکا ملعونہ جادو ہے ایک ہی
جادوگرنی ہے سحر ساحری کو لڑکون کا کھیل سمجھتی ہے سُنتے ہی آندھی کے مانند آ پہونچی گویا کہ آسمان سے ایک بلا پہونچی
عفریت اُسکے گلے لپٹ کر خوب زار زار رویا قطرہ ہائے اشک سے موتیون کا ہار پرویا اور احوال صاحبقران کا سب
بیان کیا وہ راز مخفی سب عیان کیا وہ بولی کہ حقیقت مین یہ آدمی جو شہپال کی مدد کو آیا ہے تیری جان کا دشمن ہے بلکہ سب
دیوان سرکش کے خاندان کا دشمن ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ شہرستان زرین مین جو مین نے طلسم بنایا ہے اُسمین چلکر رہو جب یہ
آدمی پردہ دنیا پر جا چکے گا اُسوقت پھر شہپال سے سمجھ لینگے اُسکو اس بے اعتدالی کی سزا دینگے عفریت کو اپنی مان کی
رائے بہت پسند آئی یہ تدبیر اُسکو دل سے بھائی اُسی دم اس ملعونہ کے ساتھ طلسم شہرستان زرین کی راہ لی اور کسی کو
اپنے قصد سے اطلاع نہ کی سب لشکر اُسکا تباہ ہوگیا عفریت کا برباد سارا حشم و جاہ ہوگیا کتنون نے اپنی اپنی راہ لی اور
اکثرون نے باہم یکدگر صلاح کی کہ شہپال ہمارا خداوند قدیم ہے مہربان و با مروت صاحب اخلاق سخی اور کریم ہے چلکر قصور معاف کرائے
اُسکے حضور مین اجازت حاضر ہونے کی لیجئے اور اُس سے جدا رہنے کی بہت سی معذرت کیجئے الآخر جب زنگی شب نے رومی روز سے
شکست کھا کر فرار کو قرار پر ترجیح دی اور آفتاب عالمتاب نے تیغ نور سے تاریکی عالم زائل کی شہپال و صاحبقران تختون پر سوار
ہو کے مع فوج میدان مصاف کی طرف چلے اثنائے راہ مین جنون نے بادشاہ کو خبر دی اور اس امر کی اطلاع کی کہ عفریت
مردود صاحبقران زمان و شاہنشاہ قاف کے خوف سے طبل جنگ کی آواز سُنکر رات ہی کو بھاگ گیا اُسنے ہرگز تاب و طاقت
مقابلے کی نہ پائی اُسکا باپ کیا مارا گیا گویا اُسپر قیامت آئی اور لشکر اُسکا مثل بنات النعش پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ
تباہ ہوا اور چند گروہ داغ انفعال اپنی جبین پر نقش کرکے بامید عفو جرائم پا برہنہ از سر نو اطاعت کیواسطے حاضر آئے اس
درگاہ سلطان پر دست بستہ کھڑے ہوئے کمال انفعال و ندامت سے سر جھکائے ہین بادشاہ اس مژدہ کو سنکر خوش و خرم ہو کے
با صاحبقران بہرے زر و گوہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارم مین داخل ہوا اس خوشخبری سے کہ فوج عفریت کی میری خاص

کے واسطے موجود ہوئی اُسکو کمال سرور حاصل ہوا جہانتک عمائد قاف تھے سبھون نے شہپال کو نذر دی و صاحبقران
پر سے زر و جواہر تصدق کیا کئی دن تک جشن شاہانہ برپا رہا ہر شخص ایسی بزم مسرت افزا سے سب طرح کا فرہ لیتا رہا بعد
اختتام جشن امیر نے شہپال شاہ سے کہا کہ مجکو اب رخصت کیجیے ازراہ عنایت جانیکی اجازت دیجیے میرا بڑا حرج ہوتا ہے
متعلقون کے حال نہ دریافت ہونے سے میرا دل بہت پریشان ہوتا ہے شہپال شاہ نے کہا یا صاحبقران میرا اور آپکا یہ
اقرار ہے کہ عفریت کو مار کر تشریف لیجائینگے اس کام کے فراغت کے بعد آپ جانے کی فرصت پائینگے سو عفریت ابھی مارا نہیں گیا
اگر آپ بے مارے عفریت کے تشریف لیجائینگے اور اُسکو اپنی شمشیر اسلام سے جہنم میں نہ پہونچائینگے بعد آپ کے جانے کے وہ
پھر سر اُٹھائیگا میرے ساتھ بُری طرح پیش آئیگا اور مجکو ضرورت ہوگی کہ آپ کو پھر تکلیف دون اور وہان سے پھر بلاؤن
اس سے یہی بہتر ہے کہ آپ عفریت کو قتل کرکے پردہ دنیا کو تشریف لیجائین کہ ہم سب اسکے شر سے راحت پائین بعد اسکے مین آپکو بہت جلد
پہونچا دونگا اور خوشی سے رخصت کرونگا امیر نے سر نیچے کر لیا بعد ایک ساعت کے شہپال کو یہ جواب دیا کہ بہر حال آپکا فرمانا مجھے
منظور ہے آپ سے انحراف میرا کب مقدور ہے مگر معلوم ہوئے کہ عفریت بھاگ کر کہان گیا ہے کس جگہ جا کر چھپا ہے مین وہین جا کر اُسے
مارون اُسکا سر تن سے اُتارون شہپال نے کہا اُسکا ٹھکانا بے قصر بلور گئے ہوے معلوم نہوگا امیر بولے کہ پھر قصر بلور
چلنے مین دیر کیا ہے بندہ چلنے کو موجود کھڑا ہے شہپال اُسیوقت پیش خیمہ کھچکر دوسرے دن امیر کو لیکر روانہ ہوا جب قصر بلور
مین پہونچا وہانکے رئیسون نے حاضر ہو کر بادشاہ کو نذرین دین اور ہر طرح سے تابعداریان کین اور عرض کی کہ عفریت اپنی مان
ملعونہ جادو کے ساتھ طلسمات شہرستان زرین مین کہ اُسکی مان نے بنایا ہے جا کر پوشیدہ ہوا ہے سب کامون سے
دست کشیدہ ہوا ہے اور اس طلسمات مین بالکل کارخانہ جادو کا ہے وہ مکان ایک ہوکا ہے امیر نے کہا کہ فدوی کو رخصت کیجیے
اور توکلاً علی اللہ اجازت دیجیے اس جہنمی کو اُسکی مان سمیت جہنم واصل کرونگا دونون کو ایک طبقہ دوزخ مین داخل کرونگا اور چونکہ
وہ وہان اکیلا ہے مین بھی وہان اکیلا جاؤنگا اور خدا کے فضل و کرم سے اسپر فتح پاؤنگا بادشاہ نے یہ تقریر امیر کی سنکر عبد الرحمن
کی طرف دیکھا عبد الرحمن نے کہا کہ آپ اپنے دل مین کچھ اندیشہ نہ کیجیے اور انکو بخوشی رخصت کیجیے مین زروے جفر و نجوم
دریافت کر چکا ہون امیر عفریت پر فتحیاب ہونگے جانے کے ساتھ ہی کامیاب ہونگے بادشاہ نے ایک تخت پر امیر کو بٹھلا کر
چار پریزادون تیز پرواز سے کہا کہ صاحبقران کو شہرستان زرین مین لیجاؤ انکو بہت آرام سے وہان پہونچاؤ پریزادوں نے
تخت لیکر اُڑے تین شبانہ روز کے بعد ایک پہاڑ پر اُترے کہ رنگ اُسکا سبز تھا اور اس پہاڑ کو کوہ زہر چہرہ کہتے تھے وہان
نئی قسم کے لوگ رہتے تھے امیر نے پریزادون سے پوچھا کہ شہرستان زرین یہان سے کتنی دور ہوگا اور راستہ اسکا کدھر ہے
تمکو اس حال کی کچھ خبر ہے اُنھون نے کہا کہ چھ کوس کا فاصلہ ہے مگر ایک سخت معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ پھر یہان کیون ٹھہرے
ایک ہی مرتبہ وہان جا کر کیون نہ اُترے یہان تخت کو کیون ٹھہرایا تمھارے دلمین کس امر کا خوف سمایا پریزادون نے کہا
صاحبقران اس پہاڑ کے نیچے سے شہر زرین تک ملعونہ جادو نے جادو کے طلسم بنائے ہین طرح طرح کے نیرنگ اُٹھائے ہین اگر ہم یہان

آگے کو قدم بڑھائیں تو اسی دم جلجائیں اور ملاحظہ فرمائیے کہ وہ جو چمک سی معلوم ہوتی ہے وہی شہر زرین ہے آسمین نے جو دو
جاگزین ہے آخر شب کو صاحبقران نے اسی کوہ پر قیام کیا رات بھر آرام کیا صبحکو نماز سے فراغت کرکے دعا کی اللہ کی
درگاہ مین فتحیابی کی التجا کی اور پریزادون سے کہا کہ تم اسی جگہ توقف کرو اور کسی طرح متردد نہو اور گوش بر آواز رہو
مین شہرستان زرین کی طرف جاتا ہون مگر تمکو ایک بات بتاتا ہون کہ مین تین نعرے کرون گا پہلا نعرہ عند الملاقات
عفریت دوسرا نعرہ ہنگام جنگ تیسرا نعرہ بعد فتح اور اگر تیسرا نعرہ نہ سنو تو جانیو کہ مین عفریت کے ہاتھ سے مارا گیا
میرا سر میرے جسم سے اتار لیا شہپال شاہ کو میری مرگ کی خبر کیجیو اس سب حال کی اطلاع دیجیو یہ کہکر زرہ دامن کو
گردان کرا درعقرب سلیمانی کو ہاتھ مین لیکر آستینون کو رومال کر کوہ پر سے نیچے اترے تاریکی سے قدم آگے نہ بڑھا سکے
بالشت بھر اسطرف کو نہ جاسکے پھر کوہ پر چڑھ گئے وہانسے دیکھا تو عجب ہی روشنی نظر آتی ہے سوچے یہ کیا سبب ہے کہ جب نیچے
جاتا ہون تو غائب ہو جاتی ہے پھر نیچے اترے وہ ہی تاریکی دیکھی اپنا ہاتھ اپنے کو نظر نہ آتا تھا امیر حیران ہوکر پھر کوہ پر چڑھکے
دیکھنے لگے پانچ چھ دفعہ جو کوہ پر چڑھے اترے تاکہ یہ عقدہ لاحل کھلے پریزادون نے جانا کہ صاحبقران ورزش کرتے ہین
امیر سے پوچھا کہ یا صاحبقران پردہ دنیا پر اسی طرح لوگ ورزش کیا کرتے ہین تیاری بدن اور قوت اعضا کیواسطے
جسم کو ایسی ہی مشقت دیا کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ مین ورزش نہین کرتا جب پہاڑ کے نیچے جاتا ہون ایسی تاریکی پاتا ہون کہ
شب یلدا کو اسکے مقابلے مین روز روشن کہا چاہیئے اس مقام پر خاموش ہی رہا چاہیے اور جب پہاڑ کے اوپر آتا ہون تو
پھر روشنی نظر آتی ہے سخت متعجب و متحیر ہون کہ یہ کیا ماجرا ہے عجیب قدرت خدا ہے پریزادون نے بیان کیا کہ ملعونہ جادو مادر
عفریت نے جو طلسم بنایا ہے اور اپنے قلعے سے یہانتک لگایا ہے یہ عجائبات اسکی بدولت ہے جسکے دیکھنے سے تمکو ایک حیرت ہے امیر
نے سنکر فرمایا کہ خیر بہرحال جو ہو سو ہو اب مین اسی تاریکی مین جاتا ہون اللہ کے بھروسے پر قدم بڑھاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے
اترے تھوڑی دور گئے ہونگے آسمان سے ایک آواز آئی کسی نے غیب سے انکو یہ صدا سنائی کہ یا صاحبقران آگے نہ جانا
خبردار قدم نہ اٹھانا مجکو آلینے دو اتنا صبر کرو امیر ٹھہر گئے دیکھین تو سلاسل پریزاد ہے وہی مرد نیک نہاد ہے اسنے سلام
کرکے ایک لوح زمرد کی کہ اس پر اسماء الہی لکھے ہوئے تھے دی اور یہ عرض کی کہ عبدالرحمن نے یہ لوح دی ہے اور کہا ہے کہ
بے اسکے دیکھے کوئی کام نہ کرنا اسکے طریقے سے ہرگز نہ گذرنا نہین تو بڑی خطا پاؤ گے بہت مصیبت اٹھاؤ گے سلاسل پریزاد جو
دیکر رخصت ہوا جدھر سے آیا تھا ادھر چلا گیا امیر نے جو اس لوح کو دیکھا بعد بسم اللہ کے یہ لکھا پایا کہ اے شکنندہ طلسم خداے عز و جل
نے تجھپر بڑا اپنا فضل کیا کہ یہ لوح تیرے ہاتھ آئی تو نے کلید فتح و ظفر پائی حاشیہ پر اسکے جو اسم لکھا ہوا ہے اسے پڑھکر فلک کی طرف دم
کرتا یہ ظلمت دور ہو وے سب تاریکی مستور ہو وے اور یہ راہ پر نور ہو وے صاحبقران نے اس اسم کو پڑھکر آسمان کی طرف
دم کیا بالکل تیرگی زائل ہوئی انکی امید دلی حاصل ہوئی امیر نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس لوح کو اپنے ساتھ لیے آگے کو روانہ ہوئے
جب قلعے کے متصل پہونچے دیکھین تو ایک اژدہا نیچے کا جبڑا زمین پر اور اوپر کا جبڑا دروازے کی چھت سے لگائے ہوئے بیٹھا ہے گویا

در دروازہ قلعے کو کھلے ہوے دیکھا ہی امیر متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ ناگاہ اُس اژدہے نے آواز دی کہ اے شکنندۂ طلسم میرے منہ مین آ
ہرگز کچھ اندیشہ اور وسوسہ اپنی خاطر مین نہ لا صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بے وسواس یہ اسم اپنے اوپر دم کرکے اسکے
منہ مین کود پڑنا اور اس اژدہے سے ہرگز نہ ڈرنا یہ فقط ڈرانے کا دعوکا اور فریب ہی نہ اژدہا ہی نہ آسیب ہی صاحبقران کا
اُسکے منہ مین کودنا تھا کہ آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کمال شور و غوغا ہوا گویا ہنگامۂ قیامت برپا ہوا بعد ایک ساعت کے
امیر نے آنکھین کھولین اژدہا یا قلعہ کچھ بھی نظر نہ آیا ایک باغ رشک ارم شگفتہ پایا کہ جس مین ہر موسم کے پھول کھلے تھے پھولون
کے درخت نہایت آراستہ و پیراستہ کمال خوبی سے آپس مین ملے تھے اور بے رُت کا میوہ درختون مین لگا ہوا تھا ہر ایک شجر
میوے سے لدا ہوا تھا جانور جواہر کے درختون پر بیٹھے چہچہا رہے تھے اپنی خوش آوازی کا ایک سماں کھینچ رہے تھے امیر ایک
نہر پر بیٹھکر سیر کرنے لگے کہ دفعتہً اُس باغ کی بارہ دری سے ایک آواز حزین سنائی دی مگر کوئی صورت نہ دکھائی دی کہ
یف ہی کوئی ایسا خدا کا بندہ نہین کہ مجکو اس قید مصیبت سے چھڑائے اور اسکا اجر خیر خدا کی درگاہ سے پائے امیر یہ صدا سنکر
بارہ دری مین گئے دیکھین تو ایک معشوقہ خردسال صاحب جمال مقید ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہاتھ پانون مین بجائے زیور طو
ی زنجیر ہی اس قید شدید سے نہایت مغموم اور دلگیر ہی امیر کو اسکے حال پر رحم آیا اسکی صورت پاکیزہ دیکھکر بہت افسوس
ما یا بکمال دردمندی اُس سے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہی اور کسنے تجکو یہان قید کیا ہی کس صیاد بے رحم نے تجھسے غزال کو
ام بلا مین صید کیا ہی وہ بولی کہ پہلے آپ اپنا نام و نشان بتایئے اپنے حال سے آگاہ فرمایئے کہ آپ کون ہین اور کہان سے
ئے ہین اور اس طلسمات مین کیونکر تشریف لائے ہین امیر نے فرمایا کہ مین زلال قاف کوچک سلیمان صاحبقران
یتی ستان کشندۂ عفریت مکار ہون خدا کا بندہ رسول مقبول کی اُمت حق پرست دیندار ہون اُسنے کہا کہ مین حسن پری
لیم کوہی کی بیٹی ہون اپنی کیفیت مصیبت کی آپسے کیا کہون عفریت نے مجھپر عاشق ہوکر میرے باپ سے درخواست شادی
کی اُسنے جو انکار کیا عفریت فوج لیکر چڑھ آیا جب باپ میرا اُس سے لڑائی مین تاب نہ لایا تو مجھسے آنکر اپنے مغلوب ہونے کا حال
نایا مین نے کہا کہ تم میری شادی اُس سے کردو اور اس مین کچھ تامل تردد نکرو مین اُسکو غافل کرکے قید کرونگی خوب ہی
ہو کا دونگی پھر تم اُسکو شہپال شاہ کے پاس بھیجنا وہ بہت تجسے رضامند ہوگا اپنے دشمن کے مقہور ہونے سے بہت
پسند ہوگا یقین ہی کہ تمکو اور سرفراز کریگا کوئی بڑا منصب دیگا تب میرے باپ نے میری شادی عفریت کے ساتھ کردی
نے کثرت سے جو شراب پی شراب نے دارو بیہوشی کا کام کیا کہ وہ ازخود رفتہ ہوگیا بدمست اور بیہوش ہونے کی تاثیر سے
ہوش ہو گیا مین نے اُسیوقت اُسکے ہاتھ پانون باندھے کہ اُسکو مقید کرکے شہپال کے پاس بھیجدون اس خدمت سے اُسکا
ل خوش کرون یہ حال کسی نے اُسکی مان ملعونہ جادو کو سنا دیا اُسنے آنکر اُسکو قید سے رہا کیا اور مجکو یہان قید کرکے
لی گئی بس جبسے مین یہان قید ہون یہ زندگانی موت سے بدتر ہی ایسے جینے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہی اب اگر آپ مجکو قید
رہا کرین اور اس مصیبت سے چھڑا دین تو مین عفریت تک آپکو بآسانی پہونچا دون اور تمکو تمام عمر دعا دون

صاحبقران

صاحبقران نے اُسے قید سے مخلصی بخشی گویا دوبارہ زندگی بخشی وہ صاحبقران کو اپنے ساتھ ایک وسیع باغ مین
لیگئی اور عفریت کا مکان دکھایا اُسکے رہنے کا سب پتا بتایا صاحبقران نے دیکھا کہ وہان بارہ سو دیو حربہ لیے ہوے تیار
ہین حفاظت کے لیے ہوشیار ہین یکبارگی سوسن پری امیر کے سامنے زمین پر گر کے اسم پڑھکے فلک پر ہوا ہوئی امیر کا اتنا
بڑا احسان فراموش کیا اور پیدا ہوئی جب یہ سنے بہت بلندی پر پرواز کی تب زور سے اُن دیوون کو یہ آواز دی کہ ای دیو
بیٹھے کیا ہو کشندہ عفریت خراب کنندہ طلسمات تمہارے سامنے کھڑا ہوا ہی جسطرح جانو اسے مارو صاحبقران اسکی
رہائی دینے سے کمال نادم و متغیر ہوئے اُس بیوفا کی اس حرکت سے بہت پریشان اور متحیر ہوے دیو دون نے چارطرف سے
امیر کو گھیر کر اپنے اپنے حربے سنبھالے انکے قتل کے لیے ہتھیار نکالے امیر نے عقرب سلیمانی کو میان سے نکال جس دیو کے ایک ہاتھ
لگایا اسکو دو ٹکڑے کر کے جہنم مین پہونچایا مگر جتنے قطرے خون کے اسکے بدن سے گرے وہ سب دیو ہو گئے امیر کا ہاتھ اور بازو
مارتے مارتے شل ہو گیا کثرت ضرب سے بالکل ہاتھون مین زور نہ رہا تب انکو لوح یاد آئی اسکے حرفون پر نظر جم گئی دیکھین تو
لکھا ہی کہ ای شکنندہ طلسم سوسن جادو کو قید سے نہ چھڑانا اسکے فریب مین نہ آنا وہ بڑی مکارہ ہی وہ تجھسے دغا کریگی برا
دھوکا دیگی اور اگر ایسا نا تجھسے نادانی ہوجائے اور وہ قید سے رہائی پائے تو جسوقت وہ قندیل فلک ہووے اور دیو تجھسے
لڑنا شروع کرین اس اسم کو تیر کے پیکان پر دم کر کے اُسکو مارنا کہ وہ بلا دفع ہو جائیگی پھر نظر نہ آئیگی امیر نے حکم لوح پر عمل کیا دفعۃً
واحدۃً ایک شور و غل پیدا ہوا کہ ہان لینا جانے نہ پائے کشندہ عفریت طلسم مین آن پہونچا ہی جلد اپنی جان سے مارا جائے
بعد اس شور و غل کے امیر نے جو دیکھا تو نہ سوسن پری ہی اور نہ کوئی دیو ہی نہ وہ شور ہی نہ غریو ہی باغ کی دیوار کے پاس
سے آواز پر بیدادون کی آتی ہی قاف کے لوگون کی سی آواز سنی جاتی ہی امیر نے اسطرف جا کر دیکھا ایک باغ ہی خوب
سجا سجایا بارہ دری ہی اُسمین ایک رشک ماہ چاردہ کم سن مقید ہی اور ایک شخص پیر مرد شاہان قاف کی وضع اُسکے برابر بیٹھا ہی
نہایت غمناک جھکائے سر بیٹھا ہی اور قریب چار سو جن پیر زادوکے اور بھی پابزنجیر ہین اور یہ سب قیدی بے تقصیر ہین صاحبقران
کو دیکھکر اُس معشوقہ نے کہا کہ ای صاحبقران خدا کیواسطے ہمکو اس قید سے نجات دے بڑا ثواب لے صاحبقران نے اسکو
بھی پہلا سا معاملہ گمان کیا کہ شاید یہ بھی اُسکی طرح سے دغابازی کرے مجھسے جعلسازی کرے اور سچ یہ ہی کہ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک
پھونک کر پیتا ہی تلوار کھینچکر اسیر دوڑے کہ اسکو ضرور قتل کیجیے اور ہرگز اسکو رہائی نہ دیجیے پیر مرد بزار نالی کہنے لگا کہ ای
عزیز ہم مرے ہوون کو کیا مارتا ہی ذرا خدا سے ڈر اور ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم کر پہلے ہمارا احوال سن لے پھر جو جی
چاہے سو کیجیو چاہے قتل کریو چاہے نجات دیجیو میرا نام جمشید شاہ سبزپوش ہی شہپال کا بڑا بھائی ہون اور یہ میری
بیٹی ہی ریحان پری اسکا نام ہی قاف ہم سب کا مقام ہی جب عفریت نے شہپال کو شکست دی مجھسے سوال کیا کہ اپنی
بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر اور میری اطاعت قبول کر میرے قہر سے ڈر جب مین نے نہ مانا مجھے شکست دے کر مع
ریحان پری اور چار سو رفیق یہان لاکر قید کیا یہ باغ ہی مُنّے بیٹے کو دیا اب تجکو اختیار ہی مار یا جلا جو تیرے جی مین آئے

اُسپر عمل فرما صاحبقران نے لوح کو جو دیکھا اُسکا کلام لوح کے مطابق پایا تب تو امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا اُسی دم سب کو
قید سے رہا کر کے رخصت کیا اور اُنسے کہدیا کہ شہپال سے بعد سلام میری طرف سے کہدینا کہ مین نے اس سفر مین بہت رنج بلکے
بڑے بڑے صدمے اُٹھائے اب یہانتک تو بفضلہ تعالی پہونچا ہون خدا چاہتا ہی تو عفریت کو بھی مار کر کامیاب ہوتا ہون پھر
خدمت عالی سے شرف یاب ہوتا ہون میرے حق مین فتحیابی کی دعا کیجیے تشویش و تردد کو اپنے دلمین راہ ندیجیے گا لکھا ہی کہ ہرگاہ
جنید سبز پوش امیر سے رخصت ہوا اپنی رہائی سے ہمدوش مسرت ہوا امیر وہان سے آگے کو چلے ایک مکان عالیشان
نظر آیا اُسکو بھی اُنھون نے بہت پر تکلف پایا صحن اُسکا پر آب دکھائی دیا اس بات سے بھی امیر نے تعجب کیا پھر ناگاہ
صحن مین دیکھا کہ ایک صندوق سر کشادہ رکھا ہوا ہی امیر نے پانون بڑھایا کہ اُسمین پانی کتنا ہی قدم کے رکھنے سے معلوم
ہوا کہ پانی نہین ہی تختہ بلور ہی واہ ری صفائی کہ پانی سے شفاف و پر نور ہی امیر نے اپنے دل مین کہا کہ اس صندوق کو
بھی دیکھا چاہیے کہ اُسمین کیا ہی یقین ہی کہ اسمین بھی کچھ جادو یا طلسم کا تماشا ہی جو ہین صندوق کے دیکھنے کو جھکے اسمین
ایک دیو چت لیٹا ہوا تھا دونون ہاتھ امیر کے گلے مین ڈالکر لپٹنے لگا امیر کو بڑے زور سے چمٹنے لگا امیر نے ایک ہاتھ
سے صندوق کا کنارہ پکڑا اور سنگر جا کر دوسرے ہاتھ سے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ رندہ طلسمات خبردار خبردار اس
صندوق کے اندر نہ جانا اس آفت سے اپنے کو بچانا اگر گیا تو جیتے جی اس طلسم سے رہائی نہ پائیگا اسی مین مرکر رہ جائیگا
اس دیو کے سینے مین مثل رسن گندہ ایک بال ہی وہ رسی نہین ایک جنجال ہی اُسمین ایک لوح بندھی ہی اس لوح کو مع
بال اُسکے سینے سے توڑ لے کہ اس دیو کے صدمے سے تو نجات پائے اور تیرا مقصود تیرے ہاتھ آئے پھر لوح اولین پر
اسم اعظم دم کر کے اُسکے سر پہ مار قدرت خدا کا تماشا نظر آئیگا سب آفتون سے خدا کے فضل و کرم سے نجات پائے گا امیر نے
لوح کو مع بال دیو کی چھاتی سے جدا کیا اُسکے ٹوٹنے پر شکر خدا کیا پھر لوح اولین کو اسم اعظم پڑھ کے اُس دیو کے سر پہ
مارا اُس دیو دفعۃً جہنم کو سدھارا لوح لگتے ہی ایک شعلۂ جوالہ اُسکے سر سے نکلا اور وہ صندوق دھڑ دھڑ جلنے لگا
ایک لو کا آگ کا نکلنے لگا ایک شور بگیر و بکش کا بلند ہوا کہ شور و غل اُسکا آسمان تک پہونچا نواح کوہستان تک پہونچا
کہ ہان کشندۂ زراق جادو جانے نپائے جس طرح سے ہو جلد مارا جائے جب وہ شور موقوف ہوا امیر نے دیکھا تو نہ وہ
تختہ بلور کا ہی نہ دیو اور نہ کوئی مکان ہی فقط ایک لق و دق میدان ہی اُسمین ایک لہو سے لبریز تالاب ہی اور تالاب
کے بیچ مین ایک چرخ استادہ ہی لہو اُسمین سے ہو کر ایک نالے مین جاتا ہی مگر اُسکا حال مفصل کچھ خیال مین نہین آتا ہی کہ کیا
طلسم ہی اس جادو کی کیا قسم ہی امیر اُسے دیکھکر متعجب ہوئے اور آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ ایک باغ نظر آیا وہان بھی
ایک شعبدہ نیا پایا دروازے پر ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا گویا اُسکی حفاظت پہ اڑا ہوا تھا امیر نے چند بار اُس سے پوچھا کہ تو
کون ہی حال اپنا ظاہر کر اپنی حقیقت سے مجھے ماہر کر مگر اُس لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز امیر سے کچھ کلام نہ کیا جب امیر
اُس باغ مین گئے اُس لڑکے نے پکار کر کہا کہ اے دیو خبردار ہو جا شکنندہ طلسم باغ مین داخل ہوا یہ سب کرشمہ

تمھارا باطل ہوا امیر نے پھر کر ایک تلوار ایسی ماری کہ سر اُسکا بھٹا سا اچھل قدم پر جا پڑا ہر گاہ امیر نے آگے کو قدم بڑھایا تو کیا تماشا نظر آیا سر اُسکا جست کر کے اُسکے دھڑ مین جا لگا اور وہ جی اُٹھا گویا آب حیات پی اُٹھا امیر نے متحیر ہو کر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم خبردار خبردار دربان جادو کو نہ مارنا کہ وہ قیامت تک بھی نہ مریگا اُسپر کوئی حربہ اثر نہ کریگا اگر یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اُسکی چھاتی پر ماریگا تو وہ البتہ اس اسم کی تاثیر سے مر جائیگا پھر حیات دوبارہ نہ پائیگا اور مبارک ہو تجکو کہ تو عفریت تک آن پہونچا اُسکے قریب مکان پہونچا امیر نے جو اسم اعظم دم کر کے اُسکی چھاتی پر تیر مارا ایک آندھی تیرہ و تار ریگ آئی ایک اندھیری تمام عالم پر چھائی اور صاعقہ و برق ہر طرف سے گرنے لگے شرارے بجلی کے چارون طرف پھرنے لگے رعد سے زیادہ تر شور و غل ہونے لگا وحوش و طیور کے ہوش کھونے لگا امیر لوح کو آنکھون پر رکھ کے بیٹھ گئے کہ ایسا نہو کچھ آنکھون پر صدمہ آئے بصارت بالکل زائل ہو جائے بعد موقوف ہونے شور و غل و دفع ہونے آندھی کے دیکھین تو کوسون تک لالہ زار ہے جدھر دیکھتے ہین اُدھر گل و ریحان کی بہار ہے اور تختہ تختہ ہزار گلہ کھلا ہوا ہے کہ جسکا تکلف تعمیر اور خوبی آراستگی انداز بیان ہے اُسکی تعریف مین عاجز زبان ہے اُس مین چند پریزادین ساز ملائے ہوئے گا بجا رہی ہین آپس کی صحبت سے ہزارون طرح کا مزہ اُٹھا رہی ہین امیر جو قریب اُس بنگلے کے گئے اور اُن پریزادون کی نظر پڑی ایک پریزاد جام شراب لیکر دوڑی کہ ای صاحبقران تم بہت تھکے ماندے ہو لو اسکو پیو کہ کلفت دور ہو تمھاری طبیعت کو اُسکے پینے سے سرور ہوا اور دو چار گھڑی بیٹھ کے ہم لوگون کا گانا بجانا سنو کہ دل کو راحت ملے سب کو فت سفر کی دور ہو اور کمال فرحت ملے امیر نے لوح کو دیکھکر جام شراب اُسکے ہاتھ سے لیکے اسم اعظم پڑھکر اُسکے سر پر ڈالدیا جس طرح کہ لوح مین لکھا ہوا تھا اُسپر عمل کیا فوراً اُسکے بدن سے آگ کا شعلہ نکلا اور بات کی بات مین جل گئی سارا جسم اور سب ہڈی پسلی ایکدم مین موم کی طرح پگھل گئی ایک شور و غل برپا ہوا کہ شکنندۂ طلسم نے اسرار جادو کو بھی مار کے بیجان کیا سب اُسکے ساتھ والونکو پریشان کیا بعد ایک ساعت کے امیر جو دیکھین تو لب دریا ایک پہاڑ ہے کہ جسکی بلندی قیاس سے افزون ہے اُسکے سامنے ایک چھوٹا سا ٹیلہ کوہ بے ستون ہے اُسکے غار سے نوبت کی صدا آتی ہے اُسکی خوش آوازی نہایت دل کو بھاتی ہے امیر اُس غار کے اندر گئے دیکھا کہ عفریت بیخبر پڑا سوتا ہے اور اُسکے خراٹون سے آواز مثل صدا نوبت دور دور جاتی ہے دیکھنے والون کی جان جسم سے کمال دہشت کھاتی ہے صاحبقران نے دل مین کہا کہ سوتے کو مارنا کمال نامردی ہے بڑی بیدردی ہے خنجر رستم کمر سے نکالکر اُسکے دو ہے اُسکے پانون مین مارا کہ قبضہ تک گھس گیا عفریت نے پانون دے مار کے کہا کہ مچھرون نے ستایا ہے یہ کہان سے مچھرون کا لشکر آیا ہے کہ نیند بھر کے سونے نہین دیتے کاٹنے سے ایک دم دم نہین لیتے صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ سبحان اللہ ایسی ضرب کو یہ مردک مچھر سمجھتا ہے تو اور حربے کا اسپر کیا اثر ہوگا یہ کمبخت کا ہے کو خبر ہوگا امیر نے دونون ہفتے اُسکے گانٹھکر دونون ہے اسکو دبا کے ایک نعرہ کیا کہ

اس زور سے کیا کہ تمام کوہ و صحرا کو بھونچال مین کر دیا عفریت گھبرا کر اُٹھا اُس نعرہ کی ہیبت سے چکر کھاکے نیند کے خمار مین سمجھا کہ زمین پھٹ گئی یا آسمان زمین پر گر پڑا آنکھین ملکر جو دیکھا تو زلازل قاف کی صورت نظر آئی تب تو اُسپر ایک بدحواسی چھائی بید سا کانپنے اور کہنے لگا کہ ای آدم زاد مین جانتا ہون اور اسبات کو بخوبی پہچانتا ہون کہ تو میرا ملک الموت ہی میری جان تیرے ہاتھ سے جائیگی اسلیے مین یہان آکر چھپا تھا کہ شاید اس گوشے مین چھپکر تیرے ہاتھ سے بچ جاؤن یہان رہ کے امان پاؤن مگر تو یہان بھی آیا اور مجھپر تونے قابو پایا بہرحال اب مرون یا جیون مگر تجکو بھی جیتا نہ چھوڑونگا تیرے مقابلے سے مُنھ نہ موڑونگا یہ کہکر وہ خبیث ایک سنگ چند آسیا سنگ جڑے ہوے تھے امیر پر لگایا اپنا زور عفریتی امیر کو دکھایا امیر نے عقرب سلیمانی پر اُسکو روک کے دو ٹکڑے کیا پھر امیر نے دم نہ لیا اور ایک ہاتھ عفریت کی کمر مین لگایا اور اُسکو نیچے لایا عفریت دو ٹکڑے تو ہو گیا لیکن ایک تسمہ لگا رہا کہ اسکا دم اسکے

مارا جانا عفریت شاہ دیوان کا صاحبقران کے ہاتھ سے اور باقی تسمہ جُدا کرنے سے سیکڑون عفریت بنکر صاحبقران کے مقابلہ مین آنا



تن لب مین پھنسا رہا عفریت نے کہا کہ اب تو آدم زاد تونے مجکو مارا ایک ہاتھ اور لگا کہ یہ تسمہ جو لگا ہی جدا ہو جائے میری روح کالبد سے نکلکر اس سختی و کرب سے رہائی پائے صاحبقران نے ایک ہاتھ اور لگایا اُسکے کہنے کو بجا لایا تسمہ جدا ہونا تھا کہ دو ٹکڑے فلک پر اُڑ گئے اور وہان سے اور دو عفریت ہو کر صاحبقران کے سامنے آگرے غرضکہ دو پہر کے عرصے مین ہزارون عفریت پیدا ہوئے طرح طرح کے دیو مثل پہاڑ کے ہویدا ہوئے صاحبقران کمال پریشان ہوئے اس ماجرے کو دیکھ بہت حیران ہوئے کہ یا الٰہی مین جسکو مارتا ہون ایک کا دو بنکر سامنے آتا ہی اپنا زور و قوت دکھاتا ہی اس مین داہنی طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر نے خدا کیطرف سے مدد پائی صاحبقران نے پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہین وہ نبی فرخندہ فرجام ہین صاحبقران نے جواب سلام دیکر استغاثہ کیا اور اُنکے قدم کو بوسہ دیکر کہا کہ یا حضرت مارتے مارتے میرے دونون بازو شل ہو گئے لیکن عجیب ماجرا ہی کہ عقل حیران ہی طبیعت سخت پریشان ہی

کہ جسکو مارتا ہون ایک کا دو ہوکر مقابلہ کو آتا ہی ایک بھی اُن مین سے زخم کھاکر جہنم کو نہین جاتا ہی حضرت خضرؑ نے فرمایا
کہ ای **صاحبقران** یہ محنت شاقہ تونے اپنے ہاتھ مول لی اور ہر کام مین بے پروائی کی نہین تو ایسا نہوتا تو اپنی
اوقات مفت نہ کھوتا تو جانتا ہی کہ یہ طلسم ہی سب شعبدون مین یہ اعلیٰ قسم ہی بے دیکھے لوح کے جو جی چاہتا ہی سو
کر گذرتا ہی اور طلسمات اور جادو کے کارخانہ سے نہین ڈرتا ہی اب ایک کام کر کہ یہ اسم جو تجکو بتاتا ہون اور اُسکا
طریقہ جو تجھے سکھاتا ہون تیر پر دم کرکے ان دیوون مین جسکی پیشانی پر ایک خال عقیق سا چمک رہا ہی اور اُسکا چہرہ یاقوت کیطرح
دمک رہا ہی اُسپر مار یہ بلا دفع ہو جائیگی تیری جان ان دیوونکی کرشمہ سازی سے خلاصی پائیگی **صاحبقران** نے ارشاد حضرت
خضر پر عمل کیا اُس اسم مبارک ور تیر سے وہی کام لیا دیکھا کہ کوئی دیو نہین ہی وہی **عفریت** دو ٹکڑے ہوا پڑا ہی تمام میدان
خالی نہ دیو ہی نہ بلا ہے مگر **عفریت** کی گردن دھڑ پر نہین ہے جب **صاحبقران** کو تنہا دھڑ نظر آیا اور سر کا کچھ
پتا اُنھون نے نہ پایا حضرت خضر نے فرمایا کہ ای **صاحبقران** ان دیوون کے پیدا ہونے کا سبب سمجھے یا نہین **صاحبقران**
نے کہا کہ خدا جانے یا آپ کہ پیغمبر ہین سب گم گشتگان راہ گمراہی کے رہبر ہین حضرت خضر نے فرمایا کہ **عفریت** کی ماں اسی
غار مین **عفریت** کا سر لیے بیٹھی ہی وہ مکارہ یہ جادو کیے بیٹھی ہی کہ دھڑ سے جو ٹپکتا ہی اُسکے خون مین بو کر سحر دم کرکے آسمان پر
پھینکتی ہی اُسکا ایک **عفریت** دو بنکر تیرے مقابلہ کو آتا ہی تجکو اس جادو کے زور سے یہ شعبدے دکھاتا ہی اب غار مین چلکر
اُسکو بھی مار ناپاک سر کو اُسکے جسم سے اُتار کہ طلسم فتح ہو جائے **صاحبقران** حضرت خضر کے ساتھ غار کے اندر گئے دونون
شخص متفق ہوکر برابر گئے ملعونہ جادو نے جو حضرت خضر کو **صاحبقران** کے ساتھ دیکھا طیش کھاکر بولی یون اپنی زبان کھولی
کہ ای پیر مرد معلوم ہوا کہ یہ سب تیرا فساد ہی ہم لوگونکی خرابی و بربادی تیری مراد ہی تو ہی نے اس آدم زاد کے ہاتھون میرے
بیٹے کو مروا ڈالا تونے اپنے دل کا کینہ نکالا بہرحال مین تجکو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اس انتقام لینے سے مُنھ نہ موڑونگی یہ کہکر
جادو کرنے لگی حضرت خضر نے ایک افسون دم کرکے اُس ملعونہ کے سر پر پھونکا آناً فاناً مین جہنم واصل ہوئی سب مردون مین

آنا خواجہ خضر علیہ السلام کا صاحبقران کے پاس اور اُنکی ہدایت سے توڑنا طلسم کا اور مارا جانا مادر عفریت شاہ دیوان کا بافسون خضر کے اور ٹوٹنا طلسم کا



شامل ہوئی اور آثار طلسم کے دور ہوگئے دونون بزرگون کے دل خوشی سے معمور ہوگئے حضرت خضر نے صاحبقران
کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور صاحبقران کی ہمت بہت سی تعریف کی اور فرمایا کہ خود طلائی اور گوہر شبچراغ
عفریت کے سر سے اُتار لے کہ ایسا ہی ایک گوہر شبچراغ سفید دیو سے بھی تیرے ہاتھ آئیگا تو ان دونون چیزون
کو کمیاب ہین بہت نفع اُٹھائیگا دونون کو تاج مین لگانا اپنے کو بے مثل بنانا اور ایک جام بزرگتر کہ جس مین
ساڑھے تین من تبریزی شربت آئے امیر کو دیکر فرمایا کہ یہ تمھاری مجلس کے کام آئیگا یہ پیالہ بھی تمکو عجائب تماشے
دکھائیگا امیر نے عرض کی کہ یا حضرت مین بھوکا ہون اسوقت مجکو کچھ کھلوائیے اپنا اعجاز دکھائیے حضرت خضر نے
ایک کلیچہ عنایت کیا اپنے انبانسے نکال کر دیا امیر نے اُس کلیچہ مین سے پیٹ بھر کے کھایا بھوک کی شدت سے آرام پایا
مگر کلیچہ جیسا تھا ویسا ہی ہا آستین سے ذرا سا بھی نہ گھٹا حضرت خضر نے ایک مشکیزہ بھی پانی کا عطا کیا اُنکی حاجت روائی
کے لیے وہ بھی دیا اور فرمایا کہ ان دونون چیزون کو اپنے پاس رکھو کہ قاف مین رہنے تک بھوکے پیاسے نہ ہوگے
کھانے پینے کے لیے کسی کے محتاج نہوگے اور جب یہ کلیچہ اور مشکیزہ تمھارے پاس سے غائب ہوجائے اور تمکو اپنے پاس
نہ نظر آئے تب تم جانیو کہ عنقریب پردہ دُنیا مین تمھارا جانا ہوگا بعد مدت تمھارے قدم سے روشن تمھارا کاشانہ ہوگا
یہ کہکر حضرت خضر تو رخصت ہوئے امیر نے جو کئی دن کے بعد سیر ہوکر کلیچہ کھایا سُست ہوکر اُسی چٹان پر کہ جس پر
عفریت سوتا تھا لیٹتے ہی سو گئے خواب راحت مین آکر غافل ہوگئے تیسرا نعرہ کرنا یاد نہ رہا پریزادون نے جو
کوہ زہرہ چہرہ پر تیسرے نعرے کی صدا کے منتظر تھے بسبب نہ سُننے نعرۂ سوم کے شہپال کو امیر کے مارے جانے کی
خبر دی اور اُنکی تمام کیفیت سے از ابتدا تا انتہا اُسکو اطلاع کی ہرگاہ شہپال نے پریزادون سے امیر کے مرنے
کی خبر سُنی بے اختیار رونے لگا نہایت غم و الم سے اپنی جان کھونے لگا اور عبدالرحمٰن سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے
فرزند ابراہیم کا خون اپنی گردن پر لیا کہ اُسکو عفریت کے تلاش کرنے اور قتل کرنے کا اذن دیا عبدالرحمٰن نے
اسی دم جفر نجوم دیکھکر بیان کیا کہ صاحبقران ملعونہ جادو اور عفریت کو مار چکے آج دونون کا سر اُنکے جسم پلید
سے اُتار چکے ہین مگر تھوڑی سی ستارے کی نحوست باقی ہے سو وہ بھی بہت جلد زائل ہوتی ہے اُنکی مراد دلی حاصل ہوتی ہے
اس سبب سے تیسرا نعرہ کرنا بھول گئے چلیے چلکر اُنکو لے آدین کہ سب آدمی اُنکے دیکھنے سے خوشی پائین اور کسی طرح کا اندیشہ اور
وہم اپنے دلون مین نہ لائین شہپال نے اُسیوقت شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور سامان سفر اچھی طرح سے تیار کیا او مع سرداران
قاف سوار ہوکر شہرستان زرین کو چلا اس خوشی سے سب پریزادون کا غنچۂ امید کھلا آسمان پری نے جو فرزند فتح
سُنا بے اختیار ہوکر صاحبقران کے شوق دیدار مین بکمال تیز پری پرواز کیا اور مانند باد تند کے اُسطرف اُڑنا آغاز کیا
اور سب سے آگے جا پہونچی جہان امیر تھے اُسی جگہ آپہونچی دیکھے تو صاحبقران ایک غار مین پڑے سوتے ہین اور چہرے پر
دھوپ آگئی ہے آفتاب کی حدت سے رنگت چہرے کی سونلا گئی ہے آسمان پری نے ایک پر سے امیر کے منھ پر سایہ کیا

اُنکو اُس دھوپ کی گرمی اور تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے پر سے ہوا دینے لگی کمال شوق سے بلائین لینے لگی امیر
کو جو آرام ملا آنکھین کھولدین غور سے اُسکی طرف نگاہین کین دیکھین تو آسمان پری ایک پر سے تو سایہ کیے ہوے ہی
اور دوسرے پر سے ہوا دے رہی ہی ٹہر لو ابلے رہی ہی اُٹھکر اُسے گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور اُسکے رخسار قمر طلعت پر
بوسہ دیا اور یہ مروت اور محبت اُسکی دیکھکر نہایت شیفتہ ہوئے اُسکی اس محبت و اخلاص سے بدل فریفتہ ہوئے اور
کہنے لگے کہ ای جان جہان و اے زندگانی صاحبقران اسوقت تیرے یہان آنے کا کیا سبب ہی تیرا یہان آنا بڑا عجب ہی
آسمان پری بولی کہ تمھاری فتح کی خبر سُنکر آئی ہون اُسکے ساتھ ایک خوشخبری بھی لائی ہون کہ بادشاہ بھی پیچھے
آتے ہین تمھاری فتحیابی اور دشمنون کے قتل ہونے سے پیرہن مین پھولے نہین سماتے ہین امیر بہت خوش ہوئے اور اُس نازنین
کو اپنے پہلو مین بٹھلایا اور بہت التفات کیا اختلاط کی باتین کرنے لگے اُسکی جانفشانی کا دم بھرنے لگے کہ شہپال شاہ
کی سواری پہونچی گویا باد بہاری پہونچی امیر تخت دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ نے بھی تخت سے اُترکر امیر کے
دست و بازو کو بوسہ دیا کمال اشتیاق سے معانقہ کیا اور اپنے پاس تخت پر بٹھلا کے گلستان ارم مین لیگئے گویا تمام
مقصد دلی پائے اور مجلس شاہانہ ترتیب دی حد سے زیادہ خوشی کی جہانتک پریزاد شہریار و سرداران قاف کے حاضر
تھے سبھون نے امیر پر سے زر و جواہر نثار کیا تصدق اور خیرات سے اشرفیون اور روپیون کا انبار کیا و مبارکباد
دیکر نذرین فتح کی گذرانین ساتھ اُسکے بہت سی نشتین مانین پریزادون کا ناچ ہونے لگا وہ راگ رنگ لون سے زنگ غم کے
دھونے لگا بادشاہ نے عبد الرحمن سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ حمزہ آسمان پری کے جفت ہونے کے لائق ہی کہ سب
باتون مین تمام فرقہ بشر پر فائق ہی پھر اسوقت سے بہتر کون وقت ہوگا کہ تمام شہریار و سردار قاف کے حاضر و موجود
ہین عنایت الٰہی سے سب کو چھوٹے بڑے حمزہ کی جرأت سے خوشنود ہین آسمان پری کو صاحبقران کے ساتھ
تزویج کرنے مین کیون تامل کرتے ہو ایسے کار خیر مین کس وجہ سے تساہل کرتے ہو عبد الرحمن نے اُٹھکر ترنج خوشبو کا امیر
کے سینے پر مارکے مبارکباد دیا اُنکا دل بہت شاد کیا صاحبقران نے پوچھا کہ یہ ترنج کیسا مارا اور مبارکباد دی کیسی دی تب
عبد الرحمن نے عرض کی کہ بادشاہ نے آپکو اپنی دامادی مین قبول کیا تمکو سب پریزادون پر فخر دیا امیر نے کہا کہ مجھکو
کسی طرح منظور نہین عالم مسافرت مین ایسے امر اختیار کرنے کا میرا دستور نہین کیونکہ ہرگاہ مین نے آسمان پری کے ساتھ
شادی کی تو میرا پردہ دنیا کا جانا موقوف ہا پھر مین اسی جگہ اُسکے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف ہا دوسری قباحت
یہ ہی کہ مین نے دختر نوشیروان مہر نگار بادشاہ ہفت کشور سے عہد کیا ہی کہ جب تک مین تم سے عقد نہ کرونگا تب تک
کسی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھونگا پس مین اپنے قول کے خلاف نہین کرسکتا اور اپنے عہد و پیمان سے نہین گذر سکتا عہد کے
خلاف کرنا بہت نامناسب ہی ہر شخص پر ایفائے عہد واجب ہی عبد الرحمن بولا کہ یا صاحبقران آپنے وعدہ
پردۂ دنیا پر کیا تھا اور یہ پردۂ قاف ہی اس قول و اقرار سے کسی طرح سے نہین خلاف ہی آپکو بھیجنا دنیا کی طرف میرا ذمہ ہی

میرے ایفاء وعدون کا یہ ایک شمہ ہی امیر نے کہا کہ کب تک پردۂ دنیا مین مجھے پہونچا دوگے اور اس جگہ سے رخصت
کردوگے عبدالرحمن بولا کہ یا صاحبقران یہ وعدہ **قاف** ہی اسمین تکرار نہ کیجیئے جو کچھ ہم کہتے ہین وہ مانیے اور
اس مین ہرگز اصرار نہ کیجیے مگر ایک برس کے بعد آپکو دنیا مین پہونچا دونگا آپکا وطن بخیر و خوبی آپکو دکھادونگا امیر نے
بجز اقبال کے چارہ نہ دیکھا سوائے قبول کرنے کے گذارہ نہ دیکھا کہ برخلاف ہوکر دنیا مین جا نہین سکتے تھے بے رضامندی
اُنکے وہان سے رخصت پا نہین سکتے تھے **شہپال شاہ** شادی کی تیاری مین مصروف ہوا اور تمام شاہان و سرداران
پردۂ **قاف** کو نامہ لکھکر طلب کیا سب طرح کی آرایش کا حکم دیا چنانچہ پردہ ہاے زمرد و یاقوت و زردشت و زردشت بلور
تاریکی و ظلمات وغیرہ کے بادشاہ اپنے اپنے ملک کے تحائف لیکر **گلستان ارم** مین داخل ہوئے اُس بزم عروسی مین کمال
جاہ و حشم سے شامل ہوئے چونکہ **عفریت** و **ملعونہ جادو** کے قتل کی خبر تمام اقلیم **قاف** مین منتشر ہوئی تھی سب دیوون کو
اُسکے قتل کی خبر ہوئی تھی دیو **سمندون** ہزار دست سنکر بہت مغموم اور غضبناک ہوا غصے کی آگ سے جلکر خاک ہوا بولا
کہ بادشاہ نے **زلزال قاف** کو جو کہ **سلیمان** نامے ایک آدمزاد کو پردۂ دنیا سے بلاکر **عفریت** دیو اور اُسکے باپ مان
کو قتل کروایا اُسکو ہم لوگون کا ذرا لحاظ نہ آیا اور **طلسمات شہرستان زرین** کو تڑوایا ہزارون برس کا ہمارا کارخانہ
مٹایا اور خود آنکر اُسکو **گلستان ارم** مین لیگیا اور آدمزاد و غیر جنس کو اپنے حرم مین لیگیا اور اپنی بیٹی سے اُسکا نکاح
کردیا یہ کام اُسنے بہت برا کیا بہر حال مجھپر واجب ہوا کہ مین **عفریت** کے خون کا بدلا لونگا اور اُسکو اس حرکت کے عوض
خوب سزا دونگا یہ کہکر سفید دیو کو جو اُسکا سپہ سالار ہی بڑا بہادر اور سپاہی جرار ہی چار سو دیو ساتھ کرکے بھیجا کہ جلد جاکر اُس
آدمزاد کو لے آؤ اس کام کی تعمیل مین ذرا دیر نہ لگاؤ اتفاقاً اُس روز جشن شادی کا تھا بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین تخت
طاؤس پر جلوہ افروز تھے سب ارکین و سردار اعلیٰ و ادنیٰ اُسکی خدمت مین بہرہ اندوز تھے اور **صاحبقران** اس تخت پر کہ حضرت
سلیمان نے برخیا نامے اپنے وزیر کے واسطے بنوایا تھا اور اُسمین ہزارون قسم کا جواہر جڑوایا تھا کمال شکوہ و شہامت
رونق افزا تھے شان امیرانہ سے اُس سریر بے نظیر پر جلوہ فرما تھے اور شاہان و سرداران **قاف** نیم تخت و صندلیون پر اپنے
اپنے موقع سے بیٹھے ہوے تھے داد عیش و نشاط دے رہے تھے مزا اُس صحبت مسرت پیرا کا لے رہے تھے کہ **سفید دیو** چار سو دیو سے
کہ بھالا نیزہ نگار و ار شمشاد آسیا سنگ رو پشت نہنگ ہاتھون مین لیے تھے بارگاہ مین در آیا کسی طرح کا خوف و اندیشہ اپنے
دل مین نہ لایا اور بادشاہ سے ابتدا ایسا کہنے لگا کہ اے شاہ **سمندون** ہزار دست نے کہا ہی کہ شاہ نے قوم دیوون پر بڑا ظلم
کیا بہت بڑا وبال اپنی گردن پر لیا کہ پردۂ دنیا سے آدمزاد کو بلاکر **عفریت** سے سردار کو اُسکے باپ مان سمیت قتل کروایا ذرا
اُسکے دل مین رحم نہ آیا اچھا نہ کیا جو اس راہ مین قدم دیا اب بادشاہ کو مناسب ہی کہ اُس آدمزاد کو میرے پاس بھیجدے ایسے ظالم سفاک
کو بیوسواس بھیجدے کہ مین **عفریت** کے عوض مین اُسکی بوٹیان اور ہڈیان دیوون کو تقسیم کرون اس خونخوار سے اپنے خون کا
انتقام لون **صاحبقران** اُس ناپاک کی تقریر سنکر برہم ہوگئے کمال آشفتہ و درہم ہوئے اور بولے کہ اے مردک گردن زدنی کیا

بیہودہ بکتا ہے زبان سنبھال کلمہ بے ادبی منہ سے نہ نکال نہین تو ابھی سزا دونگا ان سخت گوئیون کا مزہ دکھا دونگا اُس آدمی سے جاکر کہدے کہ اگر تجکو عفریت کی ملاقات کی تمنا ہے تو میرے پاس آ مین تجکو بھی اُسکے پاس بھیجدون تجکو بھی جہنم واصل کر دون سفید دیو امیر کی گفتگو سنکر ناخوش ہوکے بولا کہ او آدم زاد سیاہ فرزندان سفید معلوم ہوا کہ تو ہی کشندہ عفریت ہے چل تجکو میرے سردار نے بلایا ہے یہ اسقدر لشکر دیوون کا میرے ساتھ فقط تیرے لینے کے لیے آیا ہے یہ کہکر ہاتھ امیر کی طرف بڑھایا اپنا زور دکھایا صاحبقران نے خدا کو یاد کر کے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنون کے بل بیٹھ گیا اور کمر سے خنجر نکال کر اُسکے سینے پر جو مارا ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا خدا کی مدد سے اُس دیو سرکش پر قابو اُنکا چل گیا دیوان ہمراہی اُسکے سر پر پانون رکھکر بھاگے سفید دیو کے مارے جانے سے حیران ہوئے سب گریزان ہوئے جتنے شاہان قاف تھے امیر کے زور پر عش عش کرنے لگے اُنکی جرأت اور دلاوری پر غش کہنے لگے بادشاہ نے خوانچہ زر و جواہر کے امیر پر سے نثار کیے اور اُسکے شکرانے مین ہزارون روپیہ فقرا کو دیے اور سفید دیو کی لاش کو صحرا مین پھکوا دیا بعد مرنے کے بھی اُس مردود کو اسطرح ذلیل و خوار کیا اور چونکہ وہ دن شادی کا تھا کئی منزل تک دو رویہ ٹٹیان روشنی کی اور سڑک کے درمیان مین دے کر آتشبازی کی باڑھ گاڑی تھی اور روشنی کے متصل آرایش سے چمن بندی کی تھی القصہ اُس جلوس کو نہایت آرایش دی تھی جو کوئی اُسکو دیکھتا تھا سچ مچ کا باغ اُسکو نظر آتا تھا اُسکے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھاتا تھا جب صاحبقران کو خلعت شاہانہ پہنا کر بارگاہ سلیمانی سے سوار کر کے حرم سرائے شاہی کی طرف لیچلے اور سامان عیش و نشاط کے بجمیع الوجوہ مہیا کیے جتنے شاہان و سرداران پریزادان قاف تھے مثل قمر در حلقہ انجم صاحبقران کو لیے جاتے تھے آگے آگے نقیب و چوبدار اپنے کڑکے سناتے تھے اور نوبت خانہ سلیمانی تختون پر بجتا جاتا تھا ہر مطرب درگویا راگ مبارکباد کے گاتا تھا اور پریزاد سامنے تخت کے معلق ہوا پر گاتے ناچتے جاتے پرستان کے ناچ رنگ کا سمان دکھاتے تھے اور جتنے آتشبازی کے غلاف پر سے جو چھوٹتے تھے زمین پر گر کے پھوٹتے تھے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے تارے جھڑتے ہین تارے ٹوٹتے ہوئے نظر پڑتے ہین چونکہ طوالت کتاب کی منظور نہین بہت عبارت آرائی میرا دستور نہین اسواسطے برات کے بیان کو قصہ خوان کے حوالے کیا مختصر پسندی سے طول نہ دیا الغرض اس شکوہ و شوکت سے نوشاہ عروس کے گھر پہونچا قدرت خدا کی دیکھیے کہ پرستان مین اس کیفیت سے بشر پہونچا عبد الرحمن نے برات باقی رہے امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ باندھا طرفین سے ایجاب قبول ہوا دونون کا مقصد دلی حصول ہوا بادشاہ نے کتنے ملک قاف کے آسمان پری کو جہیز مین دیے امیر کے ساتھ سوا اسکے بہت سے احسان کیے ہرگاہ صاحبقران محل مین گئے بعد از انفراغ رسومات آسمان پری کو چھپر کھٹ پر بغل مین کھینچا اور داد عیش کی دی جو بات کرنا تھا وہ کی خدا کی قدرت سے اسی شب کو آسمان پری کے شکم مین نطفے نے قرار پایا اللہ کی قدرت سے [illegible] مزاج موافق آیا صبح کو امیر غسل کر کے پوشاک بدلکے بارگاہ مین آئے صحبت عیش و نشاط کی گرم ہوئی [illegible] تقریب [illegible] سب

آپس کی دو دو سب شرم ہوئی خلاصہ کلام شمار روز امیر کیواسطے سب سامان عیش موجود تھا سب طرح کا خاطر مقصود تھا لیکن امیر
روز و شب دن گنا کرتے تھے کہ کب سال تمام ہوا ور مین پردۂ دنیا پر جاؤن اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ اٹھاؤن ان
سب کو یہا کی کیفیت سناؤن اور جو تحفہ عجیب و غریب پرستان کے ہاتھ آئے ہین انکو دکھاؤن اب صاحبقران کو ماہ و سال
و روز و ساعت شماری مین چھوڑ کر چند کلمہ داستان دارائے ملک عظمت جبر وتی رستم زمان رکن السلطنت صاحبقران
خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کے بیان کرون انکا حال بھی کچھ تھوڑا سا لکھون واضح ہو کہ جب ملک لندھور
امیر سے رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوا امیر کی مفارقت مین اضطراب ہوا لنگر جہاز اٹھایا گیا جہاز آگے کو بڑھایا گیا دوسرے دن بہرام
سے ملاقات ہوئی آپسمین بات ہوئی معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسکو بھی مدد کیواسطے بھیجا ہے خسرو ہندوستان نہایت
شادمان ہوا صاحبقران کا ممنون احسان ہوا پانچوین دن ایک طوفان آیا جہاز ونکو تباہی مین لایا تین دن تک جہاز تھلکے
مین رہے چوتھے دن امان پائی اہل جہاز کے دلون کو تسکین آئی معلوم ہوا کہ جس جہاز پر بہرام تھا اس جہاز کا پتا کہین نہین پایا جاتا
اسکا سراغ کوئی نہین پاتا لندھور کو نہایت رنج ہوا کہ صاحبقران نے بہرام کو میری مدد کیواسطے بھیجا تھا جب مین گے تو کیا
جواب دونگا ان سے بہرام کا حال کیا کہونگا اسکا نہ ملنا بڑی قیامت ہے اس سانحہ سے مجھے بہت ندامت ہے بہرام کا حال سنیے
کہ جہاز طوفانی ہوا سے تھوڑی دور جا کر تختہ تختہ اسکا الگ ہو گیا بہرام ایک تختہ پر بیٹھا بہتا کنارے پر پہونچا اسی تختہ کے سہارے پر پہونچا
خشکی مین اُتر کر سجدۂ شکر الٰہی بجا لایا کہ اپنے کو غرق ہونے سے محفوظ پایا اور پیدل ایک سمت کو روانہ ہوا کئی دن نصیب آب و دانہ ہوا
دو تین فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا ایک مقام پر اُترا دیکھا چونکہ پریشان و خستہ حال تھا اس سبب سے دل مین کہا
کہ ایسا نہو اس قافلے مین کوئی جان پہچان نکلے کہ اس حالت مین اُنکی نظرون مین حقیر ہو جاؤن اس خرابی حال سے ذلت پاؤن اسواسطے
قافلے سے تفاوت پر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا اپنی تباہی اور بربادی پر آہ سرد بھرنے لگا قضائے کار
قافلہ سالار سیر کرتا ہوا ادھر آ نکلا چلتے چلتے بہرام کی طرف جا نکلا بہرام سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کہان سے
آتا ہے کیا ارادہ ہے اور کس ملک کو جاتا ہے بہرام نے کہا کہ تاجر ہون جہاز میرے تباہ ہو گئے ہین ایک تختہ پر بیچ کے کنارے پر آ لگا
چند روز زندگی باقی تھی کہ وہ تختہ لب دریا جا لگا اب دیکھیے کہ تقدیر کیا رنگ کھاتی ہے کیا واردات پیش آتی ہے قافلہ سالار نے
کہا کہ اے عزیز دولت میرے پاس بشمار ہے یہ بندہ خدا ہے تو نگرا در مالدار ہے مگر اولاد نہین ہے اس سبب سے دل شاد
نہین ہے مین نے تجکو اپنا منصب ولی عہدی کا دیا چل میرے ساتھ کسی طرح کا رنج نہ دیکھیگا جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو
عنایت کیا ہے کسی بادشاہ کے یہان بھی اتنا خزانہ اور گنج نہ دیکھیگا بہرام اُسکے ساتھ گیا اُسنے نہلوا کے پوشاک فاخرہ پہنائی
سب اپنی دولت حشمت دکھائی اور اپنے ہمراہ لیکر وہان سے کوچ کیا سب اپنے کارخانہ کا اُسکو اختیار دیا بہرام نے
سوداگر سے پوچھا کہ تم کسطرف جاؤگے کونسا شہر اپنا قیام گاہ ٹھہراؤگے اُسنے کہا کہ ملک ہاتھ دین جو پایہ تخت ملک شعیب ہے اور
وہان سے سراندیپ بھی نزدیک ہے وہانپر قیام کرونگا اس سفر کی ماندگی سے شہر مین آرام کرونگا بہرام اپنے دلمین بہت

خوش ہوا کہ خدا چاہیگا تو بہت جلد لندھور سے ملاقات ہوگی اگر اللہ کی عنایت ہوگی بارے کئی دن میں قافلہ شہر ماندو میں پہونچکر کاروانسرا میں اُترا دوسرے دن سوداگر نے بہرام کو لے کر حمام کیا اپنی اور اُسکی صفائی جسم میں بہت اہتمام کیا اور پوشاک بدل کے بازار کی سیر کو گیا وہاں اُسکو یہ تماشا نظر آیا چوراہے پر بازار کے ایک ہشت پہل چبوترہ اُسپر ایک چوکی اور اُس چوکی پر ایک کمان اور پہلو میں اُسکے ایک بدرہ اشرفیوں کا رکھا ہوا پایا بہرام نے نگاہبانوں سے پوچھا کہ یہ کمان و بدرہ کیسا ہے اسکا حال مجھسے ظاہر کرو اُس زنہبان سے حجلو ماہر کرو وہ بولے کہ صیغم نامے ہمارے بادشاہ کا سپہ سالار ہے وہ ایک شخص بڑا صاحب صلہ و جرات ہے یہ کمان اُسکی ہے چونکہ وہ اُسے کھینچ نہیں سکتا وہ اپنی طاقت سے اُسکے چلّے کو اینچ نہیں سکتا اس لیے اُسنے مع بدرہ زر سرخ یہاں رکھوادی ہے اور یہ شرط کی ہے کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑہ اشرفیون کا لیوے پس وہ اُس نے رکھا مال اُسکا ہے جو چاہے سو کرے جسے چاہے اُسے دیوے بہرام نے پوچھا کہ میں اس کمان کو کھینچوں اگر اجازت دو تو پھر پیر اژدر دیکھو وہ بولا کہ تو بیچارہ ایک مرد کرانخی وش بھلا کھینچنے کی قدرت کیا جانے اس شرف کو کیا پہچانے بہرام نے کہا اے عزیز زور داد الٰہی ہے کرپاس فروش ہو یا امیر زور داد الٰہی حقیر خدا کی عنایت میں کیا کسی کا اختیار ہے یہ تیری بیہودہ گفتار ہے بہرام سے اور نگہبانوں سے تکرار ہو رہی تھی کہ نیک رائے وزیر شعیب بادشاہ کی سواری اُدھر سے نکلی بہرام دیکھکر متعجب ہوا ایسے کرّ و فر سے نکلی ہرکاروں نے کیفیت بیان کی اس ماجرے سے اُسکو اطلاع دی نیک رائے خود اُس مجمع میں گیا اور بہرام سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اے جوان تو اس کمان کو کھینچے گا بہرام بولا کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے آئیے ملاحظہ کیجیے میری قوت کو نیک رائے نے کہا کہ اچھا ہم بھی دیکھیں کھینچو بہرام نے بسم اللہ کر کے کمان کو اُٹھا کے قبضہ اُسکا اپنے قبضہ میں لیکے چلّے کو تا بنا گوش پہونچا کر سات تقلابے لیے خوب ہی زور کیے اُسکی طاقت دیکھکر حاضرین نے احسنت آفرین کی ہر شخص نے شاباش دی لیکن صیغم کے نوکروں کو اُسکا کمان کھینچنا ناگوار ہوا جو انہیں تھا وہ ترسا ہوا اچھلا چلا کے بیہودہ گفتار کرنے لگے دیوانوں کی طرح ہاسے ہو کرنے لگے بہرام نے جھنجھلا کے کئی آدمیوں کو گھونسوں سے مار ڈالا اُنکے سر سے انکا بھیجا نکالا نیک رائے نے اُنکو دھمکایا اسکو وہاں سے ہٹایا بہرام کو لیکر اپنے مکان پر گیا صیغم نے جو سُنا کہ ایک سوداگر نے میری کمان کو کھینچکر بدرہ اشرفیوں کا بھی لیا اور کئی آدمیوں کو بھی میرے بیجان کیا اور باوجود اس حرکت کے نیک رائے اسکو اپنے گھر لیگیا پیر ال اُسکو کچھ نہ آیا جو اُس مردِ بیباک پر اسقدر التفات فرمایا طیش میں آ کے مسلح ہو کے نیک رائے کے مکان میں گیا اور نہایت خشمناک تلاش بہرام پہلوان میں گیا جب بہرام اُسکو نظر آیا اُسکو دیکھکر نہایت سخت گوئی سے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اے کرپاس فروش تو نے بھی یہ طاقت پائی اور تجکو بھی یہ جرات آئی کہ میری کمان کو کھینچا اور کئی آدمی میرے مار ڈالے ضرب دست سے اُنکے بھیجے دماغ سے نکالے خنجر نکال کے بہرام پر دوڑا کہ اُسکو قتل کرے اپنے آدمیوں کے خون کا اُس سے بدلا لے بہرام نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے خنجر چھین لیا اور ایک گھونسا ایسا اُسکے سر پر دیا کہ مغز اُسکا ناک کی راہ سے نکل آیا اُسے بھی جہنم میں ٹھکانا پایا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی فوراً نیک رائے وزیر کو مع بہرام طلب کیا اُنکے حاضر ہونے کا حکم دیا جب بہرام سامنے گیا ملک شعیب نے ترش رو ہو کر کہا کہ اے نیم

تیری ہی یہ قدرت کہ میرے سپہ سالار کو مارے ایسے نامی سردار کو مارے بہرام نے عرض کی آپ کیون ایسے بودے سپہ سالار رکھتے ہین کہ ایک گھونسے مین مر جائین غرض اسی چوٹ مین سر اُٹھا مین بادشاہ کو یہ بات بہرام کی بہت پسند آئی یہ گفتگو اسکی دل سے بھائی اسیوقت بہرام کو خلعت سپہ سالاری کا عطا کرکے ضیغم کا ڈنگل بیٹھنے کو دیا اُسکو اس منصب عالی پر مامور کیا بہرام نے اُس کمان کو چند بار بادشاہ کے روبرو کھینچکر حکم دیا کہ اسی چبوترہ پر اس کمان کو مع بدرہ زر سرخ کے دہرو اور جو کوئی اُسے کھینچے ہمکو خبر کرو بادشاہ کو اس حرکت سے لیاقت و آدمیت بہرام کی ثابت ہوئی اُسکے دلنشین اُسکی شرافت ہوئی اُسیدن اپنی بیٹی کا عقد بہرام کے کیساتھ کر دیا اور سامان شادی جیسا کہ چاہیے ویسا ہی کیا اور کہا کہ مین نے نصف سلطنت تجکو دی آدھے ملک کی حکومت بالکل تیرے حوالے کی دو پہر تم تخت پر بیٹھکے فرمان روائی کیا کرو رعایا کی حاجت روائی اور بادشاہی کیا کرو اور دو پہر مین حکومت کیا کرونگا اپنے امورات متعلقہ کا انتظام کیا کرونگا اب دو کلمہ لندھور خسرو ہندوستان کے سنیے حالات آپ بادشاہ والاخان کے سنیے کہ لندھور جو بندر سراندیپ مین پہونچا جہازونکو لنگر دیکر لشکر سمیت خشکی مین اترا ایک جگہ خوش فضا تصور کرکے وہین خیمہ کیا اور چند روز وہان توقف کیا لشکر آراستہ کیا ہر شخص کے جو مناسب سمجھا ویسا حکم دیا بعد ازان قلعہ صابر و صبور کیطرف روانہ ہوا اُسکی معاودت سے آگاہ سارا زمانہ ہوا

پہونچنا خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان کا قلعہ صابر و صبور پر

راوی لکھتا ہے کہ جیپور شاہ جسکو ملک لندھور خسرو ہندوستان تخت پر بٹھلاکے صاحبقران کے ساتھ مدائن کیطرف گئے تھے اور اُسکو قائم مقام کرکے سب مراتب انتظام اور حفاظت کے بتائے تھے وہ مدت سے ملک ساریج اور فیروز اور راجہ جوک خوارزمی اور جہلیل سگسار کی ہزیمت دینے سے قلعہ بند تھا سب قلعہ نشین ایک مصیبت مین گرفتار تھے قلعہ سب اپنی زندگی سے بیزار تھے آخر کو فوج نے جیپور سے کہا کہ قلعہ بند کبتک رہیگا اُن ظالمون کا ستم کوئی کب تک سہیگا حکم ہو تو میدان مین نکلکر غنیمون سے لڑین مرین یا مارے جائین کسیطرح اس تکلیف سے نجات تو پائین جیپور نے کہا کہ جیسی تمھاری مرضی ہے وہی مجکو بھی منظور و پسند ہے سچ تو یہ ہے کہ اسطرح گوشہ مین رہنا جوانمردی سے بعید ہے اسیوقت ایک ایلچی بھیجکر کہلا بھیجا کہ میدان مین ہمارے تمھارے صف جنگ ہو ملک ساریج وغیرہ نے اُنکا کہنا قبول کیا اور اپنے لشکر مین طبل جنگ بجایا جو جسکام پر مقرر تھا وہ اپنا کام کیا کیا صبح کو طرفین کے لشکر نے صف آرائی کی میدان مین آکر خودنمائی کی سب سے پہلے جہلیل سگسار نے اپنے کرگدن کو میدان مین بڑھایا کہ جنگ کرے دشمنون سے مقابلہ کا آہنگ کرے ادھر سے جیپور شاہ نے اپنا مرکب اُٹھایا خود جرأت کرکے اُسکے سامنے آیا ہنوز کسی کا حربہ نہ چلا تھا ایک کا دوسرے پر ہاتھ نہ اُٹھا تھا کہ سامنے سے ایک گرد غلیظ تیرہ و تاریک نمودار ہوئی کہ وہ ساری زمین اُس گرد سے پر غبار ہوئی جب ہوا نے گرد کو ہٹا دیا اور وہ پردہ درمیان سے اُٹھا دیا تو سر نشان علامت ستر ہزار فوج کے نمودار ہوئے کہ جنکی پوشاک زرق برق سے ماہ و خورشید شرمسار ہوگئے اور آگے آگے لندھور بن سعدان فیل میمون پر سوار گرز گران بار عدو کوب برادر کوچک ملک الموت کہ عبارت خوردی مردی کی اُسپر منقش تھی ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ جسکی ہیبت سے دیکھنے والونکا ہوش جاتا تھا جب رزمگاہ مین پہونچا جہلیل سگسار کے سامنے آکر للکارا اور اللہ اکبر کا ایک نعرہ مارا کہ

اجل رسیدہ تیرا ملک الموت مین ہون لا کیا ضرب رکھتا ہی دیکھ ابھی تو میرے ہاتھ سے شربت مرگ چکھتا ہی جہلیل نے یہ سنکر گرز خسرو پر مارا خسرو نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر گرز اپنا ایسا اُسپر لگایا کہ پھر سر نہ اُٹھایا جہلیل سگسار کی ہڈیان مرہو کر خاک مین ملگئین یہ حال دیکھکر سب لشکر کی تیوریان بدل گئین اُسکو مارکر خسرو نے نعرہ کیا ہی کوئی ایسا کہ مجھسے مقابلہ کرے اور میرے سامنے بہادری کھائے جہلیل کے مرتے ہی سب کے جی چھوٹ گئے بازوے قوت ٹوٹ گئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک جوان نے بھی ارادہ نہ کیا تب تو لندھور نے فیل میمونہ کو فوج کفار پر پہولا تمام لشکر دشمن کا ہرنکی طرح اپنی چوکڑی بہولا اور فوج ہند نے بھی گھوڑے اُٹھائے کافرونکے سر پر آئے بہت سے لوگ لشکر کفار کے مارے گئے سردار انکی بے تدبیری سے اپنی جان سے بیچارے گئے اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر اپنی جان بچائی یہی بات انکے خیال مین آئی لشکر ہند کو بہت مال غنیمت کا ہاتھ آیا ہر شخص نے گویا گنج قارون پایا ہر ایک امیر ہوگیا صاحب جاگیر ہوگیا خسرو ہند خشاش و بشاش قلعے مین داخل ہوا سب غم و الم دل سے زائل ہوا اور جشن شاہانہ ترتیب دیا [illegible] اور نشاط کا سامان کیا ملک سارج اور اجروک خوارزمی دو پہلوان نامی کہ ہر ایک پیادہ لاکھ سوار کا مقابلہ کرتا تھا اپنی مدد کو لائے وہ بڑے دعوے اور شان و شوکت سے آئے ایک کا نام تو ہراس فیل دندان تھا وہ بہت اپنے زور و قوت پر نازان تھا اور دوسرے کو مغلوب فیل زور کہتے تھے اسکی ہیبت سے بڑے بڑے جوانمرد ہراسان ہوتے تھے تین لاکھ سوار پھر نئے سرے سے جمع کرکے قلعے کے مقابل خیمہ زن ہوا ہجوم جوانان صف شکن ہوا اُسیدم طبل جنگ بجوایا شور و غل سے ہنگامۂ قیامت دکھایا لندھور نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب اپنی فوج کو آمادۂ جنگ و جدال کیا صبح کو دونون جانب سے لشکر صف آرا ہوکے لڑنے پر مستعد و مہیا ہوے سب سے پہلے ہراس فیل زور نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا لندھور نے فیل میمونہ کو اسکے مقابل لا کر یون ستمانہ جواب دیا کہ اے بہادر لا کیا ضرب رکھتا ہی دیکھون تو کیا فن حرب رکھتا ہی ہراس نے تیغہ زیر رکابی کہ چارسو من تیرہی کی زین مین تھا میان سے لیکر لندھور کے سر پر مارا بڑے دعوے اور زور و شور سے اس شیر نر پر مارا خسرو نے اُسکو بزور علم سپاہگری و قوت بازو رد کیا اسکا وار خالی دیا قائم شمشیر الماس دم غلاف سے نکالا للکارا کہ خبردار ہوجا اور بردلے ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ غفلت مین مجھکو مارا اگر حملہ کرنے کے وقت کیون نہ للکارا پس وہ تیغ آبدار اُسکے سر پر ماری جو سو ضرب پیچھی بکاری ہرچند اسنے بھی سپر کو سر کی پناہ بنایا اُس چوٹ سے اپنے کو بچایا لیکن شمشیر دست خسرو ہند ایسا نہ تھا کہ وار خالی جاتا وہ اسکی ضرب کھاتا سپر کو مثل گردہ پنیر کاٹ کر تلوار سینے مین جا اُتری دم نہ لیا ایکدم مین اسکو بیدم کیا ہراس فیل زور کٹنے کی مدت مار لگیا اسی تلوار کے گھاٹ وہ بھی اُتار اگیا بھائی نے اُسکے جو اسکو گرتے دیکھا خون نے اُسکی آنکھون مین جوش مارا بھائی کے غم نے اسے بیہوش کیا فوراً اپنے کرگدن کو دوڑا کر لندھور کے برابر آیا اس رنج سے بڑا پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میرے بھائی کو مارا اب مین تجکو کب جیتا چھوڑتا ہون دیکھ تیری ہڈیون کو کیا توڑتا ہون لندھور بولا کہ غرور کب تک کھا مین تجکو بھی اسکے پاس بھیجتا ہون قعر جہنم مین بھیجے دیتا ہون بھیجتا ہون لا کیا ضرب رکھتا ہی ایک تہمتن لگا یا خوب دکھلایا خسرو نے خالی دیکر دیو تلوار خون بھری ہوئی اسکی کمر مین جو لگائی مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا وہ صاف نکل آئی اجروک و سارج نے اسکو ہوا دیکھکر تین لاکھ سوار سے باگ اُٹھائی سب فوج نے حملہ کیا ایک قیامت مچائی ادھر سے لشکر ہند نے بھی [illegible]

دوپہر کامل تلوار چلی اجروک و سارج نے دیکھا کہ فوج بہت لقمۂ نہنگ اجل ہوئی اور لشکر ہند غالب ہے اب میدان مین ٹھہرنا نامناسب ہے
ناچار طبل بازگشت بجواکر با دل گریان و جگر بریان اپنی فرودگاہ پر آیا مگر شکست کھانے سے بہت شرمائے ملک لندھور شادیانے بجواتا ہوا
اپنی بارگاہ مین داخل ہوا دشمن پر فتح پانے سے سبکو کمال سرور حاصل ہوا ملک سارج مغموم و محزون خیمہ مجلس مین جو گیا زوجہ و دختر اسکی
سبب دلگیری و حزن کا پوچھنے لگین اور اسکی پریشانی دیکھکر بہت غمگین ہوئین بولا کہ لندھور کے ہاتھ سے جان بچتی نظر نہین آتی
کسی سردار کی طبیعت اسکے مقابلے کی جرأت نہین پاتی جنگ دل مین اسطرح شکست دی کیا تعریف کرون جیسی بہادری کی باوجودیکہ
ہم چار بادشاہ ایکدل تھے مگر کچھ بن نہ آئی ہم سب نے ہزیمت فاش اٹھائی تمام فوج درہم برہم ہوئی دفعتاً تمام لشکر کی دلیری کم ہوئی
اب جنگ دوم مین ایسے دو پہلوان مارے کہ فوج کا جی چھوٹ گیا فتحیابی کا سہارا ٹوٹ گیا ہرچند مین نے تین لاکھ سوار سے جنگ
مغلوبہ کی اور فوج کو بہت ترغیب دلاوری کی دی مگر کچھ سود نہ ہوا ہرگز بہبود نہوا لاکھ آدمی سے زیادہ میرے لشکر کا مارا گیا اور
گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا ہر صورت سے صدمہ اٹھایا سوائے اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنا خون کرون زہر کھاکر مرون
اس بات کے سننے سے اسکی دختر نے بڑا غم کیا اور یہ جواب دیا کہ اگر کہو تو مین لندھور کو باندھ لاؤن اپنی کارستانی دکھاؤن
سارج نے پوچھا کہ تجھسے یہ کام کیونکر ہوگا ایسی بڑی مہم کا انجام کیونکر ہوگا اسنے کہا کہ اس سے تمکو کیا کام ہے آپ جارت
دیکھیے پھر میری کارگزاری دیکھیے وہ بولا کہ اس سے کیا بہتر ہے تو اسکا ارادہ کر دہ مجھے منظور ہے کہ مثل مشہور ہے اندھا کیا چاہے
دو آنکھین اس خام پارہ نے ایک خیمہ عالیشان مرغزار کے متصل استادہ کروایا اور خوب آرایش کرکے لباس و زیور مرصع
پہن کے اپنے تئین رشک پری بنایا اور چار سو ماہرویان قمر طلعت کو اپنے ساتھ لیکر خیمہ مین داخل ہوئی ایسا سامان طرب فراہم
کیا کہ دیکھنے والون کو ایک حیرت حاصل ہوئی محفل راگ و رنگ کی برپا کی اسنے مرغان عیش و طرب کو کمال زیب و زینت دی ملک لندھور
نے دیکھا کہ غنیم ہزیمت اٹھاکر شکستہ دل گوشۂ حزن مین بیٹھا ہوا ہے پس اوقات ضائع کرنا کیا ضرور ہے جبتک طبل جنگ بجوائے پھر
مقابلہ کو آئے شکار کھیلنے سے طبیعت کو بہلایا چاہیے مزہ سیر بیابان کا اٹھایا چاہیے سامان شکار ہمراہ لیکر مرغزار کیطرف
روانہ ہوا قریب مرغزار کے ایک خیمہ عالیشان استادہ دیکھا اور اسمین پریرویان ماہ وش کا جمگھٹا آمادہ دیکھا لوگون سے
پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے کون اسمین جاگزین ہے مرد ہے یا کوئی پردہ نشین ہے معلوم ہوا کہ دختر ملک سارج کی سیر کو آئی ہے تفریحاً اس صحرا مین
تشریف لائی ہے لندھور اسکے دیدار کا مشتاق ہوکر ایک پتھر پر کہ اس سنگدل کے خیمے کے متصل پڑا ہوا تھا جا بیٹھا بامید نظارہ جہان
آ بیٹھا اس مکارہ کو جلن سے جو لندھور نظر آیا ایک نازنین کے ہاتھ جام شراب اسکے پاس بھیجا لندھور نے اس سے کہا کہ وہ مجھکو کیا جانتی
میری صورت وہ کیا پہچانے بولی کہ آپکو جسدن سے نبردگاہ مین دیکھا ہے اسدن سے آپکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوئی ہزار جان سے عاشق
ہوئی ہے لندھور اور بھی مفتون ہوا اسکی محبت مین مجنون ہوا اسمین ایک نازنین دوسری آئی وہ یہ خوشخبری لائی کہ آپکو ملکہ صاحب بلاتی
ہین جلد چلیے نہین تو وہ خود لینے کو آتی ہین لندھور خوش خوش خیمے مین گیا دیکھا کہ ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید زینت بخش
ہوئے تخت پر بیٹھی شراب پی رہی ہے نشین چہرہ صورت و شکل مین رشک حور ہے اور کبھی سو ماہرو جسطرح سے گرد ماہ کے انجم فلک پر طلعت

ہین وہ سب بھی خوبی و نزاکت مین مثل نسترن و نسترن ہین اور رقاصان پری پیکر و سرایندگان خوش الحان سرگرم رقص و سرود خوب نغمہ سے ناچ گا رہی ہین اندر کے اکھاڑے کا سمان دکھا رہی ہین لندھور صحبت دیکھکر کمال محظوظ اور شادمان ہوا اور حیرت سے چارونطرف نگران ہوا اُسنے لندھور کو تخت پر اپنے پہلو مین بٹھایا گویا اُسکو پھنسانیکے لیے ایک جال پھیلایا اور کئی جام گلگون کے اپنے ہاتھ سے پلائے اور ہر جام مین ناز و کرشمہ معشوقانہ اُسکو دکھائے لندھور ایسا نشہ عشق مین سرشار ہوا کہ از خود رفتہ و بے اختیار ہو مطلق ہوش و حواس نہ رہا کچھ غیر و آشنا کا پاس نہ رہا گلے مین ہاتھ ڈالکر کہنے لگا کہ اے جان لندھور میری بارگاہ مین چل کہ وہان بہت آرام پائیگی بڑی راحت اُٹھائیگی اُس محتالہ نے کہا کہ اسوقت روز روشن ہے کل آنکر مجھے لیجاؤ تو مین چلونگی رات بھر تمھارے پاس ہونگی لندھور نے قبول کیا اُس سے رات کے رہنے کا وعدہ لیا ہر چند دل اُٹھنے کو نہ چاہتا تھا مگر مجبور رخصت ہو کے اپنی بارگاہ مین آیا اور آرائش خیمہ کا کارگزارونکو حکم فرمایا اور شب کا انتظار کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا آخر جب دن بسر ہوا اُسکا دل اُسکے اشتیاق مین اور بھی مضطر ہوا تبدیل لباس شب دیجور پہنکر اُس مکارہ کے پاس گیا شوق ملاقات سے کمال مضطرب اور بد حواس گیا اُسنے چند جام بیہوشی آمیختہ ایسے پلائے کہ لندھور بالکل بیہوش ہوگیا شراب کے نشہ مین مدہوش ہوگیا پہلے تو چاہا کہ باندھکر اپنے باپ کے پاس بھیجدے تو وہ اُس سے اپنا انتقام بخوبی لے لیکن مقلب القلوب نے اُسکے قلب کو پھیر دیا کہ اُسنے یہ نہ کیا مگر ایک صندوق مین لندھور کو بند کرکے دریاے شور مین کہ وہان سے متصل تھا ڈالدیا اور اپنے باپ سے جا کر یہ حال بیان کیا کہ مین نے تمھارے حریف کو مار کر دریا مین پھکوا دیا اُس تمھارے دشمن سے تمھارا بدلا اسطرح لیا وہ ملعون اُس ملعونہ سے بہت خوش ہوا اُسکی بہت سی تعریف کی اور شاباش دی اور اُسیدم طبل بجوایا اور سامان جنگ و جدال کا خوب مہیا فرمایا صبح کو جب دونون لشکر صف آرا ہوئے لشکر ہند نے جو ملک لندھور کو نہ دیکھا اور اُس جوانمرد پر زور کو نہ پایا چھوٹے سے بڑے تک کی کمر ٹوٹ گئی سبکی جرأت چھوٹ گئی سارج نے جنگ مغلوبہ کرکے بہت سے مسلمانون کو شہید کیا فوج کو ترغیب دیکر اُسنے اپنا بدلا لیا جبیپور نے دیکھا کہ فوج بسبب نہونے لندھور کے شکستہ دل ہے اب فتحیاب ہونا سخت مشکل ہے اور حریف غالب ہے اپنی ناموری کا طالب ہے طبل بازگشت بجواکر بدستور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور لندھور کے حال کا سُراغ لیا لندھور کا حال سنیے کہ صندوق موجون کے طمانچے کھاتا ہوا بہتا چلا جاتا تھا کبھی ادھر کبھی اُدھر موج کے تھپیڑے کھاتا تھا اتفاقاً ایک سوداگر کا جہاز سندھ سے آتا تھا اُسکے متصل ہوپنچا جہازیون نے صندوق کو نکالکر بے کھولے ہوئے تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اُس سوداگر بے عقل نے جھٹ پٹ مول لے لیا نہ دیکھا نہ بھالا بعد خریدنے کے صندوق کو کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل بیہوش پڑا ہے بے حس و حرکت خاموش پڑا ہے سوداگر کو کمال ترس اور رحم آیا اور صندوق سے نکالکر اُسکو پلنگ پر لٹایا اور بیہوشی کا اتارا دیا اُسکو ہوشیار کیا لندھور نے آنکھین کھولکر دیکھا تو نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ معشوقہ ہے جہان تھا پلنگ پر لیٹا ہوا ہون بہت سے کپڑون مین لپٹا ہوا ہون متحیر ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ کون جگہ ہے مین یہان کیونکر آیا اور مجھکو اس جہاز مین کون لایا سوداگر نے کہا کہ مین سوداگر ہون سندھ سے آتا ہون مال تجارت بیچنے کے واسطے لیجاتا ہون آپ صندوق مین بہے چلے جاتے تھے جہازیون نے صندوق کو نکالا اُنسے مین نے لیکر کھولا تو آپ کو بیہوش دیکھا پلنگ پر لٹا کے اتارا بیہوشی کا دیا

احسان ہین نے تمھارے ساتھ کیا الحمد للہ کہ آپ ہوش مین آئے ہمنے آپکے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھائے آپ اپنا احوال فرمایئے کہ آپ
کون ہین اور آپکا حال کیا ہی آپ پر یہ حادثہ کیونکر پڑا ہی خسرو نے اپنا نام و نسب جو ظاہر کیا اُسکو اپنے حال سے ماہر کیا تاجر بھی مرد
مسلمان تھا صاحب ایمان تھا لندھور کے پانون پر گر پڑا اور کہا کہ مین آپکو انشاء اللہ تعالی بخوبی تمام سر اندیپ پہونچا دونگا
اور آپکی ہر طرح کی خبر گیری کرونگا لندھور نے پوچھا کہ تم اب کہان جاؤگے وہان سے کب پھر کر آؤگے سوداگر نے کہا مین ملک مانڈو
کو جاؤنگا اُس شہر مین چند روز آرام کرونگا بارے کئی دن مین جہاز ملک مانڈو پہونچا سوداگر نے جہاز کو لنگر دیا اور شہر مین جا کر قیام
کیا ایکدن خسرو سند بازار کی سیر کو نکلا ناگاہ اُسی طرف کو گذر ہوا جہان وہ کمان اور توڑہ اشرفیون کا رکھا تھا اور ایک
دستہ سپاہیونکا اُسکی حفاظت کر رہا تھا نگاہبانون سے پوچھا کہ یہ کمان کسکی ہی اور یہان کیون رکھی ہی وہ بولے کہ یہ کمان بہرام کی ہی جو کوئی
اس کمان کو کھینچے گا وہ یہ توڑہ اشرفیونکا پائیگا اور اپنے تئین نامور بنائیگا لندھور بہرام کا نام سُنکے بہت ہنسے دلمین خوش ہوا اُسکی طبیعت نے
تسکین پائی دلمین مسرت آئی مگر نگاہبانون سے کہا کہ بہرام جسکا نام ہی وہ میرا غلام ہی مدت سے بھاگا ہوا ہی شکر ہی کہ آج اُسکا پتہ نشان
پایا نام اُسکا سُننے مین آیا یہ کہکر کمان کو اُٹھا کر چند بار قلابے یے خوب زور کیے اور اشرفیان لیکر اُسی جا غریبون کو لٹا دین اور
مساکین کو تقسیم کین نگاہبانون نے یہ خبر بہرام کو پہونچائی سب کیفیت اُسکو مفصل سُنائی بہرام نے یہ تقریر سُنکر کہ بہرام میرا غلام ہی
بہت خیرہ ہوکے حکم دیا اور کئی شخصون کو مقرر کیا کہ اُسکو جلد میرے پاس لے آؤ مطلق آئین پر نہ لگاؤ وہ لوگ چند قدم گئے ہونگے کہ
خسرو کو آتے دیکھکر اُس جا سے پلٹ کے بہرام کو خبر دی فوراً اطلاع کی کہ وہ شخص خود چلا آتا ہی آپ کا اقبال خود اُسکو کھینچ لاتا ہی بہرام
نے بارگاہ سے نکلکر تھوڑی دور گھوڑے سے چلکر جو دیکھا بے اختیار دوڑ کر قدمون پر سر جھکایا کمال عاجزی اور فروتنی سے پیش آیا خسرو نے اُسکے
سر کو چھاتی سے لگایا بہت پیار سے پیشانی پر بوسہ دیا اور دونون خوشی کے مارے بیہوش ہو گئے نشہ محبت سے مدہوش ہو گئے ملک شعیب
یہ خبر سُنکر اپنی بارگاہ سے نکل آیا دونونکا حال ملاحظہ فرمایا اُنکے چہرے پر عرق بید مشک و گلاب چھڑکا جب وہ ہوش مین آئے اور ہوش و حواس
بجائے ملک شعیب مستفسر کیفیت ہوا بہرام نے اُسدن تک اپنا حسب و نسب ملک شعیب سے چھپایا تھا اور اپنا حال کچھ زبان پر نہ لایا تھا
مگر اُسوقت اپنا اور خسرو کا حال مفصل بیان کیا اسرار نہان کو عیان کیا ملک شعیب نے خسرو کا نام سُنتے ہی خسرو کے قدم چومے
اور بارگاہ مین لاکر خسرو کو تخت پر بٹھلایا بہت سا اعزاز و اکرام فرمایا اور آپ با ادب ایک کرسی پر بیٹھا اور اُسیوقت جشن شاہانہ ترتیب
دیا اور محفل طرب کی تیاری کا تاکید تمام حکم دیا ایک ہفتہ تک لندھور جشن مین مشغول رہا جو سامان عیش و نشاط چاہیے وہ سب حصول
رہا بعد ازان لشکر جمع کرکے بہرام کو اپنے ساتھ لیکر بکمال کر و فر شوکت سر اندیپ کی طرف روانہ ہوا ہمراہ اسباب و کارخانہ

داستان احوال مین صاحبقران گیتی ستان نزول بقاف کوچک سلیمان امیر حمزہ عالیشان کے

داستان سرایان افسانہ سخن سنج یون لکھتے ہین کہ جب سال تمامی پر آیا اور ایام حمل نے اختتام پایا آسمان پری کے بطن سے ایک
لڑکی آفتاب کی صورت پیدا ہوئی اُسکے حسن و جمال پر سبکی طبیعت شیدا ہوئی بادشاہ تو بہت خوش ہوا لیکن صاحبقران لڑکی
کے پیدا ہونے سے کمال ناخوش ہوئے اپنے دل مین بہت مشوش ہوئے بادشاہ نے معلوم کیا کہ صاحبقران کو دختر کے پیدا ہونے کے

سبب سے ملال ہوا انکو رنج کمال ہوا خلعت سلیمانی ہوکر کہا کہ یا امیر یہ خدا کی تقدیر ہو اسمین کیا کسی کی تقصیر ہو آپکے ملول ہونے کا مقام نہین
یہ عقلمندون کا کام نہین عبد الرحمن نے کہا یا صاحبقران یہ لڑکی ایسی نہوگی آخر صاحب نصیب ہوگی کہ تمام دیوان سرکش
قاف کو زیر کریگی اور صاحبقران قاف کہلائیگی تمام پرستان مین بڑا رتبہ پائیگی ملال امیر کا یہ بات سنکر دور ہوا طبیعت کو
حاصل سرور ہوا بادشاہ نے کئی مہینے تک تو اسی کے پیدا ہونے کا جشن کیا محتاجون فقیرون مساکین کو بہت سا زر و نقد و اسباب ہر قسم
کا دیا جب وہ لڑکی ششماہہ ہوئی صاحبقران نے ایکدن بادشاہ سے کہا کہ آپنے جو کچھ فرمایا مین وہ بجالایا اب مجھکو پردہ دنیا پر
بہیجوا دیجیے اپنے وعدے کو وفا کیجیے بادشاہ نے کہا یا صاحبقران نصر الله مین بہت احسانمند ہون اور تمہارے صفات حمیدہ
حالات سے خورسند ہون اب مجھکو تمہارے رخصت کرنے مین کچھ عذر نہین ہو اور تمہاری خاطرداری ہر طرح سے میرے دلنشین ہو لیکن قلعہ
سیمین مین جو قاف کے جانب شمال ہو اسکا حال ہو کہ خرچال و خرپال نامے دو دیو دس ہزار دیوونکی جمعیت سے قیام پذیر ہین وہ
دونون بڑے سرکش اور شریر ہین اور وہ قلعہ میرا موروثی ہو اگر مناسب جانیے اور میری التماس کو مانیے تو انکو مارکر قلعہ تخلص کر دیجیے
اتنی تکلیف اور اٹھائیے اور نہین تو جیسی آپکی مرضی ہم آپکی خوشی کے خواہان ہین کہ زیر بار احسان ہین امیر نے کہا بہرحال مین آپکا تابع فرمان
اور دوست صادق بدل و جان ہون بسم الله سواری منگوائیے میرے جانیکی تیاری فرمائیے کہ اس طرف جاؤن اس بلا کو بھی ٹھکانے
لگاؤن بادشاہ نے تخت منگواکر امیر کو سوار کردیا اور سامان سفر کا جیسا کہ چاہیے تیار فرمایا اور دس ہزار سرہ دیو کو ہمراہ کیا
اور انکو صاحبقران کی تابعداری کا حکم دیا صاحبقران وہان سے روان ہوئے وہ سب دیو انکے تابع فرمان ہوئے جب
پانچ کوس قلعہ سیمین باقی رہا امیر ایک میدان وسیع دیکھکر تخت سے اتر پڑے اور دیوونسے کہا کہ یہان ٹھہرنا ہمارے نزدیک بہتر ہو
کہ یہ میدان لڑنے کیواسطے خوشتر ہو یہ خبر خرپال و خرچال کو بھی پہونچی وہ دونون قتال پر آمادہ ہوئے بیس ہزار دیو ہمراہ لیکر
امیر کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئے امیر نے فوج کا پرا باندھا دیکھا کہ دو دیو صف لشکر سے نکلکر علیحدہ کھڑے ہوئے ہین کہ عجیب الخلقت
ہین صورتین انکی پر ہیبت ہین ایک کے تو کان گدھے کے دوسرے کی صورت بالکل مانند خر ہو کہ دیکھنے والا اس شکل کے دیکھنے سے متحیر ہو
معلوم کیا یہی دونون سردار ہین آمین پہلے خرچال داشمشاد لیے ہوے امیر کے سامنے آکر للکارا اور بآواز بلند پکارا کہ کشندۂ عفریت
و قاتل اہرمن کہان ہو میرے سامنے آئے مجھکو اپنی بہادری دکھلائے کہ مین دیوان قاف کا بدلا لون ایک ہی وار مین اسکو قتل
کرون امیر نے اسکے سامنے جاکر فرمایا کہ لا کیا ضرب رکھتا ہو میرے نزدیک تجھکو اپنی جان کی کھا وہ دیو قہقہہ مارکے بولا کہ تیرا اتنا سا
قد ہو مین پہلے تجھپر کیا حربہ کرون تجھسے آدمزاد حقیر پر پہلے حربہ کرکے لوگون کے سامنے ذلیل ہون امیر نے کہا کہ اسی کوتاہ قامت نے
اہرمن عفریت سے کشیدہ قامت کو مین نے پست کیا ہو خواب عدم مین سرمست کیا ہو اور اگر پہلے تو حربہ نکریگا تو تیرے دل کا ارمان تیرے
دل ہی مین رہجائیگا حسرت کے ساتھ جہنم مین ٹھکانا پائیگا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون تیری اجل میری شمشیر مین ہو یہی بات تیری
تقدیر مین ہو تب تو جھنجھلا کر اسنے داشمشاد سے امیر پر حربہ کیا امیر نے اسکے وار کو خالی دیا اور ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا اس صفائی
سے مارا کہ وہ دیو مع داشمشاد چار ٹکڑے ہو گیا بستر مرگ پر سو گیا خرپال اپنے بھائی کو مرا دیکھکر نعرہ لیکر امیر پر دوڑا آتے ہی امیر پر

ایک ہاتھ چھوڑا امیر نے اُسکے زنگاله کو رد کرکے اُسکا کمر بند پکڑ کے دے مارا اور خنجر نکالکر چاہا کہ اُسکو بھی قتل کریں اُسکے بھائی کے پاس اُسکی بھی لاش دھرین خرپال نے کہا یا صاحبقران اگر مجکو نہ مارو تو اپنی زندگی تک تمھاری اطاعت کرونگا کبھی تمھاری اطاعت سے قدم باہر نہ دھرونگا صاحبقران قول لیکر اُسکے سینے سے اُتر آئے اور یہ سخن زبان پر لائے کہ اے خرپال تو مجکو وہان پہونچا دیگا یہ کام اپنے ذمہ لیگا وہ بولا کہ بسر و چشم لیکن چندے قلعہ سیمین میں چلکے استراحت کیجیے تھوڑے روز دن اپنے بدن کو اس سفر کی تکلیف سے آرام دیجیے پھر جہان فرمائیے گا پہونچا دونگا جو حکم کیجیے گا وہی کرونگا امیر چار دیو فتح کی خبر دینے کو اُن کے پاس بھیجکے آپ قلعہ سیمین میں تشریف فرما ہوے کمال جاہ و حشم سے رونق افزا ہوے ایک باغ بہت گلگشت و فرحت افزا تھا امیر اُسکی نہر میں غسل کیا غوطہ لگایا اپنے جسم کو خوب مطاہر فرمایا اور تلوار میں جو خون لگا ہوا تھا اُسی نہر کے پانی سے دھویا اُس جبے کو بھی دھویا اور بارہ دری میں جاکر تخت پر بیٹھے اور کسی قدر میوہ کھایا اُس باغ کے میوہ ہاے غریب سے حظ اُٹھایا سستی جو معلوم ہوئی تخت پر پاؤن لمبے کرکے سو رہے نیند میں غافل ہو رہے خرپال نے دیکھا کہ صاحبقران غفلت میں ہیں اب نکالا اڑا لینا نہایت آسانی سے عقرب سلیمانی کو امیر کے پہلو سے اُٹھایا اور میان سے کھینچکر امیر پر ایک ہاتھ لگایا لیکن مثل مشہور ہے کہ جسے خدا نہ مارے اُسکو کون مارے وہ تلوار محراب پر لگی اور اتفاقاً امیر نے بھی اُسوقت کروٹ بدلی خرپال نے جانا کہ صاحبقران جاگا تلوار میان میں کرکے امیر کی ہیبت سے بھاگا امیر جب جاگے تو دیکھا کہ کوئی متنفس نہیں اور عقرب سلیمانی بھی نظر نہیں آتی ہے انکی کیفیت تو کچھ ادھر ہی پائی جاتی ہے کمال مشوش ہوکے دیووں سے بلاکر پوچھا کہ خرپال کہان ہے وہ خرد جال کہان ہے عرض کی کہ بیابان مینا میں ہے لیکن ہان کوئی دیو جا نہیں سکتا ہے اُسکے پاس کوئی راہ پا نہیں سکتا ہے ہر چند امیر نے سب دیووں سے کہا کہ مجکو بیابان مینا میں پہونچا دو مجکو وہان راستہ بتا دو لیکن کسی نے قبول نہ کیا اُس قلعہ کا نشان نہ دیا تب تو امیر نے سب دیووں کو رخصت کیا اور آپ تن تنہا پیادہ پا توکلاً علی اللہ اُس قلعہ کیطرف تنہا چلے ساتویں دن بیابان مینا میں پہونچے دیکھیں تو ایک پہاڑ ہے کہ جسکی بلندی کی نہایت نہیں اُسپر چڑھنے کی کسی میں طاقت نہیں اُسکے پتھروں کا رنگ پکھراج کے مانند زرد ہے آسمان کی رنگت جسکے سامنے گرد ہے اور اُسپر سبزی قدرتی اس وضع سے قائم ہے کہ گویا مینا ہے صانع بیچون نے اپنی صنعت کاملہ سے اُسکو رنگ سبز دیا ہے اور اس کوہ کے نیچے کوسوں تک زعفران زار ہے اسکی عجب طرفہ بہار ہے اور درمیان میں اُس زعفران زار کے ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسکی صفائی پر ایک عالم نور کا ہے اُسپر خرپال بے خبر مثل بخت کے سوتا ہے اور بغل میں عقرب سلیمانی رکھی ہوئی ہے گویا اُسکی موت کی نشانی رکھی ہوئی ہے پہلے تو صاحبقران نے عقرب سلیمانی کو اپنے قبضے میں کیا جھٹ پٹ اُسکو اُٹھا لیا بعد ازان یک نعرہ ایسا کیا کہ کوہ لرز گیا اور خرپال جاگ کر بید کیطرح کانپنے لگا اور چاہا کہ بھاگ جائے صاحبقران کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے صاحبقران نے قدم بڑھا کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا اُسکی کمر پر ایسا مارا کہ خیار مال خوردہ کیطرح دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آیا جان ہوا ہو گئی روح فنا ہو گئی صاحبقران اُسکو مارکر اُسی چبوترہ پر تلوار کا تکیہ لگا کے بیٹھے اُس مردود کو جہنم واصل کرکے اطمینان سے آکے بیٹھے اُدھر دیووں نے جو کیفیت دیکھی تھی جاکر بادشاہ سے بیان کی اس تمام حال سے مفصل اطلاع دی بادشاہ نے بیتاب ہوکر خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ جلد صاحبقران کی خبر لینا چاہیے

اب انکی ضرور مدد کیا چاہیئے ایسا ایسا سُنا ہی دیو جو انکے پاس سے آئے ہین اُنھون نے کہا ہی خواجہ سوار ہوکر روانہ ہوئے
کئی دن مین تلاش کرکے بیابان مینا مین پہونچے جستجو کرتے کرتے آخر اُس صحرا مین پہونچے دیکھین تو لاش خرپال کی دو ٹکڑے
پڑی ہی صاحبقران نے ایسی تلوار جڑی ہی امیر کو سلام کیا بادشاہ کا پیام دیا اور دست بازو کو بوسہ دیکر تخت پر
اپنے ساتھ بٹھلاکے گلستان ارم مین آئے نہایت اعزاز واکرام سے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے صاحبقران کو
چھاتی سے لگایا کمال التفات فرمایا اور کہا کہ چھ مہینے کے بعد مین خواہ مخواہ تمکو بردہ دنیا پر بھیجدونگا تمکو اچھی طرح
سے رخصت کرونگا امیر مجلس مین گئے اور دن گننے لگے بادشاہ کے وعدے پر صبر کیا اپنے نفس پر جبر کیا

داستان شاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو نامدار رہبر فرد فرامرز کی

راویان عیار پیشہ وحاکیان فطرت اندیشہ تقریر کرتے ہین اُن لوگون کا حال یون تحریر کرتے ہین کہ ہرگاہ قلعہ
نیستان مین بھی آذوقہ ہو چکا عمرو متردد ہوا کہ اب کیا کیا چاہیے کسی تدبیر سے کچھ غلہ وغیرہ مہیا کیا چاہیے خسرو نیستانی سے
پوچھا کہ یہان سے نزدیک کوئی اور بھی قلعہ ہی کہ چندے ان کافرون کے ہاتھ سے اسمین امان لون اپنے ساتھ والون کے
بچانے کی کوئی تدبیر کرون خسرو نیستانی نے کہا یہانسے بارہ فرسنگ پر ایک قلعہ ہی اسکو رہتاس گڈھ کہتے ہین وہ اہل قلعہ
سب بیخوف رہتے ہین نہایت مستحکم ہی میری دانست مین ایسی مضبوطی کا قلعہ کم ہی اس قلعہ کو اگر کوئی زیر کرلیا چاہے تو محض
محال ہی تیرا خام خیال ہی اور دو شخص وہان کے حاکم ہین ایک کا نام طہمورث شاہ ہی اور دوسرے کو ثابت شاہ کہتے ہین
اُن دونکو لوگ بہت صاحب حشمت و جاہ کہتے ہین عمرو نے مقبل وفادار سے کہا کہ تم قلعے سے خبردار رہنا مین قلعہ رہتاس
کے لینے کی فکر مین جاتا ہون اس قلعے کی تسخیر کا کوئی ڈھب لگاتا ہون یہ کہکر پوشاک شاہانہ اتار لباس عیاری پہن سلاح کر کے
قلعے سے نکلکر روانہ ہوا ڈیڑھ پہر کے عرصہ مین رہتاس گڈھ پہونچا کئی بار حصار کی گرد آوری کی لیکن قلعے مین جانیکا کوئی لگا ڈھب یا
راستہ اندر جانے کا نظر نہ آیا ناچار ہوکے وہان سے پھرکے قلعے کے سامنے ایک ٹیکرے پر بیٹھکر قلعے مین جانے کی فکر کرنے لگا کس تدبیر
سے قلعے مین جاؤن اور اسمین خلل پاؤن ایک ساعت کے بعد ایک گھسیارہ ٹٹو پر سوار جالی کھرپا کمر مین کھونسے قلعے سے باہر
آیا عیار نے یہ نقشہ جمایا کہ ایک درویش کی صورت بنکر پیچھے پیچھے اسکے چلا گیا کچھ اُس سے بات نہ کی اپنے مطلب سے اسکو خبر نہ دی
جب وہ کوس کے قریب وہ جاکر ایک میدان مین ٹٹو سے اُترکر گھاس چھیلنے لگا عمرو نے پیچھے سے اُس سے عشق اللہ کہا اور
خاموش ہو رہا وہ سلام کرکے بولا شاہ صاحب کہان سے آپ آتے ہین کس کام کے لیے سفر کی تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے کہا کہ ہمکو
اسباب سے کیا کام ہی ہمکو اسی برج مین راحت و آرام ہی جسکے پاس خدا کا حکم ہوتا ہی اسکے پاس ہم جاتے ہین ہمکو اپنے معبود کا
حکم سناتے ہین چنانچہ تیرے واسطے خدا نے کرم کیا کہ ہمکو تیرے پاس آنے کا فرمان دیا ہم آکر موجود ہوئے سب حاصل اب تیرے مقصود
ہوگئے یہ کہکر دو خرمے جھولی سے نکالکر اُسکو دیے تر و تازہ اُسکو عنایت کیے اور فرمایا کہ بسم اللہ کرکے اسکو کھا اسکے مزے سے
ایک کیفیت اُٹھا وہ سادہ لوح خرمے عمرو سے لیکر کھا گیا دو گھڑی کے بعد پینک مین آیا ان چھ چار دن کا کھانا ابار نکالا عمرو نے

اور بھی دوا دے بیہوشی اُسکے دماغ مین پھونکدی کہ تمین چار دن تک سر نہ اُٹھائے بالکل مدہوش پڑا رہے اور گھانس کے ڈھیر مین اسکو چھپا دیا اُسن بیچارے کا تو یہ حال کیا اور اُسکی صورت بنکر جالی کٹورا کمر مین کھونس ٹٹو پر سوار ہوکر قلعہ کیطرف چلا جب دروازے پر پہونچا تھر تھر کانپنے لگا تھکے ماندے کیطرح ہانپنے لگا دربان نے اُسکو دیکھکر قلعے کا دروازہ کھولدیا اندر جانے سے کچھ تعرض نہ کیا عمرو نے ٹٹو کی باگ ڈھیلی چھوڑدی کہ ٹٹو قدیم ہے البتہ گھر پہچانتا ہوگا اپنا مقام خوب جانتا ہوگا چنانچہ وہ ٹٹو گھسیارون کے محلے مین جاکر ایک جھونپڑے کے آگے کھڑا ہوگیا عمرو نے ٹٹو پر سے اپنے کو گرایا بیچارونکی صورت بنایا اور تھر تھر کانپنے لگا جورو اُس گھسیارے کی جھونپڑی سے نکلکر پوچھنے لگی کہ منوا کے باپ خیر تو ہے تمکو کیا ہوا عمرو بولا کہ جاڑا چڑھا ہے وہ عمرو کو اُٹھاکر اپنی جھونپڑی مین لیگئی اور بوریے پر لٹا کے ہاتھ پاؤن دبانے لگی اُسکا حال دیکھکر پیچ و تاب کھانے لگی عمرو نے دن کو تو سوکے کاٹا جب شام ہوئی بیچ کا اوگرا پکوا کر کھانا کھاپی کر نیا روپ لایا یعنی نصف شب گذرے لباس شبروی پہنکے اُس جھونپڑے سے نکلکر چوکیدارون سے بچتا بچاتا زیر دیوار قصر طہمورث شاہ پہونچا اور کمند کے ذریعہ سے محل مین داخل ہوا بارہ دری مین پہونچکر مطلب اُسکا حاصل ہوا دیکھا کہ ایک پلنگ لاجوردی پر طہمورث شاہ دوشالا اوڑھے پڑا سوتا ہے سچ ہے کہ سوتا اور مردہ برابر ہوتا ہے اور چند شمعین روشن ہین عمرو نے شمعون کو گل کیا ایک بتی عیاری کے واسطے روشن رکھی اور متصل اُسکے جاکر دوشالہ کا آنچل جو منھ پر سے اُٹھایا طہمورث شاہ نے عمرو کا ہاتھ پکڑلیا اپنا جسم اُسکو چھونے نہ دیا چونکہ عمرو ہمیشہ سیلہ مجرب ہاتھون مین پہنے رہتا تھا ایسے موقع کے لیے وہ اپنی تکلیف سہتا تھا ہاتھ کھینچتے ہی طہمورث شاہ کے ہاتھ مین سیلہ رہگیا اور عمرو کا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا عمرو دس قدم ہٹکر کھڑا ہوا طہمورث شاہ نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھسے تم کچھ وسواس نکرو شوق سے میرے پاس آؤ کسیطرح کا خوف اور خطرہ میری طرفسے اپنے دل مین نلاؤ مجکو ابھی خواب مین حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کرکے تمہارے آنیکی خبر دی تھی مجکو اس حال سے اطلاع کی تھی والا مین کیا جانون کہ تمہارا نام عمرو ہے تمھین اپنے دلمین غور کرو کہ تمکو کوئی اُس صورت پر پہچان سکتا ہے بغیر بتلائے تمہارا نام بھلا جان سکتا ہے عمرو اُسکے پاس گیا اُسنے بغلگیر ہوکر کہا کہ جو حکم ہو بجا لاؤن آپکی خدمت گذاری سے سعادت پاؤن عمرو نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت اپنی کہ سُنائی سب حقیقت اُسکو مفصل بتلائی اُسنے کہا کہ اس قلعہ کو تم اپنا جانو میرا کہنا سچ مانو بسم اللہ مہر نگار کو اور لشکر کو اپنے لاؤ یہان بیٹھکے قیام فرماؤ جسقدر رات باقی تھی باتون مین کٹ گئی صبح کو طہمورث شاہ نے اپنے توابعین سے کہا کہ مین مسلمان ہوا اللہ نے مجکو ہدایت کی کہ مجکو مشرف باسلام کیا کتنی بڑی عنایت کی اور قلعہ مین نے خواجہ عمرو کو دیا اس قلعہ کا اسکو مجمع الوجوہ مالک کیا خبردار خبردار جسوقت لشکر عمرو کا آئے کوئی اُسکو روکنے کی مجال نہ پائے بلا عذر دروازہ کھولدیجیو کچھ تعرض نہ کیجیو عمرو رخصت ہوکر خوشی خوشی قلعہ میتان مین آیا اپنے ہمراہیونکو یہ سب قصہ سُنایا اور سواریون مین ملکہ وغیرہ کو سوار کرکے مع لشکر سرنگ کی راہ سے قلعہ کے باہر نکلکر قلعہ رہتاس کیطرف روانہ ہوا مگر طہمورث شاہ کے اسلام لانے کا ہر لب پر فسانہ ہوا جب تابت شاہ نے شمیم وزیر سے حقیقت حال سُنکر طہمورث شاہ کو قتل کیا اُسکو مسلمان ہونے کے الزام مین تہ تیغ کیا اور اپنے شمیم دروازے پر جاکے عمرو کا منتظر بیٹھا عمرو کے مارنے پر کمر باندھکر بیٹھا عمرو اس حال سے بیخبر لشکر و سواریان زنانہ سمیت قلعے کے

متصل آیا اور دروازہ قلعہ کا کھلوانے کے واسطے چند قدم سب سے پہلے بڑھ آیا جب قلعے کی خاک ریز پر پہونچا فصیل پر سے مار
پڑنے لگی برچھیوں تلواروں کی بوچھار پڑنے لگی عمرو نے دربانوں سے کہا کہ مین عمرو ہوں مجکو اندر جانیکی طہمورث شاہ نے اجازت
دی ہی میرے ساتھ موافقت کی ہی شمیم نے پکار کر کہا کہ او ساربان زادے میان بھی خوب بنے کو آیا ہی میرے ساتھ بھی دغابازی
کا جال پھیلایا ہی طہمورث شاہ تو تجھسے فریب کھا کر جان سے مارا گیا سر اسکا بہ خنجر عمرو گردن سے اتار لیا خبردار اگر آگے قدم
بڑھایا تو تو جائیگا ابھی تو بھی قتل ہوگا اگر میرا کہنا نہ مانیگا عمرو سخت متردد ہوا کہ قلعہ سابق بھی ہاتھ سے گیا اور یہ بھی ہاتھ نہ آیا گردون دون نے
نیا شعبدہ پیش لایا اگر ابھی ہر فرد فرامرز پیچھا کرتے ہین تو اتنے دنون کی محنت شفقت مفت برباد ہوتی ہی دشمنونکی طبعیت شاد
ہوتی ہی مگر ناچار سوائے اسکے کچھ بن نہ آیا اور کسی بات کا موقع نہ پایا باہر مین خیمہ مہر نگار کا استادہ کیا اور ہمراہیون کو مہر نگار
کی حفاظت پر آمادہ کیا دوسرے دن شمیم نے ثابت شاہ سے کہا کہ ایک نامہ لکھکر ہر فرد فرامرز کو اس حقیقت سے
مطلع کیجیے انکو اس بات کی اطلاع دیجیے اگر ابھی وہ اپنا لشکر لیکر آتے ہین تو ہم اور وہ دونون ملکر بےشبہہ فتح پاتے ہین
اور عمرو مارا جاتا ہی سب لشکر اسکا ہزیمت کھاتا ہی اور مہر نگار انکے ہاتھ آتی ہی طبیعت انکی اس مخمصے سے فرصت پاتی
ہی ثابت شاہ نے رائے شمیم کی بہت پسند کی اور اسیوقت نامہ لکھکر مہتر صیاد نامے عیار کو دیا اور یہ حکم بتاکید کہا کہ
جلد ہر فرد پاس جا اسکا جواب لا اتفاقاً صیاد طہمورث شاہ کے عیارونکا مہتر تھا بات چیت عیاری مین سب سے بہتر تھا
اور طہمورث شاہ نے چھوٹا سا لیکر اسکو پالا تھا اور تربیت کیا تھا گویا اپنی فرزندی مین لیا تھا پس جبکہ طہمورث شاہ
مارا گیا تھا صیاد لہو کے گھونٹ پی کر رہتا تھا مگر ثابت شاہ کے خوف سے اپنا غم دل کسی سے نہ کہتا تھا وہ نامہ عمرو کے
پاس لیے چلا آیا بےتکلف عمرو کو دکھایا عمرو نے اس نامے کو پڑھکر صیاد کو گلے سے لگایا اور بہت تلطفات فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ
مین ثابت شاہ کو مار کے تجکو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اور اسکی حکومت بالکل تجھے دونگا عمرو نے ہر فرد فرامرز کی طرف
سے اس نامہ کا جواب لکھا بہت شتاب لکھا کہ اے ثابت شاہ تو نے بڑا کام کیا کہ ایسی دولتخواہی کی ہمپر بڑی مہربانی کی
اسکے صلے مین نوشیروان کے یہان تیری بڑی قدر و منزلت ہوگی سب سے زیادہ عزت ہوگی اور چونکہ عمرو ایک ہی مکار عیار
ہی اپنے کام مین بڑا ہوشیار ہی اسواسطے کتارہ کابلی کو ہم بھیجتے ہین کہ ہمارے پہونچنے تک قلعہ کی محافظت کرے ہر طرح
کی معاونت کرے اور مہر شاہزادون کی جعلی ثبت کرکے اسکو خریطہ شاہانہ کیطرح آرایش دی اور اپنی صورت کتارہ کابلی
کی سی بنا کر صیاد کے ساتھ قلعے مین گیا اور ثابت شاہ کو جواب نامہ کا دیا اور کچھ حال زبانی بھی عرض کیا ثابت شاہ نے
کتارہ کابلی کو صیاد سے پوچھا کہ کون ہی اور تیرے ساتھ کیون آیا ہی تو اپنے ساتھ اسکو کسواسطے لایا ہی صیاد نے کہا یہ
شاہزادون کے عیارونکا مہتر ہی سب عیارونکا افسر ہی اور شاہزادگان کابل کا بھانجا ہی اور کتارہ کابلی اسکا نام ہی بہت
صاحب اعزاز و اکرام ہی ثابت شاہ نے اسے گلے سے لگایا بڑی حرمت سے اپنے پاس بٹھلایا اور بے تکلف اسکی ضیافت
کی جیسی چاہیے ویسی عزت کی جب رات ہوئی عمرو نے کہا کہ مجھے شاہزادون نے بتقید فرمایا ہی اور بتاکید تام یہ حکم سنایا ہی کہ

نگاہبانی قلعے کی تو آپ کر نا ہیں دروازے مین آ کے بیٹھونگا رات کی رات نگاہبانی کرونگا باقی کل تو خود شاہزادے ہی آونگے
مع فوج و لشکر تشریف لائینگے یہ کہکر صیاد کو ساتھ لیا اور قلعے کے دروازے پر جاکے قیام کیا جب دو پہر رات گئی سب نگاہبانوں کو
طعمہ نہنگ تیغ بید ریغ کرکے دروازے کو کھولکے اپنے لشکر کو قلعے کے اندر لایا سبنے قتل پر ہاتھ اٹھایا ساکنان قلعہ پر برق تیغ
پڑنے لگی تلواروں کے زخم سے بجلی صورت بگڑنے لگی جسنے اسلام قبول کیا اُسکو امان دی جسنے عذر کیا اُسے جہنم کی راہ لی اور فصیلوں
برجوں پر اپنا بند و بست کیا تمام قلعہ کو اپنے قبضے مین لیا ثابت شاہ و شمیم وزیر کو دار پر کھینچکر صیاد کو قلعے کا بادشاہ
سب طرح کا اُسکو اختیار دیا اور چیاروں طرف سے غلہ منگا کر قلعے مین بھر کے چین سے باطمینان تمام بہ کمال جاہ و احتشام بیٹھا ہرمز و فرامرز
نے جو عیاروں سے خبر پائی کہ قلعہ کا دروازہ کھلا پڑا ہے ایک آدمی بھی دروازے پر نہین کھڑا ہے کوئی متنفس بھی قلعہ مین نہین ہے
معلوم نہین کیا ہوئے خود بخود سب فنا ہوئے عمرو سرنگ کی راہ سے مع لشکر قلعہ ہتاس کیطرف گیا شاہزادے پہلے تو قلعہ مین گئے
وہان کسی کو نہ دیکھا بعد ازان خیمہ گاہ پر آنکے ایک عرضی بادشاہ کو لکھی اسمین کیفیت درج تھی کہ ہمکو آٹھ برس ہوئے کہ عمرو کے پیچھے
خراب ہین مبتلائے عذاب ہین یا تو آپ خود تشریف لائیے یا کسی ایسے شخص کو بھجوائیے کہ وہ آنکر اس جہم کو سر کرے عمرو کو مع اسکے
رفیقوں کے زیر و زبر کرے ہم تو اس عیار کے ہاتھ سے سخت عاجز اور حیران ہوئے کیا کہین کیسے پریشان ہوئے عرضی تو کرگس ساسانی
کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی اس حال سے اسکو آگاہی دی اور آپ لشکر لیکے قلعہ ہتاس گئے کہ عمرو کے ساتھ مقابلہ کرین اسیرے
مقابلہ کرین دیکھا کہ قلعہ مثل طاؤس طناز تیلیہر پرندہ کی طاقت نہین ہے کہ اڑکر اسکے اندر جائے کسی صورت سے ہاں دخل پانے ناچار
قلعہ کو چاروں طرف سے محاصرہ کرکے اُتر پڑے کہ چند روز یہان قیام کیجیے عمرو اور اسکے لشکر کی خبر لیجیے مگر عمرو کے خوف سے کفار
کے لشکر مین فی الن کو باری باری لوگ سوتے تھے اور رات کو بالکل بیدار رہتے تھے اسکے شبخون مارنے سے بہت ہوشیار رہتے تھے ایکدن
شب کو ہرمز و فرامرز و بختیارک سرداروں سمیت بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ کتارہ طلایہ پھرتے پھرتے اُدھر آنکلا ان
لوگوں کی طرف کہین جا نکلا بختیارک نے کتارہ سے کہا کیون کتارہ عمرو بھی عیار ہے اور تو بھی عیار ہے مگر اسکی عیاری
شہرہ ہر شہر و دیار مین ہے عمرو کو دیکھ کیا کیا عیاریان کرتا ہے اپنے بچانے مین کیسی کیسی ہوشیاری کرتا ہے اور تجھسے آنا بھی نہین
ہوسکتا ہے کہ عمرو کو باندھ لائے کسی فریب سے وہ تیرے پنجے مین آئے کتارہ بہت اپنے دل مین خجل ہوا اسکی ملامت سے کمال
منفعل ہوا کہنے لگا کہ آج اگر عمرو کو مین باندھ لایا تو کتارہ نام نہ پایا یہ کہکر قلعے کی طرف جا کر گرد اسکے پھرا کسی طرف سے
جانے کی راہ نہ پائی کوئی تدبیر قلعے مین جانے کی اسکے خیال مین نہ آئی مگر ایک برج کیطرف آدمیوں کی آواز سنائی نہ دی اُدھر
کسی آدمی کی شکل دکھائی نہ دی معلوم کیا کہ اس برج کے نگاہبان سوتے ہین سبب جو بیدار ہو وہ بھی سوتے ہین کمند کو اٹکا کے برج پر گیا
دیکھا تو واقعی سب کے سب مثل بخت خفتہ اپنے سو رہے ہین نشہ خواب سے مست غافل ہو رہے ہین کتارہ سب کا سر کاٹکر شاہ برج
پر گیا عمرو اُسوقت محل میں جہر نگار کے ساتھ کھانا کھانے اور اسکی طبیعت کو بہلانے گیا تھا کتارہ عمرو کے پلنگ کے نیچے
لیٹ رہا چھپ کے سکے پایہ سے چمٹ رہا عمرو کھانا کھا کر محل سے برآمد ہوا شاہ برج پر آکے اپنے پلنگ پر لیٹا چونکہ رات بہت

گئی تھی لیٹتے ہی سو گیا منہ سے بیہوش ہو گیا جب کتارہ نے عمرو کے خراٹے کی آواز سنی پلنگ کے نیچے سے نکل کے زہ ہفت بند کو جوڑا اور سمین عنبر بیہوشی رکھا عمرو کے بردہ بینی کے پاس لیجاکے عنبر بیہوشی عمرو کے دماغ میں پہونچایا اس کام کا موقع پایا عمرو چھینک مارتے ہی بیہوش ہو گیا تن بدن کی خبر نہ رہی ناچار ہو گیا یعنی دشمن میں گرفتار ہو گیا کتارہ نے چار حلقہ کمند کے اسکے گلے میں ڈالکر گولا لاٹھی کیا ہر طرح سے اپنے قبضہ میں لیا اور چادر عیاری میں لپیٹا رہ باندھکر جس برج سے آیا تھا وہاں جانیکا راستہ پایا تھا اسی طرف سے نیچے اتر کر خندق سے پیر کر پار ہوا بہت خوش ہوا جو عمرو اسکی عیاری سے گرفتار ہوا اور پشتارہ لیجاکر ہر فرو فرامرز کے روبرو رکھدیا اور عرض کی کہ عمرو کو لیجیے اب تو مجھے شاباش دیجیے عجب طرح کی خوشی ہر فرو فرامرز و روئین بختیارک کو حاصل ہوئی کہ کثرت مسرت سے اپنی طبیعت سنبھالنا مشکل ہوئی تاج فلک پر اچھالنے لگے اور کلمہ واہ واہ کا منہ سے نکالنے لگے اور کتارہ کو چھاتی سے لگا کر بہت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا حد سے زیادہ معزز کیا اور اسی دم آہنگر کو بلوا کر عمرو کو قید آہن میں جکڑا ہر ایک عضو اسکا زنجیر نے پکڑا اور صبح تک خوشی کے مارے کوئی نہ سویا ہر گاہ قریب صبح عمرو ہوش میں آیا اپنے کو قید آہن میں مقید پایا دیکھکر کہنے لگا کہ لاحول ولا قوۃ کیا برا خواب دیکھ رہا ہوں کیا معاملہ خراب دیکھ رہا ہوں ہر فرو نے کہا کہ ای ساربان زادے یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے تیرے افعال کی سزا یہ گرفتاری ہے بہت تو نے سر اٹھایا تھا ہزاروں آدمیوں نے تیرے ہاتھ سے رنج پایا تھا دیکھ تو اب کیسی مکافات ملتی ہے اب تجھے کب ہمارے ہاتھ سے نجات ملتی ہے عمرو بولا کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ میں ولی ہوں علم باطنی میں تربیت یافتہ حضرت مرتضی علی ہوں مجھے قید رہنے کی عادت نہیں ہے مجھکو کوئی قید رکھ سکے یہ کسی کی طاقت نہیں ہے مگر اپنے حق میں آپ نے کانٹے بوئے اپنے عیش و آرام سب کھوئے جس وقت چھوٹا ایک ایک کو اگر سزا نہ دی تو عمرو نام نہ پایا عیاری کا نام مٹایا ہر فرو نے کہا کہ اب بھی تجھے جینے اور چھوٹنے کی امید ہے کون تجھکو چھڑا سکتا ہے اب جو تو ہمارے پاس قید ہے عمرو بولا کہ خدا میرا کریم ہے اسکی ذات پاک غفور و رحیم ہے میں ایسی قید میں رہتا نہیں تم لوگوں سے ہرگز ڈرتا نہیں جو تم سے ہو سکے کوتاہی نکرو کچھ میری خیرخواہی نہ کرو ہر فرو عمرو کی تقریر سے بہت غصے میں آیا اسیوقت عمرو کو جلاد کے حوالے کر کے حکم فرمایا کہ اسکو لیجاکر اسکی گردن مارو اسکے سر کا بوجھ خنجر ظلم سے اسکے جسم سے اتارو

نارنجی پوش کے عیار کا آنا اور عمرو کو قید سے چھڑانا

راوی لکھتا ہے کہ جلاد نے عمرو کو لیجاکر ریگ کے چبوترے پر بٹھلایا اور تلوار کھینچکر اسکے سر پر آیا عمرو نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی ہے کوئی دم میں روح بدن سے عدم کو جاتی ہے خدا و رسول کو یاد کرنے لگا چپکے چپکے کہا یا حضرت خضر ع دیکھیے اس حالت یاس میں میری خبر لیجیے اگر جیتا بچونگا تو جہانتک ہوگا پانچ کوڑی کا دلیا دریا کے کنارے جاکر چڑھاؤنگا ضرور فاتحہ دلاؤنگا بختیارک نے جو عمرو کے لب ہلتے دیکھے ہر فرو سے کہا جلاد کو حکم دیجیے اسکے قتل میں دیر تاخیر نہ کیجیے کہ جلد عمرو کا کام تمام کرے اسکی صبح زندگی کو شام کرے نہیں تو کوئی دم میں چھوٹ جاویگا اگر بچ گیا تو برا

غضب لاویگا دیکھیے تو وہ منتر پڑھ رہا ہی اُسکے عمل مین بڑا اثر ہوتا ہی پھر اُسکو کسی طرح کا نہین ضرر ہوتا ہی ہمرفر نے
دوسرا حکم جلاد کو دیا جلاد نے عمرو سے بیان کیا کہ جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لے کوئی دم مین مارا جاتا ہی ملک الموت تیری
روح قبض کرنے کو آتا ہی عمرو نے کہا ہم کھانے کے عوض غم و غصہ کھا چکے سب دنیا کے مزے اُٹھا چکے کچھ ہمکو آرزو نہین ہی
تو جلد اپنا کام کر اور کچھ نہ کلام کر جلاد دوسرا حکم پاکے عمرو کے سر پر آیا اور عمرو کے مارنے کو ہاتھ اُٹھایا عمرو دیا تو دوزانو
بیٹھا تھا جلاد کیطرف دیکھکر بولا کہ ای عزیز تیز تلوار سے مجکو مار کہ ایک وار مین سر تن سے جدا ہو جائے میری روح تڑپنے کی ایذا
نہ پائے پیلا تو تیری تلوار کا ٹوٹا ہوا ہی تو مجھے کیا ماریگا جلاد اپنی تلوار دیکھنے لگا عمرو نے فرصت پاکے دونون ہاتھ زمین
مین ٹیک کر ایک دولتی اس زور سے جلاد کے سینے پر ماری وہ لات ایسی لگی کاری کہ تلوار تو جلاد کے ہاتھ سے گر پڑی اور خود
لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا اسکے صدمہ سے بسمل ہو گیا اُٹھنا اُسکو مشکل ہو گیا یکبارگی چار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ دمار
ہمرفر نے جانا کہ جلاد نے عمرو کو قتل کیا اُسکو اجل نے نیست و نابود کیا بختیارک بولا کہ نہین حضرت عمرو نے جلاد کو مارا
جلاد اُس سے ہارا ہمرفر نے کہا کہ فی الواقع کیا بلا یہ عیار ہی بڑا چالاک و جگر دار ہی مرتے مرتے بھی ایک کو لے مرا دیکھو تو
جلاد کے ساتھ کیا کام کیا ہمرفر نے دوسرے جلاد کو بھیجا وہ تلوار کھینچکر عمرو کے مارنے کو آیا اپنی تلوار کو واسطے قتل کے اُٹھا
اُسوقت عمرو کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور زندگی سے نا امید ہوا کمال یاس سے رنگ منہ کا سفید ہوا کہ اُسمین ایک عیار بچہ
کسوت عیاری بدن پر لگائے بارگاہ مین آیا اور ہمرفر کو با ادب مجرا بجا لایا کہنے لگا کہ مین خان اعظم سلطان سلسال
بن زال شمامہ جادو بادشاہ ترکستان کا عیار ہون سب عیارونکا سردار ہون مجھے نوشیروان نے اطلاع کرنے ک[و]
بھیجا ہی کہ بادشاہ ترکستان مع لشکر ترک خاور آپکی مدد کو آتے ہین عنقریب آپکے پاس تشریف لاتے ہین ہمرفر اور
بہت مسرور ہوئے انکے دل سے سب غم دور ہوئے یہ کہکر اُس عیار بچے نے عمرو کیطرف دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہی جو تلوار کے
نیچے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی اپنی زیست سے دل اُٹھائے ہوئے بیٹھا ہی ہمرفر بولا کہ عمرو عیار جو تمنے سنا ہوگا اسکے ہاتھ سے
ہملوگ بہت عاجز و حیران تھے نہایت متردد و پریشان تھے کل شب کو کتارہ کابلی ہمارے عیارونکا چہتر باشی اسے باندھ
لایا ہی اسکی عیاری و چالاکی سے بعد مدت یہ شخص ہمارے قبضے مین آیا ہی اس عالم مین بھی ایک جلاد کی جان لی ہی اسکی دو[ر]
سے ایک دولتی دی ہی اب دوسرے جلاد کو بھیجا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا لگائے اُسکو عدم مین پہونچائے اس عیار بچے نے کہا کہ اسکا
مارنا بھی کچھ کام رکھتا ہی کوئی ہتھیار اُسکے پاس نہین اپنے بچنے کی اُسکو آس نہین مین نے خان اعظم کے حکم سے ایسے ایسے
پہلوان سرکش کو مارا ہی کہ جنکی صورت دیکھنے سے آدمی کے اوسان خطا ہو جائین ہزار آدمی ایک کے مقابلہ مین نہ آئین مجھے
فرمائیے تو اُسکا سر ایک ہی وار مین اڑاؤن اپنی شمشیر آبدار و قوت بازو کا آپکو تماشا دکھاؤن ہمرفر نے کہا کہ بہت اچھا جلاد کو
بلا لیا اُسکو بھیجوایا اس عیار بچے نے عمرو سے آکر کہا کہ سر جھکا اپنی گردن میرے سامنے لا عمرو بولا کہ سر جھکائے تو بیٹھا ہون میرے
پاس تلوار لگا عیار بچہ بولا کہ مین ایسا دیوانہ نہین ہون کہ تیرے پاس آؤن اُس جلاد کیطرح مین بھی لات کھاؤن تو مر جاؤن

رکے مجھے بھی لائین مارے تو مین تیرا کیا کرون کیونکر تجھے عہدہ برا ہون عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بڑا ہی شریر و تیز معلوم ہوتا
ہی یہ عیار بچہ تو بڑا فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہی یہ ضرور مجھکو ماریگا عمرو آبدیدہ ہوا آنسو آنکھون مین بھر لایا اور اپنی زندگی
سے ہاتھ اٹھایا عیار بچے نے یونانی زبان مین کہا کہ ای خواجہ آبدیدہ نہو اپنے دل مین رنجیدہ نہو مین نقابدار نارنجی پوش کا
عیار ہون تیرے چھڑانے کو آیا ہون مین نے تئین بہزار مکر و فریب تجھ تک لایا ہون پہلے تو پانون پھیلا کر تیرے پانونکی بیڑیان
کاٹ ڈالون تجھکو اس عذاب سے نکالون پھر تجھے گردن پر سوار کرکے یہان سے نکلون کس چالاکی اور با مردی سے ایکدم مین تجھکو
اس مکان سے نکلون یہ بات سنکے عمرو کی جان مین جان آئی حقیقت مین گویا دوبارہ زندگی پائی پانون پھیلا دیے اس
احسان کے شکر ادا کیے عیار بچے نے ایک تلوار ایسی لگائی کہ دونون پانونکی بیڑیان ایک ہاتھ مین اڑا دین پھر عمرو کو
گردن پر سوار کرکے اس تیزی سے بھاگا کہ کسی نے اسکا نشان نہ پایا جلوخانہ مین غل پڑ گیا چارون طرف سے لوگ
تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اسکے پکڑنے کو بہت سے پیادہ اور سوار دوڑے اس عیار بچے نے تلوار میان سے لی جسکا فریرا ایک ہاتھ
لگا پھر اسنے سر نہ اٹھایا اور عمرو نے کہ اسکی گردن پر سوار تھا ہر ایک کی پگڑی اتارنی شروع کی لات جوتی مارنی شروع کی
الآخر وہ عیار بچہ لڑتا بھڑتا عمرو کو لشکر کفار سے لے نکلا بیچ دشمنان خونخوار سے لے نکلا کوئی اسکی گرد کو
بھی نہ پہونچا ہر گاہ جنگل مین آیا عمرو کو گردن سے اتارکے سنایا لو خدا حافظ ہی اب تم اپنے قلعے مین جاو مین اپنے گھر کو جاتا ہون لیکن اب
تسلیم بجا لاتا ہون عمرو نے کہا ذرا تم ٹھہرو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا تمھاری ہمراہی کرونگا وہ بولا کہ مین ایسا احمق نہین ہون جو اب
ٹھہرا رہون ایک لحظہ بھی تمھارے پاس ٹھہرون تم مجھے اگر مانند نقابدار کا نام پوچھو تو مین کیا بتاؤن تم سے اپنا پیچھا کیونکر چھڑاؤن یہ کہکر
صحرا کی طرف چلدیا اور عمرو کو وہین سے رخصت کیا عمرو اپنے قلعہ مین داخل ہوا اطمینان حاصل ہوا دیکھے تو چھوٹے بڑے سب رو رو کے
دعائین مانگ رہے ہین کہ یا الہی عمرو کو ہمین زندہ دکھلا اسکو صحیح و سالم ہم تک پہونچا عمرو پر جو لوگون کی نگاہ پڑی سجدہ شکر ادا
کیا اور تیس جوان تھین ہر ایک نے اپنا اپنا وعدہ وفا کیا مہر نگار نے عمرو کیواسطے اپنا حال بہت ابتر کیا تھا عمرو کے آنے کی خبر سنکر
تن مردہ مین گویا جان آئی ایسی خوش ہوئی گویا سلطنت ہفت اقلیم پائی عمرو کو بلا کر لپٹکر رونے لگی اور اسی دم چند خوانچے جواہر کے عمرو پر سے
تصدق کیے محتاجون اور مسکینون کو دیے اور ایک ہفتہ تک محفل نشاط مین بسر کی کمال مسرت انبساط مین بسر کی ہر فر نے مختیارک سے پوچھا کہ
یہ کون تھا جو عمرو کو لیگیا ہمکو ایسا دھوکا دے گیا مختیارک نے کہا کہ عمرو سچ کہتا تھا خدا کے خاص بندے مارے جا نہین سکتے اور کسی کی قید مین وہ نہین
آسکتے انکے واسطے ہر دم آسمان سے مدد پہونچتی ہی غیب شعبہ خالق کون و مکان سے مدد پہونچتی ہی کوئی انکو نہین ستا سکتا ہی ہرگز انپر
قابو نہین پا سکتا ہی ہر فر خاموش ہو رہا قلعگیون کا حال سنیے کہ علوفہ جو تین دن سے زیادہ نہ رہا سبھون نے عمادی کے
ساتھ جاکر عمرو کو اطلاع دی جنس کے کم ہونے کی خبر کی عمرو نے کہا کہ اب کوئی اور قلعہ لیا چاہیے کسی دوسری جگہ رہنے کا
سامان کیا چاہیے صبا دے نے کہا کہ یہان سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہی سلاسل حصار اسکو لوگ کہتے ہین بہت خوش فضا
اور استوار کہتے ہین وہ در دولت ہے بادشاہ کا نام سلاسل شاہ ہی بڑا صاحب حشمت و جاہ ہی اگر جی چاہے تو مسخر کیجیے وہ استقام

کے اسکو لیجیے عمرو نے کہا کہ اچھا تم قلعے سے ہوشیار رہو مین جاتا ہون یا انکے امورات سے خبردار رہو مین فکر کرتا ہون اُسکی تسخیر کی کچھ تدبیر نکالتا ہون یہ کہکر پوشاک شاہانہ اُتار لباس عیاری پہن قلعے سے باہر آیا اپنے تئین عیار بنایا اور برق کی چھل بل سے تیز قدمی کرتا ایک شبانہ روز مین سلاسل حصار پر پہونچا اور جرأت و دلاوری کرکے تن تنہا پہونچا دیکھا تو واقعی قلعہ بہت مضبوط ہی سب لوازم قلعہ نہایت مضبوط ہی فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس قلعہ کو لیجیے کس تدبیر سے آمین داخلت کیجیے ایک ساعت کے بعد دیکھتا کیا ہی کہ ایک نوجوان چودہ پندرہ برس کا سن و سال بلباس شاہانہ پہنے گھوڑے پر سوار ہاتھ پر باز سنبھالے قلعے سے باہر نکلا از بسکہ کر و فر نکلا اور سوا سو سوار اسی قدر پیادے سوا ے قراول ہیلے و باز بردار و خاص بردار اور نقیب و چوبدار اردلیا ول و ہرکارے و عہدہ دار ہمراہ رکاب مین سب شخص اپنی اپنی خدمت ور کار گذاری مین لاجواب مین عمرو بھی وہان سے اُٹھکر پیچھے پیچھے اُسکی سواری کے چلا نشیب و فراز دیکھتا ہوا ساتھ کمال ہوشیاری کے چلا اور عقلاً تجویز کیا کہ مقرر یہ یہان کا شاہزادہ والاشان ہی جب تو اُسکے ساتھ یہ شاہانہ سامان ہی جب دیکھا کہ سواری دو کوس قلعہ سے بڑھ گئی عمرو نے الف آزادی کا پیشانی پر کھینچا سوزنی کا تاج فقرانہ سر پر رکھا منکا ٹھنکا سیلی گلے مین ڈالی لنگ باندھا پانچ چھ شاخ کی چھڑی کاندھے پر رکھ رومال سنبھالا چھڑی رشیدہ کشا بغدا ہاتھ مین لے شاہزادہ کے سامنے آکر صدا کی یون آزادونکی طرح ندا دی کہ عشق اللہ فقیر اللہ آج تو صبح صبح اللہ کے لوگونکی صورت دکھائی دی ہی معلوم ہوا کہ طالع نے کچھ یاوری کی ہی کچھ فقیرون سے بھی واحد شاہد ہوگے اللہ والونکو بھی اہی داتا دوگے شاہزادہ فقیر کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور گھوڑے کی باگ روک کر پوچھا کہ شاہ صاحب کدھر سے آپ تے ہین کس طرف تشریف لیے جاتے ہین جواب دیا کہ مانند گوز نہ زمین سے نہ آسمان سے ایک نئے جہان سے فقیر کا مکان لا مکان ہی جسکا نہ کچھ پتا ہی نہ کچھ نشان ہی فقیرونکے واسطے کوئی مقر نہین ہی بھلا فرمائیے تو فقرا کا بھی قیام کہین ہی آج یہان ہین کل وہان فقیرونکا وطن کہان بتا دین کچھ ٹھور ٹھکانا ہو بابا کہ سنائین شاہزادہ بولا شاہ صاحب یہ جو کچھ تمنے کہا سب درست ہی آپ کی گفتگو بہت ٹھیک درست ہی لیکن تب بھی دنیا مین آکر نشان کیواسطے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور آدمی کو چاہیئے رات کے بسیرے کے لیے دو ہاتھ زمین ہر کسی کو چاہیے شاہ صاحب علی بولے کہ فقیر تو سدا بے نام و نشان ہوتے ہین ان بیچارونکو سیر کہان مکان ہوتے ہین پیر ظاہر اور مرشدونکے ڈھیر بغداد مین ہین ایسی شہر جنت بنیاد مین ہین پوچھا کہ آپکا اسم شریف بولا کہ اسم کثیف مرشد کا بخشا ہوا نام تو شیدائی قلندر مگر حقیقت مین فقیر سودائی قلندر ہی شاہزادہ فقیر علی کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب امیدوار ہون کہ چندے میرے مکان مین چلکر کرم کیجیے کچھ روز دن ذرا اپنے تئین راحت دیجیے اور کسی قدر اس نواح کی بھی سیر فرمائیے یہ ملک بھی قابل دید ہی اسکی کیفیت سے بھی حظ اُٹھائیے فقیر علی نے کہا کہ بابا کیا مضائقہ ہی فقیر بھی جہان خلق دیکھتا ہی وہان بستر جماتا ہی ٹھہر جاتا ہی اگر جی لگجاتا ہی میرا نام و نشان تو پوچھ لیا مگر بابا اپنے نام سے تو نے فقیر کو آگاہ نہ کیا وہ بولا کہ میرا نام بہمن ہے سلاسل شاہ کا فرزند ہون اُسکی عنایت سے سربلند ہون فقیر علی نے کہا کہ بابا تو سیر و شکار کر آ فقیر قلعے کے سامنے

ٹیکرے پر تیرا انتظار کریگا جو تو ارشاد کریگا یہ فقیر اختیار کرے گا بہمن اُسی جگہ سے فقیر کو ساتھ لیکر پھرا اور قلعے مین جا کر اپنے دیوانخانے مین فقیر کا بستر کیا اور مکان پر تکلف اُسکو رہنے کو دیا اور بانواع اخلاق پیش آیا اسباب راحت کا مہیا فرمایا بہمن نے پھر کچھ سمجھ کے شاہ صاحب سے کہا کہ مین ایک ساعت کے واسطے جاتا ہون آپ ہرگز نہ گھبرایئے ابھی آتا ہون آپکو حقہ پانی کی ضرورت ہو تو خدمتگار میرے حاضر ہین اُن سے طلب کیجئے جس چیز کی ضرورت ہو میرے نوکرون سے مانگ لیجئے فقیر بولا کہ اچھا بابا بہت خوب تشریف لیجایئے مگر آنے مین دیر نہ لگایئے مگر ایسی کیا ضرورت ہے فقیر کے بھی سننے کے لائق ہے یا نہین اگر مضائقہ نہو تو ارشاد کیجئے اس امر سے مجکو بھی اطلاع دیجئے بہمن نے کہا کہ مجکو اسوقت دو چار ساغر شراب کے پینے کی عادت ہے آپ جانتے ہین کہ ترک عادت عداوت ہے پس آپکے روبرو پینا بے ادبی ہے اسواسطے جاتا ہون جھٹ پٹ پی کے آتا ہون فقیر عملی بولا کہ بابا یہین منگا کر پیجئے فقیر بھی دو ایک جام چڑھائیگا بادۂ گلگون سے کیفیت اُٹھائیگا انسان کسی حالت مین ہے اپنے رب کی یاد دل سے نہ بھلائے اُسکی یاد سے غافل نہو جائے اور فقیرون کا تو وہ دودھا ہے کبھی کبھی اُسکو پی لیتے ہین طبیعت کو سرور دیتے ہین بہمن نے ساغر شراب طلب کرکے چند ساغر پیئے دو تین پیالے فقیر کو بھی دیئے فقیر نے بھی نشے جانکے اُسکو پی کر مزے مین آگئے فقیر عملی کو جب سرور ہوا دوتارا داؤدی کو زنبیل سے نکالکر بجانا اور گانا شروع کیا سب کا دل لبھانا شروع کیا مشہور ہے کہ عمرو کا گانا مُردے کو زندہ کرتا تھا سامعین محو ہو گئے نہایت حظ اُٹھایا ہر شخص حرف تحسین اپنی زبان پر لایا ناگاہ منصور عیار سلاسل شاہ کا سپہ دو عیار ادھر آنکلا شاہزادے کو سلام کرکے پوچھا کہ یہ شاہ صاحب کہان سے آئے ہین یہ کون ہین کس ملک سے تشریف لائے ہین بہمن نے مفصل حال بیان کیا پوچھا کہ انکا نام کیا ہے یہان ٹھہرنے سے کام کیا ہے بہمن بولا کہ شیدائی قلندر اُنکو کہتے ہین فقیر ہین جہان چاہتے ہین رہتے ہین منصور دوڑکر عمرو کے لپٹ گیا بیاختہ اسکے پٹ گیا اور اپنے ساتھ کے عیارون سے کہا کہ مشکین اسکی باندھ لو اس درویش کو اپنے قبضے مین کرو عیارون نے فی الفور اپنے مہتر کے حکم کی تعمیل کی اسکی گرفتاری مین بہت تعجیل کی فقیر عملی نے بہمن سے کہا کہ کیون بابا فقیرون سے گھر مین بلا کر ایسا ہی سلوک کرتے ہین واہ کیا مسافر پروری ہے اسی کا نام عدل گستری ہے بہمن منصور سے ناخوش ہو کر کہنے لگا کہ فقیر نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکی ٹنڈیا کسین اسکو ایسی ذلتین دین منصور نے عرض کی کہ حضور یہ وہ فقیر ہے کہ جسنے سیکڑون بلکہ ہزارون امیرون کو فقیر کر دیا لاکھون کو دغا و فریب سے قتل کیا ہے اگر آپ نے نام عمرو عیار کا سنا ہو تو وہ یہی ہے اسکے ہاتھ سے نوشیروان شاہنشاہ ہفت اقلیم کا ناک مین دم آیا ہے اسکے ہاتھ سے اُسنے ہزارون طرح کا صدمہ اُٹھایا ہے الغرض اُسکو سلاسل شاہ کے روبرو لے گیا اور کہا کہ عمرو عیار حاضر ہے سلاسل شاہ نے کہا کہ اچھا میرے سامنے لاؤ اُسکو جلد بلاؤ جب عمرو اُسکے پاس آیا تب اُسنے یہ فرمایا کہ اے عمرو مین نے سنا ہے کہ تو خوب گاتا ہے تیرا گانا سبکو بھاتا ہے میرے سامنے بھی گا مجکو بھی اپنا گانا سنا کہ مین مدت سے تیرا مشتاق ہون اسوقت طاقت سے طاق ہون عمرو نے کہا کہ میرے

ہاتھ تو بندھے ہین دوتار کیونکر بجاؤن اور گانا آپ کو کیونکر سناؤن سلاسل شاہ نے ہاتھ اُسکے کھلوا دیے عمرو نے دوتار
بجا کر ایسا گانا گایا کہ سب کے ہوش اُڑا دیے سلاسل شاہ بہت خوش ہوا اور منصور سے کہا کہ ہاتھ اسکے باندھنا کچھ
ضرور نہین ایسی تکلیف دینے کا دستور نہین اسکو اپنے پاس قید رکھو کل جب پھر مین بلاؤن اُسکو حاضر لانا مگر خبردار
اسکو بہت نہ ستانا منصور نے عمرو کو لیجا کر ایک حجرے مین بند کیا عمرو نے کہا کہ بارالہا مین تو یہان قید ہوا لشکر اسلام
پر کیسی آفت آئی ہوگی اُنھون نے کیسی مصیبت اُٹھائی ہوگی اس فکر مین تھا کہ دو پہر رات گذرے منصور نے آکر حجرے کا
دروازہ کھولکر عمرو کو نکالا اُسکے قدمون پر سر ڈالا اور کہا مجکو معاف کیجیے گا مین آپکو پہچانتا نہ تھا اچھی طرح سمجھتا
نہ تھا مگر جس دن سے حضرت ابراہیمؑ نے عالم رویا مین مجکو مسلمان کیا اور فرمایا کہ عمرو یہان آئیگا تو اُسکی ملاقات سے فرحت
پائیگا پس مجکو اُسکی مدد کرنا واجب ہے اُسکی اطاعت مناسب ہے جب سے مین آپکی تلاش مین رہتا تھا اسقدر جو مین نے بے ادبی
کی اور آپکو اذیت دی فقط اسواسطے کہ اچھی طرح سے تحقیق کر لیا چاہیے بعد اُسکے اُنکے ارشاد پر عمل کیا چاہیے ایسا
نہو کہ یہ عمرو نہو اور تو عمرو جانکر اپنا راز دل بیان کرے ایسے راز نہان کو عیان کرے اب آپکا تابعدار ہون جو کچھ
فرمائیے بجا لاؤن اور اس حکم کی تعمیل سے سعادت پاؤن عمرو نے اُسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ کسی طرح اس قلعے کو لیا چاہیے
ایسی کوئی تدبیر معقول کیا چاہیے کہ لشکر اسلام چند روز یہان آکر امن مین رہے راحت پائے اُنکے دلکو تسکین آئے منصور نے کہا
بسم اللہ اُٹھیے ابھی سلاسل شاہ کو پکڑ لیجیے قلعے پر قبضہ اور دخل کیجیے عمرو لباس عیاری پہنکر منصور کے ساتھ سلاسل شاہ
کی خوابگاہ مین گیا اور اُسکو بیہوش کر کے منصور کے حوالے کیا اور اُسکو حکم دیا کہ اسکو اپنے پاس مقید رکھ خبردار بھاگنے
پائے یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نہ جانے پائے اور خود اُسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر سو رہا گویا خود بادشاہ ہو رہا جب صبح ہوئی
پہلے تو برہمن سے کہا کہ اے فرزند مجکو عالم رویا مین حضرت ابراہیمؑ نے مسلمان کیا ہے تو بھی اسلام قبول کر کفر سے ہاتھ اُٹھا
دینداروں کے فرقے مین ہو جا اس گردن زدنی نے یہ بات قبول نہ کی عمرو نے اُسکو سولی دی بعد ازان خلوت خانے مین
سلاسل شاہ کو بلایا اور یہ سنایا کہ مسلمان ہونا تیرے حق مین بہتر ہے وہ دیکھکر متحیر ہوا مارے خوف کے رنگ چہرے کا متغیر ہوا
کہ میری صورت کا آدمی تخت پر بیٹھا ہے اور مجکو میرے دین سے بیدین کیا چاہتا ہے شاید میری سلطنت لیا چاہتا ہے عمرو سے
کہنے لگا کہ تو کون ہے بتلا اپنا حال مفصل مجکو سنا اور میرے تخت پر کیون بیٹھا ہے کسنے تجھے یہان تک آنے دیا ہے عمرو نے کہا کہ
اور تو کچھ جانتا نہین اب تو خداے وحدہ لاشریک کی وحدانیت مین جلد ایمان لا اپنی جان بچا وہ کچھ کلمات بیہودہ زبان
پر لایا عمرو نے اُسیوقت اُسکو بھی سولی پر چڑھایا اور منصور کو اپنا نائب کر کے تخت پر بٹھلایا اور چھوٹے بڑے سے نذرین
دلوا کے فرمایا کہ جو کوئی منصور شاہ کی اطاعت نہ کریگا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا کسی نے
بجز فرمانبرداری کے سرتابی نہ کی سبنے اپنی عنان اختیار اُسکے ہاتھ مین دی جب عمرو اپنا بندوبست کر چکا اور دشمنون کو
خوب پست کیا منصور سے کہا کہ تم حکمرانی کرو اس قلعے پر فرمان فرما رہو مین لشکر اسلام کو لے آؤن اسکو یہان پہنچاؤن

تب آرام پاؤن اور میرے آتے آتے اسقدر غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے مین بھر رکھنا عمرو تو اُدھر گیا منصور نے بموجب حکم
عمرو غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے مین بھرا عمرو کا کہنا کیا عمرو نے قلعے مین جاکر تمام سردارونکو قلعے کے لینے سے مطلع کیا
اس امر عظیم کے حاصل ہونیکا سبکو مژدہ دیا اور سواریان مہیا کرکے آدھی رات گئے مع لشکر و ملکہ وغیرہ قلعے سے نکلکر سلاسل
حصار کی راہ لی سبکے آرام پانیکی تدبیر کی دو شبانہ روز مین پانچ دنکی راہ طے کرکے سلاسل حصار مین داخل ہوا سبکو چین و آرام حاصل ہوا
بدستور قدیم قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھا قلعہ کا حاکم بنکر با کمال جاہ و احتشام بیٹھا یہان تیسرے دن عیارون نے ہرمز و فرامرز
کو خبر دی اسکو اس حال سے اطلاع کی کہ عمرو نے یہ قلعہ چھوڑ دیا سلاسل حصار مین لشکر اسلام کو مع ملکہ مہر نگار داخل کیا ہرمز
اس خبر کو سنکر سر بجیب ہوا اس واقعہ سے بہت غمگین ہوا اور منشی کو بلا کر بادشاہ کیواسطے ایک عرضی مشتمل کیفیت حال خود اور
سلاسل حصار مین عمرو کا جانا اور اسکا بجمیع الوجوہ تسلط پانا لکھوا کر ایک پیک کے ہاتھ روانہ کی اور اسکو جلد پہونچنے کی تاکید کی

قاف سے آنا صاحبقران کا پردۂ دنیا پر

پیشتر اسقدر بیان ہو چکا ہے کہ امیر نے خرپال اور خرچال کو مار کر خسبستہ عاہا بادشاہ اور چھ مہینے قیام کیا
بمجبوری و چندروز مقام کیا ایکدن رات کو بارگاہ سلیمانی مین پلنگ مرصع نگار پر آسمان پری کے ساتھ سوتے تھے
ناگاہ خواب مین مہر نگار کو دیکھا کہ سوکھکر کانٹا ہو گئی اور غم مفارقت سے جسم گھل کر مانند ہلال ہو گیا ہے حسن و جمال کا مارا
بڑھیون کا سا حال ہو گیا اور امیر سے رو رو کر کہتی ہے اور ندی آنسوؤن کی اسکی چشم اشکبار سے بہتی ہے کہ کیون ابو العلا مین نے
ایسا ہی قصور کیا اور تمکو رنج دیا ہے کہ مجکو آتش مفارقت مین جلاتے ہو اور آپ پردۂ قاف مین پریون کے ساتھ مزے اڑاتے ہو
حیف صد حیف زمین سخت اور آسمان دور ہے آدمی ہر ایک طرح سے مجبور ہے بس ہوتا تو زمین کا پیوند ہوتی یا آسمان پر اڑ جاتی کہ
اس غم جانکاہ سے نجات پاتی امیر چیخ مار کر جاگ اٹھے دیکھیں تو کہان مہر نگار اور کہان پردۂ دنیا بے اختیار دھاڑین مار مار کر
رونے لگے نوحۂ غم والم اور کثرت گریہ وزاری سے اپنی جان کھونے لگے امیر کے رونے کی آواز سنکر آسمان پری چونک اٹھی
اور امیر سے پوچھنے لگی خیر تو ہے ایسا کیا ملال دل پر گذرا کہ زار زار روتے ہو نہایت مضطر اور بدحال ہوتے ہو امیر نے فرمایا کہ
مین اپنا حال پر ملال تجھسے کیا کہون ایسا زندگی سے بیزار ہون کہ جی مین آتا ہے کہ اپنی جان اپنے ہاتھ سے تلف کرون یہ وہ بولی
کچھ تو بیان کیجئے اپنے رنج سے مجکو اطلاع دیجئے امیر نے کہا کہ اے آسمان پری خدا کیواسطے مجھے جلد پردۂ دنیا پر پہونچوا دے جس
صورت سے ممکن ہو مجکو وہان پہونچا دے اسوقت مین نے مہر نگار کو بہت بحال ابتر خواب مین دیکھا ہے اپنی مفارقت کے غم و اندوہ مین
اسکو نہایت اضطراب مین دیکھا ہے آسمان پری بولی کہ یا ابو العلا مہر نگار کون ہے اسکا حال تو مجھے بتاؤ اس حقیقت کو مفصل مجھے
سناؤ امیر نے کہا کہ نوشیروان بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی اور میری معشوقہ ہے اور حسن و جمال مین بے نظیر مجھ دل باختہ کی محبوبہ ہے
آسمان پری سنکر بولی کہ یہ کیسے اور جگہ آپکو تعلق ہے کسی آدمزاد سے بھی عشق ہے تو کیون نہ جانا جانا بیکار ہے کام استغراق مین کیونکر
سنا اپنی جان مارنے کا سنکر تو امیر نے یہ کہنا کہ مہر نگار تجھسے بھی زیادہ صاحب جمال ہے کیا وہ ناز کرشمۂ حسن و ادا مین بے مثال ہے کہ مم

میرے ہوتے اُسکی ملاقات کے شائق ہو ہزار جان سے جو اُسپر عاشق ہوا امیر کے مُنھ سے بے ساختہ نکلگیا کہ مہر نگار کی لونڈیان
بھی تجھسے لاکھ درجہ زیادہ خوبصورت اور طناز ہونگی صاحب عشوہ و ناز و انداز ہونگی آسمان پری یہ سنکر خیرہ ہوکے کہنے لگی کہ ای
حمزہ تو مجکو مہر نگار کی لونڈی سے بھی کمتر جانتا ہی ایسا غضب کہ مجھسے اسکی پرستارون کو بہتر جانتا ہی بھلا دیکھون تو میرے
جیتے جی تو دنیا مین کیونکر جاتا ہی اب کسطرح میرے پنجے سے رہائی پاتا ہی صاحبقران تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی بولے کہ اگر تو میری
سدراہ ہوگی تو تجکو مارکر جاؤنگا ہر صورت اپنے تئین وہان پہونچاؤنگا آسمان پری نے جواب دیا یہ گھمنڈ نہ کرنا کہ مین صاحبقران
اور اولاد حضرت ابراہیم پیغمبر ہون حسب نسب مین تمسے افضل و بہتر ہون اگر تم صاحبقران اور بزرگ زادے ہو تو مین بھی حضرت
سلیمان کی اولاد ہون ایک پیغمبر جلیل القدر کی نسل اور والا تبار ہون تمسے کسیطرح کم نہین ہون جب مجکو مارنے کا ارادہ
کروگے تو تمھین کو مار ڈالونگی امیر کو اس کلمے سے طیش آیا اور اسکی زبان درازی سے بہت پیچ و تاب کھایا تلوار کھینچکر آسمان پری پر دوڑے
وہ بھی نیمچہ کھینچکر امیر کے سر پر آئی اور انکے قتل پر تلوار اٹھائی پریزادین دوڑ کر درمیان مین آگئین وہ تونکو ہٹا دیا اور علیحدہ کیا کسی نے
جاکر یہ خبر بادشاہ کو دی سب حال سے اطلاع کی بادشاہ گھبرا کے دوڑے آئے یہ سنکر بہت گھبرائے اور اپنی بیٹی پر غصہ کرنے لگے کہ او
شوخ دیدہ شوہر کا مقابلہ کرتی ہی خدا اور رسول سے نہین ڈرتی ہی تجھے میرا بھی ڈر نہین اپنی بدنامی کا خوف و خطر نہین جا میرے سامنے سے
دور ہو میری نظر سے مستور ہو بیٹی کو ڈانٹ کر امیر کو اپنی بارگاہ مین لیگئے اور کہا کہ صبح ہونے دیجئے رات بھر اور صبر کیجئے مین آپکو
رخصت کرونگا جانیکی اجازت دونگا القصہ جب صبح ہوئی بادشاہ نے امیر کو تخت پر سوار کیا اور اسباب ضروری ہمراہ دیا اور چار
دیو تیز پرواز سے فرمایا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پر پہونچاؤ انکے ساتھ جاؤ یہ خبر آسمان پری کو پہونچی کہ امیر کو بادشاہ نے رخصت کیا
اُسکو دنیا مین جانیکا اذن دیا فوراً قریشہ دختر امیر کو گود مین لیکر آئی تاکہ انکو اس لڑکی کو دیکھکر محبت آجائے اسواسطے
لائی دیکھا کہ امیر تخت پر سوار ہو چلے ہین رو رو کر کہنے لگی کہ یا صاحبقران اگر میری محبت نہین ہی تو نہین سہی تمکو اس لڑکی پر بھی
رحم نہین آتا تمھارا دل ایسی بچی پر بھی پیار نہین لاتا برائے خدا میرا قصور معاف کرو آئندہ آپسے کبھی مباحثہ نکرونگی ایسی گستاخی کبھی
نہوگی امیر نے فرمایا کہ مین تمسے کچھ خفا نہین اور لڑکی سے محبت ہی مگر مجکو وہان جانے کی بہت ضرورت ہی بالفعل مین پردۂ دنیا پر جاتا ہون
اور تمکو نہ لیجانے کی حقیقت سناتا ہون کہ اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے فوج سے آیا تھا اسی سبب کسی کو اپنے ساتھ نہین لایا تھا کہ
اتنے برس گذر گئے وہ سب متردد ہونگے کہ امیر کو کیا ہوا جیتا ہی یا موا پھر جب بلاؤگی تب آؤنگا بے تامل اپنے تئین یہان پہونچاؤنگا
اور میرے بلانے کی کیا احتیاج ہی تم خود جب جی چاہے میرے پاس آسکتی ہو دنیا مین تم جہان مین ہون آسکو پہونچا سکتی ہو اپنے ساتھ قریشہ کو
بھی لیتی آنا ضرور اسکو اپنے ہمراہ لانا یہ کہکر کہا کہ اچھا خدا حافظ ہی اور دیو کو سے تخت اٹھوا کر روانہ ہوئے راہی ہوئے کاشانہ ہو
آسمان پری نے اپنے مکان پر جاکر بہت اپنا حال برا بنایا انکی مہاجرت کا بہت رنج اٹھایا اتفاقاً اسوقت سلاسل پریزاد
آسمان پری کے پاس آیا آسمان پری کا حال اسنے کمال پریشان پایا دیکھکر متاسف ہوا اور پوچھا کہ سبب پریشانی کا کیا ہی
تو نے خود کو کیون اسقدر برا حال کیا ہی آسمان پری نے رو رو کر کہا کہ آج بادشاہ نے حمزہ کو پردۂ دنیا پر بھیجدیا بے تکلف

رخصت کیا اگر تم تکلیف کرکے دیوؤں سے دھمکا کر کہو اور کہ حمزہ کو بیابان حیرت مین چھوڑ آئین اسکو پردۂ دنیا پر نہ پہونچائین تو نہایت خوش ہونگی اگر میرا کہنا نہ کیجیئے گا تو کھانا پینا چھوڑ دونگی اور اگر حمزہ تمھارے جانے کا سبب پوچھے تو کہدینا تم سے رخصت ہونے آیا ہون تمھارا جذبۂ محبت مجکو کھینچ لایا تھا اصل حکم آسمانپری کا بجا لایا دیوون کو اسی طرح سمجھا دیا دیوؤن نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگر آسمانپری کا حکم نہ مانینگے اور اُسکے دائرۂ اطاعت سے قدم نکالینگے تو پردۂ قاف مین رہنا دشوار ہو جائیگا اور اس عدول حکمی کے سبب سے ہمارا تمام فرقہ ذلیل و خوار ہو جائیگا اس سے یہی بہتر ہے کہ صاحبقران کو بیابان حیرت مین چھوڑ آئین اور خلاف حکم آسمانپری کے عمل مین نہ لائین یہ صلاح ٹھہرا کے شام کو بیابان حیرت کے قریب تخت کو اُتار دیا سب نے دم لیا امیر نے کہا کہ یہان کیون اُترے بولے کہ بھوکے پیاسے ہین کچھ شکار کرکے کھائین کہ بھوک کی شدت سے تسکین پائین جب پیٹ بھر جائیگا تو تخت کا اُٹھانا پھر گرانی نہ لائیگا امیر نے کہا کہ بہتر ہے تم کچھ کھا پی لو اور مین بھی نماز مغرب و عشا ادا کرون خدا کا فرض ادا کرون امیر نے نہر سے وضو کیا اور ایک چٹان پر نماز پڑھی جب فراغت حاصل ہوئی تخت پر بیٹھکر دیوؤن کا انتظار کرنے لگے کہ آئین اور تخت کو اُٹھائین کسی دیو کی صورت نظر نہ آئی اُنکی منتظری مین رات بھر پلک سے پلک نہین لگائی جب صبح ہوئی پھر نماز ادا کی اور دیوؤنکی راہ دیکھنے لگے ہر گاہ پہر دن چڑھ گیا تب امیر نے جانا ہو نہو آسمانپری کے خوف سے دیو مجھے یہان چھوڑکر چلے گئے بڑی دغا دیگئے بہر حال تن بہ تقدیر پیدل ہی چلا چاہیے اب تو آخر کسی صورت سے اس مسافت کو طے کیا چاہیے مثل مشہور ہے ع برسر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ﴿ یہ کہکر وہان سے چل کھڑے ہوے بنے توکلاً علی اللہ اس صحرائے ہولناک سے نکل کھڑے ہوئے دو پہر کے وقت اس بیابان مین پہونچے کہ جسمین درختونکا نام و نشان بھی نہ تھا حتی کہ گھاس بھی کسی جگہ نہ جمی تھی اور پانی بالکل نایاب اور کوئی جاندار نظر نہین آتا تھا آدمی تو کیا دیوؤنکا پتا پانی ہو جاتا تھا جدھر دیکھو ادھر دیکھیے ریگ کے مانند سیماب چمکتے تھے دھوپ کی حدت سے آگ کے شعلے بادو سے لپکتے تھے لوون اس شدت سے چلتی تھی کہ اگر اُسکی کیفیت لکھون تو زبان قلم مین آبلے پڑ جائین اوراق کتاب کے رنگ خاکستری لائین تپش آفتاب سے وہ میدان کرۂ نار پر چشمک مارتا تھا وہ جنگل خود الامان الامان پکارتا تھا تمام سلاح امیر کے بدن کے ایسے گرم ہو گئے کہ چھونے سے ہاتھ مین چھالا پڑتا تھا نام لینے سے زبان پر تبخالہ پڑتا تھا امیر نے ہتھیار دیکھ مید انہین پھینکدیا اس بوجھ سے اپنے کو سبکدوش کیا پیاس نے اسقدر شدت کی کہ دم ہونٹھون پر آرہا قریب تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے ملک عدم مین پہونچکر شاخہائے طوبی پر آشیانہ بنائے ناچار ایک ریگ کے ٹیلے کو کچھ کھودا اسمین جو سُتی نمو سردی کی اُسپر سینہ رکھکے لیٹ گئے تو سینے سے کچھ سردی پہنچی [illegible] آفتاب کو تسکین آئی جب وہ بھی گرم ہو گئی اسکے اندر اور گہرا گڑھا کرکے بیٹھ رہے ریگ کا تل جو نیچے سے خالی ہو گیا ہوا کی شدت سے بس بھسا کر بیٹھ گیا امیر اس گڑھے مین بمدر رہے کہ اس میں لونے نکلنا دشوار ہو گیا ہر عضو بیکار ہو گیا اتفاقاً ایکروز بادشاہ نے عبد الرحمن سے پوچھا کہ بتاؤ تو حمزہ کہانتک پہونچا آیا پردۂ دنیا مین داخل ہوا ہوگا اپنے غریز و اقربا کی ملاقات سے اسکو سرور حاصل ہوا ہوگا عبد الرحمن نے تختۂ رمل درپیش رکھکر قرعہ ڈالا اسکے سوال کا

قاعدہ نکالا اور ہر شکل کو ضرب دیکے سولہ خانون مین رمل کے بھرا اور زائچے کو کھینچکر دیکھا تو حمزہ کو ریگ کے نیچے دبا پایا اس
حال کے دریافت ہونے سے اُسنے بڑا رنج اُٹھایا بے اختیار آہ مار کے کہا کہ افسوس حمزہ کی جوانی صد حیف مفت مین تلف ہوئی
اُسکی زندگانی پھر بادشاہ سے کہا کہ اب کوئی آپکا اعتبار نہ کریگا جال ہی تو کون طاعت اختیار کریگا حمزہ سے شخص کے
ساتھ جسنے آپکے اعدا کو مار کر نفس لاہوین نئے سرے سے آپکو شاہنشاہ بنایا کیسے خونخوار دشمنون سے بچایا آپنے بے سبب ایسی برائی
کی کہ اُسکو اس نوبت کو پہونچایا بادشاہ نے جن دیوون پر تخت رکھوا کے حمزہ کو بھیجا تھا اُنکو بلایا اور اُنسے خفا ہو کر فرمایا کہ تم
کو تم کہان پہونچا آئے وہ بولے کہ آسمان پری کے حسب الحکم بیابان حیرت مین چھوڑ آئے اور اگر دنیا مین پہونچاتے تو شاہزادی
حکم سے مارے جاتے یا جلا وطن ہوتے اُسکی نافرمانی کر کے اپنے گھر بار سے جاتے عزیز و اقربا کو ہاتھ سے کھوتے بادشاہ کا
رنگ غصہ کے مارے سرخ ہو گیا کمال برہم ہوا اور اس بات کے سُننے سے اُسکو بڑا غم ہوا آسمان پری کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا
حرکت ہی فی الواقع تو بڑی بے حقیقت ہی وہ بولی کہ مجکو دنیا مین حمزہ کا بھیجنا منظور نہین ہی اُسکی مفارقت مین میری طبیعت
دم بھر مسرور نہین ہی باقی مین آپ جا کر حمزہ کو ڈھونڈھ لاتی ہون دیکھیے ابھی سوار ہو کر جاتی ہون بادشاہ نے فرمایا اپنا سر
ڈھونڈھے گی تو اُسے کہان پائیگی مفت مین تکلیف بے فائدہ اُٹھائیگی یہ کہکر بادشاہ خود سوار ہو جانے کو تیار ہوا
دیو اُنکو ہمراہ لیا فوراً کوچ کیا اور بیابان حیرت مین جا کر دیو جن پری کو حکم دیا کہ حمزہ کو اس بیابان مین ڈھونڈھنا چاہیے جس جگہ
وہ پھنسا ہوا اسکو وہان سے چھوڑایا چاہیے جو کوئی ڈھونڈھ لاویگا اُسکو جواہر کے پر دونگا اور میرے نزدیک بڑا مرتبہ پاویگا
سب نے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حمزہ کے ہتھیار جا بجا پڑے پائے وہ ہتھیار لیجا کر بادشاہ کو دکھائے بادشاہ نے ہتھیارونکا
دیکھکر بہت غم و الم کیا کمال رنج اُٹھایا اور پھر اُن لوگون کو حمزہ کی تلاش کے واسطے تاکید کی اُنکو خوب جستجو کرنیکی اجازت دی
ہر گاہ سب حیران ہو کر پھر آئے کہین اُسکے پتے نشان نہ پائے آسمان پری تاسف کرنے اور رونے لگی آنسوؤن کے موتی پرونے لگی
ناگاہ ایک پریزاد اُس تل کی طرف جا نکلا جسکے نیچے امیر دبے ہوئے پڑے تھے اُس بالو کے ڈھیر مین گڑے تھے اور خدا کی قدرت
نے بھی اُس دم وہانکی ریگ اڑا کر اور طرف کو ڈالی تھی گویا امیر کے نکلنے کی راہ نکالی تھی امیر کی کلاہ کا گوہر شب چراغ چمکتا نظر آیا
اُس تودے کے تلے کچھ سراغ پایا اُس پریزاد نے ریت کو سرکا کے دیکھا کہ امیر غش مین آنکھیں بند کیے پڑے ہین بالکل بدن بے طاقت ہی
بُری حالت ہی اُسنے پکار کے کہا کہ یہان زلزلۂ قاف ہین یہ کیا لوٹ پیچ ہوئے وہ مرد مصاف ہین آواز اُسکی
شہپال کے کان مین جو گئی فوراً ننگے پاؤن وہان سے دوڑ کر اُس تل کے پاس آیا اور امیر کو تل سے نکالکر ہاتھون ہاتھ لیجا کر
اپنے تخت پر لٹایا اور خوشبویات دماغ کے برابر رکھوائی طرح طرح کی خوشبوئین اُنکو سونگھائی دو ساعت کے بعد امیر کو ہوش آیا
تو اپنے تئین عجب کیفیت مین پایا دیکھا کہ تخت پر لیٹا ہوا ہون اور بادشاہ میرے پاس بیٹھا ہی اور بہت غمگین و اداس
بیٹھا ہی جرأت کر کے اُٹھے اور شہپال شاہ سے کہا کہ مین نے آپ سے کون سی برائی کی ہی کہ جس کے عوض مین آپنے مجکو یہ سزا
دی ہی شہپال شاہ نے کہا کہ یا صاحبقران مجکو قسم ہی حضرت سلیمان ع کی اور تمھاری جان کی کہ میرا اسمین نہ اشارہ

نہین تمھارا ستانا مجکو ہرگز گوارا نہین تمھارے توجھپر بڑے بڑے احسان ہین ہم سب تو تمھارے تابع فرمان ہین اگر میرا ذرا
بھی اشارہ ہو یہ جو کچھ کیا آسمان پری نے کیا اسی بیوقوف نے تمکو یہ صدمہ دیا ہمین آسمانپری دوڑکر امیر کے
قدمون پر گری اور تصدق ہونے کو کئی بار آس پاس پھری اور بولی کہ یا صاحبقران واقعی مین تقصیروار ہون
سراسر گنہگار ہون ابکی مرتبہ میرا قصور معاف کرو میری طرف سے اپنے دلکو صاف کرو اور شہرستان زرین مین چلکر
کچھ روز آسائش کرو اپنے تئین آرام دو کس واسطے کہ آپنے صدمہ بڑا اُٹھایا ہی حد سے زیادہ رنج پایا ہی بعد چھ مہینے
کے مین تمکو مقرر دنیا مین بھیجدونگی ضرور اس عدے کو وفا کرونگی امیر نے فرمایا کہ تیرے قول و فعل کا مطلق اعتبار
نہین آسمانپری نے قسم کھائی حضرت سلیمانؑ کا نام درمیان مین لائی اور امیر کو شہرستان زرین مین لے آئی چھ مہینے
تک شہپال کا بھی لشکر وہان رہا امیر مین قوت آئی اور اعضا نے طاقت پائی جب مدت چھ مہینے کی گذر گئی اور امیر کو
جانیکی رخصت نملی امیر نے ایک شب مہرنگار کو خواب مین دیکھا ویسا ہی رنج و اضطراب مین دیکھا کہ رو رو کر کہتی ہے
صاحبقران مطلع عجب سہی است رسم آدمی زادینہ کہ دور افتادگان را کم کنند یاد نہ اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے
گئے تھے اُسکے اٹھارہ برس ہوچکے اب اس سے زیادہ تاب جدائی کی نہین اس غم سے امید رہائی کی نہین خدا
کیواسطے جلدی آئیے اب دیر نہ لگائیے نہین تو مجکو جیتا نہ پائیے گا سچ جانیے کہ بہت پچھتائیے گا صاحبقران جو یہ
خواب دیکھکر چونکے دیکھا کہ نہ مہرنگار ہے اور نہ وہ مکان اس کارخانہ کا نام ہے نہ نشان پردہ قاف مین بدستور بیٹھا
ہون عالم بے اختیاری ہے مجبور بیٹھا ہون لگے آہ و زاری کرنے ٹھنڈی سانسین بھرنے آسمانپری کی جو آنکھ کھلی دیکھا
کہ امیر زار زار رو رہے ہین ضبط نہین ہوسکتا ہے بے اختیار رو رہے ہین اُٹھکر رومال سے امیر کے آنسو پونچھے اور بولی
خیر تو ہے اسوقت تمکو اسقدر کیون ملال ہوا تمھارا یہ کیا حال ہوا کہ آپ بیقرار ہین نہایت رنج و الم مین گرفتار ہین
امیر نے کہا کہ کچھ نہین خیریت ہے مقتضاے بشریت ہے ہرچند آسمانپری نے مکرر سہ کرر امیر سے سبب بیچینی اور رونے کا پوچھا
اور حال ملول و مترود ہونیکا پوچھا لیکن امیر نے کچھ جواب نہ دیا بالکل سکوت کیا صبح تک بیٹھے رومال کے رومال بھگو دیے
متواتر رویا کیے جب بادشاہ خوابگاہ سے نکلا امیر نے جاکر مجرا کیا طریقہ آداب کا ادا کیا اور کہا یہ وعدہ بھی ہوچکا اب
بندے کو رخصت کیجیے جانے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے اُسیوقت امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار دیوون سے کہا کہ امیر کو پردہ دنیا
پر پہونچا کے رسید مہری دستخطی امیر کی لے آؤ انکو اچھی طرح سے پہونچاؤ وہ تو تخت کاندھے پر رکھے ہوا ہوئے آسمانپری نے
پھر بصورت وحشیون اپنا حال برا کیا مثل سابق کے پھر رنج اُٹھایا ویسا ہی اپنا حال بنایا اور سلاسل پریزاد سے کہا کہ جس طرح
ہوسکے تم جاکر دیوان تخت بردار کو سمجھاؤ انکو میرا حکم سناؤ کہ خیر اسی مین ہے کہ تم امیر کو جزیرہ سرگردان مین چھوڑ کر چلے آؤ
میرا حکم بجا لاؤ کہ وہ تین روز سرگردان رہین اس جنگل مین حیران پریشان رہین نہین تو تمھارا زن و بچہ کولھو مین پلوا دونگی
ایک ایک کو بری ذلت سے مروا ڈالونگی سلاسل تیز پری کر کے امیر کے پاس پہونچا اور سلام کیا ظاہر مین بہت سا

اعزاز و اکرام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ سلاسل پریزاد تمھارا آنا منحوس ہے میرے پاس مت آؤ اپنی صورت مجھے
نہ دکھاؤ وہ بولا کہ غلام تو رخصت کے واسطے آیا ہے پھر خدا جانے کب قدم دیکھونگا اگر طالع یاوری کریگا تو کبھو اپنی ملازمت
سے مشرف ہونگا فرمایا کہ خیر ملاقات ہوئی خدا حافظ ہے اب آپ تشریف لیجائیے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے سلاسل نے
پھرتے وقت اُن دیوؤن سے شاہزادی کا حکم سنایا انکو صاحبقران کے چھوڑنے پر آمادہ کیا تمام دن تو دیو اڑے
چلے گئے جب شام ہوئی نیچے اُتر آئے شاہزادی کا فرمان بجا لائے امیر نے کہا کہ یہان تمنے تخت کو کیون اُتارا یہ تو
بیابان ہے اسکے ہول سے خاطر پریشان ہے بولے کہ اب رات ہوئی شبکو چلنا خوب نہین اندھیرے مین اُڑنا مرغوب نہین سوا
اسکے کچھ کھانا بھی ضرور ہے ذرا آرام اٹھانا بھی ضرور ہے اسوقت کھا پی کر استراحت کرینگے صبح کو چلینگے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگلے دیوؤن کی سی حرکت نکرنا انکی طرح شرارت نکرنا بولے کہ کیا مقدور ہے بیوفائی کرنا خلاف دستور ہے یہ
چپ ہو رہے دیوؤن نے امیر کے تخت کو وہان پر رکھدیا آپ شکار کے بہانے سے گلستان ارم کا راستہ لیا امیر تمام شب
بدستور اول تخت پر بیٹھے جاگا کیے جب صبح ہوئی اور دیو نہ آئے دریافت کیا کہ انھون نے بھی دغا کی اپنے ملک کی راہ لی
دلمین کہا کہ ای حمزہ بادشاہ قاف تجکو پردہ دنیا پر رہنے نہ دیگا وہ تجھسے ہمیشہ ایسے ہی فریب کریگا تو آپ چل اگر خدا
اپنے فضل سے پہونچادے تیرا وطن پھر تجکو دکھادے تو عجب کیا ہے یہ سوچکر وہان سے روانہ ہوئے جب ماندے ہو جاتے تھے تو
کسی درخت کے نیچے ساعت دو ساعت بیٹھکر سستاتے تھے بعد ازان پھر اٹھکر چلتے تھے بادشاہ قاف کی دغابازی و
اپنی تکلیف پر کف افسوس ملتے تھے الغرض تمام دن چلے گئے جب شام قریب ہوئی دیکھین تو وہی دریا ہے اور وہی میدان ہے
وہی صحرا وہی بیابان ہے جس جگہ دیو چھوڑ گئے تھے انکی رفاقت سے منھ موڑ گئے تھے امیر سخت متعجب ہوئے کہ مین نے تمام دن مسافت
کی سرگردانی کھینچی دن بھر چلنے مین پیشانی کھینچی وہین جسجگہ سے گیا تھا وہین شام کو پہونچا عجب ماجرا ہے خدا کی قدرت کا
تماشا ہے مجبور وہ رات اسی جگہ صبح کی صبح کو پھر اٹھکر چلے ہر چند اب کی اور سمت روانہ ہوئے مگر شام کو پھر اسی جگہ پہونچے
جہان دیو چھوڑ گئے تھے خلاصہ تین دن تک یہی معاملہ پیش آیا چوتھے دن چوتھی طرف کو چلے دوپہر تک مسافت طی کی راہ چلنے مین پھر کر
اپنے تئین تکلیف دی جب میدان تپنے لگا دھوپ کی شدت سے مضمحل ہوئے اس خستہ حالی سے بہت افسردہ دل ہوئے ایک سمت
چند درخت سرسبز دیکھے اسطرف کو گئے کہ اسکے سایہ مین قیام کرین تھوڑی دیر آرام کرین دیکھین تو سنگ مرمر کا چبوترہ بہت بلند بنا
ہوا ہے اور ہوا بھی سرد آتی ہے جو دم بھر وہان ٹھہرتا ہے طبیعت کمال راحت پاتی ہے امیر اسپر جا کر بیٹھے اس چبوترہ پر تکیہ لگا کر بیٹھے
ایک ساعت نہ گذری تھی کہ جنگل سے آواز شور و غل کی پیدا ہوئی ایک عجیب صورت ہویدا ہوئی یعنی ایک دیو مینار قامت طاس
سر و دار شمشاد ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے کہ جسکے خوف سے آدمی کا زہرہ پانی ہوا جاتا ہے امیر کے روبرو آکر کہنے لگا او آدم زاد تو کس ہوا
مین اڑکر یہان آیا ہے تجکو اس وحشت ہولناک مین کون لایا ہے اب مجھسے جیتا بچکے کیونکر جائیگا اب بھلا میرے ہاتھ سے تو نجات
پائیگا یہ کہکر دار شمشاد امیر کے حوالے کی امیر پر اپنے اس حربے کی ضرب دی صاحبقران نے اٹھکر عقرب سلیمانی سے اس

ار شمشاد کو کاٹ کر ایک ہاتھ اُسکی کمر پر لگایا مگر اُسکے بدن پر ایک خط بھی نہ آیا اور وہ دیو بھاگا بعد ایک ساعت کے
اژدہا ہاتھ مین لیکر آیا اب کی مرتبہ یہ ویٹ کھایا اور للکارا کہ او آدمزاد خبردار ہو مین تجھپر وار کرتا ہون ہوشیار ہو یہ کہکر
اس اژدہے کو امیر پر مارا امیر نے اُسکو بھی تلوار سے کاٹ کر ایک ہاتھ پھر اُسکی کمر پر لگایا اس مرتبہ بھی اس کمبخت کے بدن پر
زخم نہ آیا اور تلوار اسطرح سے اُسکے بدن پر سے اچٹی کہ جیسے موگری گھڑیال پر سے اچٹتی ہی اُسکی جلد بھلا کب کٹتی ہی وہ دیو
پھر بھاگا تیسری مرتبہ جب پھر آیا امیر نے بقوت تمام اُسپر پھر تلوار کو جایا اس دفعہ بھی تلوار نے نہ کاٹا اُسکو کچھ اثر نہوا وہ ہرگز
خبر نہوا تب امیر نے خدا کی بارگاہ مین نالہ و زاری کیا آنکھون کو اشکبار کیا ناگاہ ایک طرف سے حضرت خضر پیدا ہوئے
انکی مدد سے اثر ہویدا ہوے اور اسم اعظم پڑھکر اُس دیو کو مار کے جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے انکے دشمن کو قتل کر کے
اپنے مقام پر چلے گئے امیر اُس دیو کے مارے جانے سے بہت خوش حال ہوکے اتنے بڑے دغدغے سے فارغ البال ہوئے اور اُس
چبوترے پر باطمینان تمام بیٹھکر دریا و صحرا کی سیر مین مصروف ہوئے وہ سب دو دل کے موقوف ہوئے ناگہان ہوائے سرد نے
امیر کو اُس تختے پر سلا دیا اُس راحت نے سب غم و الم بھلا دیا امیر نے مہر نگار کو خواب مین دیکھا کہ کھڑی روتی ہی درد مفارقت
مین اپنی جان کھوتی ہی امیر اُسی غفلت مین بے اختیار نعرہ آہ کا مار کے جاگ اُٹھے دیکھین تو وہی صحرائے بے پایان
ہی اور دریا موج زن طوفان ہی دلمین کہنے لگے کہ دیکھیئے خدا کیونکر دنیا مین پہونچاتا ہی مہر نگار کا دیدار کیونکر میسر آتا ہی
بعد ازان خیال مین آیا کہ تن بتقدیر اس دریا کی راہ سے چلا چاہیے آخر کو کچھ تدبیر اس بیابان سے نکلنے کی کیا چاہیے یہ سوچکر
درختونکی لکڑیان توڑ کے ایک بیڑا بنایا اور امیر سوار ہو بیٹھے جب نصف دریا مین چھوڑا طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا
راوی روایت کرتا ہی امیر نے دوبارہ اُس بیڑے کو دریا مین چھوڑا پھر طوفان آیا اور وہ بیڑا کنارے پر پہونچا راوی روایت
کرتا ہی کہ امیر نے بہتر بار بیڑے کو دریا مین چھوڑا مگر بیڑا جب نصف دریا مین پہونچا تھا یا تو تلاطم پیدا ہوتا تھا یا طوفان
آتا تھا اور بیڑا کنارے جا لگتا تھا ایک ہفتے تک امیر محنت کیا کیے لیکن بیڑا کنارے کا کنارے پر رہا کسی صورت سے
دریا پر نہ بہا امیر دریا کے کنارے اُترے اور نماز پڑھکے نا خدائے جہاز حقیقت کے حضور مین نہایت خشوع خضوع سے
دعا کی کارساز حقیقی کی بجان و دل حمد و ثنا کی کہ الٰہ العالمین مجکو اس آفت سے بچا مجھ حیران و پریشان کا بیڑا پار لگا
اتفاقاً اسی حالت مین آنکھ امیر کی لگ گئی دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش کھڑے کہتے ہین کہ اے فرزند مین نوح پیغمبر
ہون اس دریا کے حال سے مین باخبر ہون اس دریا مین میرا نیزہ ہی اسواسطے اُسکے اوپر سے پانی چلنے نہین دیتا ہی
جو چیز اس دریا پر جاتی ہی اُسکو روک لیتا ہی تو نصف دریا مین جا کر اس اسم کو پڑھ وہ نیزہ تیرے ہاتھ آئیگا اس اسم
کی برکت سے تو اس تلاطم سے نجات پائیگا امیر نہایت خوش ہوئے اور اُسی عالم رویا مین حضرت نوح سے تعلیم جو
ہرگاہ بیدار ہوئے خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا اُنکے فیض سے اُنکا
مطلب دلی میسر ہو گیا بسم اللہ کر کے بیڑے پر پھر سوار ہوئے دریا کی راہ طے کرنے پر تیار ہوئے اور اسم تعلیم کردہ حضرت

فوج بڑھتے چلے جاتے تھے اُسی اسم کو ہر دم زبان پر لاتے تھے جب نصف دریا تک پہونچے پہلے تو پانی جوش کھایا گویا ایک
طوفان عظیم اُٹھا بعد ازان ایک چھوٹا سا صندوق تہ آب سے اُٹھکر بیڑے کے نزدیک آیا موج دریا نے اُسکو بیڑے پاس لگایا
امیر نے اُس صندوق کو اُٹھاکر بیڑے پر رکھ لیا اُسکے اُٹھانے مین کچھ وسواس کیا اور کھولکر دیکھا تو ایک نیزہ شاخ نہنگ کا
ناگدون بنا ہوا حلقہ حلقہ کیا رکھا ہی پھر اُسکو خوب غور سے دیکھا پھر صندوق سے نکال کر حلقون سے بند کاٹے مثل
کہکشان سیدھا ہو گیا وہ نیزے کی صورت بلند بالا ہو گیا امیر نہایت خوش ہو گئے اور اُس نیزے سے بیڑے کو کھیتے ہوے
چلے ہر گاہ بھوک لگتی تو وہ کلیچہ عنایت کردہ حضرت خضرؑ نکالکر کھاتے بھوک کی اذیت سے تسکین پاتے اور نماز کا وقت
آتا تو بیڑے کو کنارے باندھکر نماز ادا کرتے جناب کبریا مین حصول مقصود کی دعا کرتے اور پھر اُس بیڑے پر چڑھکے روانہ ہوتے
نہ لیٹتے اور نہ سوتے الغرض اسی طرح جیسے ذر کامل چلے گئے اکیسوین دن ایک صحراے خوش فضا ملا وہ میدان از بس فرحت افزا
ملا امیر بیڑے سے اُترکر خشکی مین قدم زن ہوئے دو تین کوس گئے تھے کہ سات بھیڑیے نمود ہوئے نہایت بزرگ اور
زورآور منجملہ اُنکے ایک بھیڑیا سفید رنگ اور سب سے بڑا تھا اور پشم اُسکے زمین تک لٹکتے تھے کہتے ہین کہ وہ ہفت گرگ سلیمانی کہلاتے
تھے اُسی میدان مین جو کچھ ملجاتا تھا کھاتے تھے اُن ساتون بھیڑیون کو حضرت سلیمانؑ نے پال کر وہان چھوڑ دیا تھا وہین رہنے
کا اُنھین حکم دیا تھا بھیڑیون نے جو صاحبقران کو دیکھا چارون طرف سے امیر کو گھیر لیا سب نے جمع ہو کر اُنکا محاصرہ
کیا صاحبقران نے درخت کو پشت پر کر عقرب سلیمانی کو میان سے لیا جو بھیڑیا آگے بڑھا اُسکو اُسی تلوار سے قتل کیا
جب امیر ساتون بھیڑیونکو مار چکے اور اُنکے گزند سے اطمینان پایا اپنی طبیعت کو شادمان پایا کھال اُنکی خنجر سے جدا کی
اور دل مین کہا کہ حمزہ تجھے سفر دور و دراز درپیش ہوا ہی یہ پوست بہت جگہ کام آئینگے تو اس چمڑے سے بہت فائدہ اُٹھائیگا
مرگ چھالے کیطرح گلے مین ڈالکر راہی ہوئے تمام دن چلے گئے شب کو ایک پہاڑ کی کھوہ مین ایک پتھر کی چٹان پر لیٹ رہے جب
صبح ہوئی نماز پڑھکے وہان سے روانہ ہوئے گرمی کے دن تھے دوپہر کے وقت امیر تپش آفتاب سے گھبرائے سایہ کی تلاش مین قدم اُٹھائے
اتفاقًا ایک چار دیواری باغ کی نظر آئی اُنکے دل نے کچھ تقویت پائی قدم بڑھاکر جو گئے دیکھین تو دروازہ باغ کا بند ہی اس
فکر مین ہوئے کہ اسکے اندر جائیے اس باغ مین کسطرح سے دخل پائیے امیر نے خنجر سے قفل کو کاٹ کر دروازہ کھولا اور باغ کے
اندر گئے اس تدبیر سے بیخوف و خطر گئے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی اقسام اقسام کے درخت گلہاے خوشبودار میوے کے لگے
ہوئے ہین نہر جاری ہی جوش پر باد بہاری ہی مکانات طلائی اور نقرہ تعمیر کیے ہوئے ہین ہر طرح کی ہر مکان مین آرائش ہے
بڑی جاے آسائش ہی امیر ایک مکان کے اندر گئے دیکھین تو ایک تخت زمرد کا بچھا ہوا ہی اُسپر مسند تکیہ بڑے تکلف کا لگا
ہوا ہی امیر اُسپر جا بیٹھے گویا وہ باغ رشک ارم اُنھین کیواسطے بنایا تھا اُنھین کے حصے مین آیا تھا دل مین کہا کہ یہ سب
مکان حضرت سلیمانؑ کے ہین بنائے ہوئے قوم بنی جان کے ہین بعد اُنکے جس شخص نے اسمین دخل کر لیا جیسا چاہا تصرف کیا امیر
چین سے تخت پر بیٹھے ہوے تھے ایک ساعت کے بعد رعد و سر گرجتا ہوا پہونچا اسقدر شور و غل تھا گویا ہزارون طرح کا باجا بجتا

ہوا پہونچا اُسکے شور کی آواز امیر کے کان مین آئی اُنکے دل نے بہت ہیبت کھائی امیر اس مکان سے باہر نکل آئے
تا دریافت کرین کہ یہ کیا آفت ہی جسکے شور سے برپا ایک قیامت ہی دیکھا کہ ایک دیو دوسر رعد کی طرح غل مچا رہا ہی
ہر شخص کو سُنا رہا ہی کہ جسنے میرے بے حکم میرے باغ کا دروازہ کھولا ہی مین اُسکو دیکھون تو پلپلا کر نگلجاؤن کچا مع گوشت
پوست کھاؤن امیر نے للکار کر اُس سے کہا کہ او خیرہ سر وراز قامت کیا بیہودہ بکتا ہی بھلا میرے سامنے ٹھہر سکتا ہی تو نہین
جانتا کہ مین نہج لازل قاف کو چک سلیمانی قاتل اہرمن عفریت ناپاک ہون دیوون کے مارنے مین سخت بیباک ہون
رعد دوسر بولا کہ او آدمی گلدستہ قاف برباد کرکے تو میرے باغ مین آیا ہی مین سُن چکا ہون کہ تو نے ہزارون کو مارکے
عدم مین پہونچایا ہی اب گر لاکھ پاؤن رکھتا ہو تو یہان سے قدم اُٹھا نہین سکتا اب میرے ہاتھ سے تو اپنے تئین بچا نہین سکتا یہ
کہکر ایک چوب چنبی لادی جو اُسکے ہاتھ مین تھی امیر کے سر پر لگائی اپنی قوت کھائی امیر نے وہ چوب اُسکے ہاتھ سے چھین لی
ایسی چالاکی اور چستی کی رعد دوسر نے دیکھا کہ یہ آدمی پُر زور آور ہی فی الواقع جیسا مین سُنتا تھا ویسا ہی جرار دلاور
ہی بے تحاشا سر پاؤن رکھکے امیر کے آگے سے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ آئی مقابلہ کرنے کی مجال نہ پائی امیر نے اُسکا پیچھا کیا
جھپٹ کے اُسکو لیا اُسنے دیکھا کہ اس آدمی کی دوڑ بھی مجھسے زیادہ ہی میرے پکڑنے پر آمادہ ہی ناچار راہ مین ایک کنوان تھا
اُسمین بدحواس ہوکے اپنے تئین گرایا اُسوقت اسکو اور کچھ بن نہ آیا صاحبقران اس کنوین کی جگت پر بیٹھ گئے کہ کبھی تو
نکلے گا کب تک اسمین پڑا رہیگا تین پہر کامل بیٹھے رہے مگر وہ نہ نکلا تب تو انکی طبیعت گھبرائی بیٹھے بیٹھے اُکتائی اسی فکر مین ہو گئے
نیند مین غافل ہوگئے ناگاہ عمرو نے خواب مین آکر کہا کہ حمزہ اگر حشر تک تو یہان بیٹھا رہیگا اور اُسی طرح سے تکلیف سہے گا تو وہ
اس کنوئین سے باہر نہ آئیگا جبتک تو کہین چلا نہ جائیگا اسواسطے مین تجھکو ایک تدبیر بتاتا ہون ایک حکمت سکھاتا ہون
اس کنوئین کے پاس جو تالاب ہی اُسکا پانی کاٹکر اس کنوئین مین لا کہ کنوان پانی سے بھر جائے وہ شریر گھبرا کے نکل آئے یہ خواب
دیکھکر امیر کی آنکھ کھل گئی خنجر سے ایک نالی کھود کر تالاب کے پانی سے کنوئین کو بھرا تب وہ گھبرا کر کنوئین سے باہر نکلکے چاہتا
تھا کہ بھاگ جائے امیر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے امیر نے دوڑکر ایک تلوار ایسی اُسکے کمر پر ماری کہ ککڑی کی طرح
دو نیم ہوا داخل نار جحیم ہوا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک پونی بڑھیا پھوس روتی ہوئی آئی اُسکے غم مین جان کھوتی ہوئی آئی
اور کہنے لگی کہ او آدم زاد تو نے میرے بیٹے کو کہ کل اُسکا تین سو برس کا سن تھا ابھی اُسکے دودھ کے دانت بھی نہ ٹوٹے تھے عبث
مارا یہ خیال نہ کیا کہ اُسکا کوئی وارث بھی ہوگا اب دیکھ مین اُسکی مان اُسکا بدلا لینے کو آن پہونچی شرارہ جادو میرا نام ہی
میرے شعلۂ غضب سے بچکر اب تو کہان جا سکتا ہی کسی طرح سے اب میرے ہاتھ سے تو اپنی جان نہین بچا سکتا ہی یہ کہکر جادو کرنے لگی
امیر نے جو اسم باطل السحر پڑھا شرارہ جادو اپنا جادو بھول گئی امیر نے قدم بڑھا کے ایک ہاتھ تلوار کا لگا کر اُسکو بھی دو ٹکڑے کیا
اس قحبہ کو بھی جہنم مین ٹھکانا دیا اور غسل کرکے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی اس بات پر کہ اللہ نے اُنکو ایسے خونخوارون کے
ہاتھ سے نجات عطا کی اور دل مین کہا کہ سفر دور و دراز درپیش ہی آج اسی جا استراحت کیا چاہیے بدنکو کچھ آرام دیا چاہیے

وہ شب اُسی جگہہ پر سحر کی صبح کو وہان سے روانہ ہوئے تیرھوین دن امیر کے پانوئین چھالے پڑ گئے ناچار ایک جگہہ مجبور ہو کر بیٹھ گئے پانُون کے درم درچھالونکے باعث چلنے سے معذور ہو کر بیٹھ گئے دلمین کہا کہ ہنوز دلی دوری ادہر ہم تھک گئے اور آبلے بھی پانُون مین پڑ گئے دیکھیے خدا کیونکر پردہ دنیا پر پہونچاتا ہی ہمکو ہمارا وطن دکھاتا ہی ایکساعت نہ گذری تھی کہ ایک گرد سامنے سے اُٹھی جب وہ گرد زمین پر بیٹھ گئی دیکھین تو ایک گھوڑا مشکی رنگ سانز و یراق سے مزین چلا آتا ہی لیا خوشخرام ہی کہ جسکی چال ڈھال دیکھنے سے دل باغ باغ ہوتا ہی جب امیر کے پاس آکر وہ ٹھہر گیا امیر نے اپنے دل مین کہا کہ بیشک خدا نے غیب سے تجکو بھیجی ہی تیرے حال زار پر عنایت کی ہی اُٹھکر اُسپر سوار ہوئے جناب کبریا کے جان و دل سے شکر گذار ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر جانا تھا وہ گھوڑا براق کے مانند وہانسے چلکر ہوا ہوا مثل پری کے ہوا پر اُڑا ہر چند امیر نے روکا مگر نہ رکا تین شبانہ روز تک چلا گیا کہین فرو دم نہ لیا ایک پل قیام نہ کیا چوتھے دن امیر کو چار دیواری باغ کی نظر آئی اُنکی طبیعت نے تسکین پائی وہ گھوڑا اُسکے اندر گیا وہان بہت سے گھوڑے اس رنگ کے پھرتے دیکھے اور وہ گھوڑا بھی اُن گھوڑون مین ملکر چرنے لگا اُس باغ کی گھاس سے کہ سنبل و ریحان سے خوشتر تھی اپنا پیٹ بھرنے لگا امیر اس کیفیت کو دیکھکر بہت اپنے دلمین حیران ہوئے غور کرکے جو دیکھا تو ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک خورشید ایک گھوڑے پر سوار طلائی جواہر نگار چھڑی ہاتھ مین لیے ہوئے اُن گھوڑون کو چراتی پھرتی ہی کمال ناز و انداز سے ہر طرف ہنکاتی پھرتی ہی اور کبھی ہنستی ہی اور کبھی رو دیتی ہی ہر وقت ایک نئے رنگ مین ہوتی ہی امیر کو دیکھکر بولی کہ اے عزیز تو کیا ماندہ تھا کہ اس گھوڑے کو پاکر غنیمت جان کے سوار ہو بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اے جان جہان نفس لا مین لیا تھا کا ماندہ تھا کہ مجھمین ایک قدم چلنے کی طاقت نہ تھی بلکہ کھڑے ہونے کی قدرت بھی نہ تھی اس گھوڑے کو دیکھکر تائید الٰہی سمجھکر سوار ہوا یہ گھوڑا جو مجکو لیکر بھاگا یہان مجکو پہونچایا اس باغ مین مجکو لایا اب تو بتا کہ کون ہی اور اس جگہ کا کیا نام ہی یہ کس کا مقام ہی اُسنے کہا کہ طلسم شطرنج سلیمانی ہی اسمین فقط حکمت بانی ہی کہ جسکے دیکھنے سے تجھے حیرانی ہی آجتک یہان آنکر کوئی جیتا نہین نکلا جو یہان آیا ہی اسکو شیر اجل نے کھایا ہی اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ گھوڑا اُسکا دوسری جانب کو لیکے گیا وہ پیچھا اور کہنے نپائی ایسی غائب ہوئی کہ پھر امیر کو نظر نہ آئی دست راست کو جو امیر نے دیکھا تو حضرت خضرؑ تشریف لائے ہین اُنکی اعانت کے لیے آئے ہین امیر نے سلام علیک کی حضرت خضر نے سلام کا جواب دیا اور اُنسے خطاب کیا کہ یا صاحبقران جس گھوڑے پر تم سوار ہوا اُسکے گلے مین ایک لوح زمردی کی ہی وہ عجیب طرح سے جڑی ہی اُسکو لیکر اپنے پاس رکھو اور خوب ہوشیاری کرو کہ بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا کہ یہ طلسم ہی جب آدمی اسمین پھنس جاتا ہی پھر تمام عمر رہائی نہین پاتا ہی حضرت خضر تو یہ کہہ کے چلے گئے امیر نے گھوڑے کے گلے سے لوح لیکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے روندہ و سیر کنندۂ ظلمات خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح اس طلسم کی تیرے ہاتھ آئی تو نے بڑی چیز نایاب پائی یہ عورت جو گھوڑے پر سوار کبھی ہنستی اور کبھی رو دیتی ہی جس وقت یہ ہنسے ایک تیر یہ اسم پڑھکر اُسکے منہ پر مار دیکھ کیا تماشا نظر آتا ہی تو کیسی کیفیت اُٹھاتا ہی امیر نے جو ہنستے وقت اُسکے منہ پر تیر مارا وہ تیر گدی کے پار نکل گیا مثل برق تڑپا

نکل گیا اُسکے روزن سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور گھوڑوں کی بال و دُم مین آگ لگی جتنے گھوڑے تھے شعلہ جوالہ کیطرح سے کانٹے
کھا کھا کر جلگئے نیست و نابود ہو گئے کسی کا نشان بھی نہ رہا ایسے مفقود ہو گئے فقط وہ گھوڑا جسپر امیر سوار تھے اُس آگ سے
بچ رہا اُسپر کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا امیر دیکھین تو نہ وہ باغ ہی نہ گھوڑے ہین ہر طرف سے آواز شور و غل کی آتی ہے کہ
جسکی ہیبت سے طبیعت سننے والے کی ہول کھاتی ہی اور ایک صحراے وسیع ہی کہ جسکے طول و عرض کا پایان نہین کوئی
دہشت ناک ایسا بیابان نہین گھوڑا امیر کو وہان سے لیکر چند قدم ایک طرف کو گیا تھا کہ ایک چار دیواری باغ کی
نظر آئی پہلے باغ سے زیادہ کیفیت اسمین پائی امیر جو اُسکے اندر گئے باغ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے باغ کیا تھا
نمونہ بہشت تھا گویا مینو سرشت تھا درمیان مین اس باغ کے ایک ایسا درخت عظیم الشان دیکھا اُسمین بھی طلسمات کا
نشان جو دیکھا کہ ہر ٹہنا اُسکا سطبری مین بجاے ایک درخت تھا اُسکا بیان کیا ہو سکے جس قدر موٹا اور سخت تھا اور اُسپر
رنگ برنگ کے جانور بیٹھے ہوئے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے اپنی اپنی بولیون مین زبان کھول رہے تھے اور
درمیان مین اُن جانورون کے ایک ہماے تاجدار مالاے مروارید گلے مین ڈالے ہوئے تھا صورت بہت خوب وا زبس
مرغوب امیر کو جو اُسنے دیکھا تمام جانورون سمیت پانسو گز درخت سے بلند اُڑ کر جانورون کے حلقے مین مع جانوران
حلقہ زن کی طرح اُس آواز دردناک سے آہ و زاری کی کہ آدمی کیا پتھر بھی پگھلجائے اُس صداے پر درد اور نالہ حزین کو
سنکر کسی کو چین نہ آئے امیر اُن جانورون کی زاری سنکر رو دیے اور اُنکے قلب رقیق اور دل گداز نے بہت افسوس کیا
مگر مثل مشہور ہی کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی اپنے دلمین سوچے کہ شاید یہ جانور بھی جادو کے ہون اور
مجکو کسی آفت مین پھنسائین کچھ اپنا رنگ دکھائین اسواسطے لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اس درخت کے نیچے نہ کھڑا ہونا
نہین تو طلسم مین گرفتار ہو جائیگا یہ جانور سب جادو کے ہین پھر کبھی تمام عمر یہان سے رہائی نہ پائیگا اس اسم کو تیر پر دم کرکے
ہماے جادو کو مار ڈال اُسکے طائر روح کو قفس جسم سے نکال امیر تیر کمان مین جوڑ کر کھڑے ہوے کہ ہما درخت پر بیٹھا چاہتا
تھا کہ پھر پرواز کرے ان سب جانورون کے ساتھ پھر اُڑنا آغاز کرے امیر نے بسم اللہ کرکے ہما کے سینے مین تیر مارا کہ سینے سے
پار ہو گیا وہ بیقرار ہو گیا اور تیر کے لگتے ہی ہما کے سینے سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ باغ تمام جانورون سمیت جلگیا
جب وہ سب نیست و نابود ہو گئے تب وہ کھٹکا امیر کے دل سے نکلگیا بعد شور و غل کے امیر نے اپنے کو ایک اور باغ مین پایا
وہان اور ہی تماشا نظر آیا یعنی اُس باغ مین ایک غول سونے کا سلیچہ لیے ہوے کھڑا تھا صورت و شکل عجیب تھی حرکت وہ ناخوش
قریب تھی امیر کو دیکھکر بولا کہ اے آدمزاد سیاہ سر و زندان سفید ضعیف الجثہ تو یہان کسطرح آیا تجکو اس مکان مین کس نے پہونچایا
یہ کہکر وہ دوڑ کر سلیچہ امیر کو مارا امیر نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پھر زندہ نظر نہ آیا فوراً دو ٹکڑے
ہو گیا مگر جو ٹکڑا زمین پر گرا ایک کے دو غول ہو گئے پہلے سے دو چند ہوئے اچھے تنومند ہوئے اور دونون نے امیر پر دوڑ کر
حملہ کیا چارون طرف سے اُنکو گھیر لیا اور دو پہر کے عرصے مین تمام باغ غولون سے بھر گیا امیر کا دل اُس جادو کو دیکھکے ڈر گیا مگر رحیم

تھی کہ کسی غول کی ضرب امیر پر اثر نہ کرتی تھی کوئی حربہ ضرب اُنکی اسمین ضرر نہ کرتی تھی اور غول بھی عجیب الہیئت نظر آتے تھے ہر وقت وہ اپنی صورت بدلکر امیر کو دکھاتے تھے سر تو اُسکا سینے مین اور دونون ہاتھ دوسینگون کی طرح سے سر کے برابر نکلے ہوئے تھے آخر امیر کو لوح یاد آئی اُسپر امیر نے نظر جمائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غول تلوار سے نہ مارے جائینگے ضرب شمشیر ہرگز نہ کھائینگے غول سفید کے ماتھے مین ایک خال برنگ عقیق سُرخ ہے اُس خال مین تیر لگے گا تو یہ طلسم فتح ہوجاوے تو اُس مخمصے سے نجات پائیگا امیر دیکھین تو واقعی ان غولون مین ایک غول سفید ہے اور اُسکی پیشانی پر ایک سُرخ خال عجب طرح کی تمثال ہے امیر نے بسم اللہ کرکے ایک تیر اُسکے خال پر مارا چارون طرف سے شور و غل پیدا ہوا گویا ہنگامۂ محشر ہویدا ہوا اور فلک سے اولے گرنے لگے اور بادل گرجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ سب فسانہ دور ہوا تمام طلسمات کا کارخانہ آنکھون سے مستور ہوا پھر دیکھا تو ایک دلچسپ مکان ہے بہت نفیس عمارت عظیم الشان ہے امیر اُس مکان کے اندر گئے باغ خوش فضا نظر آیا وہ گلزار اُنکو دل سے بھایا دیکھا کہ ناف باغ مین ایک حوض پانی سے لبریز ہے موج زن اور بہت طرب انگیز ہے اور لب حوض ایک تخت خوش قطع بچھا ہے اُسپر ایک دیو تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہے اور سامنے اُسکے ایک عورت بندھی ہوئی پڑی ہے اور اُسکے سینے پر ایک جن خنجر ہاتھ مین لیے بیٹھا نہایت زور سے اُسکو زیر کیے بیٹھا ہے امیر کو دیکھکر وہ عورت پکاری نہایت عاجزی سے یہ آہ و زاری کہ شکنندۂ طلسم مجھے اسکے ہاتھ سے بچا اور ظالم کے پنجے سے مجھے چھڑا اُسکے اس بات کے کہنے سے جن نے اُسکا سر کاٹکر دیو کی گود مین ڈال دیا اور اُسنے حوض مین پھینکدیا اُس بیچاری کے ساتھ ان دونون نے یہ معاملہ کیا پھر حوض سے وہ سر اچھلکر اُس عورت کے دھڑ مین لگ گیا اور اُس عورت نے بدستور اول پھر صاحبقران سے مدد چاہی جن نے پھر اُسکا سر کاٹکر دیو کی گود مین ڈالا اور اُسنے بدستور حوض مین پھینکدیا سر اُچھلکر عورت کے بدن مین لگا امیر اس کیفیت کو دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور دلمین کہا کہ عجب تماشا ہے محض قدرت خدا ہے لوح کو نکالکر جو پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت وہ جن سر اُس عورت کا کاٹ کر دیو کی گود مین دے اُسوقت تو اسم اعظم پڑھکے تیر اُس دیو کے کنٹھ مین مار اس اسم کی برکت سے سب جادو اُنکا اُتار امیر نے وہی عمل کیا جھٹ ایک تیر اُسی طرح سے اُسکے حلق پر مارا دیو کے مرتے ایک شور و غل پیدا ہوا الغرض حشر برپا ہوا شور و غل موقوف ہونے کے بعد امیر نے دیکھا کہ ایک صحرائے بے پایان ہے ایک لق و دق بیابان ہے امیر اُسطرف کو چلے تھوڑی دور جاکر ایک قلعہ سنگ سیاہ کا اُنکو نظر آیا اُس قلعہ کو بھی نئے طرز کا پایا امیر جو ایک دروازہ پر گئے دروازہ قلعہ کا کھلا پایا کوئی دربان نگاہبان بیٹھے نہ پایا آبادی اُس قلعہ مین نظر نہ آئی آدمیون کی آہٹ اُنھون نے نہ پائی امیر قلعے کے اندر گئے دیکھین تو قلعہ خوب آباد ہے دوردیہ دوکاندار اپنی دوکانون مین بیٹھے ہوئے ہین مگر کسی مین جس حرکت نہین ہے ہاتھ پانون ہلانے کی طاقت نہین ہے ہرچند امیر نے اُن لوگون سے اپنی بات کی اُنکو آواز دی لیکن کسی نے لب تک نہ ہلائے کسی بات کا جواب زبان پر نہ لائے ناچار بازار کی سیر کرکے نقارخانے کی طرف گئے کثرت سے خلقت نظر آئی مگر اُنمین بھی وہی کیفیت تصویر بیجان کی

پائی آگے بڑھکر مکانات پر تکلف دیکھے اور نقیب چوبدار پیادل رہان خدمتگار دروازے پر بیٹھے پائے ایک ہی سے حال سب کے
دیکھنے مین آئے جس سے امیر نے پوچھا کہ یہ قلعہ کس کا ہی کسی نے کچھ جواب دیا مطلق انسے کچھ کلام نہ کیا چند قدم پر دیوان
خاص ملا اسمین ایک مکان مرصع دیکھا اُسکے اندر گئے ایک تخت جواہر نگار پر بادشاہ کو بلباس شاہانہ بیٹھے دیکھا اور گرد
اُسکے سردار پہلوان اپنے اپنے قرینے سے دنگلون پر بیٹھے پائے امیر نے بادشاہ کے متصل جا کر سلام علیک کی جب جواب نہ پایا
امیر کو غصہ آیا تب تو برہم ہو کر کہا کہ تمھارے یہان کی یہی رسم ہی کہ جو کوئی سلام علیک کرے اُسکو جواب دین اس سے
کچھ بات نہ کرین اسکا بھی جواب نہ ملا کسی کا لب بولنے مین نہ ہلا امیر ناخوش ہو کر باہر کو پھرے نگاہ کرین تو جس دروازے
سے آئے تھے وہ دروازہ نظر نہین آتا کچھ اُسکا پتہ نشان پایا نہین جاتا ناچار ہو کر پھر بادشاہ کے پاس آئے کہ اس سے
دریافت حال کرین اپنی حیرانی کی کیفیت کہین بادشاہ کے ہاتھ مین ایک کاغذ لکھا ہوا اُٹھا امیر نے ہاتھ بڑھا کے وہ
کاغذ بادشاہ کے ہاتھ سے لیا اپنے قبضے مین کیا بادشاہ تب بھی نہ بولا ہرگز منھ نہ کھولا امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا لکھا تھا
کہ ای آیندہ طلسمات سلیمانؑ کے دربار کی نقل ہی بعینہٖ اسی بزم فرحت آثار کی نقل ہی جو لوگ کہ دربار مین حاضر ہوتے
تھے انکی صورتین بنائی ہین جنکا جو مقام نشست و قیام تھا انکی تصویرین سب اسی طرح لگائی ہین اور جو جو صورت تو نے
اس قلعہ مین دیکھی ہی یہ سب لوگ سلیمانؑ کے وقت مین اس قلعے مین قیام رکھتے تھے اسی صورت سے مقام رکھتے تھے پس
پتلیان کیونکر جواب دین جنمین جان نہو وہ کیونکر بات کرین امیر اس فکر مین غلطان و پیچان تھے نہایت متحیر اور پریشان
تھے کہ حضرت سلیمانؑ کے تخت کے برابر ایک در تخت دکھائی دیا انھون نے اُسکو بغور تمام ملاحظہ کیا دیکھین تو اسپر ایک
معشوقہ چاردہ سالہ مغرق بجواہر بکمال ناز و ادا بیٹھی ہی حسن و جمال مین آدمزاد کی تو کیا حقیقت ہی پریون سے ہزار درجہ
سوا بیٹھی ہی اور چار سو پریزادین اُسکے تخت کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی ہین جنکے ہاتھ گلے مین زنجیرین جڑاؤ بہت نفیس کی ہی
ہین امیر نے اُسکے برابر آکے سلام علیک کی اُسنے جواب سلام علیک کا دیکر کہا کہ ای عزیز اس طلسمات مین تو کیونکر آیا اس مقام
مین آدمزاد کے آنے کی مجال ہی نہین بھلا تو نے کس طرح سے گذر پایا امیر نے کہا کہ میرا حال بہت طول و طویل ہی کیونکر
سناؤن جس حکایت کی انتہا نہو اُسکو کیا زبان پر لاؤن مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور تمھارا کیا نام ہی اور اس جگہ
مین کہ جسکا نیرنگ بیان نہین ہو سکتا کیونکر مقام ہی اُس معشوقہ نے کہا کہ ای بندہ خدا مین بھی حضرت سلیمان کی حرم ہون
نام میرا سلیم شاعران ہی مجکو جاہ و حشمت بخشیدہ حضرت بادشاہ جنات و پریستان ہی جب حضرت سلیمان نے اس جہان
گذران کو رخصت کیا اور شہپال نے جنات کو اپنے قبضے مین لیا اُس نے پردہ ظلمات کی حکومت مجکو دی اور مین نے
حسب رضامندی اُنکے قبول کی چند روز کے بعد عفریت بن مقاتل اہرمن نے سر اُٹھایا اور بدذاتی سے بر سر فساد آیا
قاف کے ملکون کو از راہ نمکحرامی شہپال سے چھین لیا بہت سے نواح کی حکومت سے خارج کیا شدہ شدہ ظلمات مین
دخل کیا اور مجھسے پیغام دیا کہ تو مجکو قبول کر یعنی میری مواصلت اختیار کر اور اس امر مین ہرگز انکار کر نہین تو تجکو بھی

تو ذلیل و خوار کرونگا بہت اذیت دونگا مین نے دیکھا کہ جب شہپال اسکا کچھ نہ کر سکا تو میری کیا حقیقت ہی اسکے پاس بڑی جمعیت اور اسکو بڑی قوت ہی اب یہان رہنے مین ناحق حرمت مین خلل آئیگا بزرگون کی عزت و ناموس کا نام مٹ جائیگا یہان سے بھاگنا ہی مصلحت ہی اسمین خیریت ہی اس خیال سے اپنے کو دیدہ و دانستہ اس طلسم مین ڈالکر قیدی بنی یہ بات دل پر ٹھنی کہ یہان تو وہ نہ آسکیگا مجھپر کسی طرح کا قابو نہ پا سکے گا باقی اس مکان مین فقط بلحاظ زیارت تصویر حضرت سلیمانؑ زندگی کے دن بھرتی ہون گوشہ عافیت مین بیٹھکر خدا کی عبادت فراغ خاطر سے دن رات کرتی ہون اور یہ چار سو پریزادین میری کنیزین ہین انکو اپنے ساتھ لیے آئی تھی اس نیت سے یہان آئی تھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کہانسے آئے ہو اس مقام مین کیونکر تشریف لائے ہو صاحبقران نے کہا کہ مین نم لاازل قاف کو حکم سلیمانؑ فرزند ابراہیمؑ پیغمبر ہون حمزہ میرا نام ہی پردہ دنیا میرا مقام ہی شہپال نے اپنی مدد کو مجھے دنیا سے بلایا تھا اسکی خاطر سے مین یہان آیا تھا مین نے آکر اول مقاتل اہرمن کو بعد ازان عفریت اور اسکی مان ملعونہ کو مارکر بادشاہ کا ملک گیا ہوا بادشاہ کے قبضے مین بدستور کر دیا خدا کے فضل اور اپنی جرأت و دلاوری سے اسکے دشمنون کو قتل کرکے پھر اسکو مالک اس ملک کا کیا اور اکثر طلسمون کو توڑا اور دیوان سرکش کو قتل کرکے خاک سیاہ کیا اسکے مددگار ونکو ذلیل و رسوا کیا اب تو خوف نکر شوق سے اپنے ملک مین جا اسواسطے کہ سب دشمن تیرے نیست و نابود ہو گئے اب تو پھر اپنے تئین وہان حاکم بنا ملکہ سلیم شاعران نے جواب دیا کہ طلسم مین تو اپنی خوشی سے آئی تھی لیکن یہان سے نکلنا میرے اختیار کے باہر ہی کیونکہ جو یہان آتا ہی نکل نہین سکتا فرمایا کہ مین اس طلسم کو توڑکر تجھکو یہان سے نکالدیتا ہون اتنا ثواب لیتا ہون بشرطیکہ ایک بات کا مجھے اقرار جو مین کہون اس امر کو اختیار کر ملکہ سلیم شاعران نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہی پہلے مین سن لون تو اقرار کرون اگر قابل قبول کرنے کے ہو تو پھر کیون انکار کرون امیر نے کہا کہ یہان سے چھوٹنے کے بعد پردہ دنیا مین مجھے پہونچا دے میرا ملک مجھے دکھا دے سلیم شاعران نے بسر و چشم کہکر قبول کیا اور اقرار واثق کیا کہ مین خود لیجا کر پہونچا دونگی آپکا اتنا کام ضرور کرونگی امیر نے لوح کو بغل سے نکالکر دیکھا ہر چند غور کیا ایک حرف نظر نہ آیا امیر نے کچھ پڑھ نہ پایا امیر کے حواس اڑ گئے جانا کہ اب جیتے جی اس طلسم مین رہے خوب تقدیر نے پھنسایا عجیب معاملہ پیش آیا لوح کو رکھکے وضو کیا اور تہ آسمان بعد ادائے نماز سر کھولکر مناجات کرکے سجدے مین گئے اک غفلت سی طاری ہوئی اس غفلت مین حضرت سلیمانؑ کو دیکھا کہ میرا سر چھاتی سے لگاکر فرماتے ہین کہ ای فرزند ملول نہو بدیع الملک نامے تیرا فرزند اس طلسم کو توڑیگا اسکی شکست اسی کے نام ہی اسکا برباد کرنا اسی کا کام ہی باقی رہا اس طلسم سے نکلنا اس اسم کو پڑھتا ہوا دروازے کی طرف جا دروازہ پیدا ہوگا یہان سے نکلنے کا راستہ ہویدا ہوگا جب دروازے کے باہر قدم رکھنا اسم کو پڑھتے رہنا ایک ہرن تیرے سامنے آکر بھاگے گا تو بھی یہی اسم پڑھتا ہوا اسکے پیچھے پیچھے دوڑنا جب وہ ہرن غائب ہو جائے اور تجکو بالکل نظر نہ آئے جاننا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے چہرۂ شاہد مقصود دکھایا امیر نے

ہوشیار ہوئے سجدے سے سر اُٹھا کر پھر سجدہ شکر کیا اور ملکہ سلیم شاعر سے خواب بیان کر کے کہا کہ جب مین یہان سے
نکلون تو میرے پیچھے دوڑی چلی آ جو مین کہتا ہون وہ بجا لا امیر اسم تعلیم کردہ حضرت سلیمان ؑ کو پڑھتے ہوئے
دروازے کیطرف گئے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہی جب دروازے سے نکلے ایک ہرن سینگون پر سینگوٹیان جڑاؤ چڑھائے
نوکون پر دو لعل جڑے ہوئے زربفت کی جھول پشت پر پیجنیان مرصع پانون مین کودتا پھاندتا چھم چھم چوکڑیان بھرتا امیر
کے روبرو سے نکلکر میدان کی طرف بھاگا امیر وہ اسم پڑھتے ہوئے اس ہرن کے پیچھے دوڑے اور خیال کیا کہ یہ وہی
ہرن ہی جسکا حال حضرت سلیمان ؑ نے مجھسے خواب مین ارشاد فرمایا ہی اور یہ اسم مجکو سکھایا ہی اور ملکہ سلیم شاعران
بھی اپنے پریزادون سمیت امیر کے پیچھے چلی اُسنے بھی آپ کے ساتھ جانے مین ذرا دیر نہ کی قلعے سے ایک شور و غل
پیدا ہوا یہ چلانے کا زور و شور تھا گویا ہنگامہ محشر ہویدا ہوا کہ لیجیو پکڑیو دربند سے قیدی بھاگے جاتے ہین اب گرفتار
ہوتے نظر نہین آتے مین کون سنتا ہی یہان پھر کے بھی کسی نے نہ دیکھا افتان و خیزان سب کے سب اُس قید سے باہر آئے
خدا کا شکر بجا لائے آگے جا کر دو پہاڑ ملے ہرن اُن پہاڑون مین جا کر امیر کی نگاہ سے پنہان ہو گیا اُسکا پھر کسی نے
نشان نہ پایا کہین نظر نہ آیا امیر نے جانا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا کارساز حقیقی کی عنایت سے اس بلاے جانفشان
سے چھٹکارا پایا اور اُس پہاڑ سے نکلکر دوسرے پہاڑ کے تلے مین مقام کیا اُس روز دوا دوش کی تکلیف سے آرام لیا
ملکہ سلیم شاعران بھی اسی جا مقیم ہوئی امیر کی ہمراہی مین وہ بھی بخوف و بیم ہوئی چار سو پریزادون سے سامان
عیش و طرب مہیا کر کے امیر کی ضیافت کی سب طرح کی پاسداری و اطاعت کی سات دن تک امیر اسی مقام پر ناچ رنگ
دیکھا کیے پریزادون کے ناز و کرشمے دلربائی کے ڈھنگ دیکھا کیے آٹھوین دن ملکہ سلیم شاعران نے اپنے ہمنشینون سے
مشورہ کیا کہ حمزہ جفت آسمان پری ہی اس دہشت سے کوئی اُسکو دنیا مین نہین پہونچاتا ہی اُسکے خوف سے انکو کوئی نہین
پہنچاتا ہی اور مین نے حمزہ سے عہد کیا ہی کہ مین تمکو دنیا مین پہونچا دونگی ہرگز تم سے خلاف عہدگی نہ کرونگی پس تم
لوگونکی اس امر مین کیا صلاح ہی کون سی تدبیر باعث فلاح ہی انھون نے کہا کہ یہ سمجھ لو اگر آسمان پری کو معلوم ہوگا
کہ تمنے اُسکے شوہر کو دنیا مین پہونچا دیا ہی اُسکی خلاف مرضی یہ کام کیا ہی تو وہ تمھاری جان و حرمت کی دشمن ہو جائیگی
تمپر اُسکے ہاتھ سے بڑی آفت آئیگی وہ اپنے باپ مان سے ڈرتی نہین دوسرا کوئی کیا مال ہی تم خوب جانتی ہو جو اسکا حال
ہی اس حرکت سے وہ تمکو بیحرمت بھی کرے گی اور ظلمات کو بھی چھین لیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ اس آدمی کو اسی جا پر سوتا
چھوڑ کر مع چار سو پریزاد یہان سے چلدو آسمان پری کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرو سلیم شاعران کو بھی یہ صلاح پسند
آئی اُسنے اپنی حفاظت اسی بات مین پائی امیر کو سوتا چھوڑ کر مع پریزادان ہمراہی ظلمات کو اُڑ کے چلی گئی امیر سے
عہد شکنی کی امیر صبح کو جو جاگے دیکھا تو سلیم شاعران کا نشان نہین اُسکے ساتھ کا کچھ بھی سامان نہین دریافت کیا
کہ آسمان پری کے خوف سے اُسنے بھی مجکو دنیا مین نہ پہونچایا اُسکا خوف اُسکے دلمین سمایا دلمین سوچے کہ خدا مددگار

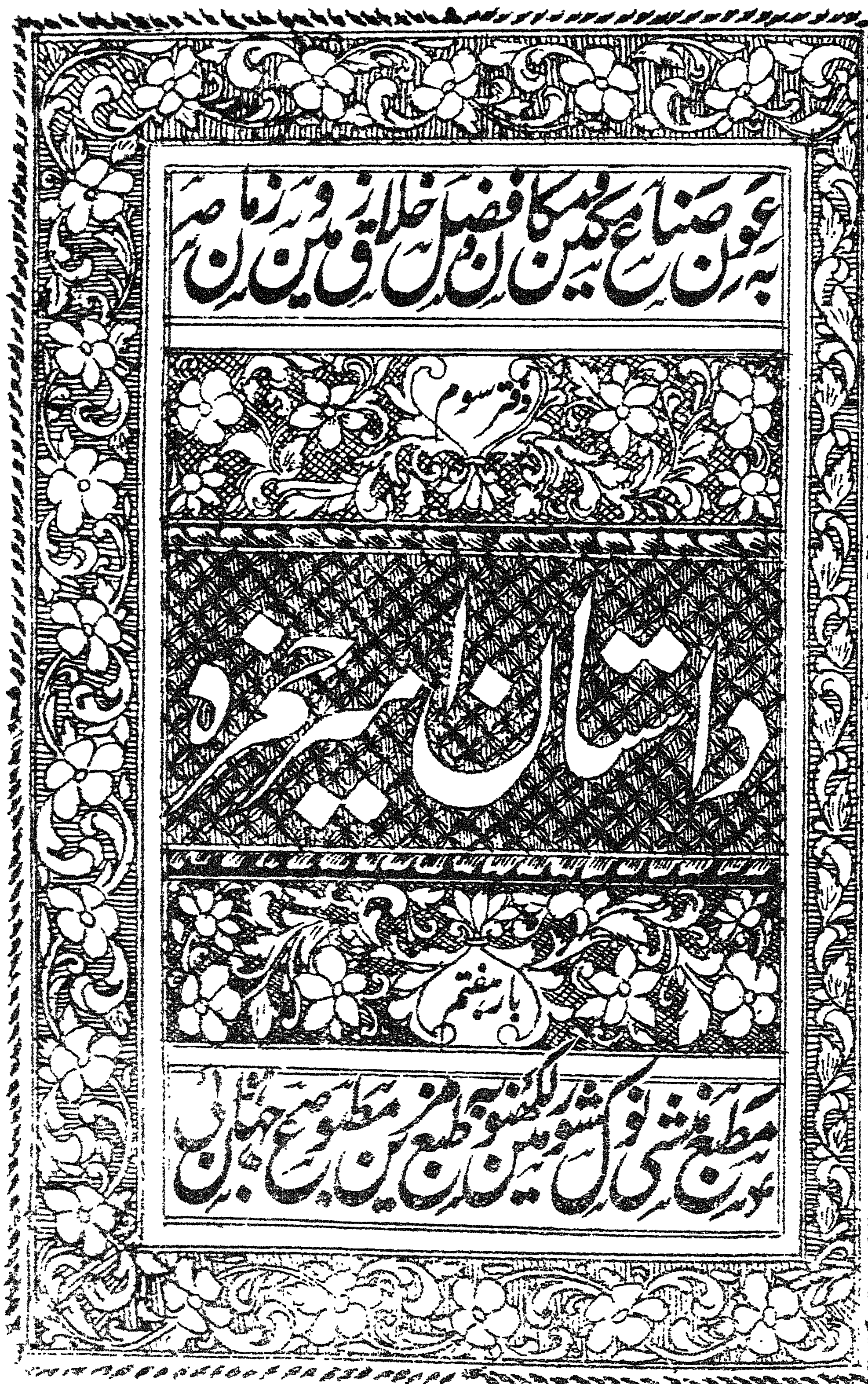
چاہیئے وہ چاہیگا تو دنیا مین پہونچنا کچھ دشوار نہین ہی اُسکے فضل و کرم سے ہمکو ناامیدی زنہار نہین ہی یہ کہکر
اُسی پہاڑ کے نیچے نیچے روان ہوئے اللہ ہی پر بھروسا کیا تو سب کام آسان ہوے راوی لکھتا ہی کہ امیر نو شبانہ روز
اُس جانب چلے گئے جب بھوک لگتی تو کلیچہ عنایت کردہ خضرؑ کھاتے قوت چلنے کی پاتے بعد ازان کبھی خشکی مین کبھی دریا مین کبھی پہاڑ
مین جہان ہوتے کلیچے کو پھینک دیتے لیکن جب امیر کو بھوک لگتی تو کلیچہ امیر پاس آکر موجود ہوتا تا آنکہ کھا کر سیر ہوتے ہر کام پر
دلیر ہوتے دسوین دن ایک جگہ شمشاد کے درختون کے نیچے شب باش ہوئے اُنھین ہیاتون بھیڑیون کی کھال بچھا کر
سو رہے جگہ خوش فضا پاکر سو رہے صبح اُٹھکر نماز پڑھکے جنگل سے نکل میدان کی راہ لی پھر منزل مقصود پر پہونچنے کی نیت کی
تھوڑی دور جا کر دیکھتے کیا ہین کہ ایک شعلہ پہاڑ کے دامن سے رہ رہ کر اُٹھتا ہی مگر اُسکی کیفیت خیال مین نہین آتی کچھ
ذہن مین نہین سماتی امیر نزدیک جا کر دیکھین تو وہ پہاڑ نہایت خوش رنگ ہی وہان کے عجائبات دیکھنے سے عقل دنگ ہی
چادرین پانی کی ہر طرف جھرنون سے پڑ رہی ہین سبزے سے صحرا مین فرش مخمل زمردین بچھا ہوا ہی تمام میدان ہرا بھرا
ہی اور قلۂ کوہ پر ایک چار دیواری عالیشان سونے روپے کی اینٹون کی جواہرات کی دار بیل سے درزین بندی کی ہوئی
نظر آتی ہی کہ جسکے دیکھنے سے نظارگی بینائی روشنی پاتی ہی اور جانور رنگ برنگ کے جابجا پہاڑ پر پھر رہے ہین اور نیچے
پہاڑ کے ایک غار رہی کہ جسکا عمق بیشمار ہی اُسکے منہ پر ایک دیو بیٹھا ہوا ارنے اور فیل اور شتر کے کباب لگا رہا ہی بے تکلف
کھا رہا ہی وہ شعلہ جو پہاڑ سے نکلتا ہوا نظر آتا تھا سیدھا آسمان کی طرف جاتا تھا اُسی الاؤ کا تھا اور یہ وہی دیو ہی کہ
قاف کی راہ مین خدائی کرتا ہی اُس ملعون نے اپنے کو خدا مشہور کیا ہی خدا کی رحمت سے اپنے تئین دور کیا ہی اور
یہ غار اور الاؤ اُسکا دوزخ ہی اور چارسو دیو دوزخ کے موکل ہین اُسکی حفاظت پر محصل ہین امیر نے ارادہ کیا کہ پاس جا کر
کچھ اُن سے احوال پوچھین کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی عقل کو حیرت لاتا ہی ناگاہ اُنمین سے ایک دیو کی
نگاہ امیر پر پڑی بولا کہ میری سیخ مین کباب ہو چکا تھا سو خداوند قاف نے یہ شکار بھیجا ہی کیا خوب لقمہ خوشگوار بھیجا
ہی یہ کہکر وہان سے اُٹھکر امیر کو اشارے سے بلایا اور یہ مژدہ سُنایا کہ او آدمزاد پانون دبائے چلا آ اپنے پانون کی آہٹ
کسی کو نہ سُنا ایسا نہو کہ کوئی اور دیو دیکھ لے اور اُٹھا کر لقمہ کر جاے تو مین محروم رہ جاؤن اور وہ لذت پائے امیر
اُسکے اس کلام پر ہنسنے لگے اُس دیو کو جو برا معلوم ہوا سیخ لیکر امیر پر دوڑا کہ امیر ایک ضرب لگائے پکڑ کے کھا جائے امیر
عقرب سلیمانی میان سے لیکر جو لگائی مع سیخ کٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اُس سے کچھ بھی نہ بن آئی اُس دیو کو مرتے دیکھکر
جتنے دیو تھے حربہ لیکر امیر پر دوڑے امیر سپر گرشاسپ پل کی بائین ہاتھ مین لیکر داہنے ہاتھ سے عقرب سلیمانی
کو کھینچکر دیوون کے بیچ مین پڑکے ہاتھ لگانے لگے اللہ کو یاد کرکے قوت رستمانہ اور فن سپاہگری دکھانے لگے جسکے
ایک ہاتھ لگا یا دو ٹکڑے نظر آیا بہت سے تو مارے گئے تھوڑے سے بھاگ کر بچے دیوون کے وجود ناپاک سے وہ
میدان خالی ہوا اُن درندون سے وہ بیابان خالی ہوا جب امیر نے دیکھا کہ اب کوئی دیو نہ رہا پہاڑ پر جا کے بہشت

جو اُسنے بنایا تھا اُسکی آرائش کے واسطے طرح طرح کا جواہرات بے نظیر کمال اہتمام سے لگایا تھا اُسکے اندر گئے دیکھین تو واقعی مکان نمونۂ فردوس برین ہی باعث رونق روے زمین ہی اور اُسمین ایک تخت زمرد کا بچھا ہی کہ وہ بھی خوبی مین یکتا ہی امیر اس تخت پر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ دو گھڑی سوکر کچھ آرام کیجیے طبیعت کو آسائش دیجیے پھر دل مین خیال آیا کہ دیو جو بھاگ گئے ہین وہ البتہ اپنے سردار سے اطلاع کرینگے اور وہ بھی یقینًا سنتے ہی آئیگا مع دیوون کے میرے قتل کے واسطے اپنے تئین یہان پہونچا دیگا پس ایسے مقام پر غافل ہونا خوب نہین ہی یہ بات اہل دانش کو مرغوب نہین ہی چنانچہ جو دیو جان بچاکر بھاگ گئے تھے اُنھون نے بالاتفاق اپنے خداوند کو خبر دی اس سب خرابی اور امیر کے ظلم و تعدی سے اطلاع کی کہ ایک آدمزاد نے آنکر اتنے دیوون کو مار ڈالا اور ہم اگر جان لیکر نہ بھاگتے تو ہم بھی مارے جاتے ہرگز اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پاتے پوچھا کہ اب وہ کہان ہی اُسکے قیام کا کچھ پتا نشان ہی دیو بولے کہ بہشت کی سیر کر رہا ہی بیخوف و دغدغہ اُسمین دخل بے شرکت غیر کر رہا ہی ارنائیس سنتے ہی آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ کون ہی کہان سے آیا ہی اُسنے اپنے تئین ایسے مقام مین کہ جسمین گذر آدم کا بہت دشوار ہی کیونکر پہونچایا ہی میرے بندون سے ایسی حرکت کی ہی اسقدر ذلت دی ہی ذرا مین بھی تو اُسکو دیکھون کہ وہ کیسا زور آور ہی دیوون کے مارنے پر دلیر اور دلاور ہی یہ کہکر کئی ہزار دیو ساتھ لیکر قلعۂ زر عقیق سے اُڑا اور جاتے ہی مکان کو گھیر کے دیوون سے کہا کہ اندر جاکر اُس سیاہ سر دندان سفید کو پکڑ لاؤ ہرگز اُس سے خوف نہ کھاؤ اُنھون نے کہا کہ ہمارا مقدور نہین کہ اندر جانے کا قصد کرین اُسکے سامنے اپنے تئین پہونچائین اور اُسکو پکڑ لائین آپ خداوند ہین اپنی کسی تدبیر سے اُسے مار لیے دیکھین آپ کیسے بہادر ہین بھلا اُسکو اپنی شمشیر سے ماریے دیوون کے اس کلام سے ارنائیس کو اور بھی غصہ آیا اُنکے اس کلام طنز آمیز سے بڑا پیچ و تاب کھایا دار شمشاد لیکر اندر گھسا اور جاکر امیر سے کہا کہ او آدمزاد تو نے میرے فرشتون کو کیون مار ڈالا کیا تجکو میرا خوف نہ تھا یہ کہکر دار شمشاد امیر پر لگائی اپنی جرأت اور قوت دکھائی امیر نے جست کرکے اُس ضرب کو ٹالا اور کمربند اُس دیو کا پکڑ کے زمین پر ایسے مارا چاہتا تھا کہ تڑپ کر بھاگے امیر کود کر اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور کمربند سے خنجر نکال کے اُسکے گلے پر رکھ دیا ایسے دیو زبردست کو بھی زیر کیا ارنائیس آنکھون مین آنسو بھر لایا جان کے خوف سے گھبرایا اور کہنے لگا کہ اے زلزلۂ قاف مجھے امان دے اے جوانمرد میری جان نہ لے فرمایا کہ ایک طرح پہلے اپنا احوال ظاہر کر دوسرے مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو ارنائیس بصدق دل مسلمان ہوا اُنکے چھوڑ دینے پر مرہون احسان ہوا اور عرض کی کہ اے امیر مین سلیمانؑ کے وقت مین پیادون مین نوکر تھا اُنکے نزدیک بہت معتبر تھا جب سلیمانؑ نے دنیا سے رحلت کی راہ جنت کی لی جسکے جو مکان ہاتھ لگا اُسنے اپنا عمل کر لیا مین نے بھی اس مکان مین اپنا دخل کیا اور اپنے کو خداوند دیوونکا بنایا سبکو اپنے زیر حکم لایا آپنے آنکر مجکو ہدایت کی دولت ایمان عنایت کی الحمد للہ کہ مین شرک سے محفوظ ہوا اسلام کے حاصل

ہونے سے بہت محظوظ ہوا اب آپکا تابعدار ہون ہر طرح سے فرمانبردار ہون جو فرمایئے گا بجا لاؤنگا آپکی طاعت سے سعادت کونین پاؤنگا یہ کہکر مکان کے باہر آیا اور اپنے تمام دیوؤن کو حکم یہ سُنایا کہ مین مسلمان ہوا تم مین سے جو مسلمان ہو وہ میرے پاس ہے اور جسکو اسلام قبول نہو وہ اپنی راہ لے مین اس سے بیزار ہون تم کافر مین ایماندار ہون بعضون نے ایمان قبول کیا اور اکثر انکار کرکے وہان سے چلتے ہوئے ارنائیس پھر امیر کے پاس آیا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ جو دیو مسلمان ہوئے اُنکو مین نے رہنے دیا ہے اور جنھون نے اسلام قبول نہین کیا اُنکو مین نے اپنے پاس سے دور کیا اپنی خدمت سے مہجور کیا فرمایا بہت اچھا کیا مگر بڑی طاعت میری یہ ہے کہ مجکو تو دنیا مین پہونچا دے کہ مین ایک مدت سے تمھارے ملک مین سرگردان ہون ارنائیس بولا کہ دنیا مین آپ کا پہونچانا مشکل کیا ہے آسمانپری کے خوف سے آپکو کوئی نہین پہونچاتا ہے اُسکے ظلم سے ہر شخص خوف کھاتا ہے کہ وہ بڑی ظالم ہے لیکن مین سب ظلم اُسکے اپنے اوپر قبول کرکے آپکو دنیا مین پہونچا دونگا آپکی خاطر سے اسکے خلاف مرضی یہ کام کرونگا بشرطیکہ میری مراد بر آئے یہ تمھارا تابعدار اپنا مقصود پائے امیر نے فرمایا کہ وہ مراد کیا ہے مجھے بیان کر اپنا مطلب دلی عیان کر ارنائیس نے کہا کہ مین جس قلعہ مین رہتا ہون عقیق نگار اُس قلعے کا نام ہے وہ عقیق زرد سے بنا ہوا ہے اسکا مثل روے زمین پر ناپیدا ہے اُسکے نزدیک اور ایک قلعہ ہے اُسے زمرد حصار کہتے ہین وہان کا بادشاہ لاہوت شاہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہے لانیسہ نام اُسکی ایک بیٹی ہے مین اُسپر عاشق ہون کہ وہ کسی طرح میرے ہاتھ نہین آتی اُسکے رنج مہاجرت مین مجھے کوئی چیز نہین بھاتی اُس معشوقہ کو مجھے لا دیجے اتنی شفقت میرے لیے کیجیے تو مین آپ کو دنیا مین پہونچا دینے کا ذمہ کرتا ہون اس غرض سے آسمانپری کی راہ عدولحکمی مین قدم دھرتا ہون فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے اُس جا لیچل جس طرح بنے گا مین تیری معشوقہ کو تجھے دلوا دونگا تیری خاطر سے یہ محنت گوارا کرونگا ارنائیس نے کہا کہ آیئے میری گردن پر سوار ہوجیے وہان چلنے پر آمادہ ہوجیے امیر زرہ کے دامن کو گردان کے اُسکی گردن پر سوار ہوئے ارنائیس طرارہ بھرکر زمرد حصار کو چلا اپنی معشوقہ کے شہر و دیار کو چلا فقط



تمام ہوا دفتر دوم امیر حمزہ گیتی ستان کے قصّے کا باقی حال تیسرے دفتر مین لکھا جاویگا انشاء اللہ المستعان


بعون صناع بیچون کا فضل خلاق زمین و زمان سے
دفتر سوم
داستان امیر حمزہ
بار ہفتم
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع جہاں ہوا



دفتر سوم داستان امیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان عم کبار پیغمبر آخر الزمان امیر ابو العلا

المعروف بہ حمزۂ زلزال قاف کوچک سلیمان کا

واضح ہووے کہ جب ارنائیس دیو امیر کو زمرد حصار کیطرف لیکر چلا شام کے وقت ایک مکان پر اُترا کہ وہ مکان نہایت خوش فضا تھا و از بس دلکشا تھا امیر نے مغرب کی نماز سے فراغت کرکے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اب کس بات پر آمادہ ہے اُسنے کہا کہ زمرد حصار یہاں سے بہت نزدیک ہے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ کیسی شب تاریک ہے رات کی رات یہاں آرام کیجیے طبیعت کو آسائش دیجیے صبح کو تشریف لیچلیے امیر نے فرمایا کہ مجھکو حضرت خضرؑ نے نصیحت کی ہے کہ دیوان قاف کا کبھی اعتبار نہ کرنا اُنکا کہنا ہرگز اختیار نہ کرنا اسلیے میں تجکو درخت سے باندھکر سوؤنگا کہ مجھکو تیری طرف سے اطمینان ہو اُسنے عرض کی کہ یا امیر میں آپ سے دغا نہیں کرنیکا اور آپکو میرا اعتبار نہیں ہے تو بہتر ہے درخت سے باندھ دیجیے جن باتوں میں آپکی تسکین ہو دے دیجیے امیر نے سوتے وقت اُسکو ایک درخت عظیم الشان سے باندھ دیا اور آپ پوست گرگ بچھا کر سو رہے فراغت سے آرام کیا ارنائیس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ تو پروردۂ قاف پر خدائی کرتا تھا جسکے کہنے سے اپنی خدائی سے دست بردار ہوا وہ ایسا بے اعتبار جانتا ہے کہ تجکو درخت سے باندھکر آپ چین سے سو رہا تیری تکلیف پر اُسکو کچھ لحاظ نہ آیا ذرا رحم نہ کھایا پس ایسے شخص کی رفاقت میں رہنا دانائی سے دور ہے جسکو فقط اپنی غرض منظور ہے یہہ کہکر مع درخت وہاں سے اُڑگیا امیر کو اُس میدان میں تنہا چھوڑا اُنکی ہمراہی سے منھ موڑا صبح کو جو صاحبقران جاگے درخت

دیو کا نشان نہ پایا وہی اگلا سا معاملہ پھر پیش آیا تجویز کیا کہ شاید درخت مین باندھنے سے ناخوش ہو کر چلا گیا اگر باندھا نہ جاتا بر سر موافقت نہ آتا بہر حال اسی مین خیر تھی جو ہوا نماز پڑھکے ایکطرف کو روانہ ہوے جب آفتاب خط استوا پر پہونچا صحرا مین یون چلنے لگی جسکی حدت سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی ایک طرف کو بہت سے درخت گنجان نظر آئے اُس گرمی مین آنکھون کو بھاتے امیر اُن درختون کی طرف قدم زن ہوے دیکھین تو ایک باغچہ ہرا اور ہوا سرد خوش آیند آتی ہے جس کی برودت سے طبیعت بہت چین پاتی ہے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک دیو آسیا سنگ لیے ہوے آنکر امیر سے کہنے لگا کہ ای آدم زاد تیرا خوف کیا تجکو مطلق نہ آیا جو تو نے اس جگہ کو اپنا آرام گاہ ٹھہرایا امیر نے فرمایا کہ مین دیوان قاف سے نہین ڈرتا تم لوگون سے ہرگز خوف نہین کرتا اُسنے آسیا سنگ کو امیر کے سر پر مارا امیر نے عقرب سلیمانی سے اُسکو روک کر کے ایک ہاتھ جو اُسکے لگایا وہ دو ٹکڑے ہو گیا خواب عدم مین سو گیا جب تمازت آفتاب کی کم ہوئی وہان سے اٹھکر آگے چلے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ جنگل کیطرف سے بزن بزن اور توبہ توبہ کی صدا بلند ہوئی بڑے زور و شور سے آواز گریہ و بکا بلند ہوئی امیر متعجب ہوے ٹھہر گئے دیکھا کہ قریب چار سو جن کے ارنائیس کو مارتے لیے آتے ہین ضربین اُسکے بدن پر لگتے ہین ارنائیس امیر کو دیکھکر پکارا کہ یا صاحبقران برائے خدا مجھے بچاؤ جلد میری مدد کو آؤ امیر نے رحم کھا کر ارنائیس کو اُن جنون سے چھڑایا اُن ظالمون کے ہاتھ سے اُسکو بچایا اور پوچھا کہ ماجرا کیا ہے تو کیون اس بلا مین مبتلا ہے اُسنے کہا کہ لاہوت شاہ شکار کھیل رہا تھا مین جو اسطرف سے نکلا اُسنے مجکو پکڑوا کر جنون کے حوالے کیا کہ اسکو میدان مین لیجا کر قتل کرو اسکو ہرگز جیتا نہ چھوڑو چونکہ میری زندگی تھی آپ سے ملاقات ہوگئی کہ مجکو ان مردودون کے جور سے نجات ہوگئی نہین تو آج مارا جاتا بے شبہ ملک عدم مین ٹھکانا پاتا امیر نے فرمایا کہ تو میرے پاس سے کیون بھاگا تھا ارنائیس نے کہا کہ جیسا مین نے کیا ویسی سزا پائی یہ اُسی کے عوض مین میرے اوپر آفت آئی اب ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آپ سے دغا کرون اور پھر اکیلا چھوڑدون امیر پھر اُسکی گردن پر سوار ہو کر زمرد حصار کیطرف چلے شام کو ایک مقام پر توقف کیا راہ کی ماندگی سے آرام لیا امیر بدستور سوتے وقت اُسکو ایک درخت سے باندھکر سو رہے ارنائیس اُس شب کو بھی چلدیا امیر سے پھر فریب اور دھوکا کیا صبح کو امیر نے جو اُسکو نہ پایا فرمایا کہ معلوم ہوا دیو کی خلقت مین دغابازی ہے اس فرقے کے قول پر اعتبار کرنا محض خطا ہے اُنسے وفاداری سراسر بیجا ہے پھر یہ کہکر بعد ادائے نماز ایک سمت کو روانہ ہوے سات دن بمنزل بمنزل چلے گئے آٹھوین دن ایک قلعہ نظر آیا آبادی کا نشان پایا جب متصل اُسکے گئے دیکھا کہ قلعہ کی فصیلون پر قریب چار سو جن کے بیٹھے ہین سب زبردست اور قوی تن ہین اور دو جن سر کھولے مناجات کر رہے ہین اور قلعہ کے گرد چار سو دیو دار شمشاد چقماق آسیا سنگ چادر زنگالہ ارہ پشت نہنگ ہاتھون مین لیے ہوے اڑے ہین گویا یہ گروہ کسی کے ساتھ لڑائی کا ارادہ کیے ہوے کھڑے ہین اور ایک دیو قلعہ کے دروازے کو توڑا چاہتا ہے اُسکے اوپر اپنے حربے کا ہاتھ چھوڑا چاہتا ہے صاحبقران نے دو

للکارا کہ خبردار اگر قلعے کے دروازے کا قصد کیا تو تو جانیگا اپنی صورت نہ پہچانیگا پہلے مجھ سے لڑ لے پیچھے قلعے کو توڑنا پیچ دروازے کے مروڑنا اُس دیو نے کہا کہ اے آدمی تو تو میری خوراک ہے تجھ سے مجھکو کیا خوف باک ہے تو بھلا مجھ سے کیا لڑیگا میرے سامنے کیا اڑیگا صاحبقران نے کہا اے مردک کیا بکتا ہے تو میرا کیا کر سکتا ہے ذرا میرے سامنے تو آ اپنی بہادری دکھا دیکھ تو میں تیری خوراک ہوں یا تو میرے نہنگ تیغ کا طعمہ ہوتا ہے ایکدم میں اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہے تو مجھے نہیں جانتا کہ میں زلازل قاف کو چک سلیمان کشندۂ عفریت و قاتل اہرمن ہوں بے ترد طلسمات شکن ہوں وہ دیو بولا کہ یہ کہ تو ہی نے گلدستۂ قاف کو برباد کیا ہے ایک مدت سے برپا فتنہ و فساد کیا ہے معلوم ہوا کہ خون دیوان قاف کا بہر قصاص تجھکو میرے پاس لے آیا ہے تیری اجل نے تجھکو میرے پاس پہونچایا ہے یہ کہکر ایک زنگالہ امیر پر مارا امیر نے اُسکو رد کیا کمال چستی و چالاکی سے وار اُسکا خالی دیا اور رعقب سلیمانی سے اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے اور دیو جو قلعہ کو گھیرے ہوے کھڑے تھے امیر پر آ گرے سب نے ایکبارگی حملہ کیا چاروں طرف سے گھیر لیا امیر نے جب بہت سے دیو قتل کیے بقیۃ السیف سر پر پاؤں رکھکر بھاگے جب کوئی دیو اُس میدان میں نہ رہا اور دیوؤں کے خون سے ایک دریا بہا لاہوت شاہ قلعہ کے باہر نکلا اور امیر کو بعد تعظیم و تکریم قلعہ کے اندر لے گیا بہت اعزاز و اکرام سے اپنے برابر بٹھلایا امیر نے نام پوچھا اُس نے عرض کی کہ لاہوت شاہ مجھکو کہتے ہیں اسقدر دیو میری اطاعت میں رہتے ہیں امیر نے فرمایا میری ایک غرض تم سے لاحق ہے اور انجام اُسکا تمھاری ریاست کے شایان و لائق ہے وہ بولا کہ فرمائیے بجا لاؤں امیر نے کہا لانیسہ جو تیری بیٹی ہے اُسکا عقد رنانیس سے کر دے اُسکے دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھر دے کہ میں نے اُس سے وعدہ کیا ہے اس کام کا قول دیا ہے لاہوت شاہ نے ظاہر میں کہا کہ وہ تو قاف کا بادشاہ ہے اگر آپ ایک غلام سے فرمائیں تو لانیسہ کا عقد کر دوں آپکے ارشاد سے ہرگز انحراف نہ کروں مگر دل میں اُسکو کہنا اُنکا بہت ناگوار ہوا اُسکا دل اُنکی طرف سے بہت پر غبار ہوا امیر کا ہاتھ پکڑ کے لیگیا اور تخت پر کہ اُسکے نیچے چاہ معلق تھا با صرار تمام بٹھلایا اس بدسلوکی سے پیش آیا امیر بیٹھتے ہی مع تخت کنوئیں میں دھنس گئے اور سر کے بل کنوئیں میں جا گرے اُس احسان فراموش نے ایک پتھر اُس کنوئیں کے مُنھ پر رکھ دیا اور یہ حکم دیا کہ دو سو جن چوکی پہرہ کے واسطے تعینات ہیں اُسکی حفاظت میں مستعد رہیں یہ خبر لانیسہ کو پہونچی غصہ سے کانپتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی اور سخن مبالغہ آمیز لائی کہ جو شخص ایسا تھ نیکی کرے اُسکے ساتھ بدی کرتے ہیں آپ غضب خدا سے نہیں ڈرتے ہیں صاحبقران نے تو تمھاری جان و حرمت بچائی اُسکی کوشش سے تمپر کوئی تعب نہ آئی اور تمنے اُسکے مار ڈالنے کی فکر کی اس احسان کے عوض میں ایسی اذیت دی لاہوت شاہ بولا کہ مجھ سے کہتا تھا کہ لانیسہ کی شادی رنانیس سے کر دو میرے کہنے پر عمل کرو اسلیے میں نے اُسکو قید کیا ایسا رنج دیا اُسوقت تو لانیسہ چپ ہو رہی اُسکے جواب میں کچھ بات نہ کہی شبکو لباس شبرنگی پہن سلاح بدن پر لگا کر کنوئیں پر آئی اُن کے نکالنے کی تدبیر لگائی پتھر ہٹا کر کنوئیں کے

اتر گئی مستعد ہوکر بیخوف وخطر اندر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک معشوقہ چاردہ سالہ رشک ماہ لباس شتری پہنے سر پر بیٹھے
ہی پوچھا کہ تو کون ہی بولی کہ لانیسہ میرا نام ہی آپکے چھڑانے کو آئی ہون آپ کچھ خوف نہ کیجیے تمھاری رہائی کی
نری لائی ہون امیر نے سجدہ شکر ادا کیا اور کمند پکڑ کر کنوین سے باہر نکل آئے اُسکی تعریف کے کلمے زبان پر لائے
بانان مزاحم ہونے لگے لانیسہ تلوار کھینچکر جو اُنپر گری بہت سے جن مارے گئے اور کتنے بھاگ کر لاہوت شاہ
پاس اس حال کو دیکھ نہایت بدحواس پہونچے اور مفصل حال بیان کیا لاہوت شاہ کیفیت سنکر سن ہو گیا
سہ کی اس حرکت سے کمال متحیر ہوا مارے غصّے کے رنگ متغیر ہوا یہان امیر لانیسہ سے رخصت ہونے لگے
سہ نے عرض کی کہ مین آپکی کنیزک ناخریدہ ہون آپکو چھوڑ کر کہان رہون جہان آپ جائیے گا مین ہمراہ رکاب
گی اب آپ سے مفارقت نہ کرونگی ہر چند امیر نے اسکو سمجھایا لیکن اُسنے کچھ نہ مانا اپنے حق مین اُنکی رفاقت کو
جانا امیر کے ہمراہ ہوئی کئی منزل تک تو پیدل چلی آخر تھک گئی چلنے کی طاقت نرہی قدم اُٹھانیکی قدرت نرہی
سخت مشکل مین گرفتار ہوے اسکے ساتھ ہونے سے بہت مجبور وناچار ہوے ایک منزل کو چار چار پانچ پانچ روز
طے کرنے لگے اُسکی وفاداری کا دم بھرنے لگے کئی روز کے بعد دور سے ایک پہاڑ مثل برق درخشندہ نظر آیا دیکھا
رکا پہاڑ ہی اور اُسکی ترائی مین صدہا کوس تک زعفران زار ہی اور درمیان مین اُسکے ایک نہر جاری ہی جسکا پانی آب
سے پانی بھرواتا ہی اُسکی لطافت کو دیکھکر آبحیات شرماتا ہی اور چارطرف سے ہوا سرد آتی ہی جسکے سبب سے جان آرام
امیر اُس نہر کے کنارے بیٹھکر سیر کرنے لگے سامنے سے ایک ارنا نمودار ہوا اور سیدھا امیر کے پاس چلا آیا کچھ خوف
یا جب امیر اُسے پکڑنے لگے جنگل کی طرف بھاگا امیر نے دوڑ کر اُسے پکڑ لیا اسکو بھاگنے نہ دیا اور لانیسہ
ہا کہ لے تیری سواری کے واسطے خدا نے اسکو بھیجا ہی اللہ کو تیرے حال زار پر رحم آیا ہی ہرگاہ وہان سے آگے کوچ کیے
سہ کو اس ارنے پر سوار کیا پیادہ روی سے اسکو چھڑا دیا اور ناک اُسکی ناتھ کر رسی لانیسہ کے ہاتھ مین دی اُس کے
ہونیکی یہ تدبیر کی ارنا تھوڑی دور جاکر جنگل کیطرف بھاگا ہر چند لانیسہ نے زور سے اُسکی ناتھ پکڑکے جھٹکے دیے لیکن
ب کتا تھا دم بھر مین ہوا ہو گیا کہ اُسکا کہین پتہ نہ لگا امیر نے لانیسہ کیواسطے بہت تاسف کیا اور جس طرف کو وہ ارنا
تھا اُسی طرف کو روانہ ہوے لانیسہ کا پتہ نشان کہین نہ لگا دوپہر کے بعد ایک پہاڑ کی ترائی مین پہونچے ایک باغ
بہا دلکشا و فرحت افزا اُس باغ مین ایک گنبد طلائی بنا ہوا تھا اُس مین بہت سا جواہرات جڑا ہوا تھا اور گرد اُسکے
نقش سایبان جڑاؤ استادون کے کھینچے ہوے تھے اُس مین بھی اچھے اچھے شیشہ آلات لگے ہوے تھے امیر جو
ن گنبد کے دروازے پر گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند پایا اسکے اندر داخل ہونے کا اسلوب کوئی ذہن مین
آیا سُننے کیا ہین کہ ایک شخص تو بالتجا کہتا ہی کہ تو مجھکو قبول کر اپنی مفارقت سے نہ ملول کر اور دوسرا شخص کہتا ہی
لہ لکھا نا قبول ہی مگر تیری رفاقت منظور نہین ہی ایسا کام کرنا میرا دستور نہین ہی امیر نے پکار کر کہا اندر کون ہی

دروازہ کھولدو کہ مین تمھارے پاس آیا چاہتا ہون جب کسی نے نہ سُنا امیر نے ایک لات مار کر دروازے کو توڑ ڈالا اُسکا
ہر پیچ مڑ دڑ ڈالا اندر جاکر دیکھین تو واہ واہ لانیسہ تو تخت پر بیٹھی ہی اور سامنے اُسکے ارنائیس ہاتھ باندھے
کھڑا ہوا منتین کر رہا ہی بیضبط ہو کر آہین سرد بھر رہا ہی ارنائیس نے جو صاحبقران کو دیکھا پانون پر گر کر کہنے لگا
کہ دیکھیے لانیسہ کی مین لاکھ منت کرتا ہون اس بیرحم کے پانون پر سر تک دھرتا ہون لیکن مجکو قبول نہین کرتی میرا
مطلب ولی حصول نہین کرتی اگر آپ اسکو سمجھا کر میرا عقد کر دیجیے اتنی مہربانی اور میرے حال پر کیجیے تو جیتے جی
فرمانبرداری سے سر نہ پھیرونگا اور جہان فرمایئے گا وہان پہونچا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے دو بار بھاگ کے
مجھ سے بیوفائی کی اس دشت بیابان مین مجھے تنہا چھوڑا اور دغا دی وہ بولا کہ آپ مجھے باندھکر سو رہے مجکو اذیت ہوئی
مین بھاگ گیا اب میرا قصور لِلّٰہ معاف کرو اپنے سینے کو اس کینے سے صاف کرو اب کبھی ایسا قصور نہ کرونگا تمام عمر تابعدار
رہونگا صاحبقران کو اُسکی زاری و نالی پر رحم آیا لانیسہ سے فرمایا کہ ای لانیسہ ارنائیس مجھے دنیا مین پہونچا دینے کا اقرار
کرتا ہی تیرے عشق مین مرتا ہی پس میری خاطر سے اسکو قبول کر اسقدر خود داری بہتر نہین ایسی دل آزاری بہتر نہین لانیسہ
نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ تو دیو ہی اگر آپ مجھے گدھے کے حوالے کرین تو مجکو بدل و جان منظور ہی آپکے ارشاد سے
انحراف کرنا میرا کیا مقدور ہی لیکن میری بھی اس سے یہی شرط ہی کہ یہ آپکو دنیا مین ضرور پہونچادے پھر اپنی بدذاتی سے
دغا نہ دے اُسنے قبول کیا امیر نے بعد عقد کر دینے کے لانیسہ کا ہاتھ ارنائیس کے ہاتھ مین پکڑا دیا ارنائیس نے
آداب بجا لا کر کہا کہ اب مجکو حکم ہو کہ اپنے قلعہ عقیق نگار مین اسکو لیجا کر رسومات شادی ادا کرون اس مطلب کے
حاصل ہونے سے اپنے دل کا حوصلہ نکالون کہ کسی طرح کی حسرت نہ رہے اور اسکے دل مین باقی نہ رہے کوئی طعنے کی بات
نہ کہے کیونکہ مین جب آپکو دنیا مین پہونچا دونگا اور خلاف حکم آسمان پری کے عمل مین لاؤنگا آسمان پری سے یہ خبر
چھپی نہین رہیگی اور وہ بلاشبہہ مجھے مار ڈالیگی پس آرزو اپنے دل کی نکال لون حسب دلخواہ داد عیش و نشاط دو دن تیسرے
دن مین آپکے پاس حاضر ہونگا جو کچھ آپ ارشاد کیجیے گا وہ کرونگا امیر نے اسکو رخصت کر کے فرمایا کہ مین تین دن تک
تیرا منتظر رہونگا اگر اپنے قول پر تو قائم رہا تو بہتر ہی نہین تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی بدعہدی پر بہت پچتائیگا ارنائیس
لانیسہ کو گردن پر سوار کر کے قلعہ عقیق نگار کیطرف چلا آدھی دور گیا ہوگا کہ اثنائے راہ مین ایک سبزہ زار خوشنما نظر آیا
وہ مکان اُسکو دل سے بھایا تالاب کے کنارے ناشپاتی کے درختون کے سایے مین لانیسہ کو اُتار کر بولا کہ اے
جان تم یہان ذرا ٹھہرو مین ابھی آتا ہون ایک ضروری کام کو جاتا ہون عقیق نگار مین ہون تمھارا لیجانیکی سواری
تمھارے واسطے لے آؤن تمکو عزت و توقیر سے وہان لیجاؤن یہ کہکر عقیق نگار کیطرف چلا لانیسہ کو جو گرمی معلوم ہوئی
کپڑے اُتار کر تالاب مین غسل کرنے لگی کہ پانی کی سردی سے گرمی کی تکلیف دور ہو طبیعت مسرور ہو ایک ساعت
نہ گذری تھی کہ میدان کی طرف سے ایک گھوڑا ارنا بھینسے سے مشابہ آکر اُس تالاب کے کنارے کھڑا ہوا چونکہ

ی صورت عجیب تھی نہایت مہیب تھی لانیسہ نے جو گھوڑے کو دیکھا گھبرا کر تالاب سے نکل آئی پریشان خاطر ہوئی اور
برائی کپڑے اپنے لینے کو چلی گھوڑا لانیسہ کی طرف دوڑا لانیسہ خوف سے چار دن شانے چت زمین پر گر پڑی
وڑے نے اپنے دل کا مقصد نکال لیا خوب مزہ لیا خدا کی قدرت سے اسی دم لانیسہ کے شکم میں نطفے نے قرار پایا
بان تقدیر نے درخت نطفے کا زمین رحم لانیسہ میں جمایا اور اپنی قدرت کاملہ کا تماشا اپنے بندوں کو دکھایا واضح ہو
لانیسہ کے بطن سے ایک گھوڑا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت کا نمونہ ہویدا ہوگا نام اسکا اشقر دیوزاد رکھا جائے گا
ہت بلکہ مدت العمر امیر کی سواری میں رہیگا جو اسے دیکھیگا اسکی خوبی پر عش عش کریگا الغرض جب دیو فراغت
چکا اپنی خواہش نفسی سے فارغ ہوا زمین پر لوٹ کے اصلی صورت بنگیا لانیسہ نے کہا ای ارنائیس یہ کیا حرکت
ی جو تجھ سے وقوع میں آئی اور اس صورت میں کیا تو نے کیفیت اٹھائی ارنائیس بولا کہ کل خدا جانے کیا ہوگا
واسطے آج میں نے اپنا مقصد دل حاصل کر لیا زمانہ ہر وقت اپنا رنگ نیا دکھلاتا ہے ہر شخص کو ہر روز ایک
املہ غریب پیش آتا ہے اپنی طبیعت کو تیرے وصال سے محظوظ کیا یہ کہکر اسکو بدستور کاندھے پر چڑھا کے قلعہ
عقیق نگار میں لیگیا اسی محل حصار میں لیگیا اور جشن ترتیب دیا سامان عیش و طرب جیسا کہ چاہیے تھا مہیا کیا
ن بھر تو عیش و نشاط میں مصروف رہتا شب کو لانیسہ کو بغل میں لیکر چین سے سوتا لذت وصلت سے محظوظ ہوتا جبتک میں
ی داستان پر آؤں چند کلمے آسمان پری کے حال میں سناؤں ایکدن صبح سرخ پوشاک پہنکر پیشانی پر تیوری کا بل
ے تخت پر بیٹھی کمال ناز و ادا سے سریر منظر پر جلوہ افروز ہوئی اور ارکان دولت کو جو ہمیشہ دربار میں حاضر ہوتے تھے
ب کیا سب کے حضار کا بکمال تاکید حکم دیا جسنے اسکو اس ہیبت سے دیکھا رنگ اسکا زرد ہوگیا ہر شخص کو
ت تھا کہ کہیں ہم غضب میں نہ پڑ جائیں اسکے پنجہ ظلم میں ایسا نہو کہ گرفتار ہو جائیں بیٹھے بیٹھے عبدالرحمن کی طرف
اطب ہوئی کہ خواجہ امیر کو میں نے بیابان سرگردان میں چھوڑ دیا تھا اور جو دیو کہ اسکے لیے گئے تھے انکو اسکے وہیں
وڑ آنے کا حکم دیا تھا دیکھو تو آجکل صاحبقران کہاں ہیں زندہ ہیں یا بیجان ہیں اور کس فکر میں ہیں کس شغل
ر ذکر میں ہیں عبدالرحمن نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای ملکہ آفاق از روے رمل تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر
بابان سرگردان میں آجتک پریشان ہیں اسی جنگل میں حیران و سرگردان ہیں مگر ارنائیس دیو نے امیر سے
عدہ کیا تھا کہ اگر میری معشوقہ لانیسہ کو دلوا دیجیے میرے واسطے اتنی محنت اختیار کیجیے تو خبر لیجیے گا دی کر دونگا
ن آپکو دنیا میں پہونچا دونگا سو امیر نے لانیسہ کو اسے دلوا دیا جو اس سے کہا تھا وہ کیا آج دوسرا دن ہے
وہ قلعہ عقیق نگار میں مصروف جشن ہے بکمال فارغ البالی سے داد عیش و نشاط دے رہا ہے مزہ زندگانی کا
ے رہا ہے آج کے دوسرے دن امیر کو دنیا کی طرف لیجائیگا جو اسنے قول و قرار کیا ہے اسے بجالائیگا آسمان پری
نے یہی آتش بجاں ہو کر ... ہوگئی نہایت غصے سے شور ... مثل شعلہ جوالہ ہوگئی کہنے لگی ارنائیس نے بھی

یہ دل گردہ پایا کہ میرے شوہر کو تجھ سے جُدا کرنے کا قصد کیا اُسکے دل مین میری طرف سے ذرا خوف نہ آیا دیکھو تو مین اُسکی کیسی سزا دیتی ہون اُس نالائق مردود سے اس بات کا انتقام کیا لیتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی خشمناکی سے بے ضبط و بے اختیار ہوئی اور کئی ہزار دیو جن پر بیزاد کو ساتھ لیکر قلعہ عقیق نگار کی طرف چلی غصے کی آگ مین مانند شمع جلی جب متصل پہونچی خبرداروں نے خبر دی آسمان پری سے اطلاع کی کہ ارنائیس لانیسہ کو لیئے ہوے پلنگ پر سو رہا ہی اس غفلت مین اُسکو گرفتار کر لیجئے شکلین باندھکر دیوؤن کو دیدیجئے آسمان پری جاتے ہی دونون کی شکلین باندھکر گلستان ارم مین لے آئی تب اُسکی طبیعت کو تسکین آئی اور بیڑیان پہنا کرکے زندان سلیمانی مین کہ جہان کا قیدی جیتے جی چھوٹتا نہین ہی قید کیا اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جو کوئی امیر کو بے حکم میرے دنیا مین پہونچانیکا قصد کریگا اور میری عدول حکمی کی راہ مین پانون دھریگا اُسکی ایسی ہی سزا ہوگی بلکہ اس سے زیادہ میرے ہاتھ سے اُسپر نازل بلا ہوگی اب امیر کا حال سُنئے کہ جب تین روز گذر گئے اور ارنائیس نہ آیا فرمایا کہ دیو کی قوم حقیقت مین کمال بدعہد و احسان فراموش و بیوفا ہی اُنکی بات پر اعتماد کرنا سراسر خطا ہی حمزہ کوئی تجکو دنیا مین نہ پہونچا دیگا جو دیو کہ اپنی غرض کو وعدہ بھی کریگا تو آخر کو دغا کریگا مگر خدائے عزوجل کہ اسمین سب طاقت ہی وہ اپنی رحمت تیرے حال پر فرمائے اور پھر تجکو دنیا مین پہونچائے یہ سوچکر مہرنگار کو یاد کر کے زار زار رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر دیکھین تو حضرت خضر ہین اُٹھکر تعظیم دی اور کہا کہ یا پیغمبر خدا کیا مین اسیطرح سے قاف مین سرگردان رہونگا کب تک ان بیابانون مین اسیطرح سے حیران و پریشان رہونگا جو شخص مجھ سے وعدہ لیجانے کا کرتا ہی وفا نہین کرتا بدذاتی اور شرارت کرنے سے کبھی خطا نہین کرتا ارنائیس دیو نے کس کس طرح کی قسمین کھائین لیکن ایفاء وعدہ نہ کیا حضرت خضر نے فرمایا کہ یا ابوالعلا وقت پر موقوف ہی تم اپنے دل مین نہ گھبراؤ کچھ تردد و اندیشہ اپنے خاطر مین نہ لاؤ انشاء اللہ المستعان تم دنیا مین جاؤگے اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے حظ وافی اُٹھاؤگے مگر چندے کسالے ہین بہت کٹی ہی تھوڑی رہی ہی یہ مثل کسی شخص نے ٹھیک کہی ہی اور ارنائیس دیو کا کچھ قصور نہین ہی اُسکے قول و قرار مین کچھ فتور نہین ہی اُسکا ارادہ ایفائے وعدہ کا تھا دنیا مین تمھارے پہونچا دینے کا اُسنے قصد مصمم کیا تھا لیکن آسمان پری عبدالرحمن سے حال دریافت کر کے عقیق نگار سے اُسکو قید کر لیگئی اور گلستان ارم مین جا کے سزا دیکر زندان سلیمانی مین دونون کو قید کیا اس امر پر اس بیچارے کو اُسنے بڑا دکھ دیا یہ کہکر حضرت خضر تو جدھر سے آتے تھے ادھر چلے گئے پر اس بات کے سننے سے ایسے متحیر ہوئے کہ اُنکو خبر بھی نہوئی کہ کدھر چلے گئے امیر وہان سے آگے کو روانہ ہوئے سترہ دن تک منزلین طے کین اٹھارھوین دن ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے چوٹی پر اس کوہ کے ایک گنبد بلور کا بہت بلند نظر آیا گرتے پڑتے اپنے تئین اُسکے قریب پہونچایا اور اُسکے کلس کو دیکھا کہ اگر آفتاب اُس سے آنکھ ملائے تو چکاچوندھ مین آئے امیر نے کہا کہ اسکو نزدیک سے دیکھا چاہیئے اس قلعہ کی کیفیت اچھی طرح دریافت کیا چاہیئے پہاڑ پر

ئیے چار دیواری باغ کی دیکھی مگر دروازہ اسکا باہر سے مقفل پایا کوئی انکو وہان نظر نہ آیا امیر اس قفل کو توڑ کر باغ کے
لئے کمال دلیری کرکے بیخوف و خطر گئے دیکھا واقع مین باغ ارم سے پہلو مارتا ہی ایسا دلچسپ مکان تو مین نے
قاف مین کہین نہین پایا فرمایا کہ جبدن سے کہ مین قاف مین آیا ہون ایسا باغ اور ایسا مکان کبھی دیکھنے
مین آیا اور کلس کو جو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ گوہر شبچراغ بعینہ رکھا ہوا ہی ایک لعل بے بہا جڑا ہوا ہی امیر نے حضرت
کے معجزے سے ہاتھ بڑھا کر گوہر شبچراغ کو کلس پر سے اُتارا اپنے تاج کے گوہر شبچراغ سے جو ملایا تو سر مو کچھ فرق نہ پایا
بہت اپنے دلمین خوش ہوے کہ یہ بھی سوغات قاف کی ہی دنیا مین کاہے کو ایسے گوہر شبچراغ کسی بادشاہ یا شہنشاہ
دیکھنے مین آئے ہونگے کسی نے خواب مین بھی دیکھے پائے ہونگے امیر گنبد کے اندر جو گئے تو ایک تخت جواہر نگار بچھا
جدھر کو آنکھ اُٹھائی اُسطرف ہر اسباب اپنے اپنے موقع سے بیمثال اور کمیاب لگا ہوا دیکھا چاہا کہ اُسپر ساعت دو ساعت
راحت کرین ذرا اپنی طبیعت کو اس سفر کی ماندگی سے آرام دین پھر دلمین خیال آیا کہ عجب نہین ہی اگر یہ مکان بھی کسی
کے قبضے مین ہو وہ تمکو اس جگہ دیکھکر غصے مین آئے اور کچھ اذیت پہونچائے اسواسطے یہان ٹھہرنا مناسب ہی اس
ن سے نکل چلنا ہی جب یہ سوچکر گنبد سے باہر نکلکر ایک روش پر پوست گرگ بچھا کر اور اپنے عصا پر تکیہ لگا کر بیٹھے ایک ساعت
ری تھی کہ جنگل کیطرف سے اس زور کی ہوا آئی کہ باغ کے بڑے بڑے عظیم الشان درخت قریب تھا کہ گر جائین ہوا
صدمے سے زمین پر آگئین بعد ازان ایک دیو سفید رنگ پانسو گز کا قد و قامت چلاتا ہوا باغ مین آیا اُسنے
شور و غل سے زمین و آسمان کو سر پر اُٹھایا کہ وہ کون چور ہی جس نے گوہر شبچراغ تبرک حضرت سلیمان گنبد کے
س سے اُتار لیا اور اس گنبد سلیمانی کو بے رونق کیا امیر نے سامنے آکر نعرہ مارا اور اللہ اکبر کہکے پکارا کہ او نفور قطع جری
تیلے کسے ڈھونڈھتا ہی تو مجکو بھی جانتا ہی یا نہین مجھ کشندۂ دیوان شکنندۂ طلسمات کو پہچانتا ہی یا نہین اگر جانتا ہی تو
ن سامنے آ اور پہچان مین زلزال قاف کو جنگ سلیمان کشندۂ عفریت و قاتل اسرمن ہون تم سب کیا مین ہی
ین زن ہون وہ بولا کہ آج معلوم ہوا گلدستۂ قاف آپ ہی کا برباد کیا ہوا ہی تمام قاف مین تمھارا ہی فساد کیا ہوا ہی
آدم زاد دیکھ ان سب کا بدلا مین تجھ سے لیتا ہون اور کیسی تجکو سزا سخت دیتا ہون اگر ہزار جان رکھتا ہوگا تو ایک
میرے سامنے سے بچکر نہ جاسکے گا اب تو کسی صورت سے اپنی جان میرے ہاتھ سے [illegible] کہ جو بڑا تا
واسطے ہی اگر دیوان مقتول کا شتاق ہی اور انکی ملاقات کا اشتیاق ہے تو مین تجکو بھی اُنکے پاس بھیجدون اسی دم
کے پاس روانہ کردون بلا کیا ضرب رکھتا ہی میرے سامنے آ اور اپنی بہادری دکھا اُسنے دار شمشاد کہ جس مین چند
سیلنگ لگے ہوے تھے بقوت تمام میرے سر پر ماری اور سمجھا کہ یہ ضرب آنکے ہی کاری صاحبقران نے
توپ سلیمانی سے اسکو دو ٹکڑے کرکے دیو کے کمر مین ہاتھ ڈالا اور لنگر اسکا اٹھا کر زمین پر [illegible]
کے سوار ہوکے خنجر رستم اسکے گلے پر رکھدیا اور اپنے زور و جرأت سے اسکو زیر کیا تب تو وہ دیو اس سوچ [illegible]

زلازل قاف تجکو نہ مارین تیرے بڑے کام آونگا جو کچھ حکم کریگا وہ بجان و دل بجالاونگا امیر نے فرمایا کہ اگر مسلمان ہو تو کیا مضائقہ ہے مین تجکو قتل سے رہائی دیتا ہون نہین تو ابھی اسی خنجر سے تیری جان لیتا ہون دیو بولا کہ اس پہاڑ کے تلے چند میرے دشمن ہین اگر تو انکو مار ڈالے تو مین مسلمان ہوتا ہون صدق دل سے تیرا تابع فرمان ہوتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ وہ کون ہین انکا پتا نشان بتا انکی کیفیت مجھے مفصل سنا دیو نے کہا کہ اس پہاڑ کے تلے حضرت سلیمان کی سیرگاہ ہے آخر روز وہان بیٹھکر زعفران زار کی سیر کیا کرتے تھے اور اس نزہت گاہ سے بے حد فرحت لیا کرتے تھے

مقابلہ کرنا دیو سفید کا اور صاحبقران کا پچھاڑ کر چھاتی پر چڑھنا اور جان بچانا اسکا بمکر و فریب اور پھر منحرف ہونا صاحبقران سے



اس زعفران زار مین سات نسناس سلیمانی رہتے ہین انکو سب دیو بڑا صاحب قوت کہتے ہین یا صاحبقران مجھہی پر موقوف نہین ہے انسے سب دیو ڈرتے ہین انکی اطاعت کا دم بھرتے ہین اگر انکو مار لیجے تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا یہ آپکا تابعدار ہمیشہ بدل و جان ہوگا امیر نے فرمایا کہ تو مجکو وہان لے چل دیو امیر کو پہاڑ کے نیچے لے آیا انکا قرارگاہ انکو دکھلایا امیر نے دیکھا کہ کوسون تک زعفران زار ہے عجب طرح کی بہار ہے اور اسکے درمیان مین ایک نہر ہے کہ جسکا عرض دس گز کا ہے اور طول کا حساب نہین اور اسکی لطافت و صفائی کا جواب نہین آب مصفا خوشگوار سے لبریز دیکھنے سے جسکا مسرت انگیز اور درمیان مین اس نہر کے ایک چبوترہ بلور کا پچاس گز کا مربع اور پچاس ہی گز لمبا انکی خوبی ہر شخص کو پسند اور کٹہرے پکھراج کے اسکے گرد لگے ہوئے تھے مین انکے کٹہرون مین بھی بڑی بڑی صنعتون سے

اہرات جڑے ہوئے ہین اور وسط مین اسکے چبوترے کے ایک تخت الماس نگار بچھا ہوا ہی وہ بھی نفاست مین بے مثل
ہلتا ہی اور وہ زعفران زار کا عکس اس چبوترے مین جھلکتا ہی گویا سبزہ ہوا کی جنبش سے لہکتا ہی امیر جست
کرکے اُس چبوترے پر جا کھڑے ہوے اور چار و طرف کی سیر کرکے دیو سفید سے پوچھا کہ وہ تیرے دشمن کہان ہین
بتادے مجھے جہان ہین اُسنے کہا کہ اُسی زعفران زار مین ہین آپ پکار کر کہیے کہ ای ہفت نسناس تم کیا کھاتے ہو وہ
آپکو جواب دینگے اور آپکے روبرو آئینگے سر گرآنے مین دیر نہ لگائینگے امیر نے پکار کر کہا کہ ای نسناسو تم کیا کھاتے ہو
اور کہان ہو مین تمھارا اشتاق آیا ہون میری ملاقات کے لئے باہر آؤ مجکو اپنی صورت دکھاؤ آواز آئی کہ ہم زعفران
کھاتے ہین آپ ٹھہریے ہم ابھی آتے ہین بعد ازان ساتون نسناس امیر کے سامنے آئے برابر امیر کے کھڑے ہوکے
بنے ہوے جماہئے امیر نے دیکھا کہ عجب ہیئت ہی جسم تو انکا مشابہ آدمی اور دانت سامنے کے نیزہ کے برابر ایسے تیز ہین
کہ اگر کبھی بیٹھے تو چھد جاتے ممکن نہین کہ اُسکی نوک سے کوئی نجات پاتے امیر عقرب سلیمانی کو کھینچکر اُنکے
درمیان مین کودے اور ساتون کو اُسی تیغ آبدار سے قتل کیا اُس شمشیر نے انکا خون پیا پھر سفید دیو سے کہا کہ اب تیرے
دشمن مارے گئے سب رنج والم زائل ہوا مقصد دلی حاصل ہوا وہ دیو سفید خوش ہوا اور ایک ہاتھ سر پر اور دوسرا
چوتڑون پر رکھ کے ناچنے لگا اور بولا کہ ای آدم زاد تو نے میرے دشمنون کو مارا مگر مین تیرا دشمن موجود ہون ہماری قوم کا
دستور ہی کہ نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین اُسکے مکافات سے نہین ڈرتے ہین یہ کہکر ایک تختہ سنگ گران کا [illegible] کے
اوپر پھینکا امیر نے اسکو خالی دیا اور تلوار کھینچکر اُسپر دوڑے وہ بے اختیار بھاگا دم نہ لیا ایک ساعت قیام نہ کیا
ہرچند امیر نے قسم اسکو بلایا مگر وہ امیر کے پاس نہ آیا اور کہنے لگا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ تیرے پاس آن کر
اپنی جان دون قصداً اپنے کو ہلاک کرون جب کبھی تجکو غافل پاؤنگا اُسوقت تجکو اسکا مزہ چکھاؤنگا یہ کہکے اُڑ کر
چلا گیا صاحبقران نے اپنے دلمین کہا کہ اب یہان رہنا اچھا نہین ہی اس جگہ سے چلدینا مناسب ہی جان بچانا واجب ہی
سفید دیو تیرا دشمن ہوا ہی خدا جانے کس وقت قابو پاکر ایذا دیوے اور مجھ سے اپنا بدلا لیوے اُسی دم وہان سے
روانہ ہوے راوی لکھتا ہی کہ پیہم سات شبانہ روز امیر سفید دیو کے ڈر سے چلے گئے کہین ایکدم سستانے تک
نہین تاکہ اُسکے پنجہ سے نجات پائین اُس بدذات کے ہاتھ سے ایذا نہ اٹھائین آٹھوین دن ایک آبادی نظر آئی
وہان کچھ اور ہی کیفیت پائی خلقت وہان کی آدھا جسم رکھتی تھی جب دو شخص ملکر کھڑے ہون تو ایک آدمی پورا
ہووے چنانچہ اُن لوگونکو نیم تنا کہتے ہین اور وہ اسی صورت سے رہتے ہین اور اُنکے بادشاہ کا فتوح نیم تن نام تھا
وہ نہایت بااخلاق اور مروت مین مشہور عام تھا ہرگاہ اُس بادشاہ کو صاحبقران کے آنے کی خبر پہنچی استقبال
کرکے باعزاز تمام اپنے شہر مین لے گیا اور تخت پر اصرار کرکے بٹھایا اور نہایت خاطرداری اور احترام سے پیش آیا
اور قدمبوس ہوکر عرض کرنے لگا کہ مین نے جب سے حضرت سلیمان سے سنا تھا کہ ایک آدم زاد یہان

اگر دیوان قاف کو زیر و زبر کریگا ہزارون کو بے سر کریگا وہ سلیمان ثانی ہوگا اسکے پاس تمغہ سلیمانی ہوگا تب سے مین آپکا مشتاق تھا آپکے ملنے کا کمال اشتیاق تھا شکر ہی کہ خداے عزوجل نے آپکے قدم دکھائے کہ آپ خیر و برکت سے یہان تشریف لائے الغرض اُس بادشاہ نے کئی دن تک امیر کی دعوت کی سب طرح کی راحت دی امیر نے اُس بادشاہ سے کہا کہ تجھ سے ہوسکتا ہی کہ مجھکو دنیا مین پہونچادے مہربانی کر کے مجھکو میرا وطن دکھادے اُسنے عرض کی ہم تن مین اپنی سرحد سے باہر قدم نہین اُٹھا سکتے ہم اس جگہ سے دوسری جگہ ہرگز نہین جاسکتے امیر اُن سے رخصت ہوکر آگے کو روانہ ہوے راوی لکھتا ہی کہ صاحبقران نے بہزار محنت و مشقت دس روز مین اُس بیابان آفت نشان کو طے کیا گیارھوین دن ایک دریا کے کنارے پہونچے دیکھا دریا لہرین مار رہا ہی اور جہاز و کشتی کا نام و نشان نہین ہی عبور کرنا اُس دریا سے بغیر ناؤ کے امکان نہین ہی حیران ہوکے کہنے لگے کہ حمزہ قاف مین ایسے ایسے دریا بہتے ہین کہ جنکے تلاطم کا شمار نہین آدمی کیا پرندون کو اختیار نہین پس دنیا مین تمھارا جانا معدوم ظاہرا یہین رہنا تمھارے مقسوم مین ہی ایک پتھر پر بیٹھکر مہر نگار کے فراق اور یارون کے اشتیاق مین زار زار رونے لگے اُنکی یاد مین اپنی جان کھونے لگے اسی رونے کی حالت مین آنکھ لگ گئی خواب غفلت مین سوگئے کئی دن کی ماندگی سے بیہوش ہوگئے سفید دیو تو اپنی گھات مین لگا ہی ہوا تھا امیر کو غافل دیکھا پتھر سمیت وہان سے اُٹھاکر ہوا ہوا دو کوس زمین سے بلند ہوا ہوگا کہ اُسوقت ہوا کی شدت سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو دیو سفید اُڑائے لئے جاتا ہی گٹھری کی طرح اپنی پیٹھ پر اُنکو اُٹھائے لئے جاتا ہی امیر نے فرمایا کہ اے دیو سفید مین نے تجھ سے نیکی کی اور تو مجھ سے بدی کرتا ہی کیا نیکی کا بدلہ بدی ہی بھلا خدا سے نہین ڈرتا ہی بولا کہ مین تجھ سے پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ ہم لوگ نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین یہی ہماری عادت ہی اور ہم ہمیشہ یہی کرتے ہین اب یہ بتا کہ تجھکو پہاڑ پر پھینکدون کہ دریا مین امیر سوچے کہ دیو کی مت اُلٹی ہوتی ہی جو کہونگا اُس کے برعکس کریگا امیر نے کہا کہ مجھکو پہاڑ پر پھینکدے اگر مجھ سے عوض لیتا ہی تو اسطرح سے لے سفید دیو بولا کہ اے آدمزاد مین تجھکو دریا مین پھینکونگا کہ تو ڈوب مرے پھر ہمارے ساتھ ظلم و تعدی نہ کرے یہ کہکر اُس سنگ سمیت دریا مین پھینک کر چلتا ہوا فی الواقع اُنکے کہنے کے خلاف کیا خواجہ خضر و الیاس نے حکم خداے تعالیٰ سے ہاتھون ہاتھ امیر کو لیکر دریا کے کنارے کھڑا کر دیا امیر نے دونون پیغمبرون کو سلام کیا اور بصد زار و نالہ کہا کہ یا حضرت آسمان پری نے سخت مجھکو تنگ کیا ہی نہایت رنج دیا ہی دنیا مین مجھکو جانے نہین دیتی اس تکلیف سے راحت پانے نہین دیتی حضرت خضر نے فرمایا کہ یا امیر گھبرانے کا مقام نہین ہی آب و دانہ کے ہاتھ ہی جب آب و دانہ اُٹھیگا تم یہان سے جاؤ گے اپنے وطن مین پہونچوگے آرام پاؤگے چند روز اور سخت ہین یہ بھی خدا چاہتا ہی تو نکلے جاتے ہین اللہ پر بھروسا کر کے صبر کرو اب تمھارے دن اچھے آئے ہین اب تھوڑا حال شہپال شاہ و آسمان پری کا سنیے کہ ایک دن

شہپال شاہ دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ آسمان پری سُرخ پوشاک پہنکر آئی اپنی صورت اُسنے شعلہ بھبوکا بنائی اور اپنے تخت پر بیٹھکر خواجہ عبدالرحمن کو طلب کیا اُنکے حاضر ہونیکا حکم دیا اُسوقت اٹھارہ لاکھ سردار دیو و پری زاد بادشاہ کے دربار مین حاضر تھے جنہے اس سج دھج سے آسمان پری کو دیکھا کانپنے لگا مارے خوف کے ہر شخص اپنا مُنھ ڈھانپنے لگا کہ آج آسمان پری بصورت مریخ دربار مین آئی ہے بہت خشمناک دربار مین تشریف لائی ہے دیکھیے کسکے سر پر قضا کھیلتی ہے کون کون اپنی جان سے جاتا ہے کس کس پر اسکا غصہ آفت لاتا ہے عبدالرحمن نے آکر بادشاہ اور ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے مخاطب ہوکر پوچھا کہ خواجہ دیکھو تو امیر اسوقت کہان ہین زندہ ہین یا بیجان ہین غمگین ہین یا شادمان ہین خواجہ نے زائچہ دیکھکر سر اپنا پیٹ کر آنکھون سے آنسو بہائے اور شہپال سے یون زبان پر لائے کہ آپکے ساتھ حمزہ نے کیا بدی کی ہے کہ جسکا یہ بدلا آپ لیتے ہین اور اُسکو ایسے رنج دیتے ہین بادشاہ نے گھبراکر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہے اُنکا کیا حال ہے سچ بتاؤ کس مصیبت مین گرفتار ہین مجھے جلد بتاؤ عرض کی کہ جہان تم ہو وہان خبر کا کیا ذکر ہے تم بے پروا ہو تمکو اُنکی کیا فکر ہے سفید دیو نے حمزہ کو دریاے اخضر مین پھینکدیا ہے اُس درد نے اُنکے ساتھ یہ سلوک کیا ہے دیکھا چاہیے کہ جیتا بھی رہتا ہے یا نہین جو ایسے دریاے زخار مین ڈالدیا جائے اُسکے جینے کا کچھ بھروسا نہین بادشاہ نے یہ خبر بد اثر سنکر تاج سر پر سے اُتار کے زمین پر پھینکدیا اس بات کے سننے سے اُسکو بڑے رنج و الم نے گھیر لیا اور آسمان پری نے بھی بال اپنے سر کے نوچ ڈالے ہاے کہکے چلائی اور نالہ و فریاد بیقرار ہو کر زبان پر لائی اُسی دم بادشاہ مع خرد و کلان دریاے اخضر کی طرف روانہ ہوے تخت کو دیوون نے اُڑایا دم بھر مین اُس دریا پر پہونچا دیا صاحبقران خواجہ خضر و مہتر الیاس کے ساتھ نماز پڑھکے فارغ ہوے تھے کہ بادشاہ مع آسمان پری پہونچا امیر نے سلام پھیرنے کو داہنے طرف جو رُخ کیا شہپال اُنکو دکھائی دیا تیوری چڑھائی بائین طرف متوجہ ہوے اُسطرف آسمان پری کھڑی تھی امیر نے اُسکی طرف سے بھی مُنھ پھیر لیا دونون کی طرف ہرگز التفات نہ فرمایا آسمان پری اور بادشاہ حضرت خضر کے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا حضرت اب ہم آپ سے اقرار کرتے ہین قسم کھا کے قول و قرار کرتے ہین کہ بعد چھ مہینے کے امیر کو دنیا مین پہونچا دینگے ہرگز وعدہ خلافی نکرینگے اگر خلاف اسکے ہو تو آپ کے اور خدا کے گناہگار ہون ہر طرح کی سزا کے سزاوار ہون اب کی بار ہمارا قصور آپ صاحبقران سے معاف کرا دیجیے ہمارے حال پر اتنی مہربانی کیجیے حضرت خضر نے امیر کو سمجھایا اور نہایت لطف سے فرمایا کہ جہان نو برس رہے ہو وہان اور بھی چھ مہینے بمرضی خاطر سے رہو جو کچھ مقتضاے تقدیر الٰہی معاملہ پیش آئے اسکو چار و ناچار سہو آسمان پری اور شہپال قسمین کھاتے ہین اُنکی قسمون کو بھی دیکھ لو اُنکے قول و قسم پر اعتقاد کرو مثل مشہور ہے کہ دروغگو را تا بخانہ پہونچانا چاہیے جو شخص قسمیہ عہد کرے اُسپر یقین لانا چاہیے امیر نے سر جھکا کر کہا یا حضرت آپ پیغمبر خدا ہین اچھے بندے مقبول بارگاہ کبریا ہین مجھکو غیر از اطاعت

دفرمانبرداری کیا چارہ ہے مجکو بسر و چشم منظور ہے جو آپ کا اشارہ ہے بہت اچھا چھ مہینے اور رہونگا موافق ارشاد کے کچھہ نہ کہونگا آسمان پری اور سہپال شاہ دونوں امیر کے قدمون پر گر کے عذر خواہ ہوے اپنی حرکات نالائق پر بہت معذرت کی معاف کرنے پر قسم دی امیر مجبور ہو کر حضرت خضر اور الیاس سے رخصت ہو کر شہپال شاہ و آسمان پری کے ساتھ تخت پر بیٹھکر گلستان ارم کو روانہ ہوے

داستان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا قلعہ سرانديپ پر پہونچنا اور شکست دینا جہلہل سگسار و ملک اجدوک کو اور بہرام گرد خاقان چین کا اقلیم چین کی طرف جانا اور جلوس فرمانا اپنے تخت سلطنت پر

راوی لکھتا ہو کہ جب ملک لندھور اور بہرام گرد خاقان چین اُس راستہ پر پہونچے کہ جہان سے ملک چین کو راہ گئی تھی ملک لندھور نے باصرار تمام خاقان کو رخصت کیا چنانچہ بہرام گرد خاقان چین چین کی طرف راہی ہوا اپنے ملک مین جاکر رونق افزاے تخت بادشاہی ہوا اور لندھور اپنے ملک کیجانب آیا مع فوج جرار و لشکر جرار تشریف لایا ادہر کا حال سُنیے کہ جہلہل سگسار اور ملک اجدوک بہت دنون سے قلعہ سرانديپ کو گھیرے ہوے پڑے تھے اور کئی بار اہل قلعہ سے لڑے تھے ایکدن طبل جنگ بجاکر قلعہ پر حملہ کیا مسلمانون پر زعاد اکرنے کا حکم دیا مسلمان دست مناجات بلند کر کے جناب احدیت کی بارگاہ مین زار نالے کرنے لگے لیکایک جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی ہرگاہ باد نے اس گرد کو چاک کیا علمہاے شیر پیکر و نشانہاے سبز چہرہ نمودار ہوے نئی صورت کے جوان اُس غبار سے پدیدار ہوے قلعگیون نے دوربین لگاکر دیکھا کہ داراے ہند رکن السلطنت کوہک سلیمان قائم مقام صاحبقران نبیرہ شیث پیغمبر خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان گرد و زرہ جوشن پہنے گرز گرانبار کاندھے پر رکھے فیل میمونہ پر سوار باکمال شوکت و اقتدار چلا آتا ہے فوراً قلعہ مین شادیانے بجنے لگے نقارے مثل رعد کے گرجنے لگے ملک اجدوک و جہلہل سگسار شادیانے کی آواز سُنکر کمال متعجب ہوے کہ اس عالم تنگی مین محصوران حصار شادیانے بجاتے ہین ہماری جماعت اور لشکر کثیر کا خوف بالکل اپنی خاطر مین نہین لاتے ہین کہ نعرۂ خسرو ہندوستان ملک لندھور سگسارون کی فوج پر آگرا اُنسے لڑنا شروع کیا جمشیور نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان نے بارہ دروازہ قلعہ کا کھول کر مع فوج آپ بھی شریک جنگ ہوا اس صورت مین لڑائی کا اور ہی رنگ ہوا ملک اجدوک نے اپنا ہاتھی فیل میمونہ کے برابر لاکر ایک گرز خسرو پر مارا خسرو نے تو اسکو رد کیا اسکی ضرب کو اپنے اوپر آنے نہ دیا مگر وہ گرز فیل میمونہ کی مستک پر لگا فوراً مغز اُسکا خرطوم کی راہ سے نکل پڑا وہ ہاتھی ضرب سخت سے بیکار ہوگیا عاجز اور بیقرار ہوگیا خسرو کود کر ہاتھی سے الگ ہوا ملک اجدوک نے دوسرا وار خسرو پر کیا

خسرو نے خالی دیا اور اُسکے ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے ایک جھٹکا جو مارا تو ہاتھی مُنہ کے بھل آرہا اُس کی سونڈ سے
خون کا دریا بہا ملک اجدرک ہاتھی سے جدا ہو کر خسرو کے مقابل ہوا لڑنے پر مستعد اسکا دل ہوا خسرو نے اسکا
کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا اور سر گردان کرکے اس زور سے زمین پر پٹک دیا کہ اُسکے ہونٹ چھٹی کے دودھ سے تر ہوگئے
خسرو کا زور و قوت دیکھکر اُسکے ہوش و حواس منتشر ہوگئے چاہتا تھا کہ اُٹھکر بھاگے خسرو نے اسکو پکڑ کے ایک
پاؤں اُسکا اپنے پاؤں کے نیچے دبایا جب اچھی طرح اسپر قابو پایا تب دوسرا پاؤں ہاتھ سے پکڑ کر مثل پارچہ کہنہ
چیر کے پھینکدیا اس جوان کوہ پیکر کو دو ٹکڑے کیا اور سنگساروں کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ ایک ابر فلک پر پیدا ہوا
دفعۃً ایک ابر سیاہ ہویدا ہوا اور اس زور سے بادل کڑکا کہ لوگوں نے جانا آسمان زمین پر گر پڑا کیا قیامت
آئی کیسی آفت آئی اور برق کے چمکنے سے ہر ایک کو چکا چوندھی آگئی سبھوں کی آنکھوں پر مارے دہشت کے اندھیری
چھا گئی بعد ازاں فلک سے ایک پنجہ پیدا ہو کر لندھور کو اُٹھا لیلیا گویا ایک بگولہ تھا کہ تنکے کو اُڑا لیگیا سنگساروں نے
یہ ماجرا دیکھکر شیر کیطرح سے فوج ہند پر حملہ کیا سب لشکر کو ایکبارگی ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا فوج ہند بھی قلعہ بند
ہوئی قلت جمعیت سے دہشت مند ہوئی اور سنگسار حصار کو محاصرہ کرکے اُتر پڑے پھر پہلے کیطرح گھیرنے پر اڑے
اب جبتک پھر اس داستان پر آویں دو کلمے ملک لندھور کی داستان کے سُنائیں لندھور کو جو پنجہ رزمگاہ سے اٹھا لیگیا
وہ راشدہ پری راشد جنی بادشاہ ملک ابیض من مضافات پردۂ قاف کی بیٹی تھی ایسے بادشاہ ذیجاہ صاحب
اوصاف کی بیٹی تھی اُسنے جو زور و قوت ملک لندھور کا دیکھا تجویز کیا اور اس امر کو قرار دیا کہ اسکو لے جا کر سفید دیو
کو مارا چاہیئے کہ اُس روسیاہ نے راشدہ پری پر عاشق ہو کر راشد جنی سے پیغام شادی کا دیا تھا اُس پری
باحسن و جمال سے قصد مواصلت کا کیا تھا ہر گاہ راشد جنی نے قبول نہ کیا اور کچھ کلمات سخت کہے اور جواب
تند اور دندان شکن دیے تو اُسکو پکڑ کر ایک غار میں کہ اُسکے مکان کے متصل تھا قید کیا اور در پے گرفتاری
راشدہ پری ہوا کہ اُسکو بھی قید کرکے اپنے کام میں لائے اور اپنی طبیعت کا مزہ اُٹھائے راشدہ پری اس خبر کو
سُنکر گلستان ارم کیطرف گئی کہ آسمان پری کو اپنا معین و مددگار کیجئے اُس سے نجات حاصل کیجئے اس مردود
کے ہاتھ سے اپنے تئیں بچا کے رُسوائی نہ لیجئے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ آسمان پری کسی ملک کیطرف گئی ہے راشدہ پری
وہاں سے پھر کر دل بہلانے کو پردہ دنیا کیطرف گئی چند روز بطریق تفریح طبع وہاں رہی پھرتے وقت سراندیپ
میں قوت و زور لندھور کا دیکھا لندھور کو اُٹھا لائی اُسکی صورت و شکل دل سے بھائی اور اپنے باغ میں اُتار کر
آرائش ہر صفت کرکے خسرو کے سامنے آئی وہ زیب و زینت سے اپنی صورت فرشتہ زیب دکھائی کہ لندھور
نے جو راشدہ پری کو دیکھا تو ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگیا اُسکی شکل جو تمثال دیکھکر قلق سے رنگ
فق ہوگیا پوچھا کہ مجھکو اس باغ میں کون لایا ہے یہ میں یہاں کسطرح سے آیا ہوں اور یہ کون ملک ہے راشدہ پری

بولی کہ لونڈی آپکو اٹھا لائی ہے یہ حرکت اسی تابعدار سے بے اختیارانہ ظہور مین آئی ہے اور یہ ملک پرستان ہے ایک دیو نے میرے باپ کو قید کیا ہے اسکو کمال رنج دیا ہے اور مجھکو چاہتا ہے کہ اپنی زوجیت مین لائے میری صحبت سے حظ زندگانی اٹھائے اور مجھکو کسی طرح سے قبول نہین ہے یہ بات میرے نزدیک معقول نہین ہے چونکہ ہم لوگون کے بادشاہ نے بھی ایک آدم زاد کو پردۂ دنیا سے بلا کر ہزار دن دیو قتل کروا کے ملک از دست رفتہ کو پھر سے اپنے قبضہ مین کیا ہے اور اسکی مدد سے اپنے دشمنون سے خوب انتقام لیا ہے اور اپنی بیٹی سے اس آدم زاد کی شادی بھی کی ہے وہ لڑکی کہ حسن و جمال مین بے نظیر ہے اسکے نکاح مین دی ہے مین بھی اپنی اعانت کیواسطے آپکو لے آئی ہون اگر آپ اس دیو کو مار سکین تو مین تا بحیات مستعار لونڈی گری مین حاضر ہون تمام عمر آپکی اطاعت مین رہونگی کوئی بات خلاف مرضی آپکے کبھی اپنی زبان سے نہ کہونگی لندھور نے کہا کہ راشد جنی کہان ہے راشدہ پری نے خسرو کو راشد جنی کے مکان قید پر بھجوا دیا اسکی جگہ و مقام سے انکو مطلع کیا جو دیو راشد جنی کے نگہبان تھے خسرو کو دیکھکر اپنے سردار کے پاس کہ جسکا نام سقراے برہمن تھا دوڑے گئے اور کہا کہ ایک آدم زاد آیا ہے اور معلوم نہین کہ اسنے یہانتک کیونکر گذر پایا ہے سقراے برہمن نے لندھور کو دیکھکر چاہا کہ اسے پکڑ کے سفید دیو کو بطریق تحفہ نذر دیوے اور اسکے عوض مین اس سے کچھ انعام لیوے لندھور کے پکڑنے کو ہاتھ جو بڑھایا اور جسوقت اسکے قریب آیا لندھور نے اسکا ہاتھ پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ سقراے برہمن کا ہاتھ شانے سے اکھڑ گیا اس صدمہ سے وہ مجبور ہوا سب زور و شور اسکا دور ہوا دیوؤن نے جو اپنے سردار کا یہ حال دیکھا جب یکبار لندھور پر آگرے لندھور نے بہت دیوؤنکو تہ تیغ کیا کسی کا حربہ اپنے اوپر آنے نہ دیا بقیۃ السیف بیتاب ہوکر بھاگ گئے آخر لندھور راشد جنی کو آزادی دیکر اور اپنے ہمراہ لیکر قصر ابیض مین آیا اس مقام محفوظ مین اسکو اپنے ساتھ لایا راشد جنی نہایت خسرو کا ممنون ہوا اور خسرو کے لیے جشن شاہانہ ترتیب دیا آراستگی محفل طرب و نشاط کا حکم کیا خسرو نے عین جشن مین خواجہ عبد الرحیم سے کہ راشد جنی کا وزیر تھا فرمایا اسکی طرف مخاطب ہوکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اپنے بادشاہ کو خبر دو کہ مین راشدہ پری پر عاشق ہون میرا عقد اسکے ساتھ کر دیوے اور مجھ سے اپنی حسب خواہش قول و قرار لیوے خواجہ نے خسرو کا پیغام اپنے بادشاہ سے ادا کیا راشد جنی نے کہا کہ تم میری طرف سے کہدو اور اس بات کو اس سے بطرز شائستہ کہو کہ مجھکو اپنی بیٹی تمکو دینا فخر ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے سفید دیو کو کہ دشمن جانی ہے قتل کیجئے اور قصر مرمر کو دیوؤن سے مخلص کر دیجئے پھر شوق سے راشدہ پری کو اپنے نکاح مین لائیے اسکی مواصلت سے لطف زندگی اٹھائیے لندھور نے قبول کیا رات کی رات تو سو رہا صبح کو سفید دیو کے مارنے کو روانہ ہوا اب سفید دیو کا حال سنئیے کہ دیو پلنگ سر نے جا کر اسے خبر دی اسکو حلیہ بتفصیل اطلاع کی کہ ایک آدم زاد تمہارے دیوؤنکو جو چوکی پر تھے قتل کر کے راشد جنی کو چھڑا لیگیا ایک آن کی آن مین اسکو ہوا کیطرح اڑا لیگیا اور تمہاری تلاش مین ہے وہ مردود سنتے ہی آپ مین نہ رہا بولا کہ زال زر قاف کو تو مین نے دریائے اخضر مین ڈبو دیا ہے اسکا کام تمام

کیا ہی اب یہ دوسرا آدمی کہان سے پیدا ہوا گھر مین آکر دیکھا تو ایک جوان قوی ہیکل راشدہ پری کو گود مین لیے ہوے بوسے رہا ہی داد عیش و نشاط دے رہا ہی سفید دیو یہ کیفیت دیکھکر بے اختیار دار شمشاد لیکے لندھور پر دوڑا اور اُسپر حملہ کیا لندھور نے اُسکے وار کو خالی دیا اور دار شمشاد چھین کر ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سفید دیو فرش زمین ہو گیا خسرو نے اُسکی مشکین باندھ لین ہر طرح سے اُسکو زیردست کیا اُس سرکش مغرور کا حوصلہ سب پست کیا اور جہانتک دیو اُسکے مکان مین تھے اُنکو نکال کے مکان پر اپنا قبضہ کیا ایک کو بھی وہان رہنے نہ دیا اور سفید دیو کو لاکر راشد جنی کے حوالہ کیا راشد جنی نے خسرو کو گلے سے لگایا اور خوب سا پیار کیا اور بہت سا زر و جواہر خسرو پر سے نثار کیا اور سفید دیو کو ایک غار مین کہ دو پہاڑونکے درمیان مین واقع تھا قید کر کے کئی ہزار دیو اُسکی محافظت کے واسطے تعینات کئے اور اُسکی حفاظت کیواسطے سخت حکم دیے اور لندھور کیواسطے جشن ترتیب دیکر راشدہ پری کو نامزد کیا اُسکے عقد مین بکمال رغبت دیا اور خواجہ عبد الرحیم کو شادی کا سامان طیار کرنیکے واسطے حکم دیا خواجہ نے کئی دن کے عرصے مین شادی کا سامان مہیا کیا جو شخص جس خدمت کے لائق تھا اُسکو اُس کام کے انجام کا حکم دیا راشد جنی نے بڑے دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی شادی خسرو کے ساتھ کر دی جو بات کہ شایان سلطنت ہوتی ہے وہ کی واضح ہو کہ بلحاظ طوالت شادی کا بیان قصہ خوان پر موقوف رکھکے یہان اختصار کیا چونکہ عبارت طویل باعث ملال خاطر ناظرین ہوتی ہے اسواسطے مضمون کو طول نہ دیا القصہ بعد الفراغ شادی لندھور نے دیو ونکو مار کر قصر مرمر اپنے قبضہ مین کیا سب دیو ونکو وہان سے نکالدیا اور راشدہ پری کے ساتھ شب و روز عیش کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا ناگہان ایکدن لندھور گرمی کے موسم مین سنگ مرمر کے چبوترے پر درختونکے سایہ مین بیخبر سوتا تھا دیو پلنگ سر نے کہ دن رات اپنا قابو ڈھونڈھا کرتا تھا سفید دیو کو غار سے نکالکر خبر دی کہ اسوقت وہ فلانے مقام پر بیخبر پڑا سوتا ہی اس حالت مین اُسکو گرفتار کر لیا چاہیے سفید دیو لندھور کو الگ پلنگ اُٹھا کر اپنے مکان مین لیگیا اور طوق و زنجیر پہنا کر غار مین ڈالدیا اور اس کیفیت سے اُسکو قید کیا بعد ازان راشدہ پری کے پکڑنے کو گیا کہ اُسکو بھی گرفتار کرون اُس سے بھی اپنا بدلا لون راشدہ پری نے اُسکے خوف سے اپنے کو طلسم الجبال مین کہ دیو سیہ چشمی اُس طلسم کا بانی تھا ڈالدیا اُس مردود کے خوف سے اُس جگہ اپنے تئین پوشیدہ کیا سفید دیو نے یہ خبر سُنکر چاہا کہ اُس طلسم مین جاوے اور پھر اُسکو بھی اپنے پنجے مین لاوے ہمراہیون نے منع کیا کہ اس طلسم مین جا کر آجتک کوئی جیتا نہین نکلا جو وہان جاتا ہی ہلاک ہوتا ہے مر کر خاک ہوتا ہی سفید دیو مع دیوان ہمراہی اُس طلسم کے گرد محاصرہ کر کے بیٹھا اس مکان کی کیفیت سُنکے ڈر کے بیٹھا اب کچھ حال سنگسارونکا بیان کرون اُنکی حالت سے تمکو اطلاع دون ہرگاہ لندھور کو پچھ اُٹھا لیگیا اور جیپور قلعہ بند ہوا سنگسارون نے قلعگیون پر عرصہ تنگ کیا جیپور نے ناچار ہو کر جھلمل سنگسار سے ایک مہینے کی مہلت مانگی اپنی تدبیر کرنیکے لیے فرصت مانگی اور ایک نامہ بہرام گرد خاقان چین کو لکھا کہ ہم اس مصیبت مین گرفتار ہین زندگی سے بیزار ہین

خبر لینی ہو تو جلد لیجیے جسطرح سے ہو سکے ہماری مدد کیجیے ورنہ اپنا کام تمام ہوتا ہی خاقان چین لشکر لیکر سراندیپ کیطرف روانہ ہوا سرگاہ بنگالے مین پہونچا زادخان و سمندر خان نامے دو بھائی فن آتشباری مین کمال رکھتے تھے خاقان چین سے آکر ملاقات کی اور مستعد ہو کر یہ بات کہی کہ اگر ہمکو اپنے ہمراہ لے چلیے تو سنگساروں کو یک قلم پھونک دیوین ایسا جلا کر خاک سیاہ کرین کہ کہین اُنکا نشان نرہے آدمی کیا کہ باقی کوئی مکان نرہے خاقان اُنکے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور اُنکو خلعت سرفرازی دیکر اپنے ہمراہ لیا اور اُنسے بہت سلوک کرنیکا وعدہ کیا سنگساروں کا حال سُنیے کہ جب مدت مہلت تمام ہوئی قلعہ پر حملہ کیا پھر اُنکو از سر نو صدمہ دیا مسلمان دست پاچہ ہو کر دعا مانگنے لگے کہ آلٰہی اس آفت سے تو ہمکو بچا ان دیوونکے پنجے سے چھڑا ابھی وہ قلعہ پر حملہ نہ کیا تھا کہ خاقان چین آ پہونچا خدا کے حکم سے اُنکی مدد کے لیے جا پہونچا زادخان و سمندر خان کی آتشباری کی فوج سنگسار تاب نہ لا سکی اُنکے آگ برسانے سے وہ ہرگز اپنے تئین نہ بچا سکی بہتیرے جل بُھنکر واصل بجہنم ہوے اور بعض جو بچے جان لیکر مانند شتر بے مہار بھاگے ایسا خوف آتشباری کا اُنکے دل مین سمایا تھا اور اس آتشباری کے گرنے سے اُنھون نے ایسا صدمہ پایا تھا کہ اگر شب تیرہ مین شہاب ثاقب کو دیکھتے تو آتشباری سمجھکر ہوائی کیطرح سے ہوا ہوتے دہشت سے اپنے حواس کھوتے بہرام خوش خوش قلعہ سراندیپ مین داخل ہوا اہل قلعہ کو اُسکے آنے سے کمال اطمینان حاصل ہوا مگر لندھور کیواسطے کمال متردد و متفکر تھا اُسکے دریافت حال کیواسطے بہت مضطر و متحیر تھا چنانچہ ہر طرف عیار لندھور کی تلاش کیواسطے بھیجے تاکہ اُنکا حال دریافت کرکے اُسکو اطلاع کرین اور اُسکی طبیعت کو تسکین دین اب راشدہ پری کا حال سنیے کہ اُسنے جب سفید دیو کی دہشت سے اپنے کو طلسم الجبال مین ڈالا تھا وہ حاملہ تھی بعد نو مہینے کے ایک بیٹا ہوا اُسکے صدف شکم سے ایک گوہر شاہوار پیدا ہوا راشدہ نے نام اُسکا ارشیون پریزاد رکھا اور احوال اُسکے پیدا ہونیکا مع نام ایک کاغذ پر لکھکر تیر کے پیکان مین باندھکر طلسم کے باہر پھینکدیا اُسکے پیدا ہونے کی اطلاع کا اپنے باپ تک یہ سامان کیا اتفاقاً ایک پریزاد نے اُس تیر کو پایا اور بجنسہ اُس تیر کو راشد جنی کے پاس پہونچایا راشد جنی نے اس پریزاد سے کہا کہ اس خط کو سراندیپ مین لیجا جو کوئی ارشیون پریزاد کا بزرگ ہو اُسکے حوالے کر آ فوراً اس خط کو جسطرح سے ممکن ہو اُسکے پاس پہونچا پریزاد نے قلعہ سراندیپ مین جاکر خاقان چین کی گود مین خط کو ڈالدیا راشد جنی کا حکم تعمیل کیا بہرام نے ہرچند چاہا کہ وہ خط پڑھا جائے کوئی اُس خط کا مضمون اُسے پڑھکر سُنائے لیکن چونکہ خط جنی تھا کسی سے پڑھا نہ گیا کوئی اُسکو پڑھ سکا ناچار ہو کر اُس خط کو محافظت سے اپنے پاس رکھا کہ آخر کوئی پڑھنے والا اسکا کبھی تو ملجائیگا ایکدن یہ کام آئیگا ارشیون پریزاد کا حال سنیے جب وہ آٹھ برس کا ہوا اپنی ماں کو محزون و ملول دیکھکر پوچھنے لگا کہ تم محزون و ملول کیون رہتی ہو اپنے رنج و ملال کا حال مجھسے کیون نہین کہتی ہو راشدہ نے تمام سرگذشت اپنی کہ سُنائی اپنی اور اُسکی حقیقت سب مفصل بتائی اور کہا کہ اے فرزند مین نے اپنی عزت بچانے کو اس طلسم مین اپنے کو ڈالا تھا اس تدبیر سے مین نے بیٹے کو اس ملک سے نکالا تھا مگر

اب جیتے جی اس سے نکلنا دشوار ہی اس غم سے میرا حال زار ہی اور باپ بھی تیرا دیو سفید کی قید مین ہی کاشکے وہ چھوٹا ہوتا تو اُمید پڑتی کہ وہ کسی فکر سے اس طلسم سے نکالے گا ہمکو کہین آفت سے بچالے گا ارشیون نے کہا کہ اس طلسم کی لوح بھی کسی کے پاس ہوگی اُسکو تلاش کیا چاہیے وہ لوح کسی صورت سے لیا چاہیے راشدہ نے ایک خط لوح کے تلاش کرنیکے واسطے اپنے باپ کے نام لکھکر بدستور تیر مین باندھکر طلسم کے باہر پھینکدیا جن جو راشد جنی کیطرف سے طلسم کے باہر تعینات تھے منجملہ اُنکے ایک نے اس خط کو راشد جنی کے پاس پہونچایا راشد جنی نے جہانتک ڈھونڈھوانے کا حق تھا لوح کو ڈھونڈھوایا جب کہین ٹھکانا نہ لگا ایک خط راشدہ پری کے نام لکھکر ایک پریزاد کو دیا کہ اسکو طلسم کے اندر پھینک آ جس جگہ سے تو اس خط کو لایا تھا اُسی جگہ اس خط کو پہونچا چنانچہ فوراً اُسنے اُسکے حکم کی تعمیل کی وہان کی راہ لی راشدہ نے اس خط کو پڑھکر ارشیون سے کہا کہ تیرے نانا نے لکھا ہی کہ مین نے خوب ڈھونڈھوایا لیکن کہین لوح کا پتہ نہ پایا لوح طلسم کے اندر ہی دہین تلاش کیجائے شاید ہاتھ آئے ارشیون مایوس ہوکر زار زار رویا اپنی اور اپنی مان کی عاجزی پر بے اختیار رویا ناگہان اُسی عالم گریہ مین آنکھ جھپک گئی دیکھا کہ ایک پیر مرد کہتا ہی کہ اے فرزند کسواسطے اتنا غم کھاتا ہی اسقدر رنج مین اپنا جی کھپاتا ہی تیرے مکان کے سامنے جو گنبد ہی اُسکے دروازے کو کھول اُسمین ایک دیو بندھا ہی اور گلے مین اُسکے ایک لوح یاقوت کی بخط جلی لکھی ہوئی ہی تو اس لوح کے حسب الحکم عمل کر اگر کوئی صورت ہولناک بھی تجکو نظر آئے تو اُس سے ہرگز نہ ڈر وہ دیو اپنے ہاتھ سے لوح تیرے حوالے کرکے چلا جائیگا تو اپنا مطلب بھی پائیگا اور اس طلسم کو بفضلہ تعالیٰ فتح کریگا ارشیون نے جاگ کر اُس خواب کو اپنی مان سے بیان کیا وہ راز سربستہ عیان کیا اور گنبد کا دروازہ جاکے کھولا دیکھا تو واقعی ایک دیو ہی اور اُسکے گلے مین ایک لوح یاقوت کی بندھی ہوئی پائی جو بات کہ اُس مرد نے کہی تھی وہی صورت نظر آئی ارشیون نے لوح کو جو غور کرکے دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ اسم پڑھکر اس دیو پر دم کر وہ لوح تجکو دیکر چلا جائیگا اس لوح سے تو اپنا مطلب پائیگا مگر جسوقت وہ پھرے لوح کو اُسکے سر پر مار وہ دیو جہنم واصل ہوگا اُس مردود کیطرف سے تجکو اطمینان حاصل ہوگا لیکن دو ہاتھی مست تیرے سامنے لڑتے ہوئے آئینگے اور وہ تجکو خوب ڈرائینگے تو لوح کو دونون کے درمیان ڈالدینا وہ دونون لوح کیواسطے آپسمین ایسا لڑینگے اُسکے لینے مین خوب اڑینگے کہ دانتون کی رگڑون سے آگ نکلیگی اور اُسی آگ سے وہ دونون جلکر خاک سیاہ ہو جائینگے تجپر کسیطرح کا قابو نہ پائینگے ارشیون حکم لوح تعمیل کرکے آگے بڑھنا تا دریافت کرے کہ اُسکی حقیقت کیا ہی اور کیا ماجرا ہی دیکھنا کیا ہی کہ ایک میدان لق و دق ہی کہ جس کے دیکھنے سے آدمی کا زہرہ پھٹ جائے خون تمام جسم کا دم بھر مین گھٹ جائے اور اُس میدان مین ایک درخت بو ساز کا ہی اُسکے ہر پتے پر عالم نقش و نگار کا ہی اُسکی پھنگ پر ایک ہرگلہ بیٹھا ہوا ہی جثہ اُسکا فیل کے برابر ہی اس صورت کا جانور دنیا مین کمتر ہی اور چونچ کو شہتیر کہا چاہیے اور ہتھیلی کو زنبیل خواجہ عمرو کی تجویز لیا چاہیے ارشیون نے لوح کو دیکھکر ایک تیر پر اسم اعظم دم کرکے اُسکی ہتھیلی کو نشانہ کیا تیر کو اپنی شست سے اُسکی جانب تاک کے روانہ کیا تیر کا لگنا تھا اور [illegible]

زمین پر گرنا تھا اُسکے گرتے ہی ایک آندھی سیاہ ایسی اُٹھی کہ روز روشن شب یلدا سے زیادہ تاریک ہوگیا کہ ایک دوسرے کو نظر
نہین آتا تھا اندھیرے کی کثرت سے دم ہر ایک کا گھبراتا تھا اور شور وغل برپا ہوا کہ ہان لینا جانے نہ پائے یہ اپنے کو سلامت نہ پہونچاے
شکنندہ طلسم دیو دار دیو کو مار کر جاتا ہے دیکھین تم مین سے کون اُسکو زیر شمشیر لاتا ہے ارشیون بموجب حکم لوح اسم اعظم پکار پکار کے
قرات کرنے لگا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک کوچہ سیاہ ہے ارشیون آگے بڑھا ایک تالاب وسیع دیکھا کہ گرد اُسکے سیڑھیان
سنگ مرمر کی ہین اور برابر سیڑھیون پر عورتین دوازدہ سیزدہ سالہ جنمین کی ہر ایک قابل دید رشک ماہ و خورشید جام
مے گلنار ہاتھون مین لئے کھڑی ہین اور صراحیان شراب کی بہت نفیس اور خوش طرز جابجا پڑی ہین ارشیون کو دیکھتے ہی ہر ایک
کہنے لگی کہ اے طلسم کشا بڑا انتظار کردایا تو بڑی دیر مین آیا ہم کس مدت سے تیرے منتظر کھڑے ہین رنج انتظار مین پڑے ہین ارشیون
نے اپنے دلمین کہا کہ عجیب ماجرا ہے نئی طرح کا تماشا ہے ہزارون عورتین ساغر شراب ہاتھ مین لیئے میری طالب ہین حسن و
جمال مین حوران بہشت پر غالب ہین مین اکیلا اتنی شراب کب پی سکتا ہون کسکی دلشکنی اور کس کی خوشی کرون سخت
حیران ہون کہ کس سے کیا کہون لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اے سیر کنندہ طلسم ان مین سے کسی کو ہاتھ نہ لگانا ہرگز انکے
پاس نہ آنا وہ جو ایک عورت گھاٹ پر سُرخ جوڑا پہنے کھڑی ہے وہی ان سب کی سردار ہے اُسی کو سب طرح کا اختیار ہے اور نام
اُسکا صہبا جادو ہے سب جادوگرنی سردار ہی گلرد ہے اُسکے ہاتھ سے جام مے لیکر اسم اعظم دم کرکے ساغر اُسکے منھ پر مار
قدرت خدا کی نظر آئیگی یہ ساحرہ دیکھ تجکو کیسے کیسے تماشے دکھائیگی مگر دیکھنا تجھپر اُس شراب کی چھینٹ نہ پڑنے پائے
خوب چتیانا کہ اُسکا ایک قطرہ بھی تیرے جسم اور کپڑے کے اوپر نہ آئے نہین تو تو بھی اُنکے شریک حال ہوگا تجھپر بھی وبال
ہوگا ارشیون نے صہبا جادو کے ہاتھ سے جام مے لیکر اسم اعظم دم کیا اور اُسکے منھ پر مار کے پچھلے پانون سے
پچاس قدم جست کرکے دم لیا شراب کا اُسکے منھ پر پڑنا تھا اور شعلہ آتش کا بھبک کر اُٹھنا تھا کہ صہبا جادو شعلہ جوالہ
کی طرح گھومنے لگی کھنچکر کسطرح چکر مین آئی وہ آگ ایسی مشتعل ہوئی کہ جتنی عورتین تالاب کے گرد کھڑی تھین برنگ
سرو چراغان جلنے لگین اپنے نیست و نابود ہونے پر کف افسوس ملنے لگین دو گھڑی کے عرصے مین سب جلکر خاک ہوگئین
ایک کا بھی نام و نشان نہ رہا اس بات پر اُسنے شکر خدا کیا پھر جو ارشیون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اے شکنندہ طلسم اب تیرے
سامنے چند پریزاد گاتے بجاتے آئینگے نئے نئے شعبدے وہ تمکو دکھائینگے منجملہ اُنکے ایک پیر مرد تجھ سے صاحب سلامت
کریگا گفتگو مین بہت ملائمت کریگا لیکن تو اُسکو جواب نہ دینا لوح کو آئینہ کیطرح سے دکھلانا یہ تدبیر ضرور عمل مین لانا لوح کے
دیکھنے سے وہ سب کے سب بھاگ جائینگے طلسم فتح ہو جائیگا تو اپنا مطلب پائیگا ارشیون نے یہی عمل کرکے طلسم کو توڑا
راشدہ پری بہت خوش ہوئی اور ارشیون کو گلے سے لگا کر طلسم کے باہر نکلی اُسکے نکلنے سے سب کی طبیعت شاد ہوئی
غم سے آزاد ہوئی پریزاد جو راشد جنی کی طرف سے تعینات تھے راشدہ پری کو دیکھکر بہت متعجب ہوئے کہ اُسنے ایسے
طلسم خونخوار سے کیونکر رہائی پائی یہ کس تدبیر سے نکل آئی اور فوراً راشد جنی کو خبر دی اُسکے سلامت رہنے سے اطلاع کی

راشد جنی اسی دم تخت پر سوار ہو کر آیا اور ارشیون کو اپنے گلے سے لگایا اور تخت پر دونوں ماں بیٹوں کو سوار کر کے زر و جواہر نثار کرتا ہوا قصر ابیض مین لیگیا سب نے اس امر سے خدا کا شکر کیا ارشیون نے اپنے نانا سے پوچھا کہ سفید دیو نے میرے باپ کو کہان قید کر کے رکھا ہی مجھکو چلکر بتا دیجئے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجئے راشد جنی ارشیون کو سفید دیو کے مکان پر اپنے ساتھ لیگیا اُسکا مقام قیام اُسکو دکھایا اور اُس جگہ کا حال مفصل سُنایا اب ستم دوران ملک لندھور بن سعدان گرد کا حال سنیے کہ اُسدن اپنی بیکسی پر بہت سا رویا آنسوؤن سے اپنا منھ دھویا اسی عالم گریہ مین سلام علیک کی آواز اُسکے کان مین آئی اُسنے جان تازہ پائی جواب دیکر دیکھا تو حضرت خضر کھڑے ہین ملک لندھور نے بہت ہی زار نالہ کر کے عرض کی کہ یا حضرت مین کبتک اس مصیبت مین گرفتار رہونگا یہ رنج و الم کہان تک سہونگا فرمایا کہ مین تیری رہائی کیواسطے آیا ہون خدا کیطرف سے مژدۂ خلاص لایا ہون یہ کہکر بند کو خسرو ہند کے دست و پا سے جدا کر کے غائب ہو گئے اُسکو عذاب اسیری سے چھُڑا کر چلدیے ملک لندھور نے غار سے نکلکر دیکھا کہ راشد جنی اور راشدہ پری تخت پر سوار کھڑے ہین لندھور کے لیے چشم براہ انتظار کھڑے ہین راشد جنی کی گود مین ایک لڑکا بیٹھا ہی خسرو راشد جنی کے قدمبوس اور راشدہ پری سے بغلگیر ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ لڑکا کون ہی اسکا حال مجھکو مفصل سُنائیے اسکی حقیقت بیان فرمائیے راشدہ نے اُسکا حال کہکر خسرو کا قدمبوس کروایا خسرو نے ارشیون کو چھاتی سے لگایا اور راشد جنی کے ہمراہ قصر ابیض کی طرف روانہ ہوا۔

داستان خواجہ عمرو عیار کا قلعہ قیام سے قلعہ دیو و دمین جانا ملکہ مہر نگار و لشکر اسلام سمیت

راویان خوش تقریر لکھتے ہین کہ ایک برس کے بعد سرداروں نے خواجہ عمرو عیار سے کہا کہ قلعہ مین علوفہ ہو چکا ہے سب لوگ بھوک کی فکر سے پریشان ہین سخت بدحواس اور حیران ہین خواجہ نے صیاد سے پوچھا کہ اس گرد و نواح مین کوئی اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ جسمین جا کر چندے بسر کیجیئے غم ناداری سے طبیعت کو رہائی دیجئے صیاد نے کہا کہ یہان سے دو منزل پر دیو و دنام ایک قلعہ جمشید کا بنایا ہوا ہی سب اسباب آسایش بہت تکلف سے اُسمین لگایا ہوا ہی مضبوطی مین کوئی قلعہ اُسکی برابری نہین کر سکتا ہی کوہ البرز بھی رفعت و سنگینی مین اُسکی ہمسری نہین کر سکتا ہی چار پہاڑ قدرتی مقابل مین واقع ہوے ہین کہ وہ بھی بیمثال ہین قدرت ایزد ذو الجلال ہین جمشید نے ان پہاڑونمین بھاری بھاری قلابے آہنی دیکر موٹی موٹی زنجیرین لگائی ہین بہت مضبوط میخین جمائی ہین اور آہنی تختون سے اُسکو تختہ بند کیا ہی استحکام مین اُسکا رتبہ نہایت بلند کیا ہی اور چار ہاتھ کا فاصلہ دیکر دو دیوارین آہنی بنا کے اُسمین ریت بھری ہی اور قلعہ مین اس قدر وسعت ہی کہ اُسمین زراعت ہوتی ہی باہر سے غلہ منگانے کی احتیاج نہین ہی اُسکا رہنے والا کوئی کسی چیز خوراک کا محتاج نہین ہی مگر راہ اُس قلعہ کی ایک ہی ہی اور ایسا تنگ کوچہ ہی کہ سواے ایک آدمی کے دو آدمی برابر نہین جا سکتے بہت سے شخص ایکمرتبہ اُسمین دخل نہین پا سکتے عمرو قلعے کا بیان سُنکر بہت خوش ہوا اور سرداروں کو بلا کر تاکید کی کہ ہم قلعے سے

بہت ہوشیار رہنا مین دوسرے قلعہ کی فکر مین جاتا ہون تمھارے آرام پانیکی تدبیر لگاتا ہون یہ کہکر پوشاک شاہی اُتار لباس
عیاری پہن قلعہ کے باہر نکل کر چلا گیین ہارتا قلعہ دیو دوپر جا پہونچا کمال جرأت دولاوری سے تن تنہا پہونچا قلعہ کے
گرد اس تاک مین پھرا کہ کہین لگاؤ پاوے مگر نہ پایا اندر جانے کا رستہ کہین نظر نہ آیا ایک ٹیکرے پر بیٹھکر قلعہ کے اندرونی
حصہ کو دیکھکر عش عش کرنے لگا کہ کبھی ایسا قلعہ دیکھنے سننے مین نہین آیا تھا آجتک ایسا قلعہ مین نے نہین پایا تھا چند بار جانیکے
واسطے دریاے فکر مین غوطہ مار کے منصوبہ کرنے لگا طرح طرح کا خیال اُسکے دل مین گذرنے لگا دیکھتا کیا ہی کہ ایک دریچے
مین لوہے کے تختے کا چھجا ہی اُسپر ایک سقہ کھڑا ہوا نیچے سے پانی بھر رہا ہی پانی بھرنے کی خدمت جو اُسکے متعلق ہی
سو کر رہا ہی دلمین سوچا کہ قلعہ مین جانیکے لئے اس سے بہتر سیڑھی ہاتھ نہ لگیگی اندر پہونچنے کی اور کوئی گھات
نلگیگی سقے کی آنکھ بچا کر پانی مین کود کے ڈول مین جا بیٹھا سقے نے جو ڈول کو بھاری پایا اُسکو تعجب آیا پھر جھانک کے دیکھا
کہ ایک آدمی عجیب الہیئت ڈول مین بیٹھا ہوا ہی حماقت سے سمجھا کہ میری تقدیر کی یاوری سے جل مانس ڈول
مین آیا ہی میرا طالع سکندری ایسا خزانہ بے پایان میرے لئے لایا ہی ڈول کو آہستہ کھینچنے لگا کہ کہین نکل نجائے ایسی
شے بے نظیر ہاتھ نہ آئے جب ڈول چرخی تک پہونچا پکڑنے کیواسطے ہاتھ بڑھایا کہ اسکو ڈول سے نکال لون یہ خیال
اُسکے دلمین آیا عمرو جست کرکے اُسکے پاس جا رہا اور گردن اُسکی پکڑ کے اُسی پانی مین پھینکدیا اُس سقے کے ساتھ
یہ شعبدہ کیا نہر مین پانی عمیق تھا اور سقے کا جام عمر معمور ہو چکا تھا دو چار غوطے کھا کر غرق بحر اجل ہوا عمرو اُسکی صورت
بنکر پانی بھرنے لگا اُس سقے کا کام کرنے لگا جب مشک بھر چکا سوچا کہ معلوم نہین وہ پانی کس کس جگہ بھرتا تھا اپنی مشک کا
پانی کس کس کام مین صرف کرتا تھا مصلحۃً لیٹ گیا دوسرے سقے جو پانی بھرنے کو آئے اپنی مشکین لیکر اس کونین پر آئے ہاتھ
ہلا کر بولے کہ میان فتو خیر تو ہی اسطرح سے لیٹے کیون ہو پانی بھرنا کیون چھوڑا اپنے کام سے مُنھ کسواسطے موڑا عمرو بولا کہ اے
بھائی مجکو اسوقت تپ آئی ہی میرے قلب پہ گرمی چھائی ہی اگر مہربانی سے میرے گھر مین خبر کرو تو نہایت احسان کرو ایک سقے
نے اُسکے لڑکے بالونکو خبر کردی کہ فتو قلعہ کی فصیل پر تپ مین پڑا کانپ رہا ہی گرمی اور تپ کی شدت سے ہانپ رہا ہی جورو لڑکے اُسکے
سنتے ہی دوڑے گئے اور اُسکو وہان سے گھر مین اُٹھا لائے سب نے اُسکا حال دیکھکر بہت رنج اُٹھائے عمرو چین سے
پڑا سویا کیا بے تکلف خوب اپنی طبیعت کو آرام دیا آدھی رات گئی ہوگی کہ فتو کی جورو نے جگا کر پوچھا کہ کچھ کھاؤگے
تھوڑی بہت کچھ غذا آخر پیٹ مین پہونچاؤگے عمرو بولا کہ بھوک تو نہین ہی وہ بولی کہ مین نے گلتھی پکائی ہی تھوڑی سی
تو کھا لو کہ قوت مسلب ہو عمرو بولا کہ اچھا لاؤ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو خیر مجکو کھلاؤ عمرو گلتھی کھا کے ہاتھ مُنھ دھو کر حقہ
پینے لگا کہ ایک مرتبہ باہر سے کسی نے پکارا زور سے ایک نعرہ مارا کہ میان فتو جاگتے ہو یا سوتے ہو ذرا باہر تو آؤ کچھ تم سے کہنا ہی
جلدی تشریف لاؤ عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا معاملہ پیش آتا ہی زمانہ کیا اپنے نیرنگ کھاتا ہی اسوقت
دوپہر رات گذرے کون خریدار آیا کون ایسا کام ضروری اُسکو یہان لایا فتو نے جورو سے کہا کہ پوچھ تو کون ہے

وہ عورت بولی کہ صاحب آپکا کیا نام ہی اسوقت رات مین تمکو انسے کیا کام ہی اور یہ تو بہت بیمار ہین باہر نہین نکل سکتے
بسبب ضعف اور بیماری کے ایک قدم نہین چل سکتے وہ بولا کہ بادشاہ کے عیارون کا مہتر ہون اُن سبھون کا مین ہی
افسر ہون مجھے ایک بات بہت ضروری کہنی ہی عمرو نے نام عیار کا سُنکر بہت اپنے دلمین شش و پنج کیا دلکو تو ہم نے گھیر لیا
عورت سے پوچھا کہ یہ کبھی ادھر بھی آیا تھا اسنے اپنی صورت کو کبھی تجھے دکھایا تھا اُسنے کہا کہ کبھی نہین تب تو اور بھی حواس اُڑ گئے
کہ پہلے پہل عیار سے ملاقات ہوئی یہ بہت بُری بات ہوئی خدا خیر کرے مجبور کانپتا ہوا باہر نکلا یا الٰہی آفت سے بچانا
یہ کہکر نکلا مہتر نے دیکھکر کہا کہ ای شاہ عیاران عیار السلام علیک عمرو بولا کہ صاحب یہ گھر تو قوت سقے کا ہی شاہ عیاران عیار کا
گھر آگے ہوگا ہام دیو دوی بولا کہ ای خواجہ تم اپنے کو مجھ سے کیون چھپاتے ہو مین بھی مسلمان ہون آپکی ملاقات کا خواہان
بدل و جان ہون مدت و مہینے سے آپکا انتظار کرتا ہون تمھاری محبت کا دم بھرتا ہون یہ کہکر عمرو کا قدمبوس ہوا عمرو نے سر اُس کا
چھاتی سے لگاکر کلمات آشتی کرنے لگا ہام دیو دوی نے کہا کہ چلیے بادشاہ کو پکڑ لیجیے جس غرض سے آپ یہان تشریف
لائے ہین وہ کام اپنا کر لیجیے پھر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا دیکھ لیا جائیگا جو معاملہ پیش آئیگا بندہ بھی آپکا شریک ہی ہرچند رات تاریک
ہی یہ دونون چوکیدارونکی نگاہ سے اپنے کو بچاتے ہوئے عنتر دیو دوی کی محلسرا مین کمند لگاکر پہونچے بحسن تدبیر سے
قلعہ کے اندر جاکر پہونچے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ شامیانہ اطلس خطائی کے نیچے دوشالہ تانے پلنگ پر پڑا سوتا ہی اکیلا پڑا
ہی نہ کوئی خدمتگار ہی سب غافل ہین یہ بھی خواب غفلت مین سرشار ہی عمرو نے بادشاہ کے مُنھ پر سے دوشالے کا آنچل
جدا کیا کپڑا اُسکے چہرے سے علیحدہ کیا اور چاہا کہ عطر بیہوشی بادشاہ کے دماغ مین پہونچے کہ بادشاہ نے عمرو کا ہاتھ جو پکڑا
عمرو نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اُسکے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا بادشاہ کے ہاتھ مین چھلہ رہ گیا عمرو نے چاہا کہ چل دیوے جلدی سے
اپنی راہ لیوے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ ای خواجہ مجھ سے نہ بھاگو میری ایک بات سُنو جو کہتا ہون اُسپر عمل کرو مجھکو خواب مین
اسی دم حضرت ابراہیم نے مسلمان کرکے تمھارے آنیکی خبر دی ہی تمھاری پاسداری کی مجھکو تاکید کی ہی ورنہ مجھکو علم غیب
نہین کہتا ہون کہ تمکو پہچانتا بغیر بتائے ہوئے تمھارا حال جانتا عمرو یہ کلام سُنکر کھڑا ہوگیا بادشاہ نے اُٹھکر عمرو کو
گلے سے لگایا اور بکمال محبت و اخلاص سے فرمایا کہ صبح کو تم اپنے تمام لوگون کو بے ادب بے تکلف سب کو یہان پہونچاؤ
یہ قلعہ تمھارا ہی ہی سرمو فرق اور زر کیا مال ہین اگر جمشید جم آوے تو اس قلعہ کو لے نہین سکتا تمکو کسی طرح کی اذیت نہین
دیسکتا عمرو اُسی دم بادشاہ سے رخصت ہوکر قلعہ سابق مین آیا اور سردارونکو قلعہ دیو د کے لینے کی خبر سُنا کر ان کو تو
آرام کیا دو پہر رات گئے مہرنگار کو محافہ زرنگار مین سوار کرکے فوج کے ہمراہ قلعہ دیو دوی مین پہونچایا اور آپ غدر کے
چیلے جا بجا قایم کرکے پیچھے سے روانہ ہوا دو روز مین قلعہ دیو دوی مین داخل ہوا سب صورت سے اطمینان حاصل ہوا بادشاہ
نے پہلے ہی سے سب کو مسلمان کرکے دربانون کو حکم دے رکھا تھا کہ جسوقت عمرو آئے فوراً قلعہ کا دروازہ کھولدینا کوئی
اسکو روکنے نہ پائے دربانون نے عمرو کی آواز سنتے ہی قلعہ کا دروازہ کھولدیا عمرو نے سب لشکر اپنا قلعہ مین داخل کیا اور

اپنی وضع پر قلعہ مین بندوبست کر کے چین سے قیام کیا سب اپنے ہمراہیون کو آرام کرنیکا حکم دیا اب لشکر کفار کا حال سُنیے کہ
تیسرے دن عیارون نے سرمز و فرامرز کو خبر دی کہ قلعہ خالی معلوم ہوتا ہی کوئی آدمی اُسمین نظر نہین آتا ہی اور بالکل خالی ہونا
بھی کچھ ذہن مین نہین سماتا بختیارک نے کہا کہ اور قلعہ یہان سے متصل کون ہی مگر دیو ود کو عمرو نے لیا ہو کچھ عیاری کر کے
اُسمین دخل و قبضہ کیا ہو تو عجب نہین ہی یہ سنکر شاہزادے اُسیوقت سوار ہو کر قلعہ مین گئے دیکھین تو واقعی قلعہ خالی ہی جابجا کاغذ کے
آدمی کھڑے ہین پانون اُنکے فصیلون پر گڑے ہین اور دروازے مین گدھا اور کتا بندھا ہوا ہی اور چند مرغ قلعہ مین پھر رہے ہین
نہ چوکیدار ہی نہ کوئی سپاہی ہی نہ کچھ سامان بادشاہی ہی شاہزادون نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت مین عرضی لکھی کہ
عمرو اس قلعہ سے نکلکر قلعہ دیو ود مین گیا اور یہ مہم بے آپکے تشریف لائے یا کوئی ایسا صاحب منصوبہ ہو کہ اسکو سر کرے
سر نہوگی بغیر آپکی مدد کے ہماری اوقات آرام سے بسر نہوگی ایک عیار کے ہاتھ کہ کرگس ساسانی اُسے کہتے تھے عرضی بھیجکر مع لشکر
کوچ کیا تمام لشکر و فوج کو کوچ کرنیکا حکم دیا تین دن کے عرصہ مین پہونچکر قلعہ دیو ود کے سامنے ڈیرہ کیا اُسی جگہ تمام لشکر نے قرار
لیا نوشیروان عرضی کو پڑھکر نہایت آشفتہ و برہم ہوا اُسکو اس حال کے سُننے سے بڑا غم ہوا اور بختک کیطرف مخاطب ہوکر
کہا کہ سخت متردد ہون اس ساربان زادے کا کیا علاج کرون اسکی سزا واجب ہی اس عیار سے کیونکر اپنے لوگونکا بدلا لون وہ بولا کہ آپکا
تشریف لیچلنا عین مناسب ہی اُسکی سرکشی حد سے گذری اب تو اسکی سزا بہت واجب ہی بے آپکے گئے کبھی یہ لڑائی فتح نہوگی
آپ سامان بائستہ کے ساتھ ضرور تشریف لیجائین تو پھر اُنپر فتح پائین نوشیروان نے بزرجمہر سے پوچھا کہ اس مقدمے
مین تمھاری رائے کیا ہی جانا وہان کا بیجا ہی یا بجا ہی بزرجمہر نے کہا کہ فدوی کا وہی کلام جو سابق مین تھا اب اگر آپ بھی تشریف
لیگئے اور اُنسے کسیطرح کی کوئی بے ادبی کی تو اُسوقت بڑی قباحت ہوگی ہم سب لوگون کی سبکی اور حماقت پر دلالت ہوگی
آیندہ رائے حضور کی سب کی رائے پر افضل ہی جو آپ ارشاد کرین اسی امر پر ہم تابعدارون کا عمل ہی نوشیروان کو جو عمرو کی
حرکتین یاد آئین کانپ گیا اور بختک سے کہنے لگا کہ ای مردود تو سخت نمکحرام ہی سراسر فریب اور بے سلیقگی تیرا کام ہی ہمیشہ تو مجھکو مغالطہ
دیتا ہی اسیطرح سے بدنامی لیتا ہی اتفاقاً اُسیوقت بادشاہ کو خبر پہونچی کہ بیحن کامران شہ چین کا بھائی دو لاکھ سوار ہمراہ لیکر حضور کی
ملازمت کیواسطے آتا ہی عنقریب وہ آپکے حضور مین اپنے تئین پہونچاتا ہی نوشیروان یہ مژدہ سُنکر بہت خوش ہوا اور
کئی سردار اُسکے استقبال کو بھیجے کہ اُسکو بہت اعزاز و اکرام سے میرے پاس لائین اُسکو بھی میرا اشتیاق سنائین جب اُسنے
حاضر ہو کر تخت کو بوسہ دیا اور بادشاہ کی ملازمت سے افتخار حاصل کیا بادشاہ نے آستین مرحمت اُسکی پشت پر جھاڑی
اور اُسی دم خلعت جمشیدی سے اُسکو سرفراز کر کے مجلس جشن کا حکم دیا اپنی شان و شوکت کے لائق سامان دعوت
کیا تین شبانہ روز تک جشن رہا جشن کی صبح کو بادشاہ سے اُسنے پوچھا کہ پیر و مرشد شہ چین اور جہاندار اور
جہانگیر کہان ہین اُنکا حال تو مجھکو سنائیے اُنکی کیفیت بیان فرمائیے نوشیروان نے آہ سرد بھر کر کہا کہ کیا کہون مین جسقدر
اُنکی مفارقت مین غمناک ہون وہ تینون بھائی ہرمز و فرامرز کے ساتھ درپے گرفتاری عمرو عیار ملازم حمزہ ہین لو

برس کا عرصہ گذر گیا ہے وہ عیار کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے انواع و اقسام کے فسادات اُٹھاتا ہے آج اس قلعے مین ہے تو کل
اُس قلعے مین ہے ایک جگہ قرار نہین لیتا کسی کو چین نہین لینے دیتا بحتیج کامران بولا کہ غلام کو اگر ارشاد ہوئے تو جس
قلعہ مین وہ ہو حضور کے اقبال سے گھڑی سواری قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر عمرو کو مع ملکہ مہر نگار حاضر کرون سب
اپنی عیاری بھول جائے ایسا عاجز کردون بادشاہ اس بات سے اور بھی خوش ہوا فرمایا کہ نفس الامر مین تم ایسے ہی جوان مرد ہو
لکہ تازہ عرصہ سبز ہوا اُسیوقت خلعت رخصت عنایت کیا اور روانہ ہونیکا حکم دیا بحتیج کامران نے مع دو لاکھ سوار قلعہ
دیو ود کیطرف کوچ کیا چند روز مین مسافت راہ طے کر کے قلعہ دیو ود کے قریب پہونچا متصل قلعہ کے اپنا لشکر چھایا فرامرز
نے بحتیج کامران کے پہونچنے کی خبر سنکر جہاندار کابلی جہانگیر کابلی کو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا کہ اس بات سے اُسکی طبیعت
مسرور ہو کوفت سفر دور ہو جسوقت وہ لشکر مین داخل ہوا شاہزادون نے بڑے تکلف سے اُسکی ضیافت در شرط مہمانداری
ادا کی اور جو کچھ اُسنے کہا سب اُسکی حاجت روا کی بحتیج نے زوبین سے سر مجلس کہا کہ کیون زوبین تجھ سے آجتک ایک
پیادے کی لڑائی سر نہو سکی اسی برتے پر بادشاہ کی دامادی کا ارادہ رکھتا ہے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کا ارادہ رکھتا ہے
زوبین نے کہا کہ بھائی صاحب تم سچ کہتے ہو لیکن تم اُس پیادے سے واقف نہین ہو اب آئے ہو تو واقف ہو جاؤگے یقین ہے
کہ تم بھی اُسکے ہاتھ سے زک اُٹھاؤگے وہ پیادہ ایسا بلا ہے کہ اُسپر لاکھون سوار کی فوج لیکر فتحیاب ہونا دشوار ہے اُس سے کسی
کی فسونسازی پیش نہین جاتی وہ ایسا عیار ہے بحتیج بولا کہ یہ کیا بات ہے ایک پیادہ بھی ایسا ہے کہ جسپر لاکھون سوار کی فوج فتحیاب نہو
اس بار ہان دیکھئے مقابلہ مین کامیاب ہو یہ تمام سے ابھی طبل جنگ بجوایا جائے سب لشکر مستعد جنگ ہوکر بر سر معرکہ آئے سرمرز
نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا سب کو آمادہ جدال و قتال کیا جسدم نقارخانہ سے طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی یہ خبر
عمرو کو پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بج رہا ہے صبحکو قصد لڑائی کا کیا ہے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس سکندری پر ڈنکا
پڑے القصہ رات بھر طرفین سے طبل جنگ بجا کئے تمام رات اہل لشکر نے سب مراتب حزم و ہوشیاری ادا کئے صبحکو سرمرز و
فرامرز تخت روان پہ سوار ہوے اور جہانتک سردار تھے اپنی اپنی فوج لیکر شاہزادون کے ہمراہ میدان مین آئے لشکر کے
پرے جمائے بحتیج کامران بھی اپنے دو لاکھ سوار کو لیکر ایک طرف صف آرا ہوا شور و غوغاے لشکر سے ایک حشر بپا ہوا
فوج قدیم تو عمرو کی لڑائی سے واقف تھی کسی نے آگے کو قدم نہ بڑھایا عمرو کے آگ برسانے کے خوف سے بچنے کو سب نے
بچایا لیکن بحتیج کامران کے ساتھ جو لشکر تھا البتہ ناواقف تھا قلعہ کے دیوار لینیکو چلا تو بڑا سا آگے کو بڑھا جب زد پر پہونچا قلعہ
سے گولون کا منہہ برسنے لگا تب تو ہر ایک بدحواس ہو کر بھاگا کسی کے پاؤن نہ جمے ایک لحظہ اُس جگہ نہ ٹھیرے بحتیج نے فوج کا
حال دیکھکر زوبین سے کہا کہ معلوم ہوا اس فوج سے کام نہ نکلے گا یہ تو سب آگ سے ڈرے بغیر مارے ہوے مرے
جاتے ہین اب سوائے اسکے کیا چارہ ہے کہ ہم تم دو تو قلعے کے زیر آئین قلعہ مین گھس جائین ان سرکشون کا بچہ مردود ہین تو دین لوٹا جائے مین حاضر ہون لڑائی
لڑے زور و شور کی ہو رہی تھی کسیکو کسی کی خبر نہ تھی اور قلعہ سے جو آگ برس رہی تھی ادھر سے بھی برابر گولے چل رہے تھے جسکی آواز سے زمین و آسمان ہل رہے تھے

آتشبازی کے دھوئیں سے تمام رزمگاہ مین مثل شب یلدا اندھیرا ہو رہا تھا اپنا ہاتھ کسی کو نہ سوجھتا تھا ہر گاہ قلعگیون نے اپنا ہاتھ روکا اور ہونے دھوان کرۂ نار کو پہونچا یا مطلع صاف ہوا آدمی کو آدمی نظر آیا اہل قلعہ دیکھین تو روئین و بیجن خندق کے کنارے پر کھڑے ہین دروازہ توڑنے پر اڑے ہین عمرو اُنکے مارنے کی فکر مین تھا کہ نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا اُن دونون کے قریب جا پہونچا اور برابر آکے روئین و بیجن سے کہا کہ او نامردو تم کون ہو مسلمانون سے لڑنے آئے ہو کیون اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر آفت لائے بیہودہ بولے کہ تو کون ہے جو ہمارے اور اہل قلعہ کے درمیان مین مخل ہوتا ہے اہل اسلام کہ ہمارے دشمن ہین اُنکی حمایت لیتا ہے نقابدار بولا کہ مین تمھاری جان کا ملک الموت ہون تم سب کو ملک عدم دکھاؤنگا بے تامل جہنم مین پہونچاؤنگا نقابدار کی گفتگو سے دونون بھائیون نے تلوار کھینچکر نقابدار پر وار کئے نقابدار نے تلوارین اُنکی چھین لین اور دونون کے کمربند دونین ہاتھ ڈالکر سر سے اونچا اُٹھا لیا اور اُن کو بالکل مجبور کر دیا پوچھا کہ کہو دریا مین پھینکون کہ خشکی پر یہ سرمزد و فرامرز یہ حال دیکھکر مع لشکر آگے نقابدار کے چالیس ہزار سوارون نے تلوارین میان سے لیکر جیسا چاہیے ویسی داد مردی و مردانگی کی دی عمرو نے بھی مع فوج کے تیغ زنی کرنی شروع کی اس عرصہ مین دونون بھائیون کے کمربند ٹوٹ گئے چھکے چھوٹ گئے گھوڑے کے نیچے گر کے بے تحاشا بھاگے سر کی خبر ہے نہ پاؤن کی ایسا بھاگے الغرض اس دن کی جنگ مغلوبہ مین قریب اسی ہزار کے لشکر کفار کا سپاہی مارا گیا

آنا نقابدار نارنجی پوش کا عمرو کی مدد کو اور مقابلہ کرنا بیجن کا اور روئین شاہ کا اس سے اور تلوارین چھینکر دونون کو اُٹھا لینا نقابدار کا مین بعد شکست فاش کھانا دونون کا نقابدار نارنجی پوش سے اور بھاگنا بلا تحاشا



اس لڑائی مین ہر طرف سے شخص پادشاہی مارا گیا اور لشکر نقابدار و عمرو مین سے کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی ہاتھ پاؤن کا نیا ذکر کہ لاٹھی بھی نہ ٹوٹی بے نہایت مال خزانہ لشکر اسلام کے ہاتھ آیا سب نے اس لوٹ مین مال غنیمت بہت پایا عمرو نے

نقابدار کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ اے جوانمرد آج تو نے وہ کام کیا ہے کہ رستم سے بھی کبھی نہو ہوگا ایسی جرأت و دلاوری کا تو نام بھی کسی نے نہ سنا ہوگا یہ کہکر کہا کہ برائے خدا اپنا نام بتا اور چہرے سے نقاب اُٹھا کر ہمارے دیدۂ مشتاق کو اپنا رخسار پر نور دکھا نقابدار بولا کہ اے عمرو آجتک تجھ سے کوئی کام ایسا نمایاں نہیں ہوا کہ نام اپنا بتاؤں یا صورت اپنی کسی کو دکھاؤں جب امیر آوینگے اور خیر و خوبی سے تشریف لائینگے تو نام بھی بیراس لینا اور صورت بھی دیکھنا جاؤ قلعہ مین چین سے آرام کرو جمعیت و اطمینان سے سب لوگ قیام کرو اور مجھکو ہر وقت اپنا مددگار سمجھو ہر حالت مین غمخوار بلکہ تابعدار سمجھو یہ کہکر عمرو کو تو قلعہ مین داخل کیا اور ہر صورت سے انکو دلاسا اور بھروسا دیا اور آپ جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا کسی کو معلوم نہوا کہ کدھر چلا گیا سہرمزد و فرامرز نے بذریعہ عرضی اس لڑائی کی کیفیت اور شکست سے بادشاہ کو اطلاع دی وہانکی حقیقت مفصل عرض کی اور لکھا کہ جلد خیمہ و خرگاہ و خزانہ بھیجئے نہیں تو بغیر خیمے کے دنکی دھوپ اور رات کی شبنم سے گرمی سردی اُٹھا کر بیمار پڑ جائینگے ایک آدمی انکو بھی تمام فوج مین آپنے مدد نہ پائینگے اور خزانہ کے پہونچنے مین اگر دیر ہوگی تو فاقونکے مارے مر جائینگے غور فرمایئے کہ جب غلہ ممکن نہ ہوا تو کیا کھائینگے راوی لکھتا ہے کہ جب سہرمزد و فرامرز کی عرضی نوشیروان کے پاس پہونچی اور اُسکو اس خرابی سے اطلاع ہوئی بادشاہ نے بختک سے کہا کہ تو جو ہمیشہ کہا کرتا ہے اگر حضور چلین تو مین وہ مفسد ہون کہ عمرو سے ہزار عیار کو فریب دیکر خاک سیاہ کر ڈالون اُسکو اور اُسکے ہمراہیون کو روئے زمین سے نکالون پس وہ تیرا بیٹا بختیارک جو نو برس سے سہرمزد و فرامرز کے ساتھ ہے اُس حرامزادے سے کیا کام بن آیا کہ تجھ سے بن آئیگا تو بھی بے شبہہ اُسکے ہاتھ سے زک اُٹھائیگا تیرے کہنے پر مین نے عمل کر کے اپنے ہاتھون اپنے کو برباد کیا مفت مین ذلت اُٹھا کے دشمنون کا دل شاد کیا خبردار آج سے میرے دربار مین نہ آنا مجھکو اپنی صورت نحس پھر کبھی نہ دکھانا نہیں تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا تیرے سر پر آفت لاؤنگا بختک گریان و نالان اپنے مکان پر گیا اور اپنے بیٹے کو ایک خط لکھکر روانہ کیا اور نامہ بر کو جلد پہونچنے کا حکم دیا کہ او حرامزادے تو نو برس سے شاہزادون کے ہمراہ موجود ہے مگر آجتک تجھ سے اتنا نہو سکا کہ کسی تدبیر سے عمرو کا کام تمام کرتا جس کام کے لئے تو بھیجا گیا تھا اس کام کا سرانجام کرتا تو نے بزرگونکا نام ڈبویا اور مجھکو بھی دونون جہان سے کھویا اس تیری حرکت نے مجھکو بادشاہ کے دربار سے نکلوایا مین نے بڑا اس مقدمے مین رنج اُٹھایا بہتر تیرے حق مین یہی ہے کہ جسطرح سے ہو سکے اس معاملہ کو طے کر نہیں تو اپنی فرزندی سے تجھے عاق کر دونگا پھر کبھی اپنے سامنے تجھے آنے نہ دونگا تجھ سے فتنہ انگیز کا بیٹا مکار و مفتری نہو بڑا مقام تعجب ہے مجھکو مگر اب تیری ذات سے توقع کب ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرا نطفہ نہیں ہے کسی ساہوکار کا نطفہ ہے یا کسی بنئے غلہ دار کا نطفہ ہے بختیارک خط پڑھکر نہایت مشوش ہوا کہ کیا کرنا چاہیے کس صورت سے باپکے سامنے سرخرو ہونا چاہیے دن کو تو فکر مین غلطان و پیچان رہا نہایت متردد اور پریشان رہا ہر طرح کے منصوبے کرتا رہا جب ایک منصوبہ خیال مین آیا یہ شعبدہ اُسکے ذہن مین سمایا لباس شبر دی کا پہنکر قلعہ کے گرد پھر اکسی طرف کے چوکیدار انکو غافل پایا مطلب کے حاصل نہونے سے بہت پیچ و تاب کھایا

اتفاقاً خواجہ ارباب نامی ترد لیو دی کا بیٹا ایک برج مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا جو کیدار اُس برج کے سب سو گئے
تھے غفلت مین بدمست ہو گئے تھے اُسنے بختیارک کی آہٹ پاکر للکارا کہ کون ہے کسواسطے آیا ہے کیا مطلب تجھے یہان لایا
ہے بختیارک بولا کہ مین ہون بختیارک کہ خیرخواہانہ آپسے کچھ عرض کرنے آیا ہون ایک مطلب عظیم آپکے پاس لایا
ہون اُسنے نشے کی ترنگ مین بختیارک کو بذریعہ کمند قلعہ پر چڑھا لیا کچھ وسوسہ نہ کیا بختیارک نے ایک خط جعلی
اُسکے ہاتھ مین دیکر کہا کہ یہ آپکو نوشیروان نے لکھا ہے اُسنے لفافے پر نوشیروان کی مہر ثبت دیکھکر یقین کیا کہ یہ خط
نوشیروان کا ہے اُسی بادشاہ صاحب شوکت و شان کا ہے لفافہ چاک کرکے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے خواجہ ارباب تیرے باپنے
مجھسے نمکحرامی کی مجھکو بڑی دغا دی کہ میرے عدو کا معین ہوا مگر تجھسے مجھکو اُمید خیرخواہی ہے اگر تو اس قلعہ کو چند روز کیواسطے
میرے آدمیونکے حوالے کردے اور عمرو کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدے تو قسم ہے مجھے آتشکدہ نمرود کی یہ قلعہ بھی مین تجھے
دونگا سوائے اسکے مین تیرے ساتھ اور بہت سا سلوک کرونگا اور جو استدعا تیری ہوگی اُسے منظور کرکے اپنے مقربون مین
تجھے سرفرازی دیکر کمال مہربان ہونگا خواجہ ارباب خط کے مضمون سے بہت خوش ہوا بادشاہ کو دعا دی اور بہت ثنا و
صفت کی بختیارک سے کہنے لگا کہ تو بھی اسپر گواہی کردے تاکہ جو دیکھے اُسپر اعتماد کرے بختیارک نے کہا کہ مجھپر کیا موقوف ہے
تم چلو تو مین شاہزادونکی گواہی کرا دون بلکہ دوسری سند لوا دون غرض بختیارک اُسیوقت اُسکو اُبھار کر ہرمز و فرامرز
کے پاس لے آیا اور اُنکے سامنے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اس خط پر جو بادشاہ نے انکو بھیجا ہے آپ دونون صاحب اپنی اپنی مہرین
کردین اتنی مہربانی اور عنایت میرے حال پر کرین ہرمز و فرامرز نے جانا کہ بختیارک کی کچھ فطرت ہے اس فریب مین
کچھ ضرور حکمت ہے بکشادہ پیشانی فرمایا کہ بسر و چشم ہم اس خط پر مہرین کر دیتے ہین اور ایک نوشتہ اور اپنی طرف سے تمکو
بیخوف و خطر دیتے ہین اور سوا اسکے جو تم کہوگے ہم بادشاہ سے منظور کروا دینگے جس بات کی تم درخواست کروگے اُسکا
فرمان ہم بادشاہ سے لکھوا دینگے بارے ہرمز و فرامرز نے اُس خط پر مہرین اپنی کردین اور بہت سی باتین ابلہ فریب اُسکے
ساتھ مین تین خواجہ ارباب نے کہا کہ آپکے خیمے کے اندر سرنگ کا منہ ہے اُسے کھدوائیے اتنی کارروائی آپ فرمائیے اور
دوسرا منہ سرنگ کا میری حویلی مین ہے اُسے جا کر مین کھدواتا ہون اتنا کام مین انجام کو پہونچاتا ہون اتنی رات اور تمام دن
مین اگر مٹی بھی اُسکی دور ہوجاویگی اور ابھی اُسکے اندر آئیگی آپ کل سر شام سرنگ کی راہ سے تشریف لا کر غریب خانہ
کو سرفراز کیجئے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مجکو خلعت فخر و افتخار دیجئے دعوت بھی کھائیے اور وہان کی سیر بھی فرمائیے
اور دو پہر رات گئے مسلمانون کو قتل کرکے عمرو کو بھی پکڑ لیجئے جب وہ قابو مین آجائے جو چاہیے اُسکا حال کیجئے
اور مہرنگار کو بھی لے آئیے اُسکی صحبت سے حظ اوٹھائیے مگر پہلوان اچھے اچھے چُنکر ہمراہ لائیے گا اُنکو جرأت اور
ہمراہی کی تاکید فرمائیے گا ہرمز و فرامرز نے خواجہ ارباب کو خلعت دیکر رخصت کیا اور اپنے لوگون کو تیاریون کے
کرنے کا حکم دیا وہ جسطرح سے قلعہ سے آیا تھا اسیطرح قلعہ مین پہونچا اور اُسیدم بیلدارون کو اپنے گھر مین لیجا کر

سرنگ کا منھ کھودنا شروع کیا عیارون نے اسکے کھودنے مین لگا لگا شروع کیا جب کہ صبح ہونے ہوئے سرنگ کا منھ کھل گیا اور شاہزادون کیواسطے کھانے کی طیاری کی سامان دعوت کے جمع کرنیکی اجازت دی اتفاقاً دلاویز نام اسکی بیٹی نے اس سے پوچھا کہ آج یہ دھوم دھام کیسی ہو رہی ہے تو فرمایئے یہ صحبت متمام کسی ہو خواجہ ارباب نے اپنی بیٹی جانکر سب کا احوال مفصل بیان کیا اسپر مطمئن ہوکر واقف راز پنہان کیا دلاویز اپنے دلمین بہت متاسف ہوئی کہ یہ کمبخت بطمع خام اتنے مسلمانون کا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ان بیچارونکو عبث ایذا دیتا ہی فی الفور ایک رقعہ مین مفصل حال لکھکر اپنی دایہ کے ہاتھ عمرو کے پاس بھیجا اور دایہ پر تاکید کی کہ تم جلد جاکر اس رقعہ کو عمرو کے ہاتھ مین دے آؤ وہ تمکو بہت سا انعام دیگا اور نقد وجنس دیکر بہت خوش کریگا دایہ نے فی الفور وہ رقعہ عمرو کے ہاتھ مین جاکر دیا اور زبانی بھی کچھ عرض کیا عمرو نے دایہ کو بہت کچھ انعام دیا اور دلاویز کو شاباشی دی اور اسکی دلسوزی کی بہت تعریف کی اور آپ تخت پر بیٹھکر اپنے لشکر کے سردارونکو طلب کیا پہلے عادی سے کہا کہ ایک جگہ نیاز ہی بہت سا کھانا کھلاؤنگا تم سب کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا لیکن محنت بھی کرنی ہوگی اور اگر محنت کرنے مین ہیچ پچ کروگے تو ایک ایک دانہ تمھاری ناک سے نکالونگا تمکو ایک سخت عذاب مین ڈالونگا عادی بولا کہ ہمکو تو ہر طرح تمھاری اطاعت منظور ہی آپکی نافرمانی کرین ہمارا کیا مقدور ہی دیکھیے جبسے امیر گئے ہین کلو کلیٹا من آٹا چانول دونون وقت مین ملتا ہی چنانچہ ایک ہی وقت مین اسکو کھاتا ہون اور ایک وقت بھوک کی تکلیف اٹھاتا ہون اور آدھا پیٹ بھی میرا نہین بھرتا مگر یہ تابعدار آپکے خوف سے ہر طرح صبر کرتا ہی بہرحال تا آنے امیر کے قوت لایموت سے اپنی جان بچاتا ہون ورنہ کلمہ کوئی شکایت کا زبان پر نہین لاتا ہون اور اگر پیٹ بھرکر مجھکو کھلاؤگے تو محنت کرنے مین مجھکو کیا عذر ہے میری عرق ریزی دیکھکر خوش ہوجاؤگے مثل مشہور ہی کہ پیٹ بھر ورنہ اٹھ لاؤ عمرو چار گھڑی دن باقی رہے سردارونکو ساتھ لیکر خواجہ ارباب کے گھر کیطرف روانہ ہوا خواجہ ارباب نے سنا کہ شاہ عمرو کی سواری میرے گھر کیطرف آتی ہی رنگ چہرے کا اڑگیا اور بہت بدحواس و ہراسان ہوا منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین مددگارونکی کمرین ٹوٹنے لگین اسمین عمرو کی سواری آپہونچی مع جمعیت قلعہ کے متصل جا پہونچی خواجہ ارباب نے گھر سے باہر نکل کر عمرو کو سلام کیا بہ اسباب ظاہر بہت سا اعزاز واکرام کیا اور نذر گذرانی عمرو نے نذر لیکر کہا کہ مین نے سنا ہی تم نے آج حضرت ابراہیم کی نیاز کے واسطے کھانا پکوایا ہی اور مسلمانونکی دعوت کا سامان مہیا فرمایا ہی اسواسطے مین بھی تمھارے گھر مین آیا ہون اور اپنے ساتھ بہت سے مسلمانونکو لایا ہون [illegible] کھانا انکو ملیگا خواجہ ارباب یہ بات سنکر اور بھی حیران ہوا اسکو اس بات کے سننے سے بڑا خفقان ہوا انکار کرسکتا کرمی نہین سکتا کہ سب سامان موجود تھا انکار کا وجود مفقود تھا بولا کہ نفس الامر مین حضور [illegible] دلمین سچ ہی کہ مین کھانا پکوانے کی طیاری مین صبح سے مصروف ہوں اور اسی سبب سے آپکی خدمت مین اطلاع کیواسطے آنہ سکا اسی کے اہتمام مین فرصت نہ ملی اپنے کو آپکی جناب مین پہونچا نہ سکا ارادہ تھا کہ بعد طیاری طعام حضور کو خبر دون اطمینان سے سعادت قدمبوسی حاصل کرون خوب ہوا کہ آپ خود ہی تشریف لائے بغیر بلائے آئے مجھکو جانا ہی پڑا یہ کہکر اسی مکان مین جہان [illegible] شاہزادون کے

تخت بچھوایا تھا اُس مکان کو بہت آراستہ بنایا تھا عمرو کو تخت پر لا کے بٹھلایا بہت آدمیت سے پیش آیا اور سردارونکو
ہ دنگل بٹھانے کو دیے سب کے ساتھ اُنکے مرتبے کے موافق سلوک کیئے عمرو نے کھانا طلب کر کے پہلے پہلوان عادی کو
ناک کھلوایا غذاے نفیس سے خوب آسودہ کر دیا بعد ازان اور سردارون کو کھلوایا الغرض سب نے خوب سیر ہو کے نوشجان
ب وقت شام کا نزدیک ہوا آفتاب کے غروب ہونے سے زمانہ تاریک ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خواجہ ارباب کی مشکین باندھو
اور قید کرو حکم ہوتے ہی خواجہ ارباب کی مشکیان کس گئین خواجہ ارباب نے کہا مین نے کیا قصور کیا ہی کہ مجھکو آپ نے
اس خاطرداری اور دعوت کا یہی عوض ہی کہ مجھکو قید کیا ہی خواجہ عمرو نے کہا قصور تو آپکا کچھ نہین ہی مگر ہم نے حق غمگساری
یا ہی جو کچھ ہم نے کیا ہی از روے مصلحت بجا کیا ہی الغرض اُسکو تو اسی صورت سے ایک حجرے مین بند کیا اور اُس جگہ
ن کے جانیکا حکم نہ دیا اور عادی سے کہا کہ وہ محنت کا وقت آپہونچا ایسا نہو کہ محنت کرنے مین قصور واقع ہو ہمارے
مقصد مین فتور واقع ہو عادی بولا کہ مین دل و جان سے محنت کرونگا حاضر ہون جو ارشاد کیجیے سو بجا لاؤن اپنی محنت
جانفشانی آپکو دکھاؤن عمرو نے نقب کا منھ تلاش کرکے عادی کو بٹھلا کر کہا کہ جو کوئی اس سے سر نکالے دونون ہاتھون
سے اُسکا گلا دبا کر اوپر کو کھینچنا کہ آواز اُسکے منھ سے نہ نکلے ہرگز وہ شخص بول نہ سکے اور سب پہلوان تیرے پاس کھڑے
اس جگہ اُٹھے رہینگے تو پکڑ کر اُنکے حوالے کرتا جانا وہ بھی تیری ہی طرح منھ اُسکا بند کرکے زندان خانے تک پہونچاتے
جو کچھ مین نے کہدیا ہی وہی عمل مین لائینگے اور خبردار اگر کوئی تیرے ہاتھ سے چھوٹا تو جیسا کھانا کھلوایا ہی ویسا ہی
پیٹ بھی پھاڑونگا ذبح کرنے کے لیے بکری کی طرح پچھاڑونگا عادی نابیناؤن کی طرح دوزانو سرنگ کے منھ پر
جو کوئی سر نکالے روئی کی طرح سے ہلکا پھلکا اُسکو کھینچ لون جیسا عمرو نے حکم دیا ہی وہی کرون اب ذرا حال
فرامرز کا سنیے کہ دو گھڑی دن رہے دس ہزار سوار چار سو پہلوان نامدار ہمراہ لیکر جسطرح سے کوئی اپنے گھر مین جاتا ہی
کوئی کسی کو مہمان بلاتا ہی بیخطر نقب مین داخل ہوے اور عمرو کی چالاکی اور کارسازی سے غافل ہوے جب قریب
عادی نے عمرو سے کہا کہ آدمیون کے پانون کی آواز آتی ہی چلنے پھرنے والونکی آہٹ پائی جاتی ہی عمرو بولا کہ خبردار
چھوٹنے نہ پاوے ہرگز کوئی سلامت نہ جاوے اتنے مین ایک شخص نے نقب سے باہر سر نکالا عادی تو عزرائیل
طرح گلا گھونٹنے کو بیٹھا ہی ہوا تھا اُسکا گلا پکڑ کے اوپر کو کھینچ لیا اور دوسرے سردار کے حوالے کیا وہ اُسکو اسیطرح
زندان تک پہونچا آیا سب قیدیون مین اُسکو بھی ملا آیا دوسرے نے سر نکالا اُسکا بھی یہی حال ہوا اس نقب کا
اُسکو وبال ہوا القصہ آناً فاناً مین چار سو پہلوان عادی نے پکڑ کر اپنے سردارونکے حوالے کیئے جتنے گرفتار ہوے تھے
قید خانے مین محافظان محبس کو دیے اور اُنھون نے زندان خانے مین پابزنجیر کرکے کمال محافظت اپنے لوگونکے
مین رکھا سب نے نقب مین گھسنے کا خوب مزہ چکھا تو مین اُن سب کے پیچھے تھا دلمین سوچا کہ چار سو پہلوان
نقب کے باہر گئے اور ایک بھی خبر دینے کو نہ پھرا اسکا کیا سبب ہی یہ معاملہ بو العجب ہی ذرا سا سر نقب سے نکال کر

دیکھنے لگا کہ عادی نے اُسکا سر پکڑا چونکہ گردن اُسنے نہ نکالی تھی کہ عادی گردن پکڑتا اور پورا سر بھی ہاتھ مین نہین آیا اس سبب سے ثرومین عادی کے قبضہ مین نہ آیا اُسکے پکڑنے پر قابو نہ پایا ثرومین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا آفت ہے دعوت ہے یا عداوت ہے اچھی ضیافت خواجہ ارباب نے کھلائی کہ کھانیکی اُمید مین جان پر بن آئی دیوار نقب سے پانون اڑا کر پکارنا شروع کیا ایک ایک کا نام لیکر نعرہ مارنا شروع کیا کہ ای بھائی دوڑو میرا سر پکڑکے کوئی اوپر کو کھینچتا ہے یہ کون بلا ہے یا دیو ہے کہ مجکو اپنی طرف اینچتا ہے بہجن نے دونون پانون ثرومین کے پکڑکے اس زور سے نیچے کھینچا کہ ثرومین کا سر عادی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ سر رشتہ تدبیر ٹوٹ گیا لیکن کان ثرومین کے اُکھڑ کر عادی کے ہاتھ مین رہگئے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اُسنے اپنے کو بچایا سب آنیوالے اس معاملہ سے مطلع ہوکر اُلٹے پانون پھرے عادی نے وہ کان عمرو کو دیے عمرو نے دیکھا سب ہوشیار ہوگئے اس کام کی حقیقت سے خبردار ہوگئے اب کوئی نہ آویگا الیقین ہے کہ ہر شخص بھاگ جاویگا نقب مین قارورے آتشبازی کے مارنے شروع کیے اُنکے سرون پر بان آگ کے اُتارنے شروع کیے دس ہزار سپاہی جو اُنکے ساتھ گھسے تھے سب جھلس کر نقب مین رہگئے کسی نے نجات نہ پائی سب پر آفت ناگہانی آئی سرمرز و فرامرز چند آدمیون سے بچکر بھاگے عمرو نے صبح کو چار سو سردار حریف کے لشکر کے جو پکڑے گئے تھے مع خواجہ ارباب دار پر کھینچے ایک کو جیتا نچھوڑا کسی کے قتل سے ہرگز منھ نہ موڑا اور نقب کے منھ کو سیسے سے بند کر دیا راستہ آنے جانیکا بالکل مسدود کیا سرمرز و فرامرز نے یہ احوال بھی عرضی مین لکھکر صبا برید پوش کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا اپنی عرضداشت مین درج یہ سارا افسانہ کیا اب ذرا احوال صاحبقران سنیے کہ آسمان پری نے خواجہ خضر و حضرت الیاس کے روبرو قسم کھائی تھی اور یہ قول قرار زبان پر لائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے مین صاحبقران کو پردہ دنیا پر بھجوا دونگی اب ہرگز خلاف وعدگی نکرونگی جب چھ مہینے گذر گئے امیر نے آسمان پری سے کہا لو یہ بھی وعدہ تمھارا تمام ہوا اب میرے ملک مین مجکو بھجوا دو برائے خدا اپنا وعدہ پورا کرو آسمان پری نے کہا ایک برس کے بعد مین تمکو بھیجدونگی ایک سال اور سیر کیجیے میری خاطر سے اپنی طبیعت پر جبر کیجیے امیر نے برہم ہوکر فرمایا اس بات کے سننے سے انکو غصہ آیا کہ آسمان پری کچھ تجکو خدا کا بھی خوف ہے آدمی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے جس بات سے غضب الٰہی مین گرفتار ہو وہ بات نکرے تونے دو پیغمبرون کے روبرو قسم کھائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ضرور بالضرور آپکو آپکے ملک مین بھجوا دونگی تمکو پردہ دنیا پر پہونچا دونگی آج تو پھر مجھسے وعدہ وعید کرتی ہے اُس پر اپنی راستبازی کا دم بھرتی ہے آسمان پری بولی کہ مین تم جھوٹی کہانیکا خمیازہ اُٹھاونگی آپکو کیا امیر ناخوش ہوکر بادشاہ کے پاس گئے بہت غمناک ہوکر اُس سے کہا کہ اے شہنشاہ پردہ قاف مین نے آپسے کیا بدی کی ہے کہ جسکے عوض مین آپ میری خانہ خرابی کے درپے ہین اور مجکو ایسی اذیت دیتی ہے اٹھارہ دن کا وعدہ کرکے آیا تھا سو اسکو اتنا عرصہ ہوگیا اپنے عیال و اطفال کی اب تک کچھ خبر نہین پائی خدا جانے اُنکے سر پر کیا آفت آئی اور شہنشاہ ہفت اقلیم سا دشمن میرے سر پر وہان موجود ہے میرا جانا اُسکا عین مقصود ہے ہوئے اسکے دو پیغمبرون کو درمیان دیکے آسمان پری نے قسم و وعدہ کیا تھا کہ چھ مہینے کے بعد ضرور بالضرور تمھارے ملک مین تمکو بھجوا دینگے زنہار زنہار تامل کرینگے اب ...

وہ بھی دن گذر گئے اب آسمان پری کہتی ہی کہ ایک برس اور رہیے جیسے جہان اتنا صبر کیا ہی اور چند روز رنج مفارقت اہل و عیال سہیے سو مین کہتا ہون کہ کیون آپ میری جان کے پیچھے پڑے ہین بادشاہ نے امیر کی بہت سی خاطرداری کی اور انکو تسلی دی اسیوقت امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار دیوون کو بلا کر تاکید کی کہ صاحبقران کو پردہ دنیا پر پہونچا آؤ یہ پیر اکہنا بجان و دل بجا لاؤ یہ خبر آسمان پری کو پہونچی قریشہ کو لیکر موجود ہوئی امیر سے کہنے لگی کہ یا ابوالعلا تمکو اپنی بیٹی سے بھی محبت نہین ہی اگر مین تقصیروار ہوئی تو اسنے کچھ قصور آپکا نہین کیا ہی اسنے تو آپکو کچھ رنج نہین دیا ہی امیر نے فرمایا کہ جب تم آنا قریشہ کو لیتی آنا تمھارے نزدیک آنا جانا سہل ہی مجھ تک تمکو اپنے تئین پہونچانا سہل ہی اور جب بلاؤ گی تو مین بھی آؤنگا یہان کے آنے مین کچھ تامل و اندیشہ اپنے دلمین نہ لاؤنگا مگر بالفعل میرا جانا مناسب ہی مجھکو جانے دو اب مجھے ہرگز نہ روکو یہ کہکر دیوون سے تخت اٹھوا کر روانہ ہوئے آسمان پری روتی ہوئی اپنے مکان پر گئی امیر کے جانے سے بہت مغموم ہوئی اور رضوان پریزاد کو بلا کر کہا کہ تو صاحبقران کے پاس رخصت کے بہانے سے جا کر دیوان تخت بردار سے کہدے کہ یہ میرا حکم ہی ان دنکو طلسم پہونچا کہ امیر کو دشت عجائب مین چھوڑ کر چلے آئین اس جنگل سے اپنا قدم نہ بڑھائین اور نہین تو بہت بری طرح سے پیش آؤنگی انکی نافرمانی کا مزہ انکو چکھاؤنگی رضوان تیز پروازی کرکے امیر کے پاس جا پہونچا دم بھر مین انکے نزدیک آ پہونچا امیر نے رضوان کو دیکھکر کہا کہ خالی از علت اسکا آنا نہین ہی بے وجہ رضوان کو اپنے تئین میرے پاس پہونچانا نہین ہی خواہ نخواہ کچھ اسمین راز ہی وہ آسمان پری بڑی دغاباز ہی دیوان تخت بردار سے کہا کہ شہپال کے پاس پھر چلو جو مین کہتا ہون یہی کرو دیو عذر کرنے لگے امیر نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اگر تم نہ چلوگے تو مین ایک کو تم مین سے جیتا نہ چھوڑونگا یاد رکھو کہ ایک ایک کا سر توڑ ڈالونگا دیو ناچار ہو کر امیر کو بادشاہ کے پاس لیگئے بموجب حکم امیر پھر شہپال کیطرف چلے شہپال شاہ نے امیر کو دیکھکر کہا کہ یا امیر خیر تو ہی پھر آپکا مراجعت کیا ہو اس سبب سے تمھارا پھر آنا ہوا صاحبقران بولے کہ مین آپسے پوچھنے کو آیا ہون کہ آپکو مجھے میرے گھر بھیجنا منظور ہی یا پھر کسی بہانہ مین حیران کرنا ہی پہلی طرح کی طرح سرگردان کرنا ہی بادشاہ نے قسم کھا کر کہا کہ مین بخوشی آپکو دنیا مین بھیجتا ہون میری عین خوشی ہی کہ تم اپنے وطن مین جاؤ اپنے اہل و عیال کی ملاقات سے حظ اٹھاؤ امیر بولے کہ اگر یہی بات ہی تو دیوان محال سے حضرت سلیمان کی قسم لیکر مجھکو رخصت کیجیے پھر سے دنیا مین پہنچا دینے کی بہت تاکید سے انکو اجازت دیجیے بادشاہ نے جو دیوون سے قسم کھانے کو کہا انھون نے عذر کیا کہ ہم قسم نہین کھاینگے کیونکہ آسمان پری کا حکم نہین ہی کہ ہم امیر کو دنیا مین پہونچا دین اسکے علاوہ ضرور تھی یہ کام عمل مین لائین اور ملکہ کی حکم عدولی ہم تب کرین جب اپنی جان ہمکو عزیز نہ ہو اپنے نیک و بد مین ہمکو تمیز نہو بادشاہ نے آسمان پری کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا نادانی ہی تو کس دن ہمیشہ سر بر فساد آتی ہی آسمان پری بولی کہ آپ کو اس بات کا کیا کام ہی میرا خاوند ہی مین نہین جانے دیتی مجھکو جدائی اسکی ناگوار ہی میرے دلپر اسکی مفارقت نہایت دشوار ہی امیر نے تخت پر سے آتے ہی ایک آہ کا نعرہ اس درد سے مارا کہ قلعہ کانپ گیا اور کہا کہ ای آسمان پری تو نے پیغمبر خدا کو گواہ کرکے قسم کھائی تھی اور پھر مجھ سے دغا کی یہ بات تو نے نہایت بیجا کی انشاء اللہ تعالی تعبیر غضب الٰہی مین گرفتار ہوگی اقبال تجھ سے ضرور پھر جائیگا اور مین تو سمجھ لو کل تخت اچھا یا بیجا کہکر ٹیلا نے ادھر صحرا کیطرف روانہ ہوے

شہپال شاہ نے آسمان پری سے کہا کہ ای آسمان پری تو نے زلازل قاف سے بدسلوکی کرکے تمام قاف مین مجھکو رسوا اور بے اعتبار کیا اس تیری حرکت نامناسب نے مجھکو سب کے نزدیک ذلیل خوار کیا آسمان پری بولی کہ آپکا بے اعتبار و رسوا ہونا مجھے منظور ہی مگر اپنی خانہ بربادی منظور نہین ہی یہ کہکر منادی کروا دی کہ زلازل قاف گلستان ارم سے بہر گیا ہی جو کوئی اسکو اپنے گھر مین رکھیگا یا اسکو اسکے گھر پہونچا دیگا وہ میرے ہاتھ سے زن و بچہ سمیت مارا جائیگا خوب سزا پائیگا اب صاحبقران کا حال سنیے کہ گلستان ارم سے نکلکر ہفت شبانہ روز جنگل مین چلے گئے آٹھوین دن بسبب نہ کھانے غذا کے ایک باغ مین غش کھا کر گر پڑے دوسرے روز ہوش مین آکر کلمۂ عنایتی حضرت خضر کا کھا کر میدان کی طرف دیکھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے کیا ہین کہ ایک دیو قوی الجثہ طویل القامت چلا آتا ہی کہ جسکے دیکھنے سے بسبب خوف کے کلیجہ تھراتا ہی جب قریب آیا امیر کو پہچانکر سلام کیا امیر نے اس سے پوچھا کہ ای دیو دنیا یہان سے کتنی دور ہی اس مسافت کا مجھکو دریافت کرنا منظور ہی اسنے کہا کہ یا زلازل قاف کو چک سلیمان دنیا کو اگر آدمی اپنی پامردی سے جایا چاہے اور اپنے کو پردۂ دنیا پر پہونچایا چاہے تو پانچ برس مین پہونچے اور دیو ان علم چھ مہینے مین پہونچا دینگے اور جو دیو کہ پیک ہی وہ چالیس دن مین لیجا دیگا سب کی بہ نسبت بہت جلد پہونچا دیگا اور مجھسا دیو سات دن مین امیر نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو میرے گھر پہونچا دیوے تو بڑا احسان کرے مجھکو نہایت ممنون و احسان کرے وہ بولا کہ مجھکو یہ اس ملک مین آنا ہو تو البتہ آپکو دنیا مین پہونچا دون اور اپنے آقا کی نافرمانی کرون آسمان پری نے تمام ملک قاف مین منادی کی ہی کہ جو کوئی صاحبقران کو دنیا مین پہونچا دیگا اسکو زن و بچہ سمیت جیتا نہ چھوڑیگی سب کا سر توڑ دیگی امیر نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بہت کچھ خوف خدا کا دلایا دیو بولا کہ مین ایسا احمق نہین ہون جو آپکے نزدیک آؤن آپکی مار کھاؤن اور آپ میری گردن پر سوار ہو بیٹھین اور کہین مجھے دنیا کی طرف لیچلو تو اسوقت مین کیا کرون بہر صورت مجبور ہون یہ کہکر سلام کرکے اڑ گیا امیر نے مایوس ہوکر دل مین کہا کہ حمزہ تجھکو کوئی دیو یا پریزاد تیرے ملک مین نہ پہونچاویگا ان لوگون کے ہاتھ سے تیرا مقصود نہ بر آویگا اس سے تن بہ تقدیر ہو اپنے پاؤن سے چل خدا کریم ہی وہ چاہیگا تو پہونچا دیگا تیرے اہل و عیال سے تجھکو ملا دیگا یہ کہکر صحرا کی طرف روانہ ہوئے جنگل جنگل دشت بدشت صحرا بصحرا کبھی روتے کبھی ہنستے چلے جاتے تھے ہزارون طرح کے رنج و الم اٹھاتے تھے کہ چند روز مین ایک قلعہ نظر آیا دیکھا کہ اسیران سر کھولے جناب احدیت سے دعا مانگ رہے ہین اور ایک دیو بد ہیئت دراز قد فیلگوش قلعہ کو محاصرہ کئے ہوئے کھڑا ہی مثل کوہ اڑا ہی امیر کو محصوران قلعہ پر ترس رحم آیا انکے حال پر غم کھایا اس دیو کو للکارا کہ او کافر قلعہ کو کیون گھیرے ہوئے ہی خبردار ہو جا کہ مین تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا تیرے سر پر بلا کا طوفان پہونچا اسنے جو امیر کی صورت دیکھی جانا کہ زلازل قاف کو چک سلیمان یہی ہی شکنندۂ طلسمات اور کشندۂ دیوان یہی ہی دار [illegible] امیر نے ضرب سلیمانی سے اسکو دو ٹکڑے کیا دم نہ لینے دیا اور اسکی فوج مین گھس کے تیغ زنی کرنے لگے آدھے سے زیادہ دیو مارے گئے بقیۃ السیف سر پر پاؤن رکھکر بھاگے بادشاہ قلعہ سے باہر نکل کر امیر سے بغلگیر ہوا امیر کا ہاتھ پکڑکر قلعہ مین لیجا کر تخت پر بٹھلایا بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا اور کہا کہ مین وہی جنی سبز قبا برادر شہپال شاہ ہون کہ جسکو آپ نے طلسم شعر ج سلیمان سے

ڑایا تھا اُس آفت جان ستان سے بچایا تھا یہ کہکر امیر کو قلعہ سبز نگار مین لیگیا اور چھوٹے بڑون کی ملازمت کروائی ہر شخص کو
تعریف سنائی اور جشن شاہانہ ترتیب دیکر امیر کے حال کا مستفسر ہوا امیر نے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ اسے
ی سبز قبا مجکو تمسے بھی خوف معلوم ہوتا ہے کہ شہپال شاہ کے بڑے بھائی ہو اُس خاندان سے جدا نہین پھر تمسے ہرگز امید
نہین وہ بولا یہ کیا آپ فرماتے ہین یہ کیا کلمہ زبان پر لاتے ہین آپکا غلام فرمانبردار ہون جان و دل سے آپکا تابعدار رہون
میری جان آپکے کام آوے تو حاضر ہے امیر نے فرمایا کہ تمکو خدا سلامت رکھے البتہ دوستون سے بڑی بڑی توقع ہوتی ہے یہ سنکر فرمایا ک
ن بینے کے بدلے اتنا ہی سلوک مجھ سے کرو کہ مجکو میرے ملک مین پہونچا دو تمام عمر تمھارا ممنون رہونگا جبتک جیونگا آپ کا
لم دل و زبان سے کرونگا بادشاہ نے تامل کرکے خواجہ رؤف جنی کو بلاکر کہا کہ تم امیر سے کہو کہ اگر تم ریحان پری کو کہ میری
ی اور تمھاری عاشق ہے اپنے عقد مین لاؤ اور اس امر کے اختیار کرنے مین کچھ اندیشہ اور تامل نہ فرماؤ تو آج کے نوین دن تمکو
تمھارے گھر مین پہونچائے دیتا ہون اس کام کے انجام کا عہد اپنے ذمہ لیتا ہون امیر نے بعد از انکار اقرار کیا اور اُس سے
لی پنے برآمد کار کا قول لیا جنی سبز قبا نے بہت دھوم دھام سے ریحان پری کا عقد امیر کے ساتھ کردیا اپنا فخر سمجھکر اُنکو
ی دامادی مین لیا مگر شب کو جو امیر ریحان پری کے ساتھ جاکر سوئے تو تلوار درمیان مین رکھکر اُسنے جانا کہ شاید امیر کے
ملک کا یہی دستور ہوگا کہ آجکی رات تلوار درمیان رکھکر سووین شب اول اسی صورت سے ہمبستر ہو دینی دونون پیٹھ پھیر کر اپنی اپنی کروٹ
رہے ایکدوسرے سے مزاحم ہوا وصل اصلی میسر باہم ہوا ناگاہ امیر نے اُس شب مہر نگار کو خواب مین دیکھا اپنی مفارقت
ن بہت اضطراب مین دیکھا چونک کر دیوانہ وار صحرا کیطرف روانہ ہوے صبح کو دروانہ پری مادر ریحان پری جو آئی اپنی
ٹی کو تنہا سوتے دیکھکر جگا کے پوچھا کہ صاحبقران کہان ہین اُنکا حال بیان کر جو کچھ سرگذشت ہے عیان کر وہ بولی کہ مجکو معلوم
نہین رات کو تلوار درمیان مین رکھکر سوتے تھے پھر مجکو نہین معلوم کہ مین بھی سو رہی تھی وہ کہان گئے ہین مین نہین واقف ہون
کہان گئے ہین دروانہ پری نے سراسیمہ ہوکر جنی سبز قبا سے یہ احوال کہا وہ بھی آزردہ ہوا صاحبقران کی کیفیت اپنی بیٹی
کے ساتھ سنکر بہت افسردہ ہوا کہ اگر ایسا ہی تھا تو عقد کرنا امیر کو کیا ضرور تھا ارادہ عقد کا نکرتے اگر یہی منظور تھا مفت قاف
مین رسوا ہوا کہ امیر جنی سبز قبا کی بیٹی کو بعد شادی کے چھوڑ کر چلے گئے اپنی جورو سے منھ موڑ کر چلے گئے کچھ تو عیب ہوگا نہین تو
کوئی بھی ایکدن کی بیاہی دلھن کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے اسطرح سے کوئی پیش آتا ہے فی الفور دیوون اور پریزادون کو حکم دیا کہ
دیکھو تو صاحبقران کدھر کو گئے جہان ملین اُنکو لے آؤ اُنکے لانے مین ذرا دیر نہ لگاؤ اب ذرا حال آسمان پری کا سنیے
لہ ایکدن سُرخ جوڑا پہنکر بادشاہ کے دربار مین آئی عبد الرحمن کیطرف دیکھکر کہا دیکھو تو آجکل امیر کہان ہین اپنے قاعدہ سے
رمل سے دیکھکر سچ بتاؤ جہان ہین عبد الرحمن نے رمل دیکھکر اور تو کچھ نہ کہا مگر اتنا کہا کہ امیر تمھاری بدولت پریشان
پھرتے ہین تمھاری بدسلوکی سے جنگلون مین حیران سرگردان پھرتے ہین چونکہ آسمان پری متصل بیٹھی ہوئی تھی اور
خود بھی رمل مین دخل رکھتی تھی زائچہ کو دیکھکر بولی کہ اللہ اللہ جنی سبز قبا میرا چچا ہوکر میرے خاوند سے اپنی بیٹی کی شادی

کرے اور میری آبرو اور عزت کا لحاظ نہ کرکے میرے غیظ و غضب سے نہ ڈرے معلوم ہوا کہ وہ میرا عمو نہین ہے رقیب ہے چچا سے ایسے امر کا سرزد ہونا فعل عجیب ہے کہ ریحان پری کو دیدہ و دانستہ میری سوت بنایا میرا خیال مطلق اُن کے دل مین نہ آیا اگر مین اُس کے ملک کو خاک سیاہ کرکے اُسکو سزا نہ دون تو آسمان پری اپنا نام نہ رکھون یہ کہکر فوج قہار اپنے ساتھ لے تخت پر بیٹھ قلعہ سبز نگار کیطرف روانہ ہوئی

جانا آسمان پری کا مع فوج جرار قلعۂ سبز نگار کیطرف اور تاراج کرنا شہر کو اور گرفتار کرکے لانا جنی سبز قبا و ریحان پری کو اور سزا دینا جنی سبز قبا کو اور قید کرنا زندان سلیمان مین ریحان پری کو

راوی لکھتا ہے کہ جس گاہ آسمان پری قلعہ سبز نگار کے متصل پہونچی جنی سبز قبا کچھ تحائف اپنے ساتھ لیکر آسمان پری کے استقبال کیواسطے گیا اور بکمال عزت و توقیر اپنے شہر مین لے آیا نہایت محبت و اخلاق سے پیش آیا آسمان پری نے اُسکی بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا اور اپنے لوگونکو اس بات پر آمادہ کیا کہ جنی سبز قبا اور ریحان پری کی مشکین باندھو ہرگز میرے تعمیل ارشاد مین توقف اور تاخیر نہ کرو تابعداروں نے اُن دونون کو باندھکر حاضر کیا آسمان پری شہر کو تاراج کرکے گلستان ارم مین گئی اور کئی دن تک ہزار ہزار کوڑے جنی سبز قبا اور ریحان پری کو لگوا کر ریحان پری کو زندان سلیمان مین قید کیا اُن بیگناہون کے محبوس رہنے کا سامان کیا یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ آسمان پری نے اسطرح سے جنی سبز قبا کو بیحرمت کیا اُسکے ذلیل کرنیکا حکم دیا گریبان چاک کرکے بے اختیار سر و پا برہنہ روتا ہوا دوڑا اس غم سے اپنی جان کھوتا ہوا دوڑا آسمان پری اپنے مکان پر جا چکی تھی اپنے دولتخانے مین اپنے تئین پہونچا چکی تھی شہپال جنی سبز قبا کو وہان سے لیکر اپنے مکان مین آیا۔ اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور اُسکے پانون پر گرکر خوب رویا بہت عذر کرکے اُسکے دل سے غبار کدورت و آزردگی کا دھویا اور کہا کہ اس کمبخت شوخ دیدہ نے آپکو کیا مجکو بیحرمت کیا تمکو نہین حقیقت مین مجکو رنج دیا ہرچند شہپال شاہ نے بہت کچھ کہا اسکی تشفی نہوئی اُسکے دل سے رنجش نگئی دیوانہ وار وہان سے اُٹھکر قلعہ گلستان ارم کے دروازہ پر ایک دستر ملکر کے لولا اللہ کی جناب مین بکمال عاجزی و بیکسی سے عرض کرنے کو منھ کھولا کہ یا بار الہا آسمان پری نے جیسا مجھ سے سلوک کیا ہے اور بیوجہ بے سبب مجکو رنج دیا ہے اُسکے بدلے تو اپنا غضب اُسپر نازل کر بدبختون کے فرقہ مین اسکو شامل کر یہ کہکے روتا ہوا اپنے شہر کو چلا گیا اُسکے حق مین دعاے بد کرتا گیا اس دعاے بد کے اثر کا حال سُنیے کہ پردہ ہفتم قاف مین رعد شاطر نامی ایک دیو کہ حضرت سلیمان کے وقت مین پیک تھا اسکو ہر شخص جرأت و دلاوری مین بے مثل کہتا تھا اور حضرت سلیمانؑ کے ہفت دریاے سحر شعبدہ مین کہ اُنکے پار کوئی دیو یا جن جا نہ سکتا تھا بلکہ اُنکے زور و شور کے سننے کی کوئی تاب لا نہ سکتا تھا جب حضرت سلیمان نے دنیا سے مفارقت کی اور راہ آخرت لی رعد شاطر نے کہ بھائی عفریت دیو کا ہے اُن دریاؤن کے پار دو قلعے بنائے ایک کا تو نام سیاہ بوم رکھا اور دوسرے کا نام سفید بوم اور طلسم بھی تیار کیا جو ہر طرح سے آراستہ و مستحکم کیا بالفعل اُسکو عفریت کے مارے جانیکی خبر پہونچی کہ شہپال شاہ نے ایک آدم زاد جسکا نام زلزال قاف و جگ سلیمانی ہے پردہ دنیا سے بلاکر عفریت کو مروا ڈالا

لوہے جادو کو قتل کر ڈالا ان سب کو ملک عدم پہونچایا اور بہت سے دیوان زبردست قاف کو اُس آدمزاد نے بیجان کرکے گلدستہ
قاف کو برباد کیا الغرض اُسنے پرستان مین بہت فساد کیا سنتے ہی آگ ہوگیا فی الفور حضرت سلیمان کا جلال کہ بعد آنحضرت کے اُسکے
ہاتھ آیا تھا کسی تدبیر سے اُسنے پایا تھا لیکر قلعہ سیاہ بوم سے اُڑا اور گلستان ارم سے سب کو لاکر قید کیا اور محافظان مجلس کو اُنکے ایذا دینے
کا حکم دیا عبدالرحمن آکر رخصت لیکر اپنے مکان پر گیا تھا بچگیا اور جو جو رئیس بزم کہ بادشاہ کے پاس حاضر رہتے تھے کوئی اُسکے ہاتھ سے
بچا ہر شخص اُس بلا مین پھنسا یہ خبر عبدالرحمن جنی کو پہونچی اُسکو نہایت غم و الم ہوا اس حال کے سننے سے بہت برہم ہوا قریب پھنکر
دریافت کیا کہ امیر سرے شہر کی جانب شمال مین ہین تخت پر سوار ہو کر ڈھونڈھنے کو نکلا اُنکی تلاش مین چلا صاحبقران کا حال سنئے
کہ جو شہر سبز نگار سے نکلے کئی دن مین صحرا کو طے کرکے ایک پہاڑ کے دامن مین کہ عبدالرحمن کے مکان کے متصل واقع تھا آکر بیٹھے اُس جگہ
مین تھمیں ان سے جا کر بیٹھے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ عبدالرحمن کو سوار تخت پر دیکھا چار آنکھین ہوتے ہی عبدالرحمن تخت پر سے اُتر کے
امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے سر اُسکا اُٹھا کے چھاتی سے لگایا اُسپر بہت پیار فرمایا صاحبقران نے پوچھا کہ تم شہپال شاہ سے کیونکر جدا ہوے
اُنسے اپنے رخصت ہو کے آنے اور شہپال شاہ اور آسمان پری و قریشہ و دیگر سرداران تو ام دیو و جن کی گرفتاری اور قلعہ سفید بوم مین قید
ہونیکا احوال مفصل بیان کیا جو جو حال کہ اُنپر خرابی کا گذرا تھا سب شرح دیا امیر نے کہا کہ یہ جھوٹی قسم کھانے اور میرے ستانے کا ثمرہ
شہپال شاہ و آسمان پری کو ملا کہ یکایک اُنپر غضب خدا پڑا عبدالرحمن نے ہاتھ باندھکر کہا کہ جو کچھ حضرت فرماتے ہین سب بجا ہی
یہ اُنکی بدعہدی اور پیمان شکنی کا نتیجہ ہی لیکن آسمان پری آپکا ناموس ہی اگرچہ قید مین وہان پڑی رہی تو بدنامی کسکے واسطے ہی سوا
آپکے اگر تقصیروار ہی تو آسمان پری ہی قریشہ تو بے تقصور ہی اُسکے صدقے مین سب کو چھڑائیے ان سب کو عذاب سے نکالنے کی کوشش در
تدبیر فرمائیے اول تو امیر نے انکار کیا بعد ازان اُسکی منت و عاجزی سے مجبور ہو کر بولے کہ پھر وہ قلعہ سفید بوم کہاں ہی اور
وہانتک جانا کیونکر ہو ہم وہان کسطرح سے جائین اور اس قلعہ پر کس صورت سے قابو پائین عبدالرحمن نے کہا کہ قلعہ سفید بوم ہفت دریای سحر کے
پرے ہی اُن دریاؤن سے عبور کرنا بہت دشوار ہی اور وہان شاہ سیمرغ کے سوا کوئی پہونچا نہ سکیگا وہ ایسا سخت مقام ہی کہ اور کوئی تم کو
پہونچا نہ سکیگا امیر نے پوچھا کہ سیمرغ کہان رہتا ہی اُسکا کس جگہ مقام ہی اور کس وقت مین اُسکا قیام ہی عبدالرحمن نے کہا کہ شاہ سیمرغ تک
مین تم کو پہونچا دیسکتا ہون اُسکے مکان کا پتا بھی مین تمکو بتا سکتا ہون بارے امیر کو طوعاً و کرہاً راضی کیا اور قلعہ مین اپنے لا کر مجلس جشن
برپا کی اور مکان کو خوب آراستگی دی اور کئی شبانہ روز تک امیر کی ضیافت مین سرگرم رہا امیر نے قلعہ کو دیکھکر فرمایا کہ مین اس
قلعہ مین ایکبار اور بھی آیا تھا یہان کے دیکھنے سے بہت حظ اُٹھایا تھا اُنروزون مین یہ قلعہ لاہوت شاہ بدر لامیہ کے پاس تھا
عبدالرحمن نے کہا کہ بجا ہی وہ میرا نائب تھا وہ شخص بہت صاحب تجمل تھا الحاصل بعد الفراغ جشن عبدالرحمن نے امیر کو تخت پر بٹھلا کے
ہاتھ جوڑ کے کہا کہ امیر کو شاہ سیمرغ کے مکان پر پہونچا دو اس مقدمہ مین خوب اہتمام کرو چار دن اس تخت کو لیکر قندیل فلک سے سوا بے
[illegible] زمین کا سوا [illegible] تخت کے لئے چلے گئے بہت دور و [illegible] سے چلے آٹھ دن رات چند گھڑی دن
[illegible] تخت کو [illegible] بہت تھک گئے تھے ذرا آرام کیا امیر نے دیکھا کہ [illegible] اُسکا دریا سا [illegible]

فلک تک بلند ہوتا ہے آدمی تو کیا جانوران پرند کا اُسکے دیکھنے سے دم بند ہوتا ہے اور دریا کے کنارے ایسے بڑے بڑے درخت لگے ہوے
ہین کہ شاخین اُنکی طوبی سے باتین کرتی ہین ڈالیان اُنکی فلک ہشتم سے گذرتی ہین اور ہر درخت پانچ فرسنگ تک سایہ فگن
ہے مسافت بعیدہ تک ظل افگن ہے اور اُن درختون کے اوپر ایک قلعہ چوبی بکمال وسعت و فسحت بنا ہوا ہے اس مین بھی
سب طرح کا سامان آرائش لگا ہوا ہے امیر نے اُن جنون سے پوچھا کہ یہ قلعہ کس نے بنایا ہے کہ گلستان ارم کا ہمسایہ ہے اُنھون
نے کہا کہ یا امیر یہ قلعہ نہین ہے شاہ سیمرغ کا آشیانہ ہے اُسی مرغ بیمثل کا کاشانہ ہے امیر یہ سنکر بہت متعجب ہوے حمالان تخت تو
رخصت ہوکر اپنے گھر کو گئے امیر اُس درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھکر صحرا کی فضا دیکھنے لگے عجائبات دلکشا دیکھنے لگے ایک ساعت
نہ گذری تھی کہ ایک درخت پر سے شور و غل پیدا ہوا امیر اُس درخت کے نیچے جاکر غور سے دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ سیمرغ کے
بچے شور و غل کرتے ہین سیمرغ کے بچونکو جو دیکھا تو باوجود گوشت کے لوتھڑے ہونے کے ہر ایک ہاتھی سے زیادہ قد آور ہے جسم
ہر ایک کا کوہ کے برابر ہے اور بے تحاشا چیختے ہین امیر ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ انھون نے کس چیز کو دیکھا ہے کہ جسکے خوف سے پھڑکتے ہین
کونسی ایسی چیز ہیبتناک دیکھی ہے کہ جسکے ڈر سے پھڑکتے ہین دیکھتے دیکھتے نگاہ امیر کی ایک اژدہے پر پڑی کہ اُس درخت پر چڑھا چلا
جاتا ہے کہ جسکے منھ کی پھونک سے سبزہ بیابان جلا جاتا ہے امیر نے تیر دونسے اُس اژدہے کو مارا اور ٹکڑے کرکے برچھی کی نوک سے سیمرغ
کے بچونکو کھلایا اُنکو اُس اژدہے سے بچایا اُن بچونکا جو پیٹ بھرا آشیانہ مین گھسکر سو رہے بھوک کی شدت سے فارغ ہو رہے
دو گھڑی کے بعد سیمرغ کا جوڑا بچونکے واسطے طعمہ لیکر آیا تو بچون کو در آشیانہ پر نہ پایا معمول تھا کہ بچے اپنے ماں باپ کی آہٹ پاکر
آشیانہ سے سر نکالتے تھے اور اپنی زبان مین اشتہا جتاتے تھے اُسوقت بچون نے جو آشیانہ سے سر نہ نکالا اور امیر کو اُس درخت
کے نیچے سوتا دیکھا سیمرغ بایکدیگر کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہی شخص جو زیر درخت سوتا ہے ہمارے بچے کھا جاتا ہے یہی آدمی
ہمارے سر پر آفت لاتا ہے اور آج بھی کھا گیا تب تو کسی بچے کی آواز نہین آتی ہے اسکو مار ڈالا چاہیے بچونکے کان مین جو یہ آواز
پڑی پھڑ پھڑا کر آشیانے سے باہر نکل آئے اُنکے اس مشورے سے بہت گھبرائے اور اپنی زبان مین حقیقت حال بیان کی اُس
اژدہے کی کیفیت اور مارے جانے سے اُنکو اطلاع دی سیمرغ امیر سے بہت خوش ہوا امیر پر جو دھوپ آگئی تھی ایک نے امیر پر
سایہ کیا دھوپ کی تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے بازو سے ہوا دینے لگا اُنکو راحت جانفزا دینے لگا امیر کو جو راحت معلوم
ہوئی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے اُنکو دیکھکر تیر و کمان کو سنبھالا اُنکے مارنے کے لیے تیر ترکش سے نکالا سیمرغ بولا کہ یا زلزال قاف
آپنے تو مجھکو اپنا بندۂ احسان کیا ہے نہایت ممنون کیا ہے اور پھر میرے مارنے کا ارادہ کرتے ہو یہ میرے ہی بچے ہین جنکو آپ نے
اژدہے سے بچایا ہے تمکو اُنکے حال پر رحم آیا ہے امیر نے فرمایا کہ تو میرا نام کیا جانے تو مجھکو کیا جانے سیمرغ نے کہا کہ مین نے حضرت
سلیمان سے سنا تھا کہ ایک آدمی کسی زمانے مین یہان آویگا اور سیمرغ کے بچونکو [illegible] اُسکا نام ہوگا [illegible]
قتل کرنا اُسکا کام ہوگا [illegible] زلزال قاف کہینگے [illegible]
[illegible] امیر یہ سنکر بہت [illegible]

مقام ہی اُسنے کہا کہ اسکو بیشہ قضا و قدر کہتے ہین قاف کی حد سے یہ باہر ہی بادشاہ پرستان کے زیر حکم نہین جو اسکے
زیر ہی امیر نے فرمایا کہ مین ایک ضرورت لیکر تیرے پاس آیا ہون شدت مصیبت سے نہایت بدحواس آیا ہون اُسنے التماس
کیا کہ مین تابعدار و فرمانبردار ہون جو کچھ حکم ہو اُسکو بجالاؤن آپکی تعمیل ارشاد سے سعادت پاؤن امیر نے کہا عفریت شاطر دیو نے
شہپال شاہ و آسمان پری کو اُنکے ارکان دولت سمیت قلعہ سفید لوم مین قید کیا ہی اُنکو کمال رنج دیا ہی تو مجکو وہان
پہونچا دے جہان وہ قید ہین وہ مکان مجکو دکھادے اُسنے کہا کہ ہر چند اس حرکت سے دیوان قاف میرے دشمن ہو جائینگے
مجہ سے بر سر پرخاش آئینگے لیکن مین آپکو پہونچا دونگا اتنا کام ضرور کرونگا آپ سات لقمے طعمے کے اور سات گھونٹ پانی کے
میری پیٹھ پر رکھ لیجئے اُسکی تدبیر ضرور کیجئے جب مجکو اشتہا معلوم ہوگی ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پانی کا کھلا پلا دیجئے گا امیر نے
صحرا مین سے سات نیل گائین شکار کرکے پوست اُنکا کھینچکر مشکین بنائین اور اُسمین آب شیرین بھر کر ساتون نیلگائین لیکر
سیمرغ کی پشت پر سوار ہوے روانہ ہوے قلعہ سفید لوم بکمال اضطرار ہوے سیمرغ نے عرض کی کہ یا صاحبقران
ہر کی قسم سے کوئی ہتھیار اپنے پاس نہ رکھیے گا کیونکہ راہ مین کوہ مقناطیس عین وسط مین دریا کے واقع ہی کہین کشش کر کے کھینچ
لیوے ہتھیارے ہتھیار ونکی وجہ سے خلاصی نہ دیوے امیر نے فرمایا کہ پھر مین سلاح کیا کرون اُنکو کہان چھوڑ دون اُسنے کہا کہ یہین
چھوڑ چلیے اگر کوئی سلاح ایسا چھوٹا ہو کہ موزے مین چھپ سکے اُسے رکھ لیجئے اُسکے چھپانے مین احتیاط کیجئے امیر نے نیمچہ
ہمراہ لیا کہ تو موزے مین رکھ لیا باقی سلاح سیمرغ کو سونپ دیے سیمرغ نے اپنے آشیانے مین رکھ دیے سیمرغ امیر کو لیکر
اوج گرای فلک ہوا امیر نے زمین کیطرف جو غور کرکے دیکھا تو چھوٹی سی انگشتری کے نگینے کے برابر معلوم ہوئی پانی نظر آتا تھا جہانتک نظر اور
پاس جاتا تھا امیر نے سیمرغ سے پوچھا کہ اس دریا کا کیا نام ہی بولا کہ ہفت دریاے جادو کا یہ پہلا دریا ہی ابھی چھ اور باقی ہین اُنسے
عبور کرنا ہی القصہ سیمرغ تیز پری کرتا ہوا اُڑا جاتا تھا اُسکے طے کرنے مین بڑی محنت اُٹھاتا تھا جب نصف دریا مین پہونچا سیمرغ
کو اشتہا معلوم ہوئی امیر سے کہا کہ یا امیر بہت جلد ایک لقمہ میرے منہ مین دیدو کہ میرا زور گھٹتا چلا مجہپر بھوک نے غلبہ کیا امیر نے ایک مشک
پانی کی اور ایک نیلگاے اُسکے منہ مین دیدی اُسنے جلد نوشجان کی بارے ایک شبانہ روز مین دریاے اول کو طے کیا دوسرے دن تیسرے دریا
کے اوپر سے چلا امیر نے اُس دریا مین تاریکی دیکھکر سیمرغ سے پوچھا کہ یہ تیرگی کیسی ہی کچھ نظر نہین آتا ہی دل نہایت گھبراتا ہی سیمرغ
نے التماس کیا کہ یہ دریا خاک کا ہی جب نصف دریا پر پہونچا امیر سے طعمہ طلب کیا امیر نے اُسکے منہ مین ڈالدیا القصہ اس دریا سے بھی
پار ہوا تیسرے اور چوتھے دن بدستور طعمہ کھاکے دریاے سیماب اور دریاے خون کو بھی طے کیا کہین اسنے دم نہ لیا قصہ کوتاہ جب
دریاے مقناطیس کے اوپر پہونچا مقناطیس بسبب اُس نیمچہ کے جو امیر نے اپنے موزے مین رکھ لیا تھا سیمرغ کو اپنی طرف کھینچنے لگا سیمرغ
نے دیکھا کہ ہر چند بلند پروازی کیواسطے زور کرتا ہون مگر نیچے کو چلا جاتا ہون اوپر اُڑنے کا قابو نہین پاتا ہون یاد آیا کہ یہ بدولت
اُسی نیمچے کے ہی جسکو امیر نے اپنے موزے مین رکھا ہی دیو سے اُٹھنیکا حارج ہوا ہی امیر سے ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران
جلد اُس نیمچہ کو موزے سے نکالکر پھینک دیجئے یہ کام فوراً کیجئے نہین تو کوئی دم مین کوہ مقناطیس مجکو کھینچ لیگا دم بھر مین

اپنی طرف اینچ لے گا امیر نے بیچے کو تو موزے سے نکالکر پھینکدیا لیکن بیچے کیواسطے بہت تاسف کیا جب سیمرغ اُس سے گذر کر دریاے ہفتم کے اوپر سے کہ آتش کا تھا چلا باوجود بلند پروازی کے شعلہ اُس دریاے آتش کا کہ کرۂ نار سے باتین کرتا تھا سیمرغ کو بیتاب کیئے ڈالتا تھا سیمرغ کے ہوش و حواس گم ہوتے تھے ہرچند یہ اپنے تئین سنبھالتا تھا بارے سیمرغ وہ سب تپش انگیز کرکے نصف دریاے آتش پر پہونچا اور امیر سے کہنے لگا کہ یا زلازل قاف بہت جلد مجھکو طعمہ دو کہ مقام دوردری و تیز پروازی کا یہی مقام تو محنت کشی و جانبازی کا ہے امیر نے نیل گاے اُسکے منھ مین دیکر تپش آتش سے ہاتھ کو جو جلدی سے کھینچا وہ نیل گاے سیمرغ کے منھ مین تو نہ گئی دریاے آتش مین گرکر جل گئی ایکدم مین اُسکی ہڈی پسلی سب گل گئی پھر چند قدم پر سیمرغ نے طعمہ جاکر طلب کیا امیر نے جواب دیا کہ نوالہ ہفتم جو باقی تھا ابھی مین تجھکو دیچکا ہون اب طعمہ کہان ہے کہ تجھکو دون اور تیرے کھانیکی کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ مین نے نہین پایا وہ لقمہ میرے پیٹ مین نہین آیا اور زور اُسکا گھٹنے لگا امیر نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا کوئی دم مین یہ مجھکو دریاے آتش مین لے گریگا فی الفور کلیجہ خضر اُسکے منھ مین ڈالدیا بھوک کیطرف سے اُسکو مطمئن کیا اُس کلیجے کی برکت سے بقوت تمام اُس دریا سے وہ پار ہوا سب رفع اُسکا اضطرار ہوا سیمرغ نے خشکی میں آکر کے امیر کو مبارکباد دی اُنکی طبیعت اس خوشخبری سے مسرور کی لیکن سلاح کیواسطے کمال متردد تھے کہ داہنی طرف سے حضرت خضر نے سلام علیک کی اور اُنکو تسلی دی اور تمام ہتھیار امیر کے کہ جو سیمرغ کے گھر پر چھوڑے تھے اُس بیچہ سمیت کہ دریاے مقناطیس مین پھینکدیا تھا امیر کو دیے امیر سلاح دیکر بہت خوش ہوئے اور حضرت خضر کے قدم چومے اور شکر اس احسان کے ادا کیے حضرت خضر تو اُسی جا سے تشریف لیگئے امیر نے سلاح اپنے بدن پر سجکر جیدھر انکی طرف جو نظر کی تو دو کوہ دیکھے ایک سفید مثل صبح صادق اور دوسرا سیاہ مانند شام غریبان نظر آئے وہ بھی انہون نے اسی صورت کے پائے امیر نے سیمرغ سے پوچھا کہ یہ سفید و سیاہ پہاڑ ہین یا کچھ اور ہے ان پہاڑون کا تو نیا طور ہے اُسنے عرض کی کہ یہی قلعہ سیاہ بوم و سفید بوم ہین امیر نے سیمرغ سے فرمایا کہ تو خدا حافظ ہے تجھ سے بڑا احسان کیا کہ یہانتک پہونچایا سیمرغ نے تین پر اپنے بازو سے اکھیڑ کے امیر کو دیے اور کہا کہ ہرگاہ خدا ناکردہ کسی مشکل کا سامنا ہو تو آپ ایک پر آگ پر رکھیے گا اسیدم مین آکر حاضر ہونگا جو کچھ فرمائیے گا وہ کرونگا اور دوسرا پر دنیا مین جا کے اپنے گھوڑے کی کلغی مین لگائیے گا اُسکو خوبصورت بنائیے گا اور تیسرا پر خواجہ عمرو عیار کو میری طرف سے دیجیے گا جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کیجیے گا یہ کہکر سیمرغ تو رخصت ہوکر اپنے آشیانہ کیطرف اُڑگیا اور امیر اُن قلعون کیطرف قدم زن ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک شیر ببر نے امیر کے برابر آکے امیر پر حملہ کیا اُنکو آ گھیر لیا امیر نے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگا کے اُسکے دو ٹکڑے کیئے اور کھال اُسکی کھینچکر اپنے کاندھے پر رکھلی اور یہ فکر کی کہ دنیا مین جاکر اُسکی قبا بناؤنگا اپنے مصرف مین لاؤنگا کہین سُنا تھا کہ رستم بن زال کے گلے مین شیر کی کھال کی قبا تھی اُسکی ہیبت و شوکت سے اُسکو ہر کام مین کامیابی بے انتہا تھی القصہ جب امیر قلعہ سیاہ بوم کے دروازے پر پہونچے دیکھین تو دروازہ کھلا ہوا ہے نہ کسی پاسبان کا نشان ہے نہ سپاہی کا پتہ ہے مگر چار سو دیو دروازے پر بیٹھے ہین تاکہ کوئی شخص آنے نہ پاوے غیر آدمی خلیابی نہ پاوے ناگاہ دیو نے دیکھے مردار کی

نگاہ امیر پر پڑی اُسنے ایک نعرہ آہ کا مارکر کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا ارلاز قلاف کو چلک سلیمان یہان بھی آپہونچا ہمنے گو پیر بھی
قہر خدا آپہونچا بے تحاشا دوڑکر ایک ارتشتا دامیر کے سر پر چلایا کہ زمین اُسکے صدمہ سے الحذر پکاری امیر نے اُسکو رد کر کے
ایک ہاتھ اس زور سے اسکی کمر پر لگایا اُسنے اس ضرب سے وہ صدمہ اُٹھایا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا دیوؤن نے جو اپنے سردار
کو مُفت کی موت مارے جاتے دیکھا اُسکے سر پر اس بلائے ناگہانی کو آتے دیکھا تھر تھر کانپنے لگے جسطرح بھاگ گئے اُنھون نے بھاگ جانا اپنی جان کا
بچانا غنیمت جانا ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ سر سے پانون کو نہ پہچانا اُسوقت رعد شاطر شکار کھیلنے کو گیا تھا فراریون نے
شکارگاہ کی راہ لی کہ رعد شاطر کو اس حادثہ کی خبر دیوین اسکو اس خرابی حال کی دوڑکر خبر کرین امیر دروازے پر کھڑے ہو کر
فکر کرنے لگے کہ دیکھا چاہیے شہپال شاہ و آسمان پری وغیرہ قلعہ سیاہ لوہم مین ہین یا قلعہ سفید لوہم مین غیب سے آواز آئی
یا امیر شہپال شاہ و آسمان پری قلعہ سفید لوہم مین قید ہین وہ دونون غزال رعنا اس صیاد ستمگر کے دام مین صید ہین امیر
اس قلعہ کیطرف چلے جب دروازہ پر پہونچے تو دیکھا کہ اس قلعہ کے سو برج ہین اور ہر برج پر کوئی دیو شیر سر کوئی اسپ سر کوئی
مار سر کوئی زاغ سر کوئی گرگ سر حربہ لیے سحر خوانی کر رہا ہے ہر شخص رنگ مختلف سے اس قلعہ کی پاسبانی کر رہا ہے اور دروازے مین
ایک اژدہا آتش فشان ہے کہ جسکی شعلہ زنی خارج از بیان ہے اور اسکا منھ اسقدر وسیع ہے کہ دروازہ اُسکے منھ سے بند ہے گویا اسکا
دہانہ گردن دروازے کے لیے ایک بند ہے امیر متردد ہوئے کہ اسکے اندر کیونکر جائیے کس صورت سے اسمین دخل پائیے کہ
غیب سے آواز آئی حمزہ اس طلسم کی فتح تیرے نام نہین ہے اسکا توڑنا تیرا کام نہین ہے ایک پوتا تیرا رستم ثانی نام ہوگا وہ اسکو
فتح کریگا وہی اس معرکہ مین مردانہ وار پانون دھریگا امیر نے اپنے دل مین کہا ابھی مین آپ لڑکا ہون و اللہ علم کہ لڑکا
کب پیدا ہوگا اور پوتا کب تولد ہوگا پس یہ لوگ جو اسمین قید ہین تب تک یونہین گرفتار رہینگے قید کی تکلیف تمام
عمر کیونکر سہینگے دوسری مرتبہ پھر صدا آئی کہ تو سوائے قیدیونکے چھڑانے کے طلسم توڑنیکا قصد نکر قیدیونکو چھڑا کر شوق سے لیجا
اسم اعظم کو پڑھکر اژدہے پر دم کر وہ چلا جائیگا تو امیر فالو یا بیگا صاحبقران نے جو اسم اعظم اژدہے پر دم کیا اژدہا دروازے پر سے
چلدیا صاحبقران اندر جاکر دیکھین تو قلعہ کے اندر باغ ہے اور اس باغ مین شہپال مع رفقا بیٹھا رو رہا ہے اپنی مصیبت پر
جان کھو رہا ہے صاحبقران کو دیکھکر خجالت سے سر جھکا لیا صاحبقران نے سبکی دست بستگی کی قید دور کی رہائی دے کے
سبکی خاطر سرور کی اور شہپال شاہ سے پوچھا کہ آسمان پری کہان ہے شہپال شاہ نے کہا کہ وہ سامنے جو گنبد ہے اسمین
مقید ہے امیر گنبد کے اندر گئے دیکھین تو آسمان پری سر نیچے پانون درخت لٹکی ہوئی ہے ایک فولادی جال لٹکی ہوئی ہے اور قریشہ بیٹھی
رو رہی ہے ماں کیطرح جان بلب ہو رہی ہے صاحبقران نے بند قید کا ٹکر مع قریشہ شہپال شاہ کے پاس اُسکو لاکر بٹھلا دیا سب کو
ایک جگہ جمع کیا آسمان پری کمال منفعل ہوئی اپنی حرکتون سے شرمندہ و خجل ہوئی اور امیر کے قدمون پر گر کے کہنے لگی کہ یا امیر
اب تو میرا قصور معاف کیجیے اپنے سینے سے لگا لیجیے سے صاف سمجھیے تجھ سے ملنے کے بعد پھر دنیا مین کبھی دغا نکرونگی مجھکو قسم ہے کہ اب دغابازی نکرونگی امیر
نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا اور سب کو ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر نکلے دیکھا کہ رعد شاطر کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوئے

پہلا آتا ہے کہ جسکی ہیبت سے تمام قلعہ تھراتا ہے امیر کے پاس آکر کہنے لگا کہ او آدم زاد تونے تمام گلدستۂ قاف کو تہ و بالا کیا اور یہان بھی آکے میرے قیدی چھڑانے لیے جاتا ہے مگر مین تجکو اسدم جیتا نہ چھوڑونگا تو میرے ہاتھ سے کب نجات پاتا ہے یہ کہکر ایک بہت بھاری پتھر امیر کے سر پر مارا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ اس زور سے لگایا ایسا ایک وار رچایا کہ مثل خیار تر کے دم خوردہ قلم ہو گیا ایک ہی ضرب مین بیدم ہو گیا دیو جو اسکے ساتھ تھے نعش اسکی اُٹھا کر دیو سمندون ہزار دست کے پاس لیگئے امیر شہپال وغیرہ کو لیکر گلستان ارم مین آئے اپنے وطن مین پہونچکر سبنے آرام پایا جب چھ مہینے گذر گئے امیر نے پھر ایک خواب پریشان دیکھا سوتے سے چونک کر رونے لگے موتی آنسوؤن کے پرونے لگے آسمان پری امیر کی آواز سے جاگ کر پوچھنے لگی خیر تو ہے یا امیر روتے کیون ہو اسقدر غمگین ہوتے کیون ہو امیر نے کہا کہ ای آسمان پری خدا کو مان کے مجکو میرے ملک مین بھیجدے کہ اہل و عیال کی مفارقت مین حال زار ہے آسمان پری بولی کہ یا صاحبقران ایک برس کے بعد مین تمکو تمہارے ملک مین پہونچادونگی اب کی وعدہ خلافی نکرونگی صاحبقران آسمانپری کے اس کلام سے ناخوش ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور آسمان پری کی شکایت کرنے لگے اور بیمروتی کی حکایت کرنے لگے شہپال نے امیر کی دلدہی کر کے اُسیدم تخت پر سوار کیا اور دیو تختکشون کو حکم دیا کہ صاحبقران کو دنیا مین پہونچا دو امیر کا کہنا عمل مین لائے جب صاحبقران روانہ ہوئے آسمان پری نے ایک پریزاد سے کہا کہ تو جا کر دیوزادون تختکشون سے کہہ کہ امیر کو شکارگاہ سلیمان مین چھوڑ آوین ورنہ دنیا مین خبردار خبردار نہ پہونچاوین وہ پریزاد دوڑا اثنائے راہ مین امیر کے پاس پہونچا امیر نے اسکو دیکھکر معلوم کیا کہ یہ دیوزادونکو منع کرنے آیا ہے وہی پیغام انکا آسمانپری کا لایا ہے امیر شہپال کے پاس پھر آئے اسکا شکوہ زبان پر لائے آسمان پری بھی اسوقت وہین حاضر تھی شہپال نے غصہ کر کے کہا کہ او آسمان پری تو اپنی شیطنت سے باز نہین آتی اپنی ان حرکتون سے خجالت نہین اٹھاتی آسمان پری بولی کہ آپ اس امر مین دخل نہ دیجیے مجکو تنگ نکیجیے مین کیا آپکے کہنے سے [illegible] امیر یہ کلام سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے آسمان پری کو بددعا دیتے ہوئے صحرا کی طرف روانہ ہوئے غم تنہائی سے بجائے اشک کے خون [illegible] بعضے لکھتے ہین کہ امیر نے اُسدن آسمانپری کو طلاق دی اور بعضے اس قول کو نہین مانتے اس واسطے کہ جھوٹ جانتے ہین راوی یون لکھتا ہے کہ امیر کے جانیکے بعد شہپال بھی آسمان پری کی گفتگو نالائق سے فقیر ہو کر ایک پہاڑ پر جا بیٹھا اپنی سلطنت سے ہاتھ اٹھایا آسمانپری تخت پر بیٹھکر حکمرانی کرنے لگی اور قاف مین منادی پھروائی کہ جو کوئی صاحبقران کو دنیا مین پہونچاویگا بہت بری طرح سے جان سے جائیگا وہ اپنے کئے کی سزا پائیگا بعد ازان خواجہ عبدالرحمن سے بولی کہ [illegible] حمزہ [illegible] حسن و جمال مین مشہور خرد و کلان ہے عبدالرحمن نے دل مین سمجھکر [illegible] حمزہ کے [illegible] ہر ایک ہوشیار اور [illegible] آسمان پری نے [illegible] اور حکم کیا کہ تم دنیا مین جاکر اس عورت کا جو قلعہ مین ہے مہرنگار کو اٹھا لاؤ اسکو میرے پاس جلد لیکر آؤ پریزاد حکم پاتے ہی نقشہ قلعہ کا لیکر روانہ ہوئے کہ مہرنگار کو آسمانپری کے پاس لائین اب جبتک یہ داستان پرانی [illegible] ملک لندھور بن سعدان گرد کے [illegible] واضح ہو کہ ملک لندھور جب قید سے چھوٹکر شہر مین آئے جشن مین مشغول رہے اور سامان عیش و عشرت کے بہم پہونچائے

پھر پریزادنے دیو سفید کے آنیکے حال سے خبر دی اُسکے پہونچنے کی اطلاع کی لندھور جشن مین سے اُٹھکر سفید دیو کیطرف گئے ور اُسکو قتل کیا ایکدن بھی ٹھہرنے نہ دیا راوی لکھتا ہے کہ اُسکی جنگ مین لندھور نے جو نعرہ مارا آواز اُس نعرہ کی امیر کے کان مین گئی وہ صدا اُنکی تمام میدان مین گئی اور امیر اُسوقت دیو شاطر سے لڑ رہے تھے اور امیر نے جو دیو شاطر کی جنگ مین نعرہ کیا اُسکی صدا لندھور کے کان مین پہونچی مگر دونون حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور عجیب ماجرا ہے صاحبقران کہتے تھے کہ پرستان قاف مین لندھور کہان اور لندھور کہتا تھا کہ قاف مین صاحبقران کہان جب لندھور سفید دیو کو مار چکا اور سر ناپاک اُسکے جسم نجس سے اُتار چکا بادشاہ سے کہا کہ مین نے آپکے دشمن کو قتل کیا اب مجھکو میرے گھر بھیجدیجئے اپنا وعدہ وفا کیجئے بادشاہ نے اُسیدم ایک تخت پر لندھور کو مع ارشیون پریزاد سوار کرکے دنیا کیطرف رخصت کیا دیو ذنکو اُنکے دنیا مین پہونچانیکا حکم دیا

بہرام خاقان گرد چین کا حال سُنیے کہ سگساردون پر فتحیاب ہوکے شبانہ روز اُسی فکر مین غلطان و پیچان رہتا تھا نہایت مضطرب اور پریشان رہتا تھا کہ لندھور کو کون لیگیا یہ مجھکو داغ تازہ دے گیا چنانچہ اُسدن بھی جلسہ سرداران لشکر سے سر مجلس یہی ذکر تھا کہ یار و حیف ہے آجتک خسرو کا حال معلوم نہوا کہ کدھر گئے اور کون لیگیا اُنکو کہان ڈھونڈھون کسطرح سے اُنکی تلاش کرون کہ اسمین تخت خسرو ہند کا فلک پر سے قلعہ مین اُترا بہرام دوڑکر لپٹ گیا اور ہر شخص آنکر قدمبوس ہوا قلعہ مین شادیانے بجنے لگے نقارے مانند رعد کے گرجنے لگے خسرو ہند تخت پر جلوہ افروز ہوا اور محفل جشن کی برپا ہوئی مبارکباد کی آواز سامعہ پیرا ہوئی بہرام نے عین جشن مین خسرو سے کہا کہ مین سگساردون سے لڑ رہا تھا کہ ایک خط میرے روبرو کسی نے پھینکدیا مین نے وہ خط اُٹھا لیا اُس خط مین جو نیچہ بنا ہوا ہے وہ عجیب حرفون مین لکھا ہوا ہے ہر چند چاہا کہ اُس خط کا مضمون دریافت کرون مگر کسی سے پڑھا نگیا کوئی آجتک اُسکو پڑھ نہ سکا لندھور نے کہا لاؤ دیکھین اگر ہمسے پڑھا جائے تو پڑھین بہرام نے اُس خط کو منگاکر خسرو کے حوالہ کیا اُنکے ہاتھ مین دیا خسرو بھی اُسکو دیکھکر متعجب ہوا مگر ارشیون نے پڑھکر کہا یہ نیچہ میرا ہے اور خط میری مان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے طلسم سے لکھکر باہر پھینکدیا تھا تمھارے پاس اُسکے پہونچنے کا یہ سامان کیا تھا بہرام نے ارشیون کو چھاتی سے لگایا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور اُسکو بہت پیار کیا اور جس نے ارشیون کو دیکھا وہ باغ باغ ہوگیا اور ہر طرف سے صدا بلند ہوئی کہ مہر اندیپ نئے سرے سے آباد ہوئی سب چھوٹے بڑے کی خاطر شاد ہوئی

غائب ہونا زہرہ مصری کا بالاے قصر سے اور پہونچنا آسمان پری کے پاس

اب دو کلمہ داستان مصیبت زدہ فراق سراپا دیدہ اشتیاق سحر کن شب فرقت بہزار نالہ آہ شام کن روز ہجران غم سرد جانکاہ دل گریان جگر بریان سینہ مجروح خنجر الم مرگ خواہ از زندگی بیزار ملکہ مہر نگار کی سنیے ذرا کیفیت اُس خستہ جان و دل فگار کی سُنیے شبانہ روز امیر کے فراق مین گریہ و زاری سے سروکار رکھتی تھی رنج مہاجرت سے حالت زار رکھتی تھی بغیر از لخت جگر و خون دل کچھ کھاتی پیتی نہ تھی بیلی بیکلی چھپر کھٹ مین پڑی رہتی تھی جنکا شمار نہین ایسے رنج و غم سہتی تھی اگر زہرہ مصری یا طراز خوبان یا اور کوئی ندیم منھ دھونے کو کہتی تو اشک خونی سے منھ دھوتی اور اگر کوئی سنگار کو کہتا تو گوہر اشک پلکون مین پروتی اور یہ شعر مترجم کا پڑھتی

شعر زندگی مرگ ہی مجکو شب تنہائی کی ۞ ای اجل آ کہ ذرا تو ہی مسیحائی کر ۞ مصاحبون نے دیکھا کہ ایسا نہو رفتہ رفتہ کہین سودا ہو جائے جنون سرشار مین مبتلا ہو جائے ہر ایک چاہتی تھی کہ کسی طرح سے اُسکے دل مغموم کو بہلائے اُسکی طبیعت کو کسی کھیل تماشے مین لگائے سب ملکر اُسکو سمجھاتی رہتی تھین اور قسمین کھا کر کہتی تھین کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی رہی ہے اب کوئی دن مین امیر آتے ہین تمہارے اندوہ و غم سب خدا کے فضل سے دور ہوے جاتے ہین پوشاک بدلیے کھانا کھائیے دل بہلائیے اگر آپنے اپنے کو تج دیا تو کیا کیا امیر آئے تو کسکو دیکھین گے اور امیر کو کون دیکھیگا چلیے ذرا کوٹھے پر ٹہلیے کب ہوا کھائیے بڑے خدا ہے علو گو انکو زیادہ رنج نہ دیجئے الغرض کہ سنکر مہر نگار کو سقف محل پر لیگئین اور سبزہ زار صحرا کا تماشا دکھانے لگین ادھر ادھر کا ذکر کرکے اُسکی طبیعت کو بہلانے لگین تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک لکۂ ابر کا نمودار ہوا آسمان پر بادل سیاہ پیدا ہوا اور آہستہ آہستہ وہ ابر اس قصر پر آیا چارون طرف چھایا برق درخشندہ چمکنے لگی بادل گرجنے لگا فعتہً واحدۃً اُس ابر سے ایک پنجہ پیدا ہوا غیب سے ایک ہاتھ ہویدا ہوا زہرہ مصری کو کہ مہر نگار کے برابر کھڑی تھی اُٹھا لیگیا آنکی آن مین اُسکو اُڑا لیگیا کوئی دہشت کے مارے آنکھ بند کرکے بیٹھ گئی اور کوئی دوڑ کر سیڑھیون پر مُنھ کے بل جا گری عجب طرح کا تہلکہ ہوا کہ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا سب محو حیرت ہو گئین اپنے جی کا ہوش نہ رہا جب حواس لوگون کے بجا ہوے دیکھین تو زہرہ مصری نہین ہے عجب طرح کا کہرام پڑا محل مین آثار قیامت نمودار ہوے اس واقعہ جانکاہ سے سب چھوٹے بڑے بیقرار ہوے اب ذرا حال زہرہ مصری کا سنیے اُسنے جو دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھی ہون اور تخت فلک پر اُڑا چلا جاتا ہے میری آنکھون مین تمام عالم سیاہ ہے کچھ مجکو نظر نہین آتا ہے حمالان تخت سے پوچھا کہ تم کون ہو اور مجکو کہان لیے جاتے ہو وہ بولے کہ آسمان پری زوجہ حمزہ نے ہمکو حکم دیا تھا کہ مہر نگار دختر نوشیروان کو لے آو اس امر مین ہرگز دیر نہ لگاؤ سو ہم تمکو اُسکے پاس لیے جاتے ہین آسمان پری کے پاس تمکو پہونچاتے ہین زہرہ مصری اپنے دل مین سمجھی کہ حمزہ نے قاف مین بیاہ کیا ہے سو اسواسطے اُسکی زوجہ نے مہر نگار کو بلایا ہے کہ مار ڈالے اُسکو قتل کرکے اپنے دل کا بخار نکالے یہ لوگ اُسکو پہچانتے نہین ہین حقیقت حال اصلا جانتے نہین مجھے مہر نگار سمجھکر مجکو لیے جاتے ہین خوب ہوا کہ ملکہ مہر نگار کے سر پر سے تصدق مین ہی ہوئی اُسکو خدا نے اس آفت سے بچایا مجکو اُسکے عوض مین یہان پہنچایا الحاصل جب زہرہ مصری گلستان ارم مین پہونچی مہر سلیمان اُسکی آنکھون مین دیدیا تا ہر ایک کو دیکھے کوئی دیو پری اور جن اُسکی آنکھون سے غائب نرہے بارگاہ آسمان پری کے سامنے اُسکو لیگئے آسمان پری اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر بھچک رہ گئی اُسکی شکل و صورت دیکھکر متحیر ہوئی اور کہنے لگی کہ حمزہ کے حق بجانب ہے کیونکر نہ اُسکے فراق مین بیتاب ہوے اُسکی جدائی مین کیون نہ اُسکا اسطرح حال خراب ہوتے پھر زہرہ مصری کیطرف دیکھا اور مخاطب ہو کر پوچھنے لگی کہ مہر نگار دختر نوشیروان تو ہی ہے خوبصورتی مین شہرہ آفاق اور مقبول خاطر پیر و جوان تو ہی ہے زہرہ مصری نے باادب تسلیم کرکے کہا کہ مین عبد العزیز شاہ مصری کی بیٹی اور زر خرید مقبل وفادار نامی غلام حمزہ کی ہون میری کیا مجال ہے کہ مہر نگار کی ہمسری کرون زہرہ مصری میرا نام ہے مجھ سے بہتر بہتر چار سو بیٹیان بادشاہان عرب و عجم و چین و ماچین وغیرہ کی مہر نگار کی لونڈیان ہین خدمتگزاری مین سرفراز ہین مصاحبت مین ممتاز ہین آسمان پری زہرہ مصری کا ادب قاعدہ دیکھکر بہت خوش

ہوئی اور پوچھنے لگی کہ سچ کہنا زہرہ مصری تجھے حمزہ کے سر کی قسم ہی میں خوبصورت ہوں یا مہر نگار خوبصورت ہی ہم دونوں مے تیرے نزدیک حسن و جمال میں کسکو فوقیت ہی زہرہ مصری نے ہاتھ باندھکر کہا کہ لیے دبی ہوئی ہی مہر نگار کی لونڈیوں کے پانوں کے تلوے کے برابر بھی آپ میں حسن نہیں کہاں آفتاب کہاں ذرہ بے آب آسمان پری نے زہرہ مصری کی تقریر سنکر برہم ہوکے حکم دیا کہ ہاں اسکو جلادوں کے حوالے کرو کہ اسکی گردن ماریں یہ کمال شریر و دریدہ دہن ہی یہ بے تمیز مصاحبت کے قابل کب ہی جلاد زہرہ مصری کو قتلگاہ میں لیگئے اتفاقاً قرلشیہ کہ ان دنوں میں ہفت سالہ تھی مگر جلوہ حسن میں ماہ چہار دہ سالہ کو رشک سے گھٹاتی تھی حور بہشتی اسکو دیکھکر شرماتی تھی تیغچہ ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ میں جاتی تھی لوگوں کا اجتماع دیکھکر زہرہ مصری کیطرف گئی جلاد سے پوچھا یہ کون ہی اور اسنے کیا قصور کیا ہی کہ اسکو قتل کرتا ہی کیوں اس بیگناہ کی گردن پر چھری دھرتا ہی جلاد نے کہا میں کچھ نہیں جانتا کہ یہ کون ہی اور اسنے کیا قصور کیا ہی مگر شاہ پریوں نے حکم دیا ہی قرلشیہ نے زہرہ مصری سے حال اسکا پوچھا اسنے مفصل بیان کیا قرلشیہ غصہ کے مارے تھر تھر کانپنے لگی اور زہرہ مصری کو اپنے ساتھ بارگاہ میں لیجا کر آسمان پری سے کہنے لگی کہ اسنے تمہارا کیا قصور کیا ہی کہ اسکو پردہ دنیا سے جلا کر قتل کرنیکا حکم دیا ہی معلوم ہوا کہ اگر مہر نگار آتی تو اسکو بھی قتل کرتیں صاحبقران کا خیال رہتا نہ غضب خدا سے ڈرتیں سنو وہ بھی ناموس صاحبقران ہی اور تمسے لاکھ درجے عزت و حرمت میں بہتر ہی کہ صاحبقران کی زوجہ اول ہی بہر صورت تمسے سب باتوں میں افضل ہی کیا کروں کہ تم میری ماں ہو نہیں تو اس حرکت سے ایک تیغچہ مار کے دو ٹکڑے کرتی ہرگز کسی سے نہ ڈرتی آسمان پری قرلشیہ کا غیظ دیکھکر لرز گئی خاموش ہوئی کچھ نہ بولی ہرگز زبان کھولی یارا نہ قرلشیہ نے اسی دم زہرہ مصری کو تخت پر سوار کرادیا جو حمال لائے تھے انکو حکم دیا کہ جہاں سے اسکو لائے ہو وہاں پہونچا آؤ مہر نگار کے پاس لیجا لاؤ حمالان تخت کو اٹھاکر روانہ ہوئے سرگاہ دیو سمندر زبردست کے مکان نکلے دیکر اثنائے راہ میں اسکا مکان تھا وہ تخت پہونچا اتفاقاً دیو سمندر اس وقت بیٹے زنقون کو لئے ہوئے شراب پی رہا تھا اسکی نگاہ جو تخت پر گئی دیووں کو حکم دیا کہ اس تخت کو لے آؤ یہ کون ہی اور اسکو کہاں لئے جاتے ہیں میرے سامنے لاؤ دیو جو تخت کو لے آئے زہرہ مصری سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہاں جاتی ہی تیرا یہ رتبہ ہی کہ دیووں سے تخت اٹھواتی ہی اسنے مفصل حال بیان کیا دیو سمندر نے پریزادوں کو تو مروا ڈالا اور زہرہ مصری سے کہا کہ میرے بیٹے کا پالنا ہلایا کر اسکو بہت آرام سے سلایا کر زہرہ مصری ناچار اسکے بیٹے کا پالنا جھلانے لگی گردش زمانے سے نئی مصیبت اٹھانے لگی خواجہ عمرو کا حال سنیے سرگاہ شور و غل سنکر محل میں گیا معلوم ہوا کہ ایک بچہ فلک سے پیدا ہوا زہرہ مصری کو اٹھا لیگیا غصہ کے مارے کانپکر مہر نگار سے کہنے لگا کہ میں لاکھ تجھے سمجھایا ہی اور تجھکو خوب جتایا ہی کہ بے میرے پوچھے کوئی امر نکرنا مگر میرا کہنا موثر نہوا اگر وہ بچہ تجھکو اٹھا لیجاتا تو میں حمزہ کو کیا جواب دیتا اور پھر تجھکو کیونکر پاتا بارہ برس کی محنت میری کارت ہوتی اور سب میں میری ذلت اور حقارت ہوتی یہ کہکر تین کوڑے اس زور سے مہر نگار کی پیٹھ پر مارے کہ وہ تلملا گئی کوڑوں کی ضرب سے بلبلا گئی اور لوٹن کبوتر کیطرح بیتاب ہو کر زمین پر لوٹنے لگی یہ حرکت عمرو کی مہر نگار کو نہایت ناگوار ہوئی اور عمرو سے نہایت بیزار ہوئی دلمیں کہنے لگی کہ اگر امیر سے محبت نہ کی ہوتی تو ادنی ساربان زادے کے ہاتھ سے کوڑے کیوں کھاتی اس طرح کی مصیبت کیوں اٹھاتی اس سے بہتر

میرے گھر مین غلام ہین سر خدمت مین نیکنام ہین یہ سنکر تو کچھ بولی نہین مگر جب آدھی رات گئی کمند لگا کر قلعہ سے نیچے اُتری اور اپنے
بھائیونکے خیمہ کیطرف گئی پھر دل مین سوچی کہ بھائیونکے پاس جانا چاہیے انکو اپنی صورت نہ دکھانا چاہیے ایک گھوڑا ہرمز کا چوکی مین
لگا ہوا تھا ساز و سامان سے طیار کھڑا ہوا تھا اور سائیس خفتہ بخت سو گیا تھا مردانہ بھیس کر نقاب چہرے پر ڈال گھوڑے پر سوار ہو جنگل
کیطرف روانہ ہوئی عمرو کی نظر سے پوشیدہ و پنہان ہوئی عمرو کا حال سُنیے ملکہ کو کوڑے مار کر جو محل سے باہر نکلا خجالت سے
شب کو محل مین نہ گیا سوچا کہ صبح کو عذر کرکے مہر نگار کو سمجھا دونگا اُسکی خوشامد کرکے بہت خاطرداری کرونگا آخر شب کو امیر نے
اُسکے خواب مین آکر کہا کہ کیون عمرو ایسا ہی کرتے ہین جیسا تونے مہر نگار کے ساتھ کیا اُسکا ایسا رنج دیا تیری اس حرکت سے وہ سر بصحرا
ہوئی ہزارون تکلیفون مین مبتلا ہوئی عمرو جو اس خواب پریشان کو دیکھکر گھبرا کے محل مین گیا دیکھے تو واقعی مہر نگار پلنگ پہ نہین ہے
ادھر ڈھونڈا اُدھر ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا تب تو بہ مہر نگار کو نہ دیکھکر بہت مضطر ہوا قلعہ کی فصیل پر جو چڑھا ایک طرف کو کمند لگی
نظر آئی اُسکے چلے جانے کی عمرو نے علامت پائی معلوم کیا کہ اس طرف سے مہر نگار اُتر گئی مگر یہ دریافت نہوا کہ کدھر گئی عمرو بھی
اُسی کمند پر سے اُترا اور مہر نگار کے پانون کے نشان پر چلا جاتے جاتے خیمہ ہرمز تک پہونچا وہان پہونچکر اُدھر اُدھر مہر نگار کا
سراغ لیا دیکھا کہ ایک سائیس باگ ڈور ہاتھ مین لیے سوتا ہے گھوڑا نظر نہین آتا ہے سائیس خراٹے لگاتا ہے اُسکو جگا کر پوچھا کہ گھوڑا کہان
ہے وہ گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا چارون طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے لگا عمرو نے جانا کہ مہر نگار یہان تک آئی اور گھوڑے پر سوار ہو کر
چلی گئی میری حرکت سے بیزار ہو کر چلی گئی گھوڑے کے قدم کے نشان پر چلا یہ خیال کر اُس سے اُسکا پتہ لگ جائیگا سراغ اُس کا
ہاتھ آئیگا مہر نگار کا حال سنیے کہ وہ صبح تک پچاس کوس پہونچی ناگہان بادشاہ الیاس ترسالات پرست باز ہاتھ مین لیے
اس طرف سے نکلا مہر نگار ایک تہ درخت مین آگئی اُسکی نظر بچا گئی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک نقاب پوش مجکو دیکھکر درخت کی آڑ مین ہو گیا
قریب جاکر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہے کہان سے آیا ہے تیرا نام کیا ہے اور اس جنگل مین آنیکا کام کیا ہے مہر نگار نے کہا مین مسافر ہون گردش
فلک مجکو یہان لائی ہے قسمت نے یہ مصیبت دکھائی ہے بادشاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کریگا جواب دیا کہ مجکو احتیاج نوکری کی نہین ہے
بادشاہ کو آواز سے شبہہ عورت کا ہوا ہاتھ بڑھا کر نقاب کو جو چہرے سے کھینچا تو دیکھا کہ ایک عورت نہایت خوبصورت ہے آفتاب اُس سے
چار آنکھ کرے تو چکا چوندھی آ دے اُسکے دیکھنے کی تاب لانے اُسی دم گھوڑے پر سے اُتار کے محافے مین سوار کیا بہت سا دلاسا دیا
اور اپنے مکان پر لیجا کے ایک نفیس مکان مین اُتارا سب سامان آسائش کا موجود کیا اُسکی طبیعت کو کمال خوشنود کیا جس وقت آپ
جانے کا قصد کیا اُسکو ہاتھ لگانے کا قصد کیا مہر نگار نے کہا خبردار اگر آگے قدم بڑھائیگا تو تو میرے ہاتھ سے بڑا صدمہ اُٹھائیگا
بادشاہ ڈر کر اپنے مکان مین چلا آیا بڑا غم و غصہ کھایا کہ افسوس ایسی پری ہاتھ آئے اور مفت مین کوری نکلجائے اتفاقاً اُسی روز
خواجہ بہنال سوداگر کہ کسی زمانے مین نوشیروان کا رفیق تھا اور مہر نگار کو اُسنے گودی مین کھلایا تھا اور اسکے سبب سے
بہت سا نفع اُٹھایا تھا مع تحائف و سوغات اُس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ کو ملول دیکھکر سبب ملال پوچھا
افسردہ دلی کا حال پوچھا اُسنے رازِ دل اپنا بیان کیا ضمیر مخفی کو عیان کیا کہ ایک پری جنگل مین مجھسے ہاتھ لگی ہے لیکن مجھ سے رامی نہین

ہوئی اسکو مجھ سے انکار ہے اور میری طبیعت اسکے لیے بیقرار ہے خواجہ نہال نے کہا کہ اگر مین اسکو دیکھون تو افسون پڑھکر راضی کردون ایک رات مین اسکو تمھارا تابعدار کردون بادشاہ نے اسیوقت خواجہ نہال کو اپنے ساتھ لیکر دور سے وہ مکان دکھا کر کہا کہ اسی مکان مین ہے خواجہ نہال نے دروازہ کی درز سے جو دیکھا تو پہچان کر بے اختیار نام لیکر پکارا مہر نگار نے بھی خواجہ نہال کو پہچان کے دروازہ کھولدیا اندر آنیکا حکم کیا خواجہ نے بعد دریافت حال کے چپکے سے ملکہ کو سمجھا دیا اور اسکو آگاہ کیا کہ اب تم خاطر جمع رکھو مین تمکو یہان سے نکال لیجاتا ہون اس بدطینت کے ہاتھ سے بچاتا ہون ملکہ کو تشفی دیکے بادشاہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ نگہبانون کو حکم ہو جائے کہ تین دن رات مین جسوقت اس عورت کے پاس جاؤن کوئی مجھ سے مزاحم نہووے آپکے اقبال سے تیسرے دن مین اسکو راضی کردونگا بر سر موافقت لاؤنگا بادشاہ نے خوش ہوکر اسکو خلعت دیا بہت کچھ دیکر خوش کیا خواجہ جو وہان سے اٹھا سوداگرون کے طویلے جو شہر مین تھے دیکھنے شروع کیے آخر دو گھوڑے دہاوے دار پسند کرکے مول لیے اس مکان کے دروازے پر جسمین مہر نگار رہتی تھی حاضر کیے اور اسی رات کو ایک پر ملکہ کو سوار کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہوکے شہر سے نکلا اور شتاب چلا ہی گیا صبحکو بادشاہ نے خواجہ کو طلب کیا فرودگاہ پر نہ پایا اور مہر نگار کے نگہبانون نے آکر خبر دی کہ وہ عورت جو حضور نے اس مکان مین رکھی تھی نظر نہین آتی مکان خالی پڑا ہے اسکے نکلجانے سے سکو تعجب بڑا ہے بادشاہ نے معلوم کیا کہ خواجہ نہال سے لے بھاگا اسی دم فوج جرار لیکر اسکے پیچھے روانہ ہوا دوپہر کے قریب آپہونچا ملکہ نے گرد و غبار دیکھکر خواجہ نہال سے کہا کہ اے خواجہ گھوڑے کی باگ اٹھاؤ دیکھو بادشاہ آپہونچا وہ بدبخت روسیاہ آپہونچا خواجہ تو اس گرد و غبار کو دیکھنے لگا مگر مہر نگار جنگل مین گھس گئی کہ اس نالائق کی نظر سے پوشیدہ ہو جائے وہ پیر قابو نہ پایا کہ اتنے مین سواری بادشاہ کی خواجہ نہال کے متصل پہونچی خواجہ نہال جسطرح کھڑا تھا اسیطرح ہکا بکا کھڑا رہگیا بادشاہ نے خواجہ کو قتل کیا اس سے اپنا انتقام لیا اور مہر نگار کو تلاش کرنے لگا مہر نگار کا سراغ نشان عنقا نہ پایا ہرچند کہ اسکی جستجو مین رنج اٹھایا ناچار ڈھونڈ ڈھانڈ ہوکے مایوس اپنے گھر ہو گیا اور مہر نگار دوسرے دن تک وہان سے کئی دن کی راہ پر پہونچی بھوک کے مارے بیچین تھی کہ ایک فالیز نظر آئی تب اسکی طبیعت نے تسکین پائی فالیزبان سے ایک سردہ طلب کیا اس نے بہت سے سردے لاکر سامنے رکھدیے اس نے اس بھوک کی شدت سے سب تناول کیے مہر نگار سردونکو کھانے لگی اسکی طبیعت ٹھکانے لگی اور وہ بھکوا قرمساق کم از نوزدہ سالہ ہوگا مہر نگار سے کہنے لگا کہ ای جان جہان اگر میرے پاس تو رہے تو مین بہت اچھی طرح سے تجکو رکھون جو تو مانگے وہی دون مہر نگار حیران ہوئی کہ یہ مسخرہ کیا بکتا ہے اس سودائی کو شاید مالیخولیا ہے جب سیر ہوکے سردے کھا چکی اور نیت بھر کے آسودگی پا چکی اس سے پوچھا کہ تیرے کوئی اور بھی ہے یا نہین وہ بولا کہ میرے دس بیٹے گیارہ بیٹیان اور ایک جورو ہے اور ہر شخص اس مین نیکخو ہے مہر نگار نے کہا کہ جب جورو تیرے پاس موجود ہے تو مین تیرے پاس کیونکر رہونگی یہان رہنے سے کیونکر خوش ہونگی قرمساق بولا کہ مین اسکو طلاق دونگا تیری خاطر سے اسکو علیحدہ کرونگا مہر نگار نے کہا کہ اچھا تو جا اسکو طلاق دے آ مین یہان بیٹھی ہون وہ سادہ لوح تو اپنی جورو کو طلاق دینے گیا اور مہر نگار اسکے سردونکی قیمت وہان رکھکر گھوڑے پر سوار ہوکے چلتی ہوئی فالیزبان جو اپنی جورو کو طلاق دیکر فالیز پر آیا مہر نگار کو وہان نہ پایا چلا چلا کے کہنے لگا کہ ہائے پری دا سے پری کدھر گئی مجکو ملول کر گئی جورو اسکی زمیندار کو

لیکر کھیت پر آئی کہ اُسکو معقول کرے یہان آکر اُسکو جو دیکھا تو وہ ہائے پری ہائے پری کہتا ہے اور روتا ہے ایک عورت کے فراق مین اپنی
جان کھوتا ہے سبھون نے جانا کہ اسکو سایہ ہو گیا ہے اُسپر کوئی بھوت یا جن چڑھا ہے اُسکی جورو دلہر کو لوگون نے کہا کہ اسکا کچھ علاج کرو یہ دیوانہ ہو گیا
ہے اُسکو جنون نے گھیرا ہے مہر نگار جو وہان سے چلی شام اُسکو ایک جنگل مین ہوئی جدھر دیکھے ادھر جانوران درندہ شیر چیتا چرخ
بھیڑیا ارنا گینڈا ریچھ لنگور بندر نظر آتے ہین جسکو پاتے ہین پھاڑ کھاتے ہین گھوڑے کو چھوڑ کر ایک درخت پر چڑھ کے بیٹھ رہی صبحکو
ایک شیر پیدا ہوا اور مہر نگار کے گھوڑے کو مار کر جدھر سے آیا تھا ادھر چلا گیا مہر نگار نے درخت سے اُتر کے گھوڑے کے ساز کو
تو درخت سے باندھ دیا گھوڑے کے ضائع ہونے پر بہت تاسف کیا اور آپ پیادہ پا وہان سے روانہ ہوئی شام کو ایک بستی کے چند کھیت
اُدھر ایک تالاب بہت وسیع نظر آیا اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان پایا ملکہ اُسپر چڑھ کے بیٹھ رہی صبحکو اُس بستی کے چودھری نے
بارادہ غسل اپنی لونڈی کو پانی لانیکے واسطے تالاب پر بھیجا اُسنے اُس تالاب مین مہر نگار کے چہرے کا عکس دیکھا جانا کہ میری صورت کا پرتو ہے
گھمنڈ کے مارے خالی ٹھلیان لیکر گھر کو پھر گئی چودھری نے پوچھا کہ پانی لائی بولی کہ واہ واہ مین ایسے حسن جمال پر پانی بھرونگی تمھارا کام کاج کیا
لونڈیونکی طرح کرونگی چودھری نے پاپوس کاری معقول کر کے کہا کہ جا جلد پانی لا خبردار ہرگز دیر نہ لگانا غسل کرنیکا وقت جاتا ہے جی گھبرایا
ہے خوب بناؤ سنوار کر پھر گھڑا لیکر تالاب پر گئی مہر نگار ہنوز وہان موجود تھی وہ پھر اُسکا عکس دیکھکر حیران ہوئی بے پانی بھرے گھر کو
گئی اور اُسی گفتگوے اول کا اعادہ کیا چودھری نے پھر اُسے تنبیہ کر کے پانی لانیکے واسطے آمادہ کیا تیسری مرتبہ بھی وہ مہر نگار کا
پرتو دیکھکر خالی گھڑا لیکر گھر کو پھر گئی اُسکو ایسا غرور نے گھیرا کہ سب کی حرمت اُسکی نظر سے گر گئی مہر نگار نے سوچا کہ ابکی یہ لونڈی
تالاب پر آئی اور فساد پیدا ہوا ایسے شبہہ پھر کوئی نیا شعبدہ ہو پیدا ہوا درخت سے اُتر کے ایکطرف کو رہی ہوئی لونڈی نے جو پھر کے
وہی گفتگو اپنے میان کی اُسنے ناچار ہوکر آئینہ اُسکو دکھلا کر کہا کہ دیکھ تو ذرا اپنی صورت کو اسی صورت پر گھمنڈ کرتی ہے معشوقی کا
دم بھرتی ہے اُسنے جو آئینہ مین دیکھا تو صورت کریہ دکھلائی دی تب وہ اپنے دلمین غور کر کے بولی کہ تالاب پر چلکے میری صورت کو پانی مین
دیکھو تو معلوم کرو کہ مین سچ کہتی ہون یا جھوٹ مجبور چودھری جی اور چند آدمیونکو ساتھ لیکر اُسکے ہمراہ تالاب پر گئے اگرچہ لونڈی نے اپنی
صورت پانی مین بھی ویسی ہی دیکھی کہ جیسی آئینہ مین دیکھی تھی لیکن بیحیائی سے یہی کہے گئی کہ مین اس حسن جمال پر پانی تو نہین بھرونگی
ایسا ذلیل کام ہرگز نہ کرونگی لوگون نے کہا شاید کسی پری کا اسکو سایہ ہوا ہے اسکا علاج کیا چاہیئے ادر مہر نگار جو اُس درخت پر سے
اُتر کر روانہ ہوئی دوسرے دن ایک فقیر کے تکیہ پر پہونچی وہ فقیر چار سو گز وہ کا افسر تھا ایک بڑے بوڑھے کیتھر کا مہر زادہ مر در تھا مہر نگار کو
دیکھکر متفسر حال ہوا مہر نگار نے کہا کہ جولاہہ زادی ہون میرے باپ نے اس ظالم پیر زادے سے نکاح کیا ہے سو سوتیلی ماں نے مجھکو نکال دیا ہے تباہ
در بدر گردان پھرتی ہون اُس ماں کی بد مزاجی اور بے محبتی سے حیران و پریشان پھرتی ہون فقیر ایسا رحمدل تھا مہر نگار کا حال
سنکر بولا کہ مین نے تجھکو اپنا فرزند کیا مین نے تجھکو اپنی بیٹی بنایا اور تیری تیزذہنی کو پسند کیا فقیر نے جو جھاڑو دیا ہت بیا کر اُتنا کام سپرد کیا کر
اور سب گھر کا کام اُسکے حوالے کیا تمام گھر کا اختیار کلی اسکو دیا مہر نگار شکر الٰہی بجا لا کر وہان رہنے لگی اُس فقیر کی مہربانی اور التفات
کا شکر و سپاس رات دن کرنے لگی اب شاہ عیاران عیار کا حال سنیئے مہر نگار کے ڈھونڈھنے کو جو نکلا ہے دیکھین کب تک شاہ کے

شہر مین پہونچا جو مہر نگار کو جنگل سے لیگیا تھا وہان سے بھی سن گن لیکر روانہ ہوا فالیز بانکی کشت پر پہونچکے ہاے پری دایہ کی جو
اُسکی زبانسے سُنا چاہا کہ یہان بھی وہی آئی تھی ان سب مقامون پر اُسکی تقدیر اُسکو لائی تھی وہانسے اُس جنگل مین پہونچا جہان
گھوڑے کو شیر نے مارا تھا اور مہر نگار نے ساز کو درخت سے باندھ دیا تھا وہان سے آگے کا راستہ لیا تھا عمرو نے ساز کو
درخت سے کھولکر زنبیل کے سپرد کیا اور وہان سے اُس بستی مین پہونچا جہان چودھری کی لونڈی جنگلی رہتی تھی وہان سے فقیر سرگروہ
کے تکیے پر آیا پھرتے پھرتے اپنے تئین آخر کو منزل مقصود پر پہونچایا دور سے دیکھا کہ مہر نگار فقیرونکو کھانا بانٹ رہی ہی آپ بھی
بوڑھا بنکے نزدیک گیا مہر نگار اُسکو بھی کھانا دینے لگی خواجہ نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے ملکہ مین فقیر نہین ہون تمھارا غلام ہون
عمرو اپنے قصور پر نادم ہون مین تمھارا اور اپنا خادم ہون در کہان کہان کی خاک تمھاری تلاش مین نہین چھانی ہی موت سے بدتر
یہ میری زندگانی ہی ملکہ نے جو عمرو کو دیکھا لپٹ کر رونے لگی فقیر رونے کی آواز سنکر کہتا ہوا دوڑا کہ بیٹا خیر تو ہی ایسی زار زار کیون روتی
ہو اپنی جان رو رو کر کیون کھوتی ہو مہر نگار بولی کہ خیریت ہی یہی میرا باپ ہی فقیر اُسکو سمجھانے لگا کہ اے عزیز جان بیٹی کو کوئی اسطرح
رکھتا ہی عمرو بولا کہ کیا کرون محتاج ہون شادی کہان سے کرون اتنا سامان اور اسباب کہان سے لاؤن فقیر نے پانچسو روپیہ عمرو
کو دیے اور کہا کہ جلد اسکی شادی کر دے اس کام کے انجام سے نیکنامی ہے عمرو روپیہ اور مہر نگار کو وہانسے لیکر چلتا ہوا اثناے راہ مین
روپیے زنبیل مین رکھے اور مہر نگار کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے قلعہ کیطرف چلا کہ اسکو قلعہ مین پہونچا کے اطمینان
پائے سرمز و فرامرز نے بھی عیارونسے خبر پائی تھی کہ راتکو مہر نگار خیمہ تک آئی اور اُسنے اپنی صورت مردونکی طرح بنائی اور جری کی
کے گھوڑے پر سوار ہو کر معلوم نہین کہ کدھر کو چلی گئی اور عمرو مہر نگار کی تلاش مین گیا ہی اور وہ اُسکی تلاش مین پڑا ہی ہوا ہی بالکلیہ صلاح
کی کہ سواے اس پہاڑ کے درے کے اور کوئی راہ اسطرف آنیکی نہین ہی دوسری جانب تو گنجایش جانیکی نہین ہی عیار ہمارے کمین گاہ
مین لگے رہین جسوقت عمرو آئے اور مہر نگار کو اپنے ہمراہ لائے مہر نگار کو اُس سے چھین لین ہرگز اُسکو قلعہ مین جانے نہ دین اور قابو پڑے
تو اُسکو بھی مار ڈالین اور اگر جیتا ہاتھ آئے تو کیا کہنا ہی پھر ہمیشہ اُسکے ہاتھ سے مطمئن رہنا ہی چار سو عیار دامن کوہ مین چھپکر بیٹھے اور عیارون
کی ڈاک بٹھائی کہ جسوقت عمرو آئے اور عیار کمینگاہ سے نکلکر اُسکو گھیر لین فوراً ہمکو خبر ہو کہ ہم بھی کچھ لوگ منتخب ساتھ لیکر عیارونکی
مدد کو پہونچین کہ اُنکے دلمین ہراس نہ آئے کوئی شخص پسپا نہو جائے اور جن لوگونکو ساتھ لیجانیکے لیے تجویز کیا تھا اُنکو حکم دیا کہ
کسی وقت کمر نہ کھولین اور گھوڑونکی بدی رہے چنانچہ عمرو جب پشتارہ لادے ہوئے دامن کوہ کے نزدیک پہونچا چار سو
عیارون نے کمینگاہ سے نکلکر عمرو کو گھیر لیا چار ولطرف سے محاصرہ کر کے اُسکو جب تنگ کیا عمرو نے بھی سپر تلوار اپنی سنبھالی
شمشیر آبدار میان سے نکالی سرمز و فرامرز نے جو عمرو کے گھرنے کی خبر پائی اُسکے گھر جانے کی کیفیت سن پائی فی الفور مع اشخاص
معین چڑھ دوڑے عمرو شاہزادون کو دیکھکر بہت گھبرایا اپنے دلمین سوچا کہ انکے ساتھ سپاہیونکی کثرت ہی دشمنونکی بہت جمعیت ہی
مین اکیلا ہون سو بھی بار بردار ہون اس پشتارے کے اُٹھانے سے اور بھی مجبور ہون ناچار ہو دعائین مانگنے لگا آناً فاناً مین
نقابدار زنگی پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا عمرو کی مدد کرنے کو بحکم خدا پہونچا اور جہاندار کابلی اور

جہانگیر کابلی برادران شہ و پین کو قتل کرکے سرمزو فرامرز کی تمام جمعیت کو پریشان کیا سب اُسکے ہمراہیون کو سرگردان کیا
بہت سے کافر مارے گئے جنھون نے فرار کو قرار پر ترجیح دی وہی جان بر ہوئے دائرہ مقتولان سے باہر ہوئے سرمزو فرامرز شکست
کھاکر شکستہ خاطر جہاندار کابلی و جہانگیر کابلی کا ماتم کرتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے خوب صدمے اُٹھائے اور غدار عمرو کو
قلعہ ترک تیغ بچا کر اپنے مسکن کیطرف راہی ہوا عمرو نے قلعہ مین جاکر ملکہ کو محل مین داخل کیا مہرنگار کیطرف سے اطمینان حاصل
کیا اور مکرر عرض کرکے اپنا تقصیر معاف کروایا اس خدمتگذاری سے سب اُسکا رنج والم بھلایا اب حقیقت کی داستان پر آؤن دو کلمہ
داستان صاحبقران گیتی ستان کے سناؤن کہ قلعہ گلستان ارم سے نکلکر چالیس دن تک دیوانہ وار سر بصحرا چلے گئے اُن
لوگونکی بیوفائی سے عاجز ہوکر تن تنہا چلے گئے اکتالیسوین دن ہوش مین آئے دیکھیں تو سامنے ایک قلعہ ہے مگر دروازہ اُس کا
بند ہے اور دیو اُسکو گھیرے ہوئے کھڑے ہین اُسکے دروازے پر حفاظت کے لیے اڑے ہین امیر نے ایک نعرہ اسزور سے کیا
کہ قلعہ تک ہل گیا اور اکثر دیوونکے کان کے پردے پھٹ گئے جو سامنے کھڑے تھے ہٹ گئے لشکر دیونکا جو سردار تھا اُسنے امیر کو دیکھکر
پہچانا اور برو آکر کہنے لگا کہ یا صاحبقران تمنے تمام گلدستہ قاف کو برباد کیا ہے تمنے بڑا بڑا فساد کیا ہے مین تمکو خوب پہچانتا ہون
مین تمھاری حقیقت کو خوب جانتا ہون آج تم میرے قابو مین آئے ہو اب جیتے نہین بچتے یہ کہکر ایک درخت شمشاد امیر کے سر پر مارا امیر
نے اُسکو خالی دیکر ایک ہاتھ حمائل کا ایسا لگایا کہ ایکطرف کا ہاتھ اور سر و گردن نصف کمر تک کٹ گئی اور زمین پر گر پڑا فوج اُسکی امیر
کی ضرب دیکھکر بھاگی قلعہ مین جوگا دیانون کی قوم رہتی تھی بادشاہ اُنکا طلوع نام قلعہ سے بر آمد ہوا اور امیر سے بغلگیر ہوکر
بکمال عزت و توقیر امیر کو قلعہ مین لیگیا اور بڑے کروفر سے امیر کی دعوت کی بڑی عزت و حرمت کی امیر نے بعد انواع دعوت
اُس سے پوچھا کہ تو مجھکو دنیا مین پہونچا سکتا ہے اس سفر کی سرگردانی اور مصیبت سے مجھکو چھڑا سکتا ہے اُسنے کہا پہونچا کیون نہین سکتا ہون
مگر آسمان پری نے منادی کروادی ہے کہ جو آپکو دنیا مین پہونچا دیگا وہ میرے ہاتھ سے بڑی ایذا پاویگا لیکن جو کہون بھی مجھے قبول ہے
اگر آپ میری بیٹی قبول کرین امیر نے فرمایا کہ حاشا عقد کرنا مجھکو منظور نہین ہے اس ملک کے لوگون سے میری طبیعت مسرور نہین ہے وہ بولا
کہ اگر میری بیٹی سے عقد نہین کرتے تو رخ نام ایک جانور میرا حریف ہے اُسکو مار ڈالیے اس دشمن کی خلش میرے سینے سے نکالیے ان دونون
شرطون مین سے ایک کو بھی اگر آپ پورا کرین تو مین آپکو دنیا مین پہونچوا دیتا ہون آسمان پری کے نزدیک تو بدنامی کا اپنے سر لیتا ہون
امیر نے کہا کہ شرط ثانی مجھے قبول ہے اس جانور کو جو تیرا حریف ہے چلکر مجھے دکھا دے طلوع نے اپنے بیٹے امیر کے ہمراہ کیے کہ جانور جہان رہتا ہو دور سے
بتا کر دکھا دو اُسکا نشان اچھی طرح سے بتا دو صاحبقران نے جاکر ایک گنبد سفید دیکھکر پوچھا کہ یہ کون مکان ہے کس صاحب شوکت شان کا
یہ ایوان ہے ہمراہیون نے کہا کہ یہ گنبد نہین ہے یہ اسی جانور کا انڈا ہے جو دشمن طلوع بادشاہ ہے اسی کے خوف سے اُسکا حال تباہ ہے معلوم ہوا کہ وہ
اسوقت کسی طرف کو چرنے گیا ہے امیر جاکر اس انڈے کے متصل بیٹھ رہے کہ جب وہ آئے تو کچھ پکڑنیکی صورت کیجے جب وہ جانور اپنے انڈے پر
آکے بیٹھا اُسکے اوپر پیر پھیلا کے بیٹھا امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بہت قوی ہیکل ہے اسکا ہاتھ آنا مشکل ہے اور یقیناً دنیا کیطرف جاتا ہوگا
یہ سب طرف کی ہوا کھاتا ہوگا چلو اسکا پانون پکڑکے نعرہ مارو یہ گھبرا کر یہانسے اڑیگا دنیا کیطرف جائیگا اسکے ذریعہ سے [illegible]

یہ منصوبہ کر کے امیر نے اُسکے پاؤنکو پکڑ کے اس زور سے نعرہ کیا کہ گھبرا کر وہ اُڑا مگر جب بحر اخضر کے درمیان مین پہونچا اس زور سے امیر کے ہاتھ مین چونچ ماری کہ امیر کا ہاتھ کمزور ہوگیا اور اُس جانور کا پاؤن ہاتھ سے چھوٹ گیا رشتۂ امید ٹوٹ گیا امیر کا نیچے پہونچنا تھا کہ خواجہ خضر و الیاس نے ہاتھون ہاتھ امیر کو لیکے خشکی مین لٹا دیا کہ آرام پائین کسیطرح کی اذیت نہ اُٹھائین مگر امیر اُس صدمہ سے بیہوش ہوگئے اب آسمان پری کا حال سنئیے کہ ایکدن عبد الرحمن سے کہا کہ دیکھو تو امیر کہان ہین اور کیونکر ہین دنیا مین پہونچگئے یا ہمارے ملک کے اندر ہین عبد الرحمن نے زائچہ کھینچکر حکم لکھ کے سُنایا کہ امیر گاؤ پایون کے قلعہ تک پہونچے تھے اور طلوع گاؤ پا کو دیو گھیرے ہوئے کھڑے تھے امیر نے دیو ونکو مار کر طلوع کی جان بچائی اُنکی مدد سے اُسنے بڑے شکنجے سے رہائی پائی اُسنے امیر کی دعوت کی سب طرح راحت دی امیر نے اُسکو دنیا مین پہونچانے کا پیغام دیا اُسنے اُنکا کہنا قبول کیا اور آپکی منادی پھروا ما بیان کر کے کہا کہ یہ جو کہون مین تب اُٹھاتا ہون کہ آپ میری بیٹی سے عقد کر لین اُسکو اپنے نکاح مین لائین اپنی جورو بنائین امیر نے کانون پر ہاتھ رکھکر کہا کہ حاشا یہ مجھ سے نہو گا کہ مین اُس سے عقد کرون اور بلا مین پھنسون تب اُس نے کہا کہ اگر عقد نہین کرتے ہو تو رُخ جانور میرا دشمن ہے اُسکو مار ڈالیے یہ کھٹکا میرے دلسے نکالیے مین آپکو دنیا مین پہونچوا دونگا یہ کام آپکا ضرور کرونگا امیر نے کہا کہ اُس جانور تک پہونچوا دے اُسکا مکان دکھا دے چنانچہ اُسنے امیر کو اُس جانور تک پہونچا دیا امیر نے بجائے خود تجویز کیا کہ عجب نہین کہ یہ جانور دنیا کیطرف جاتا ہو اُسکے پاؤن پکڑ کے نعرہ مار کر لٹک گئے وہ جو وہان سے اُڑا بحر اخضر پر آکر امیر کے ہاتھ کو زخمی کیا اپنا پاؤن چھڑا لیا اُنکو تلے گرا دیا امیر نیچے گرے آسمان پری اِس تقریر کو سُنکر بہت روئی اور قریشہ کو مع لشکر قہار قلعہ گاؤ پا کے روانہ کیا اور کہدیا کہ گاؤ پا تو کیا جانور ہی جانور تک اُس شہر کا جیتا نہ بچنے پاوے ہر شخص تہ تیغ آئے اور آپ بحر اخضر کیطرف گئی لیکن حضرت خضر و الیاس کو دیکھکر شرم کے مارے سامنے نہ گئی اُنکی نظر سے غائب ہی ہر گاہ امیر کو ہوش آیا امیر نے خواجہ خضر و الیاس سے آسمان پری کی نالش کی اُنھون نے فرمایا کہ یا امیر بہت گئی تھوڑی رہی ہے گھبرانے کا مقام نہین ہے رنج کھانیکا مقام نہین ہے آسمان پری ابھی آئی تھی مگر ہمکو دیکھکر خجالت سے اُلٹی پھر گئی اپنی شکل ہمکو نہ دکھائی ہمارے سامنے نہ آئی امیر نے عرض کی یا حضرت مجھکو قلعہ گاؤ پا مین پہونچا دیجئے اتنی مہربانی کیجئے کہ اُس مردود سے اپنا عوض لون اُسکو زیر کرون حضرت خضر نے امیر کو قلعہ گاؤ پا مین پہونچا دیا اُنکے کہنے پر عمل کیا امیر دیکھین تو تمام شہر ویران ہے بستی سنسان ہے چڑیا تک نہین دکھائی دیتی امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کہ یا حضرت اس قلعہ کے رہنے والے کہان گئے ایک آدمی بھی نظر نہین آتا ہے اس ویرانے کے دیکھنے سے تو دل گھبراتا ہے خواجہ خضر نے فرمایا کہ یہ جو کچھ حادثہ بالفعل تم پر گذرا عبد الرحمن سے آسمان پری کو معلوم ہوا اُسنے قریشہ کو بھیجکر اس شہر کو یہ چرزغ کیا ایک ایک شخص چن چن کے مار ڈالا یہ کہکر خضر تو وہان سے غائب ہوے اور امیر تین دن تک اُس شہر مین رہے چوتھے دن صحرا کیطرف چلے آٹھوین دن ایک قلعہ نظر آیا وہان البتہ کچھ آبادی کا نشان پایا قریب جا کر دیکھین تو قلعہ مدائن کا معلوم ہوتا ہے برج فصیلین اور تلشاد کا موجود ہے قلعہ کے اندر جو گئے تو دی

مکانات جو قلعہ مدائن مین تھے دکھائی دیے مگر آدمی کوئی نہین نظر آیا ہر قلعہ مکان کا خالی پایا سخت متحیر ہوئے کہ آدمی سب
کہان گئے جہز نگار کی مجلس کیطرف گئے شعر نک امیر کے لکھے ہوئے اسکی محراب پہ موجود تھے مگر رہنے والے نیست و نابود تھے
وہان سے چہل ستون کو دیکھتے ہوئے باغ داد مین گئے جب باغ داد سے ہفت بہشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک دیو طویل القا
قوی الجثہ کھڑا ہوا ہے امیر کو دیکھکر کلکاریان مارنے اور کہنے لگا کہ اے آدم زاد اس قلعہ کے آباد ہونیکی مجکو بہت آرزو ہے
آٹھ پہر اسی بات کی جستجو ہے کہ دنیا مین مدائن نام ایک شہر ہے یہ نقل اسی کی مین نے بنوائی ہے اسکے بنانے مین مین نے بڑی دقت
اٹھائی ہے دو آدمی لایا بھی ہون اور آدمی لایا چاہتا ہون اس قلعہ کو آدمیون سے لیا یا چاہتا ہون چونکہ تو آپ سے آیا ہے
اللہ نے خود بخود تجکو یہان پہونچایا ہے اسواسطے تجکو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اس قلعہ کی حکومت بالکل تجھے دونگا امیر
نے پوچھا یہ کون اقلیم ہے وہ بولا کہ قاف ہے امیر نے فرمایا کہ تو مجکو بھی پہچانتا ہے میرا نام جانتا ہے وہ بولا کہ مین نے آج کے سوا
تجکو کبھی دیکھا بھی نہین پہچانون کیونکر امیر نے کہا کہ زلازل قاف میرا ہی نام ہے میرا آوازہ جوانمردی و شجاعت
مشہور خاص و عام ہے اسنے پوچھا کہ عفریت و اہرمن کو تو ہی نے مارا ہے انکا سر شمشیر آبدار سے تو ہی نے مارا ہے امیر بولے
کہ پہر کیا موقوف ہے بہت سے دیو مین نے مارے ہین وہ بولا کہ تو تو اس قلعہ کو برباد کریگا یہان بھی ویسا ہی فساد کرے گا
مین تجھ سے دیوان قاف کے خون کا بدلا لونگا اور تجکو بہت ذلیل کرونگا یہ کہکر ایک آسیا سنگ امیر پر اسنے مارا امیر نے بقوت
بازو اسکو رد کر کے ایک ہی ہاتھ مین کام اس نا کام کا تمام کیا چستی و چالاکی سے اپنا کام کیا امیر اسکو مار کے ایک دالان مین گئے وہان
لڑکے صاحب حسن و جمال بیٹھے ہوئے تھے بازیب و زینت کمال بیٹھے ہوئے تھے امیر نے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولے کہ ہم ایک
سوداگر کے بیٹے ہین باپ ہمارا مر گیا تھا ایک دیو جسکا یہ مکان ہے ہمکو اٹھا لایا ہے اس ظالم نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا ہے
آپ بتلائیے کہ کون ہین امیر نے فرمایا کہ مجکو قدرت اللہ سیف اللہ قدرت الرحمن زلازل قاف کو جسے سلیمان کہتے ہین
شجاعت و دلاوری مین سب مجکو یکتائے زمان کہتے ہین دنیا سے آکر تمام دیوان قاف کو مارا ہے [illegible] جو تمہین
اٹھا لایا تھا ابھی قتل کیا ہے اس مردود سے بھی اپنا بدلا لیا ہے اب تم خاطر جمع رکھو تمکو دنیا مین پہونچا دونگا اتنا
کام تمہارا ابھی کرونگا تب وہ لڑکے امیر کے قدمون پر گر پڑے اور بہت خوش ہوئے صاحبقران نے پوچھا کہ تمہ
نام کیا ہے ایک بولا کہ مجکو خواجہ آشوب کہتے ہین اور دوسرے نے کہا کہ میرا نام خواجہ بہلول ہے امیر نے [illegible]
مین دنیا مین چلکر ایک کو تم مین سے اپنا وزیر کرونگا اسکو ایک منصب عالی دونگا اور دوسرے کو بخشی کرونگا وہ بولے کہ جب
جیتے جی دنیا مین پہونچینگے تب تو وزیر و بخشی کہلاوینگے ہمتو یہ جانتے ہین کہ کبھی خلاصی نہ پاوینگے اس مصیبت مین مر جاوینگے
امیر نے دونون کی تشفی کی بہت سے دلاسے دیئے کہ خدا چاہتا ہے تو عنقریب دنیا کو چلتے ہین [illegible]
نکلتے ہین یہ کہکر انکو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر نکلے وہ دونون بھی انکے ساتھ باہر نکلے [illegible]
بیٹھکر کیچہ خفر نکالا آپ بھی کھایا اور انکو بھی کھلایا امیر کی [illegible] سے ان دونون [illegible]

کے بعد ایک دیو درخت شمشاد کا کندھے پر رکھے ہوے دکھائی دیا امیر کا آکر مقابلہ کیا امیر سے آکر کہنے لگا کہ تو آدم زاد پیادہ سر دندان سفید ضعیف الجثہ تو میرے دربان کو مار کے ان لڑکوں کو لیکر کہاں جاتا ہے تیرے دل میں میری طرف سے ذرا خوف نہیں آتا ہے تو نہیں جانتا کہ میرا نام معمار دیو ہے تمام قاف میں مجھ سے زیادہ کون خونخوار دیو ہے امیر نے پوچھا یہ قلعہ مدائن کی نقل تو ہی نے بنایا ہے اس قلعہ کو تو ہی نے رونق دی ہے اور تو ہی نے بسایا ہے وہ بولا کہ اسکو بھی میں نے بنایا ہے اور جہانتک کہ مکانات حضرت سلیمان پردہ ہاے قاف میں واقع ہیں سب میرے ہی ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں یہ کارخانے جو تم دیکھتے ہو یہ نقشے میرے ہی جمائے ہوے ہیں اب تو بتلا کہ تیرا کیا نام ہے تجکو یہاں آنے سے کیا کام ہے امیر نے کہا کہ آسمان پری جو پریزادون کے بادشاہ کی بیٹی ہے میں اسکا شوہر ہوں نام میرا زلزل قاف کوچک سلیمان ہے میری شجاعت و دلاوری تمھارے دیار میں بانزدہ ہر پیر و جوان ہے وہ بولا کہ یہ کہو گلدستہ قاف آپ ہی کا برباد کیا ہوا ہے مگر آج آپکی قضا یہاں لائی ہے معلوم ہوا کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے آئی ہے یہ کہکر دار شمشاد امیر کے سر پر مارا امیر نے اسکو خالی دیکر ایک تھوب سلیمانی کا ایسا سو توان مارا کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہو گیا تسمہ باقی نہ رہا لڑکوں نے جو امیر کی یہ قوت و شجاعت دیکھی بہت خوش ہوئے اور خوش طبعی سے کہنے لگے کہ واہ میاں قدرت اللہ تم تو بڑے ہی زور آور ہو سبحان اللہ کیا کہنا ہے بڑے شجاع اور دلاور ہو ہم تمھارے ساتھ ضرور رہینگے اور جہان جاؤگے وہاں چلینگے جو تم کہو گے وہی کرینگے معلوم ہوا کہ تم اپنے نام کی برکت سے ایسے ایسے زبردست دیوؤں کو مارتے ہو نہیں تو آدمی میں یہ کہاں قدرت و طاقت ہے کہ دیو کو اس آسانی سے مارے انکا سر انکی گردن سے اس طور سے اتارے ہم اپنا بھی نام یہی رکھینگے الغرض امیر بھی ان لڑکوں سے خوش طبعی کرتے ہوئے چلے وہ لڑکے بھی انکی محبت کا دم بھرتے ہوے چلے قلعہ سیاہ بوم میں جو شیر مارا تھا اسکی کھال کو دو ٹکڑے کر کے نصف بہلول اور نصف آشوب کو دی اور ایک کا نام جہانداز قلندر اور دوسرے کا نام جہانگیر قلندر رکھا دونوں کو ہر بات میں برابر رکھا جب آفتاب خط استوا پر پہونچا امیر ایک درخت کے سایہ میں پوست کر گردن بچھا کر لیٹے ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئے جھکے مزے تھے غافل ہو گئے لڑکے اٹھکر دریا میں کہ متصل اس درخت کے جاری تھا نہانے لگے آپس میں پانی کے چھینٹے اڑانے لگے ناگہاں جنگل کی طرف سے ایک دیو نمودار ہوا بہلول نے اپنے بھائی سے کہا کہ کیوں بھائی وہ نسخہ یاد ہے چلو ہم تم ملکر اس دیو کو مار لیں اس مردود کو قتل کریں دونوں بالکل اصلاح کر کے اس دیو کو للکارے کہ او مردار خوار کہاں آتا ہے دیکھ ابھی تو ہمارے ہاتھ سے جہنم میں جاتا ہے نہیں جانتا کہ ہم قدرت اللہ و سیف اللہ ہیں تم لوگوں کی حقیقت سے خوب آگاہ ہیں یہ کہتے ہوے اس دیو کی طرف چلے جب دیکھا کہ دیو ڈر لیتا نہیں چلا ہی آتا ہے ہماری بات کو کچھ خاطر میں نہیں لاتا ہے تب تو ڈر کے صاحبقران کو جگا دیا اسکے حال سے جلد آگاہ کیا امیر نے دیکھا کہ ایک دیو عظیم الجثہ ہاں ہاں کرتا چلا آتا ہے جب نزدیک آیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر کر کے اسکو زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے اسکا گلا کاٹ کے پھینکدیا اسکو واصل جہنم کیا اور لڑکوں سے کہا کہ خبردار خبردار پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرنا نہیں تو مفت مارے جاؤگے ان مردودوں کے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پاؤگے یہ کہکر ایک

سمت کو چلے پانچوین دن دریا کے کنارے ایک جہاز عظیم الشان دیکھا مالِ امیر کا دا جاتا تھا متصل جا کر اُسکے خلاصیون
سے پوچھا کہ یہ جہاز کسکا ہے اور کہان جائیگا کس شہر مین لنگر گرائیگا وہ بولے کہ یہ جہاز سعید بازرگان کا ہے اور دنیا کیطرف
جائیگا وہین پر قرار پائیگا امیر نے فرمایا کہ ہم تین آدمی بھی دنیا کیطرف جانیوالے ہین جو کچھ تول فرمادیجئے ہم بھی دیدین
اور جہاز پر بیٹھ لین اور عنایت کا شکر کرین لوگون نے کہا کہ ہمکو یہ اختیار نہین ہے آپ جہاز کے مالک سے گفتگو کیجئے اُس سے
سوار ہونیکی اجازت لیجئے امیر نے خواجہ سعید سے ملاقات کر کے کہا کہ ہم بھی دنیا کو جانیوالے ہین اُسی طرف کو ہم بھی
رخت و قیمت اُٹھانیوالے ہین جو کچھ تول فرمادیجئے دینے کو حاضر ہین آپکے فرمانے سے ہم ہرگز نہین ٹلتے ہین خواجہ سعید
نے بہت سا اخلاق کر کے امیر سے کہا کہ تول اسکا یہ ہے کہ آپ میری بیٹی سے عقد کر لین امیر نے کان پر ہاتھ دھر کے کہا کہ یہ نہ ہوگا مجھے
نکاح کرنے سے انکار ہے طبیعت میری اس امر سے بیزار ہے سوداگر امیر کے انکار سے ناخوش ہوا امیر تو اُٹھ کر چلے آئے سوداگر کے
کلام انکو نہ بھائے مگر لڑکون نے سوداگر سے کہا کہ اگر ہماری بھی شادیان کر دو تو ہم امیر کو راضی کر دیتے ہین اس امر کا ذمہ ہم لیتے ہین سوداگر نے کہا
کہ مین نے قبول کیا لڑکون نے امیر سے کہا میان قدرت اللہ شادی کیون نہین کرتے دنیا مین بھی پہونچ گئے اور مفت مین
جورو بھی پاؤ گے پھر کیسے کیسے مزے اٹھاؤ گے امیر نے فرمایا کہ مین شادی نہین کرنے کا اس وادی مین ہرگز قدم نہین دھرنیکا
لڑکے بولے کہ میان قدرت اللہ شادی تو تمھین کرنی ہوگی آپکا انکار کچھ کام نہ آئیگا ہم دیکھتے ہین کہ آپکو سنج دکھائیگا
امیر نے کہا کہ کیا تمھاری زبردستی ہے مین شادی کرونگا اپنے تئین مصیبت مین پھنساؤنگا لڑکون نے کہا کہ البتہ ہماری
زبردستی سے شادی کرنی ہوگی امیر انکی اس گفتگو سے ہنس پڑے اور کہا کہ اچھا اگر تمھاری ایسی ہی زبردستی ہے تو مین
شادی کرونگا تمکو کسی طرح ملال نہ دونگا لڑکے خوشی خوشی سوداگر کے پاس دوڑے آئے اور آپس کے کلام سنا کے
اور کہنے لگے کہ لو صاحب ہمنے انکو راضی کیا اس بات پر ہمنے ان سے عہد مستحکم لیا اب آپ اپنی بیٹی سے عقد کر دیجئے محفل
عروسی کا سامان کیجئے سوداگر نے جھٹ پٹ امیر کا نکاح اپنی بیٹی سے اور ان لڑکون کا نکاح ایک دوسرے شخص کی لڑکیون سے
کر دیا اس کام کا انجام بخوبی کیا رات کو تینون آدمی اپنی اپنی جوروؤن کے ساتھ سوئے صبح کو امیر جو دیکھین تو آسمان پری
امیر کے پاس سوتی ہے اور وہ سوداگر عبد الرحمن ہے عجب معاملہ اور عجیب سامان ہے چونکہ امیر نے آسمان پری کو غصہ
مین طلاق دی تھی لہذا اس تدبیر سے عبد الرحمن نے دوبارہ امیر کا عقد آسمان پری کے ساتھ کر دیا بموجب شرع
آسمان پری کو اُن پر مباح کیا آسمان پری امیر کے قدمون پر گر کے گڑگڑانے لگی اور اپنی عاجزی جتانے لگی اور
عبد الرحمن نے بھی امیر کے قدمون کو ہاتھ لگایا بہت الحاح سے پیش آیا کہ آج تک جو تقصیر ہوا معاف فرمائیے اگلی باتونکا
خیال کچھ دل مین نہ لائیے بار دیگر اگر کوئی قصور ہو تو معاف نہ کیجئے گا پھر جو آپکے جی مین آئے سزا دیجئے گا آسمان پری بولی
کہ یا امیر نفس الامر مین اب مین آپکو دنیا کیطرف بھیجدونگی مجھکو قسم ہے کہ اب قصور نہ کرونگی ناچار امیر اُن دونون لڑکون سمیت
آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم مین گئے آسمان پری نے چھ مہینے تک جشن کیا امیر نے ایک دن پھر آسمان پری

ے کہا کہ ای آسمان پری مجکو اب رخصت کر کہ یہان کے رہنے سے میرا جی بہت تنگ آیا ہی مین نے اپنے اہل وعیال کی مفارقت سے
ت صدمہ اُٹھایا ہی آسمان پری بولی کہ یا امیر انشاء اللہ تعالی کل صبح آپکو رخصت کرونگی لیکن یہ تو فرمائیے کہ پھر بھی کبھی
ہان آؤ گے اپنی صورت پھر بھی کبھی دکھلاؤ گے امیر نے کہا کہ ای ملکۂ قاف جسطرح مہر نگار کا مجکو یہان اشتیاق ہی اسیطرح وہان
ھارا اشتیاق ہوگا تمھارے دیکھنے کا میرا دل مشتاق ہوگا آسمان پری امیر کی ان باتون سے بہت خوش ہوئی اور صبح کو بارگاہ
ن تخت سلطنت پر بیٹھکر اُن چار دیو ونکو کہ ہمیشہ امیر کو لیجاتے تھے طلب کیا اور پہلے اُنکو انعام دیا پھر ایک تخت بزرگ منگا کر
پر تحفے قاف کے رکھوائے اور امیر سے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیئے چلنے پر طیار ہو جیئے امیر چاہتے تھے کہ تخت پر سوار ہوئین
یک مرتبہ سامنے سے شور وغل پیدا ہوا ایک ہنگامۂ محشر پیدا ہوا دیکھین تو چار سو جن و دیو جو شہپال کی خدمت مین حلقہ
تے تھے گریبان چاک سر پر خاک زار زار روتے چلے آتے ہین اپنے سرون پر خاک اُڑاتے ہین آسمان پری یہ حالت اُنکی
یکھکر گھبرا گئی اُسکی آنکھون پر اندھیری چھا گئی پوچھا خیر تو ہی التماس کیا کہ بادشاہ نے اس جہان فانی سے ملک جاودانی کیطرف
حلت کی فردوس برین کی راہ لی آسمان پری یہ خبر بد سُنتے ہی تخت پر سے نیچے گر پڑی اور اپنا حال زبون کیا اور تمام
ستان ارم ماتم سرا ہو گیا قیامت کا شور وغوغا بپا ہو گیا چھوٹے سے بڑے تک سیاہ پوش ہوے روتے دھوتے سب
پوش ہوے آسمان پری نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ یا امیر جہان آپ ستره برس رہے ہان اب چالیس دن اور رہیئے میری خاطر سے
درد اور غم مفارقت اہل عیال سہیے کہ مین شہپال کی لاش کو شہرستان زرین مین جا کر دفن کر آؤن اُنکو بھی اُسی قبرستان
یم مین پہونچاؤن اور چہلم تک اُنکا ماتم برپا رکھون اُنکے مرنے کا سوگ کرون وہانسے آکر آپکو رخصت کرونگی آپکو یہان سے جانے
نگی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ مین یہان رہونگا جو تم کہتی ہو وہی کرونگا آسمان پری نے کہا کہ ایسا نہو تم اُداس ہو کر
ی طرف چلے جاؤ مجکو اپنی جدائی کا پھر رنج دکھاؤ مین سلاسل پری کو تمھارے پاس چھوڑے جاتی ہون اگر دل گھبرا دے
س سے کنجیان لیکر چہل عجایبات سلیمانی کی سیر کرنا کہ تمھارا جی نہ گھبرا دے طبیعت وحشت نہ کھاوے یہ کہکر شہپال کی لاش ہمراہ
شہرستان زرین کیطرف روانہ ہوئی جب وہان پر پہونچی تمام پردہ ہاے قاف تاریکی و زبرجد و یاقوت و بیابان ضیا و زمرد
یرہ کے شاہان نامدار حاضر ہوے ادنی و اعلی صغیر و کبیر جتنے تھے سب ایکبار حاضر ہوے اور سبھون نے ملکر شہپال کو تجہیز و تکفین کیا
ر چالیس دن تک چھوٹا بڑا سیاہ پوش ہو کر ماتم داری مین مصروف رہا سب کارخانہ موقوف رہا صاحبقران کا حال سنئے دو روز
ن تس طرح کاٹے تیسرے دن گھبرا کے باہر جانیکا قصد کیا سلاسل پری نے عرض کی کہ جبتک ملکۂ آفاق آئین حسب وعدہ
ن کام سے فراغت کرکے تشریف لائین تب تک آپ چہل عجایبات سلیمانی کی سیر فرمائین اس شغل مین آپ اپنی طبیعت
لائین یہ کہکر ایک کنجی امیر کے ہاتھ مین دی اور دروازہ اُسکا بتا دیا اُسکا حال سب سنا دیا صاحبقران قفل کھولکر
ے اندر گئے اندر جانا تھا کہ اُس حجرۂ تاریک کا دروازہ بند ہو گیا ایکساعت کے بعد تیرگی رفع ہوئی ایک میدان وسیع
ائی دیا اُسکو بغور مشاہدہ کیا اُس میدان کیطرف جو گئے ایک تخت مرصع بچھا ہوا نظر آیا بہت پُرتکلف پایا امیر

ایک سیب نصف سبز و نصف سرخ رکھا ہوا تھا اُس سیب کو اُٹھا کر جو سونگھا بیہوش ہو کر تخت پر گر پڑے سنتے ہی بیہوش ہو گئے خواب میں دیکھا کہ ایک قلعہ عالیشان ہے ازبس خوش وضع مکان ہے اُس قلعہ میں جو گئے ایک باغ دلکش دیکھا روشوں پر اُسکے خوبرویان پری بصد تجمل و ناز خرامان ہیں کمال نزاکت سے ہر طرف جلوہ کنان ہیں اور ایک نازنین مہ جبین مکلف لباس پہنے ہوئے اُس تخت پر جلوہ افروز ہے جسکی صباحت کے سامنے خورشید درخشان بے نور بلکہ زیادہ از چراغ روز ہے امیر اُسکو دیکھتے ہی شیفتہ ہو گئے دل و جان سے فریفتہ ہو گئے اُس مہ جبین نے امیر کے واسطے محفل جشن کی ترتیب دی خوب خاطر داری کی چار سو اہل ساز درست کر کے گانے بجانے لگیں اپنا جوہر دکھانے لگیں اسمیں آمد آمد اُس نازنین کے باپ کی ہوئی وہ گھبرا کر کہنے لگی کہ کدھر جا کے چھپوں کہاں اپنے تئیں پوشیدہ کروں صاحبقران نے کہا کہ چھپنے کی کیا ضرورت ہے جسطرح بیٹھی ہو بیٹھی رہو باپ تمھارا آتا ہے تو آنے دو اندیشہ کیا ہے یہ سب تردد بیکار ہے اتنے میں اُسکا باپ آیا اور اپنی بیٹی کو امیر کے پاس بیٹھا پایا سلام علیک کر کے امیر کا قدمبوس ہوا صاحبقران نے اُسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ اے عزیز تو مجھکو کیا جانے تو نے مجھکو کبھی نہیں دیکھا [illegible] پہچانے وہ بولا کہ ہمنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ زلازل قاف کسی زمانے میں عجائبات سلیمانی کی سیر کرنیکو آئیگا بہت سے دیوؤں کو زیر تیغ آبدار لائیگا والا آدمی کی کہاں طاقت ہے کہ یہاں آوے اور دیوؤں کے مارنے پر قدرت پاوے امیر بہت اُس سے خوش ہوئے اُسنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا انکو اپنی دامادی میں لایا صاحبقران سات برس وہاں رہے اس عرصے میں دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایکدن امیر اُس معشوقہ کو لئے ہوئے حوض کے کنارے سیر کو بیٹھے ہوئے تھے اُسنے کہا کہ یا زلازل قاف پری خلخال اس حوض میں گر گئی ہے تم نکال دو تو بڑا احسان کرو صاحبقران جو اُس حوض میں غوطہ لگا کر نکلے چونک پڑے دیکھا کہ وہی کوٹھری ہے جسمیں پہلے آئے تھے اور سلاسل پری سامنے کھڑی ہے امیر نے متحیر ہو کے سلاسل پری سے کہا کہ میں پھر اس کوٹھری میں جاؤنگا کہ میرا جی لڑکوں میں لگا ہوا ہے میرا دل اُنکی محبت میں پھنسا ہوا ہے سات برس تک وہاں رہا مگر حوض میں غوطہ کیا لگایا کہ پھر یہاں آ پہنچا سلاسل پری نے عرض کی کہ خیالات یہ عجائبات سلیمانی ہے کیسے لڑکے اور کیسی جورو ایک پہر سے زیادہ عرصہ آپکو گئے ہوئے نہیں ہوا چلیے اب شام ہوئی خاصہ تناول فرمائیے اور آرام کیجیے وہ سب خواب و خیال تھا طلسمات میں ایسی ہی باتیں پیش آتی ہیں اُن سب کو اپنی خاطر سے بھلا دیجیے کل دوسری کوٹھری کی سیر کیجیےگا وہاں اور بھی کیفیت نظر آئیگی اس سیر سے تمھاری طبیعت اور بھی حظ اُٹھائیگی سلاسل پری کے کہنے سے کوٹھری میں قفل لگا کے امیر کو محلسرا میں لے آئی امیر نے خاصہ کھا کر آرام کیا دل نے چین نہ قرار پایا صبح کو بعد فراغت ضروریات دوسری کوٹھری کو کھلوا کر اُسکے اندر گئے تھوڑی دور جا کر میدان میں ایک تخت پر تصویر رکھی ہوئی دیکھی امیر نے تصویر کو جو اُٹھا کر دیکھا غش کھا کر تخت پر گر پڑے ہوش و حواس سب جاتے رہے اس غفلت میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے اُسمیں بہت سی عورتیں جمیلہ جمع ہیں اور وہی نازنین جسکی تصویر کو دیکھکر امیر نے غش کیا تھا [illegible] کے حلقے میں تبرج رہی ہے اور وہ عورتیں ساز بجا رہی ہیں نئے نئے راگ گا رہی ہیں اور بہت سے غول ایکطرف کھڑے ہیں امیر کو دیکھکر گرنے لپکے وہ ہمیں بھی عقرب سلیمانی

نکال کے اُسپر حملہ آور ہوے وہ سب یہ حال دیکھکر حیران و مضطر ہوئے اس صدمے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھین تو نہ غول ہین اور نہ وہ باغ ہے سلاسل پری اُس حجرے مین کھڑی ہے متعجب ہوکر تحلسرا کیطرف متوجہ ہوے سلاسل پری بھی اُس حجرے کو مقفل کرکے حاضر ہوتی امیر نے خاصہ تناول فرماکے آرام کیا پھر اپنے معمول سے اُسی مکان مین جاکر آرام فرمایا تیسرے دن تیسری کوٹھری کی سیر کو تشریف لیگئے تھوڑی دور جاکر راہ بھول گئے ریگستان مین جا پڑے اور طپش آفتاب سے نہایت حیران پریشان رہے سات شبانہ روز تک اس ریگستان مین سرگردان رہے آٹھوین دن ایک دیو نظر آیا اُسکو امیر نے نئی صورت کا پایا امیر کا کمر بند پکڑ کے آسمان کیطرف اُڑا کہکشان کے برابر جاکے امیر کو زمین پر دے مارا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہ وہ ریگستان ہے اور نہ وہ دیو ہے وہی حجرہ ہے اور سلاسل پری کھڑی ہے امیر نے سلاسل پری سے اُس حجرے کا حال بیان کیا سلاسل پری ملتمس ہوئی کہ ان حجرون مین اسیطرح کے عجائبات ہین جنکے دیکھنے سے آدمی کو حیرت آتی ہے عقل گم ہو جاتی ہے مگر خطرہ کچھ نہین ہے القصہ امیر نے اُنتالیس دن مین اُنتالیس حجرون کی سیر کی وہانکے عجائبات و غرائبات دیکھنے سے طبیعت کو مسرت وافر دی چالیسوین دن سلاسل پری سے کہا کہ اس چالیسوین حجرے کو بھی کھول کہ مین اسکی بھی سیر کرون اسکے عجائبات بھی دیکھون اُسنے کہا کہ اس حجرے کا دروازہ مین نہین کھول سکتی اس بات مین ہرگز بول نہین سکتی یہ زندان سلیمان ہے امیر نے اصرار کیا وہ بولی کہ اسکی کنجی میرے پاس نہین ہے امیر نے اُسکے ہاتھ سے کنجیان چھین کر اُس حجرے کو کھولا اور اُسکے اندر گئے سلاسل پری آسمان پری سے کہنے کو دوڑی گئی کہ امیر چالیسوین حجرے کو بھی کھول کر سیر کو جاتے ہین میرے منع کرنے کو خیال مین نہین لاتے ہین راوی لکھتا ہے کہ جب امیر چالیسوین حجرے مین تشریف لیگئے دیکھا کہ ہزارون دیو جن و پریزاد قید ہین سبھون نے آکر امیر کو مجرا کرکے عرض کی کہ یا زلازل قاف ہمکو اس قید سے چھڑائیے ہمارے حال پر بھی اتنی عنایت فرمایئے امیر نے کہا کہ تمنے کیونکر جانا کہ مین زلازل قاف ہون اُنھون نے کہا کہ یا امیر اس زندان مین بہت سے لوگ حضرت سلیمانؑ کے قید کیے ہوے ہین اور یہان کا قیدی جیتے جی چھوٹتا نہین ہے ایکمرتبہ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تھا کہ زلازل قاف آکر اس زندان کے قیدیون کو چھڑائیگا وہ آدم زاد ہے کہ قاف مین آئیگا اس سے ہمنے جانا آپ ہی زلازل قاف ہین پس خدا کیواسطے ہمکو اس قید سے نجات دیجئے ہم قیدیونکی رہائی کا ثواب لیجئے امیر کو اُن سب پر رحم آیا اور ایک سرے سے بیڑیان کاٹکر سب کو اُس قید سے چھڑایا ہر ایک صاحبقران کے قدمبوس ہو کر رخصت ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا ناگاہ ایکطرف سے امیر کے کان مین گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آئی اُنھون نے اپنی آنکھ اُس جانب کو اُٹھائی امیر جو اُسطرف کو گئے دیکھا کہ ایک بچھڑا مانند گلگون رنگ پھر رہا ہے اور سر سے پاتک مرقع کا حال ہے بہت خوبصورت اور نئی طرح کی چال ہے چار سو گل کے قریب اُسکے بدن پر ہین نہایت خوشنما اور بہتر ہین اور ایک ایک گل ہزار ہزار گل کی موج مار رہا ہے امیر اُس بچھیڑے کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور وہ بچھیڑا بھی امیر کو دیکھکر کلیلین کرنے لگا اُنکو دیکھکر طرارے بھرنے لگا اور امیر کیطرف دوڑ کر ایک ٹاپ امیر کے پاؤن پر ماری باوجودیکہ امیر زرہ زیر جامہ پہنے ہوئے تھے اُسپر بھی بیتاب ہوگئے امیر کو

غصہ جو آیا کہ اُسکی ٹاپ سے صدمہ اُٹھایا اُسکے پیچھے دوڑے گئے وہ بھاگ کر ایک مکان مین گھس گیا امیر بھی اُسکے پیچھے پیچھے
چلے گئے ایکدم نہ رُکے وہ مکان ازبسکہ تاریک تھا امیر گوہر شبچراغ کو ہاتھ مین لیکر اُسکی روشنی مین روانہ ہوئے تھوڑی دور
گئے تھے کہ ایک آواز کان مین آئی کسی نے یہ بات سُنائی آقا میرے اب میرا حال بہت تنگ ہے جلد آکر چھڑاؤ ہمکو اس مصیبت سے
بچاؤ امیر آگے ہوگئے دیکھا لاغیسہ و ارزمائیس بیٹھے ہوئے بکا و زاری کر رہے ہین نہایت اضطراب و بیقراری کر رہے ہین امیر
نے فرمایا ٹھہر جاؤ یہ بچھیڑا مجھے لات مار کر بھاگا ہے اسکو مار لون تو تمھین چھڑاؤن ارزمائیس اور لاغیسہ نے عرض کی کیا صاحبقران
یہ ہمارا فرزند ہے آپ سے آگاہ نہ تھا اس سے تقصیر ہوئی معاف کرو ہم سب کو اپنا تابعدار سمجھو امیر یہ بات سُنکر متعجب ہوئے اور
پوچھنے لگے کہ تو دیو اور جورو تیری پری بچہ کیونکر گھوڑا ہوا اسکا حال مجھ سے مفصل ظاہر کرو اسکی حقیقت سے مجھے ماہر
کرو اُنھون نے تمام کیفیت بیان کرکے کہا کہ نام اسکا ہمنے اشقر رکھا ہے ارزمائیس نے اُسے بلاکر امیر کے قدمون پر گروایا قصور
اُسکا معاف کروایا امیر نے اسکو قید سے نجات دی اُنھون نے یہ مہربانی کی اور فرمایا کہ تم بیٹھو مین آگے کی سیر کرکے آتا ہون یہان کے
اور عجائبات دیکھنے جاتا ہون امیر وہان سے آگے کو گئے دیکھین تو ایک مکان مین دو پریزادین سر کے بال بندھے ہوئے
اُلٹی لٹک رہی ہین اس مصیبت مین اپنا سر ٹپک رہی ہین امیر نے ترس کھاکر اُنکو بھی کھولا آگے ہوگئے تو دیکھا کہ ریحان پری و
قمر چہرہ جنسے امیر نے عقد کیا تھا پابزنجیر بیٹھی ہوئی ہین نہایت مغموم اور دلگیر بیٹھی ہوئی ہین امیر اُنکو دیکھکر آنسو بھر لائے
اُنکو اس حال مین دیکھکر بہت رنج اُٹھائے وہ بھی امیر کو دیکھکر رونے لگین جان اپنی کھونے لگین امیر اُنکو اپنے ہمراہ لیکر ارزمائیس و
لاغیسہ کو ہمراہ لیتے ہوئے حجرے کے باہر آئے اور اس شب کو آسمان پری کے پلنگ پر ریحان پری و قمر چہرہ سے ہمبستر ہوئے
ان دونون کی صحبت سے بہرہ ور ہوئے قدرت خدا سے دونون اُسی شب کو حاملہ ہوئین راوی لکھتا ہے کہ ریحان پری سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکا
نام دردر پوش رکھا جائیگا اور قمر چہرہ کے بیٹے کا نام قمر زاد ہوگا اور ان دونون شاہزادون کی داستان بالاباختر کے دفتر
مین لکھی جائیگی اپنے مقام پر بیان مین آئیگی القصہ صبح کو امیر نے اُن دونون پریزادونکو رخصت کیا اور اپنے گھر گئین امیر
نے ارزمائیس سے کہا کہ اب تو مجھے دنیا مین پہونچا سکتا ہے اُسنے عرض کی کہ حاضر ہون امیر لڑکونکو لیکر تخت پر بیٹھے اور ارزمائیس
اور لاغیسہ تخت کو کاندھے پر رکھکر قندیل فلک ہوگئے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایک دریا کے کنارے اُترے امیر نے
ایک عمارت مجلی و مصفی دیکھی وہ تعمیر بہت عجیب اور خوش فضا دیکھی اُسکے اندر گئے ہر دیوار و در کو دیکھکر غش غش کیا
اسواسطے کہ ایسی کیفیت اُنکو کسی مکان مین نظر نہ آئی تھی اس تکلف کی عمارت کبھی نہ دیکھی پائی تھی معلوم ہوا کہ حضرت
سلیمانؑ کا آئینہ محل ہے اسی سبب سے ضرب المثل ہے شام کو خود بخود اسقدر روشنی اُس مکان مین [illegible] چراغ
روشن ہوتے تو ایسی روشنی ہوتی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ امیر لڑکون کو لیکر سو رہے ارزمائیس بھی [illegible] پہلو ایک
حجرے مین سو رہا مگر اشقر جنگل کی سیر کو چلا گیا اسکو وہانکا سیر کرنا خوش آیا اُس مکان مین سو نہ سکا دیکھو داستان آسمان پری
کے سننے جب چالیسون اپنے باپ کا گرحپی شاہان شہریاران پردہ ہائے قاف کو رخصت کیا

انعام و خلعت دیا اور آپ بھی گلستان ارم کو راہی ہوئی سلاسل پری نے اثناء راہ میں مجرا کر کے التماس کیا کہ
زلازل قاف کے قیدیان زندان سلیمان کو رہا کیا سب اسیروں کو حبس سے چھوڑ دیا آسمان پری نے کہا کہ اچھا کیا حضرت سلیمان کا ارشاد
ظہور میں آیا جو حضرت نے فرمایا تھا اُسنے وقوع پایا سلاسل پری نے کہا ارنائیس و لانیسہ کو بھی مخلصی دی اُسپر بھی اتنی رعایت
کی ہوئی کہ خیر خوب کیا اُسنے کہا کہ ریحان پری و قمر چہرہ کو بھی چھوڑ دیا ہوتی کہ بُرا کیا میرے سوتیلوں کو چھوڑنا نہ تھا پوچھا کہ پھر کیا ہوا
اُسنے کہا کہ میرے روبرو تو یہیں تک نوبت پہونچی تھی پیچھے کا حال معلوم نہیں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دوسری پری نے آکر
خبر دی کہ صاحبقران نے آپکے پلنگ پر ریحان پری و قمر چہرہ کو تمام رات اپنے ساتھ سلایا ان دونوں نے خوب
مزہ اُٹھایا اور صبح کو اُنکو رخصت کر کے تخت پر سوار ہوے اور لانیسہ و ارنائیس اُنکو لیکر دنیا کی طرف روانہ ہوے یہ
سُنکر غضبناک ہو کہنے لگی کہ میں نے تو خود ہی صاحبقران کو رخصت کرنا چاہا تھا لیکن میری سیج پر میری سوتوں کو لیکر سونا کیا
ضرور تھا اگرچہ کہ اُنکو میرا جلانا منظور تھا اُسکے عوض میں دیکھو تو میں بھی صاحبقران کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں کیسی
بلا اور آفت اُنکے اوپر دھرتی ہوں یہ کہکر تخت پر سوار ہو کے مع فوج جرار صاحبقران کی تلاش کو روانہ ہوئی
جاتے جاتے جب شیش محل میں پہونچی معلوم ہوا کہ صاحبقران شیش محل میں ہیں قضاے کار پہلے اُسی حجرے میں گئی جہاں
ارنائیس و لانیسہ تھے تلوار کھینچکر دونوں کے سر ایک ہی ہاتھ میں تن سے جدا کیے اُنکو قتل کر کے اپنے دل کا بخار نکالا غصے میں آکر دونوں کو
مار ڈالا اور وہی لہو بھری تلوار امیر کے سر پر جا کے تولنے لگی قمر لشیہ جو ساتھ تھی اُسنے تلوار چھین کر کہا کیا کرتی ہو میں بات
سے مجبور ہوں کہ تو میری ماں ہی نہیں تو اسیوقت خنجر مار کے تیری انتڑیوں کا ڈھیر کر دیتی تجھکو جینے سے سیر کر دیتی تیرا یہ مقدور کہ میرے
جیتے جی کیسا روبرو میرے باپ پر ہاتھ اُٹھائے اُنکے قتل کا ارادہ اپنے دل میں لائے آسمان پری دم کو لے رہی اور ایک رقعہ
لکھکر صاحبقران کے پلنگ پر رکھ کے گلستان ارم کو چلی گئی ایکدن بھی نہ رہی صبح جو ہوئی اشقر جنگل سے آکر اپنے ماں باپ
کو مواد دیکھکر چیخیں مار مار کر رونے لگا اُنکے اندوہ میں اپنا جی کھونے لگا اُسکے رونے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھیں تو ارنائیس و
لانیسہ دونوں بے سر پڑے ہیں بیگناہ قتل کیے ہوے زمین پر پڑے ہیں بہت سا افسوس کیا اور اشقر سے سمجھا کر کہا کہ شدنی سے
کسی کو چارہ نہیں ہے اللہ کے حکم میں کسی کو دم مارنے کا یارا نہیں ہے اگر مجھکو معلوم ہو تو میں اُنکے قاتل کو ابھی قتل کروں تیرے
ماں باپ کا ضرور بدلا لوں تو نہ رو اپنا ماں باپ مجھکو سمجھ میں فرزندوں کی طرح سے تجھکو رکھونگا کسی طرح سے تجھکو کبھی آزردہ
نکرونگا بعد ازاں دیکھیں تو ایک رقعہ پلنگ پر پڑا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے اپنی بار خود چاہا تھا کہ تمکو دنیا کیطرف بھیجدوں
اپنے وعدہ کو وفا کروں مگر معلوم ہوا کہ تمھارا آب و دانہ قاف سے نہ اُٹھا ہے نہ اُٹھیگا یہ دو حرکتیں آپکی مجھکو بہت ناپسند ہوئیں
ایک تو میری سیج پر میری سوتوں کو لیکر سونا دوسرے مجھ سے بھاگ کر دنیا کیطرف عازم ہونا پہلی حرکت کے عوض میں تو میں نے
چاہا تھا کہ تمکو بھی ارنائیس و لانیسہ کیطرح سے قتل کروں ایک لحظہ کی مہلت نہ دوں لیکن قمر لشیہ سے ناچار ہوئی کہ تمھارے
بدلے وہ مجھ سے لڑنے کو طیار ہوئی اُسنے میرے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور میرے ساتھ بہت گستاخی کی اور دوسری حرکت

کی سزا مین ارنائیمس و لاغیسہ کو مین نے قتل کیا اُسنے اپنا عوض یون لیا اور اب دیکھو گی کہ تم دنیا کی طرف کیونکر جاتے ہو اور
قاف سے کیونکر رہائی پاتے ہو اور کون لیجاتا ہی کسکی مجال ہی جو تمھارے پہونچانیکا حرف زبان پر لاتا ہی امیر رقعہ کو پڑھکر حزین
ہوگئے ارنائیمس و لاغیسہ کو تجہیز و تکفین کر کے سات دن تک ہین بیٹھے ان دونون کے غم مین نہایت اندوہگین رہے آٹھوین دن
آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگے کہ اب مین دنیا کو کیونکر جاؤنگا آسمان پری کے ہاتھ سے ہرگز رہائی نہ پاؤنگا معلوم ہوا کہ اسی
قاف مین سرگردان ہونگا مین اسی سرزمین پر مرونگا اشقر نے یہ سنکر امیر سے کہا کہ آپ کسلیے [illegible] ہوتے ہین [illegible]
پہونچادونگا آسمان پری کا ہرگز خوف نکرو نگا میری پیٹھ پر سوار ہو جئے چلنے پر طیار ہو جیے امیر نے فرمایا کہ ان دونون لڑکون کو
کیا کرون انکو کہان چھوڑون وہ بولا کہ انکو بھی سوار کر لیجیے امیر نے دو چھینکے بنا کر ان دونون لڑکون کو انمین بٹھلایا اور رکابون
کی طرح سے ادھر اُدھر دونون کو لٹکا لیا اور آپ اسکی پشت پر بیٹھے اشقر امیر کو لیکر وہان سے [illegible] اشقر [illegible]
ہزار فرسنگ جاتا تھا دم بھر مین [illegible] تین منزل مقصود تک پہونچاتا تھا القصہ [illegible] اشقر [illegible] جب خشکی مین
پہونچا زمین کو قدم لگاتے زمین پر اپنے پاؤن جمائے ہوا اس سے پیچھے رہتی تھی تیز [illegible] جاتی تھی چار گھڑی
دن باقی رہے کوہ نور کی ترائی مین پہونچا امیر لڑکون کو لیکر اُتر پڑے دیکھین تو [illegible] خضر و الیاس چلے
آتے ہین انکی طرف تشریف لاتے ہین امیر دوڑ کر قدمبوس ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت آسمان پری کے ہاتھ سے عاجز آگیا
اس ملک کے رہنے سے میرا جی گھبرا گیا انھون نے فرمایا کہ یا امیر گھبراؤ نہین اس مرتبہ مقرر دنیا مین جاؤ گے اپنے عیال و
اطفال کی ملاقات سے راحت پاؤ گے چلو ہماری والدہ صاحبہ [illegible] بی بی آصفا [illegible] آصفا انکا نام ہی آپکو رخصت کرنے کو
بلایا ہی تمھارے حال پر انکو رحم آیا ہی امیر دونون لڑکون سمیت پہاڑ کے نیچے گئے دیکھا کہ ایک گنبد ہی [illegible] سے ہمیں آتے
جاتے ہین جس سے ہر گوشے پہاڑ کے روشنی پاتے ہین گنبد کے اندر جو گئے تو ایک پیرزال نورانی صورت کو مصلے پر بیٹھے ہاتھ مین تسبیح لیے
عبادت الٰہی مین مصروف پایا انکے دل مین اسکا نہایت جبروت سمایا امیر نے مودب ہو کر تسلیم کی بی بی آصفا نے سر چھاتی سے
لگا کر فرمایا کہ اے فرزند مین تیرے دیکھنے کی بہت مشتاق تھی [illegible] نیک فال تجکو دکھایا اب خدا کے
فضل سے جلد دنیا مین پہونچیگا یہ کہکر ایک سوا گز کی کمند دیکے فرمایا کہ یہ کمند میری طرف سے عمرو کو دینا [illegible] ہاتھ کی بنی
ہوئی ہی اسکو محافظت سے اپنے پاس رکھنا یہ تیرے بڑے کام آویگی تجکو بڑے عجائبات [illegible] جب چاہیگا یہ دیو کو باندھ لیگی
ہر کام مین تجکو مدد دیگی اور جب امیر [illegible] گز کی ہو جاویگی [illegible] فرمایا کہ [illegible]
امیر نے کہا کہ حضور مین حاضر رہا یہ امر تحریر ہی صبح کو جب امیر نماز سے فارغ ہوئے حضرت خضر نے کہا کہ یا امیر اس گھوڑے کی
نعلبندی ضروری ہی نہین تو یہ بیابان قاف طے نہ کر سکیگا اس [illegible] نہ گذر سکیگا یہ فرما کر اشقر کے دونون پر کاٹکر
اُسی کے نعل لگائے اور [illegible] جڑین امیر نے کہا کہ یا حضرت یہ پر کے نعل [illegible] فرمایا
تمھاری زندگی تک تو نہ ٹوٹینگے اُسکے پاؤن سے نہ چھوٹینگے [illegible] دم زندگی

تمھارا معمور ہوا تمکو دنیا سے طرف ملک عدم کے جانا ضرور ہوا اور ایک زین امیر کو دیکر کہا کہ یہ زین اسکی پیٹھ پر رکھو سکندر نے
ہفت اقلیم کا خراج خرچ کر کے اس زین کو طیار کروایا تھا بڑے اہتمام سے بنوایا تھا امیر اُس زین کو اشقر پر باندھ کر چلنے کو طیار
ہوئے حضرت خضر کی عنایت کے شکر گذار ہوئے بے دکلمہ آسمان پری کے احوال مین بیان کرون اسکے حال سے تمکو اطلاع دون
آسمان پری جب تشتیش محل سلیمانی سے گلستان ارم کو گئی اُسکے کئی دنکے بعد سرخ پوشاک پہنکر تخت پر بیٹھی اور عبدالرحمن سے
سوال کیا کہ کچھ حمزہ کا حال تو بیان کرو کہ کسطرح ہی اور کہان ہی غمگین ہی یا شادمان ہی خواجہ نے رمل پھیکر کہا کہ امیر کوہ نور
پر پہونچے چلتے چلتے راہ در پر پہونچے اور بی بی آصفا باصفا والدہ حضرت خضر دنیا کی طرف اُنکو روانہ کیا چاہتی ہین
اُنکے ملک مین اُنکو پہونچا دیا چاہتی ہین یہ سُنکر غصے سے لال ہو گئی اس رنج سے اُسکو زندگی وبال ہو گئی اور بولی کہ بی بی آصفا
باصفا میری رعیت ہو کر بے اجازت میری میرے شوہر کو دنیا مین بھیجا چاہتی ہین میرے خلاف مرضی یہ کام کیا چاہتی ہین ہان
لاؤ سواری تخت ہوا اور آنکر موجود ہوا فی الفور سوار ہوئی اور ہوا کیطرح پہونچکر کوہ نور کو گھیر لیا دیونکی جمعیت سے اُس
پہاڑ کا محاصرہ کیا اور تلوار پکڑ کے بی بی آصفا باصفا کے روبرو گئی اور کہا کہ کیون بی بی کچھ تمکو میرا خیال نہین ہی کہ
تمنے میرے شوہر کو اُسکے ملک کیطرف بھیجنے کا ارادہ کیا تم نہین جانتی ہو کہ میرا غصہ بیڈول ہی میری سخت مزاجی سے سب کے
دلمین ہول ہی مین نے اپنے بزرگونکو ذرا سی بات پر بیحرمت کر ڈالا ہی تم تو کیا مال ہو بی بی آصفا باصفا نے اس کی گفتگو
ناملائم سنکر کہا کہ او مردار کیا بیہودہ بکتی ہی تیری کیا حقیقت ہی اور تو میرا کیا کر سکتی ہی تیرے بدن مین آگ لگے خدا سے
نہین ڈرتی ہی مجھ سے ایسی گفتگو کرتی ہی بی بی آصفا باصفا کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پری کے بدن سے شعلۂ آگ کا نمود ہوا
گویا آتش خانہ اسکا سراپا وجود ہوا اور وہ جلنے اور توبہ کرنے لگی عبدالرحمن نے دوڑکر قریشیہ سے کہا کہ اب کوئی دم مین آسمان پری
جلکر خاک ہو جاویگی اسکی صورت تجھکو خواب مین بھی نظر نہ آئیگی جلد امیر سے منت کر اُنکے پانون پر جاکے سر کو دھر کہ آصفا باصفا سے
تقصیر اُسکی معاف کرادین تیرے حال پر رحم کھاکر انکو سمجھا دین قریشیہ دوڑکر امیر کے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ بابا جان
خدا کیواسطے اما جان کی تقصیر معاف کرا دو اور میرے سر پر یہ بار احسان دھر دو امیر نے اُٹھکر بی بی آصفا باصفا سے اسکی شفاعت
کی اُسکے قصور معاف کرنے کے لیئے قسم دی بی بی نے امیر کے کہنے سے اپنے وضو کا پانی آسمان پری کے اوپر چھڑکا فوراً آگ
بجھ گئی وہ جلنے سے بچ گئی آسمان پری غش کھاکر زمین پر گر پڑی پریزاد اُسکو تخت پر ڈالکر گلستان ارم کو لے گئے
بی بی نے اُس شب کو بھی امیر کو مہمان رکھا صبح کو حضرت خضر سے کہا کہ تم جاکر حمزہ کو دریاے خونخوار کے پار اُتار آؤ میرا کہنا
فی الفور عمل مین لاؤ امیر نے بی بی کو تسلیم کر کے لڑکونکو چھینکونمین لٹکایا اس صورت سے اپنے ساتھ اُٹھایا اور آپ سوار ہو کر حضرت خضر
کے ہمراہ روانہ ہوئے چودہ پندرہ کوس گئے ہونگے کہ دریا نمودار ہوا کہ جسکا دوسرا کنارہ چشم وہم کو بھی نظر نہین آتا تھا اُسکی ہیبت سے
زہرہ دیکھنے والونکا پانی ہوا جاتا تھا حضرت خضر نے کہا کہ یا امیر دریاے خونخوار یہی ہی جسکو تم سنتے تھے وہ بحر زخار یہی ہی تم
سب اپنی آنکھین بند کر لو اس پانی کے زور و شور کیطرف ہرگز نہ دیکھو امیر نے اور اُن لڑکون نے آنکھین بند کرلین

حضرت خضر نے سات قدم جا کر فرمایا کہ اب آنکھیں کھولدو امیر نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ دریا پشت کے پیچھے ہے اور حضرت خضر
نہیں ہیں وہ رہبر جنکا نام نہیں ہے راوی لکھتا ہے کہ امیر چالیس دن منزل بمنزل چلے گئے اکتالیسویں دن دریائے اخضر پر پہونچے
دیکھیں تو عجب طرح کا دریا ہے بے پایان ہے کہ دوسرا کنارہ معلوم نہیں دیتا کوئی بسبب خوف کے یکدم اُسکے کنارے پر قرار نہیں لیتا کنارے
اُس دریا کے چلے دسویں دن ایک قلعہ دکھائی دیا پہونچکر ذرا قیام کیا امیر اس قلعہ کو نیچے سے دیکھنے لگے وہ شہر گاؤ سر مردن کا تھا
کسی نے امیر کو دیکھکر پہچانا اپنے بادشاہ کو خبر دی نام اُس بادشاہ کا سمرات گاؤ سر تھا زلازل قاف کے آنیکی خبر سنکر بہت
خوش ہوا اور قلعہ سے باہر آکر امیر کے قدم آنکھوں سے لگائے سب لوگ اُسکے کمال تعظیم سے پیش آئے اور قلعہ میں لیجا کر بڑی دھوم سے امیر
کی ضیافت کی اور کئی دن جشن کیا امیر نے سمرات شاہ سے کہا کہ اس دریا کے پار ہمکو اُتار سکتے ہو اُسنے کہا کہ اگر میری بیٹی کو کہ ارغانہ اُسکا
نام ہے اپنے عقد میں لاؤ تو کیا مضائقہ ہے میں دریا کے پار آپکو اُتار دوں آپکے حکم کی تعمیل کروں امیر نے تو انکار کیا مگر لڑکوں نے سمرات
شاہ سے کہا کہ تم شادی کی تیاری کرو امیر کو ہم راضی کر دینگے اس مقدمہ میں اُنسے اصرار کرینگے بادشاہ نے اپنے دستور کے
موافق شادی کی تیاری کی اور سامان شادی کے جمع کرنیکی اپنے اہلکاروں کو اجازت دی امیر کا عقد لڑکوں نے سمجھا کر کرا دیا بادشاہ
کی طبیعت کو اسکام کے انجام سے بہت مسرور کیا شب کو جو امیر اُسکے ساتھ سوئے اُسنے چاہا کہ امیر کے گلے میں ہاتھ ڈالکے بوسہ لیوے اپنی طبیعت کو
حظ دیوے امیر نے ایک طمانچہ اس زور سے اُسکے مُنہ پر مارا کہ اُسکے آگے کے دانت جھڑ گئے وہ روتی ہوئی اپنے باپ کے پاس گئی بہت غمگین اور اداس گئی
اور تمام احوال ظاہر کیا امیر کی حالت سے اپنے باپکو ماہر کیا اُسنے دونوں لڑکوں کو بلایا اور پوچھا کہ زلازل قاف نے یہ کیا حرکت کی میری لڑکی
کو کیوں مارا ایسی اذیت دی لڑکوں نے کہا کہ ہمارے ملک کا دستور ہے کہ شب اول جورو کے دانت توڑ ڈالتے ہیں کہ ہمیشہ یادگاری رہے اور
اسکو مدام خبرداری رہے اور اول بار ہم آدم زاد ہوے نصف دریا کے جورو سے ہم بستر نہیں ہوتے ہیں بغیر اس امر کے جورو کے ساتھ نہیں سوتے
ہیں چونکہ وہ دیو کی ذات تھا اُسنے جانا کہ سچ ہوگا اُسیوقت ایک جہاز منگوا کر اپنی بیٹی کو سوار کیا بہر دریا کا اسباب سب طیار کیا اور
لڑکوں سے کہا کہ امیر کو خبر دو تا وہ بھی سوار ہووے دونوں لڑکے خوش خوش صاحبقران کے پاس آئے یہ سب معاملے اُنکو سنائے
اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کرکے بولے کہ چلیئے جہاز پر سوار ہو جیئے امیر لڑکوں کی تقریر سنکر بے اختیار ہنس پڑے اور اُنکے ساتھ جاکر
سوار ہوے جب وہ دریا پر پہونچا ارغانہ نے امیر سے ہمبستر ہونیکی خواہش کی اپنے دل کی تمنا اُسنے کہی امیر نے اُسکے ہاتھ باندھکر دریا میں
ڈالدیا اس بیچاری کو غرق دریائے رحمت کیا اور ناخدا سے کہا کہ جلد جہاز کو پہونچاؤ نہیں تو تم میں سے ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا
سب کا سر توڑ ڈالونگا ناخدا نے خوف کے مارے پانچ چار پال میں سمتول پر اُڑا کے فوراً پار پہونچا دیا جو امیر نے کہا وہی کیا امیر لڑکوں کو لیکر
کنارے پر اُترے دریوست گرگ پر بیٹھکر کلیچہ خضر نکال کے آپ بھی کھایا اور خواجہ شوب و بلال کو بھی کھلایا تب اُنکو بھوک سے
قرار آیا اور وہاں سے آگے کو چلے دوسرے دن جو بھوک لگی تو فرمانے لگے کہ ہم کلیچہ کھاتے کھاتے جی گھبرا گیا تکلیفیں اُٹھاتے اُٹھاتے
دم ناک میں آگیا بے اختیار جی نمکین کھانے کو چاہتا ہے کوئی چٹ پٹی غذا کھانے کو جی چاہتا ہے یہ کہتے ہی تھے کہ سامنے سے
ایک ہرن نکلا امیر نے اُسکو شکار کرکے کباب لگائے آپ بھی کھائے اور دونوں لڑکوں کو بھی کھلائے اور اس جگہ

پتھر کی چٹان پر آرام کیا شب بھر اُس جگہ مقام کیا صبح کو اُٹھکر بدستور سوار ہوکے روانہ ہوئے

داستان شاہ عیاران عیار بیک خنجر گذار خواجہ عمرو عیار

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہین کہ جب عمرو کو قلعہ دیو ودین رہتے ڈیڑھ برس کا عرصہ ہوا عنتر دیو ودی بادشاہ
دیو ود سے پوچھا کہ یہان سے نزدیک کوئی اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ جہان چندروز امن سے رہیئے اُسنے کہا یہان سے بیس کوس کے فاصلے پر
تلو ابجر نامے قلعہ کوہ پر واقع ہے تین طرف اُس قلعے کے دریاے عظیم الشان جاری ہے اور ایکطرف خشکی ہے اُس قلعہ کا ایک ہی راستہ ہے
اور وہ بھی ایسا تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہین سکتے کسی طرح اُسمین دخل پا نہین سکتے اور اگر ایک آدمی اوپر سے پتھر لڑھکا دیوے تو
ہزار آدمی نیچے کے مرجائین فوراً اپنی جان سے گذر جاوین بادشاہ ہفت کشور اگر اُس قلعہ کو لیا چاہے تو سواے ندامت کے کچھ اور
نہ پاوے رہے اس ارادے سے بڑی زک اُٹھاوے عمرو نے کہا اس قلعہ کا لینا بہت آسان ہے مگر یہان سے نکلنا بہت مشکل ہے تنہا
چلنا مشکل ہے عنتر دیو ودی نے کہا کہ اس قلعہ مین ایک سرنگ ہے اُسمین ہوکر کیونکر چلیے عمرو نے اُسی دم حرم امیر کو سواریون پر سوار کیا
سب سامان ہانکے پہونچنے کا طیار کیا اور اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور سرنگ کی راہ سے نکلکر قلعہ تلو ابجر کی راہ لی سب کو تسکین دی دوسرے
دن چار گھڑی رات گئے قلعہ تلو ابجر کے متصل پہونچا عمرو جانے کو تو گیا مگر حیران ہوا کہ قلعہ کیونکر لیجیے اُسمین کیونکر دخل کیجیے
لڑنے سے تو یہ قلعہ ہاتھ نہ آویگا یون تو اسمین کوئی داخلت نہ پاویگا عمرو تو نے بڑی نادانی کی کہ بے قلعہ لیے کو چلکے بزرگون کو اپنے ہمراہ
لیکر اس قلعہ کی راہ لی اگر ابھی ہرمز و فرامرز فوج لیکر آ پہونچتے ہین تو بڑی قباحت ہوتی ہے سب قتل ہوتے ہین بڑی قیامت ہوتی ہے
بہر حال کچھ عیاری کیا چاہیے اس قلعہ کو کسی تدبیر سے لیا چاہیے فکر کرتے کرتے یہ عیاری خیال مین آئی یہ بات اُنکے ذہن مین
سمائی چار سو صندوق مین چار سو پہلوان مسلح کرکے بند کیے اور آپ سوداگر بنکے دو عیار بچو تلو لونڈیونکی صورت بنا کر صندوقون
کو اونٹون پر لادکے قلعہ کے نیچے جا اُترا قلعہ دارون نے فصیلون پر سے پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کیا کام ہے اور کیا چیز لائے ہو بولا کہ
مین سوداگر ہون نوشیروان نے مجھکو اسباب خریدنے کیواسطے ظلمات بھیجا تھا سو مین لیکر آیا ہون نئے نئے طرح کا اسباب لایا ہون
کہ آجتک کسی نے ایسا دیکھنہ پایا ہوگا کبھی کوئی سوداگر ایسا اسباب نہ لایا ہوگا یہ خبر جمشید شاہ تلو ابجر کو پہونچی اُسنے ہامان
نامے اپنے وزیر کو بھیجا کہ دیکھو تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے کیا کیا چیز لایا ہے ہامان نے عمرو کے خیمے پر آکے لوگون سے کہا کہ اپنے
مالک کو خبر دو اُس سے جلد جاکر کہو کہ بادشاہ کا وزیر آپکی ملاقات کو آیا ہے تمکو بادشاہ نے بلایا ہے عمرو نے سنکر کہا کہ کہدو آرام
مین ہین اسوقت آپکی فرصت نہین ہے مصلحت وقت نہین ہے وزیر بیچارہ دو گھڑی تک کھڑا رہا آخر ناچار ہوکر کہا کہ اچھا
اسوقت مین جاتا ہون پھر آؤنگا جو بادشاہ کہیگا وہ پیغام لاؤنگا جب عمرو نے سنا کہ وہ جاتا ہے تب کہلا بھیجا کہ ٹھہریے اب
جاگے ہین بارے ایکساعت کے بعد عمرو نے اُسکو خیمے مین بلایا وہ بہت ادب سے پیش آیا ہامان نے دیکھا کہ ایک پیر نورانی
صورت مسند پر بیٹھا ہوا ہے اور موجی کافوری شیان زیب ور دوش ہین اور اشخاص با لیاقت پاس اُسکے حلقہ زن ہین ہامان
نے سلام کیا چونکہ عمرو پہلے سے حسب و نسب وزیر کا دریافت کرچکا تھا عمرو نے سلام کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہین اور کیا نام ہے

ہامان نے کہا کہ مین جمشید شاہ کا وزیر ہون ہر کام مین اُسکا مشیر ہون اور نام میرا ہامان ہی عمرو نے پوچھا کیا تو رحمان کا بیٹا ہی ہامان بولا کہ جی ہان رحمان کا بیٹا ہون پوچھا وہ کہان ہی ہامان نے کہا کہ اُنھون نے انتقال کیا اور والدہ صاحبہ نے بھی رحلت کی دونون نے ملک عدم کی راہ لی عمرو نے ہاے بھائی کہکے عمامہ سر کا زمین پر پھینکدیا اور اُسکے دکھانے کو بہت گریہ و بکا کیا اور کہنے لگا کہ حیف صد حیف پھر بھائی کا دیدار نہوا خنجر کھینچکر بولا کہ مین بھی اب جی کر کیا کرونگا ابھی مرونگا ہامان نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور تسکین دیکر پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی عمرو بولا کہ خواجہ شمپال بن کرل بن طویل ظلماتی میرا نام ہی اور ابی فرزند تو انھین دونون مین پیدا ہوا تھا کہ نوشیروان نے مجھے اسباب خریدنے کو ظلمات بھیجا اب جو پھرا تو بھائی کی نشانی سنی ہامان نے کہا کہ قضا سے کسکو چارا ہی شدنی جو تھی سو ہوئی صبر کیجیے اس غم کو چار ناچار اُٹھائیے اور اپنے اوپر جبر کیجیے اور قلعہ مین چلکر استراحت فرمائیے میرے ہمراہ آئیے عمرو اُسکے ہمراہ ہوا اور آدمیون سے کہا کہ مال و اثقال کو قلعہ مین لے آؤ سب اسباب یہان سے اُٹھا لاؤ اثناء راہ مین ہامان نے پوچھا کہ آپ کیا کیا ظلمات سے لائے ہین عمرو نے کہا کہ اکثر وہانکا تحائف ہی مگر دو لونڈیان ایسی خوبصورت لایا ہون کہ جوت اُنکے رخسار کی ماہ و خورشید کو شرمندہ کرتی ہی معشوق تازی سر کو اپنا شیدا کرتی ہین ہامان نے کہا کہ ہمارا بادشاہ بھی بہت عاشق مزاج ہی اگر ان لونڈیونکو اُسے دیدیجیے تو کمال خوش ہوگا اور آپ کو بہت کچھ دے گا عمرو نے قلعہ مین اُتر کے دونون عیاریون کو حجاب مین بٹھلا کے ہامان کے پاس بھیجدیا اور کچھ تحفے بھی اُنکے ساتھ کیے ہامان اُنکو خوشی خوشی اپنے بادشاہ کے پاس لیگیا بادشاہ اُنکو دیکھکر نہایت خوش ہوا اُسیوقت شراب طلب کی اور اُنھین عیاریونکے ہاتھ سے پینے لگا اُنھون نے دارو بیہوشی ملا کر چند جام پلائے تھے کہ جمشید بیہوش ہوگیا اس دوا کی تاثیر سے نہایت مدہوش ہوگیا عمرو نے اسوقت صندوقونکو کھول کے پہلوانون کو نکالا سب لاور جوانونکو نکالا اور اُسیوقت ہامان کو زندہ پکڑ کے قلعگیونکو قتل کرنا شروع کیا قلعگیون نے امان چاہی اپنی حفاظت جان چاہی عمرو نے کہا جو کوئی مسلمان ہووے اُسکو امان دو اُسکو پھر قتل نہ کرو سبھون نے اسلام قبول کیا جمشید کو بھی ہوش مین لاکر عمرو نے مسلمان کیا ہلاک ہونے سے اُسکو بچالیا ہامان نے دیکھا کہ بادشاہ تک مسلمان ہوا اُسنے بھی اسلام قبول کیا سرمایۂ آخرت حصول کیا عمرو صبح ہوتے ہی اپنی وضع پر قلعہ کو آراستہ کرکے باطمینان تمام حسب دستور قلعہ بند دروازے پر ہنگیرہ کھینچکر بیٹھا بادشاہونکی طرح باشوکت و حشمت و باکمال کر و فر بیٹھا عمرو کے آنے کے بعد ہرمز و فرامرز کو معلوم ہوا کہ عمرو قلعہ دیو و دسے قلعہ تلو البحر مین گیا سب قلعہ والونکو مسلمان کرکے سب طرح سے تسلط کیا بادشاہ کو اطلاعی عرضی بھیجکر مع لشکر تلو البحر پر آئے سب فوج نے وہین پر خیمے لگائے اور قلعہ کی زد سے بچکر اُتر پڑے اب ذرا نوشیروان کا حال سُنیے دربار عام مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرمز و فرامرز کی عرضی پہونچی عرضی کے مضمون سے مطلع ہو کر سر دُھننے لگا اور کہا یارو کوئی تدبیر ایسی نہین ہوتی کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو یا مارا جاے کہ ہم سبکی خاطر اس مفسد کے فساد سے اطمینان پاسکے بختک نے کہا کہ میرا کہنا تو آپ مانتے نہین نیک و بد پہچانتے نہین بزرجمہر کے کہنے پر عمل کرتے ہین اسی سبب سے حصول مقصود نہین حاصل کرتے ہین وہ دزدہ مذہب کے تعصب سے آپکو خراب کر دیگا آپکی سلطنت کو بے آب و تاب کریگا حمزہ قاف مین کبکا مر گیا

مگر بزرجمہر کے جلانے سے جیتا ہی اچھا آپکے روبرو بزرجمہر قرعہ پھینکے اور مین بھی قرعہ پھینکون دیکھیے تو کون سچا ہی کسکا عمل اچھا ہی بادشاہ نے کہا یہ بات تو اچھی کہی اُسیوقت بزرجمہر سے اور بختک سے اپنے روبرو قرعہ پھینکوا کر دونون سے حکم لکھوایا قضا کار جسوقت یہان قرعہ پھینکا گیا اُسوقت رخ نامے جانور نے امیر کو دو سو کوس کی اونچائی سے بحر اخضر مین پھینکا تھا بختک نے احکام مین لکھا کہ امیر کو ایک جانور نے دو سو کوس کی اونچائی سے دریا مین پھینکدیا ہی اُسکو دریاے خونخوار مین غرق کیا ہی اور بزرجمہر نے احکام مین لکھا کہ امیر کوئی دنمین آ پہونچتے ہین اس ملک مین خیر و عافیت سے بفضل خدا سب سے آکر ملتے ہین پہلے بختک کا احکام پڑھا گیا بادشاہ نے بزرجمہر کیطرف دیکھا بزرجمہر نے کہا فی الحقیقت ایک جانور نے امیر کو بحر اخضر مین پھینکدیا تھا لیکن خواجہ خضر و حضرت الیاس نے اپنے ہاتھون پر لے لیا بزرجمہر کا جو احکام پڑھا گیا بادشاہ نے بختک کیطرف دیکھا وہ بولا کہ حمزہ ہی کہان کہ اس ملک مین آویگا اور پھر دنیا کو دیکھنے پاویگا حضور کا قیاس چاہتا ہی کہ آدمی دو سو کوس کی بلندی سے گر کے جیتا رہے ہی عقلمند تو ایسی بات کبھی نہ کہے یہ کہکر بولا کہ قاف تو دور ہی حضور ایک گابھن گاؤ منگوادین اُسکے لانے کا جلد حکم فرمادین مین بھی قرعہ پھینک کر اُسکا رنگ بتلاؤن اور خواجہ بزرجمہر بھی بتلادین ہمارا اُنکے جوہر بھی کھلجاوین بعد ازان اُسکا پیٹ چاک کر کے بچہ دیکھا جاوے کہ ہمارا اور اُنکا کلام تصدیق پاوے مگر اسمین شرط یہ ہی کہ اگر بزرجمہر کا حکم درست نکلے تو مجکو بزرجمہر کے حوالہ کیجیے جو اُنکا جی چاہے سو مجکو کرین چاہے جان سے مارین خواہ اپنی خدمت مین رکھین اور اگر میرا حکم صحیح ہو تو بزرجمہر میرے حوالہ ہون مین جو چاہون سو اُنکے حق مین کرون چاہے عزت سے رکھون یا ذلت دون بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا کہ یہ کیا کہتا ہی بزرجمہر نے کہا اچھا کہتا ہی مین بھی مقابلے کو حاضر ہون اس امتحان مین کب قاصر ہون اُسی دم گابھن گائے منگوائی گئی بختک نے قرعہ پھینک کر کہا کہ اسکے بچے کا رنگ سیاہ ہی اور پیشانی سفید ہی یہ کلام میرا راست ہوگا مجکو اُمید ہی اور بزرجمہر نے کہا کہ فی الحقیقت رنگ اُسکا سیاہ ہی مگر پیشانی بھی کالی ہی یہ تجویز تیری جھوٹ سے خالی ہی چارون پاؤن سفید البتہ ہین گائے کا پیٹ چاک کر کے بچہ جو نکالا گیا اور خوب بغور دیکھا بھالا گیا اتفاقاً اسکی پیشانی پر جھلی آگئی تھی کہ ظاہر مین سفیدی اُسپر چھاگئی تھی اُسکو سبھون نے سفیدی سمجھا کہا کہ شرط بختک جیتا اور بزرجمہر ہارا دیکھو بختک نے اُسے مارآتارا بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر لیجا کر چاہا کہ قتل کرے جوہرو نے اُسکو منع کیا کہ ہرگز ہرگز بزرجمہر کو نہ مارنا نہین تو پچتاویگا تیرے اوپر غضب خدا آویگا بختک بھی کچھ سوچ کے بزرجمہر کے قتل کرنے سے باز رہا لیکن کور باطن نے از راہ بدذاتی نیل کی سلائیان بزرجمہر کی آنکھون مین پھیر دین اُسکی آنکھین اندھی کین اتفاقاً اسعد بن زرین ترکش و اسعد زرین ترکش نوشیروان کے بھانجے ملازمت کے واسطے آئے اُس گائے کے بچے کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہی یہ بچہ کیسا ہی اور کیا معاملہ ہی بادشاہ نے تمام کیفیت بیان کی اُنکو بس تمام گفتگو اور بحث سے اطلاع دی اسعد زرین ترکش نے خنجر کی نوک سے اُسکی پیشانی کی جھلی جو دور کی سبھون نے دیکھا کہ پیشانی اُسکی سیاہ ہی سفیدی کا ایک نقطہ بھی نہین ہی قول بزرجمہر کا صداقت کے قرین ہی بادشاہ نے اُسی دم بختک کو بلاکر اُس بچے کو دکھا کے فرمایا کہ تو شرط ہارا اور بزرجمہر جیتا ہان بزرجمہر کو بلاؤ جلد اُسکو میرے سامنے لاؤ بختک بولا کہ پہلے بزرجمہر کو اندھا کر دیا ہی اپنی شرط کے

موافق اسکو بینا کیا ہی بادشاہ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کے کہا کہ ای کور باطن یہ کیا غضب کیا تو نے ایسے شخص کو ایسا صدمہ دیا
بختک کو تو ستون بارگاہ مین بند ہوا کر اتنی جوتیان لگوائین کہ تمام بدن اسکا ٹکڑے ٹکڑے دالون کے کام کا ہوگیا تمام بدن چکنا
چور ہوا اٹھنے سے معذور ہوا اور خود سوار ہوکے بختک کے گھر سے بزرجمہر کو لے آئے بہت سی معذرت پیش لائے اور کہا کہ خواجہ
تمھین جیتے مگر شدنی یون ہی تھی اسواسطے اسوقت دھوکا ہوا اب جو سزا کہو بختک کو دیجائے اس نالایق کو سزا کیجئے خواجہ
نے کہا کہ اسکو سزا دینا کچھ ضرور نہین ہی مجھکو اُس سے انتقام لینا منظور نہین ہی میری قسمت مین یہی لکھا تھا جو ہوا حکم الٰہی سے
کچھ چارا نہین ہی قضا و قدر مین دم مارنے کا یارا نہین ہی صاحبقران جب آوینگے ایک درخت کے پتے لیتے آوینگے ان پتون کے
کے عرق سے آنکھین میری اچھی ہوجاوینگی پھر بدستور آنکھین میری روشنی پاوینگی بالفعل مجکو رخصت ملے کہ مین گھر مین تا آنے
حمزہ کے بسر کرونگا مین چند روز رہونگا اور یاد رہے مین نے ستر برس تک آپکی حرمت بچائی میری تدبیر سے آپکے اوپر کوئی آفت
نہ آئی اب دیکھئے کہ کیا ہوتا ہی یقیناً ان نمک حرامان کج فہم کے مشورے سے عمرو کے ہاتھون آپ ذلیل و خوار ہونگے سب کے نزدیک
بے اعتبار ہونگے اور حمزہ جسدن آویگا پہلے سرشاہان مشرق آپکے پاس آوینگے اور اسکے دوسرے دن یہ گھوڑا آپکے لشکر پر شبخون ماریگا
اور اُسکی صبح کو حمزہ آپکو شکست فاش دیگا اور بہت ذلیل کریگا بزرجمہر یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے گھر آئے اُدھر گھر سے بھرے
کیلا اندر داخل ہوے بختک جو جوتیان کھا کر بیہوش ہوگیا تھا بادشاہ نے اُسکو جلو خانے مین پھکوا دیا اس حرکت کے بدلے اُسکا یہ حال کیا
ہر گاہ اُس گبر کو ہوش آیا تو اُسنے اُس حال خراب سے افاقہ پایا جلو خانے سے اُٹھکر اپنے گھر گیا دس رات دن ہلدی کی پوٹلی سے بدن کو
سنکوایا کیا ہر گاہ تندرست ہوا پھر دربار مین حاضر ہوا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر کہا کہ اس بیحیا کو کس نے دربار مین بار دیا اور
میرے سامنے آنیکا اذن کیا حاضرین نے شفاعت کی چند روز تک تو وہ بیخبر دنا عاقبت اندیش چپ رہا بعد ازان پھر بادشاہ کو
عمرو کی مہم پر جانیکی ترغیب دی پھر اُنسے لڑنیکی تحریک کی آخر شدہ شدہ بادشاہ کے بھی دل مین آیا کہ بختک سچ کہتا ہی میرے
بغیر گئے یہ مہم سر نہوگی اُن لوگون سے دفع یہ شر نہوگی کئی لاکھ سوار و پیدل ساتھ لیکر قلعہ تلوا کیطرف روانہ ہوے جب متصل
پہونچے ہرمز و فرامرز و زردین و بہمن و بختیارک نے استقبال کرکے بادشاہ کو خیمہ گاہ مین داخل کیا اُنکے آنے سے سب نے
اطمینان حاصل کیا شب کو سر محفل بادشاہ نے ارشاد فرمایا اور بکمال طنز و طعنہ سے سبکو سنایا کہ اتنے دنون سے یہ لوگ یہان ہین
مگر ابتک ایک پیادے کو نہ پکڑ سکے اپنی سپاہی سے نہ لڑ سکے اب دیکھو کہ مین کسطرح سے اُسکو گرفتار اور مسلمانون کو قتل کرتا ہون
کیسے کیسے اُنکے جوانونکو اور پہلوانونکو قتل کرتا ہون سب ایک منھ ہوکر بولے کہ ہم لوگون مین اور حضور مین پانچ بیس کا تفاوت
ہی آپکے سامنے سپاہ گونکی بھلا کیا حقیقت ہی بارے رات کی بدرات تو بادشاہ نے آرام کیا سارے لشکر کو لڑنے مین مستعد
ہونیکا حکم دیا صبحکو اُٹھکر بعد فراغ ضرورت فوج لیکر سوار ہوے جنگ و جدال پر تیار ہوے اور قلعہ کو تھا ... دیکھنے لگے سب اہل
قلعہ کے شہسوار نگاہ کر دیکھنے لگے عمرو شامیانہ اطلس چینی کے نیچے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا اور سرداران و شہ پہلوانان
گرد بکلش پشت پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے جن کے لباس اور ہتھیارون مین جواہرات بے بہا جڑے تھے اور مورچون پر جا بجا ... قائم

اپنی اپنی خدمت پر سب نقیب اور چوبدار قائم تھے عمرو نے کمان ہاتھ مین اُٹھا کر بادشاہ کیطرف قلاب پکڑ کر کہا اللہ آتش پرست تو آیا
تو اپنے پاؤن سے ہی گر بھاگے گا کہکے پاؤن سے دیکھ تو تیری کیسی گت بناتا ہون کیسی بلا تیرے سر پر لاتا ہون تو وہی عمرو کہ تجکو چھٹی
کا دودھ نہ یاد دلاؤن تجکو اس سرکشی کا مزہ چکھاؤن بادشاہ عمرو کی یہ تقریر سنکر کانپ گیا اور بختک سے کہنے لگا سنتا ہے عمرو کیا کہتا ہے اس بچانے
کہا کہ دور سے جو چاہے سو کہہ لے کہ زبان اسکی اُسکے منہ مین ہے مگر کچھ بھی نہین کر سکتا ہے بیہودہ بکتا ہے فوج کو حکم دیجئے کہ قلعہ پہ حملہ کرے
بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ ہان حملہ کرکے قلعہ لے لو اے بہادرو ذرا جرات اور دلاوری کرو فوج نے گھوڑوں کی باگ لی ہر گاہ قلعہ کی
زد پر پہونچے قلعہ پر سے ضربین چلنے لگین آنا فانا مین ہزارون جوان بادشاہ کے لشکر کا مارا گیا اور فوج نے گھونگھٹ کھایا ایک کا دوسرے
نے ساتھ نہ دیا بادشاہ اکیلے کیا کرتے آپ بھی فوج کے پیچھے پیچھے خیمہ گاہ پر آئے بختک نے کہا کہین اسطرح سے بھی قلعہ ہاتھ آتے ہین
اسطور سے کہین فتح پاتے ہین ناحق ناحق ہزار جوان بھی قتل کرائے اور آپ بھی شکست کی بدنامی اُٹھائی اور اسپر ظفر نہ پائی نوشیروان
نے کہا کہ اے مردک بدذات تو ہی نے کہا تھا کہ فوج سے حملہ کرایئے فرمایئے قلعہ کے لے لینے کی تدبیر لگایئے بولا کہ سچ ہے مین بھول گیا تھا
بہر حال جو ہوا سو اچھا ہوا اگر ہزار آدمی مارے گئے تو مارے گئے عمرو کو تو معلوم ہوا کہ حضور لڑنے کے ارادہ پر آئے ہین
جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہین نوشیروان نے کہا کہ کیا حرامزادہ ہے کبھی کچھ کہتا ہے کبھی کچھ کہتا ہے ایک بات پر قایم نہین
رہتا ہے اب ذرا عمرو کا حال سنیے اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ قلعہ سے تم خبردار رہنا یہان سب کاروبار سے ہوشیار رہنا
مین ذرا نوشیروان کو گوشمالی دے آؤن ذرا اُسکو اپنی چالاکی دکھاؤن یہ کہکر لباس شاہانہ اُتار کسوت عیاری پہنے بدن
درست کرکے ایک نٹ کی صورت بن ابوسعید لنگری اور ابا سعید خرقہ پوش کو کہ فن عیاری مین عمرو کے شاگرد رشید ہین
خوبصورت خوبصورت عورتین بنا قلعہ سے باہر نکل ایک چھوٹا ڈھول اپنے گلے مین ڈال نوشیروان کے خیمے کے متصل ایک کملی تان کر
ڈھول بجانے اور عیار بچون کو نچوانے گوانے لگا تھوڑی سی دیر مین بہت سی خلقت جمع ہو گئی اُس تماشاگاہ مین بڑا ازدحام ہوا ایک ساعت
مین ہجوم عام ہوا اتفاقاً زوبین و بہمن سوار چلے آتے تھے وہ بھی بھیڑ دیکھکر اُسطرف کو گئے کہ دیکھین یہ کیا تماشا ہے کیسا مجمع لگا ہے عیار
بچون نے جو اُنسے آنکھین لڑا کر جھاڑ لیان لے کر ناز و غمزہ کرنا اور اپنی چھب تختی دکھانا شروع کیا اور عشوہ کرشمہ معشوقانہ سے
اُنکے دل کا لبھانا شروع کیا تو دونو نکے دونون لٹو ہو گئے زوبین نے کمر رخ پوش کو پسند کیا اور بہمن نے سبز پوش کو پھر باہم ملکر صلاح کرکے
بادشاہ سے اُنکے گانے بجانے کی تعریف کی اور حسن و جمال کا حال بیان کیا کہ بے اختیار بادشاہ نے مشتاق ہو کر اُنکو طلب کیا اُنکے لانیکا
بہت تاکید سے حکم دیا عمرو نے اُسوقت ایسا ڈھول بجایا اور عیار بچون نے اس لطف سے گایا کہ چھوٹا بڑا محو ہو گیا نوشیروان نے
اس محویت کے عالم مین اُنھین عیار بچون کو ساقی گری کا حکم دیا سب نے جام شراب اُنھین کے ہاتھ سے پیا دو ساعت کے بعد
ایک پہر سے سبکی آنکھون مین سرسون پھولنے لگی مجالعبات بیہوشی دیکھنے لگے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ سب کے سب بالاتفاق لہرا کر
اپنی نشستگاہ سے کود پڑے کہ یارو غوطے لگاؤ دل کھولکے خوشی سے نہاؤ دریا جوش پر ہے پھر تو خموشی کے قفل اُنکے بادہ مین ایسا لگا
کہ پھر کسی کے منہ سے آواز نہ نکلی ایسے خاموش ہوے بالکل بیہوش ہوے عمرو نے باہر نکل کے شاگرد پیشہ کو

بھی بیہوش کیا اور انکا دست درازی کرنے جہانتک اسباب خیمون مین تھا فرش تلک اٹھا کے نذر زنبیل کیا سب اپنی چالاکی سے لے لیا اور نوشیروان کی ڈاڑھی مونچھین پیشاب سے مونڈ کے ہمہ تن برہنہ کرکے ہاتھ پاؤن تو نیل سے رنگے اور منھ کالا کرکے چونے کے ٹیکے دیے اسکے ساتھ یہ شعبدے کیے ور بختک و رختیارک کی ڈاڑھی مونچھین مونڈ کر سات سات چوٹیان سر پر رکھین رختیارک کے سر مین سیندور بھر کے ٹانگین اسکی بختک کی کمر سے باندھ دین اسکے ساتھ یہ کار سازیان کین ذرعضو مخصوص بختک کا تیل سے چکنا کرکے بختیارک کی شرمگاہ مین کسی قدر دخل کیا اور زروبین و بختین کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا الغرض سب شخصون کے ساتھ جو وہان موجود تھے بقدر انکے حال کے انکو داغ ندامت دیا اور شاہزادون کو بھی برہنہ کرکے ہفت رنگی ٹیکے دیے اور جتنے سردار کرسی نشین تھے سب کی ایسی ہی گت بنائی قصہ مختصر کسی نے اسکے دست حیلہ ساز سے نجات نہ پائی اور ایک کاغذ اس مضمون کا کہ اے کبر ڈاڑھی مونچھ انکا خراج مہینے کے مہینے میرے پاس بھیجا کر جو مین ارشاد کرتا ہون وہ عمل کیا کر نہین تو ایک بال رکھنے نہین پائیگا اسیطرح سے ہمیشہ ذلت و خواری اٹھائیگا اور معلوم ہو کہ تجکو کہ مین نے صاحبقران کی خاطر سے کہ اسکا تو سسر ہے تجکو جان سے نہین مارا اسیقدر خدمتگزاری کی تیری جان بخشی لکھکر نوشیروان کے گلے مین باندھ دیا اور آپ مع ہمرد عیار قلعہ مین داخل ہوا جب صبح ہوئی بیہوشون کو ہوش آیا ہر بدمست نے غفلت سے سر اٹھایا بختک کی آنکھین تو خمار سے بند تھین بختیارک کو عورت سمجھکر داد عشرت دینے لگا اس سے مزہ مباشرت کا لینے لگا جب بختیارک کو تکلیف ہوئی غل مچانے اور کہنے لگا کہ مین ہون باپ ہوکر یہ کیا کرتے ہو لوگ یہ تکرار سنکر چارون طرف سے دوڑے دیکھین تو واہ واہ باپ بیٹے سے اغلام کر رہا ہے حیوانون کا سا کام کر رہا ہے اور بے تکلف ایک دوسرے کی صورت دیکھکر ہنستا تھا اور اپنی خبر ہی نہ تھی کہ ہماری صورت کا کیا حال ہے شیطان دیکھکر لاحول پڑھے ایسا حال ہے نوشیروان جو جاگا آئینہ مین اپنی صورت دیکھکر نہایت پشیمان ہوا سبکی حالت دیکھکر سخت حیران ہوا رقعہ گلے سے جو کھولکر پڑھا تو معلوم ہوا کہ عمرو نے یہ گت بنائی یہ آفت اسکے ہاتھ سے سب کے سر آئی حمام کرکے پوشاک بدل تخت پر بیٹھ بختک کو طلب فرمایا سر دربار مشکین بندھوائین اور یہانتک جوتیان لگوائین کہ بیہوش ہو گیا سر اسکا پاپوش ہو گیا شاہزادے اور سردار فوج جو شفاعت کرنے لگے نوشیروان نے ایک کا کہنا نہ مانا فرمایا کہ میری بے حرمتی اور ذلت عمرو کے ہاتھون اس گردن زدنی نے کروائی اسی نالائق کے سبب مین نے یہ ذلت اور خواری اٹھائی حیف صد حیف کہ بزرجمہر کا کہنا مین نے نہ مانا اگر اسکا نیک بد نہ پہچانا نہین تو آج یہ خواری میری ہوتی آخر لوگون کے کہنے سے اسکو جلو خانے مین قید کرا دیا بڑی تذلیل سے اسکو قید کیا اور ایک نامہ صابر نمد پوش کے ہاتھ ہامان کے پاس بھیجا کہ اے ہامان شاہ عمرو بڑا ہی مفتری ہے اس سے غافل نہ رہنا اور قلعہ کو اپنے کسی رفیق کو کہ بہت ہوشیار ہو بخوبی اونچ نیچ سمجھا کر سونپکے جلد میرے پاس آ بس اسیقدر مضمون لکھکر نامہ بر کو اسکی طرف بہ تعجیل روانہ کیا اور دوسرا نامہ سعد و اعیار کے ہاتھ شیر شاہ بادشاہ قیروان مغرب کے نام روانہ کیا جو کچھ اسمین لکھا وہی اسمین لکھا تھا مضمون دونون نامون کا ایک ہی تھا خلاصہ کلام پہلے صابر نمد پوش ہامان شاہ کے پاس پہونچا اور نامہ کا جواب لیکر جلد تر نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا ہامان شاہ نے جواب مین لکھا کہ عمرو تو کیا مال ہے فرشتہ بھی اگر آوے تو قلعہ مین آنے نہ پاوے اور مین بھی عنقریب شاہنشاہ کی خدمت مین مع فوج پہونچتا ہون آپ

اپنی خاطر جمع فرمایئے کچھ تردد اور اندیشہ اپنے دل مین نہ لایئے سماوا جو شیر شاہ کے پاس نامہ لیکر گیا اُسنے بھی ایسا ہی کچھ نوشیروان کو جواب لکھا کمال ادب و تعظیم سے جواب باصواب لکھا اور چلتے وقت سماوا سے کہنے لگا کہ مین ایک بات تجھسے کہون اگر تو کسی کے روبرو نہ دہرائے زنہار زنہار کسی کے سامنے اپنی زبان پر نہ لائے بشرطیکہ تدبیر بھی اس امر کی کرے جو مین کہون اُسی پر قدم دہرے سماوا نے قبول کیا شیر شاہ نے کہا کہ مدت ہوتی ہین مینے مہر نگار کی تصویر دیکھی تھی جب سے مین اُسپر عاشق ہون اُسکے دیدار کا شائق ہون اگر کسی تدبیر سے مہر نگار کو مجھے لادے اپنی چالاکی سے اُسکو مجھ تک پہونچادے تو مین نصف سلطنت اپنی تجکو دون آدھی مملکت کا تجکو حاکم کردون سماوا نے کہا کہ مین زبانی نہین مانتا مین چنان چنین نہین جانتا آپ مجھے لکھدیجیے اور خدا کو درمیان دیکر مجھ سے عہد و پیمان کیجیے تو البتہ مین جان جوکھون کرون اس کام کے کرنے مین مشغول ہون خواہ جیون یا مرون شیر شاہ نے اُسی دم ایک قرارنامہ لکھکر سماوا کے ہاتھ مین دیا اُسکے کہنے کے موافق اُس سے قول قرار کیا سماوا وہان سے آتے ہی قلعہ کے گرد پھر کر جابجا رخنہ تاکنے لگا قلعہ کے اطراف جھانکنے لگا خشکی کیطرف تو ٹھکانا نہ لگا ایک کشتی پر سوار ہوکے پہاڑ پر گیا برجون پر مورچے والونکو ہوشیار پایا پاسبانونکو ہوشیار پایا سپاہیونکو ہر طرح سے خبردار پایا پھرتے پھرتے ایک برج سنسان معلوم ہوا سماوا نے ایک ڈھیلا اُس برج پر پھینکا جواب نہ پایا اُدھر سے ایک کنکر بھی نہ آیا سمجھا کہ اس برج پر یا تو کوئی نہین ہے یا سب سوتے ہین کمند پھینک کر برج پر گیا اور اُسی برج کی سیڑھیون سے نیچے اُتر آیا تو ایک گوشے مین بیٹھکر کالی طمع کو ادھر اُدھر رہنے کا ٹھکانا ڈھونڈھنے لگا جب کہین ٹھہرنے کا ٹھکانا نہ دیکھا حمام مین گیا اور ایک کونے مین بیٹھکر نہانے لگا اُس مین تنہا بیٹھکر تدبیر کرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ بلبل مطبخی مہر نگار کا پہونچا چونکہ یہ مردود ظاہر مین مسلمان اور باطن مین بت پرست تھا نشۂ کفر سے سرمست تھا اسی حمام مین جاکر ہر روز بت پرستی کرتا تھا اُسدن غسل کرکے پرستش کرنے لگا سماوا نے سامنے آکر صاحب سلامت کی خلیفہ بلبل کے ہوش اُڑ گئے کہ اگر یہ شخص عمرو سے کہدیگا تو عمرو گردن مروڑ ڈالیگا سر اچھا سر سے لگالیگا اُس سے باتیں وتملق باتین کرنے لگا سماوا نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اس سرکار مین کس خدمت پر مامور ہو اُسنے کہا کہ مین مہر نگار کا خاص پز ہون لیکن بھائی برائے خدا میری پرستش کا حال کسی سے نہ کہنا اس مقدمہ مین خاموش رہنا سماوا بولا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تمھاری سرکار سے متعلق نہین ہون مین نوشیروان کا عیار ہون سب عیارون کا سردار ہون مہر نگار کے لیجانے کیواسطے آیا ہون بہت تحفے عجیب و غریب لایا ہون اگر خلیفہ صاحب مدد کرین تو یہ مشکل آسان ہوتی ہے میری طبیعت آپکی مہربانی سے شادمان ہوتی ہے خلیفہ بلبل نے کہا کہ مین ہمیشہ لات و منات سے عرض کیا کرتا ہون اُنکے پانو پر سر دھرتا ہون کہ کسطرح مہر نگار نوشیروان تک پہونچے سو لات و منات نے میری دعا کو مستجاب کیا کہ تمکو اس ارادے پر بھیجا آؤ باورچیخانے مین میرے ساتھ چلو وہان کی خوب سیر کرو سماوا خوش خوش باورچیخانے مین گیا اور ہر قسم کے کھانے مین دارو بیہوشی ملائی اُسنے اپنی کارسازی سے فرصت پائی جب مہر نگار نے خاصہ تناول فرمایا ہر کس و ناکس نے بھی حسب معمول محل مین کھایا وہ کھانا سب کے کھانے مین آیا مگر اُسدن حسب اتفاق عمرو نے کھانا نہین کھایا اور محل مین بھی نہین گیا دو گھڑی کے بعد محل مین سب

بیہوش ہوگئے اُس دوا کی تاثیر سے بیہوش ہوگئے سماوا نے مہر نگار کا پشتارہ باندھکر خلیفہ بلبل کو اپنے ساتھ لیا اور جس راہ
سے آیا تھا اُسی راہ سے چلدیا جب نوشیروان کے خیمے کو چھوڑکر صحرا کیطرف چلا خلیفہ بلبل نے پوچھا کہ ادھر کہاں جاتا ہے جنگل
کیطرف جانا تیرے کون کام آتا ہے سماوا نے کہا شیر شاہ نے مجھ سے مہر نگار کو طلب کیا تھا اُسکے لیے لیے جاتا ہوں اُسکی
اُسکے پاس پہونچاتا ہوں خلیفہ بلبل بولا کہ یہ تو کبھی نہوگا تو نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا اُسکے محل میں
لیجا کر بٹھاؤنگا اور اب غیر شخص کے پاس لیے جاتا ہے اس حرکت پر تیری مجھے غصہ آتا ہے دونوں کے باہم تکرار ہونے لگی آپس میں حجتی
بیزار ہونے لگی سماوا نے ایک خنجر خلیفہ بلبل کی گردن میں ایسا مارا کہ روح اُسکی قفس عنصری سے پرواز کر گئی خنجر کی دھار اُسکے گلے سے
گذر گئی اور آپ قران مغرب کیطرف چلتا ہوا اب عمرو کا حال سنیئے بیخبر پڑا سوتا تھا کہ امیر نے خواب میں فرمایا خفا ہو کر یہ کہ
سنایا کہ کیوں عمرو ایسی ہی نگہبانی کرتے ہو مہر نگار کو تو بتاؤ کہ کہاں ہے کیا ہوئی کچھ خبر نہیں ہے اب بڑا ملال گذرتا ہے عمرو
خواب سے چونک پڑا اور گھبرا کے محل میں گیا دیکھے تو مہر نگار کا پلنگ خالی ہے ادھر اُدھر ڈھونڈھکر تھکے اور برجوں پر دیکھا کہ
ایک برج پر کمند نظر آئی اُسکو دیکھا اُسکی طبیعت گھبرائی جھٹ پٹ سلاح عیاری بدن پر لگا کر اُسی کمند پر سے نیچے اُتر کے قدم
بقدم رکھتا ہوا چلا اثناء راہ میں خلیفہ بلبل کو مقتول پایا اُسکی لاش کو دیکھکر اُسکے ذہن میں آیا معلوم ہوا کہ حریف اسی سمت مہر
نگار کو لیگیا وہ راہ چھوڑ کے دوسرے راستے سے آگے جا کر ایک درخت کے سایہ میں درگ چھالا بچھا کر بیٹھا فقیر کی صورت بنا کر
بیٹھا اور ایک گھڑا پانی رکھ کے لاؤ سلگا کر حقہ بھر رکھا اپنے سامنے رکھ لیا دیکھنے والوں کو یہ دھوکا دیا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ
سماوا پشتارہ لیکر پہونچا فقیر کا تکیہ سمجھکر سستانیکو بیٹھ گیا بوجھ اُٹھانے سے جو تھک گیا آرام پانے کو بیٹھ گیا عمرو سے کہنے لگا کہ شاہ صاحب
پیاسا ہوں تھوڑا پانی پلاؤ ثواب کماؤ عمرو نے کہا بابا گھڑا پانی کا سامنے رکھا ہوا ہے اُنڈیل کر پی لو سو کبھی زبان کو آب سرد سے
تر کرو سماوا نے چاہا کہ گھڑے سے پانی انڈیلے کہ دفعتہ اُسکا دل کانپا پانی کو جو دیکھا ادھر سے ہو بہو عمرو ہی میں ملی پانی وہ بھی تو عیار
تھا دوا کی تاثیر اُسکو پانی میں نظر آئی پیترا بدلکر بولا کہ او عیار بان اُدھر دے مجھ سے دغابازی کرتا ہے تو میرے دم میں کب آتا ہوں تجھ سے
میں بھلا کب دھوکا کھاتا ہوں آخر میں بھی عیار ہوں اس کام میں خوب ہوشیار ہوں یہ کہکر عمرو کے سامنے سے بھاگا عمرو خنجر
نکالکر اُسکے پیچھے دوڑا اور ایک چھلانگ مار کے اُسکے آگے نکل گیا اُسنے بھی پشتارہ کو زمین پر رکھا خنجر نکال کے سامنا کیا دونوں
میں خنجر بازی ہونے لگی عمرو نے کمند کمر سے نکال کر حلقے کمند کے کشادہ کیے اور للکارا کہ یارو دیکھتے کیا ہو اُسکو مار لو اس فریبی
مکار کو قتل کرو سماوا نے جانا کہ اُسکے شاگرد آ پہونچے پیچھے پھر کے دیکھا تھا کہ عمرو نے کمند کا حلقہ اُسکی گردن میں پھنسا کے کھینچا منہ کے بل
آ رہا اوندھے سر زمین پر چارہا عمرو نے پشتارہ کو کاندھے پر رکھا اُسکی مشکیں باندھکر اپنے ہمراہ لیا اور تا آنا فانا میں قلعہ میں
پہونچکر سماوا کو تو قید کیا اور مہر نگار کو محل میں لیجا کر ہوش میں لایا مہر نگار نے دیکھا کہ میں بندھی ہوئی پڑی ہوں عمرو
سے پوچھا کہ بابا مجھے کاہے کو باندھا ہے مجھ بیگناہ کا ایسا حال کیوں کیا ہے عمرو نے تمام کیفیت بیان کی مہر نگار کو کھولدیا
اور باہر آنکر سماوا کو دار پر کھینچکر تیر باران کیا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان سُنکر عمرو کی اس حرکت سے بہت

ش ہوا اسکو شاباش و مرحبا کہا اس ماجرے کو شیر شاہ قیروانی نے سنا مجلس کہنے لگا کہ نفس الامر مین عمرو صاحب اقبال ہے اسکے آگے دوسرا کوئی کیا مال ہے تب تو ایک مدت سے شاہنشاہ ہفت کشور سے لڑ کر ہمیشہ فتحیاب ہوتا ہے جو اسکا مقابلہ کرتا ہے وہ ذلیل و خراب ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ مین بھی عمرو سے ملاقات کرون اُسکے حال پر مہربانی اور التفات کرون ہیران نامے سالار شیر شاہ کا بولا کہ عمرو کی لڑائی فتح کرنا میرا ذمہ ہے مین اسکا بیڑا اُٹھاتا ہون اور دیکھئے مین کس خوبصورتی سے اسپر فتح پاتا ہون آپ شاہنشاہ ہفت کشور کو لکھین کہ میرے نام سے طبل جنگ بجوائین نقارون کی آواز بیقون کو سنوا دین کہ ٹکڑے ٹکڑے قلعہ کے ہونگے دم بھر مین سب کو زیر و زبر کردونگا شیر شاہ قیروانی نے فی الفور ایک عرضی قطران مغربی نامے عیار کے ہاتھ نوشیروان کی خدمت مین روانہ کی اور اس مین یہ سب کیفیت لکھی

پہنچنا امیر کا دو سمندرون ہزار دست کے مکان پر اور چھڑانا زہرہ مصری کو اسکی قید سے

راوی لکھتا ہے کہ صاحبقران آگے کباب کھا کر دریاے اخضر سے روانہ ہوے دسوین دن ایک قلعہ کے متصل پہنچے خواجہ آشوب سے کہا کہ تم اس قلعہ مین جا کر خبر لاؤ کہ آبادی ہے یا ویران مالک اسکا کافر ہے یا مسلمان خواجہ آشوب اپنا نیچہ ہاتھ مین لیکر قلعہ کے اندر چلا گیا قلعہ کو آباد پایا سب کو دلشاد پایا رنج و غم سے آزاد پایا دو رویہ دکانین کھلی ہوئی تھین ایک دکاندار سے پوچھا کہ یہ قلعہ کسکا ہے اسکا کون مالک ہے اور اسکا کیا نام ہے کیسی حکومت ہے اور کیسا انتظام ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا مگر کلام نہ کیا دوبارہ اس سے کہا کہ ای عزیز تو بہرا ہے یا گونگا ہے بتاتا کیون نہین کہ یہ قلعہ فلانے شخص کا ہے وہ پھر بھی نہ بولا تیسری بار گالی دیکر پوچھا تب بھی جواب نہ پایا چوتھی بار گھسیانا ہوکر ایک ہاتھ نیچہ کا لگایا دوکاندار دو ٹکڑے ہوگیا اسکا مرنا تھا کہ چارون طرف سے دوکاندار دوڑے اور خواجہ آشوب کو گھیر لیا اسکو اپنے حلقہ مین کیا خواجہ آشوب نے امیر کو پکارا کہ سبحان اللہ دوڑو میری مدد کو جلد میری خبر لو امیر اُسکی آواز سنکر قلعہ مین آئے اور ان لوگون پر ٹوٹ پڑے حتی کہ لڑتے لڑتے بادشاہی قلعہ کے دروازے تک پہنچے خواجہ آشوب و بہلول و اشقر اس ہجوم مین غائب ہوگئے امیر اُس قلعہ کے اندر گئے مگر وہ لوگ جو لڑتے تھے ادب سے قلعہ کے اندر نہ گئے باہر ہی سے غل مچاتے رہے دور ہی سے بھبکیان بتاتے رہے ہرگاہ امیر ایوان خانہ مین تخت بادشاہی پر بیٹھے دفعتہً واحدۃً ایکطرف سے آواز ہاتف غیبی نے یہ بات سنائی کہ حیف صد حیف معلوم نہین امیر کی کیا حالت ہوئی انکو درپیش کونسی مصیبت ہوئی صاحبقران اس آواز کو سنکر اسطرف گئے دیکھین تو اشقر و خواجہ آشوب و بہلول اس مکان مین قید ہین یہ دونکے زندان مین قید ہین اور ایک شخص اور لباس شاہانہ پہنے ہوئے مقید ہے تکلیف قید سے نہایت حال بد ہے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین یہان کا بادشاہ ہون صاحب حشمت و جاہ ہون خلخال نامے دیو نے مجھے قید کرکے قلعہ پر اپنا دخل کیا ہے امیر نے اسکو قید سے رہا کرکے تخت پر بٹھلایا بہت اعزاز و اکرام فرمایا جونہی رعیت نے امیر کا یہ سلوک دیکھا شورش موقوف کرکے امیر کے قدمبوس ہوے خلخال دیو اسوقت شکار کھیلنے کو گیا تھا اُسنے سنا کہ ایک آدم زاد نے بادشاہ کو قید سے چھڑا کر تخت پر بٹھلایا ہے اُس سے بڑی مہربانی سے پیش آیا ہے طیش کھاتا ہوا وہان سے چلا آتے ہی امیر پر آہستہ سنگ بہنگ چلایا انکے مارنے پر ہاتھ اُٹھایا امیر نے اسکو رد کرکے ایک تیغ غضب سلیمانی کا جو لگایا مثل خیار

گرم خوردہ دو ٹکڑے کرکے اوندھا زمین پر گرا یہ جو اُسکے ہمراہ تھے امیر کی قوت دیکھکر بھاگے بادشاہ نے سات دن تک امیر
کیواسطے جشن کیا ہر طرح سے آرام دیا آٹھوین دن امیر اُس سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اکیسوین دن ایک چاردیواری آرد فقا کی
نظر آئی نئی صورت کی یہ بھی دیکھ پائی مگر دروازہ مقفل تھا امیر دروازیکو گرز سے توڑکر اندر گئے دیکھا کہ ایک میدان ہے ہرا بھرا وسیع سنسان
بیابان ہے اور اُسمین چاردیواری سنگ مرمر کی ہے جو پسند طبع اہل ہنر کی ہے اُس چاردیواری کے اندر جو گئے تو ایک باغ خوش فضا نظر آیا
جسکے دیکھنے سے طبیعت نے حظ اُٹھایا کہ تمام قاف مین نہ دیکھا تھا امیر تو ایک درخت کے سایہ کے نیچے پوست گرگ بچھاکر بیٹھ گئے اپنے
عصا کا تکیہ لگاکر بیٹھ گئے مگر لڑکے کھیلنے اور باغ مین ادھر اُدھر پھرنے لگے تمام باغ کی بے تکلف سیر کرنے لگے ناگاہ بارہ دری نظر آئی
کہ جسکی صفائی نے تمام دنیا کی عمارت دل سے بھلائی خواجہ آشوب و بہلول بیدھڑک اُسمین چلے گئے دیکھین تو سونیکے گہوارے
پر ایک دیو بچہ تین سو گز کا قد و قامت سوتا ہے نہایت خوش و خرم بافراغت سوتا ہے اور ایک خورشید صورت بیٹھی ہوئی گہوارے
کی ڈوری کھینچ رہی ہے رتی رتی اپنے ہاتھوں سے اینچ رہی ہے لڑکوں کو دیکھکر بولی کہ اے لڑکو تم یہان کیونکر آئے جلد بھاگو ابھی یہ بھوک سے
روتے روتے سو گیا ہے ذرا غافل ہو گیا ہے اگر جاگ پڑیگا تو مفت مین تمکو کھا جائیگا تمکو نرم نوالہ سمجھکر بہت خوش ہوکر کھائیگا لڑکے
بولے کہ ہم ہیبت اللہ کے ساتھ ہین یہ تو کیا مال ہے ہم اسکے باپ سے بھی نہین ڈرتے اس مردود کا خوف ہم ذرا نہین کرتے زہرہ مصری
اپنے دلمین سوچی کہ جسکو یہ لڑکے ہیبت اللہ کہتے ہین شاید صاحبقران ہون لڑکون سے کہنے لگی کہ اے لڑکو تم اُس آدمی سے
جاکر کہدو اور اُسی سے جلد خبر کرو کہ زہرہ مصری یہان قید ہے خواجہ آشوب و بہلول نے امیر سے آکر کیفیت
جلد جاکر کہا کہ اس باغ مین ایک بارہ دری ہے نہایت خوش تعمیر ہر طرح سے بے نظیر ہم جو اُسمین گئے تو ایک دیو بچہ کو تین سو گز سے
قد اُسکا کم نہوگا گہوارہ طلائی مین سوتے دیکھا اور ایک عورت آدمزاد کہ اُسکو رشک خورشید کہنا چاہیے حسن و جمال مین زہرہ و ناہید کہنا
چاہیے گہوارے کی ڈوری کھینچ رہی ہے ہمین دیکھکر کمال دلسوزی اور محبت سے کہنے لگی کہ یہان سے بھاگو اگر ابھی یہ جاگ پڑیگا تو تمکو کھا جائیگا
ہرگز تمھارے حال پر اُسکو رحم نہ آئیگا ہمنے کہا کہ ہمارے ساتھ یہان ہیبت اللہ ہین یہ تو کیا مال ہے ہم اسکے باپ سے نہین ڈرتے
تب وہ عورت بولی کہ جس آدمی کے ساتھ تم ہو اُس سے اتنا کہدینا کہ زہرہ مصری یہان قیدی ہے امیر زہرہ مصری کا نام سنتے ہی
گھبرا کر اپنے دلمین کہتے ہوئے دوڑے کہ ہرگاہ زہرہ مصری کی یہانتک نوبت پہونچی دیکھا چاہیے کہ مہر نگار پر کیسی گذری ہوگی
کس مصیبت مین گھری ہوگی بارہ دری کے اندر جو گئے دیکھا واقعی زہرہ مصری ہے اُسکو دیکھتے ہی بے اختیار روئے بہت زار زار
روئے امیر نے زہرہ مصری کا حال پوچھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ اب اس دیو بچہ کی قید مین ہون جو مصیبت مجھپر
گذرتی ہے کس زبان سے بیان کرون اگر صاحبقران یہان پہونچے تو رہائی میری ہے بہت سامان ہے انکا زیر کیا ہوا اسد ابرستان ہے
ورنہ یا تو اسکا باپ مجھے ایکدن کھا جائیگا جب بھوک کی شدت مین کچھ اور کھانیکو نہ پائیگا یا کوفت اُٹھاتے اُٹھاتے غم اٹھاتے مین خود
مر جاؤنگی اسی مصیبت مین جان سے گذر جاؤنگی صاحبقران نے کہا کہ صاحبقران کو تم پہچانتی ہو اُنکا حال تم جانتی ہو بولی کہ
پہچانونگی کیون نہین مین قدیم اُنکی لونڈی ہون انھون نے مجھے پرورش کیا ہے اپنی عنایت سے افتخار دیا ہے امیر نے کلاہ کو ہٹاکے

کلاہ ابراہیمی جو دکھایا جیسے ہی وہ نظر آیا زہرہ مصری دوڑ کر صاحبقران کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی بلکہ صدقے ہونے لگی
دیو رونیکی آواز سنکر سوتے سے چونک پڑا دیکھے تو کوئی آدم زاد کھڑے ہین بھوک کی جھانجھ مین بے اختیار امیر کے پکڑنے کو دوڑا
کہ انکو نوش جان کرے اپنا پیٹ بھرے امیر نے اسکو پکڑکر مثل پارچہ کہنہ چیر ڈالا اسکا بھیجا اسکے سر سے نکالا اور روش پر بیٹھکر زہرہ
مصری سے فرمانے لگے کہ تو نے مجکو نہین پہچانا اسنے کہا کہ جب آپ کا شباب تھا اب نام خدا بوڑھے ہوئے امیر فقیری بھیس ہی
لونڈی کیونکر پہچانتی آپ صاحبقران ہین یہ کیونکر جانتی امیر زہرہ مصری سے باتین کر رہے تھے کہ یکمندون ہزار دست
آندھی کیطرح آپہونچا امیر کے سر پر مثل بلا آپہونچا دروازہ ٹوٹا دیکھکر نہایت خوش ہوا تھا اپنے بیٹے کو مردہ دیکھکر اور بھی آگ بگولا ہو گیا
تمام عالم اسکی نظر مین تاریک اور کالا ہو گیا امیر سے کہنے لگا کہ اے آدم زاد سیاہ سر دندان سفید ضعیف الجثہ تو کس آندھی مین اڑ کر
یہان آیا ہے تجکو یہان کون لایا ہے امیر نے فرمایا مین تو آندھی مین اڑکر نہین آیا اپنی خوشی سے تجھے جہنم کیطرف بھیجنے کو آیا ہون تیرے
لیے پیغام اجل لایا ہون ضعیف الجثہ الیاس ہون کہ انھین ہاتھ پانون پر عفریت اہرمن و عفریت سہمت سے دیوان سرکش کو مارا ہے اور
تجکو بھی کوئی دم مین اسکے پاس بھیجتا ہون ایک ہاتھ لگا کر جہنم مین بہ سوا اس بھیجتا ہون تب تو وہ اپنے ہزار ہاتھ مین ہزار ہتھیار
اٹھا لایا اور ایک بار امیر کے اوپر پھینکے امیر جست کرکے اسکی پشت پر گئے اور نعرہ اللہ اکبر کر کے ایک وار عقرب سلیمانی کا اسکے شانے
پر لگایا کہ پانچسو ہاتھ شانے سمیت کٹکے زمین پر گر پڑے وہ ہاتھون کو زمین سے اٹھا کر بھاگا اپنی جان بچا کر بھاگا اور بعد ایک ساعت
کے صحیح و سالم امیر کے سامنے آ کر بدستور اول حربہ کیا انکو صدمہ دیا امیر نے بھی بدستور اول اسکا دوسرا شانہ پانچسو ہاتھ سمیت
کاٹا وہ جلد سے کٹے ہوئے ہاتھون کو اٹھا کر چلتا ہوا اور ایک ساعت کے بعد آنکر امیر پہ پھر حربہ کیا امیر کمال متحیر ہو کر پریشان خاطر
ہوئے اسکی یہ کیفیت دیکھکر نہایت حیران و ششدر ہو کے مناجات کرنے لگے ہنوز مناجات تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت خضر نے پیدا ہو کر
سلام علیک کی امیر نے جواب دیکر کہا کہ یا حضرت اس دیو کے ہاتھ سے سخت تنگ آیا ہون ادھر مین اسکے ہاتھون کو کاٹتا ہون
ادھر پھر یہ صحیح سالم ہو کر میرے سامنے آتا ہے اپنی زور و قوت دکھاتا ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ یا صاحبقران ایک چشمہ ہے
اسکے پانی کو خدا نے یہ تاثیر دی ہے کہ جس زخم پر پڑے فوراً زخم بھر جاوے درد جاتا رہے زخم بالکل صحت پائے چلو مین تمھین
اس چشمے کو دکھا کر غائب کر دون تا یہ دیو مارا جائے پھر اسکے ہاتھ سے تمکو صدمہ نہ آئے امیر حضرت کے ساتھ اس چشمے
پر گئے دیکھین تو واقعی پانی اسکا ایسا صفا ہے کہ آب کوثر اسکے روبرو میلا معلوم ہوتا ہے نظر دوڑ مین وہ چشمہ گویا آب حیات معلوم
ہوتا ہے حضرت خضر نے دم مارکر اس چشمے کو غائب کر دیا اسکی حقیقت سے انکو آگاہ کر دیا اور دو پتے ایک درخت کے کہ لب چشمہ
سایہ افگن تھا ہر برگ اسکا روشنی اور صفائی مین رشک زمرد و عدن تھا توڑ کر امیر کو دیے اور فرمایا کہ ان پتون کو حفاظت سے
لیجا کر عرق انکا زہرہ مصری کی آنکھون مین کہ اسکو نحیف نے نیل کی سلائیان پھیر کر اندھا کیا ہے ٹپکا دینا تا کہ اسکی آنکھین روشن
ہو جائین بینا ہو کر حالت اصلی پر آوین امیر نے ان پتون کو اپنی کلاہ کے اندر رکھکر عرض کی یا حضرت مجھے اسی باغ کے اندر
پہونچا دیجیے اتنی مہربانی اور کیجیے حضرت خضر امیر کو باغ مین پہونچا کر غائب ہو گئے انکو وہان کے

سب مراتب سمجھا کر غائب ہو گئے ایکبار جو سمندروں بعد حضرت خضر کے نکلے اُس چشمے پر پہونچا دیکھا تو چشمہ نہین ہے آہ کا
نعرہ مار کے سر اپنا پٹک پٹک کے مرگیا اپنی جان سے گذر گیا امیر نے اُس باغ مین چند کوٹھریان دیکھین اُنکو جو کھولا انواع و اقسام کے
جواہر بیش قیمت نظر آئے اُنکے دیکھنے سے آنکھوں نے بہت حظ اُٹھائے لڑکون نے کہا کہ تھوڑا سا جواہر یہان سے لیجانا چاہئے ایسے جواہر
بیمثل پھر کہان ہاتھ آئینگے کچھ ضرور لینا چاہئے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ اگر دنیا مین لیجاؤگے تو وہان جاکر لوگ تمکو کھا جاوینگے تو عمرو
نام میرا ایک بھائی ہے وہ تم سے چھین لیگا نہین سے پھر ایک بھی تمکو نہ ملیگا القصہ امیر نے دو مقام اس باغ مین کئے تیسرے دن
بدستور لڑکون کو تو چھینکون مین بٹھلایا اور زہرہ مصری کو اشقر کی پیٹھ پر سوار کیا اور آپ عیسون کی طرح سے اسکی باگ پکڑ کر چلے
اس صورت سے وہ ادھر چلے گیارھوین دن دریائے محیط پر پہونچے حیرت مین تھے کہ کیونکر اُسکے پار اُترین نہ کشتی ہے نہ بیڑا ہے سخت
مشکل ہے بڑا بکھیڑا ہے اس فکر مین تھے کہ حضرت خضر نے آکر پار اُتار دیا اور اپنے معجزے سے اُنکا بیڑا پار کیا۔ دوسرے دن اس
لوہے کی چار دیواری کے پاس پہونچے جہان راہدار دیو کو مارا تھا کمال جراٗت اور دلاوری سے اس سرکش دیو خونخوار کو
قعر جہنم مین اُتارا تھا دروازہ اُسکا کھلا دیکھکر معلوم کیا کہ آج روز جمعہ ہے کیونکہ دروازہ اُسکا سوائے جمعہ کے دن کے اور کسی دن
نہین کھلتا ہے سالم کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھا اُنکی روح کو ثواب آیات صحیفہ پہونچا کر خوش کیا اور وہان سے روانہ ہو کر فرمانے لگے
کہ الحمد للہ آج سرحد قاف تمام ہوئی اب اُس مصیبت سے نجات پائی اللہ نے صورت آسائش دکھائی کوہستان کے نیچے
نیچے سایہ مین خوش خوش چلے جاتے تھے اور میوہ درختان خودرو سے توڑ توڑ کر لڑکون کو اور زہرہ مصری کو کھلاتے تھے شام کو
اُس پہاڑ کے دامن مین کھڑے ہو کر رات رہنے کیواسطے مقام تجویز کر رہے تھے کہ ایکطرف سے آواز سلام علیک کی آئی غیب سے کسی کی
آواز سنائی ادھر اُدھر دیکھین تو کوئی نظر نہین آتا اُس آواز دینے والے کا سُراغ کہین پایا نہین جاتا سامنے ایک درخت
تھا اُسپر نگاہ پڑی دیکھا کہ اُس درخت مین تمام پھل آدمی کے سر کیصورت لگے ہوئے ہین اور اُسی درخت سے آواز آتی ہے اللہ کی
قدرت اپنا تماشا دکھاتی ہے امیر نے خدا کی قدرت پر عش عش کر کے سلام علیک کا جواب بطریقہ اسلام کا ادا کیا پھر آواز آئی کہ یا
صاحبقران میرا نام واق ہے ایک روز سکندر بھی میرے سایہ مین شب باش ہوا تھا مین نے اُسکی دعوت کی تھی آج آپکی بھی دعوت
کرتا ہون اپنی خوشی خاطر سے آپکی ضیافت کرتا ہون شب کی شب اس جگہ آرام کیجئے یہانکے سیر تماشے سے اپنی طبیعت کو مسرت دیجئے
اس گفتگو کے بعد ایک پھل درخت پر سے امیر کی گود مین گرا امیر نے اُسکو تراش کے آپ بھی کھایا اور زہرہ مصری اور اُن دونو
لڑکون کو بھی کھلایا ایسی اُنکو انبساط حاصل ہوئی کہ کسی پھل مین کبھی حاصل نہوئی تھی درخت آسودہ ہو گئے پھر اُسی درخت کے نیچے بستر کیا تمام
شب وہ درخت امیر سے باتین کیا کیا اپنی خوش بیانی سے اُنکو کمال مسرور کیا اور کہا کہ یا صاحبقران اسی مقام پر جہان تم
بیٹھے ہو سکندر نے بھی بنا بستر بچھایا تھا اس فضائے دلکشا مین اُسنے بھی آرام پایا تھا مجھ سے پوچھا کہ مین کب مرونگا اس دنیا سے
کب کوچ کرونگا مین نے کہا کہ جب لوہے کی زمین اور سونیکا آسمان ہوگا تب تمھارا کوچ جہان سے بیگمان ہوگا اُسکے تین دن کے بعد بیابان
ہفت گردش سلیمانی مین یہان سے تھوڑی دور آگے ہے اور اُسمین درخت کا نام تک نہین ہے پہونچا اور تپش آفتاب سے بیتاب ہوا شدت گرمی سے

حال اُسکا نہایت خراب ہوا رفیقون نے اُسکے زمین بچھادی اور سپر فرنگی اُسکے سر پر سایہ کیا اِس تدبیر سے اُسکو آرام دیا اُسی دم سکندر
کی روح قبض ہوئی امیر نے پوچھا کہ اے درخت مجکو بھی بتا کہ مین کب مرونگا جواب دیا کہ جب اشقر کے کسی پانون مین نعل باقی نرہے
تو تم جاننا دنیا سے میرا کوچ ہے اور عمر اب تمام ہوئی صبح زندگانی کی شام ہوئی مگر ابھی بہت عرصہ ہے اسیطرح سے تمام رات وہ درخت
امیر سے باتین کیا کیا جب صبح ہوئی امیر اُس درخت سے رخصت ہو کر روانہ ہوے جب دوپہر کا وقت ہوا ریگستان تپنے لگا
اور لون چار و نظر فسے جلنے لگی جسکی حدت سے چربی پگھلنے لگی ہر ایک کا سیماب وار دل اُس گرمی سے بیتاب تھا اُس لُو کی
تیزی سے حال زار تھا اگر صاحبقران کے پاس مشکیزہ خضر نہوتا تو ہر شخص کی روح بدن سے مفارقت کرجاتی کسی کو صورت
زندگی نظر نہ آتی صاحبقران دمبدم مشکیزے سے پانی لیکر آپ پیتے اور ہمراہیونکو پلاتے تھے شام کو اُسی بیابان کی ریت مین
سب نے آسائش کیلیے قیام کیا صبح کو پھر وہان سے روانہ ہوے خلاصہ سات دن تک اُسی بیابان مین پہلے روز کیطرح تکلیف اُٹھائی
کہین آسایش نہ پائی بارے آٹھوین دن ایک شہر کے قریب پہونچے وہانکی حاکم شیرین نامے ایک عورت تھی نہایت نیکذات
اور صاحب مروت تھی صاحبقران کو استقبال کرکے شہر مین لیگئی اور بڑے تکلف سے ضیافت کی ہر طرح کی اطاعت کی صاحبقران
نے دیکھا کہ سوا عورت کے مرد کا نام نہین ہے اس عورت سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے مرد یہان دکھائی نہین دیتا بلکہ نام بھی سنائی نہین دیتا
اُسنے عرض کی کہ اُس شہر مین سوا عورت کے مرد نہین پیدا ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ حمل کیونکر رہتا ہے بولی کہ جب عورت
حد بلوغ کو پہونچتی ہے شہر کے باہر ایک درخت ہے کہ وہ کبھی پھولتا پھلتا نہین ہے زن بالغہ اُس سے جاکر لپٹتی ہے اور ساتھ لپٹنے کے
ایک چیخ مارکر بیہوش ہوجاتی ہے بعد ایک ساعت کے ہوش مین آتی ہے اُسیوقت سے اُسکو حمل رہتا ہے اور لڑکی جنتی ہے امیر نے خدا کی
قدرت پر وجد کیا اور جس عورت کو دیکھا حسین و جمیل پایا کہ ایسا حسن و جمال کہین اُنکو نظر نہ آیا لڑکون نے امیر سے کہا کہ یہان کی
عورتین سب صاحب جمال ہین تھوڑی سی لیچلا چاہیے شیرین نے کہا کہ یہانکی عورتین کہین نہین جاسکتین اُنپر خدا
کیطرف سے موکل تعینات ہے اگر جا دین بھی تو لے آتا ہے کہین جاین مگر وہ اُسکو پھیر لاتا ہے لڑکے بولے کہ یہ کیا آپ کہتی ہین بھلا ہمارا
ساتھ کر دیجیے دیکھین تو موکل کون لے آتا ہے ہمسے چھین لینے پر کوئی کیونکر قابو پاتا ہے ہر چند شیرین نے تکرار کی مگر لڑکون نے نہ مانا
ہرگز اصرار نجانا پچاس عورتین باجازت شیرین اپنے ہمراہ لیکر چلے جب امیر شام کو منزل پر پہونچے اور شب کو آرام فرمایا
صبح کو اُٹھکر دیکھین تو آدھی عورتین غائب ہین لڑکون نے تاسف کیا ناحق شیرین کا احسان لیا ہمنے اُسکا کہنا کیون
نہ کیا اس روز شب کو لڑکون نے سب عورتونکی کمر مین رسی لگا کر اپنی کمر مین باندھی کہ اس صورت مین کیونکر چلی جائینگی
ہمسے جدا ہونگی کیونکر فرصت پائینگی اور پانون پھیلا کے سو رہے اپنی دانست مین تنکے بچھا گئے کیطرف سے مطمئن ہو رہے
سیمرغ کی مادہ نے کہ اُنپر موکل تھی اُن عورتونکو اُٹھالیا زمین سے کئی بانس اونچا کیا اور لڑکے بھی لٹکتے ہوے چلے اُس مصیبت سے
سر پٹکتے ہوے چلے امیر جو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اُن عورتونکو لیے جاتا ہے کہ اُنکا پکڑنا کسیطرح ممکن نظر نہین آتا ہے اور لڑکے لٹکے جاتے ہین
وہ بھی ایک مصیبت اُٹھاتے ہین امیر نے اپنے دلمین سمجھا کہ شاید کوئی دیو ہے ایک تیر ایسا مارا کہ مادہ سیمرغ کے بازو

مین ترازو ہوگیا اُن عورتون سمیت وہ اتر پڑی اور وہ بولی کہ صاحبقران مین نے آپکا کیا قصور کیا تھا مین نے آپ کو کب ہوائی آزار دیا تھا کہ مجکو تیر مارا میرے خاوند نے جو آپکے ساتھ نیکی کی تھی یہ اُسکا عوض ہی مین خدا کیطرف سے مامور ہون کہ ان عورتون کو اُنکے شہر سے باہر جانے نہ دون جس کام پر مقرر ہون وہ اپنا کام کرون صاحبقران اُسے ہمہ رنگ کو دیکھکر بہت شرمندہ ہوے اور عذر کرنے لگے کہ مین نے تجکو نہین جانا تھا مین قسم کھاتا ہون کہ مینے تجھکو نہین پہچانا تھا برائے خدا اپنے شوہر سے اسکا ذکر نہ کرنا اس میرے قصور سے درگذرنا کہ اُسکا مجھپر بڑا احسان ہی اسکے ادائے شکر کی مجکو طاقت کہان ہی اور امیر نے اُسی دم بارگاہ الٰہی مین بخشوع و خضوع اُسکے بازو کے اچھے ہونیکے واسطے دعا مانگی چنانچہ امیر کی دعا مستجاب ہوئی کہ فوراً اُسکے بازو کا زخم بھر گیا اُنکا نالۂ پر سوز اثر کر گیا اور درد باقی نہ رہا امیر سے رخصت ہوکر عورتون کو اپنے ساتھ لے کے روانہ ہوئی

داستان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری

نوشیروان جو قیروان مغربی کے لکھنے سے بنام بیران مغربی طبل جنگ بجواکر قلعہ تلوا البحر کے سامنے فوج قاہر لیکے کھڑا ہوا یکایک سامنے سے گرد اُٹھی جب گریبان خاک مقراض باد نے چاک کیا دو سو علم نمود ہوے عمرو نے جانا کہ دو لاکھ سوار کی جمعیت ہی فوج کی بڑی کثرت ہی جب قلعہ کے متصل پہونچا معلوم ہوا کہ قیروان مغربی اپنے سپہ سالار مسمی بیران مغربی کو لئے ہوے آتا ہی سب اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لاتا ہی نوشیروان نے بختین و زروعین کو استقبال کیواسطے بھیجا اُسنے حاضر ہوکر بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا تمام احوال مفصل عرض کیا بادشاہ نے اُسپر بہت سی مہربانی کی اُسکو ہر صورت سے تسلی دی اور بیران مغربی کو قلعہ پر جانیکی اجازت دی کوشش کرنے پر بہت سی تاکید کی ہرگاہ بیران مغربی اپنے دو لاکھ سوار لیکر قلعہ کیطرف چلا عمرو نے اپنی فوج قلیل کو دیکھکر خدا کو یاد کرکے مناجات کرنا شروع کیا دفعتہً واحدۃً جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی اور نقابدار نارنجی پوش اپنے چالیس ہزار سوار سمیت آکر موجود ہوا جسکے دیکھنے سے اُسکا دل سبکا خوش ہوا بختیارک نے اسکو دیکھکر نوشیروان سے کہا کہ یہی نقابدار ہمیشہ مسلمانونکی مدد کو آتا ہی لشکر اسلام اسی کی نصرت سے فتح پاتا ہی امین نقابدار نے بیران مغربی کے برابر آکے ایک نگا دو سیری ایسی دی کہ چند قدم بیران مغربی کا گھوڑا الٹے پاؤں ہوگیا اُسکے صدمہ سے سب زور اُسکا ہوا ہوگیا اُسنے طیش کھاکر ایک تلوار نقابدار کے سر پر ماری نقابدار نے گھوڑے کو اُس سے دباکر تلوار تو اُسکی ہاتھ بڑھاکر چھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر میں ڈالکر الگ تھلگ گھوڑے سے اُٹھا کر اوپر کو اچھالا اور آتے ہوے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ دو ترکیطرح سے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آیا اسکی فوج نقابدار پر آکے گری اور نوشیروان کی فوج بھی اسکی معین و مددگار ہوئی لڑنے پر مستعد و حملہ آور ہوئی نقابدار اپنے چالیس ہزار سوار سمیت تاراج کرتا ہوا جنگل کو نکل گیا اسکا پتا نہ چلا عمرو نے قلعہ پر سے فتح کے شادیانے بجوائے شکر خدا کا زبان پر لائے اور بادشاہ نے بچشم گریان جگر بریان اپنے لشکر مین جاکر قیروان شاہ کو ماتم پرسی کا خلعت دیا اور اسکو سب طرح سے دلاسا دیا حسن اتفاق سے اُسی دن شمقال شاہ نے کہ بادشاہ قلعہ تیغ سفر بیچ ہی حاضر ہوکر نوشیروان کی ملازمت کی اور بہت سی تشفی دی کہ کل مین اس قلعہ کو لیے لیتا ہون ان لوگون سے تمہارا انتقام لیتا ہون مگر آج شب کو میری دعوت قبول کیجیے یہان تشریف رکھکے راحت آرام حصول کیجیے نوشیروان نے شرکت کی بمعہ ہمراہیان لشکر آنا اور دعوت کی [illegible]

مین مصروف ہوا بجان و دل ہر طرح پاسداری مین مصروف ہوا عمرو کی سیئے ہر گاہ اُسنے سُنا کہ منقال شاہ نے نوشیروان کی عوت
کی ہی سرداران لشکر کو مع فوج بلا کر کہا کہ تھوڑی سی محنت کرو تو مفت ہر طرح کے کھانے کھانے مین آوین ہم تم سب غذاے نفیس سے
لذت اُٹھاوین کہ منقال شاہ نے نوشیروان کی ضیافت کی ہی سامان دعوت مین بڑی تت اور ہمت کی ہی رات انکو قلعہ سے نکلکر
امیر لندھور و بہرام کا نام لے لیکے اُسکے لشکر پر شبخون مارو میرے کہنے سے اتنی محنت کرو سبنے قبول کیا اور عیاروں نے عمرو
نے کہا کہ تم آج دن بھر مین پانچسو دیو کاغذ کے تیار کرو کہ قد انکا چار چار پانچ پانچ سو گز کا ہو اور پہیے انکے پانون مین لگانا
اس ترکیب سے انکو بنانا جس وقت مین سفید مہرہ بجاؤن اُسکی آواز تمکو سناؤن تم انکو لیکر آنا ہرگز اس کام مین دیر نہ لگانا الحاصل عیاروں نے
تمام دن مین کاغذ کے دیو تیار کیے جب رات کا وقت ہوا نوشیروان منقال شاہ کے لشکر مین گیا اتفاقاً وہ شب شب ماہ تھی
اور چہار طرف روشنی بھی ہوئی تھی اور آتشبازی بھی چھوٹتی تھی بادشاہ ناچ دیکھنے لگے جب پہر رات گئی عمرو نے مقبل کو سیاہ
قیطاس پر سوار کیا اور اُسکو سب مراتب سے خبردار کیا اور کہا کہ تو امیر کا نام لینا اور عادی سے کہا کہ تو اپنے کو لندھور کہنا اور
سلطان بخت مغربی سے کہا کہ تو بہرام کے نام سے نعرہ کرنا الغرض فوج کو یہ سمجھا کر قلعہ کے باہر نکلے منقال شاہ و نوشیروان کے لشکر پر
جا کر مقبل وفادار نے نعرہ کیا کہ منم سلطان صاحبقران حمزہ نامدار اور عادی نے کہا کہ منم رستم زمان ملک لندھور بن سعدان اور سلطان بخت
مغربی نے نعرہ کیا کہ منم بہرام گرد خاقان چین تینون لشکر دن سے تلوار چلنے لگی بڑے زور شور سے شمشیر آبدار چلنے لگی عمرو نے دیکھا
کہ یہ تو لڑ کر کھڑے ہوا اور فوج میری تھوڑی ہی ایسا نہو کہ شکست اُٹھاونی پڑے ہاتھ سے ذلت پاؤن سفید مہرہ بجا کر منھ سے نکال لیا اور
حریفون کے لشکر نویکو سنا کر للکارا صاحبقران فرماتے ہین اے دیوان قاف جلد آؤ ان کافرونکو کھا جاؤ عیار عمرو کی آواز سنکر دیو دوڑتا
لائے مہرہ سفید کی آواز سنتے ہی بہت جلد آئے اور انکے منھ کے اندر سے قارورہ آتشین بارنے لگے کل لشکر کو یقین ہوا کہ فوج دیو
قاف کی امیر کے ساتھ آئی اب ہمنے بے شبہ شکست پائی مارے خوف کے بھاگ کھڑے ہوئے ہر چند بختک نے کہا کہ یارو یہ سب
عمرو کی عیاری ہی یہ سب اُسکی چالاکی اور مکاری ہی لیکن کون سنتا ہی سر پر پاؤن رکھکر جو بھاگے تو بارہ کوس پر جا کے دم لیا ایک
وار نہ کیا بادشاہون نے بھی دیکھا کہ اگر بغیر فوج کے ہم یہان ٹھہرے رہے تو حریف کے ہاتھون کیا بلکہ اپنے پاؤن سے قیلہ ہوگے چڑیون کی طرح
ان شہبازون کے پنجے مین صید ہو وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگے سب آپس مین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکے بھاگے عمرو نے
منقال شاہ و نوشیروان کے لشکر کا جہانتک مال و اسباب پایا لوٹ کر زنبیل کے حوالے کیا اپنا مال سمجھکر سب بے تکلف لیا اور تمام فوج کو جس
طرح سے پیٹ بھر کر کھانا کھلوایا سبنے خوش ہو کر خوب سیر ہو کے کھایا اور مقبل سے کہا کہ قلعہ مین جا کر زنانی سواریان سوار کر دو
شتران باربردار پر اسباب دھر کر جلد آؤ کوئی چیز وہان نہ چھوڑو سب یہان لاؤ کہ قلعہ تیغ مغرب کیطرف چلین ہان تو حکم کی دیر تھی
مقبل فی الفور زنانی سواریان مع مال و اسباب قلعہ سے لیکر باہر آیا ایک تنکا وہان نہ چھوڑا سب اپنے ساتھ لایا عمرو جمیع
خرد و بزرگ کو ساتھ لیکے قلعہ تیغ مغرب کیطرف روانہ ہوا ہر گاہ کہ قلعہ کے دروازے پر پہونچا منقال شاہ کا خط جعلی زیرکو دکھلا
قلعہ مین داخل ہوا ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوا پھر کافرونکو تہ تیغ کیا سب زن نے شہر بہت سے ہرگس پیا اکثر لوگ مسلمان ہوئے

عمرو نے انکو امان دی انکے قتل کی نیت نہ کی اور قلعہ کو اپنی وضع پر تیار کر کے چین سے فیلبند دروازے پر زر دوزی اطلس چینی کے
شامیانہ تلے نیچے کرسی مرصع نگار رکھا کے بیٹھا سامان بادشاہانہ لگا کر بیٹھا نوشیروان کا حال سنیے کہ اسنے صبحکو عیاروں کو فوج دیوان
قاف کی خبر لانے کیواسطے بھیجا کہ انکی خبر لائیں وہاں کی کیفیت دیکھتے آئیں یہاں عمرو ان کاغذ کے دیو دیو انکو پہاڑ کے نیچے صف بندی کا
کر کے کھڑا کر گیا تھا عیاروں نے دور سے دیکھکر بادشاہ کو خبر دی جلد دوڑ کر اطلاع دی کہ لشکر دیوان قاف پہاڑ کے تلے صف باندھے
کھڑا ہے پہاڑ ایک شل پہاڑ کے اژدہا ہو نجتک بولا کہ گوہ کھاتے ہین جو ایسی بات بے اصل سناتے ہین اگر اصلی دیو ہوتے تو انھین یہاں آنے کو
کس نے منع کیا تھا انکا کون روکنے والا تھا یہ بھی عمرو کی عیاری تھی فقط اسکی ہوشیاری تھی اسنے اس فریب سے شکست دی ہے دیکھ
تو اس عیار نے کیسی تدبیر کی اسمین مشقال شاہ کے عیار پہونچے انھون نے مفصل خبر دی کہ وہ دیو مقوے کے ہین اور عمرو مع
ہمراہیان قلعہ تیغ مغرب مین داخل ہوا نوشیروان نے بہت افسوس کیا اور سب کو انکی بے جرأتی پر طعنہ دیا خیمہ گاہ پر رجوع
پھر کے آئے تو دیکھا کہ مطلق نقد و جنس شاہی و مال و اسباب لشکریان بیچارہ کا عمرو لوٹ کر لے گیا یہ سب سے بڑا داغ دے گیا
مشقال شاہ کے لشکر مین بھی جھاڑو تک نہین ہے بہیر و بنگاہ کے لوگ جدا روتے ہین کہ بستر تک نہین ہے جو شب کو سوئین اس
خرابی حال پر بھلا کیون نہ رو رہین اور دیوانے پانی کا تو کیا ذکر ہے کیونکر قوت لایموت کرین اب یہی ثابت ہو تلملا کر بھوک کے عذاب سے
مرین بادشاہ نے مع فوج کوچ کیا اور قلعہ تیغ مغرب کو گھیر کے اتر پڑے اور قصد کیا کہ انسے پھر لڑین اب عمرو کا حال سنیے اپنے
سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ یارو اٹھارواں برس تمام ہونے پر آیا مگر امیر قاف سے نہ آنے پایا پس اب نصف خوراک قوت
لایموت کیواسطے ملیگی جسکا جی چاہے رہے جسکا جی چاہے جائے اگر ہمارا دوست صادق ہے تو ہمارے ساتھ یہ تکلیف اٹھائے
سبھون نے تو قبول کیا مگر عادی کرب نے کہا کہ اپنا تو گذارا نہوگا جب سے امیر گئے ہین ایک دن پیٹ بھر کر کھانا کھانے مین نہین
آیا اب اسکا نصف ہوگا تو کاہیکو جیتا بچونگا مین تو بے موت مرونگا عمرو بولا کہ تجھکو اختیار ہے رہ یا نہ رہ عادی کرب قلعہ کے
باہر نکلا عمرو نے کہا کہ عادی کرب تو جاتا ہے اگر جیتا نہ گاڑا جائے تو عمرو میرا نام نہین [illegible] تیرے آگے شتوبہ کرون
عادی کرب بولا کہ اگر تجھکو دیو نہ لپیٹے تو عادی کرب کہلاؤن مین بھی تجھکو اپنا منہ کبھی نہ دکھاؤن یہ کہکر سیدھا نوشیروان
کے پاس گیا اور کہا کہ اگر حضور مجھکو نوکر رکھین تو نوکری کرون ہمیشہ آپکی خدمت مین رہون نوشیروان نے پوچھا کہ عمرو
سے کیون بگڑی اسنے مفصل حال بیان کیا بادشاہ نے باورچیخانہ کے داروغہ کو بلا کر فرمایا اسکو یہ حکم تاکید سنا کہ
عادی کرب جسقدر کھائے اسکو کھلاتے رہو اسکو خوب کھلا کر سیر کرو اور عادی کرب سے کہا کہ تجکو یہ منصب دربانی کی خدمت
دی بغیر ہمارے پوچھے کسی غیر کو اسنے قلعہ پر کسی کو قلعہ کے اندر جانے نہ دینا عادی کرب اسی دم دروازہ پر جا بیٹھا اور بادشاہ
کیطرح بستر جما بیٹھا شب کو ایک عورت جمیل بادشاہ کی جورو کی [illegible] آئی اسنے اپنی صورت [illegible] کرشمہ سے دکھائی کہ عادی کو
کود الی سے دیکھکر [illegible] شہوت جوش [illegible] جھپٹ پٹے اسکو پکڑ کے اسکے ساتھ صحبت کی کہان عادی کا
[illegible] نہین [illegible] تاب [illegible] فوراً جان سے گذر گئی عادی کرب اپنے

ومین سوچا کہ صبح کو تم بھی مارے جاؤگے اس حرکت کی سزا ضرور پاؤگے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا جو کی مین کھڑا تھا اسپر سوار ہوکر
جنگل کی راہ لی رات بھر تو چلا گیا صبح کو بھوکا ہوا وہان کیا تھا کہ کھاتا جنگل سے لکڑیان توڑ کر لاؤ لگایا اور گھوڑے کے کباب لگاکر
کھائے وہان سے ایک فقیر کے تکیے پر گیا سرگروہ فقیرونکا چھاندا بانٹ رہا تھا آپ بھی فقیرونمین ملکر بیٹھا سرگروہ نے ایک
چھاندا اسکو بھی دیا اُسنے کھاکر کہا کہ مرشد اتنے کھانے مین فقیر کا کیا ہوگا سرگروہ نے ایک چھاندا اور دیا اگلا پچھلا کھاکر بولا
کہ مرشد آتش دوزخ تو بجھی ہی نہین سرگروہ نے کئی چھاندے اور اُسکو دیئے وہ اُسکو بھی چٹ کرکے کہنے لگا کہ تعجب ہی
ایک مرتبہ اسقدر نہین دیتے کہ فقیر کی آتش دوزخ بجھے قریب پانسو فقیر کے اس جماعت مین ہونگا جھونپڑے بایکدیگر کہا
کہ یارو تم سب اپنا اپنا چھاندا اسکو دو دیکھو تو کہانتک کھاتا ہی یہ اتنا کھانا کیونکر اسکے پیٹ مین سماتا ہی عادی کہ سب
سب کا حصہ کھا گیا ایکدم مین سب کھانا اڑا گیا فقیرون نے پوچھا کہ اب تو دوزخ بھرا بولا کہ دوزخ کیا بھریگا اتنا سا کھانا مجھکو
کیا آسودہ کریگا مگر پانی پینے کا سہارا تو ہو گیا تب تو جھونپڑے سرگروہ سے کہا کہ یہ آدمی نہین ہی معلوم ہوتا ہی یہ دیو ہی یا غول ہی
اسکو جلد رومال چھڑی دیکر یہان سے نکالو اس بلا کو اپنے سر سے ٹالو سرگروہ نے ایک رومال چھڑی بینوائی کی دیکر کہا کہ بابا
ملک خدا کا بڑا ہی چل پھر کر مانگ کھاؤ یہان سے تشریف لیجاؤ عادی شب کی شب اُس تکیے پر سو رہا صبح شہر کیطرف کہ وہان سے
نزدیک تھا چلا دیکھا کہ شہر آباد ہی ہر شخص اس شہر کا خرم و شاد ہی بھیک مانگنے لگا ایک نان بائی نے کہ رحم دل تھا دو روٹیون
پر کچھ کباب رکھکر عادی کو دیے آٹھون پہر نوش جان کئے عادی اور مانگنے لگا وہ بولا کہ اب پھر مانگو اس ڈیل ڈول پر فقیری
زیب نہین دیتی محنت کرکے کیون نہین کھاتے ہو سوال کی ذلت کیون اٹھاتے ہو عادی نے کہا کہ محنت کرنیکو مین حاضر ہون
اگر پیٹ میرا کوئی بھرے میرے سیر کرنیکا اقرار کرے نان بائی بولا کہ اچھا لکڑیان چیر کر کھانے کو مین تجھے دونگا تجکو کھلا کر آسودہ
کرونگا عادی نے سب کندے چیر کر ایک ساعت مین ڈالدیے سب لکڑیون کے ٹکڑے کیے نان بائی نے
پانچ روٹیان خمیری اور سالن اسکو دیا عادی نے اُسکو بھی چٹ پٹ کھالیا اور کہا کہ پیٹ تو میرا بھرا ہی نہین تو نے کہا تھا
کہ پیٹ بھر دونگا تجکو سیر کر دونگا اُسنے اور پانچ روٹیان دین عادی نے اُسکو بھی کھاکر کہا کہ بھائی خوش طبعی کیون کرتے ہو
دل لگی کرتے ہو یا میرا پیٹ بھرتے ہو لیکن تم یہ کیون نہین دیتے سکا سکا کے دینے مین نہ پیٹ بھرتا ہی نہ روح بھرتی ہو مفت مین
طبیعت پر گرانی گذرتی ہے روٹیون کے پاس سے تم ہٹ کھڑے ہو جتنی میری بھوک ہی اتنا کھا لونگا تمہارا کھانا کچھ اور دکو
تھوڑے ہی دونگا ایسا تو مین بڑ پیٹا بھی نہین ہون کہ سب کھانا کھا جاؤن نان بائی نے انکار کیا عادی نے اُسکی گردن پکڑ کر دوکان
سے نیچے اُتار دیا اور آپ بیٹھکر کھانے لگا ہرگاہ تمام روٹیان اور سالن کھا چکا اور پیٹ نہ بھرا دوسری دوکان جو اسکے متصل تھی
مین جاکر مالک کو اُسکے نکالکر جتنی روٹیان اور سالن دوکان مین تھا چکھ گیا تیسری دوکان پر جھکا عجیب طرح کا بازار
مین غل و شور ہوا اس حال کو دیکھکر ایک اژدحام خاص و عام ہوا کہ کوتوال سنکر دوڑا مگر عادی کے
زور و قوت کو دیکھکر الٹا پھر گیا اُسنے پیادے نے کہا اُسکو پیادہ پڑا اور بادشاہ سے جاکر حقیقت حال کہی یہ سب کیفیت

مفصل عرض کی میعاد شاہ مغربی ویران کا بادشاہ تھا خود سوار ہوکر آیا مع ارکین سلطنت جلد تشریف لایا عادی کی صورت
و وضع دیکھکر بہت حیران ہوا سخت متحیر اور پریشان ہوا کہ ایسا آدمی اُسنے کبھی دیکھا نہ تھا چاروں طرف سے فریادی دوڑے کہ
اُسنے دوکاندار ذبکی تو دوکانین لوٹ کھائی ہین اور کئی آدمیونکا خون بھی کیا ہی ہم سب دوکاندار ونکو بڑا صدمہ دیا ہی بادشاہ
نے کہا کہ اس سے کوئی مزاحم نہوے عادی کو بلاکر مستفسر حال ہوا اُسنے مفصل پیچ پیچ جو سرگذشت تھی سو کہی
اپنے حال سے اُسکو اطلاع دی بادشاہ نے کہا کہ کہین پہلوان غریب آزاری کرتے ہین غریبون پر اسطرح کی جفاکاری کرتے ہین
عادی نے کہا کہ مثل مشہور ہی مرتا کیا نہ کرتا بادشاہ نے کہا کہ اگر تم مسلمانون سے لڑنا قبول کرو تو مین تمکو اپنے پاس رکھون
تمکو بہت بڑا منصب دون اور اپنی بیٹی کی شادی بھی تمھارے ساتھ کر دون ایسا سلوک تمھارے ساتھ کرون لیکن یہان کا رسم ہے
کہ اگر خاوند مرجائے تو جورو اسکی جیتی اسکے ساتھ گڑ جائے اور اگر زوجہ مرجائے تو شوہر اسکے ساتھ زندہ گاڑا جائے پھر وہ جینے نہ پائے عادی نے
قبول کیا بادشاہ نے اسی دن اپنی بیٹی کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا عادی جو شب کو اُسکے ساتھ ہمبستر ہوا وہ عادی کے عضو کی تاب
نہ لاسکی اُسکا بوجھ وہ بیچاری نہ اُٹھا سکی فی الفور اسکی جان نکل گئی صبحکو اُسے کفنا کے دفن کرنیکو لیگئے اور عادی کو بھی پکڑ دھکڑ کر
ہمراہ لیا اُسکے ساتھ اُسکے دفن کرنیکا بھی قصد کیا جب اُس عورت کی لاش کو قبر مین اُتارا عادی سے کہا کہ تو بھی قبر مین جا عادی
نے انکار کیا لوگون نے چاہا کہ اسکو پکڑ کے قبر مین ڈالین مگر کسی نے یہ مجال نہ پائی اُسکے مقابل کی کسی کو تاب نہ آئی عادی قوت کے
بل سے قبر کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا اتفاقاً صاحبقران اُسی دن اُس شہر مین داخل ہوے ایک درخت کے سائے کے نیچے پوست
گرگ بچھا کر بیٹھے تھے اچھا سایہ دیکھکر اُسکے تلے آکر بیٹھے تھے آدمیون کا ہجوم دیکھکر خواجہ آشوب بہلول سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کیا
ہجوم ہی اسقدر آدمی کیون جمع ہین کس بات کی دھوم ہی وہ جو وہان گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی کو زبردستی قبر مین گاڑتے ہین اور
وہ گڑتا نہین اور اُسکے پکڑنے کو کسی کا حوصلہ پڑتا نہین امیر سے آنکر کہا کہ ایسا حال ہی صاحبقران بھی دیکھنے کو گئے غور سے دیکھین
تو عادی کو زبردستی لوگ قبر مین ڈھکیلتے ہین امیر حیران ہوے کہ ایسا اُسنے کیا گناہ کیا ہی جو اُسے زندہ گاڑتے ہین اُسکی بنی بنائی
صورت بگاڑتے ہین امیر نے اس سے پوچھا کہ اے پہلوان تو کون ہی اور یہ ماجرا کیا ہی ان لوگون کا تیرے ساتھ معاملہ
کیا ہی عادی بولا کہ عادی کرب میرا نام ہی حمزہ نامے عرب کے پاس نوکر تھا وہ عمرو نامے عیار کو اپنا نائب کرکے مجکو اور
اپنے رفیقونکو اُسکے پاس چھوڑ کے پردۂ قاف پر گیا اب تک وہ عیار قوت لایموت دیتا تھا میں اُسکو کھا کے حمزہ کے انتظار مین
جیتا تھا بالفعل اُس عیار نے کہا کہ حمزہ کو گئے اٹھارہ برس پورے ہونے آئے ہین کہانتک سرکھپی کرون تم سب کو کہان سے
کھانا دون جسقدر لوگون کو علوفہ ملتا ہی اُسکا نصف ملیگا اب مجکو زیادہ میسر نہین ہوتا مین تم لوگون کی کفالت سے
سیر نہین ہوتا مین نے دیکھا کہ اٹھارہ برس تک نصف پیٹ کھا کر مردہ ہوگیا سب طرف سے دل فسردہ ہوگیا اب چوتھائی پیٹ
جو ملیگا تو کا ہیکو زندگی ہوگی کیونکر جیونگا آخر بھوک کے مارے ایکدن جان دونگا اس سے بھیک مانگ کر کھانا بہتر ہے
اسطرف نکل آیا مقدر نے نیا تماشہ دکھایا یہان کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کر دیا وہ قضائے الٰہی سے مرگئی

دنیا سے کوچ کر گئی اب جاہتے ہین کہ اُسکے ساتھ مجکو بھی گاڑ دین میرے درخت عمر کو جڑ سے اُکھاڑ دین امیر نے فرمایا کہ تو حمزہ کو
دیکھے تو پہچانے عادی نے کہا کہ پہچانون کیون نہین ہرچند اُسے اٹھارہ برس گئے ہوے ہین ہئیت بدل گئی ہوگی لیکن تو بھی خال
سبز و رگ ہاشمی و کلالہ ابراہیمی سے پہچان لونگا امیر نے پیشانی کھجانے کے بہانے سے تاج کو سر سے سرکایا اس بہانے سے
وہ اُسکو دکھایا عادی کی جو نگاہ اُسپر پڑی قید کو توڑ کے امیر کے قدمونپر گر پڑا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگا کہ کہا کہ اب کسکی طاقت
ہی جو تجھپر دست اندازی کرے تجھ سے دست درازی کرے عادی کو اپنے پہلو مین ٹھہرا کر کے ایک نعرہ کیا ہر کہ داند داند
ہر کہ نداند باید کہ بداند منم صاحبقران حمزہ نامدار قتل کنندہ دیوان خونخوار شکنندہ طلسم پریان مہرنگار معاد شاہ نعرہ کی
آواز سنکر اپنی بارگاہ سے نکلا اور امیر کے پاس آکر بولا کہ حمزہ مین نے جانا تھا کہ تو دیوان قاف کے ہاتھ سے مارا گیا مگر جیتا
پھرا خیر وہان سے جیتا پھر آ تو میرے ہاتھ سے آج نہین بچنے کا میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا آج اپنی حرکتون کی سزا
پائیگا یہ کہکر اپنے لوگون سے کہا کہ اس عرب کو مارلو ہرگز اسکے قتل کرنے مین دریغ نہ کرو اور آپ بھی تلوار نکال کے ایک وار کیا
امیر نے ہاتھ بڑھا کر قبضہ اُسکی تلوار کا پکڑ کے تلوار چھین لی اور اُسکو اُٹھا کے اس زور سے زمین پر دے مارا کہ سر اُسکا سینے
مین گھسکر گوشت کا لوتھڑا معلوم ہونے لگا امیر اسکو مار کے اُسکی سپاہ کے اوپر گرے سب فوج کو قتل کر کے نیست و نابود کیا
ایک کو بھاگنے نہ دیا عادی نے بھی وہی تلوار جو امیر نے معاد شاہ سے چھین لی تھی لیکر کافرونکو مارنا شروع کیا ہرگاہ بہت سے
کافر جہنم واصل ہوے عاقل خان نے کہ معاد شاہ کا وزیر دوانائی مین اسم بامسمی تھا امیر سے مشرف ہوکر امان مانگی اور
بخوشی مسلمان ہوکر امیر کو اپنے مکان مین لیگیا امیر نے زہرہ مصری کیواسطے ایک مکان خلوت کا دیا سبطرح کی خاطرداری
کر کے انکو خوش کیا اور سات دن پیہم عاقل کے گھر مین ضیافت کھائی ہرصورت سے راحت پائی چلتے وقت عاقل خان کو تخت سلطنت
پر بٹھلایا ہرچند اُسنے چاہا کہ امیر کے ہمراہ جاوے امیر نے فرمایا کہ ابھی نہین پیچھے سے تم آنا جب مین کہون وہ عمل مین لانا امیر نے ونون لیکر کون اور
زہرہ مصری کو بدستور گھوڑے پر سوار کیا اور آپ مع عادی پیادہ روانہ ہوے عاقل خان نے تمام شہر کو مشرف باسلام کیا اسلام
پر قائم رہنے پر سب سے عہد و پیمان لیا اور ایک عرضی مین امیر کے آنے کا حال لکھکر مع سر معاد شاہ مغربی نوشیروان کے پاس روانہ کیا
راوی لکھتا ہی کہ امیر تیسرے دن ایک ریگستان مین پہونچے جہان پانی اور سایہ کا نام نہ تھا ایسے بیابان مین پہونچے دوپہر کیوقت تمازت
آفتاب سے بیتاب ہوکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے کہ لب دریا واقع تھا پوست گرگ بچھا کر بیٹھے وہ جگہ آرام کی پا کر بیٹھے عادی نے
کہا کہ گرمی سے پگھلا جاتا ہون مین سوقت بڑی اذیت اٹھاتا ہون اگر حکم ہو تو دریا مین غوطہ مار لون ذرا طبیعت کو تسکین
دون امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہی بہت خوب ہے اچھی طرح سے نہائیے عادی نے کپڑے اُتار کے دریا کے کنارے پر رکھے
اور آپ نہانے لگا دل کھول کے غوطہ مارنے لگا ناگہان ایک صندوق بہا چلا آتا تھا عادی نے اسے روک کر کھولا تو اسمین ایک دیو
نکل کے عادی کے لپٹ گیا بھوت کیطرح اُس سے چمٹ گیا عادی نے صاحبقران کو پکارا صاحبقران نے جا کر اس دیو کو پکڑ کے
پھر صندوق مین بند کیا اور عادی کو دیدیا عادی نے اپنے دلمین کہا کہ عمرو کا کہنا تو ہوا کہ مین زندہ زمین مین گاڑا جاتا

جاتا تھا مجکو اپنا بچنا کسی صورت سے نظر نہین آتا تھا مگر خدا نے مجکو بھی بچا لیا کہ یہ دیو مجکو ملا اس صندوق کو لیجا کر عمرو کو
دونگا یہ بلا اُسکے سپرد کرونگا جب وہ کھولیگا یہ اُسکو لپٹ جائیگا تب اُسکو میرا کہنا یاد آئیگا عادی نے اُس صندوق کو
محافظت سے اپنے پاس رکھا امیر چلے چند منزلون کے بعد ایکدن عادی سے معلوم ہوا کہ عمرو مع لشکر تیغ مغرب
مین مقام رکھتا ہے اسجگہ مع متعلقین قیام رکھتا ہے امیر نے زہرہ مصری وغیرہ کو عادی کے سپرد کرکے فرمایا کہ تم انکو ساتھ لیے
آہستہ آہستہ آؤ مین آگے کا حال دریافت کرون وہان کی سب کیفیت سے آگاہ ہون یہ کہکر اشقر پر سوار ہو تھوڑی ہی
دیر مین قلعہ کے متصل پہونچے قلعہ کے سامنے ایک ٹیکرا تھا اُسپر کھڑے ہو کر قلعہ کو دیکھنے لگے دیکھا قلعہ تو بہت بڑا سا ہے بہت
بارہ فصیل پر طیاری ہے پرندہ اگر چاہے کہ اُسکے اوپر سے اُڑ کے جاوے تو صید ہو جاوے اگر سیمرغ بھی ارادہ کرے تو قید ہووے قلعہ کے ایکطرف
پہاڑ ہے دوسری طرف دریا ہے اور تیسری طرف صحرا ہے کوسون تک ہزار گلہ کھلا نظر آتا ہے جنکا مقدار ہرگز قیاس مین نہین سماتا ہے
جا بجا میوہ دار درخت خوشنما سلوب نظر آتے ہین کھانا تو کیسا جنکے دیکھنے سے لوگ حیات تازہ پاتے ہین اور چوتھی طرف
شاہ درہ ہے خشکی ہے اور زد سے بچا ہوا نوشیروان بالشکر غدار پڑا ہوا ہے خیمہ ہر سردار کا اپنے اپنے موقع پر کھڑا ہوا ہے اور
فیلبند دروازہ پر زربفت اطلس چینی کے شامیانہ کے نیچے کرسی جواہر نگار پر اس ٹھاٹھ سے بیٹھا ہوا ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کی اسکے
آگے کچھ حقیقت نہین اُسکی ہیبت و رعب سے کسی کو بات کرنے کی طاقت نہین داہنی طرف تو شاہان و شہریاران ہمراہی دست
کمر بستہ کھڑے ہوئے ہین اور بائین طرف مقبل وفادار بارہ ہزار تیرانداز لیے کھڑا ہے امیر عمرو کو اس پیچ و پیچ سے دیکھکر بہت
ہنسے اور قلعہ کی دیوار کے نیچے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے فقیرون کیطرح سے اُسی دیوار کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور اشقر دیوزاد
سے زبان جنی مین فرمایا کہ تو بھی اس صحرا مین کہ قلعہ کے نیچے ہے جا کر کچھ کھا پی آ جو کچھ ہاتھ لگے وہ جا کر کھا لیکن کسی کے ہاتھ آنا
کسی کے دام مین بیچ کو نہ پھنسانا اشقر نے صحرا کی راہ لی جو امیر نے کہا تھا وہی بات کی شاہ عیاران عیار کا حال سنیے کہ
اُسدن جا کر مہرنگار کو جو امیر کے غم مین بہت بدحال پایا بیٹھکر آپ بھی خوب رویا اور اُسکو بھی خوب رُلایا اُسکو دیکھکر
اُسنے بہت رنج اُٹھایا اور کہنے لگا کہ ملکہ خدا کو یاد کرو اللہ کی رحمت پر بھروسا کرکے اپنی طبیعت کو شاد کرو دیکھو وہ کیا کرتا ہے
جامع المتفرقین اُسکا نام ہے نا اُمیدون کی تمنا بر لانا اُسی کارساز حقیقی کا کام ہے البتہ حمزہ کو تم سے ملا دیگا ایکدن تمھارا
مطلوب تمھارے پاس ضرور آ دیگا مہرنگار نے کہا کہ ای خواجہ صبر کی بھی آخر کچھ انتہا ہے صبر کہانتک کرون کسطرح سے
اپنی طبیعت کو تسکین دون آج امیر کو گئے اٹھارہ برس پورے ہوئے عمرو بولا کہ ابھی تو شام کو بڑا عرصہ باقی ہے شاید
تک امیر پہونچ جائین اور خیر و خوبی سے تشریف لاوین تو خدا کی قدرت سے کیا دور ہے ملکہ ذرا قلعہ کے بالا خانہ پر جا کر
صحرا کی سیر دیکھو دیکھو تو کیسا ہزار گلہ کھلا ہوا ہے اور گیاہ سے کوسون تک مخمل سبز کا فرش بچھا ہوا ہے کسی طرح تو دلکو بہلاؤ
خدارا میری خاطر سے بالائے بام جاؤ مہرنگار کے بھی اُسوقت کچھ جی مین آ گیا کہا عمرو کا اُسوقت بھا گیا چار و ناچار
نظر اُٹھا کے کیفیت صحرا کی دیکھنے لگین سقف قصر پر جا کے صحرا کیطرف قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگین اتفاقاً تین چار

فازین اڑی چلی جاتی تھیں کسی طرف سے اڑتی ہوئی آئی تھیں مہر نگار نے یہ کہکر تیر مارا کہ مین فال دیکھتی ہون اگر یہ
لی قاز کو مین نے مارا تو آج امیر سے ملاقات ضرور ہوگی بعد مدت مدید اُنکے دیکھنے اور ملنے سے مسرور ہونگی تیر بیچ ہی کی
قاز کے بازو مین ترازو ہوگیا اور وہ قاز امیر کے روبرو گری امیر نے قاز کو تو ذبح کر کے اپنے روبرو رکھا اور پیکان تیر پر
مہر نگار کا نام دیکھکر بوسہ لینے لگے اُس تیر کی بلائین لینے لگے سامنے سے عمرو نے دیکھا طیش کھاتا ہوا امیر کے پاس آکر
لینے لگا کہ او قلندر بے پیر تو نہین جانتا کہ اس تیر پر کسکے ناموس کا نام ہے تو بوسہ لیتا ہے لا تیر مجکو دے ایکی مرتبہ تو فقیر سمجھکر
معاف کیا اگر بار دیگر ایسی بے ادبی کریگا تو اپنی سزا کو پہونچیگا اس دار فانی سے دار البقا کو پہونچیگا امیر بولے اے
ن نے تجھ ایسے عیار بہت دیکھے ہین اُسکو جا کر دھمکا جو تجھ سے ڈر جاوے ایسے فریبی مکار بہت دیکھے ہین مین
بادشاہ ہفت کشور کو پشم کے برابر نہین سمجھتا ہون تو تو ادنی عیار ہے تیرا کیا اعتبار ہے عمرو جو غیظ مین آیا فلاخن سر سے کھولکر
یک سنگ تراشیدہ خراشیدہ کفہ فلاخن مین رکھکر امیر کے اوپر مارا امیر نے اُس پتھر کو نگاہ مین رکھا جب سینے کے نزدیک
پہونچا دونون ہاتھون کے بیچ مین روکا اور للکار کر کہا او عیار کہان جاتا ہے سنبھل یہ فقیر بھی تجھے اپنی صنعت دکھاتا ہے یہ پتھر
عمرو نے دیکھا کہ پتھر بڑے زور سے آتا ہے اچھلکر الگ ہوگیا اور دوسرا پتھر اور امیر پہ مارا امیر نے اُسکو بھی رد کیا اور وہی
پتھر دے مارا عمرو فوراً ہٹ گیا پتھر اوپر سے نکل گیا عمرو نے دیکھا کہ یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہے اہل وجد و حال معلوم
ہوتا ہے اس سے یون سر نہ ہونگا چلکر لالچ دیجیے اور تیر تو اس سے لیجیے عمرو نے نزدیک آکر کہا کہ اے قلندر پانچسو روپیہ دیتا ہون
مجکو دے امیر نے نہ مانا مگر عمرو نے کہا کہ ہزار روپیہ لے اور تیر دے امیر نے کہا کہ مین نے قاف مین حمزہ کی بدولت ایسے
ایسے روپیہ ادنی ادنی کو دیڈالے ہین سو تو مجکو لالچ دلاتا ہے مجھے اپنی زرداری دکھاتا ہے عمرو یہ بات سُنکر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا
حمزہ کو دیکھے ہوے کتنا عرصہ ہوا امیر نے کہا ابھی چھ مہینے ہوئے کہ مین اور وہ ایک جا پر تھے عمرو نے کہا کہ کچھ تم سے امیر
نے بھی تھے امیر بولے کہ چلتے وقت اتنا کہا تھا کہ جب مکے مین پہونچنا تو میرے باپ سے سلام میرا کہکر خیریت میری کہدینا عمرو نے
کہا کچھ اور بھی کہا تھا بولے کہ ہان یہ بھی کہا تھا کہ اگر ہمارے رفیقون سے ملاقات ہووے تو ہماری طرف سے اُنکو پوچھ دینا عمرو نے
کہا اور بھی کسی کو کچھ پیغام دیا ہے امیر نے فرمایا کہ ایک بات بتاکید تمام مہر نگار سے کہنے کو کہی ہے اپنی معشوقہ گلعذار اور دلبر
وفادار سے کہنے کو کہی ہے عمرو نے پوچھا کہ وہ بات کیا ہے برائے خدا جلد کہیے خاموش نہ رہیے امیر بولے کہ مین تجھ سے
ہونگا اُنکے خلاف حکم نہ کرونگا مہر نگار کے کان مین کہونگا اسواسطے کہ امیر نے مجکو یہی فرمایا ہے یہ فقیر پیام خاص لایا ہے عمرو نے
کہا کہ یا حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہین یہ کیسی بات زبان پر لاتے ہین مہر نگار آپکے سامنے کیونکر ہوگی وہ پردہ نشین ہے
صاحب جاہ و تمکین ہے امیر نے کہا کہ نہو وے مین کہونگا بھی نہین عمرو نے کہا کہ اے قلندر پانچسو تمن لے اور اُسکے پیغام
کہدے امیر نے کہا کہ مین نے ایک دفعہ کہدیا اور تجکو بخوبی آگاہ کیا کہ اگر مہر نگار کو سُننا منظور ہو تو مجھے بلا کر اپنے کان
مین سُنے اور نہین تو حجت کرنے سے کیا کام ہے پیام نہ سننے کا اُسی پر الزام ہے عمرو ناچار ہو کر محل مین گیا دیکھے تو عجیب طرح

کی خوشی برس رہی ہی کوئی پھولے نہین سماتا ہی ہر شخص نہایت شاد وہان اور خوش نظر آتا ہی عمرو نے پوچھا کہ یہ خوشی کس بات کی ہی کیا کچھ کسی نے تمکو نئی خوشخبری دی ہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ مین نے فال گوش کے طور پر ایک قاز پر تیر لگایا تھا اپنے بخت کو آزمایا تھا وہ تیر قاز کے بازو پر لگ کر تراز و ہو گیا مگر تیر مع صید قلعہ کی دیوار کے تلے گرا ہی ذرا اسکو وہان سے لا دو اتنی مہربانی کرو اور خواجہ یہ فال بہت آزمائی ہوئی ہی یہ بات کئی مرتبہ میرے امتحان مین آئی ہوئی ہی ابھی تو دن بہت ہی ہزار بسوہ شام ہونے پائیگی کہ امیر آئینگے آج وہ ضرور تشریف لائینگے عمرو نے دیکھا کہ عجب طرح کا ہنگامہ ہی کوئی آسمان پر اگر لکہ ابر کو دیکھتی ہی تو کہتی ہی کہ امیر کا تخت اس ابر مین ضرور ہی کوئی کوٹھے پر چڑھی ہوئی صحرا کی طرف تک رہی ہی کہ امیر اگر خشکی کی راہ آوینگے تو ادھر سے آوینگے عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ غنیمت ہی مہر نگار کوٹھے پر جا کر بیٹھی تو اس مین پھر مہر نگار نے کہا کہ خواجہ میرا تیر و صید قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا ہی اٹھوا کر منگا دو دیا تم خود جا کر لا دو خواجہ نے کہا کہ آج دیوار کے نیچے ایک فقیر قلندر آ کر بیٹھا ہی معلوم نہین کہ کیا جانکر بیٹھا ہی قاز و تیر اسی کے آگے گرا تھا اسنے قاز کو تو ذبح کر کے روبرو رکھ لیا ہی اسکو گویا اپنا شکار تصور کیا ہی اور تیر اسکے ہاتھ مین ہی کہتا ہی کہ مین قاف سے آیا ہون حمزہ کا کچھ پیغام ملکہ مہر نگار کو لایا ہون مین اسکے کان مین کہونگا جیسا انھون نے کہا ہی ویسا ہی کرونگا ہر چند مین نے اسکو لالچ دیا اور اس سے اصرار اور مبالغہ کیا بولا کہ مین نے بہت کچھ حمزہ کی بدولت قاف مین خرچ کیا ہی ہزارون روپیہ اپنے ہاتھ سے محتاجون اور غریبون کو دیا ہی چشم دل سیر ہی اب مجکو کسی کی خواہش نہین نہ تو تیر دیتا ہی اور نہ حمزہ کا پیام کہتا ہی مثل مشہور ہی لمہ ترجمہ جبکہ روز وصال آتا ہی + بیقراری دو چند ہوتی ہی + مہر نگار نے بیقرار ہو کر عمرو سے کہا کہ خواجہ برائے خدا اس فقیر کو جلدی بلا لاؤ مین ہرگز دیر نہ لگاؤ عمرو نے پھر آ کر امیر سے کہا کہ ای قلندر مین تجکو ہزار تمن دیتا ہون اگر حمزہ کا پیام مجھ سے کہدے میرے کہنے پر عمل کرے امیر نے کہا کہ گفتگوے لغو کرنا کیا ضرور ہی مجکو مہر نگار کے سامنے لے چل کر پیغام کا سنانا تجکو اور انکو منظور ہی ایک دفعہ کیا ہزار دفعہ کہدیا کہ مین سوا مہر نگار کے کسی سے نہ کہونگا خلاف دستور کبھی نہین کرونگا عمرو نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا چلیے امیر نے قاز کو تو عمرو کو دیدیا اور تیر و پوست گرگ اپنے ہاتھ مین لیکر چلے عمرو نے امیر کو محل مین لیجا کر پردے کے پاس بٹھلا کر کہا کہ ای قلندر پردے سے لگی ہوئی مہر نگار بیٹھی ہی حمزہ کا پیام ادا کر امیر نے کہا کہ حمزہ نے مجکو اپنے سر کی قسم دی تھی کہ مہر نگار کے کان مین کہنا بس مین کیونکر قسم کے خلاف کرون اگر سننا ہو تو مہر نگار میرے سامنے آئے اپنے شوہر کا پیام سن جائے اور نہین تو مین جاتا ہون یہ کہکے امیر وہان سے اٹھکر چلے ناچار عمرو نے پردے کے اندر جا کے فتنہ بانو دختر دایہ مہر نگار کو ایک چادر اڑھا کے بٹھلا یا بجاے مہر نگار اس لڑکی کو امیر کے سامنے لایا اور کہا کہ لے ای درویش مہر نگار حاضر ہی حمزہ کی گلعذار و فادار حاضر ہی جو کچھ کہنا ہی کہ اب خاموش نہ رہ امیر نے کہا کہ منھ کھولو مین دیکھون کہ مہر نگار ہی یا کوئی اور ہی بادشاہزادیون کا سا طور ہی عمرو نے فتنہ کے منھ سے چادر جو ہٹائی اسکی صورت جو اسکو دکھائی امیر نے کہا کہ یہ مہر نگار نہین ہی یہ فتنہ ہی

حمزہ نے اسکی صورت کا بھی نشان مجکو دیا تھا اُسکے حال سے بھی مجکو آگاہ کیا تھا تب تو ناچار ہوکر خود مہر نگار امیر کے سامنے
آئی بمجبوری اُسکو اپنی صورت دکھائی امیر نے دیکھا کہ عجب حالت ہے رنگ زرد و لب خشک چشم تر میلے کپڑے پہنے ہوئے امیر
کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر آنکھ بچا کر ان آنسوؤن کو پی گئے تاکہ راز نہان فاش ہو جائے کوئی شخص روتا ہوا دیکھکر تاڑ نجائے
عمرو نے کہا کہ اے درویش یہ تو مہر نگار ہے تو کہ امیر نے کہا کہ وہی میری ایک ہی بات ہے حمزہ کا پیام مہر نگار کے
کان میں کہونگا جو مین نے پہلے کہا ہے وہی کرونگا عمرو نے پیش کھا کر مقبل وغیرہ چند سردارونکو بلاکر کہا کہ تم لوگ تلوار
کھینچے کھڑے رہو جسوقت یہ فقیر باہر نکلے اسے مار لو ایسے گستاخ کے ٹکڑے کرد اس مین مہر نگار نے کان اپنا جھکا دیا اپنا
سر اُنکے نزدیک کیا امیر نے چپکے سے کہا اے جان مین حمزہ ہون فقیر نہین ہون یہ کہکر تاج کو جو سر سے ہٹا دیا خال سبز
رنگ ہاشمی و کلالہ ابراہیمی مہر نگار کو نظر آیا دیکھتے ہی مہر نگار نے ایک چیخ ماری اور ادھر امیر نے ایک آہ کا نعرہ

دہ قاف سے صاحبقران کا قلعہ تیغ مغرب کی طرف ملکہ مہر نگار کے پاس آنا اور دفعتہ اپنے تئین ظاہر کرنا اور مہر نگار و امیر کا بیہوش ہو جانا اور اُسکے بعد بصد خوشی جشن کرنا



اور دونون بیہوش ہو گئے کثرت اشتیاق سے مدہوش ہو گئے عمرو نے جو غور سے امیر کی پیشانی کو دیکھا پہچانا اور
یقین جانا کہ یہ خود حمزہ ہے دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور کئی بار تصدق ہوا سب کو امیر کا آنا معلوم ہوا گلاب بید مشک مہر نگار
امیر کے منہ پر چھڑکا اور چار طرف سے پنکھا جھلنے لگے دونون خود رفتہ آپ مین آئے امیر نے عمرو اور مقبل کو چھاتی سے
لگایا سب کے حال پر التفات فرمایا اور بے اختیار رونے لگے سب کے سب زار زار رونے لگے اندر سے باہر تک ماتمکدہ
پیدا ہو گئی اُسیدم ملکہ مہر نگار نے جشن کی تیاری کا حکم دیکے حمام کیا اور پوشاک عروسانہ پہنکر اپنے کو ہر صفت

کیا امیر نے باہر جا کر ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے اُس دن صاحبقران پر سے زر و جواہر نثار نہین کیا سامان تصدق طیار نہین کیا حتی کہ عمرو تک نے دو پیسے تصدق کیے چونکہ عمرو کے مزاج مین خوش طبعی بہت تھی اسلیئے اُسنے اُسی قدر دیے فوراً عمرو نے نقار خانے مین نوبت بجانے کا حکم بھیجا لگی جھڑا جھڑ نوبت بجنے نقار خانے شل رعد لگے گرجنے راوی لکھتا ہی کہ ہر گاہ آواز مبارک و سلامت اور صدائے شادیانہ نوشیروان کے کان مین پہونچی عیارون سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی اُنھون نے عرض کی کہ صدا قلعہ کے شور و غل کی ہی سنتے ہین کہ حمزہ قاف سے آیا اللہ کے فضل سے بخیر و خوبی تشریف لایا بجانب ہوا اگر حمزہ پھر کوئی عیاری عمرو کو سوجھی ہوگی بادشاہ نے بزرجمہر سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہین بزرجمہر نے کہا کہ از روے حساب کے تو معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ آیا ہوا اور مین بھی یہی چکمہ پھر سے آیا ہون کہ امیر حمزہ سے ملاقات کرون اور قاف کی کیفیت اُنکی زبان سے سنون اب اشقر دیوزاد کا حال سنیے وہ جو جنگل مین چرنے کو گیا وہان نوشیروان کے بھی گھوڑے چر رہے تھے اشقر کو جو بُرا معلوم ہوا بہت سے گھوڑونکو ٹاپون سے مار ڈالا جو مقابلے مین آیا اُسکا تو گویا اُنکا لا باقی جو بچ رہے قریب شام وہ اپنے لشکر کی طرف بھاگے اشقر نے اُنکا پیچھا کیا گھوڑے جو بدحواس ہو کر اپنے لشکر مین داخل ہوے اکثر خیمون کی طنابین ٹوٹ گئین لوگونکے ہاتھ سے رسیان چھوٹ گئین لوگ اشقر کے اوپر دوڑے اشقر نے جسپر منھ مارا اُسکو چیر کر پھینکدیا ایک ٹاپ سے پیٹ چاک کیا جسکے سر پر ٹاپ ماری کاسہ اُسکے سر کا جھن سے الگ جاتا رہا اور دھاڑ مین پڑا رہا جسکی گردن پکڑ کے جھٹکا مارا اُسکا دھڑ سے الگ ہو گیا اسیطرح ہزار دن کا فر اشقر نے مارے نوشیروان کے لشکر نے جانا کہ مسلمانون نے سر شام شبخون مارا طیار ہو کر ابجدی فوج کو غنیم کی فوج سمجھکر صبح تک بالکل بگیر کٹا مرا کیے آپس مین جنگ و جدال کیا کیے صبح کو جو دیکھا تو سوا اپنی فوج دوسرے کا کشتہ نظر نہ آیا ایک بھی غیر شخص کو مقتول نہ پایا نوشیروان اشقر کو دیکھکر عاشق ہو گیا حکم کیا کہ اس گھوڑے کو کسی طرح سے پکڑنا چاہیے جس طرح سے بنے قبضے مین لانا چاہیے جو اسکو پکڑنے جاتا تھا ضرب شدید اُٹھاتا تھا اپنی جان کھوتا تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ رات سے اسوقت تک نوشیروان کے لشکر مین شور و غل برپا ہی دریافت تو کرو کہ ماجرا کیا ہی یہ کیا ہنگامہ و فساد ہو رہا ہی اتنے مین ایک عیار نے آکر مفصل حال بیان کیا صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ وہ گھوڑا میرا ہی تم جاؤ اُس سے کہنا کہ ای فرزند ارغنیس لاغیبیہ تجکو صاحبقران نے بلایا ہی تاکید اتیرے بلانے کو کہا ہی وہ ہر دم تمھارے ساتھ ہوگا تم اسکو یہان لے آنا کسی طرح کا خوف نہ کھانا عمرو نے حسب حکم امیر کے گھوڑے کو پیغام دیا اور اسکو طلبی سے آگاہ کیا اشقر عمرو کے ساتھ ہوا امیر قلعہ سے نیچے اتر آئے اشقر کو گلے سے لگایا اور عمرو کی تعریف کر کے فرمایا کہ ای اشقر عمرو تمھاری خدمت کیا کریگا تمکو سب طرح کا آرام دیا کریگا اور عمرو کو حکم دیا کہ اشقر کو سب گھوڑونکے آگے باندھکر اسکے کھانے پینے کی تم خود خبر رکھنا اُسکے دوسرے دن شادی مع زہرہ مصری خواجہ آشوب بہلول پہونچا زہرہ مصری کو تو امیر نے مہر نگار کے پاس محل مین بھجوا دیا اُسکے اندر رہنے کا حکم دیا اور خواجہ آشوب بہلول کو بلا کر اپنے پاس کھا عادل ہی ب

چھلکے سے عمرو کو بلا لیگیا اور وہ صندوق دیکر کہا کہ اسمین بہت سا زر و جواہر ہی مجھے جس طرح سے ملا ہی اُسی طرح مین نے تمھارے واسطے امانت رکھا ہی اس صندوق کو لیجئے اور سب جواہرات کو تصرف کیجیے عمرو صندوق کو لیکر عادی سے بہت خوش ہوا اور ایک کوٹھری مین لیجا کر کنڈی اُسکی اندر سے دیدی اور اُس صندوق کو کھولا کھولنا تھا کہ اسمین سے ایک دیو نکلکر لپٹ گیا بے اختیار اُسکو چمٹ گیا عمرو نے سفید مہرہ بجایا اور غل مچایا امیر اُسوقت مہر نگار کے پاس لیٹے ہوئے اُسکے لب لعل کے بوسے لے رہے تھے داد عیش و عشرت دے رہے تھے ناگاہ سفید مہرہ کی آواز جو کان مین آئی ہڑبڑا کر دوڑے بہت بدحواس گھبرا کر دوڑے کہ عمرو پر کیا حادثہ ہوا جو وہ سفید مہرہ بجاتا ہی کسی آفت مین شاید گرفتار ہوا جو مجکو آواز سُناتا ہی مہر نگار کو لیئے ہوئے صحن مین نکل آئے اور مقبل بھی زہرہ مصری سے اختلاط کر رہا تھا امیر کی آہٹ پاکر نکل آیا وہ بھی بہت گھبرایا امیر نے کان رکھکر جو سُنا معلوم ہوا کہ فلانے حجرے سے سفید مہرہ کی آواز آتی ہی اسی طرف آہٹ پائی جاتی ہی امیر اُس حجرے کی طرف گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند تھا ایک لات ماری دروازہ ٹوٹ گیا دیکھین وُہی دیو جسکو پکڑ کے عادی کے حوالہ کیا تھا اُسکو قید کرنے کو دیا تھا کونے سے لگا ہوا کھڑا ہی عمرو پر حملہ کرنے کو ادڑا ہی اور ایک کونے مین عمرو کھڑا ہوا سفید مہرہ بجا رہا ہی کہ مین اُسکی مدد کو پہونچون اسلیے وہ مجکو آواز اُسکی سُنا رہا ہی امیر کمربند اُسکا پکڑ کے ملکہ کے سامنے لے گئے اور بوسیدہ کپڑے کیطرح سے ملکہ کے روبرو اُسکو چیر ڈالا کلیجہ اُسکا اُسکے پیٹ سے نکالا سبھون نے امیر کی قوت پر آفرین کی اُنکی جرأت پر شاباش دی اور مہر نگار نے بہت کچھ امیر پر سے نثار کیا چونکہ عمرو اس صدمے سے بیہوش ہو گیا تھا جب لوگ گلاب چھڑک کر اُسکو ہوش مین لائے عادی سے کہنے لگا کہ بھلا ای شکم بزرگ تو نے مجھ سے یہ حرکت کی مجکو خوب اذیت دی لیکن دیکھ تو مین بھی کیسا عوض لیتا ہون تجھکو بھی کیسا صدمہ دیتا ہون عادی نے ہنسکر کہا کہ خواجہ مین تمھارے کہنے سے زندہ قبر مین گاڑا گیا تھا کسی طرح میرا کہنا بھی تم ہوتا یا نہین یارے امیر نے دونون کو ملوا دیا اُنکو باہم موافق کیا اور فرمایا کہ عمرو خاطر جمع رکھ آسمان پری تیرے واسطے بہت تحفے قاف سے لاویگی جنکے دیکھنے سے تیری طبیعت بہت حظ اُٹھاویگی عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کو دعائین دینے لگا کمال محبت و اخلاص سے بلائین لینے لگا

تمام ہوا دفتر تیسرا باقی حال چوتھے دفتر مین

لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالے

بعون صناع بیچون کا فضل خلاق زمین و زمان



داستان حمزہ



مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

آغاز دفتر چہارم از داستان صاحبقران گیتی ستان زلزل قاف

کوچک سلیمان امیر حمزہ عالیشان بن خواجہ عبد المطلب



معرکہ آرایان میدان حکایات و جنگ جویان عرصۂ روایات کمیت خامہ کو صفحۂ قرطاس پر اسطرح جولان کرتے ہیں
ب نوشیروان اور بختک وغیرہ امراے نوشیروان پر آوازہ صاحبقران کا بردہ قاف سے ظاہر ہوا اور ہر شخص اُن کے
تشریف لانیکے حال سے ماہر ہوا بختک نے نوشیروان سے کہا کہ حمزہ اٹھارہ برس کے بعد قاف سے آیا اور حضور سے شرف
ملازمت نہ پایا پس بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی زبردستی بیاہا چاہتا ہے یعنی زور و قوت کے غرور سے یہ کام کیا چاہتا ہے ایسے میں طبل
جنگ بجوایئے صبح سے بر سر مقابلہ آئیے کہ وہ تھکا ماندہ ہے اور حضور کی رکاب میں فوج تازہ ہے آپکا تمام لشکر دلیر اور جنگ پر طیار ہے بہت
آسانی سے اُسکو مار لیتے ہیں اُسکو شکست فاش دیتے ہیں نوشیروان بھی اُسکے فقرے میں آ گیا اُسکے دل میں بھی خیال سما گیا طبل جنگ
بجانے کا حکم دیا نفیر و سرنا و گرگ نفیر و شتر دبوق و قرنا و جھانجھ و ترہی کے بجنے کا اذن کیا صاحبقران گیتی ستان نے بھی یہ خبر سنکر
طبل جنگ بجوایا جھانجھ افراسیاب و بوق ترکی و نفیر جمشیدی نے صداے ملکو یاد دلایا کیا بہ جبینی و قلابہ جبینی نے اٹھارہ
من تبریزی کی چوب اٹھا کر اس زور سے طبل سکندری پر ماری کہ چوبیس کوس تک آواز اُسکی گئی اور لشکریان نوشیروان
میں سے اکثروں کے کان کے پردے پھٹ گئے اُس آواز کے صدمے سے مارے خوف کے خون بہادروں کے گھٹ گئے اور بہت
سے بہرے ہو گئے دونوں لشکر و تمام رات مصروف طیاری رہے سب طرح کی ہوشیاری کرتے رہے جو بہادر کہ ہمیشہ مشتاق دیدار شاہد جنگ
تھے انھوں نے غسل کرکے پوشاک بدل عطر سہاگ کا لگایا سرمہ آنکھوں میں لگایا پان چبا کر منھ کو لال کیا ہر دم دعا
مانگنے لگے کہ الٰہی سرخرو کیجیو اور زرد روئی حریف روسیاہ کو دیجیو تلواروں اور چار آئینوں میں صیقل ۱۰

کرنے لگے ترکش مین جلادت تیر ٹوٹے تیرونکے عوض مین بھرنے لگے جس کمان نے رُخ بدلا تھا اُسکو آتش غضب دکھائی بے تکلف
آگ مین جلائی خنجر کے جوہر نکالے اپنے اپنے سب نے ہتھیار سنبھالے نیزون کے پھل صاف کرنے لگے گھوڑونکے چارجامے مین
دوہرے تنگ و زیربند لگائے یار سے یار دوست سے دوست آشنا سے آشنا بھائی سے بھائی باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے جمعدار
تمندار سے تمندار جمعدار سے گمیدان یکے سے یکا گمیدان سے بایکدیگر بغلگیر ہوگیا ایک دوسرے کی ظفر کے واسطے دعا
مانگنے لگا فتاح حقیقی سے بکمال عجز و انکسار اپنا مطلب مدعا مانگنے لگا بعضے ہنسکر جیسے ہمیشہ آنکھ لڑایا کرتے تھے اپنا
ٹڑا وار ارنے لگے کہ کل سپاہیونکی سپاہگری نیکیتیونکی نیکیتی دیکھنے کے کسکی گھوڑی گھوڑونکے سمونکی ٹھوکرین کھاتی ہے دیکھین
کسکی تلوار آج اپنا جوہر دکھاتی ہے اور کون شملہ چھوڑکر کے بھاگتا ہے کوئی بولا یارو خدا نے یہ دن دکھلائے کہ کل ہشتا طلکی
شجاعت عروس فتح سے بغلگیر ہونگے برسون سے آج ہی کے دن کا انتظار کرتے تھے خدا سے اسی دن کے آنیکی دعا لیل و نہار
کیا کرتے تھے اور بزدلے و حیزوالی دوا چنبیلی کے مزا موگرا جو ہمیشہ مانا بختیان کھایا کرتے تھے گھرومین بیٹھے ہوئے ڈھولکی
ستار بجایا کرتے تھے کوس جنگ کی آواز سنکر عارضہ اسہال مین مبتلا ہوئے سب ہوش و حواس اُنکے ہوا ہوئے رنگ زرد خشک
چشم تر آہ برزبان اپنے اپنے سائیسون سے کہنے لگے کہ آج پچھلی رات سے گھوڑے کو تیار کرنا تاکہ ہم اپنے گھر کی راہ لین ہم سے
یہ نہوگا کہ مفت مین جان اپنی دین آج سامان جنگ کے طرح ہوتا ہے کل بڑا گھمسان ہوگا لاکھون ہی مارے جاوینگے تیر
اور تلوارین کھاوینگے سائیسون نے کہا کہ میان ایسا کیا ہے جسکی قضا ہوگی وہی مریگا بے قضا تو کوئی مرنے کا نہین دیکھیے ہم
چلنے جو ڈالتے ہین اکثر ایسے ثابت بجاتے ہین اور اگر ایسا دل رکھتے تھے تو سپاہگری مین نوکری کیون کی کنچنیون کے پیچھے طبلہ
سارنگی بجایا کرتے گھرومین بیٹھے ہوے ملارین گایا کرتے جھنجھلا کر بولے کہ ابے اُلو ہمکو تو دلیر ہوؤن مین سمجھ بڑا نصیحت کرنے والا
پیدا ہوا ہے ارے کیا ہمنے اپنی خوشی سے سپاہیون مین چہرہ لکھوایا ہے اپنی رغبت سے کیا اس جال مین پھنسایا ہے خدا امان
رے بیل جالہ چنبیلی کو آتش دوزخ سے قبر مین جلاوے اُنکو کبھی لحد مین چین نہ آوے خرچیان جمع کرکے گھوڑا مول لیا ہمکو
ناحق اُس فرقہ مین داخل کیا بدبختی سے ملاقات کرکے گھوڑے کو داغ کروا کے ہمکو نوکر رکھوایا ہم راضی کب تھے کہ سپاہ گری کے
دفتر مین اپنا نام لکھوائین اپنے تئین اس غضب مین پھنسائین ایک وقت دادا نے اپنی فصد کھلوائی تھی ہمکو خون دیکھکر غش آگیا تھا
سارا گھر رونے پیٹنے لگا بارے پہرونکے بعد ہمکو ہوش آیا تب سبکی جان مین جان آئی اُنکے دلونے تسکین پائی تھے ملے
اور زخم کھانے سے کیا علاقہ ہے اگر کہین ذرا سی پھانس چبھ گئی تو ہمنے آہ بیا وادہ دیا کہکر ہمسائے کو تمام رات سونے نہ دیا ہم
چلاتے چلاتے سارے محلے کو بیچین کیا ہے جب بیسے کی ہلدی نمک کھائی ہے تب مین سکے نشتے مین پھانس نکالی گئی ہے اور جب سے
اس فوج مین نوکر ہین ہمیشہ بھاگتون کے اگاڑی مارتون کے پچھاڑی ہی رہے ہین ہمنے کبھی کاہے کو لڑائی کے صدمے
سہے ہین تو چند روز کا نوکر ہے تجکو ہمارا حال کیا معلوم آج سنتے ہین کہ بادشاہ ہفت کشور صفت جنگ مین جانے کا
ر کا امتحان بچا لیے ہمنے اپنے دلمین ٹھہرایا ہے کہ چلے ہی ... قبل از وقوع واقعہ اپنے بچانے کی تدبیر کیجیے

بھی نہ کہ پندرہ روز کی تنخواہ پر اوس پڑیگی یا یہ نوکری جاتی رہیگی بلا سے جان بچیگی تو دیا سلائی بیچ کھائینگے مگر لڑنے کو نہیں جائینگے القصہ نوشیروان کو اس دن ایسی حرارت تھی کہ ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی پچھلی رات کو چاندنی میں شاہان و شہریاران ساسانی و کیانی و لہراسپی و کیخسروی ہمع فوج غدار لیکر پورہتاب جلاتا ہوا معرکہ کارزار میں آیا اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا امیر نے بھی یہ خبر سنکر مقبل سے صندوق سلاح طلب کر کے سلاح کارزار اپنے بدن پر لگایا اور اپنے کو خوب ہی بنایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کے فوج نوشیروان کے ساتھ مقابلہ کو تیار ہوئے جتنے شاہ و شہریار امیر کے ہمراہ تھے اپنی فوج سمیت امیر کے ہمرکاب چلے کمال شوکت و شان سے گرد و شتاب چلے اور کئی ہزار چہار شاخہ پنجشاخہ بردار نقرئی و طلائی چہار شاخہ و پنجشاخہ روشن کیئے ہوئے لشکر کے آگے آگے رواں ہوئے اس معرکہ آرائی سے بہت خوش و شادمان ہوئے اور قدم قدم پر مہتابیاں چھوٹنے لگیں اور دو ہزار عیار قنطورہ زربفتی پیادہ سقرلاتی گوبھن عیاری چال حریف کی جان کا جنجال لیے کمند خنجر کمر میں لگائے امیر کے گھوڑے کے آگے ہوئے اس شان و شوکت سے سب سردار ہمراہ ہوئے سب کی نظر میں صاحب حشمت و جاہ ہوئے اور شاہ عیاران عیار خنجر گذار پیک نامدار تراشندہ ریش کافران سزا دہندہ شہریاران سرکشان خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمری کسوت عیاری لگائے نیم تاج مرصع سر پر دھرے اوس پر سیمرغ کے پر کی کلغی لگائے چار سو عیاران فیل کے مقام کا زمزمہ کرتا ہوا امیر کے گھوڑے کا شکار بند پکڑے ہمراہ رکاب چلا القصہ صاحبقران اس صورت سے بکمال طاقت و تاب چلا اوسوقت وہ چاند کا آخر شب نکلنا اور دونوں لشکروں میں روشنی کا گل ہوتا اور رایان نشان کا چمکنا اور پھر پھر دن کا ہوا سے پھرانا قمقموں کا کھڑکنا گھوڑوں کا ہنہنانا کر کیتوں کا کڑکا بولکر سپاہیوں کا بڑھ دینا عجب لطف دکھاتا تھا کہ جسکے دیکھنے سے بہادروں کے دلمیں دریائے شجاعت جوش کھاتا تھا اور سرداران و شاہان شہریار اسطرح صاحبقران کو گھیرے ہوئے چلے جاتے تھے کہ جیسے ماہ کو انجم اپنے حلقے میں رکھتے ہیں بے تکلف صاحبقران نوشاہ معلوم ہوتے تھے اور اہل لشکر براتی نظر آتے تھے دیکھنے والے اس تزک و احتشام کو دیکھ کے کمال حظ اٹھاتے تھے ہرگاہ دونوں طرف کے لشکروں نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول وغیرہ ہر دو صفیں آراستہ کیں میدان قتال کو صفوف افواج سے اپنے اپنے موقع پر نہایت آرائش دیں بادشاہ فلک چہارم امیر کا تجمل دیکھنے کو تخت زر پر جلوہ افروز ہوا تمام عالم جسکے فیض سے بہرہ اندوز ہوا اور مخالفوں کے سینے میں انی نیزہ کرن کی چبھونے لگا مجمع حریفاں دریائے خجالت میں ڈوبنے لگا تبرداروں نے جھاڑو دیا میدان کا صاف کیا زمین کو مثل چادر چاندنی کے شفاف کیا بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سطح زمین کو مانند اطلس حریر سرخ کے زیبا نگار کیا سقوں نے ہزارے مشکوں کے نہ میں باندھکر آبپاشی کی خیمہ ملک الموت کا ناف میدان میں استادہ ہوا قابض ارواح جان نکالنے پر آمادہ ہوا مریخ ہر ایک کی پیشانی پر چمکنے لگا نقیب جا بجا پکارنے لگا کہ کہاں ہیں علاقہ اور کہاں ہیں الامان کہاں ہیں سام و نریمان و کہاں ہیں سہراب یل و رستم پہلوان آج میدان میں آکر دیکھیں جو ہنر کھا دیں بڑے بہادر ہیں تو اس فوج جرار کے سامنے آویں لشکروں میں ایک حشر برپا ہو گیا میدان کارزار گویا میدان محشر سب کی آنکھوں میں نظر آنے لگا بازار موت کا گرم دیکھکر زہرے گلو میں موم ہو گئیں نوشیروان کی طرف سے

ایک جوان ساسانی کوہ پیکر نام گھوڑا چمکا کر اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیکر رخصت طلب ہوا نوشیروان نے
جام شراب اپنے ہاتھ سے دیکر میدان کی اجازت دی اُسکی اس جرأت پر بہت تعریف کی اسکا تو جام عمر معمور ہی ہو چکا تھا اُسنے
اُس جام کو پی لیا اور میدان مین آکر للکار للکار کے لن ترانی کرنے لگا رستمی کا دم بھرنے لگا کہ ای مسلمانو تم مین سے جسکو آرزوئے مرگ ہو وہ
میرے سامنے آوے جسکو دعوی شجاعت کا ہو وہ آج اپنی دلاوری دکھاوے صاحبقران نے فاتحہ خیر پڑھکر اشقر دیوزاد کو
اُسکے گھوڑے کے برابر لاکر ایک جھڑ سپر کی اُسکے گھوڑے کی پیشانی پر ایسی دی کہ گھوڑا اُسکا پسپا ہو گیا رنگ اُس بیہودہ گو کا فق اور
کثرت شرم سے پانی سے پتلا ہو گیا صاحبقران سے کہنے لگا حمزہ اگرچہ تو زور آور و جوان جمیل ہی انصاف یہ ہی کہ تو جیسا لاکھ
وقوت دلیری مین شہرۂ آفاق و بےعدیل ہی بادشاہ سے باغی ہو قصور اپنا معاف کروا کے رکاب سعادت انتساب شاہنشاہ ہفت کشور
مین حاضر رہ ایسے سلطان والا تبار جہاندار مین جا حاضر رہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو لڑنے آیا ہی یا پند و وعظ کرنے اگر لڑتا ہی تو سیدھی
طرح سے لڑ نہین تو اپنے لشکر کی راہ لے یہ کسی اور احمق کو فریب دے اُسنے اپنے عیار سے نیزہ لیکر گھوڑے کو دونون باگو نیز لگایا
خوب گھوڑے کو پھرایا صاحبقران نے بھی شاہ عیاران عیار کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اشقر دیوزاد کو چمکایا اس نے برابر آکر
صاحبقران پر نیزے کا وار کیا فن سپاہ گری نمودار کیا صاحبقران نے اپنے نیزے سے اُسکو رد کیا دو دو طعن نیزے کے
چلے تھے امیر نے اُسکے داہنے پہلو کو خالی دیکھکر گھوڑے کو کاوا دیا اور اُسکے خالی پہلو کیطرف جاکے نیزہ مارنیکا ارادہ کیا وہ بھی
نیزہ بازی مین مشاق تھا سطرح سے ہوشیار اور چالاک تھا امیر کی یہ حرکت دیکھکر امیر کے بائین پہلو مین کہ اُسوقت مرکب گردش سے
خالی ہو گیا تھا نیزہ مارا امیر کاٹھی کو خالی کر کے گھوڑے کے پیچھے پر جا رہے نیزے کی انی پہلو کے برابر سے ہو کر چھاتی کے آگے سے نکل گئی
ادھر سے اُدھر چلی گئی امیر نے فوراً زین پر قائم ہو کے اُسکے نیزے کو بغل مین دبا کر گھوڑے کو جو پھیرا اُسکا نیزہ بیچ سے ٹوٹکر نصف زمین پر گر پڑا
اور نصف اُسکے ہاتھ مین رہا امیر کی اس پھرتی کو دیکھکر دوست کیا دشمن نے بھی شاباش و مرحبا کہا عمرو نے دیکھا کہ نیزے مین جواہرات
جڑے ہی گرے ہوئے ٹکڑے کو دوڑ کر اُٹھا لیا اور چوم کر زنبیل کے حوالے کیا اور کوہ پیکر سے کہنے لگا کہ لا وہ بھی ٹکڑا ادہر حوالے کر تیرے کس کام کا ہے
میرے کام آئیگا مجھکو تو فائدہ دکھائیگا اُسنے جواہر کی طمع سے کہا کہ او سارہ بان زادے تجھکو کیا سودا ہوا ہی ایک تو میرے نیزے کا
ٹکڑا اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اپنے قبضہ مین کیا دوسرا دوسرا ٹکڑا بھی مانگتا ہی عمرو نے کہا کہ تو جانتا نہین مین گرے پڑے کا
مالک اور رزمگاہ کا کوتوال ہون تو خوشی سے دیگا تو بہتر ہی نہین تو مین بزبردستی لونگا اور تجھکو خوب ذلیل کرونگا وہ خفا ہو کر
بولا کہ تو کیونکر لیگا مین بھی دیکھتا ہون یہ کہکر وہ ٹکڑا جو اُسکے پاس تھا اُسکی پوٹری کو عمرو کی طرف کر کے چاہا کہ ہو لادے اسکو
زیر کرے عمرو نے فلاخن مجے ڈوڑے کو نیمچہ تلے سے کھولکر ایک پتھر اُسمین رکھ کے اُسکے ہاتھ پر اس زور سے مارا کہ ہاتھ اُسکا
سن ہو گیا اور وہ ٹکڑا نیزے کا زمین پر گر پڑا عمرو نے دوڑ کر اُسکو اُٹھا لیا جھٹ اپنے قبضے مین کیا اور کہا دیکھا یون
لیتے ہین احمقون کو اسطرح سے زک دیتے ہین یہ کہکر اپنی صف مین جا کھڑا ہوا اُسنے کھسیانا ہو کر امیر سے کہا کہ اے عرب
ہرچند کہ نیزہ بازی خلال بازی اور گرز بازی حمال بازی ہی مگر معلوم ہوا کہ نیزہ بازی مین تو یگانہ روزگار ہے

ہ اس فن مین مشتہر ہر شہر دیار ہو ہرگز مین تجھ سے نیزہ بازی گرز بازی نکرونگا اس امر مین تجھ سے ہرگز سربر نہونگا میرا
تیرے تلوار چلے کہ تیغ بازی راستبازی ہی اس ترکیب مین امتحان یکہ تازی ہی امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہی یہ تو میری عین آرزو
ہ اس بات کی مجھے بھی جستجو ہی دیکھون تو کہ تیری تلوار مین کیا جوہر ہی اور تو اس صنعت مین کیسا دلاور ہی اُس نے تلوار آبدار
تختہ دکان عطار میان سے لیکر امیر کے سر پر وار کیا امیر نے اُسکو سپر پر رد کرکے رد کیا اور اپنی تیغ صمصام کو کھینچکر نعرہ کیا
او گبر خبردار ہوجا اپنے ہتھیار سنبھال کر ہوشیار ہوجا یہ نہ کہنا کہ مجکو غفلت مین مار دیکھ تلوار اور وار اسکو کہتے ہین
شمشیر آبدار اور قاتل کفار اسکو کہتے ہین یہ کہکر ایک ہاتھ اُسکے سر پر لگایا کمال قوت سے ضرب کو جمایا ہرچند اُس نے
سپر کو پناہ سر کیا لیکن وہ تلوار کیا تھی کہ برق تھی سر تا پا زہر آب مین غرق تھی سپر خود و کاسہ سر کو کاٹ کر زین کی کاٹھی
مین جا بیٹھی کسی چیز کو سلامت نہ چھوڑا اسپ تو آگ کیطرح کہا بیٹھی اُسکا زمین پر گرنا تھا کہ نوشیروان نے ایک آہ مارکر فوج سے کہا

لشکر نوشیروان سے کوہ پیکر پہلوان کا بمقابلہ صاحبقران آنا اور ایک ہاتھ مین مارا جانا اُس کا



یہان یہ عرب جانے نہ پائے کسی صورت سے بچ نہ جائے اُسکو ہاتھون ہاتھ مار ڈالو اسکو جیسے ہوسکے قتل کرو فوج حکم پاتے ہی
امیر پر آگری گویا آندھی ایک کھیت پر جا گری فوج اسلام بھی سپر شمشیر گرز و خنجر نیزہ و تیر و ترکش لیکر اللہ اکبر کہکر ٹوٹ پڑی اہو
میا شپ شپ تلوار چلنے لگی ایکساعت کے عرصہ مین چالیس ہزار سوار نوشیروان کے لشکر کا مارا گیا اور فوج کے پانوُن اُٹھ گئے اہل اسلام
کی تلوار کی تاب کوئی نہ لا سکا اُنکی شمشیر خونخوار کی ضرب کوئی نہ اُٹھا سکا امیر نے خلاف معمول اُسدن فوج مفرور کا تعاقب کیا
انکو بھاگ جانے پر بھی بچنے نہ دیا چار کوس تک کشتون کے پشتے باندھتے چلے گئے اور وہان سے فتحیاب شادیانے بجاتے ہوئے پھرے
اسقدر غنیمت لشکر اسلام کے اُسدن ہاتھ آئی اور اتنی دولت پائی کہ امیران لشکر نوشیروان فقیر اور فقیران فوج اسلام
امیر ہوگئے زر و مال بیحساب پاکر سب صاحب توقیر ہوگئے امیر بارگاہ جمشیدی مین آکر دنگل رستم پر جلوہ افروز ہوا اللہ کی
سے منصور و فیروز ہوئے اور جہانتک سرداران لشکر اسلام تھے وہ امیر کے پہلو مین کرسیون پر بیٹھے اپنے اپنے موقع سے
بیر دلاور بیٹھے اور جشن کی تیاری ہونے لگی نہر عیش و عشرت جاری ہونے لگی راوی لکھتا ہی کہ امیر نے بعد فراغ جشن عمر سے پوچھا کہ
پیچھے تم پر کیا گذری اُسنے مفصل سرگذشت بیان کی اپنے حال کی تفصیل سنا کر کہا کہ بعد اسکے عادی سے مین خواجہ شوب بہلول

امیر نے بلاکر فرمایا کہ تمھارا کیا ارادہ ہی تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہی وہ بولے کہ ہم چاہتے ہین کہ تجارت کرین سوداگری کے
مال سے نفع لین امیر نے کئی ہزار اشرفیان اُنکو دیکر رخصت کیا اور پروانہ راہداری کا لکھدیا کہ ان سے کبھی کوئی شخص مزاحم
نہو بعد ازان امیر نے عمرو سے پوچھا کہ ہمارے پیچھے کبھی لندھور و بہرام بھی تمھاری مدد کرنے کو آئے تھے کبھی کچھ تحفہ
تمھارے لیے لائے تھے عمرو نے کہا کہ مین نے بارہا انکو اپنا حال خستہ مآل لکھکر بلایا مگر کسی نے جواب تک نہ لکھا نہ کوئی آدمی انکا
میرے پاس آیا جب مجھپر حریف کی چڑھائی ہوتی تھی ایک نقابدار زرنگاری پوش چالیس ہزار سوار سے آکر میری مدد کرتا تھا جسکے
ہاتھ سے ہزارون آدمی مخالفین کا مرتا تھا ہرچند مین نے چاہا کہ دریافت کرون کہ یہ کون شخص ہی اُسنے یہی جواب دیا کہ مجھ سے
اجتک کوئی کار نمایان نہین ہوا کہ مین اپنے کو ظاہر کرون اپنے حال سے تمکو ماہر کرون جب زیادہ مین نے اصرار کیا تو بولا کہ جب خدا امیر کو
لاویگا اُسوقت تجکو میرا حال معلوم ہو جاویگا امیر نے برہم ہوکر فرمایا کہ اگر آج سے کسی نے ہمارے لشکر مین لندھور و بہرام کا نام لیا
یا انکا کچھ مذکور کیا تو زبان اُسکی گدی کے پیچھے سے نکلوا ڈالونگا اُسکو نہایت ذلیل کرونگا چونکہ امیر کے آنیکی خبر جابجا ملکون مین
پہونچگئی تھی بڑے بڑے بادشاہ گردنکش مبارکبادی دینے کیواسطے امیر کی خدمت مین حاضر ہوے اور جو حاضر نہو سکے اُنھون نے زر و جواہر
بطریق نثار تہنیت نامونکے ساتھ بھیجا انواع و اقسام کا اسباب نفیس معتمدونکے ہاتھ بھیجا لندھور و بہرام سنکر بہت خوش ہوے
لندھور نے بہرام سے کہا کہ ہمکو بیس بائیس برس کا عرصہ اس ملک مین آئے ہوا اور حیف ہی کہ اب تک ملک خس و خاشاک سے
پاک نہوا ہمسے کوئی کام خاک نہوا اور اس عرصہ مین کیا کیا نہ کفارون نے عمرو پر چڑھائی کی اور اُسکو کیسی کیسی اذیت دی اور ہم مین
تم مین سے ایک بھی اُسکی مدد کو نہ پہونچا صاحبقران نے جو یہ حال سنا ہوگا بلاشبہہ رنجیدہ ہوے ہونگے ہمسے اپنے دلمین بہت کشیدہ ہوے
ہونگے بہرحال جو ہونی تھی سو ہو صاحبقران کی قدمبوسی کے لیے جانا ضرور ہی اُنسے اپنی تقصیر معاف کروانا ضرور ہی نہین تو لوگ ہمکو
کہینگے ہم ہمیشہ سب کی نظرون مین ذلیل رہینگے بہرام نے کہا بہتر ہی تم آگے چلو مین بھی پیچھے سے آتا ہون امیر کی دولت قدمبوسی سے
افتخار پاتا ہون یہ کہکر بہرام تو چین کیطرف گیا اور لندھور فوج جرار غنیم پر تعین کر کے امیر کے پاس روانہ ہوا چندروز مین
امیر کے در دولت پر پہونچا امیر نے اپنے روبرو بلاکر بکمال غیظ شکوہ کیا سب کے سامنے اُسکو زیر عتاب کیا لندھور نے سرگذشت
اپنی بیان کر کے بہت سا عذر کیا اور بہرام کا بھی حال عرض کیا بارے امیر نے قصور اُسکا معاف فرمایا اپنے پاس بٹھلایا اُسکو
مرتبہ مصاحبت دیا اور عمرو سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہوا کہ نوشیروان کہان گیا عمرو نے دست ادب باندھکر عرض کی کہ مغرب کی
طرف گیا ہی وہان کے بادشاہ نے ایک پہلوان کو پانچ لاکھ کا افسر کر کے نوشیروان کی مدد کو بھیجا ہی [illegible] لشکر
تمھاری سرحد کو بھیجا ہی سو کچھ [illegible] گئے تو لشکر نوشیروان بادشاہ مغرب کی فوج سے [illegible] اسطرف [illegible] ہوا ہی کچھ [illegible]
کہ ہماری بارگاہ بھی زیر کوہ [illegible] ایستادہ ہوا اور سامان جشن شاہانہ [illegible] آمادہ ہو [illegible] لشکر کو حکم دو کہ نوشیروان [illegible]
لشکر پر متصرف ہو [illegible] بارگاہ [illegible] سامان جشن [illegible]
[illegible]

شیشہ ہاے زنگار و جامہاے مرصع کار لیکر باساز ہاے زنگار رنگ مجلس مین حاضر ہوے صاحبقران سرگرم صحبت بزم تھے کہ عیارون نے آکر خبر
بلد پہونچکر اطلاع دی کہ مقبل وفادار ہرمز تاجدار و نجتاک نابکار کو اسیر کیے لیے آتا ہی اُن دونون کو مقید کرکے حضور مین لاتا ہی
امیر یہ خبر سنکر نہایت خوش ہوے واضح ہو کہ جسدن جنگ مغلوبہ ہوئی تھی عین جنگ مین ہرمز تاجدار و نجتاک سیہ کار اپنی دانست
مین قلعہ کو خالی جانکر پانچہزار سوار ہمراہ لیکر مہر نگار کے لانیکے واسطے قلعہ مین گئے تھے وہان مقبل وفادار چالیس ہزار سوارون سے موجود
ومستعد تھا اُسنے سوارونکو مارکر ہرمز و نجتاک کی مشکین باندھ لین اور امیر کے پاس لے آیا امیر کو یہ کام اُسکا دل سے بھایا کہ
صاحبقران نے ہرمز سے کہا کہ آپ مسلمان ہو وین تو یہ تخت آپ ہی کیواسطے ہی سلطنت کیجئے اور خوشی سے حکومت کیجئے
نجتاک نے دیکھا کہ ہرمز تو جیسا تیسا مگر تو آج جانبر ہوتا نظر نہین آتا میر جی سی باعث سے ہیچ لکھا تا ہرمز کو قبول کرنیکے لیے
اشارہ کیا ہر گاہ ہرمز و نجتاک خوف جان سے کینہ دلمین رکھکر مسلمان ہوے ظاہر مین داخل فرقہ اسلام و اہل ایمان ہوے صاحبقران نے
ہرمز کو تخت کیخسروی پر بٹھلا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کیا سب کارخانہ اُسکے قبضہ مین دیا اور آپ نذر دیکر سب شاہان و شہریاران و سرداران
لشکر سے نذر دلوائی اور نجتاک کو اُسکا وزیر کیا سب کام مین اُسکا مشیر کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا الغرض صاحبقران کو ایسی
خوشی ہوئی کہ برنگ گل پیراہن مین نہ سماتے تھے پھولونکی طرح پھولے جاتے تھے تیسرے دن چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر خوش وخرم
بیٹھے ہوے سبزہ زار کی سیر دیکھ رہے تھے لطف و تماشا وہانکا بچشم حسرت غیر دیکھ رہے تھے کہ فلک سے تین طاؤس خوش رنگ اُس
سبزہ زار مین اُترے امیر نے مقبل وفادار و عمرو عیار کو اُنکے دیکھنے کے لیے بھیجا وہ اُنکو دیکھکر غائب ہو گئے ناظرین حال دیکھکر متحیر
ہوے راوی لکھتا ہی کہ وہ طاؤس نہ تھے آسمان پری مع لشکر جرار وہان سے دو کوس کے فاصلے پر ایک کوہ کے دامن مین وارد ہوئی تھی اور
اُس جگہ واسطے سیر کے آئی تھی کہ وہ زمین بسبب سرسبزی کے اُسکو بہت بھائی تھی اُسنے عبدالرحمن جنی و سلاسل پریزاد
و اکوانہ کو امیر کی خبر لانیکے واسطے بھیجا تھا وہ طاؤس بنکر امیر کے دیکھنے کو آئے تھے اپنی صورت اُس بھیس مین چھپائے تھے چنانچہ تھوڑی
دیر کے بعد بصورت اصلی بارگاہ مین حاضر ہوکر امیر کو مجرا کیا قاعدہ تعظیم و اکرام کا ادا کیا اور آسمان پری کے آنیکی خبر دی امیر نہایت
خوش ہوے اور بغلگیر ہوکر اُنھین اپنے پہلو مین کرسیون پر بٹھلایا اُنکے حال پر بہت التفات فرمایا اور ہرمز تاجدار اور اپنے لشکر
کے سردارونکو آسمان پری کے آنیکا مژدہ سنایا اور عمرو سے فرمایا کہ لو مبارک ہو آسمان پری تمھارے واسطے قاف
کی سوغات لائی ہی بڑی دھوم سے آئی ہی عمرو بھی یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا تمام رات صحبت عیش و نشاط کی گرم رہی صبح ہوتے
ہی امیر سوار ہوئے آسمان پری کے پاس جانیکو تیار ہوے جہانتک شاہ و شہریار و سردار و سپہ سالار تھے سواے ہرمز تاجدار
مرصع پوش ہوکر صاحبقران کے جلو مین چلے سب ہمراہی کمال شان و شوکت سے اُس یکتاے زمانہ کے جلو مین چلے خواجہ عبدالرحمن
جنی و سلاسل پریزاد و اکوانہ پری نے پہلے سے جاکر آسمان پری کو خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین بڑے احتشام
و تزک سے آتے ہین آسمان پری بہت خوش ہوئی اور اپنی بارگاہ سے امیر کے لشکر تک مخمل و قاقم و زربفت و کمخواب کا
پا انداز بچھوایا تمام راہ کو نمونہ باغ ارم بنایا جسوقت امیر بارگاہ سلیمانی پر پہونچے سب دروازے پر چھوڑ کے آپ خیمہ کے

اندر گئے آسمان پری قریشیہ کو لیکر بارگاہ کے دروازے تک امیر کے استقبال کو آئی سب خوش ہوئے مصاحبونکو ساتھ لائی
اور ہنسکر امیر سے کہا کہ آپ تو ہمکو چھوڑ آئے تھے لیکن آخر ہم آپ ہی آئے ہیں اور ملکہ مہرنگار کی عروسی کا سامان بھی اپنے ساتھ
لائے ہیں امیر نے پوچھا کہ کیا کیا لائی ہو مجکو پہلے سبکی تفصیل بتاؤ بعد ازاں ہر ایک چیز مجھے دکھاؤ آسمان پری نے کہا کہ
بارگاہ سلیمانی نقارخانہ سلیمانی چار بازار بلقیس اور ہر قسم کا جواہر و تحائف قاف قاقم و سنجاب مخمل و اطلس زرنگار امیر
بہت محظوظ ہوئے قریشیہ کی پیشانی پر بوسہ دیکر گلے سے لگایا اور آسمان پری کو بھی سینہ سے لگا کر بہت پیار کیا آسمان پری
نے کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیں امیر نے قبول نہ کیا آصف برخیا کی کرسی پر بیٹھے جہانتک پریزاد جن پری آسمان پری کے ساتھ آئے
تھے سبھون نے نذرانے امیر کو آکر مجرا کیا امیر نے سبکو بنگاہ سرفرازی دیکھا اور ہر ایک سے خیر و عافیت پوچھی سبکی جدا جدا خیریت پوچھی
اور آسمان پری سے کہا کہ جو ہم اکثر عمرو عیار کی تعریف تم سے کیا کرتے تھے وہ بھی تمھاری ملاقات کا مشتاق ہو کر آیا ہے اسکو
قبول کرنا چاہیئے جو کچھ تمھارے لیے پیشکش لایا ہے آسمان پری نے کہا کہ اسکو بلوا لو امیر نے انکی اجازت دی عمرو جو بارگاہ کے
اندر آیا بارگاہ کو دیکھکر اسکے ہوش اڑ گئے ایسا خیمہ بےنظیر پایا دیکھے تو سوا امیر کے کوئی نظر نہیں آتا ہے جسطرف اپنی آنکھ اٹھاتا ہے
امیر سے پوچھنے لگا کہ ملکہ آفاق کہاں رونق افروز ہیں جنکی آپ ہمیشہ تعریف کیا کرتے ہیں آخر میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیسی ہیں جنھون نے
اٹھارہ برس تک قاف میں آپکو بٹھا رکھا تھا اپنے دام محبت میں پھنسا رکھا تھا امیر نے فرمایا کہ اے عمرو ملکہ آسمان پری تخت
جلوہ فرما ہیں تو سلام کیوں نہیں کرتا عمرو نے کہا کہ مجکو تو دکھائی دیتی نہیں ہیں کہ سکو سلام کروں میں خود اس مقدمہ میں حیران ہوں
ایسا کیا میر سلام مفت کا ہی کہ میں تخت کرسیونکو سلام کیا کروں میری عادت یہ نہیں ہے کہ میں ایسے عبث کام کیا کروں ملکہ نے
حکم کیا اپنے کارگزاروں کو کہ دو چار اونچ یا سرمہ سلیمانی عمرو کی داہنی آنکھ میں لگا دو اس سرمہ کا تماشا ذرا اسکو دکھا دو واضح ہو کہ سرمہ سلیمانی
داہنی آنکھ میں لگانے سے دیو نظر آتے ہیں اور بائیں آنکھ میں لگانے سے پریزاد و پریان نظر آتی ہیں عمرو کی داہنی آنکھ میں جو سرمہ لگایا عمرو کو دیو دیون
کی صورت دکھائی دینے لگی سب مجمع دیوؤں کا عمرو کی نظر میں آیا بہت سی توبہ استغفار کر کے امیر سے پوچھنے لگا کہ یہ ہیں آپکی حرم
خاص ملکہ صاحب کونسی ہیں برائے خدا مجھے جلد بتلائیے انکی صورت مجھے دکھلائیے امیر عمرو کے اس کلام پر بہت ہنسے اور ملکہ بھی سنتے
سنتے تخت پر لوٹ لوٹ گئی حکم کیا کہ اسکی بائیں آنکھ میں بھی سرمہ لگا دو اب اسکو ہماری صورت دیکھنے کا شایق ہوگا بائیں آنکھ
میں سرمہ لگایا گیا عمرو کو پریون و پریزادون کا جماؤ نگاہ میں نظر آیا دیکھا کہ تخت پر ایک ملکہ صاحب جمال خورشید تمثال سجی ہوئی ہے
باکمال جاہ و جلال بیٹھی ہوئی ہے اور ایک لڑکی رشک ماہ چہاردہ بالکل امیر کی شباہت ملکہ کے پہلو میں جلوہ فگن ہے جسکا حسن
دل افروز دیکھنے والونکو حیرت افزا ہے دیکھنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے یہ لڑکی امیر کی ہے تخت کے نزدیک جا کے ملکہ کو سلام کیا اور صاحبقران سے کہنے
لگا کہ ملکہ آسمان پری یہی ہیں اے صاحبقران اس صورت کیواسطے تو نے اٹھارہ برس قاف میں اوقات ضائع کی لاحول ولا قوۃ
میں تو ایسی صورت کیواسطے ایک دن بھی نہ رہتا ہرگز تمھاری طرح مصیبتیں نہ سہتا میں تو ایسی عورت سے جاے ضرور کا لوٹا بھی نہ اٹھواؤں
انکے ہاتھ کے چھوئے ہوئے میں جو بھی نہ کھاؤں ملکہ خفیف ہو کر آبدیدہ ہو گئی امیر نے زبان جنی میں آسمان پری سے کہا

تم آزردہ کیوں ہوتی ہو یہ ایک مسخرا ہے یہ اسکی ایک ادنی خوش طبعی ہے ابھی ہوا کیا ہے تم دیکھو گی کہ کیا کیا سوانگ لاتا ہے ایسے کیسے شعبدے تمکو دکھاتا ہے اور میں نے تم سے قاف میں جب اسکا ذکر کیا تھا کہا نہیں تھا ایسا فیلیہ ہے کہ جسکی حرکات سے لوگ حیران ہوتے ہیں اپنے ہوش و حواس کھوتے ہیں ایک کام کرو تم اسوقت کچھ اسکو دو یہہ کیفیت دیکھکر آسمان پری نے آنسو پونچھکر ایک خلعت مرصع با چند جواہر عمرو کو عنایت کیا اُسکے ساتھ زر نقد بھی دیا عمرو نے خلعت پہنکر تسلیم کی اور چٹکی بجا بجا کر اس شعر کو مکرر سہ کرر گانے لگا اور مسخرا پن کرکے تالیاں بجانے لگا شعر تیرے حسن کی تصویر ہے اللہ اللہ سورۂ نور کی تفسیر ہے اللہ اللہ۔ پھر امیر کیطرف دیکھکر کہنے لگا اے صاحبقران میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ صاحبقران کے ہاتھ کوئی ماہ پیکر ایسی لگی ہے کہ جسکو چھوڑکر آنے کو جی نہیں چاہتا نفس الامر میں جسکو ایسی معشوقہ جمیلہ میسر آوے وہ دنیا و مافیہا سے کیوں نہ بیخبر ہو جائے پہلے میں جانتا تھا کہ مہر نگار ہی دنیا میں صاحب جمال ہے یہی خوبصورتی میں بیمثال ہے مگر اس ملکہ خورشید تمثال کے روبرو تو ذرہ کے موافق بھی وہ چمک دمک نہیں رکھتی مہر نگار ایسی صورت شباہت کہ جسکی روشنی اور نزاکت کے آگے خورشید شرمائے ماہ تابانکی کیا حقیقت جو مقابلے میں آئے بیشک نہیں رکھتی آخر کیوں نہو کہاں آدم زاد کہاں پریزاد آسمان پری عمرو کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوئی اور بے اختیار کھلکر ہنسی کہ بھرے بھرے گھوڑے یہیں سے پھر تو اسقدر جواہر در قاف کا تحفہ عمرو کو دیا کہ عمرو نہال ہو گیا بعد ازان آسمان پری نے امیر کے لشکر کے امیروں و سرداروں و پہلوانونکو بلا کر ہر ایک کے مرتبہ کے موافق مخلع کیا ہر ایک کو بقدر رتبہ اُسکے زر نقد و انعام دیا کہ چشم دہم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور امیر کو تاکید کی کہ مہر نگار سے عقد کرنیکے لیے جلدی کرو سامان کے جمع کرنیکا اپنے کارگزاروں پر حکم جاری کرو اگرچہ میں اسباب عروسی قاف سے اپنے ساتھ لائی ہوں اور اس کام کے انجام کرنیکے لیے مستعد ہو کر آئی ہوں لیکن اس اقلیم کی رسم سے تو آگاہ نہیں ہوں یہانکے دستور کے مطابق بھی تیاری ضرور ہے مجکو اس تقریب کی رونق اور آرایش بخوبی منظور ہے امیر تین دن آسمان پری کے پاس رہکر چوتھے دن اپنے لشکر میں آئے چار دن تک آسمان پری کے پاس سے چھٹنے نہ پائے اور مہر نگار سے جا کر فرمایا نہایت خوش بیانی سے یہ مضمون اُسکو سنایا کہ آسمان پری تمہارے واسطے سامان عروسی قاف سے لیکر آئی ہے اور بہت سے اسباب نفیس و نایاب اپنے ساتھ لائی ہے اور تاکید پر تاکید کرتی ہے کہ جلد شادی کرو ہرگز اب اسمین توقف نہو مہر نگار نے سر نیچے کر لیا جبکی ہو رہی امیر نے باہر آکر یہی تقریر ہرمز تاجدار سے کی اور اس کیفیت سے مفصل اطلاع دی اور طبل عروسی بجنے کا حکم دیا جمع ہونے سامان شادی کا حکم کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی نوشیروان کو لکھی کہ نفس الامر میں مہر نگار کو آپ مجکو دے چکے تھے مگر گردش فلک سے اکثر حوادثات مکروہ واقع ہوئے کہ میں عقد کرنے سے مجبور رہا ایسے امور نامناسب پیش آئے کہ اس کام کے انجام میں فتور رہا بہر حال گذشتہ را صلوات اب عرض یہ ہے کہ بالفعل فدوی مہر نگار سے عقد کرتا ہے امیدوار ہوں کہ حسب دستور روزگار بکمال اجازت دیجیئے میرے حال پر عنایت کیجیے کہ خوشی خوشی اس کار خیر کو انجام دون بڑی شان و شوکت سے اُسکے ساتھ عقد کرون و مجلس بہشت آئین و بزم بہجت قرین میں حضور کا بھی قدم رنجہ فرمانا ضرور ہے اگر فدوی کو قدم رنجہ فرما کر سرفراز کریں تو آپکی عنایت سے کیا دور ہے عمرو نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت میں جا کر عرضی گذرانی بادشاہ نے اُسکو پڑھکر عمرو سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آسمان پری سامان

عروسی و تحائف قاف مہرنگار کیواسطے لائی ہے وہ بڑے سامان سے آئی ہے یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ عمرو نے عرض کی کہ راست ہے
اسمین ایک سرمو فرق نہین اس عرصے مین ایک عرضی ہرمز و بختک کی بھی پہونچی اُسمین لکھا تھا کہ آپ امیر کو شادی کی اجازت
دیجئے گا کہ بات مین فرق نہ آوے اور وہ بھی شکستہ دل نہو کیونکہ اگر حکم بھی نہ دیجئے گا تو بھی حمزہ مہرنگار سے شادی کریگا اسمین
موجب سبکی کا ہوگا بادشاہ نے فیلقوس ور سردارونکو بلاکر ہرمز کی عرضی دکھلائی اُسکی سب عبارت پڑھکر شاہی بھون نے باتفاق
شاہزادیکی رائے کو پسند کیا نوشیروان نے قلمدان منگاکر امیر کی عرضی کا جواب لکھا اور شادی کی اجازت نامہ دی مگر محفل مین
جانیکا انکار کیا اکثر رفقا نے کہا کہ ہمنے تو ایسی شادی فقیر کی بھی نہین دیکھی نہ کہ امیر کی شادی ہوتی ہے معلوم ہوا کہ امر شادی
آپ ہی آپ کر لیا کرتے ہین ایسے امر عظیم کو یون سرسری انجام دیتے ہین بزرجمہر نے کہا کہ اگر آپلوگ جاوینگے تو امیر بعزت و توقیر
بٹھلاوینگے اور تماشا دکھلاوینگے دو چار دن کیفیت دیکھکر چلے آئیے گا بہت دنون قیام نہ فرمایئے گا اور نوشیروان سے کہا کہ اگر حضور
علانیہ اپنا جانا مناسب نہین جانتے تو عمرو کو کچھ انعام دیجئے کچھ اُسکے ساتھ سلوک کیجئے کہ وہ اپنے مکان [illegible]
بہت ادب سے پیش آویگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہین ہے عمرو سے فرمایا کہ ہم آزاد کی صورت بنکر آوینگے عمرو نے قبول کیا
بادشاہ نے عمرو کو خلعت دیکر رخصت کیا اور بزرجمہر عمرو کیساتھ ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب امیر نے اپنے خط کا جواب صواب پایا بہت
خوش ہوئے اور ہر شخص کو دکھلایا اور بزرجمہر سے بغلگیر ہوکر اُن دونون تیونکا عرق جو حضرت خضر نے دئے تھے اپنے ہاتھ سے
بزرجمہر کی آنکھ مین ٹپکایا آنکھین تارا سی روشن ہوگئین دم بھر مین اُنکو بینا بنایا بزرجمہر نے امیر کو مبارکباد دی لگی نوبت
عروسی جھڑجھڑ بجنے دیو و پریزادون نے ملکہ آسمان پری کے حکم سے بارگاہ سلیمانی کو ایک بلند ٹیکرے پر استادہ کیا سامان
جلوس و آرایش کا حد سے زیادہ کیا اور چار طاق بازار بلقیس اُسکے متصل قائم ہوا چار سو دیو اُس بارگاہ مین فرش بچھانے
اور جاروب کشی کیلئے متعین ہوئے نقارخانہ سلیمانی مین نوبت شادیانہ عروسی بجنے لگی چپے چپے پر رنگارنگ جواہر کے [illegible] لگ گئے
اپنے اپنے موقع پر گوہر شاہوار لگ گئے ملکہ آسمان پری مہرنگار کو خلوتخانہ سلیمانی مین لیگئی اور بزم جشن عروسی مرتب ہوئی
جو جو بات کہ محفل عروسی کیواسطے لازم ہے وہ سب ہوئی برات کے دن امیر خلعت شاہانہ پہنکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور
شاہ اور شہریاران روزگار امیر پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے گرد گھوڑے کے چلے بارہ ہزار جن بچہ حسین جمیل جھاڑ والے بلورین اور
رنگارنگ جواہر کی لالٹینونمین مومی کافوری بتیان روشن کیے ہوئے امیر کے گھوڑے کے آگے جاتے تھے سب ہلکار جس جس کام پر مستعد و
متعین تھے وہ کمال نظام و اہتمام سے سب امور کا انجام بخوبی فرماتے تھے اور چالیس ہزار جن قاف کی آتشبازی ہوا پر چھوڑتے با یک دیگر
کلقاریان مارتے جاتے تھے اور بیس ہزار تخت روان پریزاد سواری کے دو رویہ بنا گانا بجانا ناچنا سناتے دکھاتے تھے اور
شترہائے پرندہ پر نوبت خانہ سلیمانی سر ہوا بجتا جاتا تھا وہ سامان کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا سبکو نظر آتا تھا اور شاہ عیاران عالم
دشمن کش خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چار ہزار چار سو چالیس عیار بلباس مرصع کا ہمراہ لیے امیر کے [illegible] کیا اہتمام کرتا جاتا
تھا کمال خوشی و مسرت سے ہر چیز کا انصرام کرتا جاتا تھا اور اشقر دیوزاد سطح سے قدم بقدم شاہ گام [illegible] رقاص طاؤس کی طرح

اپنے کو بناتا خوش رفتار تھا کہ ہر قدم پر اسکے کبک دری جدا کرتا تھا اور ہزار جان سے نثار تھا الغرض خوشی سے وہ گھوڑا کیا چلا
سنبھل سنبھل جاتا کہ وہ دولہا طرف موتی جھلجھلا طرق کے طرۃ در پر سے کے پرے ادھر اور اودھر کچھ ورے کچھ پرے + غرض سطح سے سواری
چلی + کہیے تو کہ باد بہاری چلی + القصہ جب سر شان و شوکت سے امیر کی سواری بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئی اور
اعزاز و اکرام سے ایوان سلیمانی مین داخل ہوئی امیر مرکب سے اترے ہرمز تاجدار کے پہلو مین تخت پر جا بیٹھے اُسکے
زانو سے زانو ملا بیٹھے اور پریونکا ناچ ہونے لگا ملکہ آسمان پری نے قریشہ اور اپنی ہمجولیون سمیت چار طاق بلقیس مین
مہرنگار کے پاس جاکر مہرنگار کو زر و جواہر قاف کہ سوائے شاہنشاہ قاف کے حرم کے چشم فلک نے نہ دیکھا تھا جاکر ہر طرف
کیا کہ اس آرایش کو دیکھکر آسمان نے آسمان پری کا ہاتھ چوم لیا اور مہرنگار کو بنی بنا طبق طبق خوانچے جواہر کے مہرنگار پر سے
نثار کیے تصدق و خیرات کیے زر و جواہر کے انبار کیے اور اُسوقت کا عالم مہرنگار کا دیکھکر آسمان پری خود شیفتہ ہوگئی
بیخود اور فریفتہ ہوگئی اور خوش خوش محفل شادی کی ترتیب مین مصروف ہوئی اب نوشیروان کا حال سنیے کہ سات آٹھ پیادے الف
آزادی کا ماتھے پر کھینچ منکا ٹھنکا سمرن سیلی بغل مین جھولی ادھاری کی ہاتھ مین لیے کلاہ سوزنی سر پر رکھ مجلس شادی کا تماشا دیکھنے
کیواسطے گیا عمرو نے نوشیروان کو پہچانکر کہا کہ آپ چلکر مجلس مین بیٹھیے اور تماشا دیکھیے نوشیروان نے قبول نکیا تب عمرو
نے کہا کہ آئیے مین ایسی جگہ بٹھلا دون کہ آپ سبکو دیکھین اور آپکو کوئی نہ دیکھے یہ بات نوشیروان کو قبول پسند ہوئی آتے
سنتے سے طبیعت اُسکی خرسند ہوئی عمرو نوشیروان کو بارگاہ سلیمانی مین لیے آیا اور کرسی جواہر نگار بچھاکر بعد تعظیم و تکریم بٹھلایا
ساقیان گلعذار سیمین اندام کو حکم دیا کہ جام مہر نگار رنگ کو گردش مین لاوین بادہ گلگون سبکو بلا تکلف پلاوین نوشیروان
چار گھڑی بیٹھ کے اٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو دعا دیکر کہا کہ بابا ہم فقیر ہین سیر کیواسطے آئے تھے اب رخصت ہوتے ہین معاف کیجیے اور ہمکو
اجازت دیجیے امیر نے زبان عیاری مین عمرو سے کہا کہ انکو چار طاق کے بالاخانہ پر لیجاکر بٹھلا دو اور انکی بہت سی خاطر داری
کرو کہ یہ چین سے الگ تھلگ دیکھین اور اسباب عیش و طرب انکے روبرو مہیا کر دو کہ انکی طبیعت وا ہو اس نمونے کی سطح کا
پھر اسکے عمرو نے نوشیروان کو چار طاق کے بالاخانہ پر بٹھا کر جو سامان کہ چاہیے تھا وہ سب انکے موجود کر دیا انکو بہت مطمئن کیا
چار گھڑی پچھلی رات باقی رہے خواجہ بزرجمہر نے حسب شرع شریف امیر کا عقد مہرنگار سے باندھا صبح ہوتے ہوتے محل مین شہنشاہ
پکار ہوئی امیر محل کے دروازہ اول پر جو پہنچے ملکہ آسمان پری نے دروازہ بند کیا اور کہا دروازہ اُسوقت کھلیگا جب دم
مہرنگار کا مہر ادا کرو گے یہ قرض شرعی ادا کرو گے امیر نے مقبل وفادار کو چالیس ہزار سوار غلام زرین کمر سمیت مہرنگار کے مہر مین
دیا ملکہ آسمان پری نے دروازہ کھولدیا پھر دوسرے دروازے کو بند کر کے مہرنگار کی رونمائی چاہی امیر نے شمشیر عقرب سلیمانی کو
مع مرکب سیاہ قیطاس و بابو جوا آسمان پری نے کہا وہ کیا الغرض اسی طرح سات دروازے پر سات چیزین مہرنگار کیواسطے آسمان پری
نے لین انھون نے بے تکرار دین تب خلوتخانے مین قدم رکھنے دیا امیر مہرنگار کو بلباس عروسی حلقہ مہر تابان پری تمثالان مین مسند
پر بیٹھے دیکھکر رنگ گل پیرہن مین نہ سمائے اُس حور فریب کے حاصل ہونے کا شکر خدا بجا لائے بعد رسم نبات آرسی مصحف امیر عروس کو

گودی مین اٹھا کر چھپر کھٹ پر لیگئے اور محجوبہ اُس لیلی وش پری زاد کے جوانی سے چھاتی ملاکر عناب لب چوسنے لگے ایک لحظہ
کے بعد حسب دستور عروس نوشاہ مین ہاتھا پائی ہونے لگی امیر نے دم دلاسا دیکر اُس پری زاد سے خوبی سے گوہر مقصود حاصل
کیا کمال اطمینان و فراغت سے کام دل لیا اور خدا کی قدرت سے اُسی شب نطفہ دریائے محبوبی حاملہ ہونا پایا صبح کو امیر
حمام کیا اور پوشاک بدلکر شگفتہ و خندان بارگاہ سلیمانی مین آئے سب جاں نثاروں نے حاضر ہوکر تہنیت کی تھی [illegible] دن بھر جشن رہا
رات کو ملکہ آسمان پری کی سیج پر گئے اور اُسکے دوسرے دن ملکہ ریحان پری کو لیکر خلوت گزین ہوئے [illegible]
اور تیسرے دن سمن سیما پری زاد سے ہمبستر ہوکر اُسکی صحبت سے بھی بہرہ ور ہوا [illegible]
عیش کی لوٹتے رہے سب حظ زندگانی لیتے رہے چالیس دن تک شاہان قاف [illegible]
رہے سوائے سامان عیش و نشاط کے اور سب کام موقوف رہے ایکدن بعد الفراغ جشن امیر جا بطاق کی سیر کو [illegible]
سب نقیب اور چوبدار ایکو نقار خانے سے باہر گئے تھے کہ دفعتاً آسمان پر سے ایک پور شاطر کا بچہ [illegible]
امیر کو تنہا دیکھکر ایک چوبدست امیر کے سر پر ماری امیر نے گھوڑے سے الگ ہوکر اُسکے حربے کو خالی دیا اور اُسکی کمر [illegible] تین چار
سر پر دیکر اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ لب اُسکے چھٹی کے دودھ سے تر ہوگئے سارے ہوش و حواس [illegible] تھا اُٹھکر بھاگے امیر نے
اُسکا ایک پاؤں اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر دوسرا پاؤں اُسکا ہاتھ مین لیکر پارچہ بوسیدہ کی طرح سے بسہولت چیر کر پھینکدیا مانند کاغذ کے
دو ٹکڑے کیا دیکھنے والوں کا سکتہ ہوگیا سب حیران رہے بڑے بڑے بہادر اور دلاور سر بگریبان ہوئے نوشیروان بھی یہ زور و قوت
دیکھکر بیہوش ہوگیا بعد ازاں پھر پھیرا کر بارگاہ مین داخل ہوئے سبکو اس تنہائی سے بہت سرور حاصل ہوا عمر نے گلاب بید مشک
چھڑک کر نوشیروان کو ہوش مین لایا دیوانہ ہوگیا تھا عاقل بنایا اور امیر کے پاس خلعت کے واسطے لے آیا اور خوش تقریری سے [illegible]
لایا اور بنایا امیر نے نوشیروان کو جامہ آزادی پہنے دیکھکر نصیحتاً کہا کہ اے شاہ شہریاران ہفت کشور بہت [illegible]
جان مین بہتر کمتر ہیں نوکرونکی اطاعت کرونگا ہمیشہ تیری تابعداری کرونگا مگر نوشیروان نے قبول نکیا اور صاف جواب دیا کہ مجھکو
تبدیل مذہب منظور نہیں ہے ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہوا آخر الامر عمرو نے مجبور ہوکر بہت سے جواہر و تحائف قاف نوشیروان کے نذر
پیشکش کیا اور اُسکے رفیقونکو خلعت سلیمانی دیا نوشیروان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور تمام لشکر کو جمع کرنیکا حکم فرمایا اور
اُسکے دوسرے دن مدائن کیطرف کوچ کیا ملکہ آسمان پری خاص امیر کیلیے جو تحفہ لائی تھی پیشکش [illegible] امیر نے
اسکو گلے سے لگا کر کہا کہ جیسا تو مین تمسے ملول ہوتا ویسا ہی [illegible] مضمون ہو [illegible] جسوقت تم مجھکو یاد کرو گی
اگر کسی جنگ مین پھنسا [illegible] تمہارے پاس [illegible] ہرگز [illegible] توقف نکرونگا اور تمہارا آنا گوارا ہے جسوقت چاہو [illegible]
[illegible] ملاقات سے مسرت [illegible] ہوا اور قریشہ کو گلے سے لگا کر اُسکی پیشانی کے بوسے لیے اور رخصت کیا اور جو اسباب آپکے [illegible]
کے قابل تھا وہ دیا ریحان پری و سمن سیما پری بھی امیر سے رخصت ہوکر ملکہ کے ہمراہ ہوئین صاحبقران نے تمام ملک
مغرب شاہ و تیغ مغرب و [illegible] اُس مملکت کا اسکو مالک کیا مگر وہ اپنا نائب چھوڑکر امیر کے ہمراہ رکاب ہوا امیر دوسرے دن

پیش خیمہ مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور عمرو بن حمزہ نامے اپنے بیٹے کو کہ ملکہ ناہید مریم دختر فریدون شاہ والی یونان کے
بطن سے تھا اپنے قایم مقام کرکے عہد نگار لیا تھا عیش و عشرت میں مصروف ہوئے خود سب امور سلطنت کو ترک کیا اپنے بیٹے کو مختار
کل دیا ایکدن عمرو بن حمزہ محفل میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا ناگاہ معدی کرب نے تیوری چڑھاکر لندھور سے کہا کہ اے وار[illegible] تو نے
بھی یہ حوصلہ پایا اور تیرے سر میں یہ سودا سمایا کہ میری کرسی پر تکیہ کی ہو لندھور بولا تو جانتا ہی ہے یا نہیں بدست ہو کر فیل لایا یہ تیرا
دعوی باطل ہے ارے او خشکہ زنگ تو نے بھی یہ نکتہ جانا یا کہ مجھسے ترش رو ہو کر گفتگو کرتا ہے میں امیر کے جلال و جبروت سے نہیں ڈرتا ہوں میں اس
کرسی پر بیٹھا ہوں باجازت امیر کے بیٹھا ہوں معدی نے پھر بآواز بلند کہا کہ ہرگز امیر نے تجھکو میری جا گرم کرنے کو نہیں کہا ہے یہ تیرا دعوی
باطل ہے بیجا ہے لندھور بولا کہ اے معدی تو دو جانتا ہی ہے یا نہیں بدست ہو کر فیل لایا آخر کو تو نے بنا جوہر کھلایا معدی نے جھنجھلا کر لندھور
کو ایک مکہ مارا لندھور نے ہنسکر کہا کہ معدی کیوں دیوانہ ہوا ہے ذرا ہوش میں آ اپنے تئیں بھول گیا عمرو بن حمزہ نے یہ کیفیت دیکھکر معدی کو للکارا
کہ کیوں بدمستی کرتا ہے کسلیئے اتنی خود پرستی کرتا ہے معدی نشہ کے عالم میں تو تھا ہی بے تحاشا بولا کہ تمکو ان باتوں سے کیا کام ہے میں
جانوں اور لندھور جانے آپ خاموش رہیے اس مقدمہ میں کچھ نہ کہیے امیرزادہ نے اٹھکر ایک گھونسا معدی کے مارا کہ معدی
زمین پر گر پڑا معدی سر اپنا پیٹنے اور کہنے لگا کہ جب امیرزادہ اسطرح سے ہماری بیحرمتی چاہیگا تو ہم اس دربار میں ہوچکے ایسے
ظلم بیجا سہہ چکے چونکہ یہ حرکت امیرزادہ کی تمام سرداران و پہلوانان کو بری معلوم ہوئی تھی عجب طرح کا شور و غل مجلس میں برپا ہوا
امیر گھبراکر باہر نکل آئے یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے اور کم و کیف سے مطلع ہو کر بیٹے سے فرمانے لگے کہ خبردار اگر پھر کسی سے ایسی حرکت کی
لندھور معدی باہم سمجھ لیتے تمکو بیچ میں خلل دینے سے کیا علاقہ تھا امیرزادہ طیش میں آکر بولا کہ اگر پھر کبھی معدی
نے ایسی بے ادبی مجھسے کی تو میں معدی کے کان کاٹ لونگا اس شہر سے اسکو نکال دونگا امیر نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ ایسی باتیں زبان درازی
خوب نہیں ہے یہ گفتگو ہمکو مرغوب نہیں ہے بار دیگر ایسی گفتگو کروگے تو اٹھاکر زمین پر دے مارونگا کہ کان سے مغز نکل آویگا سب
شیخی بھول جاوگے امیرزادہ کا شباب تھا باپ کا یہ نصیحت کرنا اسکو برا معلوم ہوا بے تحاشا بولا کہ مجھکو کون مار سکتا ہے کسکی
تاب و طاقت ہے ایسی کسکی قدرت ہے امیر غیظ میں آکر عمرو کے ہاتھ پکڑ کے میدان میں لے آئے دونوں باپ بیٹے گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑنے لگے
حاضرین باپ بیٹے کی لڑائی دیکھنے لگے دونوں کے ہاتھوں کی صفائی دیکھنے لگے امیر نے عمرو کو آگے بلایا اسنے ہر چند گھوڑے کو تازیانہ کیا
لیکن گھوڑے نے آگے قدم نہ بڑھایا امیر نے فرمایا کہ اے نادان سفیہ حیوان سے ادب سیکھ عمرو گھوڑے سے کود پڑا امیر بھی پیادہ ہو کے کشتی لڑنے
پر آمادہ ہوئے عمرو نے امیر کا کمربند پکڑکے جہانتک زور کرسکا حق تھا کیا مگر امیر کا لنگر نہ ہل سکا ناچار ہو کر چھوڑ دیا اپنے تئیں اسنے
عاجز کیا مگر امیر نے عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈالکر سر پر اٹھا کے آہستہ سے زمین پر رکھدیا اور اسکی پیشانی کا بوسہ لیا امیرزادے
نے بھی باپ کے قدم پر سر جھکا دیا اپنی گستاخی کا بہت عذر کیا امیر نے اسکو چھاتی سے لگاکر فرمایا کہ جان بابا پہلوانوں ہی سے
سرداری ہے انھیں لوگوں کی ذات سے ہر طرح کی کاربرآری ہے ہر عالم میں انکی خاطر اور لحاظ حرمت ضرور ہے ہر صورت سے انکی
دلجوئی اور عزت ضروری ہے امیرزادہ منفعل ہو کر پھر مجلس میں آکے ناچ دیکھنے لگا اس کیفیت کے واقع ہونے سے اپنے دل میں بہت

شرمندہ ہوا مخبران اخبار لکھتے ہیں کہ نو مہینے زوجہ امیر زادہ اور مہر نگار کے بطن سے بیٹے پیدا ہوئے امیر اس مژدہ کو سنکر
بہت خوش ہوئے پوتے کا نام تو سعد رکھا مگر اپنے بیٹے کا نام آپ نہ رکھا عمرو عیار سے فرمایا کہ تم نوشیروان کو خبر دو اور اس سے
جا کر کہو کہ نام بھی اسکا آپ ہی رکھیں عمرو چند روز میں مدائن پہونچا اور نوشیروان سے بعد تسلیم کے عرض کی کہ نواسا آپکا پیدا
ہوا اور امیر نے التماس کیا ہے کہ نام اسکا حضور رکھیں میری خاطر سے ضرور رکھیں نوشیروان اس تہنیت سے بہت خوش ہوا اور عمرو
کو خلعت فاخرہ عطا کر کے چالیس دن کے بعد جشن کا حکم دیا اور سامان محفل نشاط مہیا کیا اور نام اسکا قباد رکھا مہر انگیز بانو نے یہ خبر
فرحت اثر سنکر عمرو کو اپنے روبرو بلا کے مہر نگار اور امیر کی خیریت اور نواسے کی صورت شکل پوچھکر عمرو کو خلعت و جواہر گرانمایہ
و زر نقد و جنس دیکے اسکو بہت خوش کیا عمرو رخصت ہوکر جلد جلد امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ نوشیروان و مہر انگیز بانو
نے کہا تھا بیان کیا کل حال وہان کا مفصل عرض کیا جب قباد و سعد چار چار برس کے ہوئے امیر نے دونوں لڑکوں کو ادب سکھانے
کیواسطے عمرو کو تفویض کیا ہر گاہ پانچ برس کا سن ہوا دیکھنے والے انکو دیکھکر کہتے تھے کہ ایسے حسین صاحب جمال و اہل تمیز لڑکے
کبھی دیکھنے سننے میں نہ آئے چشم فلک نے کبھی دیکھے نہ پائے ابھی سے آثار شجاعت انکے چہرون سے آشکار ہیں علامات اولوالعزمی انکی
صورتون سے نمودار ہیں امیر صبح و شام سورہ ان یکاد پڑھ کر دم کیا کرتے تھے ہر دم پیار سے انکی بلائین لیا کرتے تھے راوی لکھتا ہے کہ
زوبین نے قباد کے پیدا ہونیکی خبر سنکے نوشیروان کو عرضی لکھکر بھیجی کہ حمزہ نے اب تک جو آپکو تخت پر بیٹھنے دیا اور کچھ تعرض نکیا
سبب اسکا یہ تھا کہ کوئی فرزند اسکے نہ تھا اب اسکے آپکی بیٹی سے بیٹا پیدا ہوا خلاف قیاس ہے کہ آپکو سلطنت کرنے دیوے اور وہ
مملکت تم سے نہ لیوے بلا شک و لا ریب آپکو مار کر اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھلا دیگا تم کو اس سلطنت سے اٹھا دیگا لہذا میرے نزدیک مناسب ہے کہ
آپ فی الفور بھمن جا سیتے کے پاس چلے جائیں اعانت چاہیں اطلاع شرط تھی کیگئی آئندہ آپکو اختیار ہے بندہ مجبور ہے آقا مختار ہے نوشیروان
نے زوبین کی عرضی پڑھکر کہا کہ حمزہ مجھ سے کبھی بدی نکریگا مجھکو اس سے اطمینان ہے اسپر میرا بڑا احسان ہے زوبین نے کہا راست و درست ہے
مگر بختک اور دو تین سرداران بھاساتی نے بادشاہ کو بہکا کر مدائن سے نکالا باتین مکر و فریب کی کرکے اسکو وسوسہ میں ڈالا جب نوشیروان
بھمن کے شہر میں داخل ہوا اور بھمن نے سنا کہ نوشیروان متصل پہونچا بھمن بڑی دھوم دھام سے سوار ہوا اسکی پیشوائی کر کے کو طیار ہوا بادشاہ
ہفت کشور کو استقبال کر کے قلعہ میں لایا اور تخت پر بٹھلایا کہا آپ مطمئن رہیں حمزہ اگر یہان آویگا تو مارا جاویگا میرے ذمہ ہے اور اسی دم
حمزہ کو ایک خط لکھا کہ تیرے ظلم و ستم سے نوشیروان و زوبین نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے اور تیرے جور و تعدی کی بہت شکایت کی ہے
اسواسطے مجھکو لازم ہے کہ تجھکو باندھکر نوشیروان کے حوالے کردون تجھے مقید کر کے اسے دون پس نعرہ مردی رکھتا ہے تو جلد یہان آ نکر مجھسے
مقابلہ کر دل میں جو کچھ حوصلہ ہے تو میدان میں آ کر مقابلہ کر امیر خط کو پڑھکر بہت ہنسے اور فرمایا افسوس خدا جانتا ہے کہ میں کبھی
اس امر کا خواہان نہ تھا کہ نوشیروان کو تخت پر سے اتار کے قباد کو بٹھلاؤن اسکے ساتھ اسطرح پیش آؤن مگر ہر گاہ اسنے بھمن کے
پاس جا کر پناہ لی اور میری شکایت اس سے کی مجبور ہوا واجب یہ ہے کہ میں قباد کو تخت پر بٹھلا کے اسکا استیصال کرون اس ملک سے
اسکو نکالدون جانی و موالی ارکان دولت نے کہا کہ صاحبقران اس سے بہتر کوئی صلاح نہیں ہے چلئے آپ قباد شہزادے کو

تخت پر بٹھلا دیں بنا دی عہد بنا کر سب نذریں لاویں بعد اسکے کوئی اور کام کریں جس امر کا چاہیں اہتمام کریں امیر نے ساعت
سعید دیکھکر شاہزادہ قباد کو تخت پر بٹھلایا ہر شخص نذر دینے کو آیا اور لا انتہا زر و جواہر اسکے اوپر سے نثار کیا بہت محتاجوں اور
مساکین کو دیا چالیس دن تک جشن کرکے بہمن کے شہر کیطرف روانہ ہوئے جب کوہستان کے متصل پہونچے خیمہ زن ہوئے بہمن نے جاسیب
ہومان نامے اپنے بیٹے کو مع فوج جرار بھیجا کہ تم جاکے پہاڑ پر اپنا بندوبست کرو حمزہ کا لشکر پہاڑ کے اوپر چڑھنے نپاوے پہاڑ
اسکے ہاتھ نہ آوے اور معدی کرب نے چاہا کہ کوہ کے اوپر جاوے ہومان نے پہونچکر اوپر سے پتھر مارنے شروع کیے معدی کرب کا قدم
آگے نہ بڑھ سکا پہاڑ پر چڑھ نہ سکا اسمیں عمرو بن حمزہ و ملک لندھور مع فوج پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پر سے پتھر پڑ رہے ہیں
معدی کرب پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہوا اپنی جرأت سے اڑا ہی عمرو بن حمزہ و ملک لندھور استقبال نوش پہاڑ کیطرف
چلے ہرچند ہومان نے پتھر مارے لیکن یہ تینوں شخص سپروں کی پناہ کرکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر کفار پر گرے مثل برق
خاطف فرق اشرار پر گرے اور ہزاروں گبروں کو جہنم واصل کیا سرنگوں طبقہ دوزخ میں داخل کیا آخر ہومان بیتاب ہو کر بھاگا
اور بہمن سے جاکر تمام ماجرا بیان کیا بہمن نے خفا ہو کر ہومان سے کہا کہ معلوم ہوا تو میرا نطفہ نہیں ہی ورنہ تلوار سے منھ نہ موڑتا امید
کبھی نہ چھوڑتا اور تکلف یہ ہو کہ خوشی خوشی اپنی بزدلی اور ہزیمت بیان کرتا ہی اسمیں سامنے سے ایک گرد غلیظ اٹھی اور گرد کے
گریبان سے ہزاروں علم نکلے معلوم ہوا کہ صاحبقران آتے ہیں بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہیں بہمن نے بختک سے کہا کہ کسطرح
سے صاحبقران کو میں بھی دیکھوں نام تو بہت بڑا سنتا ہوں دیکھا چاہیے کہ صورت کیسی ہی شکل شباہت کیسی ہی بختک نے
کہا کہ سوار ہو کر سر راہ کھڑے ہو جیے میں آپکو دکھلا دونگا بخوبی روشناس کرا دونگا بہمن سوار ہو کر بختک کے ہمراہ ہوا پہلے
علم اژدہا پیکر کے سایے کے نیچے معدی کرب نکلا بہمن نے پوچھا کہ یہی صاحبقران ہی جنکی تمام زمانے میں دھوم ہی وہ یہی جوان ہی
بختک نے کہا کہ یہ پہلوان اسکی فوج کا ہراول اسکے لشکر جرار کا یہی سردار ہی المختصر جو پہلوان نکلتا تھا بختک اسکا نام و نشان بہمن کو
بتاتا تھا اسکی حقیقت سناتا تھا پہلوانوں کے پیچھے خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمری کی سواری نکلی بہمن نے پوچھا کہ یہ عجیب الہیئت
کون ہی بختک بولا کہ عمرو عیار یہی ہی جسکی عیاری کا شہرہ تمام زمانے میں ہی وہ نامدار باوقار یہی ہی اسی سے شاہان ہفت اقلیم
ڈرتے ہیں اسی کی چالاکی اور کارسازی سے خوف کرتے ہیں بعد ازاں شاہزادہ قباد کا تخت نمودار ہوا گویا آفتاب درخشان
زمین پر آشکار ہوا بختک نے بہمن سے کہا کہ شاہزادہ قباد فرزند ارجمند حمزہ و نبیرہ نوشیرواں یہی ہی صاحب جاہ و جلال محبوب ہر
جوان یہی ہی اسکے بعد امیر اشقر دیوزاد پر سوار بکمال شان و شوکت نکلے بختک نے کہا کہ حمزہ یہی ہی جو تمنے سنا تھا اچھی طرح سے
انکو دیکھ لو بہمن امیر کو دیکھکر ششدر ہو گیا انکی ہیبت و جبروت دیکھکر متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اسی قد و قامت پر دیوان قاف کو مار آئے
اور ایسے ایسے پہلوانوں کو زیر کیا ہی تمام سرکشان قاف کو اپنی شہرت سے لا ڈرائے ہیں کیونکر ہمسر عظیم پایا ہی بختک بولا کہ جب مقابلہ ہوگا تب
معلوم ہوگا کہ یہ کیسا کوتاہ قامت ضعیف الجثہ ہی بہمن اسکی تلوار کی پناہ نہیں ہی جسوقت یہ تلوار پکڑ لیتا ہی ہزاروں کا منھ
پھیر دیتا ہی دنیا میں کوئی ٹھہر سکے وہ قوت ہی اگر تم بھی لڑتے تو اسی امان مانگتے ٹھہر نہ سکتے حقیقت یہ ہی بہمن جرأت اور شجاعت ہی بولا کہ خیر آج تو

کچھ بولنا مناسب نہیں ہے کہ تھکا ماندہ آیا ہے سفر کا رنج اُٹھایا ہے اگر کل صبح کو حمزہ آیا اور میں ہوا تو بھی جانے لیا ذلیل کر دن
امیر نے دوسرے دن بہمن کو خط لکھا پہلے اُسمیں سو نعمات قاف ثبت کیے۔ بعد ازان تحریر کیا پہلوانان بردۂ دنیا کا تحریر کیا اُسکے بعد لکھا
کہ میں حسب لطلب تیرے آیا ہوں تجکو مناسب ہے کہ نوشیروان بختک و زوبین کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اور خود مع خزانہ میرے
حضور میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو نہیں تو روز بد دیکھیگا یاد رکھ کہ ذلت بیحد دیکھیگا امیر نے یہ خط واسطے عمرو کے ہاتھ
بھیجا کہ عمرو اُسکو حیران و پریشان ذلیل کریگا یہ بھلا اُس سے کب ڈریگا امیرزادہ کے ہاتھ بھیجا اور ایک شخص دانشمند بھی اُسکے ساتھ بھیجا
ہرگاہ عمرو بن حمزہ سوار ہوا اثناء راہ میں دیکھا کہ امیر کے لشکر کا گھوڑونکا گلہ بان امیر کا نام لیکر دہائی دے رہا ہے عمرو بن حمزہ
نے پوچھا کہ کیوں دہائی دیتا ہے اُسنے کہا کہ حضور کا گلہ بان ہوں گھوڑے سبزہ زار میں چرا رہا تھا کہ بہمن کے لوگ کئی گرہ گھوڑونکو
ہنکالے گئے امیرزادے نے پوچھا کہ وہ کتنی دور گئے ہونگے بولا کہ وہ سامنے لیے جاتے ہیں گرد و غبار جو معلوم ہوتا ہے انھیں کے پانوں کا ہے غور
سے دیکھیے وہ کیا نظر آتے ہیں امیرزادے نے تعاقب کیا جب قریب پہونچے اون ورے ڈانٹا کہ اُن لوگوں کا زہرہ آب ہو گیا خوف سے
ہر شخص بیتاب ہو گیا ہومان عمرو بن حمزہ کو تنہا دیکھکر کھڑا ہو گیا جب قریب پہونچے تو پوچھنے لگا کہ تو کون ہے امیرزادے نے نعرہ مارا کہ میں
حمزہ اور تیری جان کا ملک الموت ہوں ہومان یہ سخن سنکر امیرزادہ پر تلوار کھینچکر دوڑا امیرزادے نے بھی گھوڑا اُڑا کر نا شروع میں اُسکو معلق
اٹھا لیا اور پلا کر دان سر کے زمین سے پشت آشنا کیا اور خنجر اُسکی زیر گاہ پر رکھکر نعرہ مارا کہ خداے وحدہٗ لاشریک کو واحد جان اور دین
ابراہیم کو برحق پہچان نہیں تو ابھی ذبح کرتا ہوں تیرے خون ناپاک سے خنجر آبدار کو تر کرتا ہوں ہومان گڑگڑا کر نے اور کہنے لگا کہ اے امیرزادہ
اسوقت تو میری جان بخشی کر میرے قتل سے درگذر ہرگاہ باپ میرا مسلمان ہوگا مجکو کیا عذر ہے میں بھی بہجت یاں لا دونگا تمھارا
دائرۂ اطاعت سے ہرگز باہر نہ جاؤنگا عمرو بن حمزہ اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اُسنے قدمبوس ہو کر پوچھا کہ آپ کہاں جاتے
ہیں کہاں سے تشریف لاتے ہیں امیرزادے نے کہا کہ تیرے باپکے پاس جاتا ہوں صاحبقران کا ایک پیغام اُسکو پہنچاتا ہوں ہومان
نے کہا کہ استدعا میری یہ ہے کہ اسوقت کی سرگذشت کسی سے گوش زد نہ کیجیگا امیرزادے نے منظور کیا وہ اپنے باپکے پاس گیا اور
امیرزادہ گھوڑے کا گلہ گلہ بانکے حوالے کر کے بہمن کیطرف گیا بہمن دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور نوشیروان و زوبین و بختک
بزرجمہر بھی موجود تھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور صحبت سے خوش و خرم تھے عمرو بن حمزہ نے بزرجمہر سے سلام علیک کر کے امیر کا
نامہ بہمن کے آگے پھینکدیا اور اسمیں کچھ کلام نہ کیا بہمن نے پڑھکر نامہ کو چاک کیا اور چاہا کہ پھینکدے اُسکا نکالا ... جی میں آیا اُٹھنے سے
نکالا امیرزادہ نے کہا کہ افسوس صد افسوس دست درازی کو میرے باپ نے منع کیا ہے نہیں تو نامہ کیطرح سے تجکو بھی چیر ڈالتا اور تیرا مغز
بے مغز تیرے سر سے نکالتا بہمن نے پہلوان کو اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر امیرزادے پر دوڑا امیرزادے نے ایک ہاتھ کمال پھرتی سے اُسکے
نے تلوار تو ہاتھ مروڑ کر چھین لی اور یہ پھرتی کی کہ اُسکو اُٹھاکر چرخ کی طرح چرخ دیکر زمین پر دے مارا چھوٹا بھائی اُسکا تلوار میان سے
لیکر دوڑا اُسکا بھی یہی حال ہوا وہ جرأت کرنا اسپر بال ہوا بہمن عمرو بن حمزہ کی شجاعت و طاقت دیکھکر عش عش کر گیا
اور بیساختہ بولا کہ کیوں نہو شیر کے بچے شیر ہی ہوتے ہیں دلیر زادے دلیر ہی ہوتے ہیں یہ کہکر اپنے ہاتھ سے امیرزادے کو خلعت

پہنا کر رخصت کیا چلتے وقت ہاتھ پر بوسہ دیا امیر زادے نے تمام سرگذشت امیر سے آکر بیان کی بالکل وہان کے ماجرے سے
اطلاع دی امیر نے اپنے جگر بند کو سینے سے لگا کر بہت زر و جواہر نثار کیا بہت پیار کیا دوسرے دن بہمن لشکر لیکر میدان میں
نکلا امیر بھی اپنی فوج لیکر صف آرا ہوا امیر زادے نے پایہ تخت کو بوسہ دیکر گھوڑے کو میدان کی طرف جھپکارا میدان قتال
مین للکارا بہمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ گرز اٹھا کر امیر زادے کے سر پر آیا گرز کے مارنے کو ہاتھ اٹھایا امیر زادے نے گرز کی
ضرب کو رد کر کے اسکا کمر بند پکڑ کے معلق قاش زین سے اٹھا لیا اور سات چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھکر امیر کے
پاس لے گیا امیر نے اسکو عمرو کے حوالے کیا بہمن نے اپنے دوسرے بیٹے کو میدان مین بھیجا اسکا بھی یہی حال ہوا بہمن طبل بازگشت
بجوا کر مغموم اپنے گھر کو گیا اور امیر مظفر و منصور شادیانے بجاتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے سب لوگ فتح کی نذرین لائے اور شب کو محفل میں
بہمن کے بیٹون کو طلب کر کے فرمایا انکو یہ کلام سنایا کہ دین اسلام قبول کرو آتش پرستی چھوڑ دو وہ بولے کہ یا امیر جب ہمارا باپ
مسلمان ہوگا ہم بھی مسلمان ہونگے اس وقت ہمکو معاف رکھو اتنی مہربانی کرو امیر نے اسیوقت انکو مخلع کر کے رخصت کیا وہ
دونون اپنے باپ کے پاس آکر قدمبوس ہوئے اور جو گذرا تھا بیان کیا بہمن نے امیر پر آفرین کی دوسرے دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان میں
نکلا امیر بھی بدستور صف آرا ہوا امیر زادے نے گھوڑا رزمگاہ مین نکالا ضرب کے واسطے نیزہ سنبھالا اسدن بہمن خود مقابل ہوا اور حربہ
طلب کیا امیر زادے نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین ہی ہمکو ہرگز منظور نہین ہے کہ پیشدستی کرین اول تو حربہ کر پھر ہماری لا اور دیکھنا
آنکھون کے جنگ آوری دیکھنا بہمن نے بقوت تمام امیر زادے کے سر پر گرز مارا امیر زادے نے خالی دیکر بہمن سے کہا کہ اور دو حربے
کر لے پھر ہماری باری ہوگی بہمن نے تواتر و توالی دو حملے اور کیے امیر زادے نے بہزار محنت و دقت اسکے حملون کو رد کیا اور خنگ
اسحاق کو کاوہ دیکر کہا کہ ای بہمن خبردار ہو جا جلد ہوشیار ہو جا اب باری میری ہے وہ ضرب لگاؤن کہ تجھکو کنوین جھکاؤن یہ کہکر
اس زور سے گرز بہمن کے سر پر مارا کہ بہمن کے ہر بنمو سے عرق ٹپکنے لگا باری تا شام دونون مین گرز باری ہوئی کہ گرز ٹوٹ گئے لڑتے لڑتے
چھکے چھوٹ گئے مگر کوئی کسی پر مظفر و منصور نہوا ایک دوسرے پر قابو پانیکا مقدور نہوا دونون پھر کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے بیٹے کو
گلے سے لگا کر بہت کچھ اسکے اوپر سے تصدق کیا غریبون فقیرون کو بہت کچھ دیا اور پوچھا کہ بہمن کیسا پہلوان ہے اسمین کیسی
طاقت و توان ہے امیر زادے نے کہا کہ بعد آپکے اگر پہلوان ہے تو بہمن ہے حقیقت مین وہ بڑا شمشیر زن ہے صبحکو پھر دونون لشکرون
مین نقارہ جنگ کا بجا اور بہمن جنگگاہ مین آکر مبارز طلب ہوا پھر میدان جنگ مین وہی شور و شغب ہوا لندھور رخصت
ہو کر اسکے سامنے گیا بہمن نے پوچھا کہ ای پہلوان اپنا نام و نشان بتا لندھور بولا کہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد
میرا نام ہے بڑے بڑے بہادر و نکو رلا دو ونکا زیر کرنا میرا کام ہے بہمن نے کہا کہ مین نے تعریف گو تیری بہت سی سنی ہی مگر آج
راویون کا راست و دروغ معلوم ہو جائیگا جسوقت تو میرے مقابلہ مین آئے گا یہ کہکر اس زور سے لندھور پر گرز مارا کہ گرز سے
شعلہ بلند ہوا دیکھنے والون کا دم بند ہوا اور دونون لشکرون کے کانون تک آواز گئی لندھور نے بھی اسکو رد کر کے ایسا
جواب اسکا دیا کہ شعلے آگ کے کرہ نار تک پہونچے اور اسنے بھی عش عش کیا بہمن نے کہا کہ فی الحقیقت جیسا مین نے سنا تھا

ویسا ہی دیکھا واقعی تو بڑا مرد ہے تیرے ساتھ [illegible] کا [illegible] آج شام و شام تک ہر حربے سے دونون پہلوان لڑا کیے
مگر ایک دوسرے سے بازی لیجا نہ سکا کچھ زور پہونچا نہ سکا جب طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے
پوچھا کہو بہمن کیسا پہلوان ہے بیان کرو کہ کیسا جوان ہے لندھور نے عرض کی کہ قول میرزا دیکا سچ ہے صبح کو پھر دونون
لشکرون نے صف جنگ آراستہ کی بہمن میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا معدی کرب نے گھوڑے کی باگ لیکر اُسکا مقابلہ کیا
بہمن نے پوچھا کہ تو کون ہے معدی کرب بولا کہ مین سر لشکر صاحبقران ہون [illegible] نام میرا عمر معدی کرب
ہے بہمن نے کہا کہ اے شکم بزرگ تجھکو کھانا کھانا چاہیے نہ کہ پہلوانون سے مقابلہ کرنا [illegible] آج [illegible] کے
ساتھ شریک [illegible] نان ہو معدی کرب نے کہا کہ یہ تیرا خیال خام ہے بیہودہ دماغ کیون بکتا ہے گفتگو [illegible]
میرا سر پھرتا ہے مثل مشہور ہے کہ جو دیگ مین ہوگا وہ ڈوئی مین نکل آویگا ذرا واقعہ تو میری تلوار کا چکھ دیکھ تو کیسا زندگی سے سیر ہوتا
ہے اور اگر جیتا بچا تو میری مصاحبی کر لینا اور اپنی زندگی پر شادمانی کر لینا لا کیا حربہ رکھتا ہے پہلے دونون مین گرز بازی ہوئی آخر بہمن نے
کمر بند پکڑ کے معدی کرب کو بزور تمام زمین سے [illegible] تک اٹھایا لیکن معدی کرب اُسکے سر پر اس زور سے گھونسے مارنے لگا
کہ بہمن نے عاجز ہوکر چھوڑ دیا اور طبل بازگشت بجا کر اپنے مکان میں آیا پھر اُسکی تاب مقابلہ نہ لایا القصہ اسی طرح دو دن چھ بھائی معدی
کرب کے بہمن نے باندھے امیر کو اپنے پہلوانون کے لیے کمال ملال ہوا اُنکی گرفتاری کا قلق کمال ہوا عمرو بن امیہ ضمری نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو مین پہلوانون کو چھڑا لاؤن اور آپکو اپنی عیاری دکھاؤن امیر نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے عمرو کوہستانی لباس
پہنکر بہمن کی محفل مین آ موجود ہوا اُس شب کو بہمن کمال مسرور تھا حکم کیا کہ [illegible] پہلوانونکو [illegible] لاؤ [illegible] نوجوان سے
پوچھا انکے مقدمے مین آپ کیا فرماتے ہین نوشیروان بولا کہ مار ڈالنا صلاح ہے جس قدر حمزہ کے لشکر سے پہلوان [illegible] ہاتھ آوین
غنیمت ہے ان سب کا قتل کرنا عین مصلحت ہے بختک نے کہا کہ انکو سولی دیجاوے تو بہتر ہے [illegible] بولا کہ انکا پوست
نکالا جاوے ہر ایک انمین سے یہی سزا پاوے اور گوشت ان سبھون کا بہت چربی دار ہے دیکھو تو ہر ایک کیسا فربہ طیار ہے
شکاری کتونکو کھلایا جاوے کہ یہ گوشت مزہ دار انھین کو چکھایا جائے بزرجمہر نے کہا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات [illegible] سے مناسب ہو وہ
کیجیے جو انصاف و معدلت ہو ویسا حکم دیجیے بہمن نے اپنے بیٹون اور بھائیون سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری صلاح اس مقدمہ مین
کیا ہے قتل کرنا بجا ہے یا بیجا ہے وہ بولے کہ انکے سر کاٹکر قلعہ کے کنگرونپر چڑھا دیے جاوین تمام لشکریان حریف دیکھکر عبرت پکڑین [illegible] ہماری
غالب [illegible] بہمن نے اپنے بیٹون سے کہا کہ [illegible] منہ تمہاری عقل پر حمزہ نے تمکو چھوڑ دیا تمپر کتنا بڑا احسان کیا اور تم اُسکے
پہلوانون کو مار ڈالنے کو کہتے ہو کچھ بھی تمکو شرم نہ آئی ایسی تمہارے دلون مین بیمروتی چھائی بہمن نے ان سب پہلوانونکو خلعت دیکے رخصت
کیا سبکو یکقلم چھوڑ دیا اُسوقت عمرو نے اپنے تئین ظاہر کرکے بہمن سے کہا کہ آفرین صد آفرین تیری عقل پر کیا [illegible]
کیون ہو مگر مین بھی یہی سوچا تھا اگر تو آپ سے انکو نہ چھوڑتا تو مین بزور انکو چھڑا کر لیجاتا تو انکے قتل کرنے مین ہرگز قدرت
نہ پاتا پھر بختک سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو صاحبقران کے پہلوانونکو [illegible] دینے کی صلاح دیتا تھا دوسرے شخصون سے اپنا راے [illegible]

سوافق مشورہ لیتا تھا بھلا مردک اگر کسی فن سولی ہی کی انی تیرے پیٹ مین نہ کی تو کچھ کام نہ کیا وہ کانپ گیا اور لگا جھک جھک کر
سلام کرنے اور کہنے لگا کہ مین نے اس سبب سے یہ کلمہ کہا کہ بہمن ناخوش نہووے نہین تو عین صلاح یہی تھی جو بہمن نے کیا بہت منا
با جو انکو چھوڑ دیا عمرو نے چلتے وقت بختک کے سر کا تاج اتار لیا اور دھول مار کے کہا کہ ڈاڑھی کا خراج ابھی تک نہین
ہونچا ہی جلد بھیجدے کہ مجکو تیرے خیمے مین آنا نہ پڑے یہان پھر دوبارہ آنیکی مشقت اٹھانا نہ پڑے پہلوانون نے امیر کے پاس جا کر یہ
ا کیفیت بیان کی امیر بہمن کی تعریف کر کے فرمانے لگے کہ خدا کرے یہ مسلمان ہو جائے پہلوان اچھا ہے توفیق الٰہی سے دولت
یان پاوے الغرض صبحکو پھر دونون دریاے لشکر جوش مین آئے اور نہنگان شجاعت نے مستعد بہ شناوری دریاے جنگ ہو کر
ے جائے بہمن نے میدان مین آکر کہا کہ حمزہ تو آپ میدان مین کیون نہین آتا معرکہ مین کرانیا جوہر شجاعت کیون نہین دکھا
بلوانونکو بھیجتا ہے امیر نے یہ کلمہ سنتے ہی اشقر دیوزاد کی باگ لی خود اس سے مقابلہ کی نیت کی بہمن نے حربہ طلب کیا
میر نے فرمایا کہ خدا پرستون کا ایسا دستور نہین ہے کہ پیشدستی کرین مگر جس حربہ مین تو مشاق ہو وہ کر بہمن امیر کے
ن کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ مین جانتا ہون تو بڑا سپاہی ہے اور حربے کا مشاق ہے شجاعت اور دلاوری مین یکتا
ا ق ہے اس سے بہتر یہ ہے تو میرا لنگر اٹھا اور مین تیرا لنگر اٹھاؤن جو زبردست ہو وہ زبردست کی اطاعت کرے اسکے سامنے
میا پھر لنگر دھرا امیر نے خوش ہو کر قبول کیا اور کہا کہ پہلے تو میرا لنگر اٹھا اپنی قوت آزما بہمن نے امیر کا کمربند پکڑ کے جہانتک زور
ا کیا مگر امیر کو جنبش تک نہوئی امیر نے عمرو عیار سے زبان عیاری مین فرمایا کہ ہمارے لشکریون سے کہدو کہ اپنے کانون مین روئی
ے لیوین عمرو نے فی الفور تعمیل حکم کی امیر نے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ اکثر لشکریان بہمن مین سے لوگون کے کان کے پردے
پھٹ گئے اس جنگل کے جانور بھی مارے خوف کے ہٹ گئے اور اگر بہمن اپنے کانون مین انگلیان نہ دے لیتا تو اسکے کان کے بھی پردے
نکر لہو نکل آتا اور بہرہ ہو جاتا امیر نے نعرہ کر کے بہمن کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور سات مرتبہ بلا گردان سر کیا بعد ازان
ملین باندھکے عمرو کے حوالے کیا اسکو مقید کر کے عیار کو دیا بہمن کی فوج نے چاہا کہ امیر پر آگرین بہمن نے اشارہ سے منع
فوج کو امیر پر گرنے نہ دیا امیر طبل بازگشت بجوا کر شادیانے بجاتے ہوئے اپنے خیمے مین آئے بخیر و خوبی تشریف لائے اور بہمن کو
ب کر کے کرسی مرصع نگار پہلوانی پر بٹھلایا اور بہت سا التفات فرمایا اور کہا کہ اے بہمن مشہور ہے کہ [illegible] مرد باشی
وحدہ لا شریک ہے اور دین ابراہیم برحق ہے بہمن نے کہا کہ یا امیر ظاہر ہے کہ نوشیروان و زوبین نے میرے پاس آکر پناہ لی مجھ
بین نے بمقتضاے مروت انکی حمایت کی ہے بس اب آپ انکا بھی قصور معاف کرین تو مجھپر بڑا احسان ہوگا بندہ بدل و جان ہون
ن ہوگا امیر نے فرمایا کہ بشرطیکہ وہ مسلمان ہوویں نہین تو اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرونگا ہرگز انکو اپنی شمشیر قاتل کفار سے نجات نہ دونگا
ن نے کہا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین انکو سمجھا کر لے آؤن انکو بسر راہ راست لائق ایک ہی جلسہ مین سب مسلمان ہوون سب اسلام کے تابع
ن ہوون امیر نے بہمن کو خلعت جمشیدی پہنا کر رخصت کیا اس سے اسکام پر عہد لیا بہمن نے نوشیروان و زوبین سے
حقیقت کہی اور کہا کہ جب مین حمزہ سے سر نہو سکا تو مین جانتا ہون کہ دنیا مین کوئی ایسا مظفر و منصور نہوگا اور نہ ایسا غالب آئیگا

لہذا ہم بھی امیر کے ساتھ مسلمان ہو نوشیروان و زوبین نے قبول کیا اور بہمن کے ساتھ امیر کے پاس آئے اور اپنے ساتھ اور بھی
آدمیوں کو لائے امیر نے نوشیروان کو استقبال کر کے تخت پر لا کے بٹھلایا اور بہت عجز و نیاز سے پیش آیا بہمن کو
کرسی جہان پہلوانی بیٹھنے کو دی اسکی بھی بہت عزت اور توقیر کی اور بختک و زوبین کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا
ہر شخص کو اسکے مرتبے کے موافق مقام نشستگاہ دیا بہمن نے امیر سے کہا کہ فرمائیے کیا حکم ہوتا ہے امیر نے نوشیروان
و بہمن و زوبین و بختک کو کلمہ تلقین کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا اور دو ہفتے کامل نوشیروان اور بہمن کے واسطے محفل جشن برپا رہی

روانہ ہونا امیر کا مکہ کیطرف اور گرفتار کرنا شداد ابوعمر و حبشی کو اور اسلام قبول کرنا اس کا

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے عمرو معدی کرب نے امیر سے عرض کی کہ اس نواح میں چارہ بہت کم ہے جانور بھی بھوکے رہتے
ہیں بھوکے رہنے سے سب چھوٹے بڑے تکلیف سہتے ہیں یہاں سے اور کسی طرف کو رخ کیجئے امیر نے فرمایا کہ بہتر کاؤس حصار کیطرف
پیش خیمہ روانہ ہوا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ بابا ابوالعلا اب میں ضعیف ہو جاتا ہوں کہ گوشہ میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں بقیہ حیات
مستعار بسر کروں اور تخت قباد کو دوں آپ اسکو اس سلطنت کا مالک کریں امیر نے التماس کیا کہ جیسی آپکی مرضی تابعدار آپکی رضا کا ہے
نوشیروان نے قباد کو تخت پر بٹھایا اپنا قائم مقام بنایا اور خود رخصت ہو کر مع بزرجمہر مدائن کیطرف روانہ ہوا امیر نے
کاؤس حصار کیجانب کوچ کیا اپنے تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چند مدت تک امیر کاؤس حصار میں ہر روز خوشی کا کھیل کئے
و رشب کو جشن کرتے رہے ایکدن خبر ہوئی کہ مکے سے قاصد آیا ہے کسی کا کچھ پیغام لایا ہے امیر نے طلب کیا اور خواجہ عبدالمطلب کا
خط لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند سعادتمند جسدن سے تمنے ہوش سنبھالا ہے کبھی کسی کافر نے تمہارے خوف سے اسطرف رخ نہیں کیا مگر
بالفعل شداد ابوعمر و حبشی نے ہمارے شہر کو بھی لوٹ لیا ہے اور مکے کے بھی خراب کرنیکا قصد رکھتا ہے اگر جلد پہونچو تو بہتر ہے نہیں
تو کوئی مسلمان نہ بچیگا اس کافر ظالم کے ظلم سے کوئی اہل ایمان نہ بچیگا اطلاع شرط تھی کی گئی امیر نے وہ خط تمام سرداروں اور
پہلوانوں کو دکھلا کر بہمن سے فرمایا کہ جبتک میں آؤں تم میری کرسی پر بیٹھ کے حکمرانی کرو یہاں کے امورات کو نہایت خوبی سے
انتظام دو اور میرے یاروں کو اپنا رفیق اور فرزندوں کو اپنا فرزند سمجھکر انکی پرورش کرو میں بالفعل مکہ کی مہم پر جاتا ہوں
اللہ کی مدد سے کفار پر فتح پاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آؤنگا تم خاطر جمع رکھو میں وہاں بہت دن نہ لگاؤنگا بہمن نے
دست بستہ ہو کر عذر کیا نہایت ادب سے ان کو جواب دیا کہ خادم کا کیا مقدور ہے کہ مخدوم کی جگہ کو گرم کرے آقا کے تخت پر گستاخ ہو کر
قدم دھرے امیر نے اسکو سمجھا کر فوج و فرزند سب اسکے پاس چھوڑے سب نشیب و فراز انتظام کا سمجھا دیا ہر ایک بات سے آگاہ کیا
اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر مکے کیطرف روانہ ہوئے جب منازل و مراحل طے کر کے مکہ کے متصل پہونچے عمرو سے فرمایا کہ اب کیا کیا
چاہیے کیا سامان دفع کفار کا مہیا کیا چاہیے عمرو نے کہا کہ اشقر دیوزاد کو اسی جنگل میں لیجیے اسکو اسی بیابان میں
چھوڑ دیجیے اور آپ پیادہ چلیے امیر نے اشقر دیوزاد سے زبان جنی میں فرمایا اسکو سمجھایا کہ تو یہاں پر کسی طرح کا اندیشہ نہ کر جب
میرے نعرے کی آواز سننا میرے پاس حاضر ہونا اور آپ عمرو کو ساتھ لیکر پیدل روانہ ہوئے شہر کا [illegible] میں پہونچے ناگہان

عمرو سے ایک بازیگر سے ملاقات ہوئی بازیگر سے بات ہوئی عمرو نے چرب زبانی کرکے آپس میں آشنائی پیدا کی محبت دلی پیدا کی
امیر سے کہا کہ میں بارگاہ شاہ حبش میں جاتا ہوں وہان پہونچکر ایک نیا سوانگ لاتا ہوں جب فولاد پہلوان کہکر بلاؤں
تب تم جلدی سے میرے نزدیک آنا آنے میں ہرگز توقف نہ لگانا امیر کو سمجھا کے آپ بازیگروں کے گروہ کا افسر بنا اور آستانہ فلک تکیہ
آستانہ شاہ حبش پر آیا در دولت پر اپنے تئین پہونچایا اور دربانوں سے کہا کہ میری خبر کردو کہ میں حاضر ہونیکی اطلاع کرو میں بھی بھلا
شاہ سے کامیاب ہوں مجمع رسے نام سنکر آیا ہوں نئے نئے تماشے بادشاہ کے دکھلانیکو لایا ہوں عرض بیگی نے اطلاع کی اسنے
حاضر ہونیکا حکم دیا عمرو نے بادشاہ حبش کے دربار میں جاکر تماشہ بازیگری کا شروع کیا شداد نے محظوظ ہوکر عمرو کو انعام دلوایا
عمرو نے نہ لیا اور شداد کے روبرو کھڑا ہوا شداد بولا کہ انعام تجکو دلوایا تھا سو تو لیتا نہیں آخر مانگتا کیا ہی عرض حضور پر آگیا ہی
عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ میرے چچا کا ایک غلام ہی فن روٹی کو چھوڑکر پہلوان بنا ہی اور شب و روز مجکو ستاتا ہی مجھے کمال بدسلوکی سے
پیش آتا ہی ذرا اسکو آپ تنبیہ کردیوین تو درست ہو جاوے راہ راست پر آوے شداد بولا کہ پھر وہ کہان ہی اسکو بلا میرے پاس لا
عمرو نے پکارا کہ فولاد پہلوان ادھر آؤ امیر موجود ہوے شداد کو سلام جو نہ کیا تو شداد نے خفا ہوکر کہا کہ ای غلام بازیگر تو کیوں
اپنے مالک کو ستاتا ہی اپنے تئین نمک حرام بناتا ہی امیر نے فرمایا کہ میں تیرا غلام نہیں ہوں مگر تو غلام ہوگا کونسی تیرا ہی کام ہوگا عمرو
بولا کہ دیکھو صاحب آپ تک سے بے ادبی کرتا ہی ایسا شوخ چشم ہی کہ آپ سے بھی ذرا نہیں ڈرتا ہی شداد نے ایک زنگی غلام سے کہا کہ
اسکا سر کاٹ ڈال شداد کے حکم کے سنتے ہی شمشیر زن نام ایک پہلوان تھا تلوار کھینچکر امیر کے سر پر آیا انکے قتل پر اسنے
ہاتھ اٹھایا امیر نے ایک ہاتھ سے اسکو اٹھا کر تصدق کرنا شروع کیا یہانتک چکر دیے کہ وہ سست و نرم ہوگیا بعد ازاں دو سے مار
کر سے اسی سرگردانی کے عالم میں ایک ایسا مارا کہ وہ زمین پر گرکے دو زانو بیٹھ گیا اور دم اسکا نتھنوں کی راہ سے نکل گیا شداد نے
دوسرے زنگی کو بھیجا امیر نے اسکو بھی اسی راہ سے جہنم کو روانہ کیا اسیطرح سے اسنے چالیس حبشی بھیجے اور امیر نے سبکو ایک ہی
جام کا شربت پلایا سبکو جہنم میں پہونچایا اب ہر چند شداد اپنے پہلوانوں سے کہتا ہی کہ جاکر اس غلام کا سر کاٹ لاؤ کوئی قدم آگے
نہیں بڑھاتا خوف کے مارے کوئی سامنے نہیں آتا تب شداد خود تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے نعرہ کرکے اسکے کمربند کو پکڑا
سرگردان کرکے زمین پر دے مارا اور خنجر نکالکر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ میں حمزہ ہوں تیری تو کیا
حقیقت ہی اگر رستم بھی میرے سامنے آوے تو اسکو بھی عاجز کردوں شداد نے کہا کہ یا امیر میں نوشیروان کے کہنے سے
آیا تھا اسکے بہکانے سے میں اپنی فوج یہاں لایا تھا اگر میری جان بخشی کرو تو پھر کبھی نہیں آنے کا کبھی ارادہ جنگ کا اپنے
دل میں نہیں لانیکا امیر نے فرمایا کہ جبتک تو مسلمان نہیں ہوگا میں کبھی تجکو جیتا نہیں چھوڑونگا ہرگز نہ کافر کیش سے تو زندگی
پاوے مجبور مسلمان ہوا بدل ... امیر نے اسکی چھاتی پر سے اترکر اسکو سینے سے لگایا اسکے قتل سے ہاتھ اٹھایا
لوگوں نے جو امیر کے نعرے کی آواز سنی سب خواجہ عبدالمطلب ... امیر کو دیکھکر اپنے باپ کے قدموں پر گرے
... ہونے کے لیے آتا پاس ... خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو گلے لگایا اور ... پیشانی پر بوسے دیے اور امیر کو لیکر ... میں

آئے سب لوگ صدقہ و نچھاور دیا لیئے امیر نے شاہ حبش کو خلعت فاخرہ سے محتاج کر کے مکہ کی مرمت کیواسطے حکم کیا اور مکہ
کے کوچک و بزرگ کو اسقدر انعام دیا کہ فقیر غنی ہو گئے دولت سے دھنی ہو گئے عمرو بھی بنے والا کیخدمت مین آ کر شرف ہوا
راوی لکھتا ہے کہ جب شاہ حبش مکہ کے قلعہ کی مرمت کر چکا امیر سے عرض کی کہ یا امیر اگر مجکو حکم ہو تو مین اپنے گھر جا کر
مع اہل و عیال و مال و اثقال حاضر ہو کر ان سبکو آپکی قدمبوسی سے مشرف کرون امیر نے خلعت رخصتانہ دیکے فرمایا کہ تم بھی
رہو مسلمان ہو دین اسلام کے تابع فرمان ہو شداد رخصت ہو کے اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا جب مدائن کے قریب پہونچا
دلمین سوچا کہ اگر نوشیروان مجتک مجکو مکہ پر نہ بھیجتا تو کاہے کو ایسا ذلیل و خوار ہوتا اسکی نظرون مین بے اعتبار ہوتا اس سے بدلا لینا
ضرور ہے انکو بھی زک دینا ضرور ہے نوشیروان کے آستانہ پر جا کے دربانون سے کہا کہ بادشاہ کو خبر دو کہ شداد بن عمرو حبشی
اپنے ملک کو جاتا ہے رخصت ہونے آیا ہے نوشیروان نے سنکر اسے بلا لیا اسکے حاضر ہونیکا حکم دیا شداد نے
پایہ تخت کو بوسہ دیکر کہا کہ حضور نے مجکو حمزہ کے ہاتھون سے بے عزت کرایا اسکے ہاتھ سے مینے بڑا صدمہ اٹھایا یہ کہکر بادشاہ کا
کمربند پکڑ کے بارگاہ سے باہر کیا غلامان شاہی دست بقبضہ ہوئے شداد نے کہا کہ اگر کسی نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو مین نے
بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا کہ بیدم ہو جائیگا سارا کارخانہ سلطنت کا برہم ہو جائیگا کوئی اس خوف سے مزاحم نہوا شداد
نوشیروان کو لیکر اپنے ملک کو چلا گیا اور پنجرہ آہنی بنوا کر اسمین نوشیروان کو پابزنجیر رکھ کے سر دربار لٹکا دیا اسکا یہ
حال کیا اور شام و صبح ایک روٹی جو کی اور ایک پیالہ پانی کا بادشاہ کے کھانے پینے کو مقرر کیا شداد نے ایسا رنج شدید
نوشیروان کو دیا نوشیروان نے پوچھا کہ اے شداد مین نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ جسکے عوض مین تو مجھسے ایسا سلوک کرتا ہے غضب

شداد کا دربار نوشیروان مین آ کر اسکو گرفتار کر کے لیجانا اور قفس آہنی مین بند کرنا



[illegible] سبب تجھپر تہلکہ آیا ہوگا
[illegible] مین قید کرون

نوشیروان تھر در ویش بہ جان درویش سمجھکر خاموش ہورہا اسوقت کو سنکر بینہ درگوش ہورہا امیر کا حال سنیے جبد
روز رہکر اپنے والد سے رخصت مانگی خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ ای فرزند دلبند مدت کے بعد جو دیکھا ہو اس سے ہنوز دل کو سیری
نہین ہوئی ایک برس اور رہتے تو اچھا تھا امیر نے قبول کیا یہ خبر بختک کو پہونچی کہ خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو رخصت
نہین کیا انکو اپنے پاس سے جانے نہین دیا ایک برس اور باپ کی خدمت مین رہینگے سوچا کہ میدان خالی ہے کچھ کام کیا چاہیے
امیر کو کچھ فریب دیا چاہیے نوشیروان کیطرف سے ایک خط جعلی ژوبین ہرمز کے نام لکھکر ایک قاصد کے حوالے کیا اور اُسے
سمجھا دیا کہ تو کہنا مین مدائن سے آتا ہون نوشیروان کیطرف سے یہ پیغام لاتا ہون اور خط مین لکھا کہ معلوم ہو کہ تمکو مین نے
شداد ابوعمرو حبشی کو بھیجکر مکہ کو خراب اور تمام مسلمانون کو قتل و برباد کروایا سب اہل مکہ کو روز بد دکھلایا
اور شداد نے حمزہ او عمرو کو گرفتار کر کے اپنے ملک مین لیجاکر سولی پر چڑھایا اُسکے ساتھ اسطرح سے پیش آیا پس تم
حمزہ کے مسلمانون کو بے وسواس قتل کروا انکو ہرگز نجات نہ دو اور مہر نگار کو بہمن کو دیدو اتفاقاً اثناے راہ مین
قاصد اور ژوبین کہ سیر کے واسطے سوار ہوا تھا ملاقات ہوئی قاصد نے وہ خط ژوبین کے حوالے کیا وہین
راہ مین دیا وہ پڑھکر سیدھا بہمن کے پاس چلا گیا بہمن نے خط پڑھکر ژوبین سے کہا کہ یہ تیرا فریب ہی
مین تجکو خوب جانتا ہون تیری بات کب مانتا ہون ژوبین قسمین کھانے لگا کہ مین کچھ نہین جانتا مگر
یہ خط قاصد کے ہاتھ سے مین نے پایا ہی اُسکے ہاتھ سے میرے ہاتھ آیا ہی آئندہ سچ ہو یا جھوٹ ہرگاہ بہمن
پر امیر کا مرنا ثابت ہوا اُن کا دنیا سے گذرنا ثابت ہوا بولا کہ افسوس ہزار افسوس حمزہ اپنے ساتھ مجکو نہ
لے گیا میرے دل کو بڑا داغ دے گیا بعد ازان کہنے لگا کہ خیر جو مرضی اللہ کی تھی سو ہوا حکم آلہی سے کیا
چارہ ہی اُسکی مشیت مین دم مارنے کا کس کو یارا ہی اب امیر کی جا پر مین اُسکے دونون بیٹون اور تیسرے
پوتے کو سمجھونگا انھین کی اطاعت کرونگا یہ کہکر قاصد سے پوچھا کہ سچ کہ ماجرا کیا ہی واقع مین یہ معاملہ کیا ہی قاصد
تو بختک کا سکھایا پڑھایا تھا اُس سے فریب کی باتین سیکھ آیا تھا اُسنے سوگند کہا کہ میرے روبرو حمزہ کو سولی
دی گئی اُسکے ساتھ یہ حرکت ضرور کی گئی بختک نے بہمن سے کہا کہ حمزہ کی تابعداری اگر آپنے اختیار کی تو
زیبا بھی تھا مگر ان لڑکون کی اطاعت آپ سے پہلوان اور زورآور کے واسطے مزیب نہین ہی انکے
زیر حکم رہنا تم سے شخص نامور کو ہرگز مناسب نہین ہی سوا اسکے نوشیروان نے آپکو اپنی دامادی مین
قبول کیا ہی تمکو کتنا بڑا رتبہ دیا ہی پس نوشیروان کا داماد کہلانا بہتر ہی کہ لڑکون کی اطاعت کرنا بارے نوشیروان کی
دامادی کے نام سے بہمن کا دل کچھ ڈانواں ڈول ہوا بختک سے بولا کہ اگر تمھاری یہی صلاح ہی تو تدبیر اسکی
کیا ہی بختک نے کہا ابھی اس بات کو مخفی رکھو ہرگز کسی سے نہ کہو تاکہ مہر نگار آسانی سے ہاتھ آوے
اسمین مرغظیم سے ہماری طبیعت اطمینان پاوے ژوبین نے کہا کہ آج دربار مین جاکر

ہرمز او قباد شہریار سے کہونگا کہ کل میرے باپ کا عرس ہی اگر امیرزادے سمیت پہلوانون کو میرے مکان پر لے
آوین تو میری سرفرازی ہوتی ہی بہمن بولا کہ صلاح تو نیک ہی ژروبین جو رات کو محفل مین گیا ہرمز و قباد و
شہریار و عمرو بن حمزہ سے مستدعی دعوت کا ہوا سبھون نے قبول کیا چنانچہ دوسرے دن ہرمز تاجدار و قباد و شہریار
و عمرو بن حمزہ مع پہلوانان گردنکش ژروبین کے مکان پر گئے ژروبین نے سب کو کھانا کھلایا سب نے اچھی طرح [illegible]
پھر شراب طلب کی جب سبکو سرور ہوا ژروبین نے اٹھکر امیرزادے اور قباد و شہریار سے عرض کی کہ جس طرح
حضور نے مجکو سرفراز کیا ہی اگر ملکہ مہرنگار بھی قدم رنجہ فرماوین از راہ عنایت تشریف لاوین تو میری عزت
بڑھتی ہی سبکے نزدیک میری حرمت بڑھتی ہی دونون میرزادون نے ملکہ مہرنگار سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ تشریف
لاویئے تو آپکے لیے موجب سبکی کا نہین ہی ژروبین کی عزت افزائی ہی مہرنگار سوار ہوکر ژروبین کے گھر مین آئی
حسب استدعا اُسکے تشریف لائی ناگاہ کسی کے منھ سے نکل گیا کہ اس وقت تو ملکہ خوش خوش تخت پر
بیٹھی ہین دو گھڑی کے بعد معلوم ہوگا کیا ہوا کیسا فتنہ برپا ہوا مہرنگار کے کانون مین جو اس بات کی بھنک
پڑی فی الفور محلی کی معرفت قباد و شہریار سے بلا کر کہا کہ جلد سواری منگواؤ محافہ وغیرہ حاضر کرو مین یہان کا رنگ
اچھا نہین دیکھتی ہون فساد برپا ہوا چاہتا دیکھتی ہون قباد و شہریار نے سواری طلب کی ابھی تک کچھ خیریت تھی ملکہ سوار
ہوکر قلعہ مین پہونچی یہ خبر ژروبین و بہمن کو معلوم ہوئی کہ مہرنگار آئی تھی اور چلی گئی دونون دست تاسف ملنے
لگے اُنکے دل پر آرے افسوس و حسرت کے چلنے لگے کہ آئی ہوئی دولت ہاتھ سے نکل گئی بختک نے سنکر بہمن کی
تشفی کی کہ بے پروا رہو کہان جائیگی آخر کو ایک دن ہاتھ آئیگی بہمن نے حسب مشورہ بختک ہاتھ ملکر کہا
کہ افسوس ہی ہرمز تاجدار کہ مستحق سلطنت ہی وہ تخت پر تو نہ بیٹھے اور قباد نواسا ہوکر فرمانروائی کرے غیر
مستحق بادشاہی کرے عمرو بن حمزہ نے کہا ای بہمن تیرا کیا نقصان ہی اس مین تیرا کیا زیان ہی بہمن نے کہا کہ
سچ کہتا ہون یہ عرب زادہ تخت پر بیٹھنے کے قابل نہین ہی اسکو ایسی سلطنت ملنے کا استحقاق حاصل نہین ہے
لندھور نے جو یہ تقریر سنی جھنجھلا کر بہمن سے کہنے لگا کہ او کوہستانی حقیقت ہی تجھکو امیر نے اپنی کرسی پر بٹھلایا تجھکو
ایسا صاحب مرتبہ بنایا کیون تجھکو اپنے رتبے پر نظر رکھا نہین تو آج ایسا بیہودہ کلمہ زبان [illegible] ف و گزاف
کے لوگون کو سُناتا ہی بہمن نے طیش مین آکر ایک وار تلوار کا لندھور پر مارا لندھور نے اس زور سے گرز اُٹھا کر
بہمن پر لگایا کہ ہاتھ بہمن کا بیکار ہوگیا اور اُسنے بڑا صدمہ اُٹھایا مجلس مین تلوار چلنے لگی بہت سے عرب و عجمی
زخمی ہوے اور بہمن کے لوگ بہمن کو اٹھائے گئے اُسکی جان بچا کر لے گئے اتفاقاً یہ خبر لوزبانو
بہمن کی بہن کو کہ عمرو بن حمزہ پر عاشق تھی پہونچی کہ کفار نے مسلمانون کو فریب و دغا سے قید و زخمی کیا ہی
اُنکو اپنی مکاری اور بد ذاتی سے بڑا رنج دیا ہی گھر سے نکلکر اس قدر شمشیر زنی کی کہ کفارون کے

کشتون سے پشتے باندھ دیے ہزارون آدمی اس مردافگن نے اپنی شمشیر آبدار سے جرأت کرکے کشتے کیے ہوبان نے اسکے پاس جاکر کہا تو کیا دیوانی ہوئی ہے جا گھر مین بیٹھ اُس نے ایک تلوار ایسی ہوبان کے لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر

لڑنا بہمن کا عمرو بن حمزہ اور لندھور سے اور آنا نوربانو کا بہ لباس مردانہ بہ بہانہ حمزہ کے اور مارنا ہوبان کا اور بھاگنا بہمن کا مع فوج کے



گر پڑا سمین سا نسنی آئی اسکے چھوٹے بھائی نے جو ہوبان کو دو ٹکڑے دیکھا تلوار کھینچکر نوربانو پر دوڑا نوربانو نے اسکے وار کو خالی دیکر ایک تلوار اسکو بھی ایسی ماری کہ اپنے بڑے بھائی کے پاس وہ بھی پہونچا ہرگاہ نوربانو ان دونون کو مار چکی پہلوانان عرب کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آئی اور خندق کو پانی سے لبریز کرکے پانی سے لبالب بھروایا فوج کفار نے قلعہ کو محاصرہ کیا ہرگاہ پہلوانان عرب کے زخم اچھے ہوئے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر کفار کو مارنے لگے کمال شجاعت دلاوری سے اُس فرقہ خبیث و فجار کو مارنے لگے کفار قلعہ کی زد سے ہشکر اتر پڑے ایکدن کفار روٹھے قلعہ پر حملہ کیا قباد شہریار نے اپنی ان سے کہا کہ کفار کا قلعہ پر ہجوم ہے اگر فرمایئے تو مین جا کر انکو مارون مہرنگار نے کہا کہ صدقہ گئی تو ابھی بچہ ہے کیونکر تجھے اجازت دون اس سن مین تجھے کیونکر جنگ کیواسطے رخصت کرون قباد بولا کہ ہمارے باپ نے کم سنی مین کیسے کیسے پہلوان زیر کیے ہین آخر ہم بھی توم اسی کے بیٹے ہین اور اگر آپ جانے دینگی تو مین اپنا خون کرونگا تمھارے سامنے مر جاؤنگا نوربانو نے مہرنگار سے کہا کیا مضائقہ ہے آپ قباد کو جانے دیجیئے انکو بخوشی رخصت کیجیئے ہم انکے ساتھ ہون انکی مدد کے لیے مستعد و طیار ہونگی بہر صورت مددگار اور خبردار ہونگی مہرنگار نے قباد کو لڑنے کی اجازت دی قباد ہتھیار لگا کر کفار کے روبرو گیا اور للکارا کہ اے کافر

تم مین سے کون مرگ خواہ ہی میرے سامنے آوے مجکو اپنی بہادری دکھاوے بہمن نے قباد کو دیکھکر اپنے دلمین کہا کہ خوب ہوا
قباد لڑنے کو آیا اپنی مان سے اسنے میدانمین آنیکا حکم پایا مین اسکو گرفتار کرکے اپنے پاس رکھونگا تو ضرور مہر نگار درد
فرزندی سے میرے پاس آوے گی ہرگز انکی مفارقت کی تاب نلائیگی یہ سوچ کر قباد کے روبرو گیا اور کہنے لگا کہ او عرب
بچے لاکیا حربہ رکھتا ہی قباد بولا کہ میرا باپ کبھی پیشدستی نہین کرتا ہی بس مین بھی پیشدستی نہین کرونگا باپ کے طریقے
سے قدم باہر نہ دھرونگا تو حربہ کر اگر اسمین جیتا بچونگا تو تجکو مارونگا تیرے سر کا بوجھ تیری گردن سے اتار دونگا بہمن نے
گرز قباد کے سر پر مارا قباد نے اسکو ڈھال پر روککے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ وہ ضربہ اسکے جسم پر کمال زور سے
آیا بہمن زخم کاری کھاکر بھاگا اپنی جان بچاکر بھاگا امیرزادہ چار کوس تک اسکے لشکر کو ہانکتا چلا گیا جب دیکھا کہ کفار
اسکو ہوا کیطرح لے اڑے مجبور پھر کر اپنی مان کے پاس آیا اس معرکہ کا تمام حال سنایا مہر نگار نے بہت زر و جواہر اپنے
بیٹے پر سے نثار کیا بہت سا زر و جواہر و اسباب محتاجون کو دیا چند روز کے بعد عمرو بن حمزہ لندھور مہر نگار کی
خدمت مین گئے اور عرض کی کہ اسمین کچھ قصور بہمن کا نہین ہی یہ بختک و زوبین کی بد ذاتی ہی انہی کی شرارت سے لڑائی پیش
آئی ہی امیرزادے نے کہا آخر اب کیا کیا جاوے کونسی تدبیر عمل مین آئے قلعہ کو کفار گھیرے ہوئے پڑے ہین اور ہم لوگ زخمی
ہین اس حالت مین ہمسے کچھ بن نہین آتا ہی اس سبب سے ہمارا دل خوف کھاتا ہی قباد نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا کھولدو اور
میدانمین نکلکر صف آرائی کرو سردار مع فوج کے حاضر ہوا اور طبل جنگ بجنے لگا کوس جنگ شور مچانے لگا بہمن نے سر میدان
پکار کر کہا کہ اے عربو کسواسطے اپنی جان دیتے ہو حمزہ تو مدت کا مارا گیا خیر اسی مین ہی کہ مہر نگار کو میرے حوالے کرکے اپنی راہ لو اب
ہمسے مقابلے کا ارادہ نہ کرو نہین تو ایک ایک کا مغز سر سے نکالونگا تم سب کو بے طرح ڈالونگا لندھور نے بہمن کی بیہودہ گوئی
سنکر عمرو بن حمزہ سے رخصت طلب کی امیرزادے نے کہا خدا حافظ ہی میدان مین جائیے اور کفار کو زیر شمشیر لائیے
لندھور میدانمین جاکر بہمن سے یہانتک گرز بگرز لڑا کہ زخم اسکے بدن کے آبلے ہوگئے حیران و ششدر دیکھنے والے
ہوگئے اسمین آفتاب نے نقاب شب کو منھ پر ڈالا دونون لشکر ونمین طبل بازگشت بجا فوجون نے لشکرگاہ مین آکر استراحت کی اپنی
اپنی طبیعت کو تسکین دی صبحکو پھر صف آرائی ہوئی ہنوز کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اٹھی دونون
طرف کے عیار خبر لینیکو دوڑے معلوم ہوا فرہاد عکہ زوبین کی مدد کو آیا ہی بڑا لشکر جرار ساتھ لایا ہی سات سو من کا
گرز باندھتا ہی امیرزادے نے فرمایا کہ ہماری مدد کو خدا ہی ہمکو کیا پروا ہی زوبین فرہاد عکہ کو پیشوائی کرکے لشکر مین لایا
سب ماجرائے گذشتہ سنایا فرہاد بن لندھور امیرزادے سے رخصت لیکر فرہاد عکہ سے رزم طلب ہوا فرہاد عکہ نے
نام پوچھا اسنے کہا کہ میرا نام فرہاد بن خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان شاہ ہی تمام زمانہ جانتا ہی جیسا باپ صاحب
حشمت و جاہ ہی فرہاد عکہ بولا کہ تیرا باپ کہان ہی فرہاد نے کہا کہ لشکر مین ہی فرہاد عکہ نے کہا کہ تیرے باپ نے تجھے
خردسال کو مرنے کو بھیجا اور آپ نہ آیا معلوم ہوا کہ مرنے سے ڈرتا ہی چڑایا فرہاد بولا کہ او مردک بیہودہ گوئی کرتا ہی

رے باپ کے سامنے کوئی ٹھہر سکتا ہی حربہ کر فرہاد نے جھنجھلا کر سات سو منی گرز اپنا اسکے سر پر مارا فرہاد نے اُسکی ضرب کو
اکے کہا کہ اور دو حربے کر لے وار کر کے خوب اپنا جی بھر لے پھر میری باری ہی دیکھنا کہ میری تلوار مین کیسی آب داری ہی فرہاد نے
حربے اُسی گرز سے کیے مگر فرہاد نے جہان کھڑا تھا وہان سے جنبش نہ کی اپنے پانون کو حرکت نہ دی اور اُسکے حربون کو
اکے کہا کہ دیکھ سنبھل جانا اب مین گرز مارتا ہون یہ کہکر اس زور سے گرز مارا کہ گرز سے شرارے اُٹھنے لگے فرہاد نے
لی دیکر کہا کہ حقیقت مین تو بڑے باپ کا بیٹا ہی تجھکو ہزار مرحبا ہی اور دونون کے گرز بازی ہو گئی جب عروس روشن نے
اب سیاہ شب چہرہ پر ڈالا ماہ تابان نے سیر کے لیے اپنا پانون باہر نکالا دونون طرف طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے
ام پر گئے صبحکو شیر دوانی نامے پہلوان فرہاد عکہ سے مبارز طلب ہوا تا شام دونون نے داد جنگ کی دی غرض باہم جنگ کی بعد ازان
اپنے خیمون مین گئے اب ان نوجوانون کو لڑنے دو تھوڑا حال صاحبقران کا سنو اتفاقاً ایک شبکو عالم رویا مین امیر نے دیکھا کہ کفار نے
اہل اسلام پر شبخون مارا ہی اور اکثر پہلوان میرے زخمی ہوئے ہین چونک کر عمرو سے خواب بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر آپکا خواب کبھی غلط
ین ہوتا ہی اگر حکم ہو تو خبر لاؤن مین حال دریافت کرنے کیواسطے جاؤن امیر نے عمرو کو رخصت کیا وہان کے حالات سے بخوبی آگاہ
سب حسن تیغ سمجھا دیا جنگاہ کا حال سنیے کہ فرہاد عکہ اور استفتانوش سے مقابلہ ہوا اثنا جنگ مین عمرو پہونچا عمرو کو
کر فوج اسلام مین شادیانے بجنے لگے سبکو جو اپنی قلت جمعیت سے ہراس تھا تقویت ہوئی دلونکو قوت ہوئی بہمن نے
نجتک سے کہا کہ او بدذات تو نے نہ کہا تھا کہ عمرو اور حمزہ مارے گئے نجتک بولا کہ مین کیا جانون نوشیروان کے لکھنے سے
ن بھی جانتا تھا اُسنے مجھکو تحقیق لکھا تھا بہمن نے نجتک کو اُٹھا کر زور سے سر پر دے مارا چونکہ حیات دونون کی باقی تھی
ات مین پر گرا بہمن بھی اس حرکت سے پچھتانے لگا اپنے اس فعل نامناسب سے افسوس کھانے لگا عمرو کیفیت دریافت کر کے
د شہریار اور عمرو بن حمزہ کو تشفی دیکے اور زخمی پہلوانون کے نوشدارو کی پٹی رکھکر امیر کے پاس روانہ ہوا شبانہ روز
ہی گیا کہیں تنا راہ مین ٹھہر ہر گاہ امیر کے پاس پہونچا امیر نے کم و کیفیت دریافت کر کے والد سے رخصت لی اور اہل اسلام کی
رکے لیے وہانکے جانیکی تیاری کی اور اشقر دیو زاد پر سوار ہو کر مع عمرو کاوس جہان کیطرف روانہ ہو ہمراہ رکاب سب یگانہ اور یکانہ
ے ادب رزمگاہ کا حال سنیے کہ دونون طرف کے لشکر صفین باندھے کھڑے ہوئے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک غبار اُٹھا گرد کا بگولا بیشمار تھا
پہلوانون لشکر کے ہرکارے خبر لینے کو دوڑے معلوم ہوا کہ سرکوب ترک نامی مع فوج جرار نوشیروان کی مدد کو آیا ہی اور لشکر کثیر
اپنے ساتھ لایا ہی کفار خوشی خوشی سرکوب کو استقبال کر کے اپنے لشکر مین لے آئے اُسکی فوج نے بھی میدان جنگ مین خیمے
لیے سرکوب نے پوچھا کہ حمزہ کہان ہی اُسکا نشان تو مجھکو بتاؤ اُسکی صورت تو مجھکو دکھاؤ زوبین بولا کہ حمزہ تو نہین ہی مگر
کے دو بیٹے لڑ رہے ہین سرکوب نے کہا کہ آج تو لشکر میرا تھکا ماندہ ہی مگر کل بچہ تولنگا وہ بھی یاد کرینگے ایسا لڑونگا سین فرہاد عکہ
بدامین گھوڑا نکالکر مبارز طلب ہوا سعد بن عمرو بن حمزہ نے اپنے باپ سے رخصت مانگی عمرو نے کہا کہ جان پدر ابھی عمر تمہاری
نو لڑنیکے نہین ہی تم جنگ کا ارادہ نہ کرو اپنے تئین لڑنے پر آمادہ نہ کرو اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ میرا دادا اور چچا کا ایک ہی سن سال ہی

میرا اُنکا ایک سا حال ہی جیسے وہ توڑین اور مین تماشا دیکھا کرون وہ تو معرکے مین جاکے سرخرو ہون اور مین بیٹھا رہون عمرو بن حمزہ نے مجبور سعد کو رخصت رزم دی سعد بسم اللہ کرکے میدان مین آیا اور حریف سے مبارز طلب ہوا کفار اسکو دیکھکر کہنے لگے کہ یہ عجب قوم ہی جسکے ایسے ایسے کم سن لڑکے بیخوف و خطر صف جنگ مین لڑتے ہین ہمسے پہلوانو مقابلے مین آ کے لڑتے ہین سرکوب نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہی کہ میدان مین آیا ہی بہمن نے کہا یہ حمزہ کا پوتا ہی فرہاد عکہ سے لڑنیکو آیا ہی اُسکے دلمین بھی ارادہ سمایا ہی سرکوب بولا کہ یہ بچہ کیونکر فرہاد عکہ سے لڑیگا بہمن بولا کہ تماشہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ گفتگو ہی تھی کہ سعد نے للکارا ای کافر جسکو شربت مرگ پینا ہو وہ میرے سامنے آوے میدان مین آکر اپنی بہادری دکھاوے فرہاد عکہ نے گھوڑے کی باگ لیکر سعد پر ایک گرز مارکر کہا کہ مارا اور پست کیا سعد نے گرد سے نکلکر کہا کہ او گبر کیون جھوٹ بولتا ہی جھوٹے دعوے پر زبان کیون کھولتا ہی کسکو مارا اور کسکو پست کیا مین تو تیری جان کا ملک الموت موجود ہون یہ کہکر گھوڑا دباکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ہاتھ فرہاد عکہ کا بازو سے کٹکر مع گرز زمین پر جا رہا فرہاد عکہ نے چاہا کہ اپنے لشکر کی راہ لیوے بھاگ کر لشکر کو پیٹھ دیوے سعد نے گھوڑے کو چمکا کر دوسرا ہاتھ بھی فرہاد عکہ کا قلم کیا اُسکو مسافر ملک عدم کیا سعد کے عیارون نے چالاکی کرکے فرہاد عکہ کا سر کاٹ لیا اُسکے جسم ناپاک کو بے سر کیا امیر کے لشکر مین شادیانے بجنے لگے اور کفار کے لشکر سے صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی سبکی زبان لاف زنی سے بند ہوئی لشکر کفار حیرت مین تھا کہ ایسا کم سن بچہ فرہاد عکہ سے پہلوان کو اس آسانی سے مارے بلکہ ایک زخم بھی نہ آئے ہلکا سا بھی ایک چرکا نہ کھائے سرکوب نے بہمن سے کہا کہ آفرین ہی اُسکے پدر و مادر کو جسکے گھر مین ایسا بہادر اور شہ زور فرزند پیدا ہو کیونکر نہ ہو باپ اُسکا امیر رشید ہو یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے ہرمز نے پہلوانون اور سردارون کو لیکر کھانا کھایا سب نے ہر طرح کا لطف اٹھایا بعد ازان بزم شراب و کباب قائم ہوئی جب نشہ نے

جنگ کرنا سعد بن عمرو کا فرہاد عکہ سے اور مارا جانا فرہاد عکہ کا



دماغ کو گرم کیا اور حد اعتدال سے زیادہ جام شراب پیا سرکوب نے بہمن کو ہرمز کے پہلو مین بیٹھا دیکھکر کہا

اے کوہستانی تونے بھی یہ حوصلہ پیدا کیا کہ مجھسے بالادست ہوکر بیٹھا ہی بادۂ غرور سے ایسا بدمست ہوکر بیٹھا ہی بہمن نے کہا کہ
سرکوب تجکو کیا خبط نے لیا ہی کہ مجھسے گفتگو ناملائم کرتا ہی میری قوت شجاعت سے نہین ڈرتا ہو سرکوب نے اٹھکر ایک
گھونسا بہمن کے مارا بہمن نے اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور زمین پر دے پٹکا ہرمز نے بیچ بچاؤ کرکے قضیہ فیصل کر دیا دونونکو
سمجھا کر رفع فساد کیا اور مجلس برخاست کی صبحکو پھر دونون لشکرونکی بدستور صفین آراستہ ہوئین کہ ناگاہ ایک گرد زمین سے
بلند ہوئی جسکی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی دونون لشکر کے عیار خبر لانے کو دوڑے معلوم ہوا کہ حمزہ و عمرو آتے ہین
ایک انبوہ کثیر اپنے ساتھ لاتے ہین لشکر اسلام مین عجب طرح کی خوشی ہوئی اسی دم شادیانے بجنے لگے ہر ایک سردار و پہلوان
امیر کا قدمبوس ہوا امیر نے انکو چھاتی سے لگایا انکے پہونچنے سے سب نے کمال اطمینان پایا اور اشقر کی باگ لیکر جنگاہ مین
گئے اور پکار کے بہمن سے کہا کہ اے کوہستانی مین نے تیرے حق مین کیا برائی کی تھی مین نے تجکو کونسی اذیت دی تھی کہ تو نے اسکے
عوض مین ایسا مجھسے کیا اس بات کا مجھسے انتقام لیا اب مرد ہو تو میرے سامنے آ مقابلے مین آ کر اپنی جوانمردی دکھا بہمن نے ہرمز
سے کہا کہ میری تو حمزہ سے چار آنکھین نہین ہوسکتی ہین مین تو حمزہ سے مقابلہ نہین کرونگا وہ مقابلہ کرے جسنے یہ فساد برپا
کیا ہی ایک پہاڑ آفت کا سر پر لیا ہی اب تم جانو تمھارا کام جانے ہرمز نے کہا کہ مین کیا جانون بختک جانے آخرش سرکوب نے آ
کے مقابل ہوکر گرز امیر کے سر پر مارا امیر نے اسے خالی دیکر فرمایا کہ اے پہلوان دو حربے تیرے اور باقی ہین وہ بھی کرلے تاکہ تیرے دل مین کچھ
ارمان نرہے سرکوب نے دوسری مرتبہ گرز چلایا امیر نے اسکو بھی روکا تیسری مرتبہ ایسا جھنجھلا کر اسنے گرز مارا کہ گرز سے شعلہ آگ کا نکلا
اور اسکے صدمے سے اسقدر گرد و غبار اٹھا کہ جسکے دھوئین سے دونون لشکرون پر سیاہی چھاگئی سبکی آنکھون مین تاریکی آگئی سرکوب نے
نعرہ کرکے کہا کہ مارا مین نے حمزہ کو خاک اسکی خاک مین ملگئی یہ تو آدمی تھا اگر پہاڑ پر گرز مارتا تو پہاڑ سے گرد اٹھتی امیر نے گھوڑے کو
کاوہ دیکر گرد سے نکال کے کہا کہ او گبر کسکو تو نے مارا ہان سنبھل جا کہ اب باری میری ہی اور دیکھ ضرب اسکو کہتے ہین اگر بچے بھی تو
چھٹی کے دودھ سے لب خشک تیرے تر ہوجاوین قیامت تک تجھے ہوش و حواس نہ آوین یہ کہکر گرز جو اسکے سر پر لگایا وہ
زمین سے جدا ہوکر گھوڑے کے پٹھے پر جا رہا گرز گھوڑے پر پڑا گھوڑا خاک مین پست ہوگیا سرکوب نے چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو بھی بیکار کرے
امیر جھپٹ مرکب کی پیٹھ سے الگ ہوکر اسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نصف النہار تک گرز بازی ہوا کی بعد ازان نوبت تلوار
کی پہونچی دو ساعت کامل تلوار چلا کی خوب ہی باہم شمشیر آبدار چلی مگر کسیکو کسی کے ہاتھ سے ضرر نہ پہونچا کسی پر کوئی زخم کارگر
نہ پہونچا امیر نے فرمایا کہ اے سرکوب حربے سب ختم ہو چکے اب بات یہ باقی ہی کہ اگر تو میرے لنگر کو اٹھا لیو تو مین تیری اطاعت
کرون تجھسے کبھی تجھسے پھرنیکا نام نہ لون اور اگر مین تیرا لنگر اٹھالون تو تو میری فرمانبرداری کر اس امر پر قول و قرار کر اگر کچھ پہلوانی کا دعوی
ہی تو ہرگز انکار نکر سرکوب نے خوشی خوشی قبول کیا اور امیر کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اسقدر زور کیا کہ ٹخنون تک زمین مین گڑ گیا اور
نتھنون سے خون ٹپکنے لگا مگر امیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی اسی طرح کھڑے رہے پاؤن انکے زمین مین گڑے رہے بعد ازان امیر نے
اسکی کمر مین ہاتھ ڈال کے ایسے زور سے نعرہ کیا کہ اکثر لشکر کفار مین سے لوگون کے کان کے پردے پھٹ گئے مارے دہشت کے

خون جسم سے گھٹ گئے سرکوب نے جانا کہ اسرافیل نے صور پھونکا اور فلک ہفتم زمین پر گر پڑا آسمان کو دیکھنے لگا امیر نے
اسکو معلق زمین سے اٹھا کر سات مرتبہ بالا گردان کر کے زمین پر دے مارا اور باندھکر عمرو کے حوالے کیا ایسا عاجز اور ذلیل
کر کے انکو دیا چونکہ تاریکی آسمان پر دوڑ گئی تھی کوس بازگشت بجوا کر امیر مظفر و منصور قلعہ میں گئے اور کفار بھی گریان و نالان اپنے
خیموں میں داخل ہوئے اللہ کی عنایت سے مسلمانوں کو اسباب سرور و نشاط حاصل ہے جو شب کو شراب و کباب کی محفل مرتب
ہوئی امیر نے سرکوب کو طلب کر کے پوچھا کہ میں نے تجھکو کسطرح زیر کیا اُسنے سر قدم پر رکھکر کہا کہ یا امیر آپکو دنیا میں کوئی زیر
نہ کر سکیگا ننانوے حصہ قوت آپکو خدا نے عطا کی اور ایک حصہ تمام دنیا کو دی ہے ارکان اسلام مجھکو تلقین کیجئے اب مجھکو
دولت ایمان دیجئے میں نے بت پرستی اور زندقہ سے تبرا کیا امیر نے اُسے کلمہ پڑھا کر اپنے گلے سے لگایا اور خلعت مرصع پہنا کر سونے
کی کرسی پر بٹھلایا سب لوگوں میں اُسے ممتاز کیا اور تین شبانہ روز جشن کیا چوتھے دن امیر نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام
لشکر کو کفار کی جنگ پر مستعد اور آمادہ کیا اور چودہ صفیں میدان میں جما کر آراستہ کیں لشکر کفار بھی صف آرا ہوا گویا معرکہ سکندر
و دارا ہوا امیر نے اُسدن پھر للکار کر کہا نعرۂ اللہ اکبر مار کر کہا کہ ای بہمن تو نے سلوک کے عوض مجھسے بدسلوکی کی اگر مرد ہے تو میرے
سامنے آ لڑنے سے جی مت چرا بہمن نے ہرمز سے کہا کہ میں ہرگز حمزہ کے سامنے نہ جاؤنگا میں اُسکے ہاتھ سے ذلت اٹھا چکا ہوں فوج
کو حکم دیجئے سب لشکر کو مستعد کیجئے کہ ایکبار حمزہ پر جا گرے بغیر قتل کیے حمزہ کے ہرگز نہ پھرے ہرمز نے اشارہ کرتے ہی تمام فوج
نے گھوڑے اٹھائے امیر بھی صمصام و قمقام کھینچکر لشکر کفار کے سامنے آئے اور دو دستی تلوار مارنے لگے دو پہر تک امیر نے یکہ و تنہا فوج
کفار سے تلوار کی خوب سی داد شجاعت دی ہزارہا کفار مارے گئے حتی کہ اشقر دریائے خون میں تیرنے لگا سینہ تک دشمنوں کے لہو میں
تیرنے لگا بہمن نے زوبین سے کہا کہ امیر اسوقت لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں منہ سے کف جاری ہے اور خود رنگی پر طاری ہے اور شمشیر زنی میں
مصروف ہیں مطلق اپنے بدن کی خبر نہیں ہے بیہوشی میں تلوار مار رہے ہیں خود تک پسینے سے ڈھل گیا ہے سر رشتہ اختیار انکے ہاتھ سے نکل گیا
ہے عمرو عیار دورہ نفط مار مار کر پشت پر کسی کو آنے نہیں دیتا ہے اگر تو عمرو کو امیر سے جدا کر تو میں اسوقت امیر کو مار لیتا ہوں اُنکا
سر انکے بدن سے ابھی اتار لیتا ہوں زوبین نے سات سو ہاتھی عمرو پر پلوا دیے عمرو تو دورہ نفط انکو مارنے لگا بہمن پیچھے جا کر
ایک ہی تلوار اس زور سے امیر کے سر پر ماری کہ چار انگل تلوار امیر کے سر میں آ گئی اور اسی دم یہ کہتا ہوا امیر کے آگے سے بھاگا
کہ یارو میں نے حمزہ کا کام تمام کیا دیکھو تو میں نے کتنا بڑا کام کیا ایسی تلوار لگائی ہے کہ حلق تک پہونچی ہے کیا ہاتھ کی صفائی ہے امیر کے
یاروں نے جو یہ سخن سنا کمال مغموم و پریشان خاطر ہوئے امیر نے دیکھا کہ زخم کاری میں نے کھایا اور غش مجھے چلا آتا ہے اشقر
سے زبان جنی میں کہا کہ مجھکو لشکر سے باہر لیچل جسطرح ہو اس حلقے سے نکل یہ کہکر اشقر کے گلے سے لپٹ گئے اشقر امیر کو وہانسے
لیچلا جو کوئی آگے آیا اسکو دانت سے اور پیچھے آنے والونکو لاتوں سے مارتا ہوا لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف قدم زن ہوا کئی کوس نکل کے
ایک دریا دیکھا اشقر ازبسکہ پیاسا تھا [illegible] پانی پیکر جو نکلا امیر لب دریا پانی میں گر پڑے پانی خون سے لال ہو گیا اشقر امیر کو
کھینچکر کنارے پر لے آیا انکو غرق ہونے سے بچایا اتفاقاً آسیہ [illegible]

ماجرا نظر آیا کہ پانی دریا کا لال ہو رہا ہے اور ایک شخص زخمی لب دریا پڑا ہے گھوڑا اسکا پہلو مین لیٹا ہوا دانتون سے اسکو کھینچتا ہے
کمال قوت سے اپنی طرف کھینچتا ہے چاہتا ہے کہ اپنی پیٹھ پر سوار کرے مگر وہ جوان بیہوش ہے زخم کی شدت سے مدہوش ہے یہ فقیر
یہ ماجرا دیکھکر اپنے دلمین کہا کہ یہ شخص مقرر کسی ملک کا بادشاہ ہے اسکی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب شوکت و جاہ ہے لڑائی مین کہین
زخمی ہوا ہے گھوڑا اسکو بھاگ لے آیا ہے دشمنونکے ہاتھ سے بچایا ہے اگر مین اسکی خدمت کرونگا اور راحت دونگا تو صحت کے بعد انعام
پاونگا اسکے عوض مین بہت فائدہ اٹھاؤنگا یہ سوچکر امیر کے پاس آیا اور بہزار خرابی بصد اضطراب امیر کو گھوڑے کی پیٹھ پر لاد دیا اور ایک رسی سے
امیر کو زین سے باندھکر اپنے گھر لیگیا اسکے لیجانے مین اپنی بہتری سوچکر لیگیا اسکی ماں نے کہا کہ بیٹا یہ تو کسکو لایا ہے یہ کیسا شخص تیرے
ساتھ آیا ہے اسنے سب کیفیت اپنی ماں سے بیان کی اور امیر کے حال سے بالکل اطلاع دی اور کہا کہ اگر یہ اچھا ہوگا تو یقینا میرے
ساتھ بہت سلوک کریگا اور اگر مر جائیگا تو گھوڑا اور سلاح اسکا میرے ہاتھ آویگا بہر کیف اسکے رہنے سے کچھ میرا نقصان نہو جاویگا
یہ کہکر ہتھیار امیر کے بدن سے کھولے اور ایک پٹی زخم پر باندھی اشقر سرہانے کھڑا ہوا دیکھتا تھا ایک قدم امیر کے پاس سے
سرکتا نہ تھا اگر سیہ شیر اسکو باہر لیجا کے چرانا چاہتا تو گھوڑا اسپر آنکھین لگاتا تھا سیہ شیر ڈر کے مارے جدا ہو جاتا تھا پھر
اسکے پاس نہ آتا تھا المختصر ساتوین دن امیر نے آنکھین کھولین دیکھا کہ اشقر اور ایک شخص غیر میرے سرہانے کھڑا ہے امیر نے
سیہ شیر سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کسکا مکان ہے اسکا کیا نام ہے اور یہ کون جوان ہے وہ بولا کہ سیہ شیر میرا نام ہے چوپانی
کرتا ہون جنگل مین جانورونکی نگہبانی کرتا ہون آپکو دریا کے کنارے پڑے ہوے دیکھکر ترس آیا اسلیے اپنے گھر مین اٹھا لایا
خدا آپکو اچھا کر دے تو میرے بھی دن پھرین آپکی بدولت کچھ رتبہ پاؤن تھوڑے دن لطف زندگی اٹھاؤن امیر نے
فرمایا کہ گھوڑے پر سے زین اتارے اور اشقر سے کہا کہ تو اس نواح کے سبزہ زار مین جا کر چرائی کر اور سیہ شیر سے ارشاد کیا
کہ تو نے جو محنت کی ہے اکارت نہ جائیگی یہ خدمت تیری تجھکو بہت نفع دکھائیگی مین اچھا ہو جاؤنگا تو بہت تجھکو خوش کرونگا
خاطر جمع رکھ تجھکو بہت کچھ دونگا ایک بکری اپنے گلے سے لا کہ مین اسکو ذبح کرون موافق حکم خدا کے اسکو حلال کرون تو
اسکا شوربا میرے واسطے پکا لا ایک بکری کے عوض دو چند دونگا یہ نہ سمجھ کہ مین مفت مین لونگا سیہ شیر نے بکری امیر سے ذبح کروا
شوربا اسکا پکایا اور امیر کو کھلایا دوسرے دن ایک بکری کا شوربا تیار کر کے امیر کو دیا تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا چوتھے دن اپنی
ماں سے پوچھنے لگا کہ یہ زخمی تین دن مین تین بکریونکا شوربا پی چکا آج چوتھا دن ہے اب تو کیا کہتی ہے آج بھی اسکو کھلاؤن یا
ٹال جاؤن ماں اسکی امیر کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ اے شخص تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے امیر نے فرمایا میرا نام سعد شامی ہے اور
مین حمزہ کا چچیرا بھائی ہون تو میری خدمت کر مین بہت تیرے ساتھ سلوک کرونگا تیری خدمتگذاری سے خوش ہونگا اور میرے
اچھے ہونے تک ایک بکری کا شوربا روز مجھکو دیا کر آجکل مجھپر اتنا احسان کیا کر تیری ایک ایک بکری کے عوض دس دس بکریان دونگا
سوا اسکے اور بھی سلوک کرونگا اس پیرزال نے حمزہ کا نام سنکر کہا کہ صدقے گئی بکریان بھی میری حاضر ہین اور مین بھی خدمت
کرنیکو موجود ہون مین تمہاری غمخواری اور تیمارداری سے بجان و دل خوشنود ہونگی ہر روز ایک بکری کا شوربا امیر کو پلانے

لگی اور غذا حسب تنخواہ کھلانے لگی اب امیر کے لشکر کا حال سُنیے عمرو نے جو امیر کو لشکر میں نہ دیکھا تمام گنج شہیدان میں
ڈھونڈھکر لشکر سے باہر نکلا نہایت پریشان و مضطر نکلا اثنائے راہ میں خون جو امیر کے سر سے ٹپکتا گیا تھا اُسی نشان پر دریا
کے کنارے پہونچا دیکھا کہ پانی دریا کا سرخ ہی سمجھا کہ گھوڑا امیر کو یہاں لے آیا ہی اسی جا تک پہونچایا ہی اور پانی اُسکے لہو
سے لال ہوگیا ہی لگا اِدھر اُدھر ڈھونڈھنے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اشقر تک پہونچا اشقر عمرو کو سیدہ شیر کے مکان پر لے
آیا اُنکے رہنے کا مکان عمرو کو دکھایا عمرو امیر کو دیکھکر قدمبوس ہوا اور جب اُنکا زخم سر دیکھا تو عمرو کو بہت افسوس ہوا مگر اُنکے
سلامت رہنے پر سجدۂ شکر بجا لا کر کہا کہ یا امیر آپ لشکر میں چلیے کہ تمام لشکر اور ملکہ مہر نگار آپکے واسطے گریان اور نہایت
بیقرار اور آنکھوں سے اشک فشان ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم جا کر سب کو اسجگہ لے آؤ ان سبکو میرے پاس پہونچاؤ عمرو نے
فی الفور لشکر میں آ کر امیر کی سلامتی کی مبارکباد دی اور اُنکے محفوظ رہنے کی اطلاع کی اور ملکہ مہر نگار کو مع لشکر امیر کے
پاس لے آیا تمام وابستگان امیر کو وہاں پہونچایا ہر ایک یار امیر کے قدمبوس ہوا اور ملکہ مہر نگار گلے سے لپٹ کر زار زار رونے
لگی اُنکا حال دیکھکر بے اختیار رونے لگی امیر نے ہر ایک کو تسلی دیکر فرمایا کہ اس چوپان نے میری بڑی خدمت کی ہی مجھکو اپنے گھر میں
رکھکر بڑی راحت دی ہی ہر ایک حوصلے کے موافق اس سے سلوک کرو جس سے جو ہو سکے اسکو دو جتنے سردار تھے سبھوں نے اپنی اپنی
حیثیت کے لائق چوپان سے سلوک کیا ہر شخص نے بقدر اپنی لیاقت کے اسکو دیا اور ملکہ مہر نگار نے بھی امیر نے بہت سے نقد و جواہر و خلعت
چوپان کو اور اُسکی ماں کو دلوایا کہ وہ اسباب اُسکے گھر میں سمایا اور امیر نے حساب کر کے ایک ایک بکری کے بدلے دس دس بکریاں اُسکو منگوا دیں اور چند
اسکو عنایت کیں اور فرمایا کہ تو میرا دینی بھائی ہی چوپان امیر کبیر ہوگیا اور خوش گذران کرنے لگا ہرگاہ امیر کے سر کا زخم اچھا ہوا
امیر وہاں سے کوچ کر کے جنگاہ میں آئے پھر اپنا لشکر واسطے مقابلے کے لائے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا فوج کفار نے بھی اپنی صفین قائم
کیں امیر نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ فوج کفار کو اپنے حلقے میں لیکر چار طرف سے ان پر ٹوٹ پڑو کہ یہ نامرد بھاگنے نپائیں تمھارے ہاتھ سے سلامت
نجائیں عمرو بن حمزہ نے کہا کہ بہمن جانے نپائے اور میں جانتا ہوں لندھور بولا کہ ثمرو بین کا مقابلہ مجھسے متعلق ہی الغرض لشکر اسلام کفار
پر اسطرح جھپٹے کہ جیسے شیر بکریوں پر گرتے دو پہر کے عرصے میں بیشمار کفار جہنم واصل ہوئے بہادروں کی تلوار سے دوزخ میں داخل ہوئے آخر جسنے
جسطرف رستہ پایا سر پر پاؤں رکھکر بھاگا مگر مسلمانوں نے اُنکا پیچھا نچھوڑا اُنکے قتل کرنے سے منھ نہ موڑا ایک منزل تک مارتے چلے
گئے جزوی لوگ فوج کفار میں سے بھاگ کر بچے اتفاقاً بہمن امیرزادے کیطرف سے جو بھاگا امیرزادے نے اُسکا تعاقب کیا تھوڑی دور
جاکے بہمن بخیال اسکے کہ یہ میرا مقابلہ کب کر سکیگا عمرو بن حمزہ پر پھرا امیرزادے نے ایک ہاتھ تلوار کا سو توان اُسپر لگایا
اُسنے خالی دیا گھوڑا اُسکا مارا گیا بہمن نے خنگ سحاق کو لے لیا امیرزادہ بھی پیادہ ہوا اُسکے مقابلہ پر آمادہ ہوا اور پیتر بدلکر
ایسا ہاتھ سو توان لگایا کہ بہمن دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گر پڑا اُسنے بھاگنے کا بھی موقع نپایا عمرو بن حمزہ اُسکا سر کاٹکر امیر کے
سامنے آیا اپنی شجاعت کا جوہر اُنکو دکھایا اور خنگ سحاق کے بے ہونیکا حال التماس کیا امیر نے خنگ سحاق اور بہمن کیواسطے
تاسف کر کے فرمایا کہ ایسا گھوڑا اور ایسا پہلوان کم میسر ہوتا ہی ایسی چیزیں کمیاب کی کمان پایا ہی بعد ازان جتنے سردار تھے انھوں

نے بھی سرداران کفار کے سر امیر کے قدمون پر لاکر رکھدیے ہزار ون جسم کفار کے بے سر کیے امیر کوس ظفر بجاتے ہوے اپنے مقام پر
آئے لشکر اسلام نے اس فتحیابی پر شادیانے بجائے جسوقت امیر بہمن کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے قضا رکار اُسوقت ایک پریزاد کا گذر
اسطرف سے ہوا تھا اُسنے یہ کیفیت ملکہ آسمان پری سے جاکر کہی امیر کے مجروح ہونے و اذیت اُٹھانیکی اسکو اطلاع دی
ملکہ آسمان پری دست باچہ ہوکر قریشہ اور پریزادون اور خواجہ عبدالرحمن جنی کو لیکر مع فوج جرار دیوان جنات قاف
سے روانہ ہوئی اسلیے کہ اُنکو اپنی آنکھ سے دیکھ آئے جو لازمہ غمخواری ہو اُسکو بجالائے ہرگاہ متصل پہونچی دو کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوکر
عبدالرحمن کو امیر کے پاس بھیجا خواجہ جو یکایک گرد ہو یس ہوا امیر بہت متعجب ہوے کہ خواجہ کوہ قاف سے کیونکر آیا اور
میرا حال کسنے پہونچایا اُس سے ملکہ اور قریشہ کی خیر و عافیت پوچھی سبب آنیکی پوچھا اور کیفیت پوچھی خواجہ نے کہا کہ ملکہ و قریشہ
مع فوج جرار یہانسے دو کوس کے فاصلہ پر اُتری ہوئی ہین ایک پریزاد نے آپکے زخمی ہونے کا حال ملکہ سے جاکر کہا تھا ملکہ اُسیدم
اسطرف کو روانہ ہوئین تمہارا حال سنکر بکمال اضطراب سے یہان آئی ہین بڑی شان و شوکت سے تشریف لائی ہین
امیر سوار ہوکر مع سرداران و پہلوانان بڑے تزک سے ملکہ کے پاس گئے اور آسمان پری کو گلے سے لگایا اور
قریشہ کی پیشانی کا بوسہ لیکے گود مین بٹھا کر بہت سا پیار فرمایا پریان امیر کی سواری کی شان و شوکت دیکھکر دنگ ہوگئین
اور کہنے لگین کہ یہی سبب تھا جو امیر پردہ قاف پر پریشان خاطر رہتے تھے اور قاف سے دنیا مین آنیکے لیے ہمیشہ کہتے
تھے امیر سے استدعا کی کہ آپکے یارون اور رفیقون کو تو دیکھا مگر ملکہ مہرنگار کے دیکھنے کے ہم بہت مشتاق ہین بغیر دیکھے ہوے
ہم اُنکے عاشق ہین امیر نے فرمایا کہ جسطرح سے تم ملکہ مہرنگار کے دیکھنے کی مشتاق ہو اُسیطرح سے میرے یار تمہارے طالب دیدار
ہین بکمال منت اور شوق سے اس بات کے خواستگار ہین پس تم پردہ حجاب کا اُنکے سامنے سے اُٹھا لو یا سرمہ سلیمانی اُنکی
آنکھون مین لگا دو کہ وہ تمکو دیکھکے مسرور ہون آنکھین اُنکی تمہارے جمال بیمثال سے پُرنور ہون پریزادون نے کہا کہ یا امیر ایسا نہو تمہارا
رفیق ہمکو دیکھکر پاؤن پھیلائین دست درازی کرنی شروع کرین خیال فاسد اپنے دلمین لائین امیر نے فرمایا کیا مقدور ہے تم
اس بات سے خاطر جمع رکھو ایسے تردد اور اندیشہ کو اپنے دلمین جگہ نہ دو پریون نے پردہ حجاب کا اپنے منھ سے اُٹھا لیا اپنے دیدار
سے انھین محظوظ کیا پہلوانون نے جو اُنکو دیکھا ہر ایک کو سکتہ سا ہوگیا جب ہوش درست ہوا امیر کا شکر ادا کرنے لگے کہ آپکی
بدولت ہم خاکیون نے ان لوگون کو دیکھا ورنہ ہم لوگ یہ دولت دیدار پریون کی کیونکر پا سکتے اور کوہ قاف مین ہم کسطرح جاسکتے امیر
مع ملکہ آسمان پری و قریشہ و پریزادان ہمراہی سوار ہوکر مہرنگار کے محل مین داخل ہوے سبکو بالیدیگر اسباب عیش و نشاط
حاصل ہوے اول تو مہرنگار ملکہ سے بغلگیر ہوئی اور قریشہ کے لب و جبین پر بوسے دیے بعد ازان سب پریون سے ملاقات کرکے
شرط مہمانداری بجالائی بہت مروت و خاطرداری سے پیش آئی تین شبانہ روز تک ملکہ آسمان پری مع ہمراہیان جشن مین مصروف
رہے اور سب کاروبار خانے موقوف رہے چوتھے دن تحائف و سوغات قاف سے جو اپنے ساتھ لائی تھی مہرنگار کو دیکر رخصت ہوئی
بعد جانے ملکہ آسمان پری کے امیر نے یارون سے سر دربار پوچھا کہ معلوم نہین کہ یہ کفار کدھر کو گئے عمرو نے عرض کی سننے مین آیا ہے

کشمیر کیطرف گئے ہین اور جعفر نامے حاکم کشمیر سے پناہ لی ہی اُسنے اُن کافرونکی حمایت کی ہی عمرو بن حمزہ بولا تھا کہ مجھکو اگر حکم ہو
تو مین کشمیر جا کر اُنکا قلع قمع کرون اللہ کی عنایت سے ایک کافر کو زندہ نچھوڑون امیر نے فرمایا بہتر ہی امیرزادہ عمرو معدیکرب
و فرہاد بن لندھور و استفتا نوش وغیرہ سات پہلوانونکو اُنکی فوج سمیت ساتھ لیکر کشمیر کیطرف روانہ ہوا ہرگاہ امیرزادہ
کشمیر مین داخل ہوا کفار دہشت سے قلعہ بند ہوئے امیرزادہ نے چارونطرف سے قلعہ کو گھیر لیا اپنے لشکر سے خوب محاصرہ کیا اتفاقاً ایکدن
جنگل کیطرف سے ایک گورخر لشکر اسلام مین آیا اور بہتونکو دندانون یا سے زخمی کیا کسیکو لاتین ماریں کسیکو کاٹ کھایا یہ خبر امیرزادیکو پہونچی
امیرزادے نے سوار ہوکر اُسکا تعاقب کیا اُسکے پکڑنیکے لیے اُسکا پیچھا کیا گورخر جب پہاڑ کے متصل پہونچا دوڑکے پہاڑ پر چڑھ گیا امیرزادہ
بھی پہاڑ پر گیا دیکھے تو گورخر نہین ہی ادھر اُدھر جھاڑیوں مین ڈھونڈھنے لگا حتی کہ شام ہوگئی اور وہ نظر نآیا کہین سے نشان اُسکا
نپایا امیرزادہ ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا اور شکار کرکے کباب لگا کھایا اُسی درخت کے نیچے سو رہا جب فجر ہوئی پھر وہ گورخر
نمودار ہوا پھر وہ روز اول کیطرح اس پہاڑ پر آشکار رہا امیرزادہ اُسکی گرفتاری کے درپے ہوا ہرگاہ آفتاب عالمتاب نصف النہار
پر پہونچا پھر وہ گورخر نظروں سے غائب ہوگیا ہرچند امیرزادے نے ڈھونڈھا لیکن نپایا ہرچند تلاش کیا کہین دیکھنے مین نآیا ناچار
وہانسے معاودت کی اثنائے راہ مین ایک شہر آباد نظر آیا آبادی اور فضا اُسکی آنکو بہت بھائی لوگونسے اس شہر کا نام پوچھا اُنھون نے
کہا کہ اسکو فرخار کہتے ہین رشک فزائے ہشت گلزار کہتے ہین اور گلچہرہ نام زوبین کی بہن یہان رہتی ہی تمام خلق
اُسکو اپنا بادشاہ کہتی ہی ناگاہ اُسنے بھی جھروکونسے امیرزادیکو دیکھا دیکھتے ہی خود رفتہ ہوگئی عاشق و شفتہ ہوگئی محلی کو بھیجا
کہ اس جوان کو بلالا جسطرح سے ہوسکے اُسکو اپنے ساتھ لیکر آ خواجہ سرا نے امیرزادیکو مجرا کیا اور کہا کہ آپکو غلام کی بی بی بلاتی ہی
تمہارے اشتیاق ملاقات مین بیچین ہوئی جاتی ہی امیرزادے نے انکار کیا اُسکو جواب صاف دیا خواجہ سرا دوبارہ آیا پھر وہی
پیغام لایا اور زمین ادب چوم کے لجاجت کرنے لگا کہ حضور بات کی بات کیواسطے قدم رنجہ فرمائین ایکدم بھر کیواسطے اُسکے
پاس تشریف لیجائین آخر کہ سنکر امیرزادہ کو لیگیا گلچہرہ نے بہت سی امیرزادیکی خاطرداری کی اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور کس ملک سے
تشریف لائے ہین یہان کس کام کیواسطے آئے ہین امیرزادہ بولا کہ عمرو بن حمزہ میرا نام ہی میرے باپ کی ناموری زبان زد
خاص و عام ہی وہ بولی کہ مدت سے تمہارے اشتیاق مین شب و روز گریان و نالان جویان رہتی تھی آپکے شوق ملاقات مین ہزار نالے
طرح کے رنج و الم سہتی تھی سو آج خدا نے گھر بیٹھے مراد دی میری تمنا پوری کی یہ کہکر خاصہ طلب کیا دسترخوان بچھانیکا حکم دیا آپ
بھی کھایا اور امیرزادیکو بھی کھلایا بعد ازان دور ساغر گلنار رہا امیرزادہ نشہ مین سرشار ہوا اور خود بھی بدمست ہوئی طالب
مباشرت ہوئی امیرزادے نے کہا تمہاری ایک بہن میرے پاس ہی مین تمسے ملوث نہین ہونگا ایسی حرکت خلاف شرع ہرگز نکرونگا
اسنے مبالغہ کیا ناچار امیرزادے نے کہا اچھا پہلوان میرے قلعہ کشمیر کو محاصرہ کیے ہوے ہین مین اُنکو بلا کر پوچھون دیکھون اس امر مین اُنکی
کیا رائے ہی اگر وہ رضا دینگے تو مین تجھسے ہمبستر ہونگا تیری ملاقات سے بہرہ ور ہونگا گلچہرہ خانہ خراب نے اُسیوقت قاصد بھیجکر اُنکو بلوایا
اور یہ سخن سنتا یا قضا کار اُسی شہر مین ایک بوڑھا فرخار سر شبان نامے رہتا تھا اُسکو ہر شخص پیر مغان کہتا تھا اُسنے سنکہ حمزہ کا بیٹا

آیا ہی کسی تقریب سے اتفاقاً یہان تشریف لایا ہی اپنے دونون بیٹون سے بلاکر کہا زوبین کی بہن کیساتھ قرب پی رہا ہی جاکر اُسے پکڑ لاؤ اور زندہ نہ لا سکو تو سر اُسکا کاٹ لاؤ بہرکیف اس مقدمہ مین نبی لاوری کی کہاوز دونون بیٹے اُسکے کہ ایک کا نام فرخار سرشبان تھا اور دوسرے کو دینار سرشبان کہتے تھے لٹھ ہاتھ مین لیکر زوبین کی بہن کے گھر مین گئے اور عمرو بن حمزہ سے کہنے لگے کہ او جوہر تیرا مقدور ہی کہ ہماری سرحد مین اگر شکار کرے ہمارے ملک مین آکر اپنی شجاعت آشکار کرے امیرزادے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز اس سے کچھ کلام نکیا ایک نے اُن دونو مین سے امیرزادے کو لٹھ مارا امیرزادے نے لٹھ پکڑ کر جو گھسیٹا تو وہ منھ کے بھل آرہا اور ایسے ایک سیلی اس زور سے اُسکی گردن پر ماری کہ وہ زمین پر لیٹ گیا پھر مقابلے کی طاقت نرہی ہرگز حملہ کرنیکی قدرت نرہی دوسرا بھائی بھی لٹھ چلایا اسکا بھی یہی حال ہوا جب غش سے افاقہ ہوا دونون نے جاکر سرگذشت اپنی اپنے باپ سے کہی فرخار سرشبان انکی تقریر سُنکر ہنس دیا کہ مجھے کام حمزہ سے ہی اسکے بیٹے سے کیا کام ہی مگر حمزہ پر تسلط پاؤن یہ میرا محض خیال خام ہی دوسرے دن معدی کرب وغیرہ امیرزادے کے پاس حاضر ہوے گلچہرہ تعظیم و تکریم بیشتر بجا لائی سب نے اسکی ملاقات سے بڑی کیفیت اُٹھائی اور تکلف اُنکی ضیافت اور اپنا تعشق امیرزادے سے ظاہر کیا اپنے مافی الضمیر سے انکو ماہر کیا معدی کرب نے امیرزادے سے کہا کہ کیون اس بیچاری کو محبت مارے ڈالتا ہی اپنے عاشق کو کوئی بھی ایسا ستاتا ہی ایسے کنوئین جھکاتا ہی امیرزادہ یہ جملہ سُنکر ہنسا اور بولا کہ اے معدی کرب جو کام نہین کرنیکا ہی اُسے کیونکر کرون گمراہی کی راہ مین قدم دھرون معدی کرب نے کہا کہ کرنا نہ کرنا تیرے اختیار ہی مجھکو اسکی زار نالی پر ترس آیا اسکا اضطراب دیکھکر مینے افسوس کیا اسواسطے مینے تجھکو کہا الغرض شبکو جو امیرزادہ نشۂ شراب سے بیہوش ہو گیا گلچہرہ بدمست ہوکر امیرزادے سے لپٹ گئی کثرت شوق سے بے اختیار ہوکر چمٹ گئی امیرزادے نے کہا کہ او بیحیا یہ کیا بیحیائی ہی یہ کیا حاجت بشری کی تیرے دلمین سمائی ہی مجھسے ایسا فعل بد نہوگا اور ایک دھول بھی اختلاطاً ماری گلچہرہ اپنے عیش سے مایوس ہوئی دلمین سوچی کہ یہ میری بہن پر عاشق ہی اور مین اسکی آتش محبت مین جلتی ہون رات دن اس حسرت مین کف افسوس ملتی ہون اس سے یہی بہتر ہی کہ بقول شخصے نہ تمکو نہ ہمکو بے چوٹے مین جھونکو دفعتہً واحدۃً تلوار کھینچکر ایک ہاتھ جو امیرزادے کی گردن پر لگایا سر امیرزادے کا تن سے جدا ہو گیا دیکھا کہ پہلوان امیرزادے کے مجھکو مار ڈالینگے شور و غل مچانے لگی چلا چلا کے لوگونکو سنانے لگی کہ ہاے ہاے امیرزادے کو کون بیری مار گیا یارو دوڑے امیرزادے کو مُوا دیکھکر گریبان چاک برسر خاک ہوے اُسکے قتل ہونے سے بہت غمناک ہوے عادی نے کہا یہان غیر تو کوئی آیا ہی نہین کسی دشمن نے یہان دخل پایا ہی نہین کہ امیرزادے کو مار گیا ہو نہو اسی خانہ خراب نے کام دل حاصل نہونے سے غیظ مین آکر نشہ کی جھونک مین مارا ہی اسی بدذات کا یہ فساد سارا ہی دوسرے یارون نے معدی کرب کی راے کیساتھ اتفاق کیا اور اُس قحبہ کی مشکین باندھکر پوچھا کہ تو نے امیرزادے کو کیون مارا بولی کہ غلبہ عشق سے برداشت نہوئی مجبور ایسی خطا کر بیٹھی اب جو تم چاہو سو مجھکو سزا دو انکے عوض مین مجھکو بھی قتل کر ڈالو یارون نے بالیدگر کہا کہ عورت سے بدلا لینا مردونکو لازم نہین ہی اسواسطے مارنا بھی تو کیونکر مارین اس مقدمہ مین سخت حیران ہین نہایت متردد اور پریشان تھے ناگاہ مہر نے خواب مین دیکھا کہ عمرو عیار کے دریا مین تڑپتا ہی گھبرا کے چونک پڑا اور عمرو سے خواب کہا عمرو نے سرہانے کشمیر کی

طرف چلا ہر گاہ کشمیر مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیرزادہ شہر فرخار مین زرومین کے گھر مین اُسکی بہن کے پاس ہی فی الفور روانہ
ہوا ہوکر اُس تناکارہ کے محل مین پہونچا معماری کرکے غیرہ اُسکے قدمون پر گرے اور شرح حال اُس سے بیان کیا عمرو خاک اُڑاتا
سر پیٹتا وہان سے امیر کے پاس آیا اور کہا شاہزادہ فرخار شہر زرومین کے گھر مین ہی مگر زخمی ہی اور آپکو بہت جلد بلایا ہی تیا بعداز
آپکے لینے کو آیا ہون امیر فی الفور اشقر دیوزاد پر سوار ہوے وہان جانے پر تیار ہوے اور فرخار مین جا پہونچے عمرو نے اپنے
دل مین کہا کہ اگر یکایک امیر پر مرنا امیرزادے کا ظاہر ہوا تو خدا جانے امیر کا کیا حال ہوگا آپکو حد سے زیادہ ملال ہوگا
اس سے کچھ کھلا پلا کر لیجانا چاہیے عمرو نے امیر سے کہا کہ تھوڑی دیر کسی باغ مین توقف کیجیے ذرا طبیعت کو آرام دیجیے پھر گلچہرہ کے
مکان پر تشریف لیجیے امیر عمرو کے کہنے سے ایک باغ مین اُتر پڑے اُس باغ مین ایک گلہ بکریونکا چرتا تھا عمرو ایک بکری کو ذبح
کرکے کباب لگانے لگا اسی حیلے سے امیر کی طبیعت کو بہلانے لگا گلہ بان نے جو باغ کے اندر دھوان اُٹھتے دیکھا دوڑ کر امیر و عمرو کے
سر پر پہونچا اس کیفیت کو دیکھ کر حیران و متردد ہوا باغبان جلد تر پہونچا دیکھا دو جوان سرکاری بکریونکا کباب بھون رہے ہین جلد جا کر
فرخار سر شبان کو کہ وہ باغ و گلہ اسی کا تھا خبر کی اسکو جا کر اطلاع دی کہ دو شخص باغ مین کسی طرف سے وارد ہوے ہین سرکاری
بکریکو ذبح کرکے کباب بھون رہے ہین عجب طرح کا اُنکا حال ہی گویا انھین کا مال ہی فرخار سر شبان یہ سنتے ہی [illegible]
باغ مین آکر دیکھا تو واقعی دو شخص بیٹھے ہوے کباب بھون بھون کر کھا رہے ہین بے تکلف مزا اُڑا رہے ہین بیٹون کو حکم دیا کہ اُن
وحشیون کو پکڑ لیا و جلد اُنکے گرفتار کرنے کو بھاگو اُن دونون نے امیر کے سر پر پہونچکر لٹھ مارے امیر نے بیٹھے بیٹھے لٹھ اُنکے چھین کر ایسا
زمین پر دے پٹکا کہ بیہوش ہوگئے ہوش و حواس اُنکے کھو گئے فرخار آتش غضب سے جل بھنکر کباب ہوگیا فی الفور سات
سو منی گرز لیکر امیر پر دوڑا اور کہنے لگا کہ اے وحشیو معلوم ہوا کہ تم دونونکی قضا یہان لے آئی ہو تب تو ملک الموت کی بکری
ذبح کرکے کھائی ہے یہ کہکر امیر کے سر پر گرز مارا امیر نے گرز کو پکڑ لیا اُسکا حربہ اپنے اوپر آنے نہ پایا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکا گرز کو اُنکے
ہاتھ سے پا نہ سکا چاہا گرز کو چھوڑ کر امیر کا کمربند پکڑ کے زور کرنے لگا امیر نے بیٹھے بیٹھے فرخار کو اُٹھا کر سرگردان کرکے زمین
پر دے پٹکا کہ بدن اُسکا اس صدمے سے چور ہوگیا پھر حملہ کرنیکی تاب نرہی مجبور ہوگیا تب فرخار نے پوچھا اے مرد تو کون ہے
اور تیرا کیا نام ہے سچ بتا کہ تیرا کہان مقام ہی [illegible] عبد المطلب لوگ مجھکو کہتے ہین سنتے ہی [illegible] فرخار
بولا کہ سو آفرین ہے [illegible] میری پیٹھ زمین کو لگا دے میرے مقابلے مین آوے امیر نے اُسکو مسلمان کیا اپنی مہربانی سے
ممنون احسان کیا چاہتا تھا کہ امیرزادے کے مرنے کی خبر سناوے ذکر عمرو کے مارے جانیکا زبان پر لاوے عمرو نے اشارے سے منع کیا
امیر وہان سے اُٹھکر آگے کو چلے فرخار بھی اپنے دونون بیٹون سمیت امیر کے ہمرکاب ہوا جب شہر کے اندر گیا یارون نے
امیر کو دیکھا واویلا وامصیبتا کہکر نالہ و شور شروع کیا امیر نے پوچھا خیر تو ہے یہ اتنی گریہ و زاری کیون ہے عرض کی امیرزادہ زرومین کی
بہن کے ہاتھ سے مارا گیا فرمایا کہ اسکو اُس مقتول کی مان کے پاس لیجاؤ اور اُس نجیبہ کو بھی اُنکے پاس پہونچاؤ اور کہدو کہ اسی نے
تمھارے بیٹے کو مارا ہی عمرو نے گلچہرہ کو لاکے امیرزادے کی مان کے حوالے کیا اور کہا کہ آپکے فرزند جگربند کی قاتل یہی ہی وہ سخن سنتے ہی

ہاے پسر کہکے مرگئی یہ خبر اتے ہی اپنی جان سے گذر گئی امیر کو دونا غم والم پیدا ہوا چالیس دن تک بیٹے کا ماتم کیا اور امیرزادے کی لاش کو مع گلچہر کاؤس حصار مین سعدان کے پاس بھیجا اُسنے اپنی بہن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عمرو بن حمزہ کے خون کا یون انتقام لیا امیر نے فرمایا کہ اس جاے منحوس کو ویران کرنا چاہیے کہ یہان بیٹا میرا مارا گیا اسکو ضرور خراب کرونگا اس مکان کو ہرگز رہنے نہ دونگا یہ کہکر گرز سے دروازے کو پاش پاش کیا اور قلعہ مین گھسکر قتل عام شروع کیا ہرمز تو چور دروازے سے بھاگ کر مدائن کی طرف روانہ ہوا اور ہمراہیان ہرمز اکثر امیر کے ہاتھ سے مارے گئے اور بعضے مسلمان ہوے آخر کشمیریون پر امیر نے تیغ سنبھالی سب کے قتل کرنے کو تلوار نکالی حاکم نے وہان کے امیر سے پناہ مانگی امیر نے اسکو امان دی رحمدلی سے اسکی جانبخشی کی اور کاؤس حصار کیطرف راہی ہوے

پہونچنا ہرمز کا مدائن مین اور دریافت کرنا حال گرفتاری نوشیروان کا اور جانا امیر کا نوشیروان کی رہائی کیواسطے

راوی لکھتا ہی کہ جب ہرمز قلعہ کشمیر سے بھاگ کر مدائن مین گیا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیروان کو پکڑ کے لے گیا ہی اسکو اپنے پاس قید کیا ہی بزرجمہر سے جو تدبیر پوچھی بزرجمہر نے کہا کہ بے حمزہ کے گئے مخلصی نوشیروان کی غیر ممکن ہی ہرمز نے کہا کہ حمزہ کا ہیکو جاویگا وہ ہمارے کہنے سے ایسی محنت و مشقت کیون اُٹھاویگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تم اپنی ماں سے خط لکھوا کر بھیجو تو حمزہ شرماکر خواہ مخواہ نوشیروان کو اُس موذی کے پنجے سے نجات دیگا اُنکے لکھنے پر ضرور عمل کریگا ہرمز نے اپنی ماں سے جاکر کہا بزرجمہر اسطرح کہتے ہین آپکی اسمین کیا راے ہی انکا مشورہ بجا ہی یا بیجا ہی ملکہ مہر انگیز بانو نے خط حمزہ کو لکھا کہ ای فرزند دلبند شداد حبشی نے نوشیروان کو واقعی مدت سے قید کر رکھا ہی اور ہر روز ایک نئی سزا دیتا ہی معلوم نہین کہ وہ مردود نوشیروان سے کس دشمنی کا انتقام لیتا ہی پس حیف ہی کہ تمھارے ہوتے غیر شخص نوشیروان کو تکلیف دے ایسے بادشاہ جمجاہ کو اسطرح سے ذلیل کرے امیر نے خط پڑھکر فرمایا کہ ہرچند نوشیروان نے سوا بدی کے کچھ میرے ساتھ نہین کیا میں اُسکے ساتھ نیکی ہی کیے جاؤنگا اُسکو اس قید سے ضرور چھڑاونگا اگر وہ اپنی بدی سے ہاتھ نہین اُٹھاتا تو مین اپنی نیکی سے کاہیکو دست بردار ہون وہ اگر بدکار ہی تو مین نیکوکار ہون امیر مقبل کو ساتھ لیکر حبش کیطرف روانہ ہوے ہرچند عمرو نے منع کیا لیکن نہ مانا اس کام کا کرنا بہت مناسب جانا ہرگاہ حبش مین پہونچے متصل شہر کے ایک باغ مین اُتر کر گھوڑے کو چرنے لے لیے چھوڑ دیا اور حصول مقصود مین تامل و اندیشہ کیا شبکو مقبل سے کہا کہ عیار بنکر شداد کے دربار مین جائیے اور نوشیروان کو چھڑا لائیے مقبل نے کہا جیسی صلاح دولت ہو ولیسا کیجیے جس صورت سے ممکن ہو نوشیروان کو رہائی دیجیے امیر نے لباس شبروی پہنا اور کمند خضری قلعہ کے کنگرے پر لٹکا کے اوپر چڑھے اور دیکھا کہ شداد تخت پر سوتا ہی اور شراب و کباب و نقل و میوہ تخت کے نیچے دالانون مین دھرا ہی اور نوشیروان تخت کے سامنے ایک پنجرہ آہنی مین ہی نگاہبان جو غافل تھے اُنکو مانع ہوا امیر نے اُنکو قتل کیا اور کباب و شراب و میوہ نوشجان فرماکے ایک پرچہ کاغذ پر لکھا کہ مین آیا اور کباب و شراب و میوہ کھاکر نوشیروان کو چھڑا لے گیا تمھاری قید سے اپنے شفیق مہربان کو چھڑا لیے گیا اور اُس کاغذ کو شداد کے پہلو مین رکھکر نوشیروان کو پنجرے سمیت مقبل کے پاس لائے اور فرمایا کہ تم اس سے خبردار رہنا جیسے ہوشیار رہنا

مین گھوڑیکو ڈھونڈھنے جاتا ہون کوئی گھوڑا صبا رفتار انکے لیے لاتا ہون امیر تو گھوڑیکے ڈھونڈھنے کو گئے ادھر شداد جاگا تو دیکھا نوشیروان پنجرے سمیت غائب ہی اور نگہبان گردن کٹے پڑے ہین متحیر ہوا کہ یہ کسکا کام ہی ناگاہ نگاہ اس پرچہ کاغذ پر پڑی اسکو پڑھکر آگ بگولا ہوگیا فوراً چار ہزار سوار جرار ہمراہ اپنے لیکے امیر کی تلاش مین نکلا پھرتے پھرتے باغ مین جو گیا دیکھا کہ نوشیروان کا پنجرہ رکھا ہوا ہی نوشیروان سے پوچھا کہ حمزہ کہان ہی نوشیروان نے کہا کہ مجھکو نہین معلوم اتنا جانتا ہون کہ وہ اپنا گھوڑا لیے ڈھونڈھنے کو گیا ہی شداد نوشیروان کو قید سے مخلصی دیکے امیر کے ڈھونڈھنے کو نکلا اثناء راہ مین مقبل کو دیکھا کہ گھوڑا چلا آتا ہی نہایت بیدھڑک آتا ہی بولا کہ ای چور اب تو مجھسے کب بچکے جا سکتا ہی بھلا اب میرے ہاتھ سے اپنی جان بچا سکتا ہی مقبل گھوڑے کو ایلہ کرکے بھاگا شداد کے سوارون نے سات سو حلقے کمند کے پھینک کر گھوڑیکو مع مقبل اسیر کیا مقبل کو حمزہ سمجھکر اشقر کیساتھ مضبوط باندھا مقبل نے کہا کہ میرا نام مقبل ہی حمزہ مین نہین ہون اگر تمھین یقین نہین ہی تو مین قسم کھاکر کہون شداد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی حمزہ ریگستان مین پھنسا یقیناً پیاس کے مارے مرگیا ہوگا گرمی کی شدت سے بے شبہ جان سے گذر گیا ہوگا اسمین شام ہوگئی شداد اپنے مکانمین جاکر شراب پیکر سو رہا صبحکو نوشیروان کو لیکر کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوا بدین خیال کہ حمزہ تو مرگیا ہوگا مین حمزہ کے فرزند و نکوہ یار کے مہر نگار کو اپنے تصرف مین لاؤن اسکی صحبت سے مزہ طبیعت کا اٹھاؤن اسنے تو ایسا ارادہ فاسد کیا اور امیر واقع مین بقول شداد راہ بھولکر ریگستان مین جا رہے تھے تنہائی اور دھوپ کی شدت اور پیاس کی تکلیف سے نہایت گھبرا رہے تھے جدھر دیکھتے تھے سوا ویرانے کے کچھ نظر نہین آتا تھا اور پانی کا نام ونشان وہان نہ تھا جہانتک تا نگاہ جاتا تھا شب کو عمرو بن امیہ ضمری نے امیر کو خواب مین سراسیمہ و حیران ریگستانمین پھرتے دیکھا سرگشتہ و پریشان ایک بیابانمین پھرتے دیکھا مجلس یارونسے خواب بیان کرکے کہا کہ تملوگ ہوشیار رہنا ہر طرح سے خبردار رہنا مین امیر کی خبر کو جاتا ہون انکی خیر و عافیت لاتا ہون یہ کہکر چلتا ہوا اثناء راہ مین لشکر دیکھا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیروان کو لیکر بطمع مہر نگار کاؤس حصار کیطرف جاتا ہی اور حمزہ ریگستان مین سراسیمہ ہی اور غلام اسکا مع مرکب شداد کی قید مین ہی عمرو یہ خبر بد سنکر اور بھی پریشان ہوا جلد ریگستان مین پہونچا سات شبانہ روز عمرو امیر کو ڈھونڈھا کیا آٹھوین دن ہتھیار امیر کے پڑے پائے وہان انکے نشان قیام کچھ نظر آئے اسی نواح مین پکار پکار کے کہنے لگا کہ حمزہ کدھر ہو اگر زندہ ہو تو جلد جواب دو مین تمکو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہانتک پہونچا ہون برائے خدا اپنے حال سے مجھکو آگاہ کرو امیر عمرو کی آواز سنتے تھے مگر شدت تشنگی سے بآواز بلند عمرو کو جواب دے سکتے تھے پڑے پڑے آسمانکو تکتے تھے آخر رفتہ رفتہ عمرو امیر کے پاس پہونچا دیکھا کہ تشنگی سے آنکھین امیر کی نکل آئی ہین زبانمین کانٹے پڑگئے ہین شدت ضعف سے غش مین پڑے ہین عمرو امیر کو دیکھکر بہت رویا اور جلد ایک جام شربت کا زنبیل سے نکالکر امیر کے حلق مین قطرہ قطرہ چوایا بارے امیر نے آنکھین کھولدین اور انکو کچھ ہوش آیا عمرو سے شکایت تشنگی کی کی عمرو نے ایک جام اور شربت کا پلایا امیر کے حواس درست ہوئے سلاح بدن مین لگاکر وہانسے حبش مین آئے دیکھا مقبل و اشقر بندھے ہوئے ہین اشقر نے امیر کو دیکھا اپنے دست و پا کے بند توڑ ڈالے امیر اشقر پر

سوار ہوے شہر مین جانیکو تیار ہوے مقبل و عمرو کو ساتھ لیکر شہر مین گھسے چوکیدارون نے شداد کے بیٹے کو خبر دی آنکے پہونچنے کی اطلاع کی وہ ہزار سوار لیکر امیر کے سر پر پہونچا امیر نے کہا کہ او نا خلف ایک مرتبہ تو تو جانتا ہی کہ تیرے باپ کو حلقہ بگوش کر چکا ہون تو اب پھر مجھسے بے ادبی کرتا ہی اپنی بدذاتی سے نہین گذرتا ہی اُسنے کچھ نہ سُنا تلوار کمر سے کھینچکر امیر کے سر پر چلائی امیر نے تلوار اُسکی چھین کر ایک مکا اس زور سے مارا کہ زمین پر بیٹھ گیا عمرو نے امیر کے حکم سے اسکو باندھ لیا جھٹ پٹ اُسکو قید کیا اُس نے امیر سے کہا کہ آپنے مجھے کیون باندھا ہی مجھے آپکی اطاعت منظور ہی آپکی نافرمانی کرون یہ میرا کیا مقدور ہے امیر نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل مسلمان ہوا خدا و رسول پر ایمان لایا اور امیر کو قلعہ مین لیجاکر جشن کیا تین دن تک امیر وہان رہے چوتھے دن کاوس حصار کیطرف روانہ ہوے شداد جو نوشیروان کو لیکر کاوس حصار کو گیا تھا اُسنے اثناء راہ مین ہرمز کو لکھا کہ مین حمزہ کو مار کر نوشیروان کو ساتھ لیے ہوے کاوس حصار کیطرف جاتا ہون تم بھی زروبین کو ہمراہ لیکر مع فوج جلد اپنے کو پہونچاؤ جسطرح ہو جلد آؤ کہ مسلمانونکو قتل کر کے مہرنگار کو اپنے قبضے مین لاؤن پھر قبضہ پاؤن ہرمز اس نوشتہ کو دیکھکر فوراً مع زروبین و فوج روانہ ہوکے چند روز مین کاوس حصار پر پہونچکر خدمت نوشیروان سے مشرف ہوا شداد نے اُسیدم نقارہ جنگ کا بجوا کر شبرنگ گھوڑا کہ ایکسو بیس من کا نعل اُسکے پاؤن مین باندھا جاتا تھا اُس پر سوار ہو کر گھوڑا جو مثل فیل بے مانند تھا میدان مین کودا کر کہا کہ اے عربو مین شداد ابو عمرو حبشی ہون حمزہ کو مار کر برفنا مندی نوشیروان مہرنگار کے لینے کو آیا ہون اُسیکے حکم سے مین لشکر لایا ہون تم کیون اپنی ناحق جان دوگے اولی یہ ہی کہ تم جیتی جان اپنے گھر کا راستہ لو اور اگر قضا تمھارے سر پر کھیلتی ہی تو مجھسے مقابلہ کرو لندھور اُسکے سامنے آیا شداد نے ایک گرز تولکر لندھور کے سر پر مارا کہ عاجز ہو جاے تاب مقابلے کی نہ لائے لندھور نے اُسکے گرز کو رد کر کے اس زور سے گرز مارا کہ گھوڑا اُسکا چارون پاؤنسے زمین مین دھنس گیا گویا دلدل مین پھنس گیا شداد گھوڑا لیسے کود کر لندھور سے گرزبازی کرنے لگا جب گرزبازی سے سر پر کسی کو کوئی زخم نہ لگا تو تلوار کھینچکر ایسا ہاتھ لندھور کے شانے پر لگایا کہ لندھور نے زخم کاری کھایا لیکن لندھور نے باوجود زخمی ہونیکے تمام تک لڑائی سے ہاتھ نہ کھینچا اُسکے سامنے سے پاؤن نہ ہٹایا آخر شداد نے طبل بازگشت بجوایا لڑنیسے جی چرایا لڑائی موقوف کرنیکا لشکر کو حکم سنایا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین گئے دوسرے دن فرہاد بن لندھور نے شداد کا مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح کئی پہلوان شداد کے ہاتھ سے مجروح ہوے جو بارادہ جنگ سامنے آیا وہ ٹھہر نسکا تاب نلایا فرخار نے دیکھا کہ شداد چند پہلوانونکو زخمی کرکے پھولون نہین سماتا ہی کسی کو مارے غرور کے خیال مین نہین لاتا ہی اپنے گھوڑے کو میدان مین نکالا لڑنے کے واسطے نیزہ سنبھالا شداد نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی فرخار بولا کہ میرا نام فرخار سرشبان ہی میرا مثل شجاعت اور دلاوری مین کہان ہی رہنے والا شہر فرخار کا ہون بیٹا بڑے پہلوان نامدار کا ہون لا کیا حربہ رکھتا ہی شداد نے فرخار پر گرز کا وار کیا اُسنے رد کرکے سات سو منی گرز اپنا اس زور سے مارا کہ دونون لشکر اُسکی آواز سے چونک پڑے اور تعریف کرنیلگے اگر شداد خالی دیتا تو ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہو جاتین کسیکی نظر مین بھی آتین تمام تک دونون نے جنگ کی مگر کوئی کسی سے مجروح نہوا

شداد نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر میدان سے پھرے دوسرے دن پھر شداد و فرخاری سے جنگ ہوئی شداد نے عاجز ہو کر کہا کہ تو لڑ چکا جا اب اور کسی کو بھیج فرخاری بولا کہ مین بے تیرے مارے کب جاتا ہون بے تیرے قتل کیے کب چین پاتا ہون آخر شداد اُسکے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا فرخاری نے اُسکے لشکر تک اُسکا تعاقب کیا اسمین شام ہو گئی دونون لشکر اپنے خیمہ گاہ پر گئے صبح کو پھر شداد و فرخاری سے مقابلہ ہوا تمام دن بایکدیگر لڑا کیے آپسمین تیغ بازی کیا کیے قریب شام فرخاری نے قابو پاکر ایسی تلوار شداد پر لگائی کہ شداد کا بازو کٹ کے زمین پر گر پڑا اور اُسکی آنکھون مین تاریکی چھائی دوسرا ہاتھ فرخاری لگایا چاہتا تھا کہ شداد نے بھاگ کر اپنے لشکر مین پناہ لی اُسکے مقابلے سے روپوشی کی فرخاری مظفر و منصور اپنے خیمے مین داخل ہوا اُسکی نمایانی سے سب کو اطمینان حاصل ہوا اُسدن سے جنگ موقوف ہوئی اتفاقاً ایک عیار نے کہ نام اُسکا گلیم پوش ہے نوشیروان سے کہا اگر حکم ہو تو عرب کے ایک ایک سردار کا سر کاٹ لاؤن سبکو ماتم دکھاؤن نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہے القصہ جب نصف شب گذری وہ عیار عرب کے لشکر مین پہونچکر قباد شہریار کے خیمے مین گیا دیکھا کہ دو عیار ظفر و فتح نامے قباد کے گرد پھر رہے ہین گلیم نے انکی آنکھ بچا کر ایک طرف کا پائرہ اکھیڑ کے خیمے کے اندر گیا اور قباد کو غفلت مین پاکر خنجر سے سر کاٹ کر خیمے سے نکلا عیاران عمرو نے کہ طلایہ پھر رہے تھے اُسکو گرفتار کیا اُسکو نکلکر جانے نہ دیا قباد کا سر اُسکے ہاتھ مین دیکھکر شور و فغان کرنے لگے سرداران عرب اپنے اپنے خیمے سے نکلکر قباد کے خیمے مین آئے سب جمع ہو کر تشریف لائے دیکھا کہ قباد بے سر پلنگ پر پڑا ہے لشکر اسلام مین یکدم آثار قیامت کے قائم ہو گئے چارون طرف شور و نوحہ و ماتم ہوا سب چھوٹون بڑون کو نہایت رنج و غم ہوا مہر نگار نے جو سُنا اُسکا ایسا حال ابتر ہوا آتش غم سے اُسکا کباب دل و جگر ہوا کہ کسیکا حال اپنے بیٹے کے غم مین ایسا بہت کم ہوا ہوگا گلیم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے نوشیروان نے جو یہ خبر بد سُنی اُسنے بھی نواسے کا ماتم کیا حد سے زیادہ غم کیا چالیس دن تک دونون لشکر مین قباد کا ماتم رہا بڑا رنج و الم رہا بعد چہلم کے دونون لشکر مین صف آرائی ہوئی خوب لڑائی ہوئی اُسدن بھی شداد و فرخاری سے لڑائی ہونے لگی کہ جنگل کیطرف سے گرد اُڑی عیار خبر لائے کہ امیر و عمرو آتے ہین بڑے لاؤ لشکر سے تشریف لاتے ہین فرخاری جنگ موقوف کر کے مع سرداران دیگر امیر کے استقبال کیواسطے گیا ادھر شداد فرصت پاکر مفرور ہوا اُسکو وہان ٹھہرنا پھر نہ منظور رہا امیر نے بعد از ملاقات یاران فرخاری سے پوچھا کہ شداد کہان ہے آج کیون نہین نعرہ زن ہے فرخاری نے کہا کہ میدان مین چھوڑ کر آیا تھا مین نے تو اُسکو میدان مین پایا تھا امیر نے ہر چند رزمگاہ پر نگاہ کی لیکن شداد نظر نہ آیا کہین اُسکا [illegible] فرمایا کہ معلوم ہوا میرے آنے سے وہ بھاگا سوار ہو کر اُسکے پیچھے چلے شداد تو دور نکل گیا تھا اشقر سے زبان جنی مین کہا کہ بیٹا جلد اس موذی تک پہونچ اشقر نے جو پرواز کی دم مارنے مین شداد کے متصل پہونچا اُسنے دیکھا کہ حمزہ سر پر آ پہونچا اب فرصت بھاگنے کی کہان ہے معلوم ہوا کہ اب موت آ گئی آنکھون مین اندھیری چھا گئی ایک بتخانہ کا مٹھ اُسکو دکھائی دیا جان بچانے کو مٹھ مین گھسنے لگا کہ اُنکے ہاتھ سے نجات پائے کسی طرح اپنی جان بچائے امیر نے مرکب کو آسن سے دبا کر پھینکا کمند کا اُسکے گلے مین ڈالا لندھور بھی آ پہونچا امیر نے کمند اُسکے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ اسے شہر سنہدا [illegible] کھینچو لندھور نے جو کھینچا شداد

کی روح جہنم مین پہونچی کمند کی رسی ایسی گلے مین پھنسی کہ اُسکا دم جان فنا ہوئی وہ کشش اُسکے حق مین دام بلا ہوئی امیر نے
شبرنگ گھوڑا شداد کا لندھور کو عطا کیا وہ اسپ بے نظیر اُسکو دیا لندھور نے عرض کی کہ حقیقت مین یہ گھوڑا آپکی سواری کے
قابل ہی اسمین عمرو بھی پہونچا شداد کا سر کاٹکر نیزے پر چڑھایا اور امیر مظفر و منصور یار دنسے باتین کرتے ہوے انتظام کشتہ
وہانسے چلے کہ پھر کوئی اُنکے مقابلے کو نہ آیا ادھر ژوبین نے دیکھا کہ مطلع صاف ہی سوا مہرنگار کے لشکر مین کوئی نہین ہی
چلیے مہرنگار کو بے آئیے ایسے وقت مین اُسپر قابو پائیے یہ منصوبہ کر کے لشکر اسلام مین گھسا چند دربان جو در خیمہ پر تھے انکو مار کر
مہرنگار کی بارگاہ تک جا پہونچا اُسکی بارگاہ خاص مین آپہونچا مہرنگار نے اسقدر تیر اسکے سینہ پُر کینہ پر مارے کہ سینہ
اُسکا خانۂ زنبور ہوگیا اور کثرت زخمونسے مجبور ہوگیا ژوبین نے جانا کہ یہ میری راضی نہین ہی کھسیانا ہوکر ایک وار تلوار کا
مہرنگار کے جسم نازنین پر لگایا دوسرا ہاتھ چاہتا تھا کہ مارے امیر اُسکے سر پر جا پہونچے ژوبین نے بھاگنے کی فرصت نہ پائی
ناچار ہوکر امیر پر بھی ایک وار کیا امیر نے اُسکے وار کو رد کر کے ایک ہاتھ ایسا بھاگتے مین اُسکے لگایا کہ سر کو لگدی کو ٹھکی
ہڈی کو کاٹکر تہ سرنگاہ کی ہڈی کو جا ملا وہ تو اُسی جگہ ڈھیر ہوا امیر اپنے لشکر مین آئے محل مین جاکر دیکھا کہ مہرنگار قریب ہلاکت ہے
فی الفور عمرو کو بھیجا کہ خواجہ بزرجمہر کو بلے آؤ مہرنگار کا حال اُنکو دکھاؤ عمرو تو خواجہ کے لانیکے واسطے گیا ادھر مہرنگار جان
بحق تسلیم ہوئی حور و نکے ساتھ جنت مین مقیم ہوئی امیر ایک آہ کا نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے ایک ساعت کے بعد جب ہوش آیا تو دیوانہ وار
کبھی ہنستے تھے کبھی روتے تھے اُسکے فراق مین اپنی جان کھوتے تھے عمرو جب بزرجمہر کو لیکے آیا دیکھے تو مہرنگار مین دم نہین اور
امیر اُسکے غم مین مجنون ہو گئے ہین بزرجمہر سے گھبراکر کہنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا ہوا کسی طرح تو امیر کا جنون دفع کیا چاہیے
انکو حالت اصلی پر لایا چاہیے بزرجمہر نے کہا ای عمرو آج کے اکیسوین دن امیر آپسے آپ اچھے ہو جائینگے خود بخود صحت
پائینگے تو غم نکر امیر ایک تابوت مہرنگار کے لیے اور دوسرا قباد شہریار کے لیے تیسرا عمرو کے واسطے تیار کروا کے مکہ کیطرف
روانہ ہوے ہمراہ اُنکے یگانہ و بیگانہ ہوے ہرگاہ مکہ کے متصل پہونچے امیر نے ایک میدان خوش فضا مین قبرین کھدوا کے
تینون تابوت دفن کیے اور وہین شب باش ہوے شہر مین جانا خوش نہ آیا اسیواسطے جنگل مین مقام فرمایا راوی لکھتا ہی
کہ اکیس دن گذر گئے تھے بائیسوین شب تھی کہ امیر نے حضرت ابراہیمؑ کو خواب مین دیکھا اور جام شراب کا اُنکے ہاتھ سے پیا
حضرت نے امیر سے یہ فرمایا کہ ای فرزند ایک عورت کیواسطے حال زبون کرنا دانائی سے بہت بعید ہی اگر تو زندہ ہی
تو اُس سی ہزارون ملجائینگی مہرنگار سے بہتر اور افضل تیری خدمت مین آئینگی امیر کی جو آنکھ کھل گئی عمرو بن اُمیہ سے پوچھنے لگے
کہ مین کہان ہون اور مجھکو کیا ہوگیا تھا سچ بتا کہ میرا حال کیا تھا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اُنپر جو گذرا تھا اُس سے اطلاع دی
امیر نے عالم رویا مین جو کچھ دیکھا تھا سبکے روبرو بیان کیا یارون نے کہا یا حضرت آپ انکے فرزند ہین اگر وہ سمجھانے نہ آوین
تو کون آوے یہ ممکن ہی کہ کوئی اپنی اولاد کا غم نہ کھاوے امیر نے کہا مجبور ہون مین نے مہرنگار سے وعدہ کیا تھا اُسکے وفا کرنے کے
واسطے مہرنگار کی قبر کی مجاوری ضرور کرونگا اُسی کی قبر پر بیٹھے بیٹھے مرونگا تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ

برائے خدا اب مجھے مت ستاؤ ہر چند عمرو نے بھی سمجھایا لیکن اسکا سمجھانا اُنکے خیال مین نہ آیا سب کو رخصت کرکے سعد بن عمرو اپنے پوتے کو تخت پر بٹھا کے مصر کیطرف روانہ کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر مجھکو تو اپنے سے جدا نہ کرو اپنی جدائی کا داغ مجھے نہ دو امیر نے فرمایا کہ مقبل کا رہنا میرے پاس کفایت کرتا ہی دوسرے شخص کی مجھے حاجت نہین تمھارے رہنے کی کچھ ضرورت نہین جب سب رخصت ہوئے امیر نے سر منڈایا فقیرون کا سا حال بنایا اور ایک کفنی پہنکر شب و روز قبر مہر نگار کی جاروب کشی کرنے لگے وہین اوقات بسر کرنے لگے ہر گاہ نیند کا غلبہ ہوتا تو مہر نگار کی [illegible]

پہونچنا قارون بن فرہاد عکہ اور کلیات بن کلیم عیار کا امیر کے پاس اور گرفتار کرکے لیجانا امیر و مقبل کا

راویان خوش تقریر و دبیران صاحب تحریر کمیت قلم کو اسطرح میدان بیان مین جولان کرتے ہین کہ [illegible] قبر پر امیر کے بیٹھ رہنے کی خبر تمام دیار و امصار مین پہونچی ہر طرف سے سرکشان روزگار نے سر اٹھایا مفسدون نے فساد کرنیکا موقع پایا اور امیر کے قتل کرنیکے درپے ہوئے چنانچہ قارون بن فرہاد عکہ کہ اپنے زور کے روبرو رستم کے افسانے پر خندہ کرتا تھا آدمی تو کیا دیوون سے بھی نہین ڈرتا تھا بعزم قتل امیر با فوج کثیر اپنے گھر سے روانہ ہوا اثنائے راہ مین کلیات بن کلیم عیار قاتل قباد شہریار سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تو کہان جاتا ہی کس قصد سے یہ مصیبت سفر اٹھاتا ہی بولا کہ میرے باپ کو حمزہ کے فرزندون نے مار ڈالا ہی گویا میرا کلیجہ نکالا ہی سو بالفعل مین نے سنا ہی کہ حمزہ قبر مہر نگار پر کمر کھولکر بیٹھا ہی اسکے مارنے کو جاتا ہون قتل کرتا ہون یا قید کرکے لاتا ہون قارون نے کہا کہ مین بھی اسی ارادے سے گھر سے نکلا ہون بہتر ہی کہ تو میرے ساتھ چل کہ ہم تم دونون اس کام کا انجام کرین اُسنے قبول کرکے منزلین طی کرنی شروع کین چند روز مین مکہ کے متصل پہونچے کلیات نے قارون سے کہا کہ تم اس جا پر خیمہ زن ہو کیونکہ اگر حمزہ تمکو اس لشکر جرار سے دیکھے گا تو ہوشیار ہو جائیگا پھر مشکل سے قابو مین آئیگا اور ابھی تدبیر اسکی سہل ہی قارون وہین اترا کلیات بلباس درویشانہ روضۂ مہر نگار پر گیا دیکھا کہ امیر سر منڈائے گوشۂ قبر پر بیٹھے ہوے ہین جاکر سلام کیا امیر نے پوچھا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور مطلب کیا ہی خود آیا ہی یا کسی نے بھیجا ہی بولا کہ مین فقیر سیاح ہون بیت المقدس سے آتا ہون چاہتا ہون چند روز کی حیات جو باقی ہی [illegible] آپکی خدمت مین بسر کرون رات دن یہین رہون امیر نے فرمایا کہ میری خدمتگزاری کیواسطے ایک مقبل بس ہی اور دوسرے کی ضرورت نہین ہی بابا مجھے کسیکی حاجت نہین ہی کلیات بولا کہ مین تو حضور کے قدم چھوڑکر کہین جانیکا نہین یہان سے ہرگز قدم اٹھانیکا نہین امیر ناچار چپ ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد مقبل نے دسترخوان بچھایا جو کچھ پکایا تھا سامنے لایا امیر نے اسکی بھی صلاح کی تینون شخص ملکر کھانے لگے جب امیر نے پانی مانگا کلیات نے اٹھکر آب [illegible] بیہوشی آمیختہ امیر و مقبل کو پلایا ان دونون کو اپنی چالاکی سے بیہوش بنایا اور آپ بحیلہ استنجا وہانسے چلتا ہوا قارون سے آکے کہا کہ [illegible] ساتھ چلنے پر تیار ہو جیسے مین حمزہ و مقبل کو دارو بیہوشی پلا آیا ہون انکو غافل بنا آیا [illegible] مہر نگار کے روضے پر گیا اور تلوار کھینچکر امیر کے مارنے پر مستعد ہوا مقبل دیکھکر [illegible] بقبضہ [illegible]

قارون عکہ کو دیکھکر چاہا کہ ایکمرتبہ دونی دلیرون مین ٹھنا تھا کہ دوران مین امیر نے زمین پر گرا دیا اُسپر حربہ کرنے کا قابو نہ پایا قارون
مقبل تھا امیر کو قید آہن سے سلسل کسکر باندھا اور اپنے لشکر مین لیجاکر رفع بیہوشی کرکے امیر کو کلمات سخت کہکر کہا کہ او عرب
بے سترہ تیری یہ قدرت ہی کہ میرے باپ کو مارے اور سلاطین روزگار کو مارکے زبردستی بادشاہ نوشیروان کہاکے فرمانبرداری کرے
یون بے کھٹکے بادشاہی کرے دیکھ تو اب تجھکو کس ایذا سے مارتا ہون بلکہ تجھکو کس کھال اُتارتا ہون امیر نے فرمایا کہ او گبر مردار خوار
فی الحقیقت مین نے اُن سلاطین روزگار کو کہ جنھون نے میرا مقابلہ کیا اور زیر ہوکر مسلمان نہو گئے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور تو مجھکو
کیا ماریگا میری مرگ خدائے عزوجل کے حکم پر موقوف ہی نہ کہ تجھ جیفہ خوار کے ہاتھ مین یہ معلوم ہوا کہ تو سخت بیوقوف ہی
قارون ظالم مردا اپنے ہاتھ سے امیر کو چابک مارنے لگا امیر نے فرمایا کہ او گبر تنا مار کہ تو بھی برداشت کرسکے وہ خیرہ سر بولا کہ مجھکو کون
مار سکتا ہی یہ کہکر امیر کو بہت چابک سے مجروح کیا ایسا صدمہ عظیم دیا اور تستری کی کھال کھینچکر نمک چھڑکا اور ایک شبانہ روز تک امیر
لو اسمین لپیٹ رکھا دوسرے دن بدستور روز اول امیر کو چابک مار کے تازہ چمڑے مین نمک چھڑک کر لپیٹ دیا اور ایک ستون
یکسو بیس ۱۲۰ گز کا بنوا کر چار بجار نگوے نصب کیے اور سر ستون پر امیر کو لٹکا دیا اور دستور رکھا کہ ہر روز امیر کو اُتار کے تازیانون
سے مجروح کرتا اور تازہ چمڑے مین نمک چھڑک کے لپیٹتا اور عقابین ستون پر لٹکا دیتا امیر سے اپنے بزرگون کا اسطرح سے
انتقام لیتا چند روز کے بعد نوشیروان کو اس کیفیت سے مطلع کیا نوشیروان نے اپنے خیرخواہون سے پوچھا کہ کیا صلاح ہی آیا
میکو قتل کرادون یا اُسکو رہائی دلوا دون سبھون نے یک زبان ہوکر کہا کہ اب تو ملکہ مہرنگار بھی زندہ نہین ہی جسکا پاس حضور
رہین ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ حضور خود تشریف لیجاکر اپنے روبرو اُس عرب کو سزا دیوین جیسا آپکے ساتھ اُسنے کیا ہی
ایسا ہی آپ بھی اُسکو ذلیل کرین نوشیروان بیجا ہال اُن نا عاقبت اندیشون کی راے کو ٹھیک سمجھکر مع لشکر مکہ کیطرف روانہ ہوا
چند روز مین منزل مقصود پر پہونچکر قارون عکہ پر بہت سی مہربانی کی اور ہر روز امیر کو تازیانے لگوا کر اپنے روبرو ایک پوست
تازہ نمک پاشیدہ مین لپٹوا کر ستون کی چوٹی سے لٹکوا تا اُسنے اس بدسلوکی سے پیش آتا ساکنان مکہ پر دست ستم دراز کرتا
اسی طرح کے ظلم کرنا آغاز کرتا یہ خبر کسی سوداگر سے عمرو کو کہ ایک جہاز پر سوار تھا پہونچی عمرو تو اُسیدم جہاز پر سے اُتر کے مکہ
کیطرف روانہ ہوا امیر کا یہ حال خراب سُنکر نہایت مضطرب بلکہ دیوانہ ہوا یہان خواجہ عبدالمطلب نے امیر کے پہلوانان
رفیقان قدیم کو یہ بیان حال نامے لکھکر طلب کیا سبنے امیر کا ایسا حال سُنکر بہت عجب کیا اور ایک خط امیہ ضمری پیر عمرو
عیار کو دیکر کوہ کرب کیطرف بھیجا کہ انکو بھی اطلاع ہوجاے ہر شخص انکی مدد کرنیکو آئے ناگہان اثنا راہ مین کلیا بن جالم
نے امیہ ضمری کو گرم رفتار دیکھا ہر صورت سے اُسکو چالاک ہوشیار دیکھا سوچا کہ امیہ ضمری کی گرم رفتاری خالی از علت نہین ہی
جلد روی اسکی بے حکمت نہین ہی کچھ دال مین کالا ہی اور اگر نہین تو مین اپنے باپ کا بدلا لونگا دشمن کو مار کے اپنی طبیعت خوش
کرونگا امیہ ضمری کو گرفتار کرکے نوشیروان کے پاس لیگیا نوشیروان نے اس سے بزور شلاق پوچھا کہ سچ کہ تو کہان جاتا ہی کس کے
پاس سے آتا ہی جان تو بڑی پیاری ہوتی ہی اُسنے جانا کہ بتا دینے سے چھوٹ جاؤنگا ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات پاؤنگا وہ جو خط تھا جیب مین رکھ

لیے جاتا تھا نوشیروان کے حوالے کیا بے عمرو تامل اُسکو دیا نوشیروان نے خطہ [illegible] کی کونسی کیا اُسے
قتل کا وہان بھی گردن لیا بختک نے کلیات سے کہا کہ اے کلیات تو جانتا ہے کہ امیہ ضمری عمرو کا باپ [illegible] ضمری
قتل کروایا ہے یہ کام بُرا تیری ذات سے ظہور مین آیا ہے اب ذرا عمرو سے ہوشیار رہنا اُسکے غضب سے خوب خبردار رہنا
کلیات بولا کہ مین نے عمرو سے بہتیرونکو تعلیم کیا ہے اُسکی عیاری مجھسے نہین چل سکیگی اُسکو بھی یہی ضربت بلاؤنگا اُسکو بھی اُسی کے
پاس پہونچاؤنگا ذرا آنے تو دیوے وہ اپنے کو یہانتک تو پہونچاوے قضا رکار دوسرے ہی دن عمرو مکہ مین پہونچا اور اپنے باپ کے مارے
جانیکے شرح مطلع ہوا کلیات نے عمرو کے آنیسے آگاہ ہوکر اپنے عیارونکو حکم دیا کہ جہان عمرو کو پاؤ باندھ کے لاؤ شہر [illegible] مین عمرو
کے درپے ہوا ایکدن کلیات نے عمرو کو جاتے دیکھا فوراً اُسکے پیچھے دوڑا شتابی تھی [illegible] تو عمرو گرم رفتار تھا پیچھے پیچھے اُسکے
کلیات تیز قدمی سے جاتا تھا عمرو نے ایک پھول دارو بیہوشی آمیختہ زنبیل سے نکالکر رستہ [illegible] مین پھینکدیا کلیات نے
اُس پھول کو زمین سے اُٹھاکر سونگھ لیا سونگھنا تھا اور بیہوش ہونا تھا عمرو نے آکر سر اُسکا کاٹ لیا اور وہان سے نقاب پہنے آیا
دیکھتا کیا ہے کہ مقبل بندھے ہوئے پڑے ہین عمرو نے سلام علیک کی مقبل نے عمرو کی آواز سنکر بہت خوش ہوکے جواب سلام علیک کا
دیا اور کہا کہ اے چراغ لشکر عرب ایک تیرے نہونیسے اس مصیبت مین ہم اور امیر گرفتار ہوئے اور اسقدر مجبور و ناچار ہوئے عمرو
بولا کہ اب غم نہ کھاؤ مین تمکو اور امیر کو چھڑاتا ہون تمکو اس بلا سے رہائی دلواتا ہون یہ کہکر مقبل کی قید بد سے جلدی در کلیات
عیار کے سرکو عقابین پر لٹکا کے ستون پر چڑھ گیا جہانتک گھونگے تھے اُنمین روئی بھر دی کہ آواز نہ ہووے جب امیر کو جاکر سلام کیا امیر
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ دیکھنا گھنٹہ نہ ہلنے پائے اسکی آواز اُنکے کان تک نجائے عمرو نے کہا کہ مین نے گھنٹون کے منہ روئی
سے بند کردیا ہے اُن سبکو بے آواز کیا ہے مگر ایک گھنٹہ جو امیر کے سر پر تھا اُسکو عمرو نے نہ دیکھا تھا وہ [illegible] جب امیر کو
عمرو اُتارنے لگا وہ گھنٹہ عمرو کے سر سے لگ کر بولا کفار اُسکی آواز سنکر چہار جانب سے دوڑے اور تیر مارنے لگے عمرو ستون پر سے
کود کر غائب ہوگیا کفار جو ستون کے نیچے آئے کلیات عیار کا سر ستون سے بندھا دیکھکر قارون کو خبر دی اُسکو کلیات
عیار کے قتل ہونیسے اطلاع کی بختک نے کہا کہ سوائے عمرو کے یہ کسی کا کام نہین ہے قارون عکہ بولا کہ اگر کہو تو حمزہ کو مار
ڈالون بختک نے لرز کر کہا کہ جبتک عمرو ہاتھ نہ آوے ایسا کام بھی کبھی نہ کرنا چاہیے عمرو سے بہت ڈرنا چاہیے عمرو تمکو اور نوشیروان
اور بزرجمہر کو کبھی جیتا نہ چھوڑیگا سبکا سر توڑیگا بزرجمہر نے بختک سے کہا کہ او بدذات [illegible] اُسکا کیا [illegible]
اُسکو جو کوئی اُس سے برائی کریگا عمرو کا حال [illegible] لوگون [illegible] کو خط لکھے [illegible]
کی قید شدید مین گرفتار ہین تمکو لازم ہے کہ اگر [illegible]
اثناء راہ مین تھا کہ عمرو کا خط پاکر اُسی مقام سے پھر اخلاص جس جس نے یہ خبر سُنی وہ مکہ کو روانہ ہوا ہر روز [illegible] پہونچنے لگے جہان
جہان پہونچنے لگے قارون نے نوشیروان سے کہا کہ اب عمرو آیا ہے بلاشبہہ فوجین جمع کریگا اور اُسوقت کام مشکل ہوجائیگا وہ
بڑی آفت لائیگا میرے نزدیک حمزہ کو مار ڈالنا عین صلاح ہے یا حمزہ کو لیکر مرکز شہر چلو بہر کیف یہان رہو نوشیروان نے کہا کہ

حمزہ کا مارنا کسیطرح سے صلاح نہین ہی اس حرکت مین ہرگز فلاح نہین ہی مگر شہر مین لیجانیکا مضائقہ نہین ہی قارون لعین
نے اسیوقت وہانسے کوچ کیا اور حمزہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور چند روز مین اپنے شہر مین پہونچکر پھر دزا امیر کو آگے سے زیادہ شلاق کرنے
اور تکلیف دینے لگا ایکدن پھر امیر نے قارون ملعون سے کہا کہ مشہور ہی اتنا کھاؤ جتنا ہضم ہو سکے اسقدر مجکو مار جسقدر تو خود
بھی برداشت کر سکے قارون نے ہنسکر کہا کہ ابھی تجکو امید رہائی کی ہی مجھسے اسکا عوض لیگا اسکے بدلے مین مجکو سزا دیگا یہ کہکر
امیر کو دروازے پر لٹکا کے چوبدار کو حکم دیا کہ انکو آٹھ پہر مین ایک روٹی جوکی اور ایک جام پانی کا ملا کرے کہ اس عرب کی اذیت سے مجکو
راحت ہو یہ ہمیشہ اسطرح کے عذاب مین گرفتار رہے یہی میری نیت ہی امیر کے لشکر کا حال سنیئے سعد بن عمرو بن حمزہ مکہ
مین داخل ہوا اور وزیر بزرجمہر بیلان و شاہ شہریار آنے لگے حتی کہ بدستور قدیم لشکر قائم ہوا قارون ملعون کا کلیجہ امیر کے لشکر کو دیکھکر
دہل گیا وہ سودائے خام اسکے سر مغز سے سر سر نکلگیا نوشیروان سے کہنے لگا کہ یاروں اور حمزہ کے کثرت سے پہونچے مین
انکا کسیطرح مقابلہ نہین کر سکتا مجبور قلعہ بند ہوتا ہون یہ کہکر اپنی فوج سمیت قلعہ بند ہوا اور برج بارہ قلعہ کا درست
کرکے بیٹھا سب سامان حفاظت کے درست کر کے بیٹھا اتفاقاً ایک رات کو خواجہ عمرو بن امیہ کہ شبانہ روز تاک جھانک مین
لگا رہتا تھا اکثر جانوں کی آنکھ بچا کر قلعہ مین گھس گیا اور تاجر بنکر ایک پارچہ فروش سے آشنی پیدا کی اس سے اپنی دوستی
اور آشنائی قلبی ہو پیدا کی اور اسکا شریک ہوکر دکانداری کرنے لگا ہر چند امیر کا جویا ہوا لیکن پتہ اسکو نہ لگا کہ امیر کہان مقید
ہین خدا کی قدرت کو دیکھیے ایک شبکو فرزانہ نام ہمشیرہ قارون نے خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مجکو کلمہ پڑھا کر فرماتے ہین
اور مژدہ سناتے ہین کہ اے فرزانہ حمزہ تیرا جفت ہوگا اور آفریدگار حمزہ کے نطفے سے تجکو ایک فرزند ارجمند عطا کریگا جلد جا کر
اسکو قید سے چھڑا اس امر مین بہت مستعد ہو ہرگز دیر نہ لگا فرزانہ خواب سے جاگ کر فی الفور اپنے بھائی کے گھر مین گئی اور محافظان امیر کو
بہت کچھ مال و متاع دیکر امیر کو قید سے نکال کے اپنے گھر مین لیگئی اور بدل و جان خدمتگذاری کرنے لگی ہر طرح سے انکی خاطرداری کرنے لگی
صبحکو قارون نے سنا کہ حمزہ غائب ہی بہت سے لوگ ادھر ادھر تلاش کو بھیجے مگر پتہ کہین نہ لگا حمزہ کا نشان کسی سے نہ ملا تب
وزیر سے کہا کہ حمزہ اگر اپنے لشکر مین جاتا تو شادیانے بجتے رمل سے دریافت کیا چاہیے کہ حمزہ کہان ہی وزیر رمل دیکھکر
ہنسنے لگا قارون نے پوچھا کہ سبب اس ہنسی کا کیا ہی سچ سچ کہو کہ یہ معاملہ کیا ہی بولا کہ حمزہ کو فرزانہ بانو چھڑا کر لیگئی اور اسکے ساتھ
عیش و عشرت کر رہی ہی آجکل اسکی اوقات مزے سے گذر رہی ہی قارون نے اپنی ایک خواص کو فرزانہ کے گھر مین بھیجا کہ دریافت
کرکے حمزہ فرزانہ کے پاس ہی یا کسی اور جگہ چلدیا اس قید سے کسنے رہا کیا اسنے جا کر فرزانہ سے پوچھا کہ حمزہ کو کیا
تم چھڑا لائی ہو یہ اپنے سر پر کیا بلا لائی ہو وزیر نے از روئے رمل تمھارے بھائی سے کہا ہی کہ حمزہ فرزانہ بانو کے پاس ہی
فرزانہ نیلی پیلی ہوئی اور بڑے غصے مین آئی اپنے بال نوچ کھسوٹ کر دی کہنے لگی کہ کیا خوب میری ایسی بے آبروئی ہوئی کہ وزیر
مجھپر تہمت چھنالے کی کرنے لگا اپنی حد سے گذرنے لگا مین نے جو اپنی عزت اسکو نہ دی اسکی خوشی خاطر نہ کی تو وہ اسطرح
سے مجکو بے عزت کرتا ہے وہ نالائق مجکو اسوجہ سے فضیحت کرتا ہے بھلا مین کہان اور حمزہ کہان آخر ش گھر تو

یہی ہو جسکا جی چاہے وہ ڈھونڈھ لیوے اگر وہ میرے پاس نکلے تو مجھکو الزام دیو خواہ جو کچھ دیکھا سنا تھا قارون
سے جاکر کہا قارون نے اسیوقت عالم غیظ مین وزیر کو قتل کیا فرزانہ کی خاطر سے اس بیچارے بربر کو قتل کیا اور امیر کی
تلاش مین رہا امیر نے فرزانہ سے کہا کہ معلوم نہین عمرو قلعہ مین پہونچا یا نہین یہ کہکر فرزانہ کی ایک ہوشیار لونڈی سے
عمرو کا حلیہ بیان کرکے فرمایا اور اسکے چہرے کا سب پتہ نشان بتایا کہ قلعہ کے بازار مین دیکھو تو اس صورت کا کوئی آدمی ہی
نہین اگر ہووے تو اپنی بی بی کے نام سے بلا لا اسے جلد یہان اپنے ساتھ لے آوہ جاریہ بازار مین پھرتے پھرتے عمرو کی دکان
پر جا پہونچی جہان یہ بیٹھے تھے وہان آ پہونچی عمرو کو بغور دیکھکر تجویز کیا یہی شخص ہے جسکے حمزہ طالب ہین عمرو سے بولی کہ بزاز
فلانے فلانے قماش کا کپڑا ہماری بی بی کو درکار ہے لیکر چل کہ نفع بہت اٹھائیگا قیمت اپنے [illegible] عمرو نے گٹھری
باندھکر بغل مین دبائی اور اسکے ساتھ فرزانہ بانو کے محل مین آکر لگا کپڑا دکھا دکھاکر قیمت کرنے امیر عمرو کی آواز سنکر گوشے سے
نکل آئے عمرو امیر کے قدمبوس ہوکر زار زار رونے لگے امیر کی حالت دیکھکر بے اختیار رونے لگے امیر نے اسکو چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ ہمارے
لشکر کی کیا خبر ہے حال فوج کسطور پر ہے عمرو بولا کہ لشکر تیار ہے چھوٹے بڑے کو آپکا انتظار ہے امیر نے فرمایا کہ یہانسے نکلنے کی کیا تدبیر ہے
ہمارا تمہارا دشمن یہان ہر جوان دلیر ہے عمرو نے کہا میری دکان پر چلکر ٹھہریے کوئی نہ کوئی راہ نکل ہی جائیگی امیر نے کہا تیری دکان پر سوا کپڑے
کے کوئی سلاح نہین ہے وہان جاکر کیا کرونگا بدون ہتھیارون کے کیونکر میسر ہوگا مگر مجھکو کسی لوہار کی دکان پر لیچل عمرو امیر کو
ایک لوہار کی دکان پر لیگیا ایک کاریگر کے مکان پر لیگیا امیر نے وہان بیٹھکر ہتھوڑا اٹھا لیا اور لوہا پیٹنے لگے ناگہان اسیوقت قارون
نے نجماک سے کہا کہ تم تو رمل دیکھکر بتاؤ کہ حمزہ کہان ہے نجماک نے رمل دیکھکر کہا کہ حمزہ قلعہ کے بازار مین ہے قارون مع
نجماک سوار ہوکر بازار کی دکانون کو دیکھنے لگا بازار کے سب مکانون کو دیکھنے لگا قارون خندہ خندہ اس لوہار کی دکان پر پہونچا جہان
امیر بیٹھے تھے نعرہ کرکے بولا کہ حمزہ اب مجھسے بچکر کہان جا سکتا ہے تیرا آنا اب مجھسے نہ جان کیونکر بچا سکتا ہے امیر دو ہتھوڑا
لیکر اٹھے اور فرمایا کہ او کافر کیا بیہودہ بکتا ہے تو میرا کیا کر سکتا ہے حملہ کر قارون نے امیر پر تلوار کھینچی امیر نے ہاتھ بڑھاکر
درمیان ہی سے تلوار اسکی چھین لی اور ہتھوڑا اس زور سے اسکے سینے پر مارا کہ قارون غش کھاکر زمین پر لیٹ گیا
امیر نے اسکو باندھ لیا اسیوقت قید کیا نجماک وہانسے بھاگ کر نوشیروان کے پاس آیا [illegible] اور
قارون کی گرفتاری بیان کرکے کہا کہ قلعہ کے چور دروازے سے نکلکر بھاگیے نہین تو کوئی دم مین [illegible] امیر اور عمرو کے
ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پائیگا نوشیروان مع نجماک قلعہ سے نکلکر بھاگا امیر نے نکلکر [illegible] نعرہ اس زور سے کیا کہ قلعہ کو
جنبش ہوگئی ساکنان قلعہ نے جانا کہ آسمان ٹوٹکر زمین پر گر پڑا ہر گاہ امیر کے لشکر مین آواز پہونچی پہچان گئے [illegible] اور اسی آواز
سے پہچانا کہ امیر قید سے چھوٹے چھوٹے بڑے دروازے توڑکر قلعہ مین داخل ہوئے سبھون کے دل کے مطلب حاصل ہوئے
اور کافرون کو قتل کرنے اور لوٹنے لگے مشرکون کے [illegible] کے چھوٹنے لگے کہتے ہین کہ [illegible] لشکر اسلام
کے ہاتھ لوٹ آئی کہ اٹھا نہ سکتے تھے اتنا مال و اسباب ہاتھ آیا کہ باربرداریون پر بھی نہ جا سکتے تھے [illegible] قلعہ

نے اسلام قبول کیا امان ملی سبکی جان بخشی ہوئی امیر تخت پر بیٹھے اور قارون کو حاضر کر کے فرمایا کہ کیون قارون یہ
نہ کہتا تھا کہ اسقدر بار جسقدر تجھسے برداشت ہو سکے اب تو کیا کہتا ہی بتلا کہ تیرا حال کیا کرون اُسنے کہا کہ تجھسے عوض یہ
قارون زار نالی کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو مین تیری جان بخشی کرتا ہون تیرے قتل سے درگذرتا ہون
وہ مگر دل زدی بولا کہ یہ تو کبھی مجھسے نہو گا جان جائے یا رہے اپنے باپ دادا کا مذہب نہ چھوڑونگا اپنے دین سے منھ نہ موڑونگا
امیر نے اسکو معدی کرب کے حوالہ کر کے فرمایا کہ اسکو گرز سے مار کر جہنم کو روانہ کرو اسکے اعمال کی اسکو سزا دو معدی نے
ایک گرز ایسا مارا کہ قارون زمین پر پست ہو گیا امیر نے اُسکا سر کاٹکر قلعہ کے فیلبند دروازے پر لٹکوا دیا اور اُسکا بدن آگ
مین جلوا دیا اور آپ جشن مین مشغول ہوئے سب مطلب کی حصول ہوا اب نوشیروان کا حال سنیے بھاگا ہوا مدائن کو جاتا
تھا کہ اثنا راہ مین ایک لشکر عظیم الشان پڑا دیکھا خیمہ و خرگاہ ہر جگہ کھڑا دیکھا عیارونکو خبر لانیکے واسطے بھیجا کہ دیکھو یہ لشکر کسکا
ہی کہان جاتا ہی اور یہ صاحب لشکر کس ملک سے آتا ہی عیار خبر لائے کہ اس لشکر کے دو بھائی حقیقی سردار ہین بڑے بہادر اور جرار ہین ایک کا نام
سر بہنہ تیلشی اور دوسرے کا نام دیوانہ تیلشی ہی اور حضور کی مدد کو آئے ہین سب لشکر اپنا ساتھ لائے ہین نوشیروان
نے اس جگہ ڈیرا ڈالا اور اُنسے ملاقات کر کے بانواع لطف و نوازش پیش آیا اُنکو تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک سنایا بخت بولا کہ
اب حمزہ جانبر نہین ہو سکتا ایسے پہلوان کبھی آئے نہ تھے دونون بھائی ہاتھ باندھکر کہنے لگے کہ ہم شہنشاہ کے جان نثار ہین
بہر صورت آپکے تابعدار ہین حمزہ تو کیا اگر ہفت اقلیم کے سرکش آ دین تو ہم اُنکا سر توڑ دین ایسا عاجز کرین کہ ہمارے آگے ہاتھ جوڑین
بادشاہ نے اس کلام سے خوش ہو کر اُنکو خلعت گرانمایہ عنایت کیا بہت سا تحفہ و انعام دیا اور اپنے ساتھ شراب پلانے لگا
اچھے اچھے کھانے کھلانے لگا اب امیر کا حال سنیے کہ فرزانہ بانو سے بساعت سعید عقد کر کے چالیس شبانہ روز تک داد عیش
کی دیا کیے کمال اطمینان سے اپنا کام دل لیا کیے اکتالیسوین دن دربار عام کیا اور فرمایا کہ کچھ نوشیروان کا بھی حال کسی کو معلوم
ہی عمرو نے عرض کی کہ دو شہزادے ملک تیلش کے رہنے والے با فوج کثیر نوشیروان سے آ کر ملے ہین اور اثنا راہ مین انتظار
آپکا کر رہے ہین امیر نے معدی کرب سے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ کرو اور لشکر کو بھی تیاری کا حکم دو معدی کرب نے
فی الفور تعمیل کی دوسرے دن امیر بھی وہانسے روانہ ہوئے تیسرے دن فاصلہ میدان جنگ کا چھوڑ کر شاہزادگان تیلش کی فوج
کے مقابل خیمہ زن ہوئے نقارہ حرب بجوایا اپنے آنیکا آوازہ سنایا اور میدان مین چودہ صفین قائم کین شاہزادگان تیلش نے بھی صفین
آراستہ کین پہلے سر بہنہ تیلشی نے میدان مین گھوڑا کودا کر بعد رجز خوانی مبارز طلبی کی لندھور نے شبرنگ کو میدان مین نکالا
سر بہنہ تیلشی نے کہا کہ او نامرد نام اپنا بتا کہ گمنام مارا نہ جاوے لندھور نے کہا کہ او حیوان میرا نام لندھور بن سعدان ہی تو بتا مین
تیرا شغل کون جوان ہی لا کیا ضرب رکھتا ہی اُسنے لندھور کے سر پر گرز چلایا لندھور نے اسکو ڈھال پر ڈالا مگر ایک وار سات بیچ مین گڑ
گیا پھر رہے اسیر کہا کہ اگر بیچ مین پڑتا تو سر ہو جاتا مگر سر بہنہ تیلشی کا بال بھی ٹیڑھا نہوا تا شام دونون گرز بگرز لڑا کیے بلکہ کم
جنگ کیا کیے آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ تمنے سر بہنہ تیلشی کو کیسا پایا تمھاری

نظر مین کچھ وہ جوان سمایا الندھور نے کہا یا صاحبقران آدمی کیا مین نے تو قاف مین بھی کوئی دیو ایسا نہین دیکھا ہی
عقل حیران ہی یہ کس خلقت کا انسان ہی امیر نے ہنسکر کہا کہ بالندھور اُسکا بدن فولاد کا ہی آپ سر نیزہ تلوار گرز اثر نہین
کریگا وہ ان ہتھیارون کے مارنیسے نہین مریگا دوسرے دن سر برہنہ سے معدی کا مقابلہ ہوا باہم مقاتلہ ہوا جب معدی گرز
مارتا تھا سر برہنہ سر پر روکتا تھا معدی کرب گرز مارتے مارتے تھک گیا مگر سر برہنہ کے سر کو خبر نہوئی اسمین جنگل کیطرف
سے گرد اُٹھی دونون لشکر کے عیار خبر لائے کہ الجوش بربری چالیس ہزار سوار سے نوشیروان کی مدد کو آیا ہی منتخب اور چیدہ پہلوان اپنے
ساتھ لایا ہی نوشیروان نے کئی بادشاہونکو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا بارگاہ مین حاضر ہوا دیکھا کہ نوے گز کا قد و قامت رکھتا ہی دیو
کا شکوہ ہوا ایک بچہ ہی نوشیروان بکمال عزت و توقیر پیش آیا اور امیر حمزہ و عمرو عیار کا حال اُسکو مفصل سنایا اور طبل بازگشت
بجوا کر خیمہ گاہ میں اُسکو لاکے صحبت شراب کباب رقص و سرود کی اُسکے واسطے برپا کی سب چیز عیش و آرام کی مہیا کی صبحکو سر برہنہ
تیشی میدان مین آکر للکارا بڑے زور و شور سے ایک نعرہ مارا کہ حمزہ تو آپ کیون نہین مجھ سے مقابلہ کرتا ہی اپنے پہلوانونکو بھیجکر
اپنے دل کا [illegible] ہی مردانگی اسیکا نام ہی اور جا کر دونکا یہی کام ہی سنو امیر صف سے نہ نکلے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک غبار گرد کا اُٹھا
جب معترض ہوا دونے دامن گرد کو چاک کیا چالیس نشان نارنجی پھریرون کے دکھائی دیے عمرو نے دیکھکر امیر سے کہا یا صاحبقران
یہ ہی نقابدار نارنجی پوش ہی جو تمہارے پیچھے گاڑھے وقت مدد کو آتا تھا مجکو دشمنونکے ہاتھ سے بچاتا تھا اسمین نقابدار نے آکر ایک
طرف سے اپنے لشکر کی صف بندی کی سب پہلوانونکو اپنے اپنے موقع پر جگہ دی اور لشکر کفار کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جسکو جرات کا
گھمنڈ ہو وہ پہلے مجھ سے لڑے پیچھے اہل اسلام سے جنگ کرے امیر نے عمرو کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جیسے ہمنے تمہارے اوصاف
سنے ہین شب و روز یہی تمنا رہی کہ کب تم آؤ ہمسے تمسے ملاقات ہو اور تمہاری شجاعت و ہمت و مروت کا حال بچشم حسن
روشن ہو چکا ہی اسوقت ہم چاہتے ہین کہ تم ہماری کارزار کا تماشا دیکھو کہ وہ کبر بکو للکار چکا ہی ہمارا نام لیکر پکار چکا ہی اور بر وقت
طبل بازگشت بجے ہماری ملاقات کیے چلے نہ جایئے گا ہمسے ملاقات ضرور فرمایئے گا عمرو نے امیر کا پیغام جو نارنجی پوش کو سنایا
اُسنے بدل و جان قبول کیا امیر نے اشقر دیوزاد کی باگ لی اور فرمایا کہ تجھے سلاح سے لڑنا اوقات ضائع کرتا ہی میرے تیرے
زور ہوے اگر تو میرے پانون زمین سے اُٹھالیوے تو مین تیری اطاعت کرون اور اگر مین تجکو اُٹھا لون تو تو میرا [illegible]
کر اس بات پر تو رضامند ہو یہ امر تجھے پسند ہو سر برہنہ تیشی نے خوشی خوشی قبول کیا اور اُنکو جواب صواب دیا امیر گھوڑے پر سے
کود پڑے اور وہ بھی زمین پر آیا امیر کی کمر پکڑ کے زور کرنے لگا یہانتک زور کیا کہ گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا امیر جنبش
نہوئی مجبور ہوکر امیر سے ہاتھ اُٹھایا اُنکے اُٹھا لینے سے عاجز آیا عمرو نے لشکر سے پکار کے کہا کہ کیا [illegible] ہو جاو اب کی دم
مین امیر نعرہ کرتے ہین جسکی ہیبت سے سیکڑون کنار دم مین جان اپنی گذرتے ہین عمرو کے [illegible] کلام سننے سے جتنے کفار تھے
متعجب ہوے کہ اس عیار نے یہ کیا کہا اگر حمزہ نعرہ کریگا تو کرے سبھی پہلوان نعرہ کرتے ہین کہین پہلوان بھی آواز کے سننے سے
مرتے ہین اسمین امیر نے نعرہ کیا اکثر لشکر کفار مین غش ہو بہیرو کے کان کے پردے پھٹ گئے ہزارہا آدمی [illegible]

اس نعرے کے سننے سے بہت آدمی حیران ہوے ہوش وحواس سبکے پران ہوا غرض امیر نے سر برہنہ تیشی کی کمر میں
ڈالکر جو زور کیا تو پہلے ہی حملے میں سر سے اونچا اٹھا کر سات مرتبہ بالا گردان سر کیا اور زمین پر لٹا کے مشکین باندھ کے عمرو کو
دیوانہ تیشی اپنے بھائی کا یہ حال دیکھکر تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے اسکے ہاتھ کو معلق پکڑکے ایک لات اسکے گھوڑے کو ماری کہ گھوڑا
دس قدم پس پا ہوا اور دیوانہ تیشی زمین پر آرہا امیر نے سنبھلنے نہ دیا اسکی بھی مشکین باندھکے عمرو کے حوالہ کیا تو شیران نے
غمگین ہو کر طبل بازگشت بجوادیا اپنی فرودگاہ پر آیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام کیطرف پھرے نقابدار نارنجی پوش نے اپنے لشکر کو
حکم دیا اور سب سے اشارہ کیا کہ صاحبقران کے لشکر کے متصل اپنی شل لگاؤ اس لشکر کے مقابلے میں اپنے پرے جماؤ اور خود راست
بجا ستقیم امیر کے خیمے میں داخل ہوا با خود یا سکو لطف ملاقات حاصل ہوا امیر تعظیم و تکریم اس سے پیش آئے اور بہت سے عجائبات
قاف کے اسکو دکھلائے اور اپنی غیبت میں عمرو کی اعانت کرنیکا شکر ادا کرنے لگے نقابدار نارنجی پوش نے التماس کیا کہ یا امیر بہت
زیادہ مجکو خجل نکرو اجلہ سے زیادہ مجکو منفعل نکرو کوئی کام قابل شکر گذاری کے مجھسے ظہور میں نہیں آیا کوئی امر لائق تعریف
وقوع میں نہیں آیا میں خود نادم و خجل ہوں کہ آپکو قاف سے تشریف لائے بہت عرصہ دراز ہوا اور کیا کیا اس عرصہ میں مکروہات
پیش آئے آپنے کیسے کیسے رنج اٹھائے اور میں پہونچ نہ سکا امیر نے نرمی آواز سے گمان کیا کہ شاید نقابدار عورت ہے فی الفور ہاتھ
پکڑکے دوسرے خیمے میں تشریف لیگئے اور یہ کہلے کہ اب رہ نہیں سکتا اور یہ راز بھی برملا نہیں سکتا گستاخی معاف کیجیے مجکو الزام نہ دیجیے گا
جھٹ پٹ بند نقاب کھولکر الٹ دیا اسکے رخسارہ رشک قمر کو بیحجاب کیا اسکے چہرہ خورشید منظر کو دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑے عمرو
کی آنکھوں میں بھی چکا چوندھ سی آگئی نگاہ پر خیرگی چھا گئی مگر اپنے کو سنبھالکر فوراً امیر کے منھ پر عرق بید مشک گلاب چھڑکا اور
نقابدار سے بولا کہ قصور بے ادبی معاف ذرا امیر کے منھ سے منھ ملائیے برائے خدا اس امر میں تامل نفرمائیے کہ حضور کی خوشبو
امیر کے دماغ میں پہونچے اور ہوش میں آویں تمھاری مواصلت جسمانی سے تسکین پاویں نارنجی پوش نے کہ ایک مدت سے اسی آرزو میں شب کو
رونا اور روز کو شب کرتی تھی فوراً شرمسار ہوکر امیر کے منھ سے منھ ملایا انکی طبیعت کو بوس و کنار سے خوش کیا امیر نے آنکھیں
کھولدیں عمرو نے جھٹ پٹ فرش زر کو ایک ہی شاطر پیالا کر حاضر کیا دو دو جام پیئے تھے کہ پردہ حجاب میان سے اٹھ گیا امیر نے
آغوش میں لیکے احوال پوچھنا شروع کیا نقابدار نے بیان کرنا شروع کیا کہ نارنج پری میرا نام ہے ایک مدت سے قاف کو چھوڑ
کر کوہ سیلان پر رہتی ہوں آپکے فراق میں ہزاروں رنج سہتی ہوں جسدن آپ گستہم سے لڑتے تھے میرا تخت ہوا پر اڑا جاتا تھا
آپکے چہرہ خورشید منظر کو دیکھکر میں نے غش کیا نارنج پری میری وزیرزادی میرے ساتھ تھی مجکو غش میں لیکر کوہ سیلان پر لیگئی جب
میں ہوش میں آئی آپکے اشتیاق میں پھر اسی مقام پر جہاں آپکا نظارہ کیا تھا آئی اپنے ساتھ اور لوگ بھی لائی اور اپنی عیار پری کو آپکا
حال دریافت کرنیکو بھیجا معلوم ہوا کہ ادھر وزیرزادی میری مجکو میرے مکان پر لیگئی ادھر آپ عبدالرحمن جنی کیساتھ
پردہ قاف پر سدھارے میں کیا کہوں کہ اس عرصہ تک کیا کیا رنج فراق میں نے اٹھائے کیسے کیسے صدمے تمھاری
مفارقت میں پائے تا چار آپکی سلامتی اور آنا آپکا منایا کرتی تھی ہمیشہ اسی فکر و اندیشے میں رہا کرتی تھی جب

مجکو معلوم ہوا کہ آپ ناموس اپنا عمرو عیار کو سونپ گئے ہین اور نوشیروان چاہتا ہے کہ آپکے ناموس کو اُسکی بیٹی ہے بزد
تمہیں چھین لے مین نے چند پریزادون پیک کی ڈاک بٹھائی کہ جب عمرو پر کوئی غلبہ کرے مجکو خبر دین بہت جلد اطلاع کرین چنانچہ
ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب مین سنتی تھی کہ عمرو حریف سے قریب ہے کہ مغلوب ہو مین چڑھ دوڑتی تھی اور آپکے اقبال سے حریف کا
قلع قمع کر کے عمرو کو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتی تھی اُنکی مدد کرنے کے لیے جلد آتی تھی امیر نے یہ تقریر سنکر نارنج پری کے لب شیرین
کا بوسہ لیکر کہا کہ اے جان تمنے حریف کو تو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور مجکو تیغ احسان و اخلاق کیا یہ کہکر اُسیوقت عمرو
سے صیغۂ عقد پڑھوا کر اُسکو اپنے نکاح مین لائے اور تمام رات داد عیش کی دی اُسکے ساتھ عیش و عشرت کی صبح کو حمام
کر کے پوشاک تبدیل کی اور دربار کر کے سر برہنہ تبیشی و دیوانہ تبیشی کو طلب فرمایا اُن دونو کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ
مین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا دونون بھائیون نے دست بستہ ہوکر کہا کہ جسطرح جسے مردونکو ہم دزیر کرتے ہین جیسی لاوری
مرد دلیر کرتے ہین اب ہمارے آپ حاکم ہین اور ہم محکوم امیر نے دونونکو کلمہ تلقین کیا اور خلعت جمشیدی پہنا کر دونون
شاہزادونکو اپنے پہلو مین طلائی کرسیون پر بٹھایا اور بہت سی نوازش اُنکے حال پر کی ہر صورت سے تسلی دی اور آپ محل مین جا کر
ملکہ نارنج پری کے ساتھ عیش مین مشغول ہوے ایکدن لشکر کفار سے طبل کی آواز آئی پھر اُنھون نے نقارۂ جنگ کی صدا
سنائی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے پہلوانان قوی باز و نقارۂ جنگ کی آواز سُنتے ہی
سج سجا کر حاضر ہوے امیر کی خدمت مین لڑنے کے لیے ہتھیار لگا کر حاضر ہوے امیر نے میدان مین جا کر حریف کے مقابلے مین
چودہ صفین آراستہ کین الجوش میدان مین آکر مبارز طلب ہوا امیر کی طرف سے سرکوب ترک اُس کے مقابل ہوا
الجوش گھوڑے پر سے ایک سو ستر گز بلند اُچھلا اور پائین آتے وقت دو لتی اور چو بدستی اس زور سے سرکوب
کے سر پر ماری کہ سرکوب مثل مار چوب خوردہ زمین پر گر کے پیچ کھانے لگا اس ضرب کے صدمے سے اُسکو غش آنے لگا اور
الجوش گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا سرکوب نے اُٹھکر چاہا کہ گرز الجوش پر مارے الجوش نے پھر بدستور ادل کو دکر دو لاتین
سرکوب کو مارین اور گھوڑے پر جا رہا سرکوب ترک اس حرکت سے اُسکی کمال عاجز ہوا اور دونون لشکر بے اختیار
ہنسنے لگے سب چھوٹے بڑے خوب قہقہہ مار مار ہنسنے لگے کہ یہ نئی وضع لڑائی کی ہے اتنے مین جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونون
لشکر کے عیار حال دریافت کرنے لگے معلوم ہوا کہ سموم عادی و سینا عادی و قباد عادی و ہیجا ذرعادی کہ چارون
بھائی حقیقی ہین کوہ البرز سے نوشیروان کی مدد کو آتے ہین بڑا سامان جنگ و جدال اپنے ہمراہ لاتے ہین چار ہزار عادی
ہمراہ ہین سب اسباب حرب حسب لخواہ ہے نوشیروان نے کئی سردار اُنکے استقبال کے واسطے بھیجے اور عند الملاقات بہت سی
تعظیم و تکریم اُنکی کی ناگاہ لشکر اسلام مین غل ہوا کہ ایک گورخر نے صحرا سے آکر صدہا آدمی زخمی کیے ہین امیر اُسکی طرف
متوجہ ہوے آگے آگے تو وہ اور پیچھے پیچھے اُسکے امیر اشقر کو ڈپٹائے ہوئے چلے گئے اس گورخر کے مارنیکے واسطے گھوڑا
دوڑائے ہوے چلے گئے گورخر نے شام تک اسقدر راہ طے کی کہ امیر دوسری سرحد مین جا رہے اور شام کے ہوتے ہی گورخر نظر و نے

غائب ہوگیا امیر سخت متحیر ہوے کہ گورخر کدھر گیا جب اُسکا ٹھکانا نہ لگا مجبور شکار کر کباب لگا کھالی کے رات کی رات ایک
درخت کے نیچے سو رہے صبح کو جب اُٹھے تو پھر گورخر دکھائی دیا امیر نے جلد اسکا پیچھا کیا جاتے جاتے ایک باغ مین گورخر گھس گیا امیر بھی اسکے پیچھے
باغ مین گیے پتہ پتہ بوٹہ بوٹہ جھاڑی جھاڑی باغ کی ڈھونڈھ ماری مگر گورخر گدھے کے سینگ کیطرح سے غائب ہوگیا امیر ایک
درخت کے نیچے بیٹھ گیے لیکن بھوک سے کلیجہ ملا جاتا تھا ضعف کے سبب سے غش پر غش آتا تھا ایک طرف باغ کے گوشے مین بکریون
گلہ نظر آیا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل نے قرار پایا امیر نے اُسمین سے ایک بکری کو ذبح کیا اور درخت کی لکڑی توڑ کر آگ سلگائی
کباب بھوننا شروع کیا گلہ بان نے دیکھا کہ ایک شخص اجنبی باغ مین بیٹھا ہوا بکری کا کباب بھون رہا ہی قندز سر شبان کو کہ
اُسکا وہ نوکر تھا خبر دی جلد سے جاکر اُسکو اطلاع کی قندز سنتے ہی سات سو منی گرز لیکر امیر کے سر پر آیا اور بزور تمام امیر
سر پر گرز لگایا امیر نے اُسکو اُٹھا کر تالاب مین پھینکدیا پانی مین اُسکو تر بتر کیا وہ متعجب ہوکر پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون
آجتک کسی نے میری پیٹھ زمین سے نہین لگائی مین نے کسی سے کبھی شکست نہین پائی مگر تو نے باسانی مجکو اُٹھا کر تالاب
مین ڈالدیا اور میرے نوکرون کے آگے مجکو بے آبرو کیا امیر نے فرمایا میرا نام سعد شامی ہی مین حمزہ کا بھائی ہون مجھ مین
زور خداداد ہی میرا جسم سختی مین فولاد ہی قندز دوڑ کے امیر کے قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ سواے حمزہ کے دوسرے نے یہ طاقت
کہان پائی ہی ویسی صفت دنیا مین کب کسی کو میسر آئی ہی کہ مجکو پچھاڑے میرا نام و نشان اسطرح سے بگاڑے بلا شک تو حمزہ ہی امیر
نے مکرر کہا کہ مین حمزہ کا بھائی ہون قندز نے امیر سے کہا کہ اب مین جیتے جی تمھارے قدم سے جدا نہونگا مین نے عہد کیا
کہ اب تمسے مفارقت نکرونگا امیر نے فرمایا بشرطیکہ تو مسلمان ہوکر دین حق کا تابع فرمان ہووے اُسنے اُسیدم بصدق دل
کلمہ پڑھا اور چند روز تک امیر کو اپنا مہمان رکھا بہت خاطرداری کی ہر طرح سے تابعداری کی امیر نے ایک روز پوچھا کہ یہ سرحد کس
ملک کی ہی قندز نے کہا کہ یہ سرحد خرسنہ کی ہی اور فتح نوش بادشاہ کا نام ہی اور ایک بیٹی ایسی حسین و صاحب جمال رکھتا
ہی کہ اگر اُس سے خورشید و ماہ کسب نور کرین تو بجا ہی صورت شکل مین یکتا ہی مگر وہ کسی کو قبول نہین کرتی کس کس ملک
کے بادشاہون اور شاہزادون نے اُسکی خواہش نہین کی مگر اُسنے سواے انکار کے حرف اقرار کا آشناے زبان نہین کیا ہی
جواب صاف دیا امیر نے فرمایا کہ اے قندز مجکو اُسکے شہر مین لیچل قندز بولا بہت خوب مین لیچلنے کو تیار ہون آپکا تابعدار ہون
دوسرے دن امیر شہر کیطرف قندز کے ساتھ روانہ ہوے دس کوس گئے ہونگے کہ قندز نے کہا اب کہین اُتریے کچھ کھائیے
ذرا آرام فرمائیے امیر نے ایک مقام پر توقف کیا اور دو بکریونکا کباب لگایا امیر تو مسلم ایک بکری نہ کھا سکے مگر قندز
نے اپنے حصہ کی بکری کھاکے امیر کے آگے سے جسقدر کباب بچے تھے اُسکو بھی کھایا امیر کو اُسکے کھانے پر تعجب آیا وہ
وہانسے پھر چلے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ قندز نے امیر سے کہا اپنا تو بھوک کے مارے قدم نہین اُٹھتا ہی میرا تو آپکے ساتھ
مین دم گھٹتا ہی امیر اس سخن سے بہت متعجب ہوے دلمین کہا کہ قندز بھی جوع البقر مین کچھ معدی کرب سے کم نہین ہی اسکو
بھوک کا تحمل ایکدم نہین ہی امیر نے فرمایا کہ بیان کیا ہی کہ تجھے کھانے کو دو دن بھلا اس جنگل مین تیرے کھانے کی کیا تدبیر

کردن آگے چلکے دیکھا جائیگا کچھ تو آخر بلا تمھ آئیگا وہ چند قدم چلکے بیٹھ گیا کہ میری تو مارے بھوک کے انتڑیان قل ھو اللہ
پڑھتی ہین امیر سخت حیران ہوے اُسکی درماندگی سے سخت پریشان ہوے ایک طرف دیکھا کہ تاجر اُترے ہوے ہین امیر
نے کاروان سالار سے ملاقات کرکے کہا کہ مجھکو تھوڑا سا کھانا دے سکتے ہو کاروان سالار بہت اشراف و سیر چشم تھا
بولا تھوڑا کیا بہت سا کھانا حاضر ہی بسم اللہ تشریف لائیے اور دل کھول کے نوشجان فرمائیے امیر نے قندز سے غزالہ کو
لے پیٹ بھر کے کھانے اُسنے خوب سیر ہوکے کھایا امیر نے کاروان سالار سے پوچھا کہ تم لوگ کہان جاؤگے وہ بولے کہ ارادہ ہمارا
خرسنہ کا ہی مگر سُنا ہی کہ فولاد نامے غلام قیصر روم کا قیصر سے بغاوت کرکے رہزنی کرتا ہی اور مال و اسباب ہمارے ساتھ
بہت سا ہی ڈرتے ہین کہ ایسا نہو وہ غارت کرکے لیجا دے ہمکو فقیر بنا دے امیر نے فرمایا کہ ہر گاہ مین تمھارے ساتھ ہون
ڈرنا تمکو نہین چاہیے کسی طرح خوف کرنا تمکو نہین چاہیے کاروان سالار نے پوچھا کہ ای جوان آخر تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی
اور کدھر جائیگا اپنا حال مفصل بیان کر کہ کس شہر مین قیام فرمائیگا امیر نے کہا کہ سعد شامی میرا نام ہی حمزہ کا بھائی
ہون ایک گورخر مجھکو اس بیابان مین لے آیا ہی اُسنے مجھکو بیابان خاک پہونچایا ہی شہر خرسنہ کی تعریف سُنکر دل مشتاق ہوا کہ اسکو
دیکھا چاہیے لہذا خرسنہ کو جاتا ہون اپنا ارادہ سچ سچ تمکو بتاتا ہون کاروان سالار خوش ہوکر کہنے لگا الحمد للہ کہ تم بیٹے خواجہ
عبد المطلب کے ہو عبد المطلب میرے بڑے دوست ہین پس تم ہمارے فرزند کی جگہ ہو یہ سب مال تمھارا ہی ہی کچھ تہیدستی کا اندیشہ نکرو
ہر طرح سے خاطر جمع رکھو اور انشاء اللہ المستعان شہر خرسنہ مین پہونچکر پنجم حصہ سب مال کا مین تمکو دونگا اپنے مال و متاع سے بھی
مین تمکو فقیر نہ کرونگا امیر نے فرمایا کہ ہر گاہ گفتگو فرزندی و پدری درمیان مین آئی تمنے میرے حال پر ایسی مہربانی فرمائی تو حصہ
لینے دینے سے کیا علاقہ رہا تم خاطر جمع رکھو فولاد کیا مال ہی اگر اُسکا آقا قیصر چاہے کہ تمھاری بے رضامندی کے ایک تنکا
اس مال و متاع مین سے لیوے تو ہاتھ اُسکے قلم کر ڈالون تمام اُسکی سلطنت کو برہم کر ڈالون کاروان سالار خوش ہوکر دعا دینے
دینے لگا قندز نے امیر سے کہا کہ اُسنے حصہ پنجم دینے کا وعدہ کیا آپ انکار کیون کرتے ہین مال کثیر ہاتھ آوے تو اُسکو کیون
چھوڑیے اللہ جب غیب سے عنایت فرمائے تو اُس سے کیون منہ موڑیے مین تو شہر مین پہونچکر سوداگرون سے قرار یہ جب
حصہ لونگا ہر گز لینے مین دریغ نکرونگا امیر نے کہا ای قندز تو کتنا مال لیویگا گھبراتا کیون ہی اُٹھا بھی تو نہ سکیگا اسقدر
مال ہاتھ آئیگا کہ سنبھال رکھنا مشکل ہو جائیگا القصہ امیر نے بھی کاروانیون کے کہنے سے وہین مقام کیا دوسرے دن کاروان کے
ہمراہ ہوے تھا گمان یہ خبر کسی نے فولاد کو دی کاروان کے پہونچنے سے اطلاع کی کہ ایک قافلہ سوداگرونکا با مال و متاع کثیر خرسنہ
کو جاتا ہی اُسکے ساتھ بہت مال و زر نظر آتا ہی فولاد نے کاروانیونکو آگھیرا قندز مزاحم ہوا ایک چور نے اُسکا مقابلہ کیا قندز
نے ایک گرز ایسا اُسکے سر پر مارا کہ کان کی راہ سے مغز کا گودا نکلگیا ایک ہی ضرب مین گرز کا منکا ڈھل گیا رہزنون نے شور و غل
کیا فولاد خود قندز کے سامنے آیا امیر اپنا حربہ چلایا امیر نے پہونچکر فولاد کی کمر مین ہاتھ ڈالکے پانون کا سے نکالکر ایک لات ایسی
اُسکے مرکب کو ماری کہ گھوڑا پچاس قدم پیچھے پا ہو گیا اور فولاد امیر کے ہاتھ مین آیا امیر نے اُسکو سر گردان کرکے زمین پر دے مارا چاہتا تھا

اٹھکر بھاگے قندز نے ایک گرز جو مارا سر اُسکا زمین مین پست ہوگیا امیر نے قندز سے کہا کہ پھر کبھی ایسا کام نکرنا کیونکہ اگر وہ
مسلمان ہوتا تو تیرا بار ہوتا بے جواب دیے کسی کافر کو نہ مارنا چاہیے چندروز کے بعد شہر خرسنہ مین پہونچکر ایک سرا مین ٹہکا
عیش و عشرت کرنے لگے ایام زندگی کمال طغیان سے گذرنے لگے کاروان سالار نے پنجم حصہ اپنے مال کا امیر کے
سامنے لایا کہ حسب وعدہ یہ حاضر ہی امیر نے وہ مال کثیر اُسی کو معاف کیا ہر چند کہ اُسنے منت و سماجت کی امیر نے کچھ نہ لیا
اور فقرا کو اسقدر مال اپنے پاس سے خیرات کیا کہ ہر ایک غنی ہوگیا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ فتح نوش کو بھی پہونچی کہ
ایک شخص نودارد کاروان سرا مین بیٹھا ہوا ایسی داد و دہش کر رہا ہی رابعہ پلاس پوش دختر فتح نوش نے بھی سنا اُسنے اپنے
دل مین کہا کہ بارہا مجھسے نجومیون نے کہا ہی کہ حمزہ خود اس شہر مین آکر تیرے ساتھ شادی کریگا شاید یہ شخص حمزہ ہو لونڈیون سے
کہا کہ دیکھو تو کون شخص ایسا آیا ہی کہ سخاوت مین گور حاتم پر لات مارتا ہی فقیر دو دو ٹکڑے چلو ہر دم یہی پکار رہا ہی لونڈیون نے
سرا مین جاکر امیر کی صورت جو دیکھی آپسمین کہنے لگین کہ ملکہ کے پاس جو تصویر ہی اس جوان سے کتنی مشابہ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ
تصویر خواہ مخواہ اسی جوان کی ہی بھونچکی جاکر ملکہ سے کہا کہ ملکہ صاحبہ مبارک ہو جسکی تصویر آپکے پاس ہی وہی شخص داد و دہش کر رہا ہی
اسقدر خیرات کی ہی اور اتنی دولت دی ہی کہ ہر مفلس تونگر ہوگیا زردار مین قارون کے برابر ہوگیا پلاس پوش بہت اپنے دل مین مسرور
ہوئی تھی اور اسیدن سنا کی نامے خلف شاہ فرنگ با لشکر بیشمار آکے شہر کو تاراج اور عیب مارنے لگا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی اُسنے
رعیت کو قلعہ کے اندر لیکے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شہر خالی یہ شور و غل امیر کے کانون تک بھی پہونچا امیر نے وہان کے باشندون سے پوچھا کہ
آخر سبب نزاع کا کیا ہی یہ کیسا شور اور ہنگامہ ہی کیا ماجرا ہی واقفکارون نے کہا کہ شاہ فرنگ نے اپنے بیٹے کے لیے دختر بادشاہ
طلب کی تھی بادشاہ کو تو کچھ عذر نہ تھا مگر دختر شاہ نے قبول نہین کیا اسواسطے وہ چڑھ آیا ہی اُسکے تاراج کرنے کیواسطے اب تک
آیا ہی اکثر محلے شہر کے تو تاراج کر چکا ہی اب قصد قلعہ کے اندر جانیکا کرتا ہی سیکڑون آدمیون کو محتاج کر چکا ہی امیر نے یہ کیفیت
سنکر قندز سے کہا کہ اشقر پر زین رکھو اور اُن کافرونکو یہانسے دور کرو قندز نے حسب ارشاد امیر اشقر کو تیار کرکے
سلاح امیر کے آگے رکھدیے سب ہتھیار اُنکے حوالے کیا امیر سلاح بدن پر لگاکے اشقر پر سوار ہوے اور لڑنے پر تیار ہوے
اور قندز کو ساتھ لیکر شاہ دروازے پر گئے کوتوال سے کہا دروازہ کھولدے کہ مین باہر جاؤن فوراً اس مخمصہ کو دیکھ آؤن
کوتوال نے کہا کہ آپ دیکھتے ہین کیسا آشوب ہو رہا ہی یہ وقت شہر سے باہر جانیکا نہین ہی ہرگز قدم اُٹھانیکا نہین ہی
ہر چند امیر نے اصرار کیا لیکن کوتوال نے دروازہ نہ کھولا قندز نے جھنجھلا کر ایک گرز جو کوتوال کو مارا سر اسکا پست ہوکر
بھیجا ناک کی راہ سے نکل آیا ایسا زخم کاری کھایا امیر نے کہا کہ ظالم اس عاجز و ضعیف کو کیون مارا قندز بولا کہ اُسنے
دروازہ کیون نہ کھولا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی کہ وہ مسافر جو کئی دن سے سرا مین خیرات کیا کرتا تھا شاہزادہ فرنگ سے
لڑنیکو جاتا ہی اپنی شجاعت جوانمردی دکھاتا ہی فتح نوش اُسیدم سوار ہوکے امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ای عزیز مسافر غریب الوطن
یکہ و تنہا اتنی فوج کثیر سے لڑنیکو کیون جاتا ہی ایسی محنت شاقہ کیون اُٹھاتا ہی نہ میرا نوکر ہی کہ حق نمک ادا کرتا ہی نہ کبھی

کی ملاقات ہو کہ پاس ملاقات دامنگیر ہوئی پس تو اپنی جان عزیز کیلئے گنواتا ہو مفت مین اپنے کو بلا مین پھنساتا ہو اور اگر یہی ارادہ ہو تو مین اپنی فوج کو اگرچہ غنیم کے مقابلہ مین بہت قلیل ہو اور یہی وجہ میرے قلعہ بند ہونیکی ہو تیرے ساتھ کر دون جہانتک ممکن ہو تیری مدد کرون امیر نے کہا کہ فوج کی کوئی ضرورت نہین ہو آپ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کے تماشا دیکھیے ہرگاہ غنیم شکست اُٹھا کر بھاگے اسوقت قلعہ سے نکلکر اُسکا مال و اسباب تاراج کیجیے دشمنونکا اسباب نذر لیجیے فتح نوش نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا اگر یہی مرضی ہو تو مین ناچار ہون جو آپ فرماتے ہین مین تابعدار ہون امیر مع قندز رزمگاہ مین آکے جسقدر فوج تھی اُسکے پرے جمائے یہ خبر دختر فتح نوش کو بھی پہونچی ایک بلندی پر چڑھ کے سر کے بال کھولکر زیر آسمان دعائین مانگنے لگی کہ بارالٰہا اس جوان کو اپنی پناہ مین رکھنا کہ للہ لڑنیکو جاتا ہو غیر شخص کیواسطے ایسی مصیبت اُٹھاتا ہو اور دوربین لگا کے امیر کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگی فرنگیون نے جانا کہ یہ دونون آدمی صلح کا پیغام دینے کو آتے ہین حقیا خان ایک سوار کو بھیجا کہ اُنسے دریافت کر آؤ کہ کس ارادے پر اسطرف آتے ہین کیا کچھ پیام ہمارے پاس لاتے ہین اُسنے جا امیر سے پوچھا کہ سردار ہمارا پوچھتا ہو کہ آپکا ارادہ کیا ہو کیون تم آتے ہو کسنے تمکو بھیجا ہو قندز بولا کہ تیرا کیا ارادہ ہو اگر مرد ہو تو میرے سامنے آ میدان مین اگر اپنی بہادری دکھا فرنگی سوار بولا کہ چیونٹی کو بھی پر لگے یہ کہکر قندز پر برچھ چلائی قندز نے اُسکی ضرب رد کر کے ایک ایسا گرز مارا کہ وہ فرنگی مع مرکب زمین مین پست ہو گیا نسائی نے یہ حال دیکھکر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ ان دونون کو پکڑ لاؤ اُنکے پکڑنے مین دیر نہ لگاؤ قندز نے اُسکو بھی اُسکے پاس بھیجدیا تھوڑی دیر کے عرصہ مین چالیس پہلوان فرنگی قندز کے ہاتھ سے مارے گئے فرنگی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ دونون آدمی نہین ہین بلاشبہہ یہ قوم جنات سے ہین یا بلاء آسمانی ہمپر نازل ہوئی ہو ہم کسیطرح سے انکے ہاتھ سے نجات نہ پائینگے سیدھے ملک عدم کو جائینگے شاہ خرسنہ اس کیفیت کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور وزیر سے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین اور کہانسے آئے ہین اور کدھر کو جاتے ہین مفصل بیان کر کہ کس ملک سے تشریف لاتے ہین وزیر نے کہا کہ ایک قافلہ سوداگرونکا سرا مین آکر اترا ہو شاید انھین کے ساتھ یہ بھی ہین بادشاہ نے فرمایا قافلہ سالار کو حاضر کرو کہ مین اُس سے ملاقات کرون اُسکے حال سے مطلع ہون ہرگاہ قافلہ سالار حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا سچ بتاؤ یہ دونون جوان کون ہین ایسے بیمثل پہلوان کون ہین اُسنے تمام کیفیت اثناے راہ کی بیان کر کے عرض کی کہ یہ جو گھوڑے پر سوار ہو حمزہ کا بھائی ہو اور وہ جو پیادہ ہو اسی سوار کے ہمراہ ہو انکے حال سے اسقدر بندہ تو آگاہ ہو بادشاہ نے کہا کہ قیاس چاہتا ہو کہ یہی حمزہ ہو کیونکہ یہ شجاعت و ہمت سوا حمزہ کے کسنے پائی ہو جسکی بہادری کی قائل ہماری خدائی ہو حیف ہو کہ اتنے دنسے میرے شہر مین وارد تھا اور مجھکو کم و کیف اسکا مطلق معلوم ہوا نہین تو مین اسکی مہمانداری کرتا ہر طرح سے خاطرداری کرتا بہر حال یا زندہ صحبت باقی القصہ جب چالیس پہلوان فرنگ قندز کے بھیجے ہوئے جہنم کو گئے نشان بردار فوج فرنگ غیظ مین آکر خود قندز کے سامنے آیا اُسسے لڑنے کے لیے قدم بڑھایا قندز نے اُسپر بھی وار کیا اُسنے گرز پکڑ لیا اور چھیننے لگا قندز نے امیر کو پکارا کہ بھائی سعد شامی جلد اعانت کرو نہین تو گرز ہاتھ سے جاتا ہو یہ کافر مجھپر قابو پاتا ہو امیر نے

اس زور سے نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا اور سواران فرنگ ہیبت سے گھوڑونکے نیچے آرہے گڑھون مین جا رہے
اور گھوڑے خالی کاٹھی جنگل کیطرف بھاگے اور لشکر فرنگ کے نشان بردار کا ہاتھ ڈھیلا ہوگیا قندز نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ
کھینچ لیا ایسا زور کیا نشان بردار نے کرچ میانسے لیکر قندز پر وار کیا امیر نے قندز کو پیچھے ہٹا کر ایک وار تلوار کا ایسا
مارا کہ نشان بردار کا ہاتھ شانہ سے جدا ہوگیا تمام فوج مین شور و ہنگامہ محشر بپا ہوگیا تب تونسالی بشرہ فرنگ بھاگا امیر
قندز نے چار کوس تک انکا پیچھا کر کے ہزارہا فرنگی کو قتل کیا کسی کو بچنے نہ دیا فتح نوش اس ظفر کو دیکھکر حسب
گفتہ امیر مع فوج قلعہ سے باہر نکلا اور مال و منال فرنگیونکا خوب لوٹا تمام لشکر اسباب غنیمت پر ٹوٹا اور کہا کہ یہ سب
مال سعد شامی کا ہی خبردار اسپر کوئی دست انداز نہوئے اس مال و متاع کے لینے پر کسی کا ہاتھ دراز نہوئے اور رابعہ یا
نوش نے دروازہ خزانہ کا بہ نیت تصدق امیر کھولدیا روپیہ بیبہا بے انتہا محتاجونکو دیا کوئی فقیر اس شہر مین ایسا نہ تھا کہ امیر
نہین ہوگیا ہرگاہ امیر مظفر و منصور شہر کیطرف پھرے فتح نوش امیر کو لیکر قلعہ مین داخل ہوا دشمنونکی طرفسے اسکو اطمینان حاصل ہوا
اور مرکب سے اُتر کے قدمبوس ہوا اور جسقدر لوٹ اہل فرنگ کی تھی امیر کے روبرو رکھی امیر نے اُسے گلے سے لگا کر کہا کہ اس متاع
کو اپنی فوج پر تقسیم کر دو سب لشکر کو بطور انعام مرحمت کرو قندز حیران ہو کر چپ ہو رہا فتح نوش نے بڑے تکلف سے امیر کی
مہمانی کی اور آپ بھی امیر کے ساتھ شراب و کباب نوش کیا قندز کو جو نشہ غالب ہوا فتح نوش کے پہلوانان نامی پہلوانون سے کج بحثی کرنے
لگا امیر نے اسکو منع کیا ایسی گفتگو کرنے سے ڈانٹا القصہ کئی روز جشن رہا فتح نوش نے وزیر سے علحدہ ہو کر کہا کہ اگر رابعہ
مانتی تو اس سے بہتر جفت میسر نہین ہوتا ہی جاؤ تم اسکا مزاج تو لو اگر وہ مانے تو مین اس جوان کو پیغام دونگا اس عقد کرنیکا
ذکر کرونگا وزیر نے رابعہ سے جا کر کہا رابعہ نے سر نیچا کر کے کہا جو مرضی بادشاہ کی مین تابعدار ہون بادشاہ جو ارشاد فرماینگے اُسکے
قبول کرنے مین ناچار ہون بادشاہ نے منت کر امیر سے دامادی کی استدعا کی امیر نے برضا و رغبت قبول کیا اُسی وقت سے
شادی کی تیاری ہونیلگی اور نجومیونکو بلا کر ایک روز ٹھہرایا اہل نجوم سے ایکدن نیک اس کام کے لیے استفسار فرمایا محفل عقد
کے دن امیر نے عمرو کو اپنے دل مین یاد کیا کہ حیف ہی کہ آج عمرو نہین اگر وہ موجود ہوتا تو نہایت خوشنود ہوتا اب عمرو کا حال
سُنیئے کہ جسدن سے امیر نے گور خر پر گھوڑا اُٹھایا تھا اشقر اُسکے پیچھے دوڑایا تھا اُسیدن سے وہ بھی امیر کی تلاش کو نکلا تھا
اور جہان جہان شکارگاہ مین امیر کا گذر ہوا تھا وہان وہ بھی پہونچکر امیر کا حال دریافت کرتا چلا آتا تھا جہان سُراغ
پاتا تھا اُسی طرف جاتا تھا جب قندز کے باغ مین پہونچا چوبان نے عندالاستفسار کہا کہ امیر صاحبقران کو تو ہم
نہین جانتے اس نام کے شخص کو تو ہم نہین پہچانتے مگر ایک شخص سعد شامی نامے برادر حمزہ یہان آیا تھا ہمارے
یہان کچھ قیام فرمایا تھا چند روز رہ کر ہمارے آقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خرسنہ کیطرف گیا ہی عمرو سمجھا کہ امیر تھے اُسیدم قدم مارتا
وہانسے چلا اور شہر خرسنہ مین آن پہونچا خدا کی قدرت دیکھا چاہیے کہ دو ساعت قبل نکاح فتح نوش کی ڈیوڑھی پر پہونچا
اور دربانون سے کہا کہ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ سعد شامی نامے میرا غلام بھاگ کر تمہارے پاس آیا ہے

اسنے اپنے تئین چھپایا ہی اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو اسمین ہرگز تامل نکرو نہین تو اچھا نہوگا دربانون نے اسیطرح بادشاہ سے کہا امیر نے پوچھا کہ اسکی وضع وہیئت لباس کیا ہی اندازہ کیسا ہی دربانون نے کہا کہ تیرہ گز کا تو قد ہی اور سرخ بانات سقرلاتی کی پانچ گز لمبی ٹوپی سر پر ہی اور اسپر دو پر لگے ہوے ہین ہر دم بے ہوا ہلتے ہین اور نمد کی قبا گلے مین ہی اور ایک توبڑا حمائل کیے ہوئے ہی کمان چند جا سے بندھی ہوئی دوش پر اور چند تیر بے پر و پیکان کمر مین کاغذی ڈھال پشت پر ٹھارہ من کا سونٹا ہاتھ مین لیے ہوے قبائے نمدی پر ایک پیراہن سیاہ رنگ ایسا ڈھیلا ڈھالا پہنے ہی کہ بلا مبالغہ اسکی آستین مین شیر کا بچہ رہ سکتا ہی اسکے سامنے کسکی مجال ہی اور کون کوئی بات کہہ سکتا ہی امیر ہیئت سنکر بارگاہ سے نکل آئے سب لگ بڑا تعجب لائے عمرو دوڑکر قدمون پر گر پڑا امیر نے اسکو سینے سے لگایا بہت التفات اور پیار فرمایا اور ہاتھ پکڑکے بارگاہ مین لاکر بادشاہ سے ملاقات کروائی انکی عیاری اور چالاکی اور محبت کی سب کیفیت سنائی بادشاہ نے کہا کہ انکی تعریف تو کیجیے یہ کون ہین امیر نے فرمایا کہ یہ نوشیروان کا مسخرہ ہی عمرو بولا کہ مسخرے تو امیر و بادشاہ ہوتے ہین بڑے صاحب عزت و جاہ ہوتے ہین مجھ غریب نے یہ رتبہ کہان پایا ساری محفل ہنس پڑی جب وقت نکاح کا قریب آیا امیر نے عمرو سے کہا کہ جلد جاکر کسی قاضی کو عقد پڑھنے کیواسطے لے آؤ اسمین ہرگز دیر نہ لگاؤ مگر وہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو عمرو نے بارگاہ سے نکلکر صورت اپنی تبدیل کی دو سفید براق بالونکی دو گز لمبی ڈاڑھی اپنے چہرے پر لگائی مشائخونکی صورت بنائی اور ایک کرتا ایسا ڈھیلا ڈھالا کہ جسکی آستین مین بچہ سیمرغ رہ سکے پہنا اور بغدادی گنبد ایک عمامہ سر پر باندھا کئی گز کا عصا ہاتھ مین لے کے لنگ کرتا ہوا بارگاہ مین آیا جتنے حاضرین تھے مع امیر فتح نوش بتعظیم و تکریم پیش آئے تمام اہل محفل یک زبان ہوکر بولے کہ ہمنے آجتک سوا کبھی ایسا مرد بزرگ اس شہر مین نہین دیکھا معلوم نہین کہ حضرت کہان سے اسوقت رونق افروز ہوے کہ ہم سب لوگ آپکی خدمت سے بہرہ اندوز ہوے امیر نے اپنے بالا دست قاضی جی کو بٹھلا کر حکم عقد خوانی کا دیا عمرو نے تعمیل ارشاد کیا اور اس خوش الحانی و قرأت سے خطبہ پڑھا کہ سامعین کو رقت آگئی سب اہل محفل پر ایک حالت وجد چھا گئی بادشاہ نے ہزار درم عمرو کے آگے رکھے عمرو نے کہا کہ مین بغیر پانچہزار دینار کے نہ لونگا زر قلیل ہرگز قبول نکرونگا قندز بولا کہ ای مولوی صاحب اگرچہ یہ ہزار درم آپکے کام کے نہین ہین تو مجکو عنایت کرو آپکے نزدیک اگر انکی کچھ حقیقت نہین ہی تو مجھی کو دیدو عمرو نے اسیوقت وہ درم اٹھا کے اپنی جوتی کے اندر ڈال لیے اور ایک عصا قندز کو ایسا مارا کہ قندز داد بیداد کرنے لگا عمرو تو وہانسے غائب ہوا قندز بڑبڑانے لگا کہ کیا مضائقہ ہی کبھی تو قاضی صاحب راہ باٹ مین ملینگے اسکا بدلا ایسا لونگا اور اتنا ذلیل کرونگا کہ زندگی بھر یاد کرینگے بادشاہ نے امیر سے پوچھا کہ آخر یہ شخص کہانسے آیا تھا امیر نے کہا کہ غیب سے آیا تھا اللہ نے اس نیک بندے کو بھجوایا تھا پھر قندز نے پوچھا کہ وہ مسخرہ جو آیا تھا معلوم نہین کدھر کو گیا ایسے قاضی کو لایا کہ جسنے بے قصور مجکو عصا مارا میرا جسم ابتک درد کرتا ہی ایسا بے تحاشا مارا اگر قاضی نہ ملیگا تو مین اُسی سے سمجھونگا بہت بری طرح سے پیش آؤنگا عمرو تھوڑی دیر کے

بعد پھر بارگاہ مین آیا اور نیا رنگ لایا کہ قلندر کے سر پر سر رکھکر پانون اوپر اٹھا کے ایسا ناچا کہ اہل محفل دیکھکر ہنسی کے
رے لوٹ لوٹ گئے اسکی چالاکی اور مسخرگی سے حیرت مین ہے بادشاہ بھی عمر کی حرکتون سے بہت محظوظ ہوا اور وزیر سے
کہنے لگا کہ ایسا بے نظیر آدمی کبھی نہ دیکھا تھا واقعی یہ شخص قسم عیاری مین کامل ہی اسکو ہر طرح کی مہارت حاصل ہی بعد ازان
دور ساغر مے رنگا رنگ چلنے لگا اور ارباب محفل بدست ہوکر ناچنے لگے ہر شخص بادۂ سرور سے سرشار ہوا اور رنج و غم
یون سے برکنار ہوا بادشاہ نے بہت سا انعام عمرو کو دیا سب کو بہر صورت خوش کیا اور ساعت شبانہ روز جشن
یا آٹھوین دن امیر نے عمرو سے کہا کہ تم لشکر مین جاؤ مین بھی چند روز کے بعد آتا ہون کچھ یہان کی کیفیت اٹھاتا
ہون عمرو تو لشکر کیطرف روانہ ہوا امیر محل مین جاکر رات دن رابعہ پلاس پوش کے ساتھ عیش کرنے لگے تھوڑے
دنون کے بعد محلدار نے حاضر ہوکر امیر کو مژدہ دیا کہ ملکہ صاحبہ حاملہ ہین امیر نے فرمایا کہ جبتک لڑکا پیدا نہو لیگا تب تک
مین یہین رہونگا کہین جانیکا قصد نہ کرونگا رابعہ بولی کہ اے سعد شامی میری بھی یہی خوشی ہی کیونکہ مین نے تمھارے
عشق مین ٹاٹ پہنکر دن کاٹے ہین اب تھوڑے دن تو بھلا عیش مین اوقات کٹے خوشی سے دن رات کٹے

جانا امیر کا فتح یار برادر فتح نوش کے ملک مین اور مارنا اژدہے کو اور پیدا ہونا شاہزادہ علم شیر رومی کا

راویان شیرین سخن و سخنوران داستان کہن اسطرح سخن پرداز ہین کہ فتح یار نامے فتح نوش کا چھوٹا بھائی کہ خرسنہ
کے قریب اسکا بھی ملک تھا اسنے سنا کہ فتح نوش نے رابعہ کی شادی ایک مسافر کے ساتھ کردی اور یہ بات اسنے خلاف قاعدہ
اپنی قوم کے کی بھائی کو نامہ لکھا کہ مین بھی داماد کی ملاقات کا مشتاق ہون تھوڑے دنون کیواسطے میرے پاس بھیجدو کہ ہم لوگ
بھی انکی ملاقات سے حظ اٹھائین وہ یہان ضرور تشریف لائین فتح نوش نے وہ نامہ امیر کو دکھلایا انکے اشتیاق ملاقات
کا حال انکو سنایا امیر نے کہا کیا مضائقہ ہی مین جاؤنگا انکی خاطر سے تکلیف سفر اٹھاؤنگا چنانچہ دوسرے دن امیر فتح یار
کے ملک کیطرف روانہ ہوئے جب شہر مین داخل ہوئے فتح یار استقبال کرکے امیر کو لیگیا اور بہت سی عزت و تعظیم و توقیر
خاطرداری امیر کی کی امیر کو طلائی کرسی پر بٹھلایا اور باتین کرنے لگا کہ دفعتًہ واحدۃً شور و غل کی آواز آئی امیر نے پوچھا کہ
یہ شور و غل کیسا ہی فتح یار نے کہا کہ اس شہر کے قریب ایک اژدہا رہتا ہی جب وہ سانس چھوڑتا ہی سات کوس تک شعلہ آگ کا
بھڑکا جاتا ہی جو چیز پاتا ہی اسکو جلاتا ہی اور جب دم کھینچتا ہی تو اس فاصلے تک مین جو چیز ہوتی ہی وہ اسکے حلق کے اندر چلی جاتی
اس شہر پر مدت سے یہ آفت آتی ہی اسمین جمادات ہو یا نباتات ہو یا حیوانات ہو سو آج اسنے سانس چھوڑی ہی اسی کا شور
و غل شہر مین برپا ہی تمام خلائق تہ و بالا ہی امیر نے کہا حیف ہی آجتک کبھی اسکا ذکر فتح نوش نے مجھ سے نہین کیا نہین تو
اب تک اس بلا کو مین نے دور کیا ہوتا اس اژدہے کا سر مار کے چور کیا ہوتا بہرحال آپ کسیکو میرے ساتھ کر دیجیے کہ وہ اس غار کو مجھے
دور سے بتادے اسکے رہنے کی جگہ مجکو دکھادے فتح یار نے کہا کہ مین خود آپکے ہمراہ چلونگا امیر اشقر پر زین کسوا کے قلندر
ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور جانے پر تیار ہوئے فتح یار بھی اپنی فوج سمیت امیر کے ساتھ ہوا لیکن ہر ایک

اپنے دلمین متحیر و متعجب تھا کہ یہ شخص کیونکر اژدھے کو ماریگا ایسی بلا پر کسطرح قابو پائیگا امیر نے جب دیکھا کہ وہ سانس کھینچنے لگا
مرکب سے اُترکر اژدہے کیطرف چلے جب متصل پہونچے خنجر نکالکر دوڑے اور اُسکے کلھڑون مین خنجر کو رکھکر تا کمر چیر ڈالا اس
چالاکی سے اُسکا دم نکالا اژدہے کے منھ سے اسقدر دھوان نکلا کہ کوسون تک اندھیرا ہوگیا آسمان گویا دھوین کا غبار
ہوگیا جب ہوا دھوین کا اتر اڑ لیگئی امیر پھر کر فتح یار کے پاس آئے اور کہا کہ الحمد للہ وہ موذی مارا گیا فتح یار
نے مع لشکر جا کر دیکھا جہان وہ پڑا تھا وہان آکر دیکھا کہ مثل کوہ کے اژدہا ڈھیر ہوا پڑا ہی فتح یار نے
امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور اس بلا کے دفع ہونے پر شکر کیا اور تمام خلقت امیر کی مدح خوان ہوئی
سبکی طبیعت خوش اور شادمان ہوئی بعد ازان امیر چند روز فتحیار کے پاس رہ کر شہر خرسنہ مین آئے اس عرصہ
مین حمل کی بھی مدت آخر ہوئی اور بساعت سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا آسمان تمنا پر کوکب مقصود ہویدا ہوا امیر نے اُسکا
نام علم شیر رومی رکھا فتح نوش نے خزانون کا منھ کھلوا دیا جسنے جسقدر چاہا خزانہ لیا جب چالیس دن کا امیر زادہ ہوا
امیر بادشاہ اور رابعہ پلاس پوش سے رخصت ہوئے اور فرمایا کہ ہرگاہ یہ لڑکا بالغ ہو اُسکو حمزہ کے لشکر مین بھیجدینا
فتح نوش نے امیر سے بسوگند پوچھا کہ سچ کہو تمھارا نام سعد شامی ہی یا حمزہ ہی امیر نے فرمایا کہ فی الحقیقت حمزہ مین ہی
ہون فتح نوش نہایت خوش ہوا اور قندز نعلین بجانے لگا اور فخر سے سبکو سنانے لگا کہ سچ ہی مجکو سوائے حمزہ کے کسکی
طاقت تھی کہ زیر کرتا الحمد للہ کہ مین حلقہ بگوش بھی ہوا تو حمزہ کا ہوا سوائے حمزہ کے دوسرے کی تابعداری مجھے ناگوار تھی
یہ بات مجھپر سخت دشوار تھی رابعہ نے بھی سُنکر سجدہ شکر ادا کیا کہ حمزہ میرا شوہر ہی جو تمام زمانہ مین نامور ہی القصہ امیر قندز
کو لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے وہان ہر روز لڑائی ہوتی تھی ایک دن دونون لشکرون کی صفین آراستہ ہوئی تھین
کہ امیر مع قندز لشکر مین داخل ہوئے یارون نے قدمبوس ہو کر لڑائی کی سرگذشت بیان کی امیر نے سب سے سخن تسلی کا فرمایا
ہر ایک کو گلے سے لگایا اور باواز بلند پکارا اور قندز کو لڑنیکے واسطے بھیجا الجوش گھوڑے پر سے جست کر کے [illegible]
ایک چوب دستی قندز کے سینے مین مار کے گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا قندز لوٹن کبوتر کیطرح لوٹنے لگا پھر سنبھل کر مقابل ہوا
اُسنے پھر وہی حرکت کی غرضکہ شام تک اسیطرح سے الجوش قندز کی جنگ رہی جب طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے
اپنے مقام پر گئے دوسرے دن الجوش میدان مین آکے للکارا کہ حمزہ مجکو اپنی بہادری دکھا اگر تو مرد ہی تو آپ میرے سامنے
آ بہت پہلوانون کو تو نے زیر کیا ہی اب تو مجھسے زیر ہو امیر اشقر دیوزاد کو جھکا کر اُسکے روبرو گئے اُسنے دو وار امیر
پر کیے امیر کچھ نہ بولے چپکے کھڑے رہے جب اُسنے تیسرے حملے مین لات مارنیکا ارادہ کیا امیر نے اُسکا پاؤن پکڑ کے
چرخ دیا ہرگاہ وہ سست ہوا زمین پر دے مارکے مشکین باندھ لین خیمہ نزدیک سے تنڈیان کسین اور عمرو کے حوالے کیا
قید رکھنے کے لیے اُنکو دیا عمرو نے الجوش سے کہا کہ اُٹھ میرے ساتھ چل وہ بولا کہ اگر طاقت ہی تو مجکو لیجا ذرا اپنی طاقت
دکھا عمرو نے دو تین کوڑے ایسے زور سے لگائے کہ الجوش اُٹھ کے روانہ ہوا عمرو [illegible] مین ہنسنے لگے امیر

بل بازگشت بجوا کر شادان فرحان اپنے خیمے مین داخل ہوے شب کو امیر نے الجوش کو طلب کیا اور فرمایا

ت مارنا لڑکر الجوش کا امیر کو اور پانون پکڑکر پیچ دینا امیر کا اور گرفتار کرنا الجوش کو



یا ارادہ ہوا اُسنے کہا کہ تابعدار کا ارادہ کیا ہوگا جبتک زندہ ہون غلام ہون امیر نے اُسکو شرف با سلام کرکے اپنے پہلو مین کرسی مرصع پر بٹھلایا اُسکو سب مین معزز فرمایا اور عمرو نے حلقہ غلامی کا اُسکے کان مین ڈالدیا اُسکو غلامونکے زمرہ مین داخل کیا اور بحکم امیر مجلس جشن برپا کی سب کار گزارونکو سامان جمع کرنیکی اجازت دی راوی لکھتا ہی کہ عین جشن مین محلی نے حاضر ہوکر بطن تاریخ پری سے تولد فرزند کی مبارکباد دی امیر نے شادیانے بجنے کا حکم دیا سب کو اُنکے موافق انعام دیکر خوش کیا اور ایک من طلا کا طوق بنوا کر امیرزادے کو پہنایا اور طوق زرین نام رکھکر پرورش کرنیوالون کے سپرد فرمایا اور حفاظت و پرورش کے لیے لوگ مقرر کیے بہت سے روپیہ بطور انعام دیے اور آپ سوار ہوکر بارونق میت رزمگاہ مین گئے ایک عادی نے میدان مین آکر مبارزطلبی کی زور سے اہل لشکر کو آواز دی استفتانوش نے جاکر اُسکا مقابلہ کیا اتنے مین جنگل کیطرف سے گرد اٹھی عیارون نے دونون طرف خبر پہونچائی دوڑکر یہ کیفیت سنائی کہ شاہزادہ روم با لشکر جرار آیا ہی بڑی جمعیت اپنے ساتھ لایا ہی اور دونون لشکرونکے سرداردنسے ارادہ جنگ کا رکھتا ہی عیار یہ کہ رہے تھے کہ شاہزادے نے دونون لشکرونکے درمیان مین اپنے لشکر کی صفونکو قائم کرکے گھوڑا میدان مین کدایا کمال تزک سے برسر مقابلہ آیا اور لشکر کفار کیطرف رُخ کرکے کہا کہ ای نوشیروان بھیج کسیکو کہ بہادرونکی تلوار کا جوہر دیکھے لاورونکی جرأت اور جوانمردونکی ہمت کو دیکھے نوشیروان کیطرف سے ایک عادی میدان مین آیا اور گرز تولکر چاہتا تھا کہ شاہزادے کے سر پر مارے شاہزادے نے گرز چھین کر زمین پر پھینک دیا اور اُسکے گھوڑے کے زین کے زیربند مین ہاتھ دیکر مرکب

واکب کو اُٹھا لیا اور اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ راکب و مرکب کی ہڈیاں چور ہو گئیں دونوں لشکر والوں نے بانگ
تحسین و آفرین کی بلند ہوئی زبانِ عوجی دلیر و نگی بند ہوئی راوی لکھتا ہے کہ دو پہر کے عرصہ میں یکسو کئی پہلوان عادی نژاد
اسیطرح شاہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا تو نوشیروان کے تمام لشکر کا جی چھوٹ گیا لڑنے والوں کا دل خوف سے ٹوٹ گیا دو
ساعت تک شاہزادہ مبارز طلب رہا لیکن فوج کفار سے کوئی اُسکے سامنے نہ آیا تاب مقابلہ کی نہ لایا مجبور لشکر اسلام
کیطرف گھوڑے کی باگ پھیر کر للکارا آواز بلند سے پکارا کہ اے عرب تم میں سے جسکو جنگ کا حوصلہ ہو وہ میرے سامنے آوے
اپنی پہلوانی اور سپاہگری دکھاوے فرہاد نے امیر سے اجازت لیکر اپنا ہاتھی ہولا شاہزادے نے پوچھا اے طویل القامت
اپنا نام بتلا کہ گمنام مارا نہ جائے تیری گمنامی پر کوئی تاسف نکھائے فرہاد بولا کہ میرا نام فرہاد بن لندھور ہے میری
لڑائی کا سب سے نرالا طور ہے شاہزادہ روم نے کہا کہ جس حربہ کا تو مشتاق ہو وہ حربہ کر فرہاد بولا کہ پہلے حریف پر حربہ
کرنا اپنا دستور نہیں ہے تو حربہ کرلے تو میں بشرط حیات حربہ کرونگا دیکھنا کیسا صدمہ دونگا شاہزادہ روم نے بسم اللہ کر کے
ایک وار گرز کا فرہاد پر کیا فرہاد نے تو ہاتھی کے پیچھے پر جا کر گرز کو خالی دیا مگر گرز ہاتھی کی مستک پر پڑا ہاتھی کا مغز کانوں کی راہ
سے نکل گیا فرہاد کود کر زمین پر آیا ہاتھی اُسی دم گر کے مر گیا جانسے فوراً کوچ کر گیا فرہاد نے چاہا کہ شاہزادہ روم کے گھوڑے کو
پکڑے شاہزادہ گھوڑے سے الگ ہو کر اُسکے سامنے آیا فرہاد دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا لڑنے پر تیار ہوا شاہزادہ پھر مرکب
کی پیٹھ پر جا بیٹھا دونوں گرز دیگر ز لڑنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ گرزبازی میں یہ بھی مشتاق ہے گھوڑے سے کود کر ہاتھی سمیت
فرہاد کو اُٹھا لیا اور نعرہ کر کے زمین پر دیمارا اور کہا کہ اب تو جا کر جلد کسی دوسرے کو بھیجدے کہ تجھ میں طاقت نہیں رہی
لڑنیکی قدرت نہیں ہے راوی لکھتا ہے کہ اگر فرہاد پھرتی کر کے ہاتھی سے جدا نہوتا تو ہاتھی کی طرح سے اُسکی بھی ہڈی
پسلی ٹوٹ جاتی کھوپڑی ضرب سے پھوٹ جاتی مگر تو بھی کسیقدر فرہاد کے چوٹ آئی اس ضرب کی بڑی اذیت
اُٹھائی دونوں لشکروں میں شور احسنت و آفرین کا بلند ہوا امیر نے فرمایا کہ ہمنے رستم کو سنا تھا کہ حریف کو ہاتھی سمیت
اُٹھا لیتا تھا پھر زمین پر پھینک دیتا تھا مگر اس شاہزادے کو آنکھوں سے دیکھا لوگ بولے کہ ع شنیدہ کے بود
مانند دیدہ ؛ وہ افسانہ و بیان ہے یہ موجود و عیان ہے فرہاد نے امیر سے عرض کی کہ شاہزادے نے کہا تھا کہ تو جا
اور کسی کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجدے امیر نے ملک لندھور کو اشارہ کیا اُسکو لڑنیکا حکم دیا لندھور شبرنگ
کی باگ لیکر شاہزادہ روم کے سامنے گیا شاہزادے نے گھوڑے کو آسن سے دبا کر رکاب سے رکاب ملا لندھور کو کمر پکڑ کے
زمین سے اُٹھا لیا کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین پر ٹپک کے کہا کہ جا اپنے لشکر سے کسی اور کو بھیج سعد بن عمرو تا
حمزہ اپنے گھوڑے کو اُٹھا کر شاہزادے سے مقابل ہوا دونوں بایکدیگر کمربند پکڑ کے زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ دونوں کے
مرکب تا بزانو زمین میں دھنس دھنس گئے کئی مرتبہ اسیطرح سے پھنس پھنس گئے شاہزادہ روم نے سعد کو چھوڑ کر کہا کہ جاؤ
حمزہ کو بھیجدو دیکھوں وہ کیسا زورآور ہے میں سنتا ہوں کہ بڑا دلیر دلاور ہے سعد نے آکر پیغام اُس کا

امیر کو دیا اُسکے قصد اور دعوی سے مطلع کیا لندھور نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران یہ شاہزادہ مجکو آپ کی نسل سے
معلوم ہوتا ہی اسکے بشرے اور قیافے سے مفہوم ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ اگر میری نسل سے ہوتا تو میرے یارون سے
نہ لڑتا لندھور نے کہا کہ عمرو بھی تو آپسے لڑا تھا اسکو اپنا امتحان منظور ہوگا بارے امیر نے اشقر کو میدان مین شہسوارون
کیطرح جولان کیا بختک نے نوشیروان سے کہا کہ یہ شاہزادہ بلاشک وریب امیر کی نسل مین سے ہی اکثر امیر کے
فرزند ایسے ہی ہوتے ہین باپ بیٹے کی لڑائی کی سیر دیکھیے کہ یہ لڑائی لاجواب ہی گویا معرکہ رستم و سہراب ہی نوشیروان
بولا کہ کیا عجب ہی یہ ہنگامہ بڑا غضب ہی القصہ امیر نے اپنے مرکب کو شاہزادے کے مرکب سے ملایا وہ اسکی مٹ بھیڑ
مین آیا شاہزادے نے امیر کی کمر پر ہاتھ ڈالا امیر نے بھی شاہزادے کی دوال کمر تھامی باپ بیٹو مین زور ہونیلگا آخر امیر
نے نعرہ کر کے شاہزادیکو اُٹھا لیا زین سے اونچا کیا چاہتے ہین کہ زمین پر دیا رین کہ ایک آواز غیب سے آئی سروش نے یہ خوشخبری
سنائی خبردار حمزہ زور سے نہ پٹکنا یہ تیرا بیٹا ہی امیر نے سروش غیبی سُنکر آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی
بولا کہ علم شیر رومی یہ کہکر امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے اُسکو سینے سے لگا کر اُسکے منہ کے بوسے لیے اور شادیانے بجاتے
ہوئے لشکرگاہ مین داخل ہوے اُسکے ملنے سے بڑے اطمینان حاصل ہوے اور شاہزادے کا نام رستم پیلتن رکھا
شیر صف شکن رکھا اور کہا کہ تمنے بڑی بے ادبی کی میرے یارونکو صف جنگ مین زیر کیا اور میرے بھی مقابلہ کیا شاہزادے
نے عرض کی کہ بھائی عمرو نے بھی تو ایسی گستاخی کی تھی مجھسے بھی قصور ہوا تیہ بعد ازان بات مین مجبور ہوا امیر نے سب
یارونسے ملوا کر شاہزادے سے عذر کروا یا اس سبب سے کہ امیر کا فرزند دلبند ہی ہر شخص بہت محبت سے پیش آیا اور سات شبانہ روز تک
جشن کیا آٹھوین دن لشکر کفار سے کوس حربی کی آواز آئی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا اور میدان مین جا کر اپنے لشکر
کی صف بندی کی نوشیروان کے لشکر سے ایک پہلوان عادی میدان مین آ کر مبارز طلب ہوا رستم پیلتن امیر سے رخصت
ہو کر سامنے گیا تین ضربین اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ حریف ایک کا دو ہو گیا راوی لکھتا ہی کہ اسدن
رستم پیلتن نے پچاس پہلوان قتل کیے اپنی شمشیر آبدار سے چیدہ چیدہ جوان قتل کیے اور دو ساعت تک میدان مین
کھڑا ہوا مبارز طلب کیا مگر کفار کے لشکر سے کوئی نہ نکلا ناچار ہو کر گھوڑے کی باگ لیکے لشکر کفار پر جا گرا امیر نے یارون
سے کہا کہ رستم تنہا فوج کفار مین گھس گیا ہی تم لوگ بھی اُسکی اعانت کرو ایسی حالت مین اُسکو اکیلا نہ چھوڑو حکم کی دیر تھی پہلوان لشکر
امیر شمشیر برہنہ کیصورت لشکر کفار پر جا گرے اور ایسی تیغ زنی کی کہ کشتون کے پشتے باندھ دیے اور بقیۃ السیف سر پر پاؤن
رکھکے بھاگے رستم پیلتن چاہا کہ پیس تک انکو پہنچاگا مگر مظفر و منصور ہوا اُسدن بے حساب مال امیر کے لشکر کے ہاتھ آئی کہ اُٹھا
نہ سکتے تھے اپنے خیمہ گاہ تک لیجا سکتے تھے زر و مال جو لوٹ میں لائے اُٹھوایا جسطرح سے ہو سکا خیمون تک پہونچایا رستم آ کر امیر کے
قدمبوس ہوا امیر نے اُسکو چھاتی سے لگایا بے قیاس زر و جواہر اُسکے اوپر سے نثار کیا اور جشن مین مصروف ہوے اور کام اُسکے سب ترتیب
ادہر نوشیروان نے بختک سے کہا کہ بڑی شکست فاش ہوئی لشکر بالکل تباہ ہو گیا سب سامان جنگ و جدال خاک سیاہ

ہوگیا اور جو بچے بھی تھے اُن کا دل چھوٹ گیا اب کیا کیجیے اور کہاں جائیے کونسی تدبیر عمل میں لائیے بختک نے کہا کہ یہانسے
شہر خاور بہت نزدیک ہے اور حاکم وہاں کا قیماز شاہ خاوری بڑا بہادر صاحب مروت ہے تمام زمانہ میں اُسکے اخلاق و ہمت
کی شہرت ہے اگر آپ اُسکی پناہ میں جاوینگے اور اُسکو سب حال سُنا دینگے تو یقیناً وہ اپنا فخر سمجھیگا آپکا وزیر لاکر یگا خوب
مستعد ہوکر آپکی اطاعت میں قدم دھریگا نوشیروان خاور کیطرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبرداروں نے قیماز شاہ
خاوری کو خبر دی اُسکے پہونچنے کی اطلاع کی کہ نوشیروان شہنشاہ ہفت اقلیم حمزہ کے ظلم و ستم سے آپکے پاس پناہ
لینے کو آیا ہے آپکی تعریف سُنکر یہاں رجوع لایا ہے قیماز شاہ بڑے تزک سے سوار ہوا نوشیروان کو استقبال کرکے اپنے
مکان پر لیگیا اور تخت پر بٹھلا کے بعد دریافت حال بہت سی تشفی کرکے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آویگا اپنے کیے کی سزا
پاویگا بختک بولا کہ اگر ایسی امید نہوتی تو شاہنشاہ کاہیکو آپکے آستانے پر آتا سفر کی تکلیف اُٹھاتا

روانہ ہونا امیر کا شہر خاور کیطرف نوشیروان کے تعاقب میں اور مسلمان کرنا قیماز شاہ والی خاور کو

راوی لکھتا ہے کہ امیر جب جشن سے فارغ ہوے عمرو سے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ نوشیروان کہاں گیا عمرو نے کہا
سنتے ہیں کہ قیماز شاہ خاوری کے پاس گیا ہے اور اُسنے بہت سی تشفی کی ہے کمال محبت سے پیش آیا ہے اور یہ وعدہ
فرمایا ہے کہ اگر حمزہ یہاں آویگا تو حمزہ کو باندھکر آپکے حوالہ کر دونگا اُس سے آپکا بدلا اچھی طرح سے لونگا امیر نے ہنسکر فرمایا
کہ ہمارا پیش خیمہ خاور کی طرف روانہ ہو دوسرے دن مع فوج ظفر موج خاور کیطرف چلے ہرگاہ قریب خاور کے پہونچے قیماز شاہ
خاوری کو نامہ لکھکر بھیجا کہ اے قیماز شاہ واضح ہووے کہ نوشیروان میرا دشمن جانی ہے ایکی مرتبہ مجکو اُسسے
ضرور سزا دکھائی ہے اور چند بار اُسنے عفو قصور چاہا اور مسلمان ہوا اور پھر بہت بدمستی کی ور کس کس طرح کی میرے ساتھ خصومت
نہین کی اور کیسی کیسی اذیت نہین دی مگر ہمیشہ مخذول و منکوب ہا سوا ے ذلت اور شکست کے کچھ اسکو حاصل نہ ہوا
اب سنتا ہوں کہ تیرے پاس آکر پناہ لی ہے تو نے اُسکی حمایت کی ہے لازم ہے کہ میرا نامہ دیکھتے ہی اُسکو مع بختک بد اختر
میرے پاس باندھکر بھیجدے ورنہ تجکو تخت کے بدلے تختہ تابوت نصیب ہوگا پھر نہ کوئی دوست ہوگا نہ قریب ہوگا عمرو
نامہ لیکر آستانہ قیماز شاہ پر گیا اور دربانوں سے کہا کہ میری اطلاع کر دو جلد بادشاہ کو خبر دو دربانوں نے [illegible]
دی کہ ایک پیک حمزہ کا نامہ لایا ہے بڑے تزک سے آیا ہے قیماز شاہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا حکم دیا اُسے حاضر کرو عمرو
اُسکی بارگاہ میں گیا قیماز شاہ نے نامہ طلب کیا عمرو نے کہا کہ پہلے تعظیم کر [illegible]
جو کچھ امیر نے فرمایا ہے وہی عمل میں لاؤنگا جانتا نہیں کہ یہ نامہ شاہ مردان [illegible]
آتشبار کنندہ شیر خونخوار شکنندہ طلسمات کشندہ دیوان فتح کنندہ ظلمات پہلوان جہان صاحبقران [illegible]
کوچک سلیمان ابوالعلا امیر حمزہ بن عبد المطلب سردار عربستان کا ہے ایسے صاحب شکوہ و شان کا ہے قیماز شاہ کو کچھ چارہ
نہوا سوا اسکے کہ زر و جواہر بہر نثار نامہ منگوائے اور نامہ کی تعظیم کے واسطے آنکھوں سے لگائے ہرگاہ اس شکوہ و عظمت سے

عمرو نے نامہ قیماز شاہ کے ہاتھ میں دیا قیماز شاہ نے پڑھکر نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ مجھکو لکھا ہے کہ اگر نوشیروان و بختک کو
باندھکر میرے حضور میں حاضر نکریگا تو تخت تیرا تختہ تابوت ہوگا میں حمزہ کا کچھ تابعدار نہیں ہوں اور نہ اس سے ڈرتا ہوں
اُسکے حکم کی تعمیل کروں نوشیروان و بختک کو قید کرکے اُسے دوں عمرو نے کہا کہ اے قیماز شاہ کیا کروں سخت مجبور
ہوں کہ صاحبقران کا حکم نہیں ہے نہیں تو جیسا تو نے نامہ کو پھاڑا تھا ویسا ہی تیرا پیٹ پھاڑتا قیماز شاہ نے
غلاموں سے کہ دست بستہ کھڑے تھے کہا کہ اس پیادے دہان دراز کو پکڑ لو ہرگز جانے ندو چاروں طرف سے غلاموں نے عمرو کو گھیرا
سب نے متفق ہوکر محاصرہ کیا عمرو نے خنجر فولادی کمر سے کھینچکر کتنے غلاموں کو بیداے اطاعت قیماز شاہ سے آزاد کیا بہت سے
غلاموں کا برق شمشیر سے خرمن ہستی برباد کیا اور قیماز شاہ کے سر پر جو لال رکے تاج اُتار لیا اُسکو اسطرح سے ذلیل کیا اور ہوا
چلتا ہوا ہر چند لوگ اُسکے پکڑنیکو دوڑے مگر عمرو کب ہاتھ آتا تھا اُسپر کوئی کب قابو پاتا تھا ہوا تو اُسکی گرد کا دامن چھو نہ سکتی تھی
بجلی بھی اُسکو حیرت سے تکتی تھی بختک نے قیماز شاہ سے کہا کہ حضور اس پیادے سے واقف نہیں ہیں یہ بلاے بد ہے کہ چشم حول نے اُسکا
ثانی نہیں دیکھا کسی نے ایسا چالاک علامہ زمانی نہیں دیکھا اس سے تمام شہر یار و شاہ بید کی مانند کانپتے اور الامان مانگتے
ہیں اپنی جانکی پناہ ہر آن تکتے ہیں آپنے دیکھا کہ کیا حرکت نا ملائم کرکے اتنی جمعیت میں سے نکلگیا قیماز شاہ بولا کہ دیر آمد
درست آمد تم دیکھو گے کہ میں اس سے اور اُسکے صاحب سے کیا سلوک کرتا ہوں اُسکے خون سے اپنی تلوار کو بھرتا ہوں المختصر عمرو
نے آکر امیر سے تمام ماجرا بیان کیا دوسرے دن قیماز شاہ کوس حربی بجاتا ہوا مع فوج میدان میں نکلا امیر نے بھی اپنے لشکر کا پرا
اُسکے مقابل میں باندھا پہلے سب سے خورشید خاوری ہمشیرہ قیماز شاہ کہ اپنے روبرو پہلوانان روزگار کو ذرہ کے برابر
بھی نہ سمجھتی تھی شجاعت اور دلاوری میں کسیکو دنیا میں اپنا ہمسر نہ سمجھتی تھی اور نیزہ بازی میں فی المثل تھی ہر فن میں بے بدل تھی
میدان میں آکر للکاری بڑے تکبر و غرور سے آواز ماری کہ اے پہلوانو جسکو میرے نیزہ کی نوک اپنے سینے میں چبھوانی ہو وہ میرے
سامنے آوے اپنی مردانگی دکھاوے شیر مار نامے پہلوان تیرقلی قوم امیر سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے آیا میدان میں آکر نیزہ
چمکایا خورشید خاوری نے گھوڑے کو کاوہ دیکر ایک نیزہ مارا شیر مار نے تو خالی دیا مگر وہ نیزہ اُسکے گھوڑے کے لگا گھوڑا گر پڑا
فی الفور دوسرا نیزہ مار کے شیر مار کو زخمی کیا نیزہ سے زخم کاری دیا عمرو بن امیہ ضمری پکڑ کر شیر مار کو اُٹھا لیگیا القصہ
چند پہلوان ایک ساعت کے عرصہ میں اُسکے ہاتھوں زخمی ہوے رستم پیلتن کو غیظ سے تاب نرہی کہ اور کوئی اُس سے
مقابلہ کرے برق آسا اُسکے سر پر پہونچا خورشید خاوری نے شاہزادے پر بھی نیزہ چلایا اُسپر بھی حربہ اُٹھایا شاہزادہ
نے نیزہ اُسکا پکڑ لیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نسکی شاہزادہ نے نیزہ چھین کر زرہ اُسکی بر سے دور کیا اور اُسکے نیزے کی
ڈانڈ مار کے گھوڑے سے اُسکو گرا دیا اور مرکب سے کود کر اُسپر جا پڑا باندھنے کا قصد کیا معلوم ہوا کہ عورت ہے گود میں اُٹھا کر امیر کے
پاس لے آیا اُسکو سب شخصوں کو دکھایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ اے عورت تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے لڑنے سے تجھے کیا کام ہے بولی قیماز شاہ
کی بہن ہوں اور خورشید خاوری میرا نام ہے امیر نے حکم کیا کہ اسکو رستم کی ماں کے پاس پہونچا دو اُسکے حوالے کردو

خورشید خاوری تو والدۂ رستم کے پاس محل مین بھیجی گئی ادھر قیماز شاہ کے بھائی سے رستم سیلتن کا مقابلہ ہوا
رستم نے اُسکو بھی باندھا اور فوج کفار کو للکارا کہ ای نامردو عورتونکو لڑوا کر تماشا دیکھتے ہو اگر نشۂ مردی ہو تو خود آکر مقابلہ کرو اس
میدان مین آکر قدم دھرو نیم تن خاوری پدر قیماز شاہ خاوری نے میدان مین آکر شاہزادے پر گرز چلایا اُسکے مارنے پر ہاتھ
اُٹھایا شاہزادے نے گرز سمیت اُسکا ہاتھ پکڑ کے ایک گھونسا اُسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا
شاہزادے نے اُسکو باندھکر عمرو کے حوالے کیا اُسکو بھی ہمین کو دیا ہومان خاوری خورشید خاوری کا بڑا بھائی جو
شاہزادے سے لڑنے آیا ہاتھون ہاتھ باندھا گیا قیماز شاہ نے کہا کہ حمزہ کے فرزند کے برابر بھی شجاع و زور آور کم کوئی دیکھنے
مین آیا ہی یہ زور اللہ کی طرف سے اُسنے پایا ہی ایک ساعت مین چند پہلوانان قوی بازو کو بآسانی تمام باندھ لیا کیسے کیسے پہلوانونکو
زیر کیا معلوم ہوا کہ بڑی نیک ساعت سے آج یہ میدان مین آیا ہی تب تو اسنے سب پر قابو پایا ہی آج اس سے نہ لڑنا چاہیے
اسکے ہاتھ سے بچا رہنا چاہیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اپنے خیمہ مین آیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لڑائی کی زحمت سے
آرام پائے امیر نے رستم کو گلے سے لگا کر بہت سا زر و جواہر نثار کیا اُسکے شکریۂ سلامتی مین بہت کچھ دیا اور محفل شب مین
نیم تن خاوری و ہومان خاوری کو طلب کر کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی تمہارا دل کس بات پر آمادہ ہی وہ بولے کہ جبتک
قیماز شاہ حاضر نہووے اور اسلام قبول نکرے تب تک ہمکو معاف کیجیے امیر نے اُن دونونکو معدی کرب کے سپرد کیا اُسکی حوالات
مین دیا اور خود جشن مین مصروف ہوے خورشید خاوری سے پچھوا بھیجا کہ رستم سیلتن سے تجکو عقد کرنا منظور ہی اس سے
تیری طبیعت مسرور ہی اسنے جواب دیا کہ زہے طالع میرے کہ ایسا بینظیر شوہر پاؤن اُسکی ملاقات سے حظ زندگانی اُٹھاؤن امیر نے
بساعت سعید رستم کا عقد خورشید خاوری سے کر دیا اور جشن شادی مین مصروف ہوے رستم سات دن تک شبانہ روز
محل مین رہا آٹھوین دن کوس حربی کی آواز سُنکر محلسرا سے باہر آیا سلاح حرب پہنے بدن پر لگایا امیر نے میدان مین جاکر صف آرائی
کی قیماز شاہ نے گھوڑا میدان مین نکالکر آواز دی کہ ای عرب زادے میرے سامنے آ مین تجکو لڑائی کے بند تعلیم کرون تو فن جنگ سے
ناواقف ہی آ تو تجکو طرز لڑائی کے سکھاؤن رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا قیماز شاہ خاوری نے آٹھ سو منی گرز بقوت تمام شاہزادے
پر مارا شاہزادہ تو گرز کو ڈھال پر روک کے بچگیا مگر مرکب زخمی ہوا شاہزادے نے گھوڑے سے کود کے ایسی تلوار قیماز شاہ کے مرکب کے
لگائی کہ چارون پاؤن اُسکے قلم ہوگئے تلوار زمین پر آئی پھر دونون دوسرے گھوڑون پر سوار ہو لڑنے لگے رستم نے ہزار منی گرز
اس زور سے قیماز شاہ پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو سرمہ ہو جاتا کوئی اُسکے صدمے سے نجات نپاتا مگر قیماز شاہ کے
کچھ بجا نون بھی نہوا ہنسکر بولا کہ ای فرزند حمزہ اسی زور و قوت پر مجھسے لڑنے آیا ہی اسی طاقت پر یہ غرور تیرے دماغ مین سمایا ہی جا اپنے
باپ کو بھیجدے کہ وہ مجھسے لڑے رستم بولا کہ تو نے مکر کیا کہ میرے باپکو بلاتا ہی ایسا کلمہ تکبر زبان پر لاتا ہی ابھی تو مین تیرا حریف
زندہ و سلامت ہون جب مجھسے زبون نہوگا تب میرے باپکو تکلیف دیجیو اُنسے لڑائی کا ارادہ کیجیو بارے نصف النہار
تک دونون سے گرز بازی ہوا کی بعد ازان شمشیر بازی کی نوبت پہونچی جب تلوارین رہ رہ ہوگئین نیزے سنبھالے شام تک

ایسے لڑے کہ پور پور نیزونکی جدا ہو گئی سپ کھینچنے والونکی روح فنا ہو گئی قیماز شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دوسرے
دن پھر میدان آرائی ہوئی بایکدیگر تیغ آزمائی ہوئی لندھور امیر سے رخصت لیکر قیماز شاہ کے مقابل ہوا قیماز شاہ
نے لندھور پہ گرز مارا لندھور نے بہزار مشقت اُسکو رد کر کے قیماز شاہ پر ایک وار کیا قیماز شاہ بولا کہ اے لندھور سچ
ہے دور کے ڈھول بڑے سہاونے ہوتے ہین جیسا تیرا آوازہ سنا تھا ویسا تجھکو نہ پایا مجھپر تو ایک زخم بھی کاری نہ آیا لندھور
نے کہا کہ اے قیماز شاہ یہی گرز مین نے ایک مرتبہ سلزدیب کے برج پر مارا تھا کہ بیخ و بنیاد قائم نہ رہی تھی مگر مین نہین کہہ سکتا
تیرا بدن فولاد کا ہے یا کسکا ہے یہ معاملہ بڑا حیرت افزا ہے یہ کہکر شام تک وہ دونون بہادر ایسے لڑے کہ ہر بار صداے
تحسین دونون لشکرونسے بلند ہوتی تھی نقارچیون نے تاریکی دیکھکر طبل بازگشت بجائے دونون بہادر اپنے اپنے خیمونکو
پھرے اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے رستم و لندھور سے پوچھا کہ تمنے قیماز شاہ کو کیسا پایا عرض کی بعد آپکے اگر پہلوان
ہو قیماز شاہ ہے اُسکی حرب و ضرب سے خدا کی پناہ ہے دوسرے دن پھر دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے ہنوز کسی نے عزم
میدان کا نہین کیا تھا کہ ناگاہ ایک جوان چالیس گز کا قد دریاے آہن مین غرق جنگل کیطرف سے آکر دونون لشکرونکے درمیان
کھڑا ہو کے فوج کفار کیطرف دیکھکر پکارا شیر کی طرح للکارا کہ اے نوشیروان کسی پہلوان کو میرے مقابلے کیواسطے بھیج
نوشیروان نے ایک عادی کو بھیجا اُس سوار نے عادی کو اُٹھا کے اس زور سے زمین پر پٹکا کہ کوئی ہڈی اُسکی سلامت نہ رہی
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی طاقت نہ رہی دوسرے عادی نے مقابلہ کیا اُسکا بھی وہی حال ہوا پھر تو کسیکی جرات نہوئی کہ اُسکے سامنے آوے
اور کوئی حربہ چلاوے ایک ساعت تک اُسنے انتظار کر کے لشکر اسلام کیطرف رخ کیا اور آواز دی کہ اے عربو تم مین سے
جو حوصلہ جنگ کا ہو وہ میرے سامنے آوے میدان قتال سے سرخرو ہو کر جاوے سرکوب نے امیر سے رخصت
لیکر اُس سے مقابل ہوا میدان جنگ مین آکر مقاتل ہوا سرکوب کو بھی اُسنے اُٹھا کر زمین پر پٹکا پھر چھوڑ کر اُس سے کہا کہ اب
جا اور کسی کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے سرکوب سے پوچھا کہ یہ جوان کیسا ہے سرکوب نے کہا کہ یا صاحبقران
کیا بتاؤن ایک آفت ناگہانی ہے بہادری اور جرات اور فن سپاہ گری مین لاثانی ہے قندز سر شبان امیر سے اجازت
لیکر اُسکے سامنے گیا اُس سوار جنگی نے قندز کو الگ تھلگ گھوڑے سے اُٹھا کے زمین پر چھوڑ دیا کسی حربے سے اُسکو مجروح نہ کیا
کہا کہ تو جا اور اب اور کسیکو بھیجدے قندز نے آکر امیر سے عرض حال کیا امیر نے فرمایا کہ تجھکو شکل و شباہت سے تیرا بیٹا
معلوم ہوتا ہے قندز بولا کہ اگر حقیقت مین یہ میرا بیٹا ہے تو مین اُسکو جیتا نہ چھوڑونگا اس نالائق کا سر گرز سے توڑ دونگا کہ مجھکو
دونون لشکرونکے روبرو ذلیل و خوار کیا سب کے نزدیک بے اعتبار کیا اسمین رستم پیلتن نے اُس صحرائی سوار سے جا کر مقابلہ کیا
ٹے چھوٹتے ہی شاہزادے کی پیٹی کمر مین ہاتھ ڈالا اور چاہا تا کہ قوت تھی تنا زور کیا مگر شاہزادے کو جنبش بھی نہوئی
اُس پیلتن نے ہاتھ اُسکی کمر مین ڈالکے ایک نعرہ کر کے اُسکو تا فش زمین سے اُٹھا لیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین
پر پٹک چھوڑ دیا اور پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کہان تیرا مقام ہے بولا کہ نام میرا شبان طائفی ہے

قندز بن شبان کا بیٹا ہون شاہزادہ اُسکو لیکے امیر کی خدمت مین آیا اُنکے قدمبوس کروایا اور حال بیان کیا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا بہت پیار فرمایا اور طبل بازگشت بجوا کے اپنے خیمے مین داخل ہوئے اور شبان طائفی کو حمزہ کو جانگ خطاب دیکے اپنے بیٹے عمرو کی کرسی پر بٹھلایا سب کی نظر مین اُسکا رتبہ بڑھایا اور سات دن تک اُسکے لیے جشن کیا اُسکی خوشی مین مستحقونکو بہت سا انعام دیا آٹھوین دن پھر دونون لشکر صف آرا ہوئے عرصۂ جدال مین تیغ آزما ہوے شبان طائفی نے قیماز خاوری کا مقابلہ کیا تمام دن جنگ رہی لیکن کوئی کسی پر غالب ہوا شام کو اپنے اپنے خیمے مین گئے صبحکو پھر صف آرا ہوے قیماز شاہ میدان مین آکر للکارا کہ حمزہ تو آپ کیون نہین مقابلہ کرتا اورونکو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجتا ہی تجکو شرم نہین آتی ہی اور تیری سپاہ شکست پر شکست کھاتی ہی امیر نے اشقر کو اسطرح برق آسا چمکا کر نکالا کہ حریف کی آنکھون مین چکاچوندہ آگئی سب پر اندھیری چھاگئی قیماز شاہ نے بکمال قوت امیر پر گرز لانجیر اُسکو اپنے گرز پر رد کر کے آپ بھی گرز کا اُسپر وار کیا اُسنے اپنے سر پر رد کیا مگر چارون پانون اُسکے گھوڑے کے ٹوٹ گئے اور ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا قیماز شاہ نے مرکب سے کود کر چاہا کہ اشقر کو بھی پکڑے امیر جھپٹ اشقر کی پیٹھ سے جدا ہوکر اُسکے سامنے ہوئے نصف النہار تک گرزبازی رہی پھر تلوارین چلنے لگین اسمین بھی مطلب حاصل نہوا فتحیابی کا کوئی ڈھب حاصل نہوا قیماز شاہ امیر کی تعریف کرنے لگا امیر نے کہا کہ سلاح بازی تو ہو چکی ایک بات باقی رہی قیماز شاہ بولا وہ کیا ہی اُسے بیان فرمایئے مجکو سنایئے امیر نے کہا کہ تو میری کمر پکڑ کے زور کر اور مین تیرا کمربند پکڑ کے زور کرون جسکا لنگر اُٹھ جائے وہ دوسرے کی اطاعت اُسکی تابعداری سے تادم زیست نہ پھرے قیماز شاہ نے قبول کر کے کہا کہ حمزہ اس شرط مین تو بہت چوکا حقیقت مین تونے بہت خطا کی یہ بُری بلا تونے اپنے سر پر لی یہ کہکر امیر کی کمر مین ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکا کمربند تھاما جہانتک قوت تھی قیماز شاہ نے صرف کی لیکن امیر کا لنگر اُٹھ نسکا تب سخت مجبور ہوا سب غرور کافور ہوا امیر سے کہنے لگا کہ مجھمین جتنا زور تھا مین نے صرف کیا اب تمھاری باری ہی اب تم زور آزمائی کرو میری کمر پر ہاتھ دھرو امیر نے نعرہ کرکے اُسکو سر تک لیجا کر سات چرخ دیے اور زمین پر پھینک کر مشکین کسکر عمرو کے حوالے کیا اور شادیانے بجاتے ہوئے خیمہ گاہ کو پھرے اور حکم کیا کہ خاوریونکو لاؤ سب کو میرے سامنے بلاؤ عمرو نے حاضر کیا امیر نے قیماز شاہ سے کہا کہ مین شرط تجھسے جیتا اور تو ہارا اب اسلام قبول کر اُسنے کہا کہ آپ اگر مجکو قتل کیجیے تو قبول ہی لیکن مسلمان ہونا قبول نہین ہی اپنے باپ دادا کا کوئی مذہب ترک کرے یہ ہمارے خاندان کا معمول نہین ہی امیر نے طیش کھاکے لندھور سعدی کربی سے کہا کہ اسکو گرز مار کر ہلاک کر دو اس کافر کو جہنم پہنچاؤ دونون پہلوان گرز اُسکو مارنے لگے مگر اُسکو مطلق خبر نہوئی امیر نے حال دیکھکر کمال تاسف کیا کہ ایسا قوی پہلوان مفت ہاتھ سے جاتا ہی افسوس کہ پھر کہنا عمل مین نہین لاتا ہو فرمایا کہ اسکو [illegible] سپرد کرو قیماز شاہ بولا کہ سب ملک قید ہوگئے مجھے قید کرکے کیا کرو گے امیر نے کہا کہ جب تک تو جیتا رہیگا قید رہیگا [illegible]

امیر حمزہ کا قیماز کو زیر کرنا اور اسیر کر کے حوالہ عمرو کرنا



منھہ نہ موڑونگا اسمین قیماز شاہ نے امیر سے کہا کہ مین پیاسا ہون امیر نے شربت منگوا کر صحیفہ ابراہیم اسپر دم کر کے اُسکو پلوا دیا شربت کا پینا تھا کہ اُسکا دل سنگین موم ہو گیا اُسکو حق ہونا دین اسلام کا معلوم ہو گیا امیر سے کہنے لگا کہ آپ مجھکو قتل کیون نہین کرتے امیر نے کہا کہ مجھکو افسوس آتا ہی تیرے حال پر میرا دل بہت پچھتا تا ہی کہ تجھسا قوی ہیکل و دلاور و جوانمرد مارا جائے اپنا نیک و بد تیرے خیال مین نہ آوے قیماز شاہ ہنسا اور بولا کہ حمزہ مجھکو یقین ہوا تو بڑا بہادر قدر دان ہی بندگان خدا کے حال پر بڑا مہربان ہی بہرحال مجھکو تیری اطاعت منظور ہی تیرے قول سے انحراف کرنا دانائی سے دور ہی کہ کیا کہتا ہی امیر نے کہا دین ابراہیمؑ قبول کر وہ اُسیدم مع پدر و فرزند و برادر مشرف باسلام ہوا امیر نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا کیا اور اُسکو خلعت جمشید پہنا کر اپنے برابر کرسی پر بٹھایا اور جشن جمشیدی برپا کیا سامان عیش سب مہیا کیا نوشیروان نے بختک سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنا اپنے پانون مین آپ کلھاڑی مارنا ہی کوئی دم مین قید ہو جاوینگے پھر تمام عمر یہانسے رہائی نہ پاوینگے یہانسے کسیطرف کو چلا چاہیے اُنکے ہاتھ سے بچا چاہیے بختک نے کہا کہ یہانسے شہر کیومرث نزدیک ہی وہانکا بادشاہ کیومرث نیزہ باز ہی اور ایسا شجاع و قوی ہیکل ہی کہ ہمیشہ جسکے خوف سے قیماز شاہ بھاگ جایا کرتا تھا اپنی جان اُس سے بچایا کرتا تھا اُسکے پاس چلیے اگر حمزہ وہان آیا تو جانیے کہ قضا اُسکی لے آئی اُسکی تقدیر نے اُسکو مصیبت کھائی نوشیروان اُسیدم مع بختک وہانسے بھاگا چند روز کے عرصہ مین متصل شہر کے پہونچا کیومرث شاہ نوشیروان کی خبر سنکر استقبال کیواسطے شہر سے نکلا

اور بکمال عزت و توقیر نوشیروان کو لیجا کر اپنی بارگاہ مین تخت پر بٹھلایا بہت اخلاق سے پیش آیا اور احوال دریافت کر کے کہا کہ اگر حمزہ یہان آیا تو آپ جان لیجیے کہ اُسکی موت اُسکو لے آئی نوشیروان اُسکی تقریر سے بہت خوش ہوا اور حمزہ کا انتظار کرنے لگا امیر چند روز خاور مین دنکو تو سیر و شکار اور شب کو عیش و عشرت مین مصروف ہے ایکدن سر محفل عمرو سے پوچھا کہ اب نوشیروان نے کس سے جا کر پناہ لی ہو کسنے اُسکی حمایت کی ہو عمرو نے عرض کی کہ کیومرث شاہ نیمروز کے پاس گیا ہو اُسنے بہت سی خاطرداری کر کے اقرار کیا ہو اسکو اپنی محبت پر بھروسا دیا ہو کہ حمزہ اگر یہان آیا تو مین نے اپنے نہنگ تیغ کا طعمہ اُسکو بنایا امیر نے تبسم کر کے کہا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسیطرف کو روانہ کیا جائے کہ اُسکو بھی بزور شمشیر تابعدار کرین اگر اسلام قبول نکرے تو خوب سا ذلیل و خوار کرین رستم پیلتن نے عرض کی کہ خورشید خاوری حاملہ ہو اُسکے لیے کیا حکم ہوتا ہو فرمایا کہ اُسکے ماں باپ کے سپرد کر دو اور تم پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہو رستم پیلتن نے خورشید خاوری کو اُسکے گھر مین بھیجا یا اُنکے سپرد کیا اور آپ پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہوا دوسرے دن امیر نے بھی کوچ کیا سب اپنے لشکر کو ساتھ لیا قیماز شاہ اپنے بھائی بیٹون سمیت ہمراہ رکاب ہوا راوی لکھتا ہو کہ جب امیر نے شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر خیمہ ڈالا عیارون نے کیومرث کو خبر دی جلد دوڑ کے اطلاع کی کہ حمزہ فوج جرار سے متصل شہر کے خیمہ زن ہوا ہو مستعد جنگ و جدال ہر ایک صف شکن ہوا ہو کیومرث نے نوشیروان سے کہا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے اور آپ بھی اپنا لشکر صف آرا فرمایئے امیر نے سُنا کہ کیومرث لشکر لیکر میدان مین آیا اپنی فوج کا عرصۂ قتال مین لا جمایا امیر بھی مسلح ہو کر مع سپاہ رزمگاہ کیطرف روانہ ہوے کیومرث نے دیکھا کہ ایک گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ اُٹھی ہر گاہ گرد کے گریبان کو مقراض باد نے چاک کیا نشان معدی کرب کا نمودار ہوا گویا درخش کاویانی پدیدار ہوا نشان کے نیچے دیکھا کہ ایک جوان بڑا ہی جھیل تناور قوی الجثہ گھوڑے پر سوار ہو جسکے چہرے سے بڑی سطوت و ہیبت آشکار ہو اور پینتالیس پہلوان اُسکے گھوڑے کے گرد ہین اور پیچھے اُسکے چودہ ہزار سوار زرہ پوش ہو مانند رستم و اسفندیار کے ہر ایک کا تن و توش ہو کیومرث نے نوشیروان سے پوچھا کہ یہی حمزہ ہو جسکی شجاعت کا تمام زمانے مین شہرہ ہو نوشیروان نے کہا کہ یہ حمزہ کی فوج کا ہراول ہو عمرو معدی کرب اسکا نام ہو اسکی بہادری زبان زد ہر خاص و عام ہو اور پینتالیس پہلوان جو اسکے گھوڑے کے گرد ہین سب اسکے برادر حقیقی ہین بعد ازان ایک جوان سات سو ہاتھی کے حلقے مین ہاتھی پر سوار ایک سو بیس چتر شاہی اُسکے سر پر لگے بارہ سو منی گرز ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اس شان و شوکت سے معرکہ مین ہویدا ہوا کیومرث نے پوچھا کہ یہ حمزہ ہو بختک بولا کہ حمزہ کی سواری ابھی بہت دور ہو یہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد چودہ ہزار جزیرہ کا بادشاہ ہو یہ پہلوان بڑا صاحب صولت و جاہ ہو بعد اسکے دو بھائی شاہزادہ یونان بڑے طمطراق سے ظاہر ہوے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہین بختک نے کہا کہ یہ دونون شاہزادے یونان کے ہین دیکھو تو کیسی شان سے ہین ایک کا نام استفتانوش اور دوسرے کا نام استیفونوش ہو پیچھے دو پہلوان اور نکلے بختک نے بتایا کہ یہ بھی دونون شاہزادے

ہین پھر سات بھائی زابلی بڑے زرق برق سے دکھائی دیے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہین بختک نے کہا کہ یہ تورن
بھائی حلب کے شاہزادے ہین بعد اسکے شیرمار شیر یابلی نکلا بختک نے بتایا کہ یہ شیروان کا شاہزادہ اور نوشیروان
کا سالا ہی انکا سامان سب سے نرالا ہی بعد ازان شتقال شاہ مصری اور ریحان شاہ اور پیرفرخاری اور قندز
سرشبان اور سرکوب ترک شاہزادہ ترکستان بعد اسکے سربرہنہ تیشی و دیوانہ تیشی شاہزادگان تبش
اور انکے بعد بلجوش نوگزی قامت سعد زرین کہ جسکے چہرہ کی چمک سے آفتاب شرمندہ نقاب ہر اپنے منہ پر ڈالے
اپنے اپنے لشکر سمیت برآمد ہوئے بختک نے ہر ایک کا نام و نشان بتلا کر کہا کہ یہ سب سے پیچھے طوق زرین جو گلے مین ڈالے آتا ہی یہ پسر
حمزہ ہی اسکی بہادری کا بیان از بس محال ہی اسکی تعریف مین زبان ناطقہ سر بسر لال ہی الغرض اسیطرح سے جو پہلوان شل بشل
آتا جاتا تھا بختک کیومرث کو اسکا نام و نشان بتاتا تھا ہرگاہ رستم پیلتن و سعد بن عمرو کی سواری نمود ہوئی دیکھا
کہ دو پہلوان قوی ہیکل حسین و تخت پر سوار ہین جنکے حسن و جمال پر مہر و ماہ نثار ہین اور کئی سو چھتر کا انکے سر پر سایہ ہی جنمین طرح
طرح کا جواہرات بیش قیمت لگایا ہی اور کئی ہزار پہلوان زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوئے گھوڑون پر سوار تختون کے گرد ہین بختک سے
پوچھا کہ یہ کون ہین بولا کہ ایک تخت پر رستم پیلتن حمزہ کا بیٹا ہی اور دوسرے تخت پر سعد بن عمرو حمزہ کا پوتا لشکر
اسلام کا بادشاہ ہی بعد ازان قیماز شاہ خاوری نکلا اور آواز دورباش کی بلند ہوئی جسکی فوج و لشکر کی کثرت سے
ہوا کی راہ بھی بند ہوئی پوچھا کہ یہ کون ہی اسنے کہا کہ پہلے جو نمودار ہوا ہی وہ قیماز شاہ خاوری ہی اسکی طبیعت مین
بڑی جرأت اور دلاوری ہی اور پیچھے اسکے جسکی سواری کے ساتھ بارہ ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ گھوڑون پر سوار صدائے دورباش
بلند کیے چلے آتے ہین آنکھ میرے کو راہ سے ہٹاتے ہین یہ شاہ عیاران عیار حلقہ فگن بگوش شہریاران وزگار شاطر بے پیلوزنگ
قلعہ گیر بے جنگ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری فخر عیاران عیار حمزہ ہی یہ شخص فرط لیاقت سے سردار سرآمد سرداران حمزہ ہی بعد
ازان علم اژدہا پیکر کی آواز آئی جسکے سننے سے سبکے دلمین ایک ہیبت سمائی کیومرث نے بختک سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہی
بختک بولا کہ یہ آواز حمزہ کے نشان کی ہی معلوم ہوا کہ حمزہ آتا ہی اسکی وہ شان و شوکت ہی کہ جس سے کوہ قاف تھرتھراتا ہی
کیومرث نے پوچھا کہ یہ نشان کسنے بنایا ہی یہ رایت بے شل کہانسے اسکے ہاتھ آیا ہی بختک نے کہا کہ بزرجمہر نے اسکو
تیار کیا ہی یہ طلسم اسی نے اسکو دیا ہی کیومرث نے بزرجمہر سے کہا کہ میرے واسطے بھی ایک نشان ایسا بنا دو
میرے لیے بھی ایک ویسا ہی علم تیار کردو بزرجمہر بولے کہ جب حمزہ پر فتحیاب ہوگے تب مین نشان تمھارے واسطے بنا دونگا
آپکے ارشاد کی تعمیل کرونگا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نشان اژدہا پیکر نمود ہوا اور اسکے سایہ مین خورشید عالم حمزہ نامدار
اشقر دیوزاد پر سوار نمودار ہوئے اور پچاس ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ ترکی تاتاری حبشی چینی ختنی شامی رومی عراقی
بلخی بخاری سندی تازی آشامی حلبی زنگی امیر کے گھوڑے کے گرد جلو میں تھے کیومرث شاہ نے بختک سے کہا کہ مین
نہ جانتا تھا کہ حمزہ کے ساتھ ایسی جمعیت ہی اسکو اسقدر تقویت ہی ناظرین بے تکلف امیر کی تعریف کرنے لگے القصہ جب

امیر کے لشکر کی صف بندی ہوئی کیومرث نیزہ ہاتھ مین لیکر نکلا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ ای قوم عرب جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو
وہ میرے سامنے آوے اپنی دلاوری مجھکو دکھاوے قیماز شاہ نے تسلیم کرکے امیر سے عرض کی اگر حکم ہو تو آپکے اقبال سے کیومرث
کو باندھ لاؤن اُسکے مقابلے کو جاؤن امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے حوالے کیا اللہ کی حفاظت مین تم کو دیا قیماز شاہ جو
کیومرث کے سامنے آیا کیومرث نے کہا کہ او نامرد تجھکو کیا حماقت نے لیا ہی یہ تو نے کیا ذلت کا کام کیا ہی کہ تو بھی حلقہ
بگوشان حمزہ مین محسوب ہوا قیماز شاہ بولا کہ مجھ سے بہتر بہتر حمزہ کی حلقہ بگوشی مین در آئے ہین اُسکی سرکار سے
بڑے بڑے منصب پائے ہین اور تو بھی آجکل مین حلقۂ اطاعت حمزہ اپنے کان مین ڈالیگا وہ یہ سب تیرا غرور
نکالیگا گھبراتا کاہیکو ہی کیومرث نے برا مان کر کہا کہ مجکو کون حلقہ بگوش کر سکتا ہی کون ایسا ہی جو میرے سامنے دم
بہادری کا بھر سکتا ہی چل حربہ کر قیماز شاہ نے کہا کہ اسلام کا دستور پیشدستی کا نہین تجکو جو حربہ کرنا ہو سو کر کیومرث
نے گھوڑے کو کاوہ دیکر ایک وار نیزے کا قیماز شاہ پر کیا قیماز شاہ نے ہرچند اپنی دانست مین اُسکے نیزے کو رد کیا مگر انی نیزے کی
قیماز شاہ کے پانو مین کسیقدر چُبھ گئی چونکہ سنان نیزہ کی زہر ہلاہل مین بجھی ہوئی تھی قیماز شاہ ہوش سے بیتاب ہو کر اپنے لشکر
کیطرف پھر گیا اور خیمہ مین آتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے نوشدارو کی پٹی اُسکے زخم پر باندھی اور کیومرث سے آکر مقابل ہوا
کیومرث اسکی ہیئت کذائی دیکھ کر بولا کہ ای مسخرے تجکو کیا خبط نے گھیرا ہی کہ میرے سامنے آیا ہی معلوم ہوا کہ ملک الموت
تجکو میرے سامنے لایا ہی اگر آتا تو محفل مین آتا کہ محظوظ کرکے انعام لیجاتا یہان سوا مار دھاڑ کے اور کیا پائیگا مفت
مین اپنی جان سے مارا جائیگا عمرو نے کہا کہ اگر آپ جیتے بچئے گا تو محفلمین بھی حاضر ہو کر آپکی خدمتگزاری کرونگا دیکھنا کیسی عیاری
کرونگا اور اسوقت بھی مقدور بھر مجھسے کوتاہی نہوگی کیومرث نے ہنسکر کہا کہ دیوانہ ہوا ہی جا دوسرے کو بھیجدے عمرو بولا کہ آپنے
میرا کیا بنا لیا ہی کہ دوسرے کا بنا لیجیے گا تب تو کیومرث کو غیظ آیا نیزے کو گردان کر عمرو پر چلایا عمرو نے کاغذی
ڈھال منھ پر رکھلے ایک جست ایسی کی کہ اُسکے سر پر پہونچا اور اس زور سے سونٹا اُسکے سر پر مارا کہ وہ تیورا گیا اور لگے
ہاتھون دوسرا سونٹا اُسکے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے گر گیا عمرو نے جلدی سے لپک کر نیزہ اُٹھا لیا چونکہ اُسکے
نیزے مین بہت جواہرات بیش قیمت جڑے تھے اسلیے اُسکو اپنے قبضے مین کیا کیومرث بولا کہ لا میرا نیزہ میرے
حوالے کر اب مین تجھ سے نہ لڑونگا پھر کبھی تیرا مقابلہ نکرونگا عمرو بولا کہ معلوم ہوا تو مجھسے واقف نہین ہی بھلے آدمی
جو چیز کہ زمین پر گرے اُسکا مالک مین ہون ہرچند کیومرث نے دم دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہوا اُسکا کہنا ہرگز قبول
نکیا - اسمین شام کا ڈنکا بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے عمرو نے وہ نیزہ لاکر امیر کی خدمت مین گذرانا امیر نے
فرمایا کہ زہر اسکا دور کرکے سعد یمانی کو دو کہ وہ بھی نیزہ باز ہی سب نیزہ بازون مین ممتاز ہی شب کو تعلیک عیار نے
آکر نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ تصوران نے اپنی بیٹی کو کہ آج حسن و جمال مین اپنا ثانی نہین رکھتی آپکے ساتھ عقد کرنیکے
واسطے بھیجا ہی اُسکو اپنے پاس بلوائیے اُسکے آنیکے لیے اجازت فرمائیے تو نوشیروان یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر

کو اسکے لانے کیواسطے بھیجا خواجہ نے اسکو محلسرا مین لاکر داخل کیا اسکے آنے سے نوشیروان کو بہت سرور حاصل
ہوا راوی لکھتا ہی کہ وہ شاہزادی بیشتر سے حمزہ کی تصویر دیکھکر بصد دل و جان مشتاق دیدار حمزہ تھی چند روز کے بعد
ایک شب کو فرصت پاکے لباس شب روی پہنکر حمزہ کے لشکر مین داخل ہوئی اور پشت خیمہ سے ایک پارچہ اٹھا
حمزہ کے خیمہ مین گئی دیکھا کہ امیر بیخبر سوتے ہین پہرہ دار وے بیہوشی نتھنون مین امیر کے جودی تو امیر چھینک مار کر بیہوش
ہو گئے امیر کا پشتارہ باندھکر جسطرف سے گئی تھی اسی طرفسے نکلکر ایک خندق کے اندر لیگئی سبکی نظرونسے چھپا کر
لیگئی اور امیر کی رفع بیہوشی کر کے اپنے عاشق ہونیکا حال بیان کیا اپنے دلکا راز نہان عیان کیا امیر نے پوچھا کہ
تو کون ہی اسنے کہا کہ میرا نام زر انگیز بنت شاہ تصوران ہی حسن جمال مین میرا نظیر کہان ہی اور اب زوجہ نوشیروان
کی ہون امیر نے فرمایا کہ ایک تو وہ میرا خسر ہی دوسرے تو شوہر دار ٹھہری ایسا گناہ تو مجھسے کبھی نہوگا ایسا فعل ہمارے مذہب
مین حرام ہی یہ بہت برا کام ہی ہر چند اسنے امیر سے عشق انگیز باتین کہین مگر امیر نے مطلق اسکی طرف التفات نکیا اسکا
کہنا بالکل سماعت نہ فرمایا جب اسنے دیکھا کہ امیر مانتے ہی نہین ہین تب اسنے دھمکایا یہ سخن انکو سنایا کہ اگر تو مجکو قبول
نکریگا تو حمزہ مین تجکو مار ڈالونگی امیر نے فرمایا کہ اگر میری یون ہی بدی ہی تو چارہ کیا ہی مگر تیری بدی کرنے سے کچھ نہوگا اسی
تکرار مین صبح ہوگئی وہ امیر کو اسی جگہ مقید چھوڑکر اپنے خیمے مین چلی گئی صبحکو امیر کے لشکر مین غل مچگیا کہ امیر اپنے خیمے سے
غائب ہین ہر شخص ہر طرف ڈھونڈھنے لگا شدہ شدہ یہ خبر کفار کے لشکر مین بھی پہونچی وہ بھی متعجب ہوے کیومرث
نوشیروان کے آگے لنترانی کی لینے لگا کہ حمزہ میرے نیزۂ زہر آلود کے خوفسے جان بچاکر بھاگ گیا مرنے سے جی چھپا کر
بھاگ گیا یہ کہکر نقارہ جنگ کا بجا کر میدانمین صف آرا ہو پھر لشکر کا مقابلہ دوبارہ ہوا لشکر اسلام نے امیر کی جا پر رستم
پیلتن کو قرار دیکر صف آرائی کی لندھور بن سعدان شاہزادے سے رخصت ہوکر کیومرث کے مقابل ہوا کیومرث نے
گھوڑے کو کاوہ دیکر نیزہ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے ڈھال کے جھٹکے سے اسکو رد کیا اپنی چالاکی سے وار اسکا خالی دیا
ہو رچا ہا کہ گرز اسکو مارے اسنے گھوڑے کی باگ پھیر کر دوسرا وار لندھور پر کرکے لندھور کو زخمی کیا لندھور مجروح اپنے
خیمہ مین پہونچکر بیہوش ہوگیا زخم کی شدت سے لا ہوش ہوگیا عمرو نے جھٹ پٹ ایک پٹی نوشدارو کی لندھور کے
زخم پر چڑھا دی کہ اس درد کی تکلیف سے اسکو تسکین ہوئی فرہاد بن لندھور نے اپنے باپ کو مجروح دیکھکر کیومرث سے مقابلہ
کیا وہ بھی زخمی ہوکر پھرا اسکے بعد سرکوب ترک نے اسکا سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا جو اسکے مقابل ہوا مجروح ہوا اتنے مین
شام ہوگئی دونون لشکرونمین طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے مقام پر آیا شبکو وہ قتاحہ پھر امیر کے پاس گئی اور خبر دی کہ
آج تمھارے لشکر کے فلانے فلانے تین پہلوان کیومرث کے ہاتھ سے زخمی ہوے مجکو اس بات کا بڑا ملال ہوا کہ ایسے پہلوانون کا
ایسا حال ہوا امیر نے کہا کہ حیف ہی اسوقت مین تو نے مجکو قید کر رکھا ہی مجھے چھوڑدے کہ مین کیومرث کو نیزہ بازیکا مزہ چکھاؤن
اپنی شمشیر آبدار سے اسکو شربت مرگ چکھاؤن قتاحہ بولی کہ جبتک مین کامیاب نہونگی ہرگز ہرگز نہ چھوڑونگی اپنے حصول مقصد سے

کبھی منھ نہ موڑونگی امیر نے کہا کہ چھوڑ یا نہ چھوڑ مجھ سے تو ایسی حرکت پوچ نہوگی یہ کام خلاف شرع ہر گز نکرونگا میدان معصیت مین قدم نہ دھرونگا غرضکہ وہ شب بھی اسی مین آخر ہو گئی وہ بدمست بدستور امیر کو چھوڑکر اپنے خیمے مین گئی کیومرث پھر میدا نمین آ کر للکارا بڑے زور سے ایک نعرہ مارا کہ جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے میدان جنگ مین آکر گھوڑا کداوے سعد یمانی شاہزادے سے رخصت ہو کیومرث کے روبرو گیا کیومرث نے نیزہ اُسپر چلایا اُسکے اوپر ہاتھ اُٹھایا سعد نے رد کیا چار پانچ طعن کے بعد کیومرث نے غافل پاکر سعد کو بھی زخمی کیا اسمین شام ہو گئی دونون لشکر رزمگاہ سے پھرے رات کو پھر وہ فاجرہ امیر کی خدمت مین گئی اور اپنا اشتیاق بصد زاری و نالی بیان کر نیلگی اُنکے پانو پر سر دھرنے لگی اتفاقاً عمرو بن امیہ امیر کی تلاش کرتے کرتے اُدھر کو جا نکلا باتین اُس مکارہ کی سنکر اُسکے سامنے گیا وہ عمرو کی صورت دیکھتے ہی وہانسے بھاگی عمرو نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون تھا اگر حکم ہو تو مار ڈالون اُسکا بھیجا اُسکے سر سے نکالون امیر نے فرمایا جانے دو مت مارو یہ عورت ہی اُس سے درگذر کرو یہ فاحشہ زوجہ حال نوشیروان ہی وہ اسکے حال پر بہت مہربان ہی عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے کھولے امیر نے خود زور کیا تمام بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے عمرو نے کہا دو روز سے کیون نہ زور کر کے قید سے چھوٹے کیا سبب تھا کہ بند پہلے تمسے نہ ٹوٹے امیر نے کہا کہ تمام امر وقت پر موقوف ہین اور خدا کی مرضی یون ہی تھی کہ مجکو ایک عورت بے حقیقت باندھے یہ کہکر خندق سے باہر آئے اور شکر خدا کا بجا لائے اور سلاح و اشقر کو منگوا کے وہین سے سوار ہو کر رزمگاہ مین گئے یاروں نے امیر کو دیکھ کر شادیانے بجائے سبکے دلون نے آرام پائے کیومرث نے میدانمین نکلکر با آواز بلند کہا کہ ای عرب میرے خوف سے کہان بھاگ گیا تھا امیر نے مسکرا کر اشقر کو چمکا کر اُسکے مقابل جا کے فرمایا ہی یا وہ گو حربہ کر اُسنے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر امیر کے سر پر نیزہ چلایا امیر نے نیزے کو پکڑ لیا اُسکے ہاتھ کو خوب جھٹکا دیا کیومرث بولا کہ حمزہ اسقدر میرے نیزے کا خوف تیرے دل پر غالب ہوا کہ نیزہ میرا پکڑ لیا یہی بہادری کا کام کیا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ تو چھین کیون نہین لیتا کیومرث نے اپنی قوت بھر زور کیا مگر نیزہ نہ چھین سکا امیر نے ایک جھٹکا دیکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور زہر نیزے کی انی سے دور کر کے کہا کہ ای کیومرث تو نیزہ بازی مین مطلق ناقص ہی فن نیزہ بازی تو ہرگز نہین جانتا سپاہ گری کا طرز کچھ نہین پہچانتا اب مجھسے سیکھ لے یہ کہکر ڈانڈ نیزے کی اسزور سے ماری کہ کیومرث کو تیور آ گیا اُسکی آنکھونمین اندھیرا چھا گیا اور مرکب سے گر کر مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگا امیر مرکب سے کود کر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اور مشکین کسکر عمرو کے حوالے کیا بے دست و پا کر کے عمرو کو دیا نوشیروان نے دیکھا کہ کیومرث گرفتار ہو گیا بختک سے کہا کہ کیومرث تو گرفتار ہو گیا اب اپنا سو بتا کیا چاہیے اب یہانسے نکلنا چاہیے بختک نے کہا کہ گیلان کو چلیے شاہ گنجال وہانکا حاکم ہی اور اُسکی ایک بیٹی ہی کہ پری بھی حسن و جمال مین اُس سے لگا نہین کھاتی چشم فلک کو بھی ایسی صورت نظر نہین آئی اور نیزہ بازی اور شمشیر بازی و گرز بازی وغیرہ جتنے فنون سپاہ گری کے

نگ باہم کرنا امیر حمزہ و کیومرث کا اور گرفتار ہونا کیومرث کا بہ نجبۂ عمر و مین



ن کوئی اس سے سیکھے کیا مجال ہی کہ کوئی اُسکا مقابلہ کرے اور ایسی شجاع اور زور آور ہی کہ بڑے بڑے پہلوانونکو
سنے زیر کیا ہی نام آور بہادر ونکو اُسنے صدمہ پایا ہی حمزہ کی قوت اور سپاہ گری کو اُسکے آگے ہیچ سمجھنا چاہیئے اُسکی
لیف کس زبان سے کیا چاہیے نوشیروان نے اُسیدم وہانسے کوچ کیا اور شبانہ روز منزل طی کرکے گیلان
ن پہونچا اُس شہر رشک گلستان مین پہونچا اور ایک نامہ مضمون زیادتی حمزہ و شکستہ حالی خود بہ استدعاے
انت شاہ گنجال کو لکھا شاہ گنجال نامہ پڑھکر نوشیروان کو استقبال کرکے اپنی بارگاہ مین لے آیا اور بہت سا
یان دلایا اور بڑے اخلاق و مروت سے پیش آیا نوشیروان تو خوش و خرم ہوکر حمزہ کا انتظار کرنیلگا وہان
ر نے کیومرث سے کہا اب کیا ارادہ ہی تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہی کیومرث نے عرض کی ارادہ مسلمان ہونیکا
تا حیات مستعار آپکی خدمتگزاری کرونگا ہی تمام عمر قصد تمھاری تابعداری کرنیکا ہی امیر نے اُسیدم اُسکو شرف باسلام
در بند اُسکے کھولکر خلعت فاخرہ پہنایا اور اپنے پہلو مین طلائی کرسی پر بٹھلایا عمرو نے حلقہ غلامی اُسکے کان مین پہنایا
و بھی امیر کے حلقہ بگوشون مین داخل کیا بعد تناول طعام جام مے گلرنگ چلنے لگا اور مطربان خوش آہنگ نے مجلس
م کیا کیومرث نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ امیدوار ہوں کہ میرے شہر مین تشریف لیچلیے کہ خدمت بجا لاؤن
ا شہر شنقطیر کی سیر کو چلا اُن امیر و سرو اُسکی بارگاہ مین گئے اُسنے امیر کو تخت پر بٹھلایا اور آپ تمامی گردان کے
یا چاکران کمترین خدمتگزاری مین مصروف ہوا اور ہر ایک یار کی خاطرداری ہر طرح کی پاس مدارات کرنے لگا

روانہ ہونا امیر کا شہر گیلان کیطرف اور مسلمان ہونا شاہ گنجال کا اور شادی کرنا امیر کا گیلی سواد دختر شاہ گنجال سے

راوی لکھتا ہی کہ اسکے شہر کے متصل مرغزار کثرت سے تھے امیر شغل شکار مدت تک وہان رہے دن سیر و شکار مین کٹتا تھا اور شب عیش و عشرت مین گذر رتی تھی اور نہایت بڑی راحت سے گذرتی تھی ایک دن عمرو سے پوچھا کہ کچھ نوشیروان کی خبر ہی اب اسکو بختک کہان لیگیا عمرو نے کہا کہ گیلان مین شاہ گنجال کے پاس ہی امیر نے فرمایا کہ گیلان کی بھی سیر کیا چاہیے وہان بھی ضرور چلا چاہیے اسیدن پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن امیر چلے چندروز مین شہر گیلان کے متصل خیمہ زن ہوئے جاسوسون نے شاہ گنجال کو امیر کے پہونچنے کی خبر دی انکے حال سے اطلاع دی نوشیروان نے اسیدن طبل جنگ بجوایا گیلان و مازندران کا لشکر لیکر میدان مین صف آرا ہوا امیر نے بھی اسکے مقابل اپنے لشکر کو قائم کیا ہنوز دونون طرف سے کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جنگل کیطرف سے گرد اٹھی دونون لشکر دیکھنے لگے کہ کون کسکی مدد کو آتا ہی اسقدر لشکر کثیر کون ایسا آشنا اسکی مدد کے لیے لاتا ہی گرد کا دامن چاک ہوتے ہی ایک سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے نظر آیا جسکا رعب سبکے دلمین سمایا اور خرامان خرامان میدان مین آکر دونون طرف کے لشکر کو دیکھکر لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا اسکی جرأت و دلاوری سے سب کو عجب ہوا شیر بار شیروانی امیر سے اجازت لیکر اُس سے مقابل ہوا اُس سوار صحرائی نے پہلے ہی وار مین تیہار کو نیزہ مار کے گھوڑے سے گرا دیا اسکو اپنی قوت سے مجروح کیا اور کہا تجھے کیا مارون جا اور کسیکو بھیجدے تاز ترک نے اسکا سامنا کیا اُسنے کمر مین ہاتھ ڈالکے تاز ترک کو زمین پر دیمارا اور کہا کہ جا دوسرے کو بھیج کاوس شیروانی نے جاکر مقابلہ کیا یہی حال کاوس کا بھی ہوا کہ اسمین شام ہوگئی لڑائی تمام ہوگئی کاوس نے خیمہ گاہ کیطرف اور وہ سوار جنگل کیطرف پھرا امیر عمرو کو ساتھ لیکر دریافت حال کیواسطے اُسکے پیچھے روانہ ہوے اُس سوار نے آہٹ پاکر پیچھے پھر کے جو دیکھا دو سوار اسکو نظر آئے بہت مستعد جوان پائے جلدی سے ایک باغ مین گھس گیا امیر بھی اسکے متعاقب باغ مین گئے باغ کو کمال تکلف سے آراستہ پایا نہایت خوشنما باغ نظر آیا ایک گوشے مین کھڑے ہوکر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ سوار مرکب سے اترکر لب حوض کھڑا ہوا چارطرف سے چوبدار پیادل خدمتگار دوڑے مگر سب عورتین تھین مرد کا وہان نام بھی نہ تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ سوار عورت ہی ناگاہ اُسکی بھی نگاہ امیر پر پڑی خواجہ سرا کو بھیجا کہ دریافت کرے یہ دونون سوار کون ہین اور نام انکا کیا ہی اور یہان آنے سے کیا مطلب ہی اسجگہ آنے کا کیا سبب ہی خواجہ سرا نے امیر سے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور یہان کیون آئے ہو امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہی اور یہ رفیق میرا خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمری کہلاتا ہی اسکی چالاکی کو کون پاتا ہی مگر ذرا کہو تو کہ تیری شاہزادی کا کیا نام ہی وہ بولا کہ میری شاہزادی کو گیلی سواد کہتے ہین یہ کہکر شاہزادی کے پاس دوڑا گیا اور حقیقت حال بیان کی اسکے حالات سے اطلاع دی شاہزادی نے بارہ دری مین جاکر لباس مردانہ و سلاح اتار کے پوشاک زنانہ پہنی اور امیر کو استقبال کر کے بارہ دری مین لیجاکر مسند پر بٹھایا اور بہت عزاز و اکرام امیر کا کیا اور خاصہ امیر کے ساتھ تناول کر کے ساقیان

سیمین شیشونکو طلب کیا پہلے جام بلورین مے گلرنگ سے بھر کے اپنے ہاتھ سے امیر کو دیا تشنہ شراب نے انگوست کیا بعد اسکے
آپ پیا جب وہ چار جام کے پینے کی نوبت پہونچی شاہزادیکو سرور ہوا نقاب چہرے سے اٹھا کر امیر کی گود میں آ بیٹھی سب غم
و حیا اٹھا بیٹھی امیر نے جو اس مہ پارہ سے چار آنکھیں کین ناوک مژگان اس کمان ابرو کا امیر کے جگر مین تالب
معشوق غرق ہو گیا بیساختہ عقد کی استدعا کی درخواست نکاح برملا کی وہ ان تو آمادہ موجود ہی تھا اسنے قبول کیا
خواجہ نے فی الفور صیغہ پڑھایا کمال رغبت سے اسکو نکاح مین لایا دونون نے چھپر کھٹ پر جا کے داد عیش کی دی
اسکے ساتھ عیش و عشرت کی ناگاہ یہ خبر گنجال کو پہونچی فی الفور چار ہزار سوار سے باغ کو آکر گھیر لیا بڑی جمعیت سے
محاصرہ کیا شاہزادی نے امیر سے کہا کہ اگر کہو تو اسکا سر کاٹ لاؤن ابھی اسکو ملک عدم مین پہونچاؤن امیر نے کہا کہ
لاکھ ہو پھر تمہارا باپ ہی تمہارا ہاتھ کبھی پیر نہ اٹھے گا مگر مین جاتا ہون اسکو اس جرأت کا مزہ چکھاتا ہون یہ کہکر باغ کے
باہر آئے گنجال امیر کو دیکھکر بولا کہ اے عرب یہ بھی تو نے نوشیروان کی بیٹی چھپالی کہ زبردستی اپنے عقد مین لایا وہی
غرور اب بھی تیرے دلمین سمایا دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہون تجھسے ان حرکتونکا کیسا انتقام لیتا ہون یہ کہکر تلوار کھینچکر امیر
کیطرف دوڑا امیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے کمان ماری کہ گھوڑے پر سے گر پڑا امیر خنجر نکال کے اسکی چھاتی پر چڑھ
بیٹھے اور کہا کہ خدا سے عز و جل لاشریک ہی اور دین ابراہیم کا برحق ہی اسنے بخوشی تمام امیر کے قول کا اعادہ کیا امیر نے اسکو
چھوڑ دیا وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور اسکو اپنے مسلمان ہونیکا سب حال سنایا یہ خبر تمام اطراف و اکناف مین منتشر ہو گئی سب
چھوٹے بڑے کو اس حال کی خبر ہو گئی ایک شب کو امیر گیلی سوار کے ساتھ باغ مین سوتے تھے کہ زرانگیز زوجہ نوشیروان جسنے تین دن تک
کو غندق مین قید رکھا تھا لباس خنجری پہن کے تیر و کمان ہاتھ مین لیکر باغ مین آئی اسکو وہان یہ کیفیت نظر آئی کہ امیر گیلی سوار
کو گود مین لیے سو رہے ہین سانپ سا اسکے کلیجے پر لوٹا دلمین کہا کہ حمزہ نے مجکو قبول نہ کیا اور گیلی سوار کے ساتھ عقد
کیا مجکو بڑا رنج دیا دونونکو اسی دم قتل کر اب کسیطرح انسے درگذر نکرنا چاہتی تھی کہ وار اپنا کرے گیلی سوار کی آنکھ کھل گئی
گیلی سوار اسکو دیکھکر چھپر کھٹ پر سے اٹھی وہ سقف بام سے نیچے پہونچی ہر گاہ گیلی سوار کو شاک سے اتری وہ گھوڑے
پر سوار ہو کے جلدی مارے ڈر کے اپنی راہ لی گیلی سوار نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کے اسکا پیچھا کیا جب باغ سے نکلکر میدان مین
دونون پہنچین وہ فحبہ پھر کر کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین باغ سے حمزہ کی دہشت سے بھاگی تجھسے مجھے کیا ڈر ہی اور تیرا مجکو کیا
خوف و خطر ہی یہ کہکر ایک تیر گیلی سوار پر چلایا گیلی سوار نے اسکو تلوار سے کاٹ گھوڑیکو آسن سے دبایا گھوڑا بجلی کیطرح کوند
کر سر پر آیا گیلی سوار نے نکاب سے رکاب ملا کر ایک ہاتھ ایسا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی ایک ہی ہاتھ مین پھر اسنے
سانس نہ لی دنیا سے سیر ملک عدم کی کی امیر بھی دور سے کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے جب گیلی سوار نے زرانگیز کو مارا امیر نے پکار کر
کہا کہ اے گیلی سوار یہ تو نے کیا کیا نوشیروان جانیگا کہ حمزہ نے مارا اور مفت مین خجل ہو گا اسبات سے بہت منفعل ہو گا گیلی سوار بولی
کہ جو ہونا تھا سو ہو چارہ کیا ہی تقدیر الٰہی مین یونہی لکھا تھا کیا ہی امیر گیلی سوار کو لیکر باغ مین داخل ہوے اور آرام کیا صبحکو نوشیروان

کو خبر ہوئی کہ زر انگیز سوئی ہوئی ہی میدان مین پڑی ہی بے گور و کفن بیابان مین پڑی ہی عیارون سے لاش اُٹھوا کر منگوائی
اور بہت سا افسوس کر کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا یہ فاجرہ حمزہ کے پاس گئی تھی اُسنے اسکو مارا ہی حیف صد حیف ہی
ہماری ایسی نوبت پہونچی کہ ہماری بغل سے عورت اُٹھکر دوسرے مرد کے پاس چلی جاوے اور ہماری عزت اور آبرو کا کچھ
اُسکو خیال نہ آوے اب لوگونکو کیا منھ دکھاونگا اسی بات سے تو مین بڑی ذلت اُٹھاونگا یہ کہکر اپنے غلامونسے کہا کہ
بہت دن سلطنت کی اب جی چاہتا ہی کہ ملک بملک سیر کرتے پھریے وہ بولے کہ ہم فرمانبردار ہین بہر صورت تابعدار ہین
جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے وہی کرینگے جو آپ فرمائینگے نوشیروان نے آدھی رات گئے بہت مال و جواہر و زر نقد
خرجیون مین بھر کر ہزار نفر غلام کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکلکر ختن کی راہ لی اگر کوئی پوچھتا تو سوداگر اپنے کو بتاتا تھا
اپنا حال واقعی سب سے چھپاتا تھا یہان لشکر مین صبحکو غل مچا کہ نوشیروان غائب ہی کسی نے کہا کہ امیر نے
کہ عمرو چرا لیگیا اگر بزرجمہر نے کہا کہ اگر حمزہ مارڈالتا یا عمرو چرا لیجاتا تو ہزار سوار کیا ہو جاتے نوشیروان زر انگیز کی اس حرکت
سے خجل ہو کر کسیطرف چلا گیا ہرمز تاجدار نے چار طرف لوگ تلاش کرنیکو بھیجے اور خود بمشورۂ اہالی و موالی ارکان دولت
تخت پر بیٹھا سلطنت کا انتظام کرنے لگا نوشیروان کی جگہ سب کام کرنے لگا نوشیروان کا حال سنیے کہ یہ جا بجا اپنے کو
سوداگر بتاتا منزل بمنزل چلا جاتا تھا ہزارون طرحکی تکلیف سفر اُٹھاتا تھا اتفاقاً جاسوسون نے یہ خبر بہرام نامے رہزنکو
پہونچائی کہ ایک سوداگر بڑے طمطراق سے ختن کو جاتا ہی وہ کئی ہزار رہزن ہمراہ لیکر سدراہ ہوا نوشیروان نے رہزنون
کی خبر پاکر اُسدن اُسی مقام پر قیام کیا اپنی حفاظت کا انتظام کیا بہرام نصف شبکو مع فوج نوشیروان پر آپہنچا اور پڑا اکثر
غلام مارے گئے اور تمام مال و اسباب غارت ہوا اور نوشیروان کو بھی پکڑ کے لیگیا اپنے مقام پر جا کے پوچھا کہ اے
بوڑھے سچ کہ تو کون ہی اور کہانسے آیا ہی اور کسطرف جاتا ہی نوشیروان نے کہا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون
بادشاہ با عدل و داد ہون بہرام نے کہا کہ ای پیر بے پیر جھوٹ کیون بولتا ہی ایسی جھوٹ بات پر اپنی زبان
کھولتا ہی کہان تو نوشیروان اور کہان تو نوشیروان ہفت اقلیم کا بادشاہ ہی وہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہی اسکو
سوداگری سے کیا کام ہی یہ کہکے گردنیان دیکر نکالدیا سب اسباب و مال لوٹ کر ایک ایک پیسے کا محتاج کیا نوشیروان لاچار
فقیری بھیس بنکر ایکدن کی راہ چار دن مین قطع کر کے ختن مین پہونچا اجنبی دیکھکر ہر شخص پوچھتا تھا کہ اے درویش تیرا کہانسے
آنا ہوا نوشیروان کہتا تھا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون پیشۂ تجارت اختیار کر کے اسطرف کو چلا تھا اثنائے
راہ مین بہرام رہزن نے مجکو لوٹ لیا ایسا بے مال و زر کیا جب کچھ نہ رہا مجبور ہو کر فقیری اختیار کی اس ملک کی راہ لی
سامع اسکو جھوٹا سمجھکر دھتکارتا تھا ذلت سے نام لیکر پکارتا تھا شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ ختن کو پہونچی کہ ایک فقیر اس شہر
مین وارد ہوا ہی جو کوئی اُس سے پوچھتا ہی کہ تو کون ہی تو کہتا ہی کہ مین نوشیروان بن قباد ہون بادشاہ نے اپنے روبرو بلایا جب
نوشیروان اُسکے سامنے آیا کیفیت پوچھی اُسنے اُس سے بھی یہی کہا جو کہتا تھا بادشاہ کو یقین نہ آیا حکم دیا کہ اس جھوٹے درویش کو ہماری

سے نکالدو اس ملک سے اسکو باہر کرو والمختصر جس شہر یا گانون مین جاتا تھا اور لوگونسے سچ سچ حال بیان کرتا تھا لوگ اُسے کاذب سمجھکر اُسمقام سے نکالدیتے تھے پھرتے پھرتے آتشکدہ نمرود پر پہونچا وہان معمول تھا کہ جو مسافر وارد ہوتے تین دن اُس کو کھانا ملتے چوتھے دن رخصت کردیتے تھے اور اگر کوئی رہا تو اسکو جنگل سے لکڑی آتشکدہ کے مصرف کیواسطے لانی پڑتی تھی حکم حاکم سے یہ مشقت اُٹھانی پڑتی تھی اس سبب سے تین دن نوشیروان کو کھانا ملا چوتھے دن جواب دیا اور کہا کہ اگر لکڑی جنگل سے لاؤ تو البتہ کھانا ملیگا اس شرط پر تجکو کھانا ملیگا نوشیروان نے کبھی کاہیکو لکڑی کاٹی تھی مگر بسبب بے چارگی کے جنگل مین گیا اور کسیقدر لکڑی کاٹکر لایا مجبوری سے [illegible] اُٹھایا اور دروغہ نے کہا کہ یہ فقیر لکڑی بہت کم لایا ہی آدھی مقدار پر اسکو کھانا بھیجا جائے لکڑی کم لایا ہی کھانا بھی کم پائے نوشیروان [illegible] بھوکا رہا دوسرے دن جو لکڑی کاٹنے گیا اپنے سے تو ہوسکا اور دنکی کاٹی ہوئی لکڑی مین سے چراکر اپنے گٹھے مین رکھنے لگا ناگہان کسی نے دیکھ لیا سبھونے ملکر خوب نوشیروان کی ہڈیان نرم کین اور کہا کہ او فقیر تو چوری کرتا ہی ہماری کاٹی ہوئی لکڑیان چرا چرا کر اپنے گٹھے مین رکھتا ہی مثل مشہور ہی بانس کے بانس ملاحی کی ملاحی مار تو مار لکڑیان بھی ان لوگون نے چھین لین نوشیروان پہلے دن سے بھی کم لکڑی لایا اُسدن کھانا بھی کم پایا الغرض جسقدر لکڑیان جنگل سے کاٹکر لاتا تھا اسیقدر کھانا بھی ملتا تھا اب ذرا نوشیروان کے لشکر کا حال سنیے ہرمز نے بزرجمہر سے کہا کہ لوگون نے ہرچند تلاش کیا مگر بادشاہ کا سراغ نہ ملا آپ تو رمل سے دریافت کیجیے اُنکے حال سے اطلاع ہمین دیجیے بزرجمہر نے کہا کہ مین پہلے ہی دریافت کرچکا ہون نوشیروان آتشکدہ نمرود مین ہی اور بڑی تکلیف مین ہی اگر کوئی معین نہ پہونچیگا تو صبح شام مین مرجائیگا پھر اسکو کوئی زندہ نہ پائیگا ہرمز نے کہا کہ خواجہ تم نوشیروان کو جاکر لے آؤ لازم ہی کہ اتنی مشقت تم اُٹھاؤ بزرجمہر نے کہا کہ میرے یا تمھارے جانے سے کام نہ نکلیگا جبتک حمزہ نجائیگا نوشیروان ہرگز نہ آئیگا ہرمز بولا کہ حمزہ کاہیکو جائیگا وہ بھلا ایسی محنت کیون اُٹھائیگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تمھاری مان حمزہ کو لکھینگی تو بلاشبہہ حمزہ جاکر نوشیروان کو لے آئیگا اُنکا کہنا یقین ہی کہ عمل مین لائیگا کہ وہ بے مروت نہین بداخلاقی اسکی عادت نہین ہرمز نے جاکر اپنی مان سے مشرح حال بیان کیا مہر انگیز بانو نے ایک خط حمزہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ای فرزند سعادتمند اگرچہ مہر نگار کے مرنے سے رشتہ ٹوٹ گیا تمھارا علاقہ ہمسے چھوٹ گیا اور یہ بھی ظاہر ہو کہ بختک بدذات بچہ کے کہنے سے نوشیروان نے سوائے بدی کے تمھارے ساتھ نیکی نہین کی مفسدون کے بہکانے سے ہمیشہ تمھین ایذا دی لیکن چونکہ تمکو خدا نے سعادتمند و اولوالعزم و صاحب مروت و ہمت پیدا کیا ہی اسواسطے لکھتی ہون کہ تم جاکر آتشکدہ نمرود سے بادشاہ کو لے آؤ اسکو اس مصیبت سے چھڑاؤ نہین تو اُسکا کام تمام ہوجائیگا وہ یہانتک کیونکر آنے پائیگا اور یہ تکلیف لا یطاق جو اٹھاؤگے اور اسکو اس بلاے جانستان سے چھڑاؤگے تو لوگ جابجا یہ نیکی تمھارا ذکر جاکر کرینگے اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ اسوقت بادشاہ بڑی مصیبت مین گرفتار ہو دشمنون کے ہاتھ سے سخت مجبور و ناچار ہی اسیر نے خط لکھکر عمرو کو بزرجمہر کے پاس بھیجا کہ آپ کے

نزدیک بادشاہ کہان ہی اُسکے قیام کا پتہ لگائیے مفصل اُنکا حال بیان فرمایئے بزرجمہر نے کہا کہ اُنسے کہ دینا
نوشیروان آتشکدہ نمرود مین ہی اگر فوراً جاؤگے اور جلد پہونچوگے تو نوشیروان کو پاؤگے نہین تو خدا جانے
اُس کا کیا حال ہوگا پھر تم کو بڑا ملال ہوگا

جانا امیر کا آتشکدہ نمرود کیطرف نوشیروان کے لانے کیواسطے اور بعد مراجعت شادی کرنا نوشیروان کی دوسری بیٹی سے

راوی روایت کرتا ہی کہ امیر پوشاک قلندرانہ باندھ دلق مین لپٹا بمعیت سعید نمرود کے آتشکدہ کیطرف روانہ ہوے اثنائے راہ مین امیر کو معلوم ہوا کہ بہرام رہزن نے نوشیروان کو لوٹا تھا کمال سنگدلی سے ایسے بادشاہ عالی مکان کو لوٹا تھا لہذا بہرام کے قلعہ کے نیچے جا کر اس زور سے نعرہ مارا کہ قلعہ تھرا گیا جسنے وہ آواز سُنی خوف کے مارے گھبرا گیا بہرام گھبرا کر ہزار سوار ساتھ لیکے قلعہ سے باہر نکلا امیر کو تنہا دیکھکر گرز گھما کر مارا امیر نے گرز اُسکا چابکدستی سے رد کیا اور وہی لکڑی اس زور سے ماری کہ بہرام چاروں شانے چت مین پر گر پڑا فوراً چھاتی پر چڑھ کے کہا کہ خدا واحد ہی اور دین ابراہیم برحق ہی یقین تو بھی تیری گردن پر چھری چلاتا ہون تجکو ملک عدم مین پہونچاتا ہون بہرام بولا کہ پہلے آپ اپنا نام بتایئے اپنا مفصل حال بیان فرمایئے مجھے جو کہنا ہوگا کہونگا جو آپ کہیئے گا وہی کرونگا امیر نے فرمایا میرا نام حمزہ ہی بہرام نے حمزہ کا نام سنتے ہی بصدق دل کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیجا کر کئی دن تک عزت کی ہر طرح سے راحت دی امیر نے نوشیروان کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ یا امیر نوشیروان کے باب مین میرا ہی قصور ہی مین نے سوداگر سمجھکر اُسکو لوٹا جب اُسنے کہا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون مجکو یقین نہ آیا مین اُسکے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ لایا جھوٹا سمجھکر اُسکو بالت خواری نکالدیا اُسکو بیدست و پا کیا شاید ختن کیطرف گیا ہی یہ سنکر امیر نام ختن ہوے بہرام بھی ایکہزار دینار کمر مین باندھکر امیر کے ہمراہ ہوا چند روز مین ختن پہونچے ہر ایک سے حلیہ بتا کے پوچھنا شروع کیا لوگون نے کہا کہ فی الحقیقت ایک بوڑھا فقیر اس شہر مین آیا تھا اپنے کو نوشیروان بن قباد بتاتا تھا حاکم نے اس شہر کے اُس کی دو دھگڑی پر شہر بدر کر دیا اُسکے قول پر مطلق اعتماد نہ کیا پھر نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا امیر و بہرام شہر کے باہر نکلے اثنائے راہ مین دو شخص آپس مین باتین کرتے آتے تھے کسی طرف کو جاتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ایسا خبطی فقیر بھی نہین دیکھا کہ اس سن اور اس حالت مین ایسی لن ترانی کی لیتا ہی دوسرا بولا کہ بھائی تعجب کیا ہی کہ وہ راست گو ہو اور گردش فلکی نے یہانتک نوبت پہونچائی ہو برگشتہ بختی سے اُسپر یہ مصیبت آئی ہو امیر نے اُنکی باتین سنکر اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہانسے آتے ہو اور یہ کسکا ذکر ہی ذرا مجسے صاف صاف کہو اس شخص کے حال سے ہمکو اطلاع دو وہ بولے کہ ہم اہل حرفہ ہین آتشکدہ نمرود سے آتے ہین وہان ایک بوڑھا فقیر کسیطرف سے وارد ہوا ہی اپنے کو نوشیروان بن قباد بتاتا ہی اپنی عالی خاندانی اور سلطنت موروثی کا حال سب سے بیان کرتا ہی لوگ اُسکی دو دھگڑی پر اُسکو پھینکے مین [illegible] خارکشی کرتا ہی تو آتشکدہ سے قوت لا یموت اُسکو

تاہی اسطرح سے اپنی اوقات بسر کرتا ہی یہ معاملہ اُسپر گزرتا ہی امیر یہ سنکر آتشکدہ کیطرف روانہ ہوئے آتشکدہ مین پہونچے
خادمون نے امیر کو دیکھکر کھانا لاکے سامنے رکھا امیر نے مع بہرام کھانا نوش فرمایا دونون شخصون نے ملکر کھانا کھایا اور
وہین بیٹھکر آیندہ روند کو دیکھنے لگے شام کو خارکش لکڑیونکا بوجھ لیکر پہونچے آتشکدہ کے خادم نے ایک ایک روٹی
سبکو دی حسب معمول تقسیم کی سبکے پیچھے نوشیروان بھی تھوڑی سی لکڑیان سر پر رکھے پہونچا آتشکدہ کے خادم نے
لکڑیون کو دیکھکر کہا کہ ای بوڑھے تو لکڑیان تو سبکے برابر لا نہین سکتا سبکی طرح تو مشقت اٹھا نہین سکتا تجکو ایک روٹی
کیونکر ملیگی ظاہر ہی کہ سب سے کمتر ملیگی یہ کہکر آدھی روٹی نوشیروان کو دی نوشیروان نے آدھی روٹی کو غنیمت
جانا خادم سے لیکر کھا کے ایک گوشے مین بیٹھ رہا کسی سے کچھ نہ کہا امیر نوشیروان کو دیکھکر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ
عزمو تماشا و تذلل مین تماشا رہی نوشیروان ہی کہ جسکے دسترخوان پر ہزارون قسم کا کھانا چنا جاتا تھا ہزارون آدمی
بتکلف کھانا کھاتا تھا اسمین ایک خوان کھانیکا بڑے تکلف سے خادم آتشکدہ نے امیر کیواسطے بھیجا امیر نے بہرام
سے کہا تم جاکر نوشیروان کو بلا لاؤ بہت جلد جاؤ مگر میرا ذکر اُس سے نکرنا اور اُسکو بھی نوشیروان کہکر نہ پکارنا کہنا کہ ای
بوڑھے یہان آ کھانا کھا جا بہرام نے حسب الارشاد امیر نوشیروان کو پکارا وہ کھانیکا نام سنتے ہی دوڑ کر امیر کے
سامنے آیا کھانیکی لالچ سے اپنے تئین جلد سے اُنکے پاس پہونچا امیر نوشیروان کی تعظیم کرکے بے اختیار رونے لگے
اُسکی خستہ حالی دیکھکر زار زار رونے لگے نوشیروان بولا کہ ای جوان صاحب بہت مجھپر نوازش کرکے روتا کیون ہی امیر
نے کہا کہ آپکی صورت میرے باپ کی صورت سے بہت مشابہ ہی اس سے مجکو رونا آیا اُنکو یاد کرکے میرا دل تاب لایا امیر
نوشیروان کو اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ سے نوالے کھلانے لگے چپکے چپکے آنسو بہانے لگے جب نوشیروان سیر ہوکر کھا چکا
امیر سے پوچھنے لگا کہ ای جوان سچ بتا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی کس ضرورت سے تو نے اپنے تئین یہانتک پہونچایا ہی امیر نے
کہا کہ سپاہی ہون اور ہمیشہ سفر مین رہتا ہون مگر تو بتا کہ کون ہی اور تیرا کیا نام ہی وہ بولا کہ ای جوان میرے نام سے
تجکو کیا کام ہی اگر راست راست کہونگا تو مجھی مار پیٹکر اپنے پاس سے دور کریگا امیر نے سوگند یاد کی کہ مین ہرگز تمکو کچھ
نکہونگا سچ سچ کہو اور میری طرف سے مطمئن رہو خاطر جمع رکھو مین تمکو کبھی آزردہ نکرونگا بوڑھا بولا کہ مین نوشیروان بن قباد ہون
زمانے کی ناسازی سے اس نوبت کو پہونچا ہون امیر نے کہا کہ تجنے اپنا جاہ و حشم و ملک و مال چھوڑکر کیون اپنے کو اس خرابی مین
پہنچا وہانسے اپنے کو نکالا نوشیروان بولا کہ حمزہ نامے ایک عرب کے ظلم سے سلطنت چھوڑکر چند روز سوداگری مین
کی جنگل جنگل کی خاک چھانی ایک دن بہرام نامے رہزن نے لوٹ لیا مجکو مفلس محض کیا وہانسے افتان و خیزان یہانتک
آیا سچ ہی کہ تدبیر تابع تقدیر ہی امیر نے پوچھا کہ حمزہ نے تمپر کیا ظلم کیا تمکو کس طرح کا رنج دیا نوشیروان بولا کہ پہلے
میرا تابعدار تھا پھر وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا اور بے اجازت میرے اُسکو نکالکر لیگیا اُسکی مفارقت کا داغ میرے
دل پر لگگیا مین ننگ سمجھکر اُسکے پیچھے شہر بشہر گھومتا پھرا امیر نے کہا کہ مین نے سنا ہی وہ تمہارے تخت کا ارادہ نہین رکھتا ہی بلکہ

تم ہی اُسکے دشمن ہو ہمیشہ اسکے قتل کرنیکی فکر مین رہتے ہو اب ہمارے سامنے الٹی بات کہتے ہو نوشیروان بولا کہ ای جوان
راست تو یہی ہی کہ وہ کبھی میری جان و حکومت کا خواہان نہین ہو کسی طرح میری عزت اور سلطنت کا خواہان نہین
ہو اگر بختک تلامے میرا ایک نمک پروردہ تھا وہ نالائق بڑا شریر تھا اُس بدبخت نے میرے اور حمزہ کے درمیان عداوت ڈلوائی
اُسکی بدذاتی سے مجھ مین اُسمین دشمنی آئی امیر نے فرمایا کہ اگر مین حمزہ کو باندھکر تمھارے حوالے کردون تو مجھکو کیا دو گے سچ
کہو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے نوشیروان خوش ہوکر بولا کہ ای فرزند اگر حمید لات و منات کے فضل و کرم سے وہ بھی
دن مین دیکھونگا کہ وہ سرکش میرے قابو مین آئیگا میرے ہاتھ سے اپنے کردار کا بدلا پائیگا امیر نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو
مین حمزہ کو باندھکر تمھاری خدمت مین حاضر کردونگا آپکی خاطر سے اتنا کام تو مین کر دونگا نوشیروان نے کہا کہ ای جوان اگر حمزہ کو
تو مجھے پکڑ دیگا ایسا احسان مجھپر کریگا تو مین اپنی بیٹی مہر افروز سے تیرا عقد کردونگا اور زیست بھر تیرا ممنون منت ہونگا
امیر بانواع تلطف و مدارا نوشیروان سے پیش آئے اور دوسرے دن سے لکڑیان لینے کو جانے ندیا مگر ابھی تک اپنے حال سے
آگاہ بھی نہین کیا دونون وقت کھانا اپنے ساتھ کھلاتا عزت سے اپنے ساتھ بٹھلاتا جب تین دن امیر مہمانی کھا چکے اور سب
طرحکی راحت اُٹھا چکے چوتھے دن آتشکدہ کے خادم نے حسب دستور امیر بہرام سے کہا کہ موافق معمول کے تین دن
مہمانی ہو چکی اب اگر یہان رہنا منظور ہو تو جنگل سے لکڑیان لاؤ سبکے ساتھ جنگل مین جاؤ حسب دستور روٹی پاؤگے بشرطیکہ سبکے
برابر لکڑی لاؤگے امیر مع بہرام و نوشیروان جنگل کیطرف گئے اور ایک درخت کے سایے مین پاؤن پھیلا کے سو رہے اپنے
عصا پر تکیہ لگا کر سو رہے جب تھوڑا سا دن باقی رہا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ ای جوان کبتک سویا کریگا مفت مین اپنی اوقات
کھویا کریگا دن تھوڑا ہی لکڑی جنگل سے توڑکر آتشکدہ مین پہونچا یہان وہ کھانا پائین امیر نے کہا کہ تم بھی سو رہو ہم تمھارے
حصے کی بھی لکڑیان توڑ دینگے تمھارے بدلے بھی ہم محنت اٹھا دینگے امیر تو یہ کہکر سو رہے مگر نوشیروان نے اُٹھکر کچھ لکڑیان
ادھر ادھر سے جمع کین اور دوسرے خارکشونکی آنکھ بچا کر اُنکے بوجھے مین سے چُرا کے اپنے گٹھے مین رکھین امیر
نے یہ حرکت بخیف نوشیروان کی دیکھکر فلک کیطرف نگاہ کرکے فرمایا کمال غیرت سے یہ کلمہ زبان پر آیا کہ تیری گردش
بادشاہ ہفت کشور سے بھی چوری کراتی ہی تیری ذات سے نئی نئی بات ظہور مین آتی ہی امیر یہ کہکر پھر سو رہے جب
آفتاب غروب ہونیلگا نوشیروان نے امیر کو جگایا اور کہا کہ ای فرزند تمام دن تمنے سو کے کاٹا اب سب خارکش
بوجھا اپنا لیلیکے چلے جاتے ہین تم لکڑیان کب توڑوگے اور چلوگے مینے تو جا ہو کے تھوڑی سی لکڑی توڑ کر رکھی
ہی امیر نے کہا کہ تمکو تو منع کیا تھا کہ تم اس محنت سے اپنے کو دور رکھو پھر تمنے کیون محنت کی اپنے تئین تکلیف عبث دی
آخر بہرام نے اُٹھکر سوکھے سوکھے درختونکو اکھیڑ اُکھاڑ زمین پر مار کے توڑ توڑ کر بڑے بڑے بوجھے باندھے لکڑہارے
دیکھکر کمال متحیر ہوے اور آپسمین کہنے لگے کہ یہ آدمی ہین یا دیو ہین کہ بڑے بڑے درخت کیوجہ جڑ سے اکھیڑ ڈالا ایسے درخت
کہ جو مثل کوہ ہین انکو تہ زمین سے نکالا القصہ ایک بوجھ امیر نے نوشیروان کو دیا اور ایک بوجھ بہرام کے حوالے کیا اور

ایک بوجھ اپنے سر پر رکھکر خارکشون کے ساتھ آتشکدہ کیطرف چلے اثنائے راہ مین دیکھا کہ نوشیروان لکڑیونکے بوجھ
سے دبا جاتا ہی بہزار خرابی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا امیر نے نوشیروان کو بھی بوجھ سمیت اپنے سر پر بٹھا لیا اُسکو راہ
چلنے کی اذیت سے بھی آرام دیا جب آتشکدہ کے قریب پہونچے نوشیروان کو سر سے اُتار کر بوجھ لکڑیونکے آتشکدہ مین
ڈالدیے خادمان آتشکدہ دیکھکر بولے کہ یہی دو آدمی لکڑیان لانے کیواسطے بس ہین سرے خارکش کی حاجت نہین
ہی اور آدمیونکی کچھ ضرورت نہین ہی یہ کہکر طعام لذیذ کثرت سے امیر و بہرام کیواسطے بھیجا امیر نے مع نوشیروان و
بہرام کھانا تناول فرمایا سبکے دلونمین آرام آیا شب کو امیر نے نوشیروان سے پوچھا کہ اس آتشکدہ کا خرچ کس سے
متعلق ہی اسکا صرف کہانسے ہوتا ہی مہتمم یہانکا کس سے پاتا ہی نوشیروان بولا کہ ای فرزند یہ خادم جو ہین سب میرے
غلام ہین اور خرچ اسکا میری سرکار سے ملتا ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو ظاہر کیون نہین کرتے نوشیروان نے کہا کہ ای
فرزند جب مین یہان آیا تھا مین نے اپنا نام بتایا تھا مگر کسی نے باور نہ کیا بیٹے تک کا ٹھکانا نہ دیا اور اسقدر خادمون نے مارا کہ سر سے پاؤن
تک مین سوجکر کُپا ہوگیا امیر نے کہا کہ اگر تم قسم کھاؤ کہ مین پھر کبھی آتش پرستی نکرونگا اور خدا کو واحد اور دین ابراہیمؑ
کو برحق جانونگا تو مین ان خادمونکو مار کر آتشکدہ کو خراب کرون اور تمکو تخت پر بٹھاؤن انکو تمھارا فرمانبردار بناؤن نوشیروان
قسمیہ ہوا امیر نے اُسیدم آتشکدہ مین جاکر ایک خادم کو آگ مین ڈالدیا اور بہتیرونکو جہنم واصل کیا اور آتشکدہ کو بتخانہ سمیت
اُسکے گرد و پیش تھے مسمار کیا سب آتش پرستونکو ذلیل و خوار کیا لوگون نے امان مانگی امیر نے امان دیکر کہا کہ بدبختو تم
نہین جانتے تھے کہ نوشیروان شاہنشاہ ہفت اقلیم گردش فلکی سے بھاگ کر یہان آیا ہی بخت کی برگشتگی نے اسکا یہ حال بنایا
ہی تمنے اُس سے خارکشی کروا کے بھی پیٹ بھر کے روٹی نہ دی اپنے مالک و آقا کیساتھ ایسی بدسلوکی کی سب نے آنکر بادشاہ کے
قدمونپر گرے اور عرض کی کہ ہم مطلق ناواقف تھے امیدوار معافی کے ہین برائے خدا ہماری تقصیر معاف کیجیے اور کدورت
سے اپنے دلکو صاف کیجیے نوشیروان نے سبکو معاف کیا اور وہانکے تحصیلدار سے خزانہ طلب کیے لٹانا شروع کیا اور ہر فقیر کو تونگر
بنانا شروع کیا اور سامان سلطنت تیار کرکے بڑی دھوم سے شہر ختن مین داخل ہوا امیر کی حمایت سے سب طرحکا اطمینان اُسکو
حاصل ہوا وہانکا بادشاہ نوشیروان کے استقبال کیواسطے اپنے دولتخانہ سے نکلا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ ای فرزند
اس بادشاہ نے مجھکو کیا کیا ایذا و ذلت [illegible] تم ساتھ نہین کی ہی اسکو قتل کرو ہرگز اسکو جیتا نچھوڑو
شاہ ختن نے امیر کو اپنا شفیع کرکے قصور معاف کروایا اور بہت سا عذر کیا کہ مین نے پہچانا نہ تھا مین قسم کھاتا ہون کہ مین
ہرگز انکو نوشیروان جانتا نہ تھا اور سبب یہ بھی تھا کہ ابتک کبھی حضور کی زیارت کی بھی نہ تھی بادشاہ نے امیر کی خاطر سے شاہ ختن
کا قصور معاف کیا اور امیر سے کہا کہ شاہ ختن کا قصور تمھاری خاطر سے معاف کرتا ہون لیکن تمکو بھی اتنا میرا کام کرنا ہوگا کہ حمزہ کو گرفتار
کرکے میرے حوالے کردینا امیر نے کہا کہ بسر و چشم میری طرف سے خاطر جمع رکھیے حکم کی تعمیل کرونگا اور حمزہ کی گرفتاری مین بہت سعی و تعجیل کرونگا بعد ازان
امیر نے فرمایا کہ ہم تم تنہا تمھارے لشکر مین چلو [illegible] نوکر [illegible] پہچانتا ہی یا نہین [illegible] آشنا مانتا ہی یا نہ

امیر نوشیروان لشکر کے بازار مین ایک نانبائی کی دوکان پر روٹی مول لیکر کھانے لگے اتفاقاً مقبل شقر کو پانی پلانے
کے لیے جاتا تھا اشقر امیر کی بو پاکر کھڑا ہو گیا اور عمرو کا بھی اسوقت اسطرف گذر ہوا دیکھا کہ امیر و نوشیروان
ایک اجنبی آدمی کو ساتھ لیکر کھانا کھا رہے ہین تینون آدمی بے تکلف طعام لذیذ کا مزہ اٹھا رہے ہین عمرو نے سلام
کر کے امیر سے کہا کہ یا امیر خوش آمدی و خوش رفتی نوشیروان نے اسوقت امیر کو پہچانا عمرو نے جب نام لیا تب نوشیروان
نے جانا پھر اپنے دلمین کہا کہ اتنے دنون تک حمزہ کا اور میرا ساتھ رہا مگر مین نے حمزہ کو نہ پہچانا اور کیا کیا نہ حمزہ کی
بدگوئی حمزہ سے کی البتہ حمزہ اپنے دلمین ناخوش ہوا ہوگا کہ اسنے کیا کیا نہ مجکو کہا اور مین چپ ہی رہا یہ سوچکر وہانسے اٹھکے
اپنے لشکر مین گیا ارکان دولت نوشیروان کو دیکھکر باغ باغ ہوے اور اسیدم تخت پر بٹھلا کے شادیانے بجوائے
سب امیر امرا نذرین لائے امیر بھی اپنے لشکر مین جاکر اپنے یارو نسے ملے اور تمام سرگذشت بیان کی سبکو تمام سرگذشت سے
اطلاع کی دوسرے دن امیر نے سعد سے فرمایا کہ میرے ہاتھ باندھکر نوشیروان کے پاس لیچلو کہ ایفائے عہد ہو عمرو بولا
کہ میری رائے نہین ہی کہ تم اسطرح سے نوشیروان کے پاس جاؤ مبادا قابو پاکر یہ بدی پیش آدے کسیطرح کی آفت تمھارے
سر پر لادے امیر نے فرمایا کہ مین اپنی تقدیر پر شاکر ہون جو کچھ مجھپر گذریگا اسپر صابر ہون جبتک خدا کا فضل ہی وہ میرا کیا
کر سکتا ہی آخر الامر سعد امیر کو باندھکر نوشیروان کے پاس لیگیا نوشیروان نے ہکا بکا ہوکر پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہی امیر کو
کیون مقید کیا ہی امیر نے کہا کہ مین نے تمسے وعدہ کیا تھا کہ حمزہ کو باندھکر تمھارے حوالہ کر دونگا سو اقرار پورا کرنے کے
واسطے اپنے کو بندھوا کر آپکے پاس حاضر کیا اب آپ بھی اپنا وعدہ وفا کیجیے اور اسلام قبول کرنے مین تامل کو دخل نہ دیجیے
بختک نے اٹھکر نوشیروان کے کانمین کہا کہ حمزہ اسوقت بآسانی تمام مارا جا سکتا ہی اپنے کردار کی سہل مین سزا پا سکتا ہی پھر
ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد اسکے کوئی حمزہ پر قابو نہ پائیگا نوشیروان نے کچھ جواب دیا امیر نے عقلیہ دریافت کیا کہ
نوشیروان مجھسے صاف نہین ہی ہاتھ کھولکر سعد سے فرمایا کہ بختک بد بخت کو پکڑ کے شلاق کرو اس بد ذات کو بھی اسکی شرارت کی
سزا دو سعد نے فوراً حکم کی تعمیل کی نوشیروان بختک کا حال دیکھکر محل مین چلا گیا بختک بد اختر کی اعانت کرنیکو جسنے چاہا
وہ امیر کے ہاتھ سے مارا گیا القصہ امیر اپنے لشکر مین آئے اور دوسرے دن عمرو کو نوشیروان کے پاس بھیجا کہ مین نے اپنا
وعدہ وفا کیا اب آپسے بھی ایفائے وعدہ چاہتا ہون یعنی ملکہ مہر افروز سے میرا عقد کر دیجیے جو زبانسے کہا ہی وہ کیجیے
عمرو نے نوشیروان کے پاس جاکر امیر کا پیغام ادا کیا پہلے نوشیروان نے عمرو کو اس بات کا جواب کچھ نہ دیا اور وزرا و ندما سے
بیان کیا کہ مین نے حمزہ سے وعدہ کیا ہی کہ مہر افروز کا عقد تیرے ساتھ کر دونگا پس اس امر مین تمھاری کیا صلاح ہی کرون
یا نکرون کونسی بات موجب فلاح ہی ایک منھ ہو کر سب بولے کہ ایک بیٹی دیکر تو حضور اجتک ملک بملک خراب و خستہ پھرتے ہین اب
دوسری بیٹی دیکر دیکھا چاہیے کہ کیا گت ہوتی ہی اب بارہ کیسی کیسی ذلت اٹھتی ہی اور سوا اسکے شاہان امصار حضور کو کیا کہینگے
اس حال کو سنکر سب نفرین کرینگے نوشیروان بولا کہ ہرگاہ ایک بیٹی دی دوسری بیٹی دینے مین کیا قباحت ہی ذلت و خواری

کیا ہی کہ میرے نزدیک حمزہ سے بہتر داماد میسر آئیگا اسکی سی لیاقت کون پائیگا یہ کہکر عمرو سے کہا کہ جاؤ حمزہ سے
کہو کہ شادی کی تیاری کرے اور اپنے یہان بھی سامان عروسی تیار کرنیکا حکم دیا سب سامان شادی جیسا چاہیے مہیا کیا
دوسرے دن ساعت نیک دیکھکر عمرو نے امیر کی عقد خوانی کی کمال زینت سے نوشیروان نے اپنی لڑکی اُسکے نکاح مین دی
امیر مہرافروز کو اپنی بارگاہ مین لیگئے بختک نے جا بجا خط بھیجے کہ ای شاہزادو غضب ہی شاہزادو حیف ہی کہ تمھارے ہوتے ایک
زنی عرب نوشیروان کی دو بیٹیون سے عقد کرے اور شاہنشاہ ہفت کشور کا داماد کہلاوے اور ایسا مزہ اٹھاوے اب
بھی کچھ نہین گیا ہی اگر ہمت ہو تو آکر اُس عرب سے مہرافروز کو چھین لو اتنی ہمت ضرور کرو جمیع رؤسا نے باہم مشورہ
کرکے ہرمز سے کہا کہ بادشاہ کی تو کبرسنی سے عقل جاتی رہی ہی مگر تم جوان عقل ور جوان بخت ہو اگر قصد کرو تو ابھی حمزہ
مار لیا جاتا ہی اپنے افعال ناشایستہ کا عوض پاتا ہی ورنہ یہ سلطنت ایک نہ ایکدن تمھارے ہاتھ سے جاتی رہیگی ہرمز
نے پوچھا صلاح کیا ہی سبھون نے کہا کہ بادشاہ سے کہیے کہ البرز مین جاکر شاہ البرز سے پناہ لیوین اگر حمزہ سے ہزار
جاوینگے تو پہلوان عادی کے ہاتھ سے مارے جاوینگے اور شاہ البرز پر قابو نہ پاوینگے اور اگر بادشاہ یہ امر قبول نہ کرے
تو بادشاہ کو مدائن کیطرف بھیجدیجیے یہ تدبیر ضرور کیجیے اور آپ تخت پر بیٹھ کے کوہ البرز کی طرف روانہ ہوجیے دیکھیے تو
کیا ہوتا ہی ہرمز نے ارکان دولت کے مشورہ کو بادشاہ سے کہا نوشیروان بولا کہ صاحبو مجھسے کیا کہتے ہو مین نے
کیا کیا تدبیر حمزہ کے مارنیکی نہین کی مگر حمزہ کا بال بھی ٹیڑھا نہوا اسکو مین کیا کرون اسمین مجبور ہون تقدیر بھی کچھ چیز ہی
یا نہین باقی البرز جلیے اگر حمزہ مارا جائے اور وہ اُسکے ہاتھ سے نجات پائے تو اس سے کیا بہتر ہی کوہ البرز کیطرف پیش خیمہ
روانہ کرو اسکو تیاری کا حکم دو الغرض اُسدن تو پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن بادشاہ نے کوچ کیا اور جا بجا سے مدد طلب کی

روانہ ہونا امیر کا کوہ البرز کیطرف

راوی لکھتا ہی کہ عمرو نے امیر کو خبر دی کہ نوشیروان کو بختک لیکر کوہ البرز کیطرف لیگیا منصوبہ یہ ہی کہ
حمزہ اگر وہان جاوے تو جیتا بچکر نہ آوے امیر نے یہ خبر سنکر تبسم کیا اور جواب دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ اسطرف روانہ ہووے
دو شبانہ روز عیش و عشرت مین کاٹا صبحکو کوچ کیا جب کوہ البرز کے دامن مین پہونچے دیکھا کہ نوشیروان اس کوہ مین خیمہ زن
جان اُسنے کو موجود پھر صف شکن ہوئے امیر بھی کچھ فاصلہ دیکر اُترپڑے ہر روز اطراف و جوانب سے نوشیروان کی مدد آنے لگی جو فوج آتی اپنے
موقع پر پڑے جانے لگی ہر گاہ بہرام چوب گردان عادی چوب گردان کہ پہلوانان ہمعصر مین ضرب المثل تھے شجاعت اور دلاوری مین
بے بدل تھے چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچے مدد کرنیکی نیت سے پہونچے نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا اور لشکر کو رزمگاہ
مین صف آرا کیا سب لشکر مقابلہ کو آیا امیر بھی اُسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نقیب صفون کے سامنے پکارنے لگے باواز بلند للکارنے
لگے کہ ای پہلوانو دلاور بہادرو آج ننگ و ناموس کو سمجھو اور باپ دادا کا نام روشن کرنیکا دن ہی چاہیے کہ حریف ورزم کو جیتا نہ پھرنے دو
اسی میدان مین قتل ہو کر ڈھیر ہوجاوے عادی چوب گردان کو جوش شجاعت جو آیا صف سے نکل آیا ہو کر مبارز طلب ہوا اور عرصہ قتال مین گھوڑا

کو دیا قیماز شاہ خاوری نے کہ عادیونکے ملک کا بادشاہ ہی امیر سے رخصت لیکر عادی چوب گردان کا مقابلہ کیا ابھی
میدان میں جنگل کیطرف سے ایک سوار آیا اور دونون لشکرون کے درمیان میں کھڑا ہو کر لشکر کفار سے مبارز طلب ہوا عادی چوب
گردان نے قیماز شاہ کو چھوڑ کر اُسکا مقابلہ کیا اور ہزار منی گرز اُس سوار کے سر پر مارا اُسنے سپر پر روک کے رد کیا اور رکاب سے
رکاب ملا اُسکی دوال کمر پکڑ کے باسانی تمام گھوڑے پر سے اُٹھا کے چرخ دیکر اُس زور سے زمین پر دے مارا کہ گویا ہڈیان اُسکی سرمہ
ہو گئین یا سب ہڈیا زمین میں اُسکا کام تمام کیا معرکہ میں پیا نام کیا بہرام چوب گردان نے اپنے بھائی کا حال دیکھ کے میدان میں آ کر اُس سوار پر
حربہ کیا اُسنے اُسکا بھی یہی حال کیا تب تو نوشیروان کے لشکر میں شور پیدا ہوا اسکے ڈر سے ہر اس پیدا ہوا اور کسی نے اُس سوار
سے لڑنیکی جرأت نہ کی سب کی ہمت پست ہوئی اپنے اپنے خیمونکی راہ لی اُس سوار نے جب دیکھا کہ لشکر کفار سے کوئی نہیں آتا ہو تو
ہر شخص لڑنے سے جی چراتا ہی تب لشکر اسلام کیطرف رخ کر کے مبارز طلب ہوا رستم پیلتن نے آ کر اُسکی کمر پکڑی اور اُسنے بھی رستم کی کمر پر
ہاتھ ڈالا دونو میں زور ہونے لگا ہر گاہ گھوڑے زانو تک زمین میں دھنس گئے اور ایک دوسرے پر غالب نہوا جنگلی سوار نے
رستم سے کہا کہ اب آپ جا کر لشکر میں ستائیے تھوڑی دیر آرام فرمائیے سعد طوقی کو بھیجدیجیے سعد طوقی سے بھی دو ساعت
تک اُس سوار نے زور کیا جب کوئی کسی پر بالا دست نہوا تب اُس سوار نے سعد بن عمرو کو طلب کیا وہ بھی آ کر برابر رہا آخرش
سوار نے امیر کو بلوایا جب امیر اُسکے مقابلہ پر آیا امیر کی کمر پکڑ کے زور کرنے لگا امیر نے ایک نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا
اس آواز کو سنکر ہر شخص گھبرا گیا اُسکے دلمین خوف سمایا اور اُسکو کمر پکڑ کے سر پر اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا پھر چرخ دیکر زمین
پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ کے چاہا کہ خنجر اُسکے گردے میں مارین کہ جان فنا ہو جائے ملک عدم میں جگہ پاوے وہ جوان
بولا کہ مجکو نہ ماریے میں آپکا پوتا ہون پوچھا کسکا بیٹا ہی التماس کیا رستم پیلتن کا فرزند ہون آپکے فرزند ارجمند کا پسر
ہون اور نام میرا قاسم خاوری ہی مجکو خدا داد دلاوری ہی امیر نے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور سر و روے کے بوسے
لیے اور رستم پیلتن سے بلا کر فرمایا کہ ای فرزند دلبند مبارک ہو یہ تمہارا لخت جگر ہی میرا بھی نور نظر ہی اتنے میں ایک اژدہا جسکا
گز کا قد و قامت پشت لشکر کفار سے برآمد ہوا اور میدان میں کھڑا ہو کر ہومان خاور کو للکارا کہ اگر مرد میدان کا رزار ہی
تو میرے سامنے اپنی بہادری دکھا ہومان اُسکے مقابل ہوا اس سوار نے کمر پکڑ کے ہومان کو اُٹھا لیا اور آہستہ سے زمین پر
چھوڑ کے کہا کہ جا قیماز شاہ خاوری کو بھیجدے کہ وہ آ کر میرا مقابلہ کرے قیماز شاہ آنکر اُس سے زور کرنے لگا یہانتک دونو نے
زور کیا کہ ماندے ہو گئے قیماز شاہ کو چھوڑ کر اُسنے کہا کہ جا حمزہ کو بھیجدے دیکھون وہ کتنا زور رکھتا ہی امیر سنکر میدان میں آئے
اُس جوان نے دوڑ کر امیر کی کمر پکڑ لی امیر نے بھی اُسکی دوال کمر پر ہاتھ ڈالا اور طرفین سے زور ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ زیر
نہیں ہوتا ہی نعرہ کر کے اُٹھا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی بتا نہیں تو زمین پر پٹک کے ہڈیان سرمہ کر دونگا دم بھر میں خاک سیاہ کر دونگا
وہ بولا کہ میں قیماز خاوری میرا نام ہی اور قیماز شاہ کا بیٹا ہون اُسی بادشاہ الاجاہ کا بیٹا ہون امیر نے آہستہ سے اُسے چھوڑ کے گلے سے لگایا
اچھی طرح سے اُسے پیار کیا اور قیماز شاہ کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا تمکو مبارک ہووے قیماز شاہ بہت خوش ہوا امیر طبل بازگشت بجوا کر اُسکو لشکر میں لائے

دن مجلس جشن کی ترتیب دی محفل عیش و نشاط کی تیاری کی دوسرے دن جو میدان میں صف بندی ہوئی عادی چوب گردان
لشکر کفار سے نکلا اور لشکر اسلام میں سے فرخاری شابان باہر آیا شام تک دونون میں جنگ رہی مگر کوئی کسی پر مظفر و
منصور نہ ہوا دونون میں سے ایک بھی مغلوب اور مقہور نہوا رات کو دونون لشکرون نے آرام کیا صبح کو پھر
ئی ہوئی عادی چوب گردان نے میدان میں آکر امیر کو للکارا بڑے زور و شور سے نام لیکر پکارا امیر نے اشقر کو اسطرح
میں ڈپٹایا کہ میدان کی زمین اشقر کی ٹاپون سے اُڑ گئی عادی چوب گردان نے اپنی چوب کو چرخ دیکر امیر کے سر پر مارا
نے اُسکی چوب دست چھین لی جھٹ پٹ اپنے قبضے مین کی اور اسی چوب کو اس زور سے اُسکے بازو پر مارا کہ وہ بیتاب
زمین پر گر پڑا عمرو نے باندھ لیا اپنے پاس قید کیا بہرام چوب گردان نے میدان میں آکر امیر کا سامنا کیا وہ بھی باندھا
میر نقارہ ظفر بجاتے ہوے لشکرگاہ کو پھرے شب کو سر محفل بہرام و عادی کو طلب کرکے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے تمھاری
بت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ سواے اطاعت کے اور کیا ارادہ ہوگا امیر نے انکو مسلمان کیا اور عمرو نے اُنکے کانون مین حلقہ غلامی
ال دیا امیر نے اُنکو خلعت دیکر اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اپنے پہلو مین بہت اعزاز و اکرام سے بٹھلایا اور دور ساغر شروع ہوا
م و عادی نے اپنے لشکر سے کہلا بھیجا کہ آج لشکر نوشیروان پر شبخون مارکے لشکر اسلام مین داخل ہو کہ تمکو دولت دین و دنیا کی حاصل ہو

ستان پیدا ہونا شاہزادہ بدیع الزمان کا گیلی سوار دختر گنجال کے بطن سے اور بہا دینا شاہزادے کو صندوق میں بند کرکے دریا میں اور لیجا کر پرورش کرنا قریشہ بنت آسمان پری کا شہزادے کو حضرت خضر کے حکم سے

راوی لکھتا ہے کہ امیر نے جب کوہ البرز کیطرف کوچ کیا تھا گیلی سوار کو کہ حاملہ تھی گنجال کے سپرد کر آئے تھے گویا کہ یہ اپنی
امانت اُسکے پاس دھر آئے تھے گنجال احسان فراموش نے لونڈیون اور دایہ کو بلا کر حکم دیا اور اُنسے اقرار لیا کہ جب گیلی سوار
لڑکا ہووے بجنسہ میرے پاس لے آنا ہرگز اس بات مین دیر نہ لگانا انھون نے جانا کہ شاید کوئی بات یمن و سعد
کے لیے تجویز کی ہوگی کسی نجومی نے کچھ سعادت یا نحوست کی خبر دی ہوگی لڑکے کو پیدا ہوتے ہی اُس کے پاس حاضر
اُس بیرحم نے کہ ترس جانسے باسباب ظاہر مسلمان ہوا تھا حکم کیا کہ اسکو مار ڈالو اس لڑکے کو اسیوقت قتل کرو دایہ کو اُسکی
ری پیاری صورت دیکھکر ترس آیا اُسکا کہنا اُسکو ہرگز نہ بھایا اُسنے شاہ گنجال سے کہا کہ اگر حکم ہو تو اُسکو جیتا
زمین مین گاڑ دون اگر فرمایئے تو ایسا کردون بولا کہ بہت اچھی بات ہے دایہ نے ایک صندوق مین بند کرکے دریا مین بہا دیا
بچے کو خدا کے سپرد کیا اتفاقاً اُسدن آسمان پری اور قریشہ دریا کی سیر کو آئی تھین وہ صندوق بہتے بہتے
کنارے سے جا لگا جہان وہ وارد تھین صندوق کو دریا سے نکلوا کر جو کھولا تو ایک لڑکا رشک خورشید و غیرت ماہ
کے انگوٹھے چوستا نظر آیا اُنکے دلمین اُس لڑکے کا پیار سمایا اُسکی پیشانی پر جو سیاہ داغ چمکتا ہوا دیکھا آسمان پری
کہ یہ داغ علامت خلیل اللّٰہی ہے اُسیر جلد افضال الٰہی ہے اتنے مین حضرت خضرؑ نے ظاہر ہو کر آسمان پری سے کہا کہ یہ لڑکا
کا بیٹا ہے تم اسے اچھی طرح سے پرورش کیجیو جب بالغ ہووے تب حمزہ کے پاس اسکو بھیجیو اور نام اسکا بدیع الزمان

رکھنا یہ کہکر حضرت خضر علیہ السلام تو غائب ہو گئے قریشہ گود مین اُٹھا کے بدیع الزمان کو قاف پر لیگئی اور پریونکا دودھ پلا کر بحفاظت تمام احتیاط سے پرورش کرنے لگی جب سات برس کا ہوا قریشہ نے فنون سپاہ گری مین طاق کر کے ہتھیار بندھوائے جتنے فن سپاہ گری کے تھے سب اُسکو سکھائے اور جب کسی مہم پر اُسکا جانا ہوتا تو اُسکو بھی لیجاتی اُس معرکے کا اُسکو تماشا دکھاتی جب گیارھوین برس مین پانون رکھا قریشہ سے کہا کہ میرے باپ ان کا کیا نام ہے اور کہان ہین اور اُنکا کس شہر مین قیام ہے اور بتاؤ وہ جہان ہین قریشہ بولی کہ باپ تو میرا تیرا ایکسا ہی ہے پردہ دنیا مین سلطنت کرتا ہے صاحبقران گیتی ستان لازل قاف کوچک سلیمان ابوالعلا عرف امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہے باقی تیری مان کے نام سے مین واقف نہین ہون کہ وہ کون ہے اور کہان ہے اُسکا کیا پتہ کیا نشان ہے اور تمام کیفیت صندوق کی مفصل اُس سے بیان کی اُس تمام ماجرے سے اطلاع دی بدیع الزمان نے کہا کہ مجکو میرے باپ کے پاس بھیجدے اپنی مہربانی میرے حال پر کر دو آسمان پری نے بہت سا تحفہ قاف کا ساتھ کر کے قریشہ اور پریونکے سپرد کیا کہ اسکو بحفاظت تمام کوہ البرز پر لشکر اسلام مین پہونچا دو اسکو راہ مین کسیطرح کی تکلیف نہو اور چلتے وقت سمجھا دیا اور یہ قصہ سنا دیا کہ تیرے جتنے بھائی ہین سب پہلی ملاقات مین امیر سے لڑے ہین تو بھی لڑکر ملازمت کیجیو اپنے خاندان کا رسم ہاتھ سے نہ دیجیو اور جمیع اقربا کے نام بتا دیئے القصہ بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے رخصت ہو کر کوہ البرز پہونچا دیکھا کہ دونو طرف کے لشکر صف آرا ہین جوانان تیغ آزما معرکہ پیرا ہین پریون نے بدیع الزمان کو دونون لشکرونکا نشان بتا دیا قرارگاہ فوج سب دکھا دیا کہ یہ لشکر تیرے باپ کا ہے اور وہ لشکر حریف کا ہے اور آپ سبکی نظرونسے پوشیدہ ہو کر تماشہ دیکھنے لگین بدیع الزمان دونون فوج کے بیچ مین کھڑا ہو کے لشکر اسلام کیطرف رخ کر کے للکارا با آواز بلند پکارا کہ ای عزیزو جسکو آرزوے وصال شاہد مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی شجاعت دلیری دکھاوے دونون لشکر بدیع الزمان کا حسن جمال و لباس سلاح دیکھکر متعجب ہو کہ نہ ایسا جوان دیکھا اور نہ ایسا سلاح و لباس کبھی نظر آیا ہے یہ شخص کس ملک کا ہے اور یہ سامان اُسنے کہان پایا ہے اسمین بدیع الزمان نے پھر للکارا کہ ای مسلمانو اتنی دیر سے مین مبارز طلب ہون کوئی تم مین سے نہین آتا ہے میرے مقابلے کی تاب نہین لاتا ہے اپنی جان پیاری ہے تو سلاح لگا کر میدان مین کیون آتے ہو اوڑھنی اوڑھکر گوشے مین کیون نہین بیٹھتے ہو یہ آواز سنکر کیومرث نیزہ باز امیر سے رخصت ہو کر بدیع الزمان کے سامنے آیا میدان جنگ مین آکر گھوڑا کودایا بدیع الزمان نے نام پوچھا وہ بولا کہ کیومرث کہتے ہین بدیع الزمان نے حملہ طلب کیا اُسنے عذر کیا کہ ہمارے مذہب مین پیشدستی جائز نہین ہے پہلے تم حربہ کرو اگر شرط حیات مین جواب دونگا بعد تمہارے حملہ کے مین حربہ کرونگا بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھا کر اُسکو گھوڑے سے اُٹھا لیا اور سرگردان کر کے بسہولت تمام زمین پر چھوڑ دیا کہا جا دوسرے کو بھیجدے کہ وہ مجھسے مقابلہ کرے قیماز خاوری نے آکر مقابلہ کیا اُسکو بھی شاہزادے نے مثل کیومرث گھوڑے پر سے اٹھا کے چرخ دیکر کہا کہ جا دوسرے کو بھیجدے لندھور نے آکر سامنا کیا شاہزادے نے نام پوچھکر مانند ہلال مرکب اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا مثل اوروں کے

اسکو بھی زیر کیا اور کہا کہ حمزہ کے فرزندونمین سے کسیکو بھیج مین نے سُنا ہی کہ وہ بہت قوی آور ہین بڑے صاحب جرأت اور دلاور ہین لندھور نے امیر سے آکر کہا کہ وہ جوان آپکی اولاد سے خواہان جنگ ہی اس شخص کا تو عجب رنگ ڈھنگ ہی قاسم خاوری نے امیر سے رن کی اجازت طلب کی امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا دیکھو بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ جوان کچھ بیطرح مجکو معلوم ہوتا ہی اس سے عہدہ برآ ہونا مشکل نظر آتا ہی اسکی نظر مین کوئی بہادر نہین سماتا ہی بارے قاسم سیدانمین جاکر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ہتھیار تہ کرکے کمربند پر قاسم کے ہاتھ ڈالا قاسم نے بھی اسکے دوال کمر کو پکڑا دونون بایکدیگر زور کرنے لگے جب مرکب زانو تک زمین مین دھنس گئے تب دونون گھوڑے سے نیچے آگئے اور ہاتھ سے ہاتھ ملائے آخرش بدیع الزمان نے قاسم کا لنگر اُٹھا کے سر پر لیجا کے چرخ دیکے زمین پر چھوڑ دیا اور ونکا سا حال اسکا بھی کیا اور کہا کہ جا رستم پیلتن کو بھیج کہ مین اُسکا بہت مشتاق ہون ذرا وہ بھی میری تیغ آزمائی دیکھے اس فن مین کیا شاق ہون رستم نے آکر بدیع الزمان کا سامنا کیا پہر بھر کی محنت مین رستم کو بھی بدیع الزمان نے زیر کیا اور کہا کہ سعد بن عمرو کو بھیجدے سعد بن عمرو نے اُس سے مقابلہ کیا اور بدیع الزمان سے زیر ہوگیا سعد سے کہا کہ اپنے دادا حمزہ کو بھیج کہ زور کا مزہ بھی ملے سعد نے امیر سے آکر کہا امیر سیدانمین آئے اُسکے مقابلے پر پاؤن جمائے بدیع الزمان بجلی کیطرح مرکب کو کڑکا کے امیر کے پہلو مین پہونچا اور جھٹ کمربند امیر کا پکڑ لیا امیر نے بھی اُسکی کمر پر ہاتھ ڈالا یہانتک دونون نے زور کیا کہ مرکب بدحواس ہوگئے اگر اُتر نہ پڑتے تو یقین تھا کہ کمر کبونکی ٹوٹ جاتی جب امیر عرق عرق ہوگئے نعرہ کرکے بدیع الزمان کے لنگر اُٹھانیکا قصد کیا اُسکو سر سے اونچا لیجانیکا قصد کیا لیکن تب بھی بدیع الزمان کو جنبش نہوئی امیر نے دوسرا نعرہ کیا اس سے بھی کچھ سود نہوا انجانک کہنے لگا کہ تعجب نہین اگر حمزہ اس جوان کے ہاتھ سے مارا جاوے اور آج اس جوان کے ہاتھ سے شکست پاوے راوی لکھتا ہی اُسدن امیر نے متعدد نعرے کیے مگر بدیع الزمان کو اُس نعرہ کی ہیبت سے اثر نہوا ذرا بھی خبر نہوا آخرش امیر نے طیش مین آکر صمصام و قمقام کو میان سے لیکر چاہا کہ بدیع الزمان پر وار کرین اپنی شمشیر آبدار کا اُس جوان پر وار کرین کہ قریشیہ نے ظاہر ہوکر امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُنکو اس امر سے آگاہ کیا کہ بابا جان یہ تمھارا بیٹا میرا بھائی ہی امیر متحیر ہوے کہ یہ کسکے بطن سے ہی قریشیہ نے تمام قصہ صندوق کا اور جو کہ حضرت خضر نے فرمایا تھا من و عن امیر سے بیان کیا اُس زمان کو امیر پر عیان کیا امیر نے بکمال بشاشت بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اُسکی محبت نے انکے دلمین جوش کھایا اور عمرو سے پکار کر کہا کہ یہ فرزند ارجمند میرا ہی یہ لخت جگر اور دلبند میرا ہی آفریدگار نے میری مدد کیواسطے بھیجا ہی یہ کہکر شادیانے بجواتے ہوے خیمے مین داخل ہوے اور جشن چہل روزہ ترتیب دیکر مصروف بعیش و عشرت ہوے مہیا سب سامان الفت صحبت ہوے راوی لکھتا ہی کہ سمندون دیو جو امیر کے ڈر کے مارے کوہ قاف سے بھاگا تھا کوہ البرز پر آکے اُسنے قیام کیا تھا وہان پناہ جا کر آرام کیا تھا اُسکو امیر کے آنیکی خبر پہونچی وہ رات کے امیر کے لشکر مین آیا اور کسی حکمت سے اپنے کو فوج کے اندر پہونچایا اتفاقاً سعد بن عمرو کا خیمہ اُسکے مد نظر ہوا خیمے کے اندر گیا دیکھا کہ سعد بن عمرو بیخبر سوتا ہی سعد کو بیہوش کرکے اپنے مکان پر لیگیا صبحکو امیر کو خبر پہونچی کہ سعد اپنے خیمے سے

گم ہوا امیر بہت متردد ہوے کہ سعد کو کون لیگیا مجکو یہ رنج دیگیا عمرو سے فرمایا کہ سعد کا حال بزرجمہر سے دریافت کیا چاہیے ضرور اس سے اسکا حال پوچھا چاہیے بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ امیر جن دنون کوہ قاف پر دیوکشی کرتے تھے سمندون نامے دیو نے امیر سے ڈرکر کوہ قاف کو چھوڑ دیا تھا اور کوہ البرز مین آنکر رہنا اختیار کیا تھا بالفعل دریا البرز کا جو جوش مین آیا اُس دیو نے بھاگ کر امیر کے لشکر مین اپنے تئین پہونچایا جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقران کا ہے وہ امیر کو ڈھونڈھنے لگا امیر کو جب نپایا وہ مطلب اُسکے ہاتھ نہ آیا تب سعد بن عمرو کو اٹھا لیجا کر دریا کے پار قلعہ مین قید کیا اپنی دانست مین انکو اسطرح حیلہ دیا اگر امیر تنہا جاوینگے تو سعد بن عمرو کو زندہ پاوینگے امیر عمرو سے یہ خبر سنکر فی الفور یارونسے رخصت ہوے اور اشقر کو دریا پار کر پار گئے اشقر کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اُسکو مطلق العنان کیا اور شکار کے کباب لگا کے اور خوب اطمینان سے کھانے اور انکی رات بلکہ درخت کے نیچے سو رہے صبح سوار ہوکر بزرجمہر نے جو نشان دیا تھا اُسی پتے پر چلے گئے جب قلعہ کے قریب پہنچے دیوون نے کہ امیر کو پہچانتے تھے سمندون کو خبر دی جلد دوڑکر اطلاع کی کہ صاحبقران عفریت کش آ پہونچا سمندون کئی ہزار دیو لیکر قلعہ سے نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی مجکو اس سفر کی اذیت دی بھلا اب میرے ہاتھ سے تو جانبر ہوگا دیکھنا کہ اب تیرا حال کیسا ابتر ہوگا سمندون نے ایک دیو کو کہ پہلوان مشہور تھا حکم دیا کہ اس آدمی کو پکڑ لاؤ ابھی جلد تم سب جاؤ وہ جو امیر کی گرفتاری کو آیا امیر کے ہاتھ سے مارا گیا پھر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اسیطرح سات نوجوان امیر کے پکڑنے کے لیے آئے امیر نے سبکے سب جہنم مین پہونچائے پھر ہر چند سمندون نے ایک ایک سے کہا مگر کسی نے امیر کے پاس آنے کی جرأت نہ کی سمندون نے خوف سے کئی سو من کا پتھر امیر کے سر پر پھینکا امیر نے اسکو روک کر کے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سات ہاتھ اُسکے ضرب مین کٹ گئے اور دیوون نے یہ حال دیکھکر کلیجے پھٹ گئے وہ دیو وہانسے غائب ہوکر ایک ساعت کے بعد تندرست ہوکر پھر امیر کے سامنے آیا اور امیر سے لڑنے لگا القصہ اُس دن شام تک یہی رنگ رہا کیا شکو

سمندون دیو ہزار دست کا حمزہ کی ضرب شمشیر سے زخمی ہوکر حوض آبحیات پر جانا پھر صحیح و سالم ہوکے مقابلہ صاحبقران



ے کے اندر چلے گئے اور امیر ایکدرخت کے نیچے سو رہے خواب مین حضرت خضرؑ نے امیر سے فرمایا کہ قلعے کے اندر ایک چشمہ
یات کا ہی پہلے جاکر اسکو بند کرو تب اس سے لڑو نہین تو تمام عمر یونہین لڑا کرو گے اور وہ مارا نہ جائیگا تمھاری تلوار
تلے نہ آئیگا امیر اس خواب کے دیکھتے ہی چونک اٹھے اسیوقت قلعہ مین جاکر اس چشمے کو کوڑے کرکٹ سے بند کر دیا
ضرت خضرؑ نے فرمایا تھا اسپر عمل کیا اور بدستور درخت کے نیچے آکر سو رہے اطمینان سے بستر لگا کر سو رہے صبحکو
سندون اپنی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا میدان مین آکر پرا جمایا اور بدستور روزاول ایک پتھر ہزار من کا امیر کے سر پر پھینکا
یر نے اسکو رد کر کے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ آدھی گردن اسکی کٹ کر لٹک پڑی وہ امیر کے روبرو سے بھاگا امیر نے بھی
کا پیچھا کیا دیکھا کہ اسی دیو نے چشمہ کو جو بنایا وہ چشمہ اسکو نظر نہ آیا سر ٹپک کے مر گیا اسیوقت اپنی جانسے گذر گیا اور دیو
سکے رفیق تھے مانند شتر بے مہار بھاگے سر پاؤن کی خبر نہ رہی بے اختیار بھاگے امیر نے اسکے سر کو کاٹکر شکاربند مین لٹکا دیا
ر جسم ناپاک اسکا خوراک جانوران صحرائی کیا اور سعد بن عمرو کو قلعے مین تلاش کرنے لگے آخر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک
رے مین پہونچے دیکھا کہ سعد بیہوش پڑا ہی کچھ تن بدن کی خبر نہین ہوش نہین پڑا ہی امیر نے سیفی حضرت ابراہیمؑ کی پانی پر دم کرکے اسکا
ہ دھلایا سعد کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اپنے جد بزرگوار کو دیکھ کے شکر خدا کا بجا لایا انکے دیکھنے سے جی مین جی آیا امیر
سعد کو قلعے سے باہر لائے اور کباب شکار کر کے آپ بھی کھائے اور اسکو بھی کھلائے دوسرے دن سعد کو اشقر پر سوار کر کے
لشکر کیطرف لیچلے جب دریا پر پہونچے سعد سے فرمایا کہ تم سوار ہو کہ تمکو پیرنا نہین آتا ہی آپ اشقر کی دم پکڑ کے پار اترے
سوقت لشکر مین پہونچے دیکھا کہ بازار کارزار گرم ہی امیر نے سر دیو سمندون کا حریف کے لشکر کیطرف پھینک کر فرمایا کہ
ہ یہ میرے پوتے کو اٹھا لیگیا تھا سو مین اسکو مار کے لے آیا میرے ہاتھ سے اسنے اپنے کردار کا بدلا پایا لشکر کفار دیو کا سر
دیکھکر متحیر و متعجب ہوا کہ جسکا ایسا سر ہی وہ دیو کیسا ہوگا جسم اسکا مثل کوہ فلک فرسا ہوگا حمزہ نے اس قد و قامت
سکو مار لیا بس جو آدمی کہ دیوکش ہو اس سے آدمی کیونکر لڑ سکے یہ کہہ رہے تھے کہ جنگل کی طرف سے ایک گرد اٹھی دونون لشکر کے
سوس خبر لینے کو دوڑے کہ دوست ہی یا دشمن معلوم ہوا کہ نجیبہ شتربان اور مالک اشتر با فواج جرار نوشیروان کی مدد کو آئے
ی سکی کمک کے لیے جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہین نوشیروان نے ہرمز اور کئی بادشاہونکو استقبال کے واسطے
بھیجا جب دونون شاہزادے مع فوج لشکر کفار مین داخل ہوئے انکے آنیسے ہزار طرح کا اطمینان انکو حاصل ہوا نوشیروان
لی بازگشت بجا لاکے اپنی بارگاہ مین انکو لیگیا اور بانواع عزت و احترام پیش آکر خلعت فاخرہ سے انکو سرفراز کیا عنایت
ازش فرماکے اپنے سب سرداروں سے انکو ممتاز کیا اور مجلس جشن کی انکے لیے ترتیب دی تیاری بزم عیش و نشاط کی کی۔

داستان عجل بن عبدالمطلب برادر کوچک امیر حمزہ صاحبقران

راویان شیرین سخن اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ امیر کے آنیکے بعد خواجہ عبدالمطلب کے بیٹا پیدا ہوا
صدف شرافت سے در شاہوار ہویدا ہوا خواجہ عبدالمطلب نے نام اسکا عجل رکھا اور پرورش کرنے لگے

عجل نے بارہ مرحلے ابھی عمر سے طے کیے تھے کہ قلماق شاہ نے مکہ پر چڑھائی کی اُنسے لڑنے کے لیے صغار اُن کی ابھی کہ صف جنگ
مین اُس سے سر بر نہ ہوسکے قلعہ بند ہوے قلت جمعیت سے مستمند ہوے یہ خبر عجل تک پہونچی خواجہ عبد المطلب سے سائل ہو
کہ اگر ایک گھوڑا اور ہتھیار مجھکو دیتے تو مین اس کافر سے لڑتا ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالتا خواجہ عبد المطلب نے ہنسکر
کہا کہ تم اپنے سن و سال کو دیکھو اور ایسے زبردست سے لڑنیکو دل مین خیال کرو سواے اسکے گیارہ بیٹے میرے اور بھی
ہین یہ بات حمزہ ہی پر ختم ہے کہ ہزارون کا مقابلہ کرے لاکھون سے نہ ڈرے عجل نے کہا کہ خدا ہمارا یاور ہے آخر ہم بھی حمزہ ہی کے بھائی ہین
جب اسنے بہت اصرار کیا لوگون نے عبد المطلب سے کہا کہ آپ عجل کو کیون روکتے ہین جانے نہین دیتے سچ ہے کہ جسکا خدا یاور ہے
اُسکو کیا پروا ہے معلوم ہوا کہ یہ بڑا شجاع ہے دلیری مین یکتا ہے عبد المطلب لوگونکے کہنے سننے سے مجبور ہوے اور عجل کو
ایک مرکب اور اُسکے لائق ہتھیار دے کے فاتحہ خیر پڑھا خدا کی پناہ مین سونپا عجل پوشاک پہن اور ہتھیار لگا کے
گھوڑے پر سوار ہوکے قلعے کے باہر نکلا بڑی شان سے وہ دلاور نکلا یار جو عجل کے تھے وہ بھی ہمراہ ہوے جب میدان مین پہونچا
قلماق شاہ نے دیکھا کہ ایک سوار کم سن چند پیادے ہمراہ لیکے قلعے کے باہر نکلکر اسطرف کو آتا ہے سمجھا کہ صلح کا پیغام دینے کو
آتا ہوگا کوئی پیغام طرف ثانی کی جانب سے لاتا ہوگا ایک سوار کو حکم دیا کہ خبر تو لا دیہ لڑکا کس ارادے پر آتا ہے کون
کام اسکو یہان لاتا ہے سوار نے عجل کے نزدیک آکر پوچھا کہ اے جوان کس ارادے پر آئے ہو اگر صلح منظور ہے تو میرے
یہان ہوکر چلو مین صلح کرا دون تمھارے درمیان مین مصالحہ کرا دون اور بادشاہ سے خلعت بھی تمکو دلوا دون
عجل نے کہا کہ اے کافر صلح کس سے کروائیگا اور خلعت کسکو پہنوائیگا تو نہین جانتا کہ عجل میرا نام ہے اور حمزہ کا چھوٹا
بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہون کیسے شخص عالی نسب کا بیٹا ہون کافرون کی جان کا ملک الموت ہون اگر
مرد ہے تو حربہ کر اس کافر نے خیرہ ہوکر عجل پر تلوار لگائی عجل نے ڈھال کے جھٹکے سے اُسکو رد کیا اُسکا زخم اپنے اوپر آنے نہ
دیا اور کمر بند پکڑ کے اُسکو معلق گھوڑے پر سے اُٹھا کے زمین پر دے مارا یارون نے عجل کے اُسکو باندھ لیا فوراً قید کیا قلماق
شاہ نے دوسرے سوار کو حکم دیا کہ ہان جلد جا کر اس لڑکے کو کہ میرے پہلوان کو باندھے لیے جاتا ہے پکڑ لا وہ سوار مرکب اپنی بر آ
دکھاؤ اُسنے بھی مقابل ہوکر عجل کے سر پر تلوار چلائی عجل نے اُسکو بھی اسیطرح سے باندھ لیا غرض ایک ایک کرکے چالیس پہلوان عجل
نے باندھے جو جو اُسکے روبرو آئے سب اس بے بدل بہادر نے باندھے تب تو قلماق شاہ طیش کھا کر خود عجل سے مقابل ہوا
اور گرز عجل کے سر پر مارا عجل نے اُسکی ضرب کو رد کرکے ایک گرز ایسا مارا کہ گھوڑا قلماق شاہ کا مر گیا گرز کے لگنے سے چاند
گذر گیا قلماق شاہ نے چاہا کہ عجل کے گھوڑے کو بے کرے عجل نے کود کر قلماق شاہ کی کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اپنی قوت
بازو سے سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکے زمین پر دے مارا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے مشکین باندھین قلماق شاہ کے لشکر مین یہ خبر ہوئی شور
چاہا کہ اس ایک پر سب آگرین قلماق شاہ نے اشارے سے منع کیا کسی کو اُسپر حملہ کرنے نہ دیا عجل نے قلماق شاہ سے کہا کہ
اگر تو مسلمان ہوتا ہے تو تیری جان بچتی ہے ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا مین ہرگز تیرے فوج و لشکر سے نہ ڈرونگا قلماق شاہ بولا کہ اے بجا ہے مین مسلمان

شرط یہ مسلمان ہوتا ہون اگر تو مجھے حمزہ کے پاس لیچلے یہ التماس میری قبول کرے عجل نے کہا یہ تو بے استدعا تیرے شدنی ہی قلماق شاہ ایمان لایا عجل نے اسکو قید سے رہا کرکے گلے سے لگایا اور اپنے باپ کے پاس لیگیا عبد المطلب نے عجل اور قلماق شاہ کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا اور بڑے تکلف سے قلماق شاہ کی ضیافت کی اُسکی بڑی عزت اور حرمت کی دوسرے دن عجل نے عبد المطلب سے کہا کہ مین اپنے بھائی حمزہ کے پاس جاونگا انکو یہ سب سرگذشت سناونگا خواجہ عبد المطلب نے اُسکو خوشی خوشی رخصت کیا جانیکا حکم دیا دو منزل گئے ہونگے کہ سامنے سے ایک فوج نظر آئی عجل نے عیارونکو بھیجکر خبر منگائی معلوم ہوا کہ کرب معدی نام عادی کرب کا بیٹا کہ رستم کی بیٹی کے بطن سے ہی اپنے باپکی ملاقات کیواسطے کوہ البرز کا عازم ہی عجل نے اپنے دلمین کہا کہ اس سے ملاقات کرنا لازم ہی عجل خود اُس سے جاکر ملا گلے ملا اور کہا کہ مین بھی حمزہ سے ملنے کے لیے کوہ البرز کیطرف جاتا ہون اسی ارادے سے وطن سے آتا ہون چلو خوب ہوا ہمارا تمھارا ساتھ ہوا تکلیف سفر راحت سے کٹیگی یہ راہ بہت فراغت سے کٹیگی کرب معدی بولا کہ اگر مجکو ہمراہ رکاب لیچلنا منظور ہی تو دو تین دن یہان مقام کرو تکلیف سے چندروز آرام کرو مین مکہ کی زیارت کر آؤن عجل نے اُسجگہ خیمہ ڈالا اور کرب معدی چوتھے دن مکہ زیارت کرکے عجل کے پاس حاضر ہوا دوسرے دن دونون لشکر باہم ہوکر کوہ البرز کیطرف چلے عجل نے اثناء راہ مین کرب معدی سے کہا کہ مین نے سنا ہی جو فرزند حمزہ کا پہلے پہل جاکر ملا ہی پہلے اُنسے زور آزمائی کی ہی پس ہم تم بھی حمزہ سے زور آزمائی کرکے ملاقات کرین سکی ہم کو ہاتھ سے ندین کرب معدی نے کہا بہت بہتر ہی اسی جا خیمہ استادہ کیا چاہیے آگے چلنے کی اجازت ندیا چاہیے کہ حمزہ کے لشکر سے چار کوس کا فاصلہ ہی عجل نے کہا پہلے مین تنہا جاتا ہون پیچھے سے تم بھی آنا مگر تنہا لشکر کو اسی جگہ چھوڑنا القصہ عجل دونون فوجونکے بیچ مین جاکر کھڑا ہوا اور امیر کیطرف مخاطب ہوکر پکارا کہ حمزہ کے فرزندونمین جسکو دعوی شجاعت ہو وہ میرے سامنے آئے شاہزادہ رستم پہلے امیر سے رخصت ہوکر گیا عجل نے دوڑکر رستم کی کمر مین ہاتھ ڈالا رستم نے اُسکی کمر کی دوال تھامی دونون مین زور ہونیلگا دونون لشکر دونون پہلوانون کا زور دیکھکر وجد کرتے تھے آخر عجل نے رستم سے کہا کہ تیرا زور مین نے دیکھا اب اور کسی اپنے بھائی کو بھیج رستم نے سید انسے پھر کر تقریر اُسکی امیر سے بیان کی امیر نے بدیع الزمان کو بھیجا اسکے مقابلے کے لیے اس جوان پہلوان کو بھیجا جب دونون مین زور ہوا بدیع الزمان عجل پر غالب رہا عجل نے کہا کہ اے بدیع الزمان تیرا بھی زور مین نے دیکھا ماشاءالله اللهم زد اب تو جا حمزہ کو بھیج اُنکا بھی زور آزماؤن اپنی قوت دکھاؤن بدیع الزمان نے آکر امیر سے کہا کہ اسطرح سے وہ پہلوان کہتا ہی امیر اشقر کو صف سے نکالکر اسکے سامنے گئے اور یکدیگر کمرین پکڑکے زور کرنے لگے امیر نے دیکھا کہ کسیطرح سے اُسکا لنگر نہین اُٹھتا ہر چند زور کرتا ہون مگر یہ دلاور نہین اُٹھتا ایک نعرہ کرکے جو زور کیا عجل کو اُٹھا لیا اور پوچھا کہ سچ کہ تو کون ہی جلد اپنا نام بتا اپنے باپ دادا کا مقام بتلا عجل بولا کہ مین تیرا بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہون امیر نے اُسے آہستہ زمین پر چھوڑکے گلے سے لگایا اُنکو اُسکے اوپر بہت سا پیار آیا اور کہا اسطرح کیا آتا تھا پہلے مجکو خبر کی ہوتی تامین فوج یہانسے بھیجدیتا اور خود استقبال کرکے لے آتا تیرے لینے کو بڑی شان و شوکت سے مع لشکر جاتا یہ گفتگو دونون بھائیون

مین ہو رہی تھی کہ ایک جوان مانند شیر نر کے غران میدان مین آ کھڑا ہوا امیر نے عجل سے پوچھا کہ تم اسکو پہچانتے ہو آیا اس
شخص کو جانتے ہو عجل نے ناواقفیت بیان کی اسمین کرب معدی نے اس زور سے گرز مارا کہ تمام بدن مین امیر کے عرق آ گیا
آنکھون مین اندھیرا چھا گیا امیر نے گرز کو رد کر کے اسکی کمر پکڑ کے اور ایک لات اسکے گھوڑے کو اس زور سے ماری کہ
گھوڑا دس قدم پیچھے ہٹ گیا اس صدمے سے کلیجہ اسکا پھٹ گیا اور اسکو سر پر اٹھا لیا اسنے عرض کی یا امیر مجھکو زمین
پر نہ ٹپکیے گا مین آپکا خانہ زاد پسر معدی کرب ہون امیر نے اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا اور عمرو نے
معدی کرب سے پکار کر فرمایا کہ بیٹا مبارک ہو اسنے کہا کہ یا امیر اسنے بڑی بے ادبی کی اسکو مار ڈالو اسکا بھیجا اسکے سر
سے نکالو امیر نے کہا کہ مین نے اسکی تقصیر معاف کی اور اسکو نجات دی اتنے مین قلماق شاہ مع لشکر حاضر ہو کے آداب
بجا لایا بہت عجز و نیاز سے پیش آیا امیر تینون پہلوانون کو ساتھ لیکے خیمہ گاہ مین آئے بڑی عزت و حرمت سے انکو اپنی فرودگاہ
مین لائے اور ہر ایک کے بیٹھنے کو طلائی کرسی عنایت کی اور جشن کا حکم دیا رات بھر تو امیر جشن مین رہے صبحکو آواز طبل جنگ
کی سنکر رزمگاہ مین گئے بجنیہ شتربان میدان مین آکر للکارا شیر کی طرح باواز بلند پکارا کہ ای عرب جسکو آرزو مرگ کی ہو وہ میرے
سامنے آئے سیدھا ملک عدم کو جائے شبان طائفی امیر سے رخصت ہو کر اسکے سامنے گیا اور کہا کہ ای شتربان اسقدر
کیون بلبلاتا ہے سخن بیہودہ کیون زبان پر لاتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے اسنے ایک گرز بقوت تمام شبان طائفی کو مارا مگر اسکو
کچھ خبر بھی نہوئی جیسا کھڑا تھا اسیطرح کھڑا رہا اسی جگہ اڑا رہا اسنے دو سرا اور تیسرا وار کیا شبان طائفی نے سکور ورکے ایک گرز
بجنیہ کے گھوڑے کو مارا کہ ہڈیان اسکی ریزہ ریزہ ہو گئین بجنیہ پیادہ ہو گیا شبان طائفی بھی اپنے گھوڑے سے کود اور گرز بگرز
لڑا کیا شام کیوقت دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صبحکو بدستور بجنیہ میدان مین آیا پھر اہل فوج کو وہی اپنا زور و شور سنایا
ادھر سے قیس قیماز جا کر اس سے مقابل ہوا دونون پہلوان دو پہر گرز بگرز لڑے بعد ازان باہم کمر بکمر پکڑ کے زور کرنے لگے
بجنیہ نے بڑی محنت سے قیس قیماز کو اٹھا کر دیمارا چاہتا تھا کہ مشکین باندھے قیس نے لات مار کے بجنیہ کو گرا دیا اسکو
زیر کیا اور آپ اسکی چھاتی پر چڑھ کے قصد باندھنے کا کیا بجنیہ نے بھی دونون پانون اٹھا کر قیس کے لنگر کو لیا اچھالا کہ قیس
زمین پر گر پڑا الغرض شام تک اسیطرح سے دونون پہلوان لڑا کیے باخود ہا مقابلہ کیا کیے کوئی کسی پر غالب نہوا انکو فوجون نے
آرام کیا صبحکو پھر صف آرائی کی بدستور میدان مین آکر تیغ آزمائی کی بدیع الزمان نے جا کر بجنیہ کا مقابلہ کیا بجنیہ نے سات من کی
گرز بدیع الزمان پر چلایا اسکے سر پر گرز گران لایا بدیع الزمان نے اسکو رد کر کے کہا کہ دو حملے اور بھی کر بجنیہ نے بقوت
تمام دو حملے اور کیے مگر بدیع الزمان کے کچھ صدمہ نہوا آخر بدیع الزمان نے نعرہ کر کے بجنیہ کو سر پر اٹھا لیا بے تکلف سر سے
اونچا کیا اور پھر چکر دیکر عمرو کے حوالے کیا عمرو باندھکر اپنے خیمے مین لے آیا اسکو اپنا قیدی بنایا مالک اشتر نے جب اپنے چچا کا یہ حال دیکھا
نوشیروان سے کہا کہ حمزہ کے فرزند بہت زور آور و بہادر ہین اسوقت میرے چچا کو کس بہادری سے اس نے ...
بولا کہ حمزہ کی جتنی اولاد ہے سب ایسی ہی ہے مالک اشتر نے کہا کہ آج جنگ سے توقف رہے کل میں اس سے جا لڑونگا

ہین کہ پسر حمزہ کا تھکا ہوا تھا اس سے باندھا گیا نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے مین داخل ہوا امیر بھی اپنی بارگاہ
ہ گئے اور بہت کچھ بدیع الزمان پر سے نثار کیا محتاجون فقیرونکو بہت کچھ دیا اور پہلوانی کی کرسی پر نجبہ کو طلب کیا اور مکلف
ام کے ہوے اُسنے عرض کیا کہ تمامی مالک اشتر کے مجکو معاف رکھیے امیر نے اسکو معدیکرب کے سپرد کیا اسمین عرض
ہانے حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک قاصد خرسنہ سے آیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ وہانکے لوگونکا پیام لایا ہی امیر نے اُسکو بلوایا اُسنے
مر ہو کر فتحنوش کا خط گذرانا لکھا تھا کہ مرزوق فرنگی نے یہانتک ہماری نوبت پہونچائی ہی کہ ہم قلعہ بند ہوئے اُسکے
و ستم سے بہت مستمند ہوے یا تو آپ آئیے یا رستم پہلتن کو بھیجیے نہین تو ملک بھی ہاتھ سے جائیگا اور لوگونکے اسلام مین
ہا فرق آئیگا امیر نے بآواز بلند اس خط کو پڑھکر یارونسے فرمایا سبکو سنایا کہ مین خرسنہ کو جاتا ہون اُس مردود کو اُسکی سرکشی کی
را دکھاتا ہون میری جگہ پر رستم کو سمجھنا رستم نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مجھی کو حکم ہووے خرسنہ مین جاکر اُس کافر کو سزا دے آؤن
سا نالائق کا سر کاٹ لاؤن امیر نے فرمایا کہ اچھا پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیتے جاؤ جلد وہان اپنے تئین پہونچاؤ رستم نے کہا کہ حاجت
لکی نہین ہی آپکے اقبال سے مین اکیلا اُس کافر کے قتل کرنے کے واسطے کافی ہون امیر نے کہا کہ لشکر کی کثرت سے حریف
ئف ہوتا ہی لہذا تنہا جانا تمہارا نازیبا ہے ایسے حریف زبردست کے مقابلے پر بغیر لشکر حملہ لانا نازیبا ہی رستم نے نہ مانا اور اکیلا رخصت
ر ہو اسپ خرسنہ کی طرف راہی ہوا چندروز مین جا پہونچا اُس ملک مین کمال جرأت سے جا پہونچا دیکھا کہ لشکر فرنگ قلعہ کو
محاصرہ کیے ہوے پڑا ہی اُس قلعہ کے لینے کو اڑا ہے جاتے ہی اسکی فوج مین نعرہ کرکے مبارز طلب ہوا مرزوق شاہ نے مالیا
ے اپنے خلف اکبر کو کہ پچاس گز کا قد تھا رستم سے مقابلہ کرنے کے واسطے بھیجا مالیا نے امیرزادہ کا نام پوچھا رستم نے اپنا
بتایا اپنا حسب و نسب اُسکو سنایا مالیا نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکے رستم پر وار کیا رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑکے تلوار چھین لی اور
ہی تلوار اس صفائی سے اُسکے سر پر ماری کہ خود و سر و سینہ و شکم کو کاٹتی ہوئی زانوؤنسے نکلگئی اس حال کے دیکھنے سے سب فوج
سے خوف کے دہل گئی اور مالیا مانند خیار تر دو پھانک ہو کر گر پڑا لشکر فرنگ اُسکی ضرب دیکھ کر خائف ہوا کوئی اُس سے
مقابلہ کرنے نہ آیا اُسکے مقابلے کی تاب نہ لایا تب تو رستم تلوار کھینچکر اسطرح سے لشکر فرنگ پر گر پڑا جیسے شیر گلے مین
ریونکے گھستا ہی جسکے سر پر وار لگاتا تھا اُسکو کھیرے کی طرح سے سراپا دو پھانک کرتا تھا اور وہ زمین پر آتا تھا جس سوار
کمر پر ہاتھ جاتا تھا وہ دو ٹکڑے ہوا ادھر اُدھر گرتا تھا سیدھا ملک عدم کو جاتا تھا لشکر فرنگ مین عجب طرح کی چل پل مچی
رزوق نے دیکھا کہ مالیا کے مارے جانے سے فوج کا جی چھوٹ گیا دست ہمت سبکا ٹوٹ گیا اُسنے شاہزادے کیطرف رخ کیا ادھر
لشکریون کے پانون نہ ٹھہرے مثل گلہ روباہ بھاگ کھڑے ہوئے مرزوق سمجھا کہ مین تنہا حریف پر غالب نہونگا وہ بھی اپنے ہمراہیونکے
ہو بھاگا رستم نے اسکا تعاقب کیا اور چار کوس تک کشتونسے پشتے باندھتا چلا گیا فتحنوش بھی فوج لیکر شاہزادے کے پاس پہونچا
ور کہا کہ بس چار کوس تک تمنے حریف کا پیچھا کیا اُنکو خوب صدمہ دیا اس سے زیادہ مستوجب نہین ہی آپ آگے ہمکو منظور نہین ہے
ستم نے نہ مانا اور کہا کہ آپ جائیے قلعہ کی مضبوطی کیجیے وہانکی خبر لیجیے ایسا نہو کہ حریف قلعہ خالی دیکھکر فوج کو بھیج کے اپنا

بند و بست کر کے پھر کمین وصوکا دے فتحنوش تو قلعہ کیطرف پھرا اور رستم حریف کے پیچھے گیا فتحنوش نے الحمد للہ یہ کیفیت امیر
کو لکھ بھیجی القصہ شاہزادہ کفار کو مارکے شام تک دوسرے حاکم کی سرحد مین پہونچا اور شب کے لحاظ سے ایکدرخت
کے نیچے سو رہا صبحکو اٹھکر شکار کے کباب کھاکر پھر گھوڑے پہ سوار ہوا اسیطرف جانیکو تیار ہوا اور کفار کا تعاقب کیا انکو بھگا گئے
ندیا اب تھوڑا احال امیر کا سنیئے کہ جسدن رستم کو شہر خرسنہ کیطرف روانہ کیا اسی شبکو مہرافروز بنت نوشیروان
کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا امیر نے اسکا نام مہرشاہ رکھا اور چالیس شبانہ روز کے جشن کا حکم دیا بڑا سامان محفل عیش
جمع کیا بعد انفراغ جشن آواز کوس حربی کو سنکر امیر نے اپنے لشکر مین کوس سکندری بجوایا سبکو لڑنیکا حکم فرمایا اور فوج
لیکر میدان رزم مین صف آرا ہوے ہنوز لڑائی شروع ہوئی تھی کہ قاصد فتحنوش کا مع نامہ پہونچا امیر نے اُس خط کو پڑھکر
یاروں سے کہا کہ دیکھو رستم کا لڑکپن باوجود جانتے کے کہ مرزوق شاہ کے ساتھ فوج کثیر ہے تنہا اُسکا تعاقب کیا ہے دیدہ ودانستہ
اپنے تئین ایک بلا مین پھنسا دیا ہی خدا جانے ابتک کیا ہوا ہوگا بہرحال اب مجکو جانا ضرور ہوا تم لوگ میری جا بدیع الزمان
کو سمجھنا اور عمرو سے فرمایا کہ مین پانچ پہلوان اپنے ساتھ لیے جاتا ہون باقی سب فوج یہان موجود ہے جوابدہی لشکر کی
تمھارے ذمے ہی تم جانو اور تمھارا کام جانے جمیع امور مین تمکو اختیار ہی تمھارے حکم مین ہر پیادہ اور سوار ہی یہ کہکر ملک
لندھور و شبان طائفی و کرب معدی و استقتانوش و قیماز خاوری کو ہمراہ لیکے ودا سپہ خرسنہ کیطرف روانہ
ہوے دو روزہ و سہ روزہ راہ کو ایکدن مین طے کرتے ہوے خرسنہ کے متصل پہونچے فتحنوش استقبال کرکے امیر کو قلعہ مین
لیگیا اور جشن کا حکم دیا سامان دعوت ہر طرحکا مہیا کیا امیر نے فرمایا کہ مجکو کھانا تک خوش نہین آتا جشن کیسا انشاء اللہ
تعالی پھرتے وقت سمجھا جائیگا جبتک مین اپنے حریف کو قتل نکرونگا مجکو چین نہ آئیگا جشن موقوف رہا رات کی رات وہان
آرام کیا صبحکو مرزوق شاہ کے لشکر کیطرف چلے مرزوق شاہ کا حال سُنئے اُسنے رستم کے منزلون تعاقب کرنیسے معلوم کیا کہ یہ
حمزہ نہین ہی حمزہ کا بیٹا ہی کیونکہ حمزہ حریف کا تعاقب چار کوس سے زیادہ نہین کرتے ہین اور مرد دانشمند تجربہ کار ایسی حیلون سے
ڈرتے ہین اور یہ بسبب ناکردہ کاری کے منزلون سے پیچھا کیے چلا آتا ہی اُسکے دلمین کسیطرح کا اندیشہ نہین سماتا ہی یہ سمجھکر رستم کیطرف پلٹا
اور کہا کہ او عرب زادے مین سمجھا تھا کہ تو حمزہ ہی نہین تو مین تیرے سامنے سے روگردان ہوتا تیرے ہاتھ سے مین عاجز اور پریشان ہوتا
یہ کہکر رستم پہ حربہ کیا رستم نے اُسکے حربے کو خالی دیکر ایک ہتھکٹی جو ماری ہاتھ اُسکا قلم ہو گیا اُسنے اپنے گھوڑے کو ہٹاکر لشکر سے کہا کہ
ہان اسے مار لو یہ جانے نپائے آگے قدم بڑھانے نپائے تمام لشکر نے رستم پر یورش کی رستم نے دونون ہاتھون سے اسقدر
تلوارین ماریں کہ کشتون سے پشتے بندھ گئے مگر امیر زادہ بھی مجروح ہوا اور گھوڑا بھی مارا گیا کفار نے چاہا کہ رستم کو گرفتار کرین لیکن
کسی کو جرأت نہوئی اُسکے پاس جانے کی کسیکو قدرت نہوئی آخر رستم ایک ٹیکرے پر چڑھکر تیر سے مارنے لگا ہر تیر مین چار چار
پانچ پانچ کافر چھیدتے تھے مگر اسپر بھی مرزوق شاہ اپنے لشکر کو للکارتا تھا کہ جسطرح ہو اس عرب زادے کو
پکڑ لو اسکو ہرگز جانے نہ دو ہرگاہ تیرون سے ترکش خالی ہو گیا اُسوقت امیر زادہ نے متوجہ ہوکر دست دعا کا بلند کیا کہ

معین و یاور بیکسان یہ وقت مددگاری مین سوا تیرے کس سے اعانت چاہون ہنوز دست دعا کو نہ کھینچا تھا کہ امیر مع
پہلوانان سام نژاد آ پہونچے رستم کو مجروح دیکھکر کفار پر جا گرے مع ہمراہیان اُس فرقہ اشرار پر جا گرے اور نعرہ کرکے کہا کہ جو کوئی
جانتا ہو تو جانے اور جو نہ جانتا ہو تو اب جانے کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون او کافرو تمھارے قتل کے لئے بر سر غضب
ہون لشکر کفار نے جو امیر کا نعرہ سُنا ایک تلاطم ہو گیا سبکا ہوش گم ہو گیا ایسے بدحواس ہوے کہ تلوار سیدھی اُلٹی مین تمیز نہ تھا
امیر نے ہزارہا کافرونکو قتل کیا ہزارون نے انکے ہاتھ سے شربت مرگ پیا آخر مرزوق شاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا امیر رستم کے پاس
آئے اور زخمونمین پھاہے نوشدارو کے لگا کر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے مرزوق نے دیکھا کہ حمزہ بے قلعہ لیے رہیگا نہین اُسوقت
قتل عام کریگا زن و بچہ و لواحق میرے سب مارے جاوینگے اسکے ہاتھ سے ہرگز نجات نپاوینگے اپنے بیٹون پوتون سمیت کہ چین دانتون
مین دبا کر قلعہ کے باہر آیا اور اپنے سب اہل و عیال کو امیر کے سامنے لایا اور امیر کے قدمونپر گرکے امان خواہ ہوا امیر نے فرمایا کہ اگر تو
فرزندان و متعلقین سمیت مسلمان ہو اور میرے بیٹے رستم پیلتن کو اپنی بیٹی دے تو البتہ مین تیرے اور تیرے لواحقون کے
قتل سے درگذرون اور تیرا سب قصور معاف کرون مرزوق اُسیوقت مع فرزندان ہمراہی مسلمان ہوا اور رستم کو بیٹی دینے
کا اقرار کیا امیر کو یارون سمیت قلعہ کے اندر لیجا کر مجلس عروسی مرتب کی امیر نے لندھور کو بھیجکر رستم کو طلب کرکے اُسکی بیٹی
کے ساتھ منعقد کیا امیر زادہ تو محل مین داد عیش کی دینے لگا اور امیر مع یاران دیوان عام مین مصروف بہ جشن ہوئے
چندروز کے بعد مرزوق کو ساتھ لیکر خرسنہ مین آئے اُن سب کو اپنے ساتھ لائے اور فتحنوش سے صلحاً ملوا دیا دونون کو
متفق کرایا اور ایک شبانہ روز فتحنوش کی دعوت کھائی وہانکی خوب کیفیت اُٹھائی دوسرے دن مع رستم پیلتن و یاران
ہمراہی مرزوق شاہ کوہ البرز کیطرف روانہ ہوے عین صف جنگ مین پہونچا امیر کے لشکر کے سردار امیر کو دیکھکر بہت
قوی دل و خوش و خرم ہوے اور ہر ایک قدمبوس ہوا امیر نے اُنکو گلے سے لگا کر تمام سرگذشت بیان کی وہانکے حالسے ہر ایک کو
اطلاع دی مالک اشتر نے امیر کو دیکھکر نعرہ مارکر کہا کہ حمزہ تو میری دہشت سے کہان بھاگ گیا تھا یارے اجل تیری تجکو
گھیر لائی تیری تقدیر نے اب میرے ہاتھ سے چاشنی مرگ چکھائی امیر نے فرمایا کہ ای پہلوان خلگجو بیہودہ لاف زنی نہین کرتے ہین
لا کیا حربہ رکھتا ہو اُسنے گرز نکھا کہ اس زور سے امیر پر مارا کہ گرز سے شرارے آڑنیلگے امیر نے سپر پر روک کے اسکو رد کیا اور کہا کہ ای پہلوان
دو حملے اور تجکو معاف ہین پھر باری میری ہی اُسنے دوبارہ گرز سے حملہ کیا لیکن امیر کو کچھ بھی خبر نہوئی جب باری امیر کی آئی اور اسکے حملو نسے
فرصت پائی امیر نے اسکو ہوشیار کرکے گیارہ سو منی گرز سام کا اس قوت سے اُسکو مارا کہ جسکے صدمے سے اُسکے گھوڑیکی کمر ٹوٹ گئی عنان اختیار
اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ سپر روک کے مرکب سے الگ جا کھڑا ہوا امیر بھی اپنے مرکب سے کود ے مالک اشتر بولا آفرین صد آفرین
حمزہ تیرے دست و بازو کو سچ ہو کہ مثل تیرا جہا نمین کہان ہی تو منتخب پہلوانان جہان ہو امیر نے دوسرا گرز اُسکے حوالہ کیا اُسنے بہزار
مشقت اُسکو بھی رد کیا پھر دونون پہلوانون مین گرز بازی ہونیلگی دو پہر کے بعد گرز پھینکدیا اور تلوار بایکدیگر چلنے لگی آخر مالک اشتر کی
تلوار ٹوٹ گئی قبضہ تلوار کا مع ڈانڈون کے اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے امیر پر پھینک مارا عمرو بن امیہ نے دوڑکر اُٹھا لیا

مالک اشتر نے ایک تیر عمرو بن امیہ کو مارا عمرو نے اپنی کاغذکی سپر پر اُسکو روکا اور ایک جست ایسی کی کہ بہتر گز زمین سے اونچا گیا اور اُترتے وقت ایسی گردنی مالک اشتر کی گردن پر ماری کہ مالک کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا ایک خوف و ہراس اُسکے دل پر چھا گیا مالک نے سنبھلکر ایک تیر اور چلایا عمرو نے اُسکو بھی کاغذکی سپر پر روکا مالک نے امیر سے کہا کہ حمزہ نے عجب شخص بد بلا کو اپنی رفاقت میں رکھا ہے کہ عقل اُسکی چالاکی سے حیران ہے یہ تو آفت کا جوان ہے یہ کہکر ایک وار تلوار آبدار کا امیر پر کیا امیر نے سپر پر روکا سپر امیر کی چار اُنگل کٹ گئی لیکن مالک کی تلوار بھی ٹوٹ گئی عمرو بولا کہ اے مالک قبضہ تلوار کا تیرے ہاتھ میں بدنما معلوم ہوتا ہے اور اب یہ میرا حق ہے اسکو ہاتھ سے پھینکدے مالک نے ہنسکر قبضہ کو اُسکی طرف پھینکدیا عمرو نے اسکو زمین سے اُٹھا کر پونچھ کے زنبیل کے حوالے کیا پھر مالک نے نیزہ ہاتھ میں لیکر امیر پر چلایا اُسکا صدمہ کچھ امیر پر نہ آیا امیر نے اُسکو پکڑ کے ایک جھٹکا ایسا دیا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اُسکو نہتا کیا امیر نے اُسکے پھل کو نکالکر ڈانڈ اُسکی اس زور سے مالک کو ماری کہ نیزہ کی پور پور جدا ہو گئی لیکن مالک نے مردانہ وار اپنے کو سنبھالکر کمند امیر پر پھینکی امیر نے کمند کو پکڑ لیا طرفین نے اسقدر زور کیا کہ کمند ٹوٹ گئی امیر نے مالک سے کہا کہ اے پہلوان جتنے ہنر سپاہگری کے تھے وہ سب ہو چکے اب آ میرے تیرے زور ہو کہ میں تیری کمر پکڑوں اور تو میری کمر میں ہاتھ دے جو جسکو اُٹھا لیوے وہ اُسکی فرمانبرداری کرے مخلوص جبتک زندہ رہے تابعداری کرے مالک نے بکشادہ پیشانی اس شرط کو قبول کرکے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی دوال کمر تھاما دونوں پہلوانوں میں زور ہونیلگا ان دونوں کی زور آزمائیکا تمام لشکر میں شور ہونیلگا جب امیر کو جنبش نہوئی امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جاؤ میں نعرہ کرتا ہوں۔ مالک بولا کہ آپکی فریاد و فغان سے لڑکے ڈرتے ہونگے مردان جنگ نادیدہ تجھسے خوف کرتے ہونگے اور میں نے تو بہت نعرے سُنے ہیں امیر نے نعرہ اللہ اکبر کرکے پہلے ہی ہلہ میں مالک کو سر پر اُٹھا لیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے ٹپکا کہ مالک بیہوش ہو گیا اُسکے صدمے سے مدہوش ہو گیا امیر نے جھٹ پٹ دست و بازو اُسکے کمند سے باندھ لیے

مالک اشتر اور امیر حمزہ کی لڑائی اور عمرو کی گردنی دینا مالک کو پھر زیر اور مسلمان ہونا اُس کا



مالک بولا کہ یا امیر مجھے باندھنے سے کیا فائدہ ہے اب میں تازیست آپکا غلام رہونگا جبتک زندہ ہوں آپ کی اطاعت جان و دلسے کرونگا امیر نے اسیدم کلمہ تلقین کرکے اپنے گلے سے لگایا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور عمرو نے اُسی جا پر

حلقہ غلامی کا اسکے کان مین ڈالدیا اور غلامون کے زمرہ مین داخل کیا امیر شادیانے بجواتے ہوے اسکو اپنے خیمے مین لے آئے اور کرسی طلائی پر بٹھاکے بختیہ کو طلب کیا وہ بھی بلا عذر مسلمان ہوا اور حلقہ غلامی کا اپنے کان مین ڈالا امیر نے اسکو بھی رہا کرکے کرسی طلائی پر بٹھلایا اور تھوڑی دیر کے بعد باہم بیٹھکر کھانا تناول فرمایا اور تمام رات شراب چلا کی اور رقص ہوا کیا صبح ہوتے ہی خبر ہوئی کہ زوبین فولاد تن با فوج کثیر نوشیروان کی مدد کو آیا ہی اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور عیش و عشرت مین مصروف ہوے ایکدن سرور بار امیر سے عرض بیگی نے عرض کی کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا کہتا ہے کہ مین حمزہ کا باپ ہون ذرا میری خبر امیر کو کر دو جلد انکو اطلاع کر دو امیر سنکر بہت بھیانک ہوے کہ سواے خواجہ عبد المطلب کے کون میرا باپ ہی مجکو اُسکی بات سے کمال حیرت ہی بلکہ مقام غیرت ہی مقبل نے یاد دلایا کہ یا امیر وہ جو سوداگرون کا قافلہ خرسنہ کی راہ مین ملا تھا اور آپنے خواجہ عبد المطلب کا دوست سنکر قافلہ سالار کو باپ کہا تھا شاید وہی ہوگا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی صورت سے یہان آیا ہی اپنے تئین تم تک پہونچایا ہی امیر نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ ہو تو اُسکو لے آؤ ہرگز توقف نہ لگاؤ مقبل جو بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ وہی قافلہ سالار ہے اُسکو لے آیا بارگاہ مین پہونچایا امیر نے بکمال عزت و توقیر اسکو اپنے پاس بٹھلایا اور بہت التفات فرمایا اور احوال پرسی کرکے نوازا اور پوچھا کہ آپکا رنگ کیون زرد ہے کیا بیمار تھے یا کسی بلا مین گرفتار تھے اُسنے کہا کہ مبتلاے بلاے تپ عشق ہون اُسکے بدولت یہ میرا حال ہی کیا کہون جو کچھ مجکو ملال ہی امیر نے فرمایا آخر مفصل بیان تو کرو مین تو سنون اُسکا حتی الامکان تدارک کرون اُسنے امیر کو ایک تصویر نکالکر دکھلائی اور کہا کہ یہ جسکی تصویر ہے وہ شہر بردع کے فرمانروا کی ہمشیر ہے اور نام اُس بادشاہ کا ہردم ہی اُسکے باپ کی وصیت ہی کہ جو کوئی ہردم کو پچھاڑے وہ اُس شخص کی بیٹی کے ساتھ شادی کرے قضا را کار میرا شہر بردع مین گذر ہوا ایکدن اُسکے جھروکے کے نیچے سے جو ہوکر نکلا میرے اور اسکے چار آنکھین ہوئین دیکھتے ہی جنون نے آکر مجکو سلام کیا اُسکے عشق نے مجھپر خواب و خور حرام کیا گریبان صبر و طاقت کو تا بدامن ہوش چاک کرکے مجھے اس حال کو پہونچایا میرا یہ حال بنایا مین نے اپنے مین یہ قوت نہ دیکھی کہ ہردم مجھسے زیر ہوے آپکے پاس حاضر ہوا کہ آپکی مدد سے وہ نازنین مجکو ملے تصویر اُسکی کھنچواکر مین نے اپنے پاس رکھی ہے جب بیتاب زیادہ ہوتا ہون تصویر کو دیکھتا ہون کسیقدر تسکین ہوتی ہے فی الجملہ تسلی پذیر میری خاطر اندوہگین ہوتی ہے جتنے سردار امیر کی محفل مین حاضر تھے تصویر کو دیکھکر بولے کہ حق بجانب اس سوداگر بیچارے کے ہے ایسے معشوق کو دیکھکر کیونکر دل از دست دادہ ہو کسواسطے جان دینے پر آمادہ ہو امیر نے اُس سوداگر کو کھانا کھلوا کر رخصت کیا اور انجام اس مہم کا قول دیا راوی لکھتا ہی کہ سعد بن عمرو اس تصویر کو دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگیا جب دو پہر رات گذری دربار سے اٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور بردع کی راہ لی اُس ملک کے جانیکی تیاری کی اور رنگ و گو رنگ طلایہ پھر رہے تھے سعد کو دیکھکر پوچھا کہ اے بادشاہ اسوقت کدھر کا عزم ہی سعد نے کہا کہ اگرچہ ساتھ چلنا منظور ہو تو چپکے چلے آؤ کچھ وسوسہ اپنے دلمین نہ لاؤ باقی کچھ پوچھو نہین جہان کہین جاتا ہون آپ کو خود معلوم ہو جائیگا

جوارادہ میرے دلمین ہے تمھارے سامنے آئیگا دونون سعد کے ہمراہ روانہ ہوئے چندروز مین بروع کی سرحد مین
پہونچے ایک باغ عالیشان نظر آیا اس کا چمن اور فضا نہایت ان کے دلکو بھائی اس کے اندر جاکر سیر کرنے لگے ایک طرف لب
تالاب بکریونکا گلہ نظر آیا گویا سامان شکم سیری کا پایا سعد نے کہا از بسکہ اسدم اشتہا غالب ہے چار پانچ بکریان اس گلے
سے پکڑ کے کباب کرو اب اسمین کسی سے نہ ڈرو اورنگ و گورنگ اپنے بادشاہ کا حکم بجالائے جھٹ پٹ ان بکریونکے کباب
لگائے رکھوالے نے جو دیکھا کہ تین آدمی بکریون کے کباب لگا رہے ہین بے تکلف کھا رہے ہین آگ ہوگیا نزدیک جاکر
کہنے لگا کہ اے مسافرو کیا تمھاری موت یہان لے آئی ہے یہ کیا بات تمھارے دلمین سمائی ہے نہین جانتے ہو کہ یہ بکریان ہردم ملک
الموت کی ہین سعد نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہے جا اپنے ہردم کو خبر کردے کہ حمزہ کا پوتا آیا ہے اور تجھکو بلاتا ہے دیکھ تو وہ اس کا جواب
کیا تجھکو سناتا ہے رکھوالے نے ہردم سے جاکر کہا ہردم نے ہفت زرہ داؤدی پہنی اور گرز کو ہاتھ مین لیکر دیوانہ وار جھومتا ہوا
باغ مین آیا اسکے پاس جلد اپنے تئین پہونچایا سعد و اورنگ و گورنگ کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے جوانون تم کون ہو اور کہان
سے آئے ہو سچ بتاؤ یہان کیون تشریف لائے ہو سعد بولا کہ مین حمزہ کا پوتا ہون اور نام میرا سعد بن عمر ہے تجھکو
گرفتار کرنے آیا ہون اس جرأت کو دیکھ کہ فقط دو آدمی اپنے ساتھ لایا ہون ہردم یہ سنکر بہت ہنسا اور بولا کہ اے
عرب زادے اتنی فضولی کیون بکتا ہے میری کثرت لشکر سے نہین ڈرتا ہے حمزہ نے کیا میرا آوازہ نہین سنا کہ تجھ سے لڑکے
کو میرے پاس بھیجا ہے ایک متنفس کو اتنی جمعیت کے مقابلے کو بھیجا ہے سعد نے کہا کہ پہلے تو مجھکو جواب دے لے
پیچھے حمزہ کا نام لینا ہردم اسکا سامنا کرنیکو موجود ہوا اورنگ و گورنگ بولے کہ بادشاہ ہم سرفروش جو ہمراہ ہین کسدن کے
لئے ہین پہلے یہ ہم سے لڑ لیوے بعد ازان آپ سے مقابلہ کرے ہرچند سعد نے منع کیا مگر ان اجل گرفتہ نے نہ مانا پہلے ہردم کا
مقابلہ اورنگ نے کیا ہردم نے اورنگ کو ایک ہی ضرب مین ٹھنڈا کیا گورنگ مقابل ہوا اسکا بھی وہی حال ہوا جب
دونون مارے گئے تو سعد کو بہت ملال ہوا سعد خشمگین ہوکر ہردم کے سامنے آیا اسنے گرز گھما کر سعد پر مارا سعد نے اسکو روکیا
اور پیچھے ہٹکر اسعد نے تیر مارے کہ ساتون زرہ ہردم کی سوراخدار ہوگئین ہردم نے کمر پکڑ کر سعد کو اٹھا لیا اور زمین پر
پھینک کر کہا کہ جا حمزہ کو بھیج تیرے اوپر مجھکو رحم آتا ہے میرے ہاتھ سے تو قتل ہوگا یہ کام مجھکو نہین بھاتا ہے یہ کہکر اپنی
بہن سے جاکر کہا کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقون سے آیا تھا سو رفیق تو اسکے میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین مگر مین نے اسکو پچھاڑ کر چھوڑ
دیا اسکو قتل نہ کیا اور کہا جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے وہ بولی کہ بہت خوب کیا سعد جو اس باغ سے نکلا
دو کوس گیا ہوگا کہ دلمین خیال آیا کہ تو امیر کو جا کر کیا منھ دکھائیگا کیونکر اُنکے سامنے جائیگا اس سے بہتر ہے کہ کسی بادیہ [illegible]
مین چل اور نام و نشان سے اپنے کسیکو واقف نہ کیجیو یہ سوچکر جنگل کی راہ لی کئی فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک باغ نظر آیا باغ کے اندر گیا
تو نمونہ بہشت پایا گھوڑے کو نہر سے پانی پلاکر چرنیکے لئے چھوڑ دیا اور آپ لب حوض زین پوش بچھا کے بیٹھا فکر و تردد مین
اپنے عصا پر تکیہ لگا کے بیٹھا اسی وقت صاحب باغ کہ ہردم کی بھانجی تھی چند خواصون کو ساتھ لئے ہوئے اسطرف

آئی بطریق سیر وہان تشریف لائی دیکھا کہ ایک جوان رعنا لب حوض بیٹھا ہوا ہی سعد بن عمرو کے پاس آکر مستفسر ہوئی
کہ اے جوان تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی کس ضرورت نے تجھکو یہانتک پہونچایا ہی سعد نے اسکو دیکھکر جھٹ پٹ سلاح اپنے
بدن سے لگائے اور اسکے مقابل ہوا اس ماہ پارہ نے چھوٹتے ہی سعد پر نیزہ چلایا سعد نے نیزہ چھین کر ایسی ڈانڈ ماری کہ
وہ نازنین لوٹ پوٹ ہوگئی سعد اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور قصد باندھنے کا کیا کہ ہاتھ اسکے سینے پر جا پڑا فوراً اس کے سینے پر سے
اترکے نقاب الٹکر دیکھا کہ ماہ چہاردہم اس ماہ چہاردہ سالہ کے پرتو حسن سے کسب ضیا کرتا ہے اس کے سامنے آنے
سے حیا کرتا ہے اسکو دیکھکر ہر دم کی بہن کو بھول گیا اسکی صورت دلفریب دیکھکر مارے خوشی کے پھول گیا پوچھا کہ
اے جہان افروز تو کون ہے وہ بولی کہ ہر دم کی بہانجی ہون سعد نے کہا کہ ہر دم کی بہن کی تو ہنوز شادی نہین ہوئی
تو کیونکر پیدا ہوئی اس غیرت ماہ نے کہا کہ وہ میری خالہ ہی سعد نے کہا کہ اگر مجھ غریب مسافر پر کرم کیا ہی تو ایکساعت اپنے
نور جمال سے میری آنکھونکو روشن کر میرے ویرانہ دلکو اپنا جمال دکھا کر گلشن کر وہ بولی تمام عمر لونڈی گری مین حاضر ہون
مگر تو سچ سچ اپنا نام و نشان بتا اپنا حسب و نسب ٹھیک ٹھیک جتا سعد بولا کہ مین حمزہ کا پوتا ہون سعد بن عمرو میرا نام
ہے میرے آبا و اجداد کا مکہ معظمہ مقام ہی یہ کہکر کیفیت اپنے آنیکی مفصل بیان کی اپنے قصد و ارادے سے اسکو اطلاع دی وہ
مہ پارہ سعد کو اپنے مکان پر لیگئی اور خوشی خوشی سعد کے نکاح مین در آئی وہ یہ سمجھی کہ مین نے نعمت عظمی پائی اور شب و روز
دونون ملکر داد عیش کی دینے لگے مزہ زندگی کا اتصال جسمانی سے لینے لگے امیر کا حال سنئے سعد کے گم ہونیکی خبر سنکر بہت
متردد ہوے چار طرف آدمی تلاش کو دوڑائے لیکن سعد کا کہین پتہ نہ ملا کسی نے اسکا نشان کچھ نہ دیا لندھور نے عرض کی
کہ جسوقت اس سوداگر نے تصویر دکھائی تھی مین نے دیکھا تھا کہ سعد کے حواس درست نہ تھے کیا عجب ہی اگر سعد نے بروع
کی راہ لی ہو اسکے شہر مین پہونچنے کی نیت کی ہو اتنے مین خبر پہونچی کہ اورنگ و گورنگ بھی لشکر سے غائب ہین امیر
نے فرمایا کہ بلا شبہہ سعد بروع کیطرف گیا اورنگ و گورنگ بھی اسکے ساتھ گئے عمرو بولا کہ مین نے سنا ہی کہ ہر دم بڑا زبردست
پہلوان ہی اسکے لشکر کا منتخب زمانہ ہر ایک جوان ہی ایسا نہ ہو کہ سعد کے دشمنون کو کچھ چشم زخم پہونچے امیر نے رستم پیلتن کو اپنا
قائم مقام کیا اور اپنے سب کاربار کا اسکو اختیار دیا اور عمرو کو ہمراہ لیکر بروع کیطرف روانہ ہوئے چند روز کے بعد بروع
کی سرحد مین پہونچکر اسی باغ مین وارد ہوے جہان سعد پہونچا تھا دیکھا کہ اورنگ و گورنگ کی لاشین پڑی ہین
عمرو سے کہا کہ سعد بھی مارا گیا عمرو بولا کہ اگر سعد مارا جاتا تو اسکی بھی لاش یہین ہوتی مگر ہر دم نے اسکو زندہ پکڑ کے قید کیا ہو
تو عجب نہین ہی امیر نے اورنگ و گورنگ کو اسی باغ مین دفن کیا اور بہت سا انکے لئے روئے اسی مین وہین گلہ بکریونکا نظر آیا عمرو نے
چار بکریاں پکڑ لاکے ذبح کین اور کباب لگانے لگا اور نہایت اطمینان سے وہ کباب کھانے لگا رکھوالا چار بکریان گلے مین کم دیکھکر باغ مین تلاش
کرنے لگا دیکھا کہ دو شخص بیٹھے ہوئے بکریونکے کباب لگا رہے ہین بہت مزے سے کھا رہے ہین دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور جھڑک کر
امیر سے کہنے لگا کہ اے مرنیوالو کیا اجل تمہاری دامنگیر ہوئی ہی کہ بکریونکو ذبح کرکے کباب لگاتے ہو پرایا مال اپنا سمجھکر قبضہ مین لاتے ہو ابھی کسی

ہوئی کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقوں سمیت یہاں وارد ہوا تھا اور اس نے بھی تین بکریوں کے کباب لگائے تھے ہردم نے آکر انکو جا قسم ہلاک
کیا کسی سے کچھ خوف و باک نہ کیا امیر نے پوچھا کہ حمزہ کا پوتا بھی مارا گیا یا زندہ گرفتار ہوا اسنے کہا کہ ہردم نے اسکے رفیقوں کو مارا
کہ حمزہ کے پاس و لحاظ سے اسکو جیتا چھوڑ دیا اسکے قتل کا ارادہ نہ کیا پھر معلوم نہیں کہ وہ کدھر کو گیا امیر نے سجدۂ شکر کیا کہ
بارے سعد زندہ ہی مارا نہیں گیا رکھوالے سے فرمایا کہ جاکر ہردم کو خبر کر دے کہ حمزہ آیا ہی اور تجھکو بلاتا ہی کچھ سخن ضروری تجھکو سنانا ہی
رکھوالے نے ہردم کو اطلاع کی حمزہ کے آنیکی خبر دی ہردم اسی دم گرز اٹھا کر باغ میں آیا امیر ہردم کو دیکھکر سلاح لگا کے گھوڑے
پر سوار ہوئے ہردم امیر کو دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ حمزہ جبسے میں نے تیرا نام سنا تھا میں تیرا مشتاق تھا کہ تجھ سے ملاقات
ہووے تو میں تجھ سے لڑوں تیری شجاعت و بہادری دیکھوں ہاں حربہ کر امیر نے کہا کہ پیشدستی کرنے کا اپنا معمول
نہیں ہی پہلے تو حربہ کر پھر میں کرونگا تیرے حربہ کا جواب دونگا ہردم نے گرز کو چرخ دیکر امیر کے سر پر مارا امیر نے اپنے گرز پر
روکا تو زنجیر اسکے گرز کی امیر کے گرز میں لپٹ گئی سانپ کیطرح سے چمٹ گئی دونوں آدمی اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے اس زنجیر کو مع
گرز اپنے کھینچنے لگے زنجیر ہردم کے گرز کی چٹ چٹ ٹوٹ گئی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہردم نے قبضہ اس کا امیر کے اوپر
پھینک مارا امیر نے اسکو خالی دیا اسکے حربہ نے کچھ کام نہیں کیا ہردم جب نہتا ہو گیا باغ سے درخت اکھیڑ کر امیر پر پھینکا
امیر جست کر کے اسکی زد سے الگ ہو گئے درخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہردم نے کہا کہ حمزہ آفریں صد آفریں تیرے دست و بازو
کو جیسا میں نے سنا تھا ویسا ہی پایا مجھسا جوان میری آجتک نظر نہیں آیا ذرا اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دے اپنا جمال
باکمال برائے خدا مجھکو دکھا دے کہ میں تیری زیارت کروں اپنی آنکھوں کو جلا دے وافر دوں امیر نے اپنے چہرۂ انور
سے نقاب کو اٹھا دیا اپنا چہرہ پر نور اسکو دکھا دیا ہردم نے دیکھا کہ چہرہ امیر کا آفتاب کو شرماتا ہی مگر سن رسیدہ ہی
ایک مرد دانشمند اور جہاندیدہ ہی ہردم نے کہا کہ آج تو رات ہوئی اب کل تجھ سے لڑونگا صبح پھر تیرا مقابلہ کرونگا یہ
کہکر اپنے مکان پر گیا اور چند بکریاں مع چرب صراحیاں گوناگوں شراب کی امیر کے واسطے بھیجیں عمرو نے انکو کباب لگائے امیر نے عمرو کو

امیر پر ہردم کا ایک درخت اکھاڑ کر پھینکنا اور امیر کا اس سے بچنا



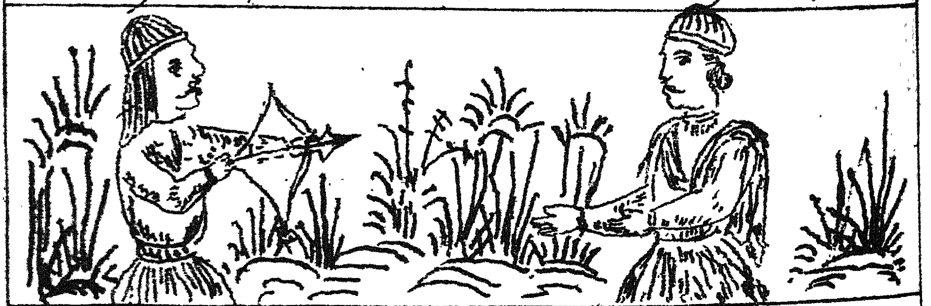
یکر کباب و شراب کھاپی کے چین سی آرام کیا اور سردم نے بہت سی تعریف امیر کی اپنی بہن سے کی اور کہا کہ ہرچند
ن ہی مگر ایسا ذی قوت و صاحب جمال دیکھنے مین کیا کبھی سننے مین نہین آیا اللہ نے اسکو سب باتون مین بے مثل
ہے وہ سنکر بہت خوش ہوئی دوسرے دن پھر سردم گرز لیکر امیر کے پاس آیا اور مستعد بجنگ ہوا آخر لڑتے لڑتے شام
ن قریب شام گرز سردم کا ٹوٹ گیا سردم نے امیر سے کہا کہ میری پاس دو گرز تھے سو وہ دونون ٹوٹ گئے اب جب تک
تیار ہو مجھکو مہلت ملے لڑائی سے دو ایک روز فرصت ملے امیر نے کہا بہت بہتر ہے مگر سچ بتا کہ پوتا میرا
دا سردم بولا کہ حمزہ تیرا نام سنکر مین نے تیرے پوتے کو زندہ چھوڑ دیا اس کے ساتھ سلوک بد نہ کیا مگر یہ نہین
م کہ وہ کدھر کو گیا یہ کہکر سردم اپنے گھر کو گیا اور چند دنبہ اور شیشے شراب کے امیر کیواسطے بھیجدیئے اسدن
امیر کی جوانمردی کا حال اپنی بہن سے بیان کیا اور کہا کہ اس سے بہتر تیرے واسطے دنیا مین جفت نہ ہوگا
ہار کو بلا کر حکم دیا اور اسکو اسباب پر آمادہ کیا کہ راتون رات تو سو من لوہے کا گرز تیار کر دے اسکی مزدوری جو مانگے
ے لوہار نے صبح ہوتے ہوتے گرز تیار کر دیا سردم کا حکم تعمیل کیا سردم ضروریات سے فراغت کر کے باغ مین آیا اور امیر
نے لگا کہ دو گرز تو میرے ٹوٹ چکے ہین اگر یہ گرز بھی ٹوٹ جائیگا تو مجھکو بڑی دقت ہوگی کیونکہ تم اپنے گرز پر میری گرز کو
س سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے گرز کو الگ رکھدو اگر بہادری کا دعوی ہے تو میرا کہنا کرو امیر نے قبول کیا اور گرز اسکا سر پر
تا امیر کے سر مین چار انگل گرز در آیا اس ضرب سے انھون پر صدمہ پایا امیر نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ساتون
م کی کٹگئین اور مجروح ہوا سردم نے دم سرد کھینچکر امیر سے کہا یہ سن ہو امیر لڑتے لڑتے مگر آج مین زخمی ہوا دونون پہلوان
اپنے زخم اچھا کرنیمین مصروف ہوئے مقابلے موقوف ہوئے چند روز مین سردم و امیر اچھے ہوئے اور بابکدیگر لڑنے
سردم نے چاہا کہ پھر اسی زخم پر گرز مارے امیر نے دوڑ کر دونون بازو اسکے پکڑ لئے اور نعرہ کرکے سر پر اٹھالیا اور چرخ دیکر زمین
پہ مارا اور چھاتی پر چڑھ کے دعوت اسلام کی کی اسلام لانے پر اس سے قسم لی وہ صدق دل سے مسلمان ہوا اور طرح
ع فرمان ہوا اور امیر و عمرو کو اپنے مکانمین لیجا کر بڑے تکلف سے دعوت کی اور کہا کہ میرے باپ کی وصیت
ن جو کوئی تیری پیٹھ زمین کو لگائے تیرے اوپر غالب آئے اسکے ساتھ اپنی بہن کی شادی کر دینا یہ لڑکی بخوف
کر دینا سو آپنے مجھکو پچھاڑا اب میری بہن کیساتھ شادی کیجئے اسکو اپنے عقد مین لیجئے امیر کی اجازت سے عمرو
صیغہ پڑھا امیر محل مین جاکر مصروف عیش ہوئے یہ خبر سعد کو پہونچی کہ امیر یہانتک پہونچے اور سردم کی بہن کے
اتھ عقد کیا اسکو اپنے نکاح مین لیا سعد مسلح ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو سردم کے پاس جانیکو تیار ہوا
ر شہر بردع کی راہ لی ہر گاہ سردم کے دروازے پر پہونچا ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ امیر کے کانون مین آواز پہونچی
ر امیر نے سردم سے کہا دیکھو یہ نعرہ کس پہلوان نے کیا ایسا قصد دلیرانہ کس جوان نے کیا سردم اپنا گرز اٹھا کر باہر آیا
سا جری کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا سعد نے مرکب کو دکر دونون بازو سردم کے پکڑ لئے اور رکھہ دیکر زمین سے اٹھالیا

پر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھ بیٹھا ہر دم بولا کہ اے بہادر اپنا نام بتا کہ تو کون ہے سعد نے کہا کہ مین سعد بن
عمرو بن حمزہ ہون ہر دم نے کہا کہ میرے سینے سے اتر تا تجھکو تیرے دادا سے ملا دون تیرے ساتھ یہ احسان کرون سعد
اسکے سینے سے اترکے ہمراہ ہوا جو ہین امیر سے چار آنکھین ہوئین دوڑکر قدمون پر گرا امیر نے سعد کو چھاتی سے لگایا اسکے
دیکھنے سے انکے قلب کو چین آیا اور سر و رو کے بوسے لئے ہر دم نے امیر سے عرض کی کہ ایک امر مین مین کمال متحیر ہون
پہلے آپکے پوتے سعد کو باسانی تمام مین نے اٹھا لیا تھا اور آج سعد نے اس سہولت سے مجھکو اٹھا لیا جیسے کوئی پہلوان
کسی بچہ شیر خوار کو اٹھا لے اسدن کیا تھا اور آج کیا ہے اسکا حال مجھسے کہئے کہ یہ کیا ماجرا ہے امیر نے فرمایا کہ آگے وہ بیمار
عشق خانہ خراب تھا حواس خمسہ منتشر تھے طاقت سلب تھی دلمین خلجان اور اضطراب تھا اور آج بفضلہ تعالی
تندرستی اور قوت اصلی موجود ہے وہ سامان تردد و انتشار بکلم مفقود ہے یہ کہکر ہر دم کو سعد سے بغلگیر کر دیا دونونکو
آپسمین ملوا دیا اور کھانا منگوا کے سبھون نے ایک دسترخوان پر تناول کیا ساقیان ماہوش خورشید منظر صراحیان
بادہ گلنار کی لیکر حاضر ہوے اور مطربان خوش آہنگ رقاصان پری پیکر مجرا کرنے لگے صبح کو امیر نے ہر دم سے کہا
کہ اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا اپنا ارادہ بتا کہ کیا ہے تو کس بات پر رضا ہے اسنے عرض کی یا امیر ہر دم آپکے ساتھ
موجود ہے جبتک دم مین دم ہے ایکدم تو جدا ہونیکا نہین امیر ہر دم کی بہن سے رخصت ہوئے اور ہر دم و سعد
کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف چلے اسوقت پہونچے کہ ژوبین اور مرزوق شاہ فرنگ سے صف جنگ مین لڑائی ہو رہی
تھی باخود ہاتھ تیغ آزمائی ہو رہی تھی امیر کو دیکھکر جتنے سردار تھے سب خوش ہو گئے اور آکر قدمبوس ہوے ژوبین
فولاد تن نے مرزوق کو اٹھا کر زمین پر مار کر کہا کہ اے فرنگی تجھکو کیا مارون جا اور کسی کو بھیج مرزوق تو لشکر مین
آیا اپنا حال خراب سبکو سنایا مالک اشتر نے جا کر ژوبین کا مقابلہ کیا ژوبین فولاد تن نے مالک اشتر پر ایسا گرز مارا کہ
ہر بن موسے عرق ٹپکنے لگا مالک اشتر نے بھی اپنے کو سنبھال کر ایسا جواب دیا کہ ژوبین بھی حیران ہو گیا دیر تک دونون
پہلوان گرز بگرز لڑے پھر تلوار پکڑی ژوبین فولاد تن نے قریب شام کے مالک کے ہاتھ کو زخمی کیا جرات کرکے زخم کاری دیا
شہسوار فلک اول نے درمیان مین آکر مصالحہ کیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے جب شاہنشاہ فلک چہارم پہلوانونکی جنگ کا تماشا
دیکھنے کیواسطے تخت مدور پر جلوہ افروز ہوا اور اسکی روشنی سے سطح روی زمین بہرہ اندوز ہوا دونون لشکرون نے صف آرائی کی
نیت زور آزمائی کی ژوبین اور بختیہ شتربان سے مقابلہ ہوا ژوبین نے نیزہ سے مرکب بختیہ کو گرا کر کہا کہ جا اور کسی کو بھیج بختیہ لشکر
مین آیا قندز سرشبان ژوبین کے سامنے گیا قندز نے ژوبین کے وار کو رد کرکے ایک گرز مارا ژوبین نے خالی دیکر گرز
ہاتھ سے پھینک کر قندز کو گھوڑے سے کھینچ لیا کمند کا بند پیچ اسکی گردن مین ڈالکر اپنی طرف اینچ لیا لندھور کو برداشت نہ ہوئی میدان
مین جا کر ژوبین سے تا شام گرز بگرز اس جھگڑے سے لڑا کہ دونون لشکر مین آواز احسنت و آفرین کی بلند ہوئی ہر ایکجانب ان کی
سے صدا تحسین کی بلند ہوئی ہر گاہ دونون لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ کل ژوبین فولاد تن سے

بدیع الزمان سے ضرور جنگ ہوگی کہ اس لڑائی کے دیکھنے سے عقل بہادرونکی دنگ ہوگی نوشیروان نے کہا تعجب کیا
ہے میرا دل بھی اس بات پر گواہی دیتا ہے بارے رات گذر گئی جب صبح ہوئی اور میدان مین طرفین کے لشکر آئے زوپین
نے گھوڑا میدان مین نکالا اپنے تئین خوب سنبھالا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اپنے مرکب کو
اٹھاکر اس سے مقابل ہوا زوپین بولا کہ او پست قد تو کون ہے اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جائے تیرے قتل
پر شخص افسوس کہیگا امیر زادہ بولا کہ بدیع الزمان بن حمزہ میرا نام ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے زوپین نے ایک گرز امیر
زادہ کے ایسا مارا کہ تین سو ساٹھ رگونمین خون دوڑ گیا اور ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا مگر امیر زادے نے مردانہ وار اپنے کو
قائم رکھکر کہا کہ ہان اور دو حربہ کرلے زوپین نے کمال گرماگرمی سے دو حربے اور شاہزادے پر کئے اور چند گرز متواتر اسکے بدن پر
مارے شاہزادے نے اسکے حربے کو رد کرکے ایسا گرز مارا کہ سپر زوپین کی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور زوپین کی آنکھونمین اندھیرا
چھا گیا سیاہی کا عالم سر پر چھا گیا اسیطرح دوپہر کامل تک دونون پہلوان گرز بگرز لڑے پھر نوبت تلوار کی آئی معرکہ جنگ نے اور
ہی صورت دکھائی تلوارین بھی لڑتے لڑتے آری ہوگئین کمندین چلنے لگین بعد ازان دونون پیادہ پیادہ ہوکر باہمدیگر زور کرنے لگے امیر
زادے نے دو بار زوپین کو تا بزانو اٹھا لیا بڑے زور سے گھٹنون تک لایا لیکن زیادہ اس سے نہ اٹھا سکا اسیطرح وہ سر
بس نہ آسکا اسمین شام ہوگئی دونون لشکروں مین طبل باز گشت بجا صبح کو پھر بدستور صف آرائی ہوئی زوپین نے گھوڑا
مین جاکر للکارنے لگا ہر ایک کا نام لیکر پکارنے لگا کہ جسکی موت ہو میرے سامنے آئے ممکن ہے کہ میرے سامنے سے بچکر زندہ جائے
امیر نے اشقر دیوزاد کو قلب لشکر سے نکالا اور زوپین نے چھوٹتے ہی امیر کی کمر پکڑلی امیر بھی اسکی کمر پر دست انداز
ہوئے اور باہمدیگر زور کرنے لگے جب دونونکے مرکب تا بزانو زمین مین دھنس گئے دونون بہادر پیادہ ہوکے کشتی کرنے پر
آمادہ ہوئے دیر تک داؤ پیچ چلا کئے آخر امیر نے نعرہ کرکے زوپین کو اٹھا کر سر گردان کیا اور زمین پر دے مارا کے چھاتی پر چڑھ
بیٹھے عمرو بن امیہ نے کمند سے باندھ لیا فی الفور اسیر کیا امیر نقارہ شادمانی کا بجواتے ہوئے خیمہ گاہ کیطرف پھرے
اور سیدھے محلسرا مین چلے گئے یہان پہلوانون نے جمع ہو کر عمرو بن امیہ سے کہا کہ زوپین نے ہم سب کو ذلیل و سبک
جنگ مین کیا ہے بڑا صدمہ دیا ہے اگر یہ زندہ رہے گا تو ہمیشہ آنکھ اس سے جھپکتی رہیگی تمام خلقت ہمکو بڑا بدبخت کہیگی کسی تدبیر سے یہ مار
ڈالا جاتا یہ بھی ہماری ہاتھ سے ذلت اٹھاتا تو رنج مٹتا عمرو نے کہا کہ امیر کبھی زوپین سے پہلوانون کو نہ مارنے دینگے بلکہ تم سب کی نسبت
سے زیادہ عزیز رکھینگے کہ ایسے پہلوان شہ زور میسر نہین آتے ہین قدر شناس بہادران ایسے جوان جری کا قتل کبھی
خیال مین بھی نہین لاتے ہین جب لوگون نے عمرو کو لالچ دیا عمرو نے ہردم سے کہا کہ تو سیسہ گرم کرکے زوپین کو پلا دے
اگر امیر کچھ آزردہ ہونگے تو مین جوابدہی کرونگا انکو بہر صورت رضامند کرونگا ہردم نے سیسہ گرم کرکے زوپین کو پلا دیا
زوپین کا دل و جگر اسی وقت پگھل گیا امیر جو محل سے برآمد ہوئے زوپین کو طلب کیا معلوم ہوا کہ ہردم نے اس کو سیسہ
پلاکر بیدم کردیا اس کے ساتھ ایسا سلوک نامناسب کیا امیر ہردم سے بہت ناراض ہوئے ہردم نے عرض کی کہ یہ

عمرو بن امیہ نے کہنے سے عمل کیا انکے کہنے سے مین نے اسکو سیسہ پلادیا امیر کہا اس مین قصور نہین ہے ایسا کام از خود کرنا امیر
مقدور نہین خون اسکا عمرو بن امیہ کی گردن پر ہوگا امیر نے عمرو سے ناخوش ہوکر کہا کہ اس نے شرا کیا بگاڑا جو تو نے اسکو
مروا ڈالا عمرو بولا کہ یا امیر یہ گردن زدنی اسی قابل تھا کہ مارا جاتے تا مخلوق اسکے دست ظلم سے نجات پاے امیر نے ارشاد
کیا کہ کیا کرون اگر عمرو کی جا پر کوئی اور ہوتا تو برب کعبہ اسکو بھی سیسہ پلا کر مار ڈالتا مگر اسپر بھی سات چابک عمرو کو مارے
اور فرمایا کہ اگر بار دگر اسطرحکی حرکت بے حکم میرے کی تو بہت بری طرحسے پیش آؤنگا ایک بلاے عظیم تیرے سر پر لاؤنگا عمرو
نے کہا کہ سات کوڑونکے بدلے ستر کوڑے امیر کو نہ مارے تو امیہ ضمری کے نطفے سے نہین یہ کہکر سیدھا نوشیروان کے پاس
چلا گیا اور کہا کہ اے شاہنشاہ مین نے اس عرب کیلیے کیا کیا سرکھپی اور جانفشانی کی اسکا نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ایک
کافر کیواسطے سات کوڑے مجھکو مارے تمام پہلوانو نکی آنکھو نمین مجھکو سبک و ذلیل کیا میرے دلپر کتنا آزار دیا اگر حضور
مجھکو رکھین تو خدمت گزاری مین حاضر رہون دل و جانسے آپکی تابعداری مین حاضر رہون نوشیروان نے خوش
ہوکر کہا کہ اے عمرو تو میری آنکھو نپر رہ یہ کہکر خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا سب مصاحبون سے اسکو ممتاز کیا اور کرسی
بیٹھنے کو دی بہت توقیر اور عزت کی امیر نے جو یہ خبر سنی اسکی دہشت سے شب بیداری اختیار کی ہر طرحسے ہوشیاری اختیار
کی اور عمرو ہر شب امیر کی فکر مین آتا مگر بیدار پاکر چپکا چلا جاتا آخر ایک شب کو امیر سو گئے بمقتضاے بشریت غافل ہوگئے
عمرو تو اسی تاک جھانک مین رہتا تھا امیر کو غافل پاکر تفنگ سے دار وے بیہوشی نتھنو نمین پھونککر بیہوش کیا اور کمند سے
باندھکر جنگل کیطرف لیجا کر ایک درخت تنہ دار سے مضبوط باندھکر رفع بیہوشی کی ان کوڑون کے عوض مین یہ ذلت
دی امیر نے اپنے کو درخت سے بندھا دیکھکر انگلی دانتو نمین دبائی انکو بڑی غیرت آئی عمرو ایک ٹہنی درخت

بدلہ لینا عمرو کا صاحبقران سے اور معاف کرانا اپنے قصور کا صاحب قران سے بعجز و انکساری



سے کاٹ لایا اور ستر لکڑیان گن کر امیر کو مارین امیر نے تبسم کرکے کہا کہ بھلا اے دزد مکار اگر خون تیرا نکردون تو میرا
حمزہ نام نہین اب بغیر قتل کئے تیرے مجھکو چین و آرام نہین یہ کہکر زور کرکے کمند کو توڑ ڈالا عمرو مثل شتر بے مہار امیر
کے سامنے سے بھاگا امیر نے تیر و کمان کو ہاتھ مین لیا عمرو نے جانا کہ تیر امیر کا بے خطا ہوتا ہے مفت مین تو مارا جائیگا اسکے
ہاتھ سے نجات نہ پائیگا دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر میرا قصور معاف کرو امیر نے فرمایا کہ مین نے سوگند کھائی

تیرے بدنسے خون نکالونگا تجھکو غدا ابمین ڈالونگا عمرو نے کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو مین حاضر ہون میری گردن مائیے بے تامل
میرے تن ہی مارئیے امیر کی سوگند اتارنے کیواسطے نشتر نکالکے عمرو کی رگ سے قدرے خون نکالا اور بعد ازان عمرو کو لیکر لشکر مین آئے

مزدک حکیم کا لشکر امیر مین اشارے سے بختک کے اور اندھا کر دینا امیر کو مع سردارون کے

راوی لکھتا ہے کہ ایکدن مزدک نامی حکیم کہ بختک سے بہت دوستی رکھتا تھا بختک کے پاس آیا اور یہ سخن اسکو سنایا کہ اگر نوشیروان
مین امیر کو اسکے یارون سمیت اندھا کرون ایک تدبیر سے سبکو نابینا کرون نوشیروان نے بختک سے یہ تقریر سنکر
اندھا کیا چاہئیے دو آنکھین انکی کور کیا چاہئے مزدک کو بلا کر خلعت دیا اور بہت سی نوازش کی اور انعام دیکر
خوش کیا مزدک عمرو بن امیہ کے پاس گیا اور اپنی بیکسی و مصیبت بیان کرکے بہت سی زار و نالی کی اور کہا
اگر آپ کی عنایت سے امیر کی خدمت مین میرا رہنا ہوتا تو لشکریونکی دوا کرکے اوقات بسر کرتا عمرو نے موقع پاکر امیر سے عرض
امیر نے کہا کیا مضایقہ ہے اگر وہ حکمت کرکے اپنی اوقات بسری لشکر مین کریگا تو خالی از ثواب نہین ہے بارے عمرو حکیم مزدک کو
امیر پاس لے آیا اور اسکی تعریف کرکے انسے ملایا امیر نے اسکے حال پر بہت سی نوازش کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہمارے لشکر مین رہکر سپاہ کا
علاج کیا کرو جو بیمار ہو اسکو دوا دو مزدک لشکر مین رہنے لگا اتفاقاً امیر کی آنکھون مین کچھ غبار سا آگیا انکی بینائی پر خلل سا پہنچا
امیر نے مزدک سے بلا کر بیان کیا مزدک نے ایک سرمہ معقول تیار کرکے امیر کی آنکھون مین لگایا امیر کی آنکھین تارا سی
ہو گئین اس تکلیف سے افاقہ پایا امیر نے دوبارہ سہ بارہ اس سرمہ کا استعمال کیا اور مزدک کو بہت کچھ انعام دیکر بہت
سی خوش کیا یارون نے بھی امیر سے سرمہ کی تعریف سنکر اپنی آنکھون مین اس سرمہ کو لگایا ہر شخص اپنی حاجت اسکے پاس لایا
یہ دیکھکر حسب استطاعت مزدک کے پیشکش کیا جسکو جو میسر ہوا اسکو دیا بعد ازان مزدک نے اس سرمہ مین اندھے ہونیکی
دوائیان شامل کین اور امیر سے جا کر عرض کی کہ بالفعل جو سرمہ مین نے بنایا ہے ایک جزو اعظم اسمین ملایا ہے پہلے سرمہ
سے بہین بہتر ہے حقیقت مین اکسیر کے برابر ہے زیادہ تر صفت اسمین یہ ہے کہ ایک دفعہ کے لگانے سے زندگی بھر آنکھون مین سرمہ
لگانیکی احتیاج نہ ہوگی پھر کبھی آنکھ سرمہ کی محتاج نہ ہوگی امیر نے یارون سمیت اس سرمہ کو لگایا اسکے استعمال مین وہ سرمہ آیا
مزدک نے دیکھا کہ مین اپنا کام کر چکا سب کا کام تمام کر چکا اب اگر یہان رہونگا تو امیر آنکھین میری نکلوا لینگے اس میری حرکت کی کسر
لینگے وہان سے چلتا ہوا کہ اب یہان رہنا نامناسب ہے اس جگہ سے بھاگنا واجب ہے نوشیروان سے آکر کہا کہ مین نے امیر کو یارون
سمیت نابینا کر دیا سبکو مطلق اندھا کیا نوشیروان نے کہا کیونکر معلوم ہو کہ قول تیرا راست ہے جو تو کہتا ہے بے کم و کاست اسنے عرض کی
طبل جنگ بجوائیے آپ ہی معلوم ہو جائیگا سارا لشکر اندھا ہے مقابلے کو کون آئیگا نوشیروان نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا
امیر نے مع یارون کے طبل جنگ کی آواز سنکر پانی منہ دھونے کو منگوا کر منہ دھویا دیکھین تو کچھ نظر نہین آتا ایک سرے سے
سب مین اندھا پایا امیر نے فرمایا کہان مزدک کو دیکھو تو کہان ہے مزدک موذی اب کب دکھائی دیتا ہے امیر نے کہا کیا یہ جزو اعظم ہو آنکھون کو
نظر نہین آتا اور حریف کے لشکر مین طبل جنگ بجا اگر عمید الحکین نہین جاتے ہین تو وہ دن دھاڑے لشکر پر آگرینگے سب اسباب لوٹ

لیجاوینگے اور سبکو ایک ایک کوڑی کا محتاج کرینگے بہرحال جو کچھ ہو صف آرائی کیا چاہئیے امیر یہ سوچکر میدان مین آئے اور
لشکر کی صفون کو قائم کیا نوشیروان نے ہزوک سے کہا کہ اگر یہ لوگ اندھے ہوتے تو میدان مین نہ آتے اندھون کو
لڑنے کے لیئے نہ لاتے وہ مردک بولا کہ کسی کو لڑنے کے واسطے بھیجیئے معلوم ہو جائیگا نوشیروان نے عادیون مین سے
ایک پہلوان کو بھیجا اُسنے میدان مین آکر بآواز بلند کہا کہ ای عرب تم کیا ایک سرے سے اندھے ہو گئے ہو کہ مین کب سے
مبارز طلب ہون اور تم مین سے کوئی نہیں آتا میدان مین آکر اپنی بہادری نہین دکھاتا ہردم کو اسکا کہنا ناگوار ہوا اپنا گرز
اُٹھا کر اُسکے روبرو آیا اور گرز پھینکا گھما کر ایسا اُس عادی کے سر پر مارا کہ عادی مع مرکب پست ہو گیا تو نوشیروان
نے پے درپے چند پہلوان عادیون مین سے ایک ایک کر کے اور بھیجے ہردم نے سبکو طعمہ گرز شیر پیکر کیا نوشیروان نے فوج کو
حکم دیا کہ ہردم کو گھیر کے مارو ہرگز جانے نہ دو جب لشکر نوشیروان کا ہردم پر آگرا ہردم نے دو ہتھڑ گرز مارنا شروع
کیا سیکڑون کافر مارے گئے آخر تاب نہ لا کر ہردم کے سامنے سے بھاگے اور ایک پرتاب تیر کے فاصلے سے تیر مارنے لگے ہردم
کے گلے مین ہفت زرہ داؤدی تھی تیر کب اثر کرتا تھا انکا تیر مارنا اسکو کب ضرر کرتا تھا آخر بختک بولا کہ یارو ہردم
ہفت زرہ داؤدی پہنے ہوئے ہے اُسکے بدن مین تیر نہ لگے گا مگر ہان پاؤن مین تیر مارو تو ابھی گر پڑے سپاہی تیر اندازون نے
ایسا ہی کیا ہردم نے امیر کو آواز دی کہ یا امیر اسدم وقت مدد کا ہے جلد آئیے اور کافرون کے ہاتھ سے بچائیے امیر نے
اشقر کی باگ لیکر زبان حبشی مین کہا کہ اسدم مین نابینا ہون تو جہان کافرونکو دیکھتا ہے اُسطرف چلا تا ان کافرونکو عاجز بنایا یہ امیر نے
لشکر کفار مین گھسکر کشتون سے پشتے باندھ دیے ہزارہا بیدین قتل کئے نوشیروان نے لشکریون سے کہا کہ حریف
کیطرف سب اندھے ہین کبتک لڑینگے آخر ٹھوکرین کھا کھا کر گر پڑینگے اسوقت تم لوگ ہمت کو نہ ہارنا بیک بختیاب جین کے
مارنا ہر چند کفار نوشیروان کے کہنے سے لڑے مگر آخر بھاگ کھڑے ہوئے امیر مظفر و منصور اپنے خیمے مین داخل ہوئے اور
یارونسے کہنے لگے کہ جبتک آنکھین روشن نہون تبتک یہان رہنا اچھا نہیں ہے جو ٹھہر کر یہانسے نزدیک ہو وہان چلکر
آنکھونکا علاج کیا چاہیے پھر سمجھ لیا جائیگا بعد اطمینان کے سامان جنگ کا کیا جائیگا چوب گردان پہلوان نے عرض کی کہ
یہانسے تین منزل پر میرا شہر ہے نام اُسکا آردبیل ہے اور قلعہ اُسکا بہت مستحکم ہے اگر مرضی مبارک ہو تو صحت تک وہان چلکے
تشریف رکھیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم پیش خیمہ مع لشکر لیکر روانہ ہو اور آگے سے جا کر قلعہ کو مستحکم کرو مین بھی
آتا ہون سب لوگونکو آرام سے اپنے ساتھ لاتا ہون اُسیدن امیر کے لشکر نے وہانسے کوچ کیا تمام فوج و لشکر کو
اپنے ساتھ لیا اور آردبیل کیطرف راہی ہوئے نوشیروان نے اندھا سمجھکر اُنکا تعاقب کیا فوجکو اُسکے پیچھے جانیکا حکم
دیا امیر حمزہ چار پہلوانون سے رہ گئے تھے لشکر کفار پر جا گرے اور اسعد نے تیغ زنی کی ادہر کافرون کو کہ عالم نابینائی مین
بھی کبھی ایسا کشت و خون نہ کیا ہوگا آخر فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی ایک بھی نہ ٹھہرا سب فرار ہوئے بھاگے گئے
بے اختیار ہوئے امیر بظفر و فیروزی قلعہ آردبیل مین داخل ہوئے جب وہان پہنچے تو سب طرح کا اطمینان حاصل ہے

و قلعہ کے دروازے کو مستحکم کرکے خندق کو پانی سے لبریز کر دیا حریف کے آنے جانیکا بالکل راستہ بند کر دیا او جابجا فصیلون
پہ مورچہ بندی کرکے آنکھون کی بینائی کیواسطے بارگاہ الٰہی مین مناجات کرنے لگے نوشیروان نے جا کر پہلے تو قلعہ سے لڑائی کی
جب قلعگیون نے اُسکے بہت سے لوگ مارے تب محاصرہ کرکے اُتر پڑا قلعہ کے لینے پر اڑا۔

آنا ہاشم بن حمزہ اور حارث بن سعد کا امیر کی ملازمت کیواسطے اور اچھا ہونا امیر کی آنکھ کا حضرت خضر کی مدد سے

راوی لکھتا ہے کہ ہمدم کی بہن کے بطن سے امیر کا بیٹا ہوا تھا اُسنے نام ہاشم رکھا تھا اور سعد بن عمرو بن حمزہ کی منکوحہ کو بھی بیٹا جنی تھی اُسنے نام اُسکا حارث رکھا تھا دونون دادا پوتے نو برس کے ہوے تھے بسبب ہمسنی کے دونون مین باہمدیگر بڑی محبت تھی باخود بالکمال الفت تھی شکار کھیلنے کو بھی دونون ساتھ ہی جاتے تھے کھانا بھی ہر روز ساتھ ہی کھاتے تھے ہاشم بن حمزہ کا معمول تھا کہ جب شیر کا شکار کرتا اُسکا کلیجہ بھون کر کھاتا ہمیشہ یہی عمل مین لاتا اس سے ہاشم شیرخوار اُسکا لقب ہوگیا تھا جب امیر کے قلعہ بند ہونیکی خبر لشکر مین پہونچی دونون دادا پوتے لشکر جرار لیکر اردبیل کیطرف روانہ ہوے چند روز مین قلعہ اردبیل پر پہونچے دیکھا کہ کفار قلعہ کو محاصرہ کیے پڑے ہین فوج کے نشان جابجا گڑے ہین جسطرح شیر غران بکریونکے گلے مین گھستا ہے ہاشم اور حارث تلوارین کھینچکر لشکر کفار مین گھس پڑے جیدھر کو اُس فرقہ نابکار مین گھس پڑے اور اسقدر تیغ زنی کی ایسی داد شجاعت دی کہ کافرونکے ہوش بجا نرہے ہزارہا کافر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوے ساکنان جہنم سے جا کر بغلگیر ہوئے آخر قلعہ کے نیچے سے بھاگ کر کئی پرتاب تیر کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوے لشکر اسلام نے جانا کہ غیب سے ہماری مدد آئی قلعہ کا دروازہ کھول کر ہاشم و حارث کو قلعہ کے اندر لے لیا اُن دونون کو داخل قلعہ کر لیا دونون جا کر امیر کے قدمونپر گر پڑے اور اپنے نام و نشان سے امیر کو آگاہ کیا اُنکو اپنا قصہ سب سنا دیا امیر کو عجیب طرحکی خوشی ہوئی کہ جسکا پایان نہین بیان اُسکا ہو سکے یہ امکان نہین دونونکو دونون زانو پر بٹھلا کے پیار کرنے لگے اور لوگ اُنپر زر و جواہر نثار کرنے لگے ہاشم نے عرض کی کہ یہ مقام اچھا نہین ہمارے لشکر کو کمال تکلیف ہوگی اس سے بہتر ہے کہ بروع مین تشریف لیچلیے کہ وہان لشکر کو آرام ملیگا سب کے رہنے کو اچھا مقام ملیگا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا اور بروع کیطرف روانہ ہوے لشکر کفار بھی پیچھے پیچھے چلا گیا جب امیر مع حوالی و موالی قلعہ بروع مین داخل ہوئے لشکر کفار قلعہ کو محاصرہ کرکے اُتر پڑا امیر شب و روز اپنی آنکھونکی بینائی کیواسطے رو رو کر مناجات کیا کرتے تھے درگاہ الٰہی مین بصارت کیلیے دعا کرتے تھے ایکدن خواجہ خضر وارد ہوے اور ایک پتہ ملکے اپنے ہاتھ سے چند قطرے عرق کے امیر کی آنکھونمین ڈالے امیر کی آنکھین تاراسی روشن ہوگئین سب غبار اور اندھیرا دور ہوگیا خانہ چشم پر نور ہوگیا امیر نے خواجہ خضر سے مشرف ہو کر کہا کہ مین تو آپکی بدولت اچھا ہوا لیکن میرے جتنے یار ہین سب اندھے ہو گئے بیکار ہین بینائی کے جانیسے سخت مجبور ہو رہا ہین اور ظاہر ہے کہ بے یار سردار بیچارہ ہے خواجہ خضر نے چند پتے دیکر فرمایا کہ انکا عرق سبکی آنکھونمین ٹپکا دو بس یہی دوا کرو سب بینا ہو جائینگے اللہ کی عنایت سے بینائی پائینگے یہ کہکر غائب ہوگئے امیر نے سب یارونکی آنکھونمین اُن پتونکا عرق ٹپکایا سب نابینا بینا ہوگئے حضرت خضر کی عنایت سے مقصود دلی پایا عمرو نے امیر سے کہا کہ معلوم ہوا یہ سب شرارت بختک کی باطن کی تھی اگر حکم ہو تو

اُسکو کچھ سزا دو اُس سے اس حرکت کا انتقام لون امیر نے فرمایا کہ وہ آپ اپنی سزا کو پہونچ رہیگا کسی کو رنج دینا کیا ضرور ہے
یہ بات ہمکو ہرگز نہین منظور ہی عمرو تو اسپر زہر کھائے ہوئے تھا اسکو چین کہان تھا اُسوقت تو چپ ہو رہا امیر کے خوف سے کچھ نہ
کہا شبکو باورچی کی صورت بنکر بختک کے خیمے پر گیا دربانون سے کہا کہ وزیر سے عرض کرو جلد اطلاع دو کہ ایک باورچی روم سے
آیا ہی اگرچہ نمکین و شیرین سب خوب پکاتا ہی لیکن ہریسہ ایسا پکاتا ہی کہ دنیا مین اُسکا جواب نہین ہی بختک نے اُسکو خیمے
مین بلالیا اپنے پاس آنیکا حکم دیا مگر ڈرا کہ ایسا نہو عمرو ہووے پھر دل مین سمجھا کہ عمرو تو نابینا ہی البتہ یہ باورچی ہی ہوگا مگر
اُسپر بھی کئی عیار بھیجے اسکی تحقیقات کے لئے کئی آدمی ہوشیار بھیجے کہ دیکھو عمرو حمزہ کے پاس ہی یا نہین عیار خیمے سے نکلکر
یکدیگر مشورہ کرنے لگے کہ اگر شاید یہ شخص عمرو ہی ہووے تو ہمارے ساتھ آئندہ کو عداوت کریگا یہ ایسا شخص ہی کہ کسی سے
نہ ڈریگا یہ سوچکر تھوڑی دور جاکے پھر آئے اور بختک سے کہا کہ حمزہ کے پاس عمرو ہی بختک کو اطمینان ہوا عمرو کو ہریسہ
پکانیکا حکم دیا سب سامان اُسکا فوراً مہیا کیا عمرو نے ایسا عمدہ ہریسہ پکایا کہ بختک نے پیالہ چاٹ چاٹکر کھایا اور نوشیروان سے
جاکر بکمال صفت و ثنا اُسکی تعریف کی اور اسکے کمالات سے اطلاع دی نوشیروان نے اپنے باورچی خانیکا اُسکو داروغہ کیا سب طرح
کا اسکو اختیار دیا عمرو ہر روز نئی طرح کے کھانے پکاکر کھلانے لگا ایکشبکو ہریسہ کی دیگ چولھے پر چڑھائی مگر سوائے ادھن کے
اُسمین گوشت وغیرہ کچھ نہ ڈالا جب نصف شب گذری باورچیونکو بیہوش کرکے بختک کے خیمے مین گیا دیکھا کہ بختک کی نفیر
خواب بلند ہی جوش خواب سے سبکی آنکھہ بند ہی کئی مثقال عنبر بیہوشی اُسکی ناک مین دیا چھینک مارکر وہ بیہوش ہوگیا عمرو اُسکو
چادر مین لپیٹ کر باورچی خانہ مین لایا اور اُسی دیگ مین کہ پانی جوش کھا رہا تھا ڈالدیا جب وہ ادھ موا ہوگیا تب پوست
و سر کو تو زمین مین گاڑدیا حکمت عملی سے خاک کیا باقی اعضا کا ہریسہ پکاکر صبحکو بادشاہ کے دسترخوان پر لگادیا بادشاہ نے
اکثر امرا کو اُسمین سے عنایت کیا اور تعریفین کرکے کھانے لگا اُسکی کاریگری کی تعریف سبکو سنانے لگا اتفاقاً ایک انگلی ہریسہ مین
سے نکلی اور اُس انگلی مین انگوٹھی عنایتی بادشاہ کی تھی نوشیروان نے اُس انگلی کو دیکھکر ہاتھہ کھانیسے کھینچا باورچی سے پوچھا
کہ یہ انگلی کسکی ہی اس کھانے مین کہانسے آئی ہی تونے کیون پکائی ہی باورچی تو کچھ نہ بولا مگر انگوٹھی سے پہچانا کہ بختک کی ہی حکم کیا
کہ دیکھو تو بختک کیا کرتا ہی بلالاؤ اُسکو میرے پاس جلد لاؤ لوگ بختک کے خیمے مین گئے تو بختک کا پلنگ خالی
پایا معلوم نہین کیا ہوا کس بلا مین مبتلا ہوا ادھر اُدھر ڈھونڈھکر عرض کی کہ بختک اپنے خیمے سے غائب ہی بادشاہ نے
معلوم کیا کہ یہ ہریسہ بختک کے گوشت کا تیار ہوا تھا قے کرتے کرتے بیمار ہوگیا اس تکلیف شدید سے حال اُسکا زار ہوگیا
اور عمرو وہانسے اُڑنچھو ہوکے امیر کے پاس جاکے موجود ہوا اسمین بزرجمہر آئے نوشیروان نے اول بزرجمہر سے فرمایا
کہ تمھارے حصے کا ہریسہ رکھا ہی ابھی تھا تم بھی اس غذاے لطیف سے مزہ اٹھاؤ جب بزرجمہر نے عذر کیا کہ مین کھانا کھاکے
آیا ہون اور غذا پر غذا کھانیسے تداخل واقع ہوتا ہی کھانیوالیکو تکاسل و علت ہوتا ہی نوشیروان نے کہا کہ مین نے جانا اس سبب سے
تم نہین کھاتے ہو اسکے کھانیمین عذر کرتے ہو یقیناً تمنے از روے رمل دریافت کیا ہوگا مگر مجھے اطلاع نہ کی کچھ مجھے خبر نہ دی

بزرچمہر نے کہا کہ حکما کا دستور نہیں ہے کہ بے پوچھے کچھ کہیں اور جب پوچھیں تو موقوف رہیں نہ کہ ایسی خبر دینا نوشیروان جب
واقف ہوا وہ بزرچمہر کے اس کلام سے ثابت ہوا برہم ہو کر بزرچمہر کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں اسکی آنکھیں اندھی کرادیں
اور ہرمز کو اپنا قائم مقام کر کے خود مدائن کو چلا گیا بزرچمہر نے امیر سے آکر کہا کہ اے فرزند میں نے سنا ہے کہ خاتم النبیین نے
ظہور کیا ہے مجھکو مکہ میں بھیجو کہ زیارت حاصل کروں انکی قدمبوسی سے سعادت حاصل کروں امیر نے لوگ ہمراہ کر کے بڑے اہتمام سے
بزرچمہر کو مکہ میں بھیجا با خوشی خاطر رخصت کیا خواجہ عبدالمطلب بزرچمہر سے ملاقات کر کے بکمال تواضع و تکریم پیش آئے اور پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدمبوس کروایا جب بزرچمہر کو جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظر آیا بزرچمہر نے تو نعلین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں میں لگائی فوراً بزرچمہر کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اسکی برکت سے آنکھوں میں روشنی
اور دل میں معرفت الٰہی بھی آگئی اور یہ معجزہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملک بملک مشہور ہوا اب ہرمز کا حال سنیے نوشیروان ہرمز کو
تخت پر بٹھا کے آپ مدائن کیطرف گیا ہرمز نے سیاوش بن بزرچمہر کو خلعت وزارت دیکر وزیر اول کیا اور اپنے دہنے
کرسی بیٹھنے کو دی بہت سی عزت و توقیر کی اور بختیارک بن بختک کو قرب و منزلت میں اپنے باپ کا باپ تھا وزیر دوم
کر کے بائیں طرف کرسی بیٹھنے کو عنایت کی بختیارک نے چند روز میں ایسا ہرمز کے مزاج میں دخل کیا کہ گویا خود بادشاہ
ہو گیا بے اسکی اجازت کے کوئی امر ہرگز ہرمز کرتا تھا اتفاقاً ایکدن ہرمز نے بختیارک سے کہا کہ اے وزیر صاحب تدبیر
ایسی فکر کیا چاہیے کہ حمزہ مع فرزندان و عزیزان و رفقا مارا جائے تب میرے دلکو قرار آئے اُسنے عرض کی کہ باختری مشہور
کہ آدم خور ہیں اگر یہ لوگ یہاں آویں تو بلاشبہ مطلب حضور کا حاصل ہو یہ کہکر ایک نامہ ہرمز کیطرف سے گاؤلنگی بادشاہ خاور
کو شکایت حمزہ کا لکھا اور اسمیں مندرج کیا کہ یہاں تو ایسا ایسا اس عرب نے کیا ہے اس شہر کے سب آدمیوں کو شکنجے
میں لیا ہے مگر آپکے ملک کو بھی تاخت و تاراج کیا چاہتا ہے تمکو بھی اذیت دیا چاہتا ہے گاہ گاؤلنگی نامہ کے مضمون سے
آگاہ ہوا اپنے بیٹوں کی طرف دیکھکر کہا کہ کوئی جا کر حمزہ کو میرے پاس پکڑ لائے اس مقدمہ میں اپنی دلاوری دکھائے
ہرزبان زروہشت نام گاؤلنگی کا داماد اٹھ کھڑا ہوا اور زمین ادب چوم کر بولا کہ یہ کام میرا ہے گاؤلنگی نے
تیس ہزار شیر سوار ہمراہ کر کے روانہ کیا جب ہرزبان شہر بروج کے متصل پہونچا ہرمز استقبال کر کے اسکو اپنے لشکر
میں لے آیا اور خلعت فاخرہ پہنا کر شرط مہمانداری بجا لایا اور لشکر میں شادیانے بجنے کا حکم دیا اور سامان عیش و نشاط کا
مہیا کیا امیر نے عمرو سے پوچھا کہ آج لشکر کفار میں شادیانے کیسے بجتے ہیں یہ نقارے رعد کے مانند کیوں گرجتے ہیں
اُسنے دریافت کر کے عرض کی کہ بختیارک نے نامہ بمضمون استعانت ہرمز کیطرف سے گاؤلنگی بادشاہ زنگام کو بھیجا تھا
اُسنے ہرزبان زروہشت نامی اپنے داماد کو ہرمز کی مدد کیواسطے بھیجا ہے اُسکے آنیکی خوشی لشکر کفار میں ہو رہی ہے امیر تبسم کر کے
چپ ہو رہے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیا جب صبح کو لشکر کفار سے طبل جنگ کی آواز آئی سب بہادروں نے خبر پا
امیر نے بھی میدان میں جا کر اپنے لشکر کی صف آرائی کی ہرزبان نے ایک شیر سوار میدان میں بھیجا اُسنے لشکر عرب کی طرف

رخ کرکے آواز دی کہ جسکو روح قبض کروانی ہووے وہ خود ملک الموت کے سامنے آوے مرکرمین آکر بہادری دکھاوے امیر سے یارون نے کہا کہ گھوڑے ہمارے شیر کی بو سے بھڑکینگے کبھی شیر کی صورت نہین دیکھی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم پیادہ ہوکر شیر سوار سے لڑین یہی مناسب ہے کہ بے سواری اس نابکار سے لڑین امیر بولے کہ پیدل اور سوار کی لڑائی کیونکر بنیگی ہردم نے عرض کی کہ یا امیر آپ جانتے ہین کہ مین ہمیشہ پیادہ ہوکر لڑتا ہون مجکو حکم ہو کہ اس شیر سوار سے جاکر مقابلہ کرون پیادہ ہوکر لڑون امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا ہردم نے شیر سوار سے جاکر مقابلہ کیا اُسنے ہردم پر حملہ کیا ہردم نے اُسکے حربے کو اپنے گرزہ کی زنجیر سے لپٹا کر چھین لیا چالاکی کرکے اپنے قبضے مین کیا اور گرز گھما کر اُسنے اس زور سے ارا کر اُسکو شیر سمیت پست کر دیا عمرو بن اُمیہ دوڑ کے شیر کی گردن کاٹ لایا اس کام پر اُسنے قابو پایا اور گھوڑونکو اُسکی بو سنگھانے لگا امیر نے کہا کہ یہ مسخرگی کیا ہے اس حرکت سے کیا فائدہ ہے بولا کہ بو سنگھا کر گھوڑونکو وصیت کرتا ہون کہ پھر شیر کی بو سے نہ ڈرین جرأت کرکے مقابلہ کرین امیر ہنسنے لگے اُتنے مین دوسرا شیر سوار ہردم سے لڑکر پہلے شیر سوار کے پاس پہونچا اسیطرح سے ایک ایک کرکے چالیس شیر سوار ہردم نے شام تک جہنم واصل کئے اپنی شجاعت اور دلیری سے دوزخ مین داخل کیے شام کو دونون لشکرون نے طبل بازگشت بجایا ہر ایک لشکر اپنی اپنی جگہ پر آیا ہردم کو امیر نے گلے سے لگا کر بہت سی شاباشی دی سب کے سامنے بہت سی تعریف کی صبح پھر بدستور ہردم اور ایک شیر سوار سے مقابلہ ہوا وہ بھی ہردم کے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو کسی شیر سوار نے جرأت نہ کی ہرچند مرزبان نے حکم دیا لیکن کسی نے نہ سنا اور عذر کرنے لگے کہ جو اس پہلوان دیوانہ کے سامنے جاتا ہے وہ جیتا نہین پھرتا ہے بس ہمکو اپنی جان بھاری نہین ہے کہ اس پہلوان سے مقابلہ کرین اُسکے سامنے جاکر بموت مرین تب مرزبان خود کھسیانہ ہوکر ہردم کے سامنے آیا اور بقوت تمام ہردم پر حملہ کیا ہردم نے بدستور اول اُسکے حربے کو گرز کی زنجیر سے لپیٹ کر چاہا کہ حربہ مرزبان کا چھین لے مگر چھین نہ سکا بلکہ اُلٹے کھینچنے پڑگئے یعنی گرز ہردم کے ہاتھ سے چھوٹنے لگا بے اختیار امیر کو پکارا کہ جلد آئیے مجھ تک اپنے تئین پہونچائیے ورنہ گرز میرا میرے ہاتھ سے جاتا ہے حریف مجھپر قابو پاتا ہے امیر نے اشقر کی باگ لی اور متصل جاکر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ مرزبان فلک کو اس گمان سے دیکھنے لگا کہ شاید ہفت فلک ٹوٹکر زمین پر گر پڑے اور ہاتھ مرزبان کا سست ہو گیا بلکہ ہر عضو اُس جوان کا سست ہو گیا ہردم نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا مرزبان امیر کیطرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے جوان تو کون ہے کہ میرے شکار کو مجھسے چھڑا دیا یہ تو نے بڑا غضب کیا بھلا اب اُسکے بدلے تو ہی میرا صید ہے یہ کہکر امیر پر حربہ کیا اور بولا کہ اگر سد سکندری ہوتی تو اس ضرب سے بیٹھ جاتی اس کوتاہ قد کی کیا حقیقت تھی کہ تاب لاتا ہرگز میرے ہاتھ سے نجات نپاتا امیر نے فرمایا کہ اے مردک دو حربے اور بھی کر لے تب تجکو معلوم ہوگا کہ ضرب اسکو کہتے ہین بہادر لوگ پہلوانونکے حربے یون سہتے ہین مرزبان نے پے درپے دو حربے اور کیے امیر جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے جسجگہ پر اڑے تھے اڑے رہے بارے امیر کی باری آئی امیر نے گرز کھینچکر اس زور سے مرزبان پر مارا اور اس قوت سے اس پہلوان پر مارا کہ اکثر آدمی لشکر کفار کے

اسکی دھمک سے بھرے ہوگئے اور مرزبان کے ہر بن موسے عرق ٹپکنے لگا اسوقت مرزبان نے اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ
حمزہ بڑا زبردست ہی گویا کہ ایک فیل مست ہی اسکا زبردست ہونا معلوم اور اپنے واسطے اُسکے ہاتھ سے ضرر پہنچنا عجب
نہین ہی بس غیر کے واسطے اپنی جان شیرین دینا مطلق دانائی سے بعید ہی یہ سوچکر امیر کے سامنے سے گھوڑا اُٹھا کر
بھاگا اپنی جان بچاکر بھاگا امیر نے اپنے رکب کو اُسکے مرکب کے پیچھے تک لیجاکر اس زور سے گرز مارا کہ مرزبان کا بازو ٹوٹ
گیا حربہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک قدح بھرکر خون منھ سے نکل پڑا مرزبان اس ہیئت کذائی سے ہرمز کے پاس
گیا اور کہا کہ اے شاہزادے حمزہ مجھسے بہت زبردست ہی وہ شخص بڑا دلاور ہی مین اُس سے لڑ نہین سکتا اگر تمکو اُس سے
اپنی نجات منظور ہی تو قضا و قدر مین سرپال بن صلصال کے پاس جاکر پناہ لو اُس سے التجا کرو وہ البتہ حمزہ پر غالب
آویگا یقین ہی کہ وہ اسیر قابو پاویگا ہرمز نے پوچھا کہ قضا و قدر کہان ہی مرزبان نے کہا کہ باختر کے نزدیک ہی اور
وہانکا بادشاہ سرپال بن صلصال ہی بڑا زبردست پہلوان اور قد اُسکا ایکسو چالیس گز کا اور نہایت صاحب جاہ
جلال ہی اگر ارادہ آپکا ہو تو مین وہان آپکو پہونچا دون آپکا حال مفصل اُس سے کہون ہرمز نے لوگون سے شوری کیا سب نے
بالاتفاق کہا کہ جسمین حمزہ مارا جاے وہ کام کیجیے اس سے ضرور انتقام لیجیے سیاؤش مین بزرجمہر نے کہا کہ میری صلاح وہان
جانیکی نہین ہی اور اگر جائیگا تو پشیمان ہوجیےگا مین کہے دیتا ہون بہت حیران ہوجیےگا بختیارک بولا کہ ہان یہ تو کہا ہی چاہین
اپنے ہم مذہب کا اسکو پاس ہوتا ہی سیاؤش یہ سنکر چپکا ہو رہا دوسرے دن ہرمز نے وہانسے کوچ کیا سب فوجکو ساتھ چلنے کا
حکم دیا اور چند روز مین مسافت قطع کرکے قضا و قدر کی سرحد مین پہونچا مرزبان نے پہلے سے جاکر سرپال سے ہرمز کی تعریف
کی اُسکی پریشان حالی کی اطلاع دی سرپال ہرمز کو استقبال کرکے لیگیا شبکو جب کھانا کھانے بیٹھے ہرمز نے دیکھا کہ سچ مچ
سور کباب کیا ہوا سرپال کے روبرو رکھا ہی سرپال نے اپنے ہاتھ سے تھوڑا سا گوشت کا ٹکڑا ہرمز کو دیا ہرمز نے کچھ عذر کیا
مرزبان نے ہرمز کے کان مین کہا کہ اگر نہ کھائیگا تو سرپال بہت ناراض ہوگا ہرمز نے مجبوراً ایک نوالہ اپنے منھ مین لگالیا اُسدم
قے کی سرپال کو بہت ناگوار ہوا اور اپنے ہمنشینون کو حکم دیا کہ لات و منات نے یہ بکریان تمھارے لیے بھیجی ہین تم شوق سے ہرمز کے
لشکر مین جاکر نوش کرو وہ نرم غذا اُنکے طبیعت کو لذت دہ لوگ اُٹھکے ہرمز کے لشکر مین جاکر آدمیونکو پکڑ پکڑ کے کھانے لگے یہ آفت اُنکے
سر پر لانے لگے ہرمز بکمال خائف و عاجز ہوا اور ہزار ہزار لعنت بختیارک کی عقل پر کی بعد ازان سیاؤش سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
کہ اے خواجہ زادے نفس الامر مین اگر مین تمھارا کہنا مانتا تو یہ ذلت و خواری و انفعال نہ اُٹھاتا اپنے تمام لشکر کو اس
بلا مین نہ پھنساتا مگر اب کسیطرح یہانسے نکلنا چاہیے کوئی تدبیر یہانسے چلنے کی کیا چاہیے سیاؤش بولا کہ بغیر اعانت حمزہ
آپکا نکلنا یہانسے دشوار ہی بندہ اس امر مین مجبور و لاچار ہی ہرمز نے کہا کہ حمزہ کاہے کو بھلا میری مدد کریگا وہ تو مجھسے
ناراض ہی البتہ اگر آپ کہیےگا تو عذر نہ کریگا سیاؤش نے عرض کی کہ حمزہ ازبسکہ صاحب مروت ہی آپ جانتے ہین کہ بہ جملہ
ہمت ہی البتہ اگر آپ کہیےگا تو عذر نہ کریگا ہرمز نے کہا کہ اگر ایسا جانتے ہو تو تمھین میری طرف سے جاکر کہو میری خیر خواہی

اطلاعدو سیاوش نے امیر سے جاکر بہت کچھ ہرمز کی سفارش کی امیر نے فرمایا کہ ایک شرط سے مین اُسکی اعانت کرتا ہون کہ وہ بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام کا تابع فرمان ہو سیاوش نے ہرمز سے جو کچھ امیر نے کہا تھا بیان کیا ہرمز نصف شبکو امیر کے پاس گیا اور بہت سے زار و نالی کی شرح خستہ حالی کی امیر نے اُسکو کلمہ پڑھاکر بہ تشفی تمام تخت پر بٹھلایا اور کھانا منگاکر بالاتفاق نوش جان فرمایا ہرمز نے کہا کہ یا امیر مجکو مدائن بہجوا دیجیئے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجیے امیر نے فرمایا کہ تمکو اختیار ہے جہان جی چاہے وہان رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو مگر دین اسلام سے نپھرنا نہین تو پچتاؤگے بہت افسوس کھاؤگے یہ کہکر ہرمز کو رخصت کیا سرپال ہرمز کے بے رخصت چلے جانیسے بہت برہم ہوا اسبات کا اسکو بڑا غم ہوا اور اسیدم طبل جنگ بجواکر میدان مین آیا سب لشکر کو معرکے مین لایا امیر نے بھی اپنے لشکر کی صف بندی کی سرپال نے امیر کو دیکھکر خود ہی گھوڑیکی باگ لی اور میدان مین کھڑے ہوکر للکارا کہ ای بکریو جسکو ذبح ہونیکی اذیت منظور ہو وہ میرے سامنے آوے مین بے ذبح کیے اُسکو کچا چبا ڈالونگا ہڈی چمڑا سب کھا جاؤنگا شیر شاہ سرندیپ تاجدار ہندوستان ملک لندھور بن سعدان امیر سے رخصت لیکر سرپال کے سامنے گیا سرپال نے اسکو دراز قامت دیکھکر پوچھا کہ حمزہ تو ہی ہے لندھور نے کہا کہ میرا نام لندھور بن سعدان ہے میری بہادری سے واقف سارا جہان ہے سرپال نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے بہزار محنت و مشقت اُسکو رد کیا اُسکا صدمہ اپنے اوپر آنے نہ دیا سرپال بولا کہ معلوم ہوا تو بڑا مرد ہے لاکیا ضرب رکھتا ہے لندھور نے سرپال پر گرز چلایا اپنا زور دکھایا سرپال قہقہہ مارکے ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ ای لندھور تو اس قدقامت کا آدمی ہوکر ایسا کم قوت ہے معلوم ہوا کہ تیرا جسم بالکل بے طاقت ہے بارے دونونمین گرز چلنے لگے شام تک کوئی کسی سے مجروح نہوا لشکرونمے بعد غروب آفتاب کے لشکرگاہ مین جاکر استراحت کی اپنے اپنے مقام پر پہنچکر اقامت کی دوسرے دن پھر صف آرائی ہوئی قیماز خاوری نے سرپال کا جاکر مقابلہ کیا اور سرپال کے گرز کی ضرب کو رد کرکے سرپال کے مرکب کے چارون پاؤن تلوار مارکے قلم کیے اور گھوڑے پر سے کودکر سرپال سے لپٹا سرپال نے قیماز کو اٹھا کے زمین پر دے مارا امیر نے نعرہ کرکے قیماز کو سرپال سے چھڑایا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرپال دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکے امیر سے کہنے لگا کہ او کوتاہ قامت تونے میرے شکار کو کیون مجھسے چھڑایا تونے مجکو تماشہ دکھایا اب واجب ہوا کہ تجکو صید کرون ہرگز زندہ نچھوڑون جلد اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان [illegible] کی تاسف نہ کھاوے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب میرا نام ہے میری شوکت و جلالت سے واقف ہر خاص و عام ہے سرپال نے گرز امیر پر چلایا امیر نے ڈھال کے جھٹکے سے اُسکو رد کیا اور کہا کہ او کافر دو حربے اور کرلے پھر میری باری ہے سرپال نے دوسرا گرز امیر کو مارا امیر نے اُسکو بھی خالی دیا جب تیسرا گرز چلایا امیر نے ہاتھ [illegible] پکڑ لیا اور کمان کو گلے مین ڈالکر کھینچا سرپال زمین پر آرہا عمرو نے جھٹ کمند کے [illegible] منصور شادیانے بجاتے ہوے خیمے مین داخل ہوے فضل الٰہی سے سب طرح کا اطمینان حاصل ہوے اور سرپال [illegible] کہتا ہے وہ

بولا کہ سلک غلامی مین منسلک کیجیے اپنی تابعداری مین مجکو لیجیے امیر نے اُسکو مسلمان کرکے خلعت دیا اُسکو فرقۂ اسلام مین داخل کیا
اور طلائی کرسی لندھور کے زیر دست بچھوا کے بیٹھنے کو حکم کیا عمر و نے حلقۂ غلامی کا اُسکے کانمین ڈالدیا سرپال نے امیر کو اپنے شہر مین
لیجا کر جشن ترتیب دیا امیر نے بعد جشن کے فرمایا کہ اے سرپال تیرے ملک مین کچھ عجائبات ہون تو اُسکا تماشا مجکو دکھلاؤ اور رات
اس دیار کے میرے سامنے لا سرپال نے عرض کی کہ یہانسے تین منزل پر طلسمات جمشیدی واقع ہے چلیے اُسکی سیر کیجیے اُس طلسم
کے دیکھنے سے اپنی طبیعت کو سرور دیجیے امیر نے کہا کہ اگر تو نے اُس طلسم کو دیکھا ہو تو پہلے اُسکی کیفیت بیان کر کسکا بنایا
ہوا ہے اور کسنے بنوایا ہے سب اُسکی حقیقت بیان کر وہ بولا کہ جمشید نے قریب مرگ اپنے شہر کو رعایا سے خالی کرکے سوار پیادے
چوبدار جمعدار چوبی بنوا کر جا بجا قائم کیئے اور قبر مین کہ اپنے لیے اُسی جا بنوائی تھی جا کر سو رہا اس مکانمین تمام دنیا سے دل اُٹھا کر
سو رہا اور دوسرا تماشا یہ ہے کہ جنگل مین جادوے جمشیدیہ ہے کہ اُسکا دامنہ علم تمام ہے وہ بھی عجیب ایک مقام ہے اور بھی اس
بیابان مین ایک دیو سفید رہتا ہے کہ اُسکو ہر شخص ظالم مردار خوار کہتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ دیو میری دہشت سے کوہ قاف سے
بھاگا تھا معلوم ہوا کہ یہان آکر چھپا ہے جبسے یہین آکر رہا ہے امیر نے لشکر تو وہین چھوڑا اور آپ عمرو و سرپال سمیت
جادوے جمشیدیہ کیطرف روانہ ہوئے جب جمشیدیہ مین پہونچے ایک آواز مہیب امیر کے کانمین آئی کہ سب سننے والون نے
دہشت کھائی پوچھا کہ یہ آواز کسکی ہے سرپال نے کہا کہ یہ آواز طلسم کی ہے جب دروازے پر پہونچے امیر نے چاہا کہ اس طلسم کے
اندر جاوین اسکے عجائبات دیکھ پاوین دروازے پر جو سپاہی کھڑا تھا اُسنے امیر پر تلوار چلائی امیر کو دکر الگ ہوے سرپال
نے کہا کہ مین نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ اس شہر مین مطلق آدمی طلسم کے ہین اور اس گنبد پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے ایک
مرغ طلسم کا رہتا ہے جسکو دیکھتا ہے آواز دیتا ہے اگر اُسکو مار سکو تو تمام طلسم کا حال معلوم ہو جاے پھر تمپر کوئی صدمہ نہ آئے امیر نے
گنبد پر جو نگاہ کی تو واقع مین ایک جانور بخوش آوازی تمام بول رہا ہے امیر نے سوفار تیر کمانمین جوڑ کر ایسا نشانہ لگایا
خوب شست جوڑ کے ہدف بنایا کہ وہ مرغ مرکر گنبد سے نیچے آرہا اُسکا گرنا تھا اور طلسم کا ٹوٹنا تھا امیر دروازے کھولکر
اندر گئے جن آدمیون نے امیر پر حملہ کیا تھا اونکو مع سلاح زمین پر گرا پایا بجمیع الوجوہ اس طلسم پر قبضہ کیا امیر نے سرپال کے روبرو
خزانہ کی کوٹھریونکو جو کھولا تو اُنمین لکھو کھا سانپ و بچھو دیکھے امیر نے بدستور قفل کر دیا اُسکو بدستور بند کر دیا اور سرپال سے کہا کہ تمنے
جادوے جمشیدیہ کا دیکھا اب سفید دیو کو بتاؤ کہ کہان ہے اسکے رہنے کا کون مکان ہے سرپال نے امیر کو بیابان اخضر مین لیجا کے
ایک کنوئین کو دکھا کر کہا کہ اسمین دیو سفید رہتا ہے امیر نے سرپال سے فرمایا کہ اس کنوئین کے منھ پر جو پتھر ہے اُسکو تو ہٹا دے ذرا
زور لگا دے سرپال نے ہر چند زور کیا لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ سرکا امیر نے جو ٹھوکر ماری پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا سرپال سے
کہا کہ مین اسکے اندر اُترتا ہون تم اسی جگہ پر ہوشیاری تمام حاضر رہنا اور اشقر سے زبان حبشی مین کہا کہ خبردار یہانسے نہ ملنا اور کسی
دیو کو اس کنوئین کے اندر جانے نہ دینا پھر کچھ کسی آنے نہ دینا یہ کہکر کمند کے سہارے سے کنوئین مین اُترے ایک دروازہ دیکھا
اُسپر ایک تختہ سنگ کا لگا ہوا تھا اُس تختے کو جو ہٹایا یہ نظر آیا کہ سفید دیو خشمناک سر نیچے کیے ہوے متوحش تخت پر بیٹھا

ہوا ہوا اور جس دیو نے امیر کے آنیکی خبر پہونچائی تھی اور امیر کے اُس جگہ پہونچنے کی کیفیت سنائی تھی اُس سے پوچھا کہ تو نے زلازل قاف کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پہچانا ہے اُسنے کہا کہ زلازل قاف گھوڑے پر سوار تھے اور آدمی پیادہ ہمراہ تھے اور مین بخوبی زلازل قاف کو پہچانتا ہون اُنکو خوب جانتا ہون بولا کہ اس آدمی نے اٹھارہ برس قاف مین رہ کر تمام دیوان قاف کا کھوج کھویا لاکھون کو دریاے ہلاکت مین ڈبویا چنانچہ اُسی کی دہشت سے مین نے یہان آکر سکونت اختیار کی تھی سو بلاے آسمانی کیطرح سے یہان بھی نازل ہوا اس جرأت کو تو دیکھو کہ کنوین کے اندر داخل ہوا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی کے ایام آخر ہوے سب موت کے نشان ظاہر ہوے یہ کہتا ہی تھا کہ صاحبقران نے نعرہ کیا سفید دیو بولا کہ اے زلازل قاف مین تیرے خوف سے جلا وطن ہوا اور بیابان گوشے مین رہنا اختیار کیا سب عزیز و اقربا کو چھوڑ دیا تو نے یہان بھی میرا پیچھا کیا اس گوشۂ تنگ و تاریک مین گھیر لیا بہرحال مجھ سے بھی جہانتک ہو سکیگا قصور نکرونگا حتی الامکان بہت سی اذیت دونگا یہ کہکر سو من کا پتھر اُٹھا کے امیر کے سر پر مارا امیر حمزہ کے الگ ہوے پتھر زمین پر گرا پھر جو پتھر لینے کو زمین پر جھکا امیر نے پیچھے سے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سر سے کمر مین در آئی اور لوندھا ہو کر گرا بولا کہ ایک ہاتھ اور بھی لگاؤ اتنی مہربانی فرماؤ کہ جلد اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو جاؤن ان زخمون کی اذیت نہ اُٹھاؤن امیر نے فرمایا مین

پتھر اُٹھانے مین ایک ضرب شمشیر لگانا صاحبقران کا سفید دیو کو اور سر ٹپک کر مرنا اس کا



تیری قوم سے بخوبی واقف ہون جو تیرا مطلب ہے سو نہوگا سفید دیو مایوس ہو کے سر ٹپک کے مر گیا اور اپنی جان سے گذر گیا اور دیو جو اُسکے ساتھ تھے اکثر مارے گئے بعضون نے بھاگ کر اپنا راستہ لیا بعضے امان طلب ہوے امیر نے اُنکو مسلمان کر کے اپنا فرمانبردار بنایا اور فرمایا کہ تم قاف مین جا کر قریشیہ کے پاس حاضر ہو وہان جا کر اُسکی اطاعت کرو بعد ازان سفید دیو کا سر لیکر کنوین کے باہر آئے اور سریال کو دکھا کر شکار بند مین لٹکا دیا دیو دونکو اسطرح زیر کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کے وہانسے روانہ ہوے تھوڑی دور جا کے ایک مرغزار دیکھکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوے سب کھانے پینے سے موقوف ہوے

شہید ہونا رستم پیلتن کا اہرمن شیر گردان والی باختر کی جنگ مین اور مارا جانا قندز سرشبان ذالحجوتن کا اہرمن کے ہاتھ سے

راویان سخن سنج اسطرح قصہ پرداز ہین کہ رستم پیلتن نے دیکھا کہ امیر کو گئے ہوے عرصہ ہوا اُنکی اتبک کچھ خبر نہ پائی

ر انکی کیفیت سننے مین نہ آئی پس ہم بیان بیٹھکر کیا کرین اس سے بہتر یہ ہی کہ جمشیدیہ مین جاکر طلسمات کی سیر کرین سرپال
بیٹونکو رہبر کرکے قضا و قدر سے مع فوج روانہ ہوا چند روز کے عرصہ مین طلسمات جمشیدیہ مین پہونچا اُسکو لوٹا دیکھکر کہا کہ
لوم ہوا کہ امیر اُسکو توڑکر اور طرف گئے یہانکے سب دیونکا کام تمام کیا تب دوسرے ملک کا راستہ لیا مع فوج شہر کے
ر جاکر گنبد کا جو دروازہ توڑا تو ایک تخت پر جمشید کی لاش دیکھی وہانسے نکلکر خزانے کی کوٹھریان کھولین سانپ بچھوؤن کو
اور سرپال کے بیٹونسے کہا کہ باختر چلا چاہیئے وہانکی بھی سیر کیا چاہیئے اُنھون نے کہا کہ اہرمن شیر گردان نامے وہانکا
بشاہ ہی بڑا صاحب حشمت و جاہ ہی زور ایکسو پچیس گز کا قد و قامت ہی اور تمام فوج و رعایا اُسکی آدمخوار ہی وہ شہر گویا قہر
ورد گار ہی وہان جانا اچھا نہین ہی وہانسے کوئی زندہ پھرا نہین ہی رستم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی سرپال کا وہ ہمزور
ب تو اُسکا ایسا ور ور شور ہی اُنھون نے کہا کہ سرپال سے کہین زیادہ تر زور آور ہی وہ اُس سے ہزار درجے بڑھ کے
اور ہی جب وہ ہمارے ملک مین آتا ہی باپ ہمارا اُسکی دہشت سے پہاڑ پر بھاگ جاتا ہی رستم نے پوچھا کہ مرزبان دہشت
ن گیا وہ بولے کہ جسدن امیر نے سرپال کو سخر کیا اُسدن وہ بھاگ کر اہرمن شیر گردان کے پاس گیا وہین اُسنے
لیا رستم نے یاسون اور برادرون سے کہا کہ امیر تو سفید دیو کو مارنے گئے ہین اور یقیناً پھرتے وقت باختر کو جاوینگے وہ
تیلین اُس شہر مین بھی ضرور پہونچا دینگے اگر امیر کے آنے تک ہم جاکر اہرمن شیر گردان کو زیر کرین تو کیا نیکنامی حاصل ہو
انام بھی شجاعون مین داخل ہو سبھون نے کہا رضائے مولی از ہمہ اولی ہم تابعدار ہین جیسا حکم ملیگا ویسا کرینگے آپکی اطاعت
بھی نہ پھرینگے رستم نے اُسیدم کوچ کیا اور چند روز مین باختر کے متصل پہونچا مرزبان تو وہان موجود ہی تھا اُسنے
م کے پہونچنے کی خبر اہرمن شیر گردان کو دی اُسکو آنکے پہونچنے سے اطلاع کی وہ مردک سنکر ہنسا اور مرزبان
ہمراہ لیکر رستم کے لشکر کے قریب آکر للکارا کہ ای بکر بو جسکو آرزو گلا کٹوانے کی ہو وہ میرے سامنے آوے اس میدان مین
بنا گلا کٹواوے قند زمردشیان رستم سے رخصت لیکر اُس سے مقابل ہوا اور شہید ہوا آدمخوارون نے دوڑکر اُسکی
لی بوٹی تقسیم کرلی ہڈی پسلی سب نوش کی الجوش نے جاکر اہرمن شیر گردان کے شکم میں اس زور سے برچھی بھونک ماری
تک الجوش کا گھس گیا لیکن اُسکا کچھ ضرر نہوا اس صدمہ سے وہ ہرگز خبر نہوا اہرمن شیر گردان نے الجوش کو پکڑکے
ا کہ اُسکو بھی چبا ڈالے مگر وہ بہزار دقت اُس سے الگ ہوا اور حربے کرنے لگا آخر لڑتے لڑتے اسی آدمخوار نے الجوش
پکڑکے کچا چبا ڈالا رستم نے دیکھا کہ دو پہلوان نامی شہید ہوئے جھنجھلا کر گھوڑے کی باگ لی اُسکے مقابلہ کی جرأت کی
رمن شیر گردان نے گرز رستم کو مارا رستم نے اُسکو ڈھال سے رد کرکے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اگر اُسپر پڑتی تو وہ دو
ے ہو جاتا کہین نشان تک نظر نہ آتا مگر اُسنے خالی دی رستم نے گھوڑے پیسے کود کر اُسکے دونون بازو پکڑکے یہانتک زور دیا
کہ پر وہ شکم پھٹ گیا قاسم خاوری نے دیکھا کہ رستم سست ہو گیا ہی ایسا نہو کہ مارا جاے اُسکے ناریجانیے آدمیو
سے بھی دہشت کھائے گھوڑا کودا کر ایک نعرہ مارا اور اپنے باپکو پیچھے ہٹا کر آپ اُس سے لڑنے لگا رستم کو لشکر مین لیگئے اہرمن شیر گردان

نے قاسم سے پوچھا کہ وہ کون تھا اور تو کون ہے قاسم نے کہا کہ وہ میرا باپ تھا اور حمزہ کا بیٹا تھا اہرمن بولا کہ باوجود رہنے حمزہ کے اُسنے کیوں اپنی جان دی اُسکے باپ نے مدد کیون نہ کی قاسم بولا کہ امیر سفید دیو کے مارنیکو گئے ہین لشکر مین نہین ہین اہرمن بولا کہ حمزہ لشکر مین نہین ہے تو مین تم لڑکونکے ساتھ کیا لڑون مجھکو لازم نہین ہے کہ تمہارا مقابلہ کرون یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا وہ تو ادھر گیا قاسم مع سپاہ اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ رستم بجان بحق تسلیم ہوا اُسی صدمہ سے سوا عجیب طرح کا لشکر اسلام مین ماتم پڑا کہ جسکی تحریر سے جگر خامہ شق ہوتا ہے سننے والونکا کثرت غم سے رنگ فق ہوتا ہے القصہ رستم کو تجہیز و تکفین کرکے سب لوگ امیر کا انتظار کرنیلگے امیر جب شکار سے فارغ ہو کر جمشید کیو آگے لشکر کے اتر نیکی علامت دیکھکر عمرو سے فرمانیلگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رستم یہانتک آیا تھا بے شبہہ اُسنے اپنے تئین بیاخطر سے بچایا تھا جمشید یہ کوزیر زبر کرکے باختر کیطرف گیا خدا اُسکو چشم زخم روزگار سے بچاوے مجھکو اُسے صحیح و سالم دکھاوے کیونکہ میرا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ کہکر امیر باختر کیطرف روانہ ہوے جب قریب پہونچے یار و فرزند تھے سب سر برہنہ روتے ہوئے امیر کے قدمون پر گرے امیر رستم و قند زد الجوشن کی سنانی سُنکر مرکب سے زمین پر گر پڑے اور خاک پر لوٹنے لگے نہایت بیقرار ہوے بڑے غم و اندوہ مین گرفتار ہوے یارون نے دیکھا کہ امیر کا حال ابتر ہے بالاتفاق کہا کہ یا امیر اگرچہ قضا و قدر سے چارہ نہین ہے اللہ کے حکم مین دم مارنیکا یارا نہین ہے لیکن تمام یار و فرزند تمہارے رستم کے غم مین گرفتار ہین اور سب سے زیادہ تمہارا حال دگرگون ہے کہ دیکھنے والونکا جگر خون ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ چندے جنگل کیطرف چل کے سیر شکار سے غم غلط کیجیے اپنے دل بیقرار کو تسکین دیجیے آخر ہر طرح سے سمجھا کر امیر کو لوگ جنگل کیطرف لیگئے ناگہان مرزبان زردہشت اہرمن سے رخصت ہو کر شہر رخام کو جاتا تھا اثنائے راہ مین اُسنے سنا کہ حمزہ مع یاران و فرزند شکار مین مشغول ہے بیٹے کے رنج مین اُسکو بڑی زحمت اور سب طرف سے غفلت ہے یہی وقت فرصت ہے ایک جادوگر کو بلا کر ایک گھوڑا جادو کا مع زین و ساز مرصع تیار کروایا اور اُسکو صحرا مین ایک طرف کھڑا کر کے آپ کچھ لوگون سے کمینگاہ مین بیٹھا چونکہ انکی راہ بھی اُسی راہ مین تھی اتفاقاً سعد بن عمرو شکار کرتے کرتے اسطرف کو جا نکلا گھوڑے کو دیکھتے ہی جی چہل پڑا فوراً اپنے گھوڑے سے اُترکر اُسپر سوار ہو کر ایک چابک لگایا وہ گھوڑا ہوا سے ہوا ہوا ہر چند سعد نے اُسکی لگام کو کھینچا لیکن گھوڑا نہ تھما سعد نے تلوار نکالکر اُس گھوڑے کی گردن پر ماری گھوڑا اُس سعد سمیت زمین پر گر پڑا مرزبان نے دوڑکر سعد کو باندھ لیا اُسکو قید کیا اور رخام کیطرف روانہ ہوا جسوقت گاؤ لنگی کے پاس پہونچا سعد کو حاضر کرکے کہا کہ یہ پوتا حمزہ کا ہے اور لشکر اسلام کا بادشاہ ہے اُسکو زیر کرکے مین لایا ہون انصاف کیجیے کہ کیا بڑا کام کرکے آیا ہون سعد بولا کہ اے گاؤ لنگی یہ جو کہتا ہے کہ مین زیر کرکے لایا ہون اُسکو حکم دے کہ تیرے سامنے یہ مجھے لڑکے زیر کرے معلوم ہو جائیگا جب میرا اسکا مقابلہ ہو گا تب جھوٹ سچ مین عیان ہوگا گاؤ لنگی بولا کہ راست ہے مجھکو منظور ہے جو کچھ تیری درخواست ہے سعد کے بند کھلوا دیے سعد نے یہ سب حال جو اُسنے بیان کیا مرزبان نے گرز اُٹھا کر سعد پر مارا سعد نے خالی دیکر مرزبان کے دونون بازو پکڑ لیے اور نعرہ کرکے سر پر اُٹھا لیا گائی ہاتھو سر بلند کیا اور پیچ دیکر زمین پر پٹکا مرزبان نے چاہا کہ اُٹھے

ی نے کہ منصف مزاج تھا مرزبان کو گرز مار کے مار ڈالا بھیجا اُس نالائق کا اُسکے سر کے مغز سے نکالا اور سعد کو احسنت
ین کر کے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو مین تخت پر بٹھلایا اور کہا کہ ای فرزند یہ تیرا گھر ہی خاطر جمعی سے رہ مین تجکو رخصت کرتا
مواسطے رکھتا ہون کہ حمزہ تیرے واسطے یہان ضرور آوے گا تیرے دیکھنے کے لیے وہ یہان آئینگے شفقت ضرور
فرما دیگا اور مین مدت سے حمزہ کا مشتاق ہون پس تیرے سبب سے حمزہ سے ملاقات ہوگی بہت خوش ہونگا
ب مجھے اُس سے بات ہوگی سعد گاؤلنگی کی اُلفت و محبت دیکھکر بخوشی رہنے لگا اُسکے التفات کا شکر ہردم کرنے لگا
یع الزمان نے جو سعد کے گھوڑے کو خالی اور جادو کے گھوڑے کو مُردہ دیکھا حیران ہوا اس حال کو دیکھکر بہت پریشان ہوا
معد کہان گیا اودھر اودھر خوب سی تلاش کی مگر کہین ٹھکانا نہ لگا دست پاچہ ہو کر یارو نسے کہا کہ بڑا غضب ہوا سعد غائب
بلکو اُسکی تلاش ابھی واجب ہی امیر ہنوز رستم کے ماتم سے فارغ نہین ہوے ہین سعد کے گم ہونیکی جو خبر سن لینگے تو اور بھی
ل بیتاب ہون گے فرط غم و الم سے جگر اپنا خون کرینگے چلیے سعد کو تلاش کر کے لایا چاہیے اب اس بات مین دیر نہ لگایا چاہیے
بس چاہتا ہی کہ یہ بد ذاتی مرزبان کی ہی بے شبہہ یہ حرکت اُسی مردود جہان کی ہی خیر کیا مضائقہ ہی دیر آئے درست آئے اگر اللہ
ہے تو وہ میرے ہاتھ سے بڑی ذلت اور خفت اُٹھائے یہ کہکر سعد کی تلاش مین نکلا کئی دن کے بعد ایک شہر نظر آیا معلوم ہوا
یانکا حاکم طاؤس باختری داماد دوم گاؤلنگی ہی یارو نسے کہا کہ سعد کو یہان دریافت کرنا ضروری ہی شاید مرزبان
یہان لا کر رکھا ہو اسی شہر مین اُسکو چھپا کر رکھا ہو یہ سوچکر ایک نامہ طاؤس باختری کو لکھا کہ ای طاؤس باختری آگاہ ہو
سعد نامے میرے بھتیجے کو مرزبان فریب کر کے لے آیا ہی میرے گمان مین ہی کہ اُسکو یہان چھپایا ہی اگر تیرے پاس لا کر رکھا
و تو اُسکو میرے پاس بھیجدے اور مرزبان کو بھی باندھکر میرے یارو نکے حوالے کر نہین تو تیرے ملک کو بے چراغ کر دونگا
تجھکو بھی ذلیل کرونگا اور اس خرابی سے مارونگا کہ جیوا تو تجکو بھی افسوس ہوگا فقط ہردم بردعی نے جاکر طاؤس باختری کے
ہاتھ مین نامہ دیا اسکو اس کیفیت سے آگاہ کیا اُسنے پڑھکر پھاڑ ڈالا ہردم نے گرز گھماکر اس زور سے طاؤس باختری
کو مارا کہ تخت اسکا تختہ تابوت ہوگیا ہر شخص یہ ماجرا دیکھکر مبہوت ہوگیا کافرون نے ایک ہنگامہ برپا کیا اور ہردم کو چارون
طرف سے گھیر لیا ہردم نے گرز گھمانا اور کفار کو مارنا شروع کیا بدیع الزمان یہ خبر سُنکر یارون سمیت ہردم کی مدد کو دوڑے
اور کفارونکو طعمۂ نہنگ شمشیر کرنے لگے جب صدہا کافر مارا گیا بقیۃ السیف نے امان مانگی بدیع الزمان نے انکو امان دی
اور انکے حال پر مہربانی کی اور کفار کے سرونکو یکجا پر ڈھیر کر دیا اور سبکے اوپر طاؤس باختری کا سر رکھا اور وہانسے آگے کو چلے دو دن کے
بعد تیسرے شہر مین پہونچے وہان تیسرا داماد گاؤلنگی کا حکومت کرتا تھا گویا سلطنت کا دم بھرتا تھا اسکو بھی بدیع الزمان نے
بمضمون سابق خط لکھکر ہردم بردعی کے ہاتھ بھیجا اور وہ بھی بقصور بے عقلی ہردم کے ہاتھ سے مارا گیا اور بدیع الزمان نے جاکر
اس شہر کے سکنہ کو نذر بند کیا سبکو ریخ و آزار دیا اور بقیۃ السیف کو امان دیکر آگے کو روانہ ہوا چند روز مین شہر رخام مین پہونچا اور
نامہ بمضمون بالا گاؤلنگی کے نام لکھکر ہردم کے ہاتھ بھیجا اور زبانی پیام دیا کہ اگر میرے کہنے پر عمل نکریگا تو میرے ہاتھ سے بے موت مریگا

نے دیکھا کہ ایک ہی تخت پر گاؤ لنگی و سعد بیٹھے ہوئے ہین ہردم گاؤ لنگی کا قد و قامت دیکھکر متحیر ہوا کہ اس قد کا آدمی بھی
خدا نے پیدا کیا ہو کہ جسکے دیکھنے سے خوف آتا ہو دل دہشت کھاتا ہو گاؤ لنگی نے ہردم کو سعاد دیکھکر بکمال نرمی اخلاق کہا کہ
ہردم خوش آمدی بیا خانہ تست یہ کہکر بملائمت اس سے کہا کہ اگرچہ بدیع الزمان نے میرے دو داماد و نکوجارا ہو مگر مین
بپاس حمزہ انکے خونسے درگذرا باوجود قدرت کے اس سے انتقام نہ کیا ہردم اخلاق گاؤ لنگی کا دیکھکر بکمال خجل ہوا اپنے
دلمین بہت منفعل ہوا کہ اسکا یہ اخلاق اور نامہ کا وہ مضمون مگر مجبور نامہ بغیر دیے نہ بنتا تھا کہ نامہ بر ہو گیا تھا نامہ گاؤ لنگی کے
ہاتھ مین دیا اور پیام زبانی بھی ادا کیا گاؤ لنگی نامہ پڑھکر سعد سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای سعد مین نے تمھارے ساتھ
کیا برائی کی ایسی کیا اذیت دی کہ جسکے عوض مین تمھارے چچانے اسطرح کا نامہ لکھا ہو کہ اسکے پڑھنے سے مجھکو ملال ہوا عجب
طرحکا حال ہوا سعد نے کہا کہ وہ تو واقف نہین ہین کہ تمنے اس لطف و کرم سے مجھکو رکھا ہو اگر ایسا جانتے تو ہرگز ایسا
نہ لکھتے گاؤ لنگی بولا کہ البتہ یہ بات بھی سچ ہی ہردم کو خلعت دیکر کہا کہ اچھا تم جاؤ اور میری طرفسے بدیع الزمان کو بعد سلام
کے یہ پیغام سناؤ کہ فی الحقیقت سعد کو مرزبان دغا سے لایا تھا مکر و فریب سے قابو پایا تھا مین نے اسکو اس تصور پر جہنم
واصل کیا زمرۂ اہل دوزخ مین داخل کیا اور سعد کو تا آنے حمزہ کے اپنا مہمان کیا اور کہا آپ یہان آرام فرمایئے ہرگز نہ گھبرایئے کہ مجکو
حمزہ سے ضرورت داعی ہی پس تم بھی تا آنے حمزہ کے شیر شکار مین مصروف ہو رسد تمھارے واسطے پہونچا کریگی اور اگر مجھسے لڑنیکا قصد
کروگے تو انجام اسکا پشیمانی ہی تمھاری خرابی کی نشانی ہی بدیع الزمان نے پیام گاؤ لنگی کا سنکر کہا کہ نقارہ کوچ کا
بجایا جائے میدان مین پر فوج کا جمایا جائے مین ابھی کھڑے کھڑے سعد کو اس سے لونگا کوئی عذر اسکا نہ سنونگا ہرگاہ
بدیع الزمان مع فوج قلعہ کے متصل پہونچے گاؤ لنگی نے سعد سے کہا کہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان محض نادان ہی یہ
شخص بمنزلۂ حیوان ہی بہرحال تم قلعہ کے برج مین بیٹھکر تماشا دیکھو مین تنہا جاکر بدیع الزمان کو گوشمالی دے آتا ہون اسکے غرور کا
اسکو مزہ چکھاتا ہون یہ کہکر گاؤ لنگی زرگاؤ پر سوار ہوکے قلعہ سے نکلا تمام یاردن نے بدیع الزمان کو منع کیا کہ آپ گاؤ لنگی سے
نہ لڑین مگر بدیع الزمان نے نہ مانا گھوڑیکی باگ اٹھائی لندھور نے گھوڑیکی باگ پکڑ لیکے کہا کہ آخر ہم کس دن کیلیے ہین ہرچند بدیع الزمان
نے انکار کیا لیکن لندھور نے نہ مانا خود جاکر گاؤ لنگی سے مقابلہ کیا گاؤ لنگی نے پوچھا کہ ای جوان اپنا نام و نشان بتا کہ تو
کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اور تیرا کہان مقام ہی بولا کہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان گرد میرا نام ہی
ہر چند اٹھارہ ہزار جزیرے کا بادشاہ ہون لیکن امیر حمزہ کا غلام ہون انھین کی تابعداری سے مین ممدوح خاص و عام
ہون گاؤ لنگی بولا کہ آوازہ تیرا میرے کان تک پہونچا تھا اچھا لا کیا حربہ رکھتا ہی لندھور نے کہا کہ حمزہ کے دین و مذہب
مین پیشدستی منع ہی پہلے تو حربہ کر پیچھے مین سمجھ لونگا جو کچھ مجھسے بن آئیگا کرونگا یہ سنکر گاؤ لنگی نے ایک گرز بقوت
تمام لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بمشقت تمام اسکے گرز کو رد کیا اور اپنی جگہ پر قائم رہا گاؤ لنگی نے کہا کہ اب
تو وار کر لندھور نے کہا کہ ابھی دو حملے تو اور کر لے تو مین جواب دونگا گاؤ لنگی نے تعریف کر کے کہا کہ ای لندھور سچ ہے

اگر تو بڑا بہادر ہے نہیں تو آجتک کوئی میرا گرز کھا کر سامنے میرے قائم نہیں رہا اچھا تو جا کر اپنے خیمے میں آرام کر دوسرے پہلوان کو بھیج میرے مقابلے کیواسطے اور جوان کو بھیج لندھور نے کہا کہ میں بے پھرے تیرے خیمے کیطرف منہ نہیں پھیر سکتا گاؤلنگی نے قبول کیا اور میدان سے پھر گیا ملک لندھور اپنے خیمے میں آیا یہ حال سبکو سنایا ہر گاہ پھر گاؤلنگی میدان میں آکر للکارا مالک اشتر اس سے مقابل ہوا اور گرز کھا کر سست ہوا گاؤلنگی نے دوسرا پہلوان طلب کیا سر برہنہ تیغشی میدان میں آیا نہایت دلاوری سے گھوڑا کودایا گاؤلنگی نے کہا کہ ای پہلوان سپر سر کی پناہ کر میں گرز مارتا ہوں سر برہنہ تیغشی بولا کہ میں سر ہی پر گرز کو روکا کرتا ہوں ایسے حربوں سے نہیں ڈرتا ہوں تو حربہ کر گاؤلنگی نے گرز گھما کر جو مارا سینہ سر برہنہ تیغشی کا صندوق سر ہوگیا دلوانہ تیغشی نے جا کر مقابلہ کیا گاؤلنگی نے ضرب گرز سے اسکو بھی مع اسپ پست کیا اسکو بھی زیر دست کیا اور بیل پر سے اتر کر دونوں لاشیں لیجا کر بدیع الزمان کے سامنے رکھ کے بولا کہ ای شاہزادے تو نے یہ پہلوان قوی ہیکل عبث میرے ہاتھوں برباد کروائے مفت میں جان سے مروائے اور مجکو اپنے باپ سے شرمندہ کیا حقیقت میں بڑا رنج دیا بہر حال جو ہوا سو ہوا اب بھی لڑنے سے باز آ اور جنگ کا ارادہ ہرگز اپنے دل میں نہ لا اور اگر مجکو میرا قتل کرنا منظور ہے تو میں اسیواسطے تنہا آیا ہوں لے مجکو مار شوق سے میرا سر میری گردن سے اتار بدیع الزمان نے کہا کہ میں جلاد تو ہوں نہیں کہ بے بس لڑکے مارا کروں کیا نامرد ہوں جو ایسا کام کروں تو ہتھیار باندھکر میرے سامنے آ تا میں بھی جوہر تجھے معلوم ہوگا گاؤلنگی مجبور مسلح ہو کر اپنے بیل پر سوار ہوا اسکے مقابلے کو تیار ہوا اور شاہزادے کے سامنے آکر پھر عذر کرنے لگا کہ امیر کے غائبانہ کرنا اچھا نہیں ہے یہ حرکت تم کو ہرگز زیبا نہیں ہے حمزہ کے روبرو ارمان نکال لینا بدیع الزمان کب سنتا تھا اسکی وہ کیا حقیقت جانتا تھا آخر گاؤلنگی نے گرز بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے اسکو رد کیا اور کہا کہ دو حملے اور کرلے گاؤلنگی نے دو حملے اور کیے شاہزادے نے اسکو بھی رد کیا تب تو گاؤلنگی پر سر حساب ہو کر شاہزادے کی تعریف کرنے لگا اسکی جرأت اور دلاوری کی سب توصیف کرنے لگا اور کہا کہ دعوی جنگ کا غلط نہ تھا بدیع الزمان نے گرز اٹھا کر گاؤلنگی پر اس زور سے مارا کہ اسکے صدمہ سے گاؤلنگی کا بیل مر گیا اور ایکسے ہی ضرب میں بیل بیچارہ اپنی جان سے گذر گیا اور گاؤلنگی کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا شاہزادہ اپنے مرکب سے کود کر شام تک گاؤلنگی سے گرز بگرز تیغ بہ تیغ نیزہ بہ نیزہ لڑا کیا معرکہ قتال میں داد شجاعت دیا کیا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ مرزبان سعد کو دغا سے پکڑ لیگیا اور بدیع الزمان اسکے تعاقب میں تا رخام پہونچا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ میں تو جبتک اہرمن شیر گردان کی مہم سر نہ کرونگا تب تک یہاں سے نہ ٹلونگا لیکن تم جا کر میرے فرزندوں اور یاروں کی خبر لاؤ اپنے تئیں جلد پہونچاؤ عمرو بن امیہ ہوا کے مانند وہاں سے ہوا ہوا اور بہت جلد رخام میں پہونچا دیکھا کہ بدیع الزمان اور گاؤلنگی سے لڑائی ہو رہی ہے باخود با تیغ آزمائی ہو رہی ہے سرداران لشکر دوڑ کر عمرو سے بغلگیر ہوئے گاؤلنگی نے جو عمرو کو دیکھا ہاتھ لڑائی سے کھینچا اور عمرو سے باتیں کرنے لگا عمرو نے کہا کہ فضل الہی سے آپ تا قامت ہیں اس سے بات سوائی نہیں ہے آپکے پاس آکر بیٹھوں تو آپکے کلام سے محظوظ ہوں یہ کہکر ایک جست کر کے گاؤلنگی کے

ہاتھ پر جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ مین نے تیری جوانمردی کا شہرہ جب سے سنا تھا تب سے تیرے دیکھنے کا مشتاق تھا مجکو تیری
ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر بڑا تعجب ہی کہ تو امیر کے غائبانہ امیر کے فرزند سے لڑتا ہی اور امیر کے پہلوانونکو شہید کرتا ہی
گاؤ لنگی بولا کہ میرا اسمین کچھ قصور نہین ہی کوئی بات امیر کے خلاف کرون یہ ہرگز میرا مقدور نہین ہی جو کچھ کیا شاہزادے کے
اصرار نے کیا ورنہ مین نے کیا کیا عذر نہین کیا اور نہایت عجز کرتا رہا کہ میرے کلام کا تمام لشکر امیر کا گواہ ہی اب تم آئے ہو خدا کیلئے
شاہزادیکو منع کرو مجکو امیر سے خجالت نہووے کسی امر مین مجکو آنسے ندامت نہووے عمرو نے بدیع الزمان کو سمجھا کر رزمگاہ
سے پھیرا اور آپ گاؤ لنگی کے ساتھ قلعہ مین گیا ہر چند عمرو نے رخصت طلب کی مگر گاؤ لنگی نے نہ مانا اُس شب کو اپنے
یہان مہمان رکھکر کہا کہ مین آج تمہارا تماشا دیکھا چاہتا ہون مجھسے لوگون نے تمہاری تعریف زیادہ از حد بیان کی
ہی تمہارے صفات عجیبہ سے مجکو اطلاع دی ہی یہ کہکر کھانا منگوا کے مع سعد و عمرو نوشجان کیا اور شراب کباب
کھا پی کے کہا کہ اور تو تجھمین سب خوبیان ہین مگر ایک عیب ہی کہ تو ڈاڑھی منڈواتا ہی اپنے اس فعل قبیح سے مردونکے
سامنے نہین شرماتا ہی عمرو بولا کہ سات سو درم اپنی ڈاڑھی کا بھی خراج دلوائیے اس دیل حبب دا کے دینے مین ہرگز دیر نہ لگائیے
ورنہ یہ ڈاڑھی رددے مبارک پر نہ رہیگی تمکو خلقت میری طرح بے حمیت کہیگی گاؤ لنگی نے کہا تب ہی مین تجکو مرد جانونگا جب تو
میری ڈاڑھی مونڈیگا اور مین ہرگز تنذردہ نہونگا عمرو بولا کہ آپکی ڈاڑھی مونڈنا کچھ مشکل نہین ہی بہت اچھا آج مین اسکو
آپکی ڈاڑھی مونڈونگا خبردار رہیے گا اس بات سے بہت ہوشیار رہیے گا گاؤ لنگی ارکان دولت کو رخصت کرکے تنہا تخت
بیٹھکر شراب پینے لگا غرض یہ تھی کہ جاگ کر سحر کردیجئے کسیطرح سے غفلت نہ کیجیے ایسا نہو کہ عمرو غافل پاکر اپنے کہے پر عمل کرے
میری پیشانی پر داغ بدنامی دھرے عمرو کی چھپنے اُسنے دیکھا کہ گاؤ لنگی تنہا تخت پر بیٹھا ہی اور شراب پی رہا ہی تاج سر پر
رکھکر اُسکے قریب آیا اور باتونمین بہلایا پھر چند مثقال دارو بیہوشی صراحی مین ڈالدی دانشمندی سے ایسی چالاکی کی
گاؤ لنگی نے تین چار جام پیے تھے کہ بیہوش ہوکر تخت پر گر پڑا عمرو نے نصف ڈاڑھی مونڈ کر گاؤ لنگی کو ہوشمین لاکے دور سے سلام
کیا اور کہا کہ ذرا آئینہ دیکھیے گاؤ لنگی نے جو آئینہ دیکھا تو نصف ڈاڑھی منڈی پائی اُسکو بڑی خجالت آئی عمرو کی تعریف
کرکے بولا کہ حقیقت مین تو شاہ عیاران روزگار ہی فی الواقع تو بے مثل عیار ہی جیسا مین نے سنا تھا اُس سے زیادہ پایا
فن عیاری مین بے نظیر نظر آیا مگر اب کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ ڈاڑھی بدستور میرے منھ پر ہوجائے کوئی اس بات سے اطلاع
نپائے نہین تو ارکان دولت کے روبرو سخت مجکو خجالت ہوگی حد سے زیادہ ندامت ہوگی عمرو نے وہ نصف بھی مونڈ ڈالی
اور ڈاڑھی جعلی زنبیل سے نکال کے اُسکے چہرے پر لگادی مثل اصلی ڈاڑھی کے بنادی اور کہا کہ جبتک گرم پانی سے نہ
دھوئیے گا یہ ڈاڑھی قائم رہیگی مخلوقات اسکو ہرگز ڈاڑھی جعلی نہ کہیگی گاؤ لنگی نے جو آئینہ دیکھا تو واقعی ڈاڑھی بدستور چہرے پر موجود
ہی جب صبح ہوئی گاؤ لنگی نے سر دربار سات سو تمن خلعت پر اضافہ کرکے عمرو کو دیے اور رخصت کیا عمرو نے وہانسے آکر بدیع الزمان
کو تجویز سمجھا دیا کہ جبتک امیر نہ آوین یہان تشریف لا دین خبردار خبردار گاؤ لنگی سے نہ لڑنا اس خیال مین ہرگز نہ پڑنا یہ کہکر امیر کے

ی دن مین پہونچکر تمام کیفیت مفصل بیان کی یہانتکے حال سے اُنکو خبر دی امیر نے دیوانہ تلیشی سر بہ تیشی
ان دونونکا بڑا ماتم کیا صبحکو اہرمن شیر گردان کوس جنگ بجواکر میدان مین آیا بہت سے کلمے فخر کے زبان پر
آرائی کرکے اہرمن شیر گردان سے مقابل ہوے امیر پر اُسنے گرز چلایا امیر نے اُسکو خالی دیکر فرمایا کہ
بھلا کر اس زور سے گرز مارا کہ اشقر فریاد کرنیلگا الغرض تیسرا حملہ بھی جب کر چکا امیر نے پہلے ہی اُسکے
اہ عادم کا مہمان کیا اور خود اشقر پر سے کود کر اُسکے مقابل ہوے تھوڑی دیر تلک گرز چلا کہ جبلی حملے
بعدازان تلوار چلی پھر نیزہ بازی کرکے کمند کے پیچھے ایک نے دوسرے پر پھینکے لیکن کسی سے باندھا نہ گیا
دونون لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرے دوسرے دن بھی لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور کوئی کسی پر غالب نہوا
لی ہذا القیاس چوتھے دن امیر نے نعرہ کرکے اُسکو سر پر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور عمرو نے کہا کہ
رمن کو باندھ کر لیگیا اور امیر تلوار کھینچکر اُسکے لشکر مین گھسے جو مسلمان ہوا اُسکو امان ملی گویا از سر نو جان ملی
بدریغ کیے گئے یاردن نے عمرو سے کہا کہ امیر اہرمن کو بھی تہ مار نیگے تو رستم کے خون کا قصاص کر عمرو نے اُسکو
سکے کانونمین ڈالدیا اُسکے ساتھ یہ معاملہ کیا وہ مردک واصل جہنم ہوا اُسکے دلونسے دغدغہ کم ہوا امیر نے
کہ اہرمن کو میرے سامنے لاؤ اُسکو میرے پاس بلاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے خون رستم کا قصاص لیا گیا
دوسرے دن امیر نے فرمایا کہ آدم خورے جو قلعہ بند ہوے ہین اُنکو مع قلعہ سرنگ لگا کر اُڑا دو سبکو بر
مرو نے فی الفور سرنگ کھدوا بارود بچھا قلعہ کو اُڑا دیا امیر کے کہنے پر عمل کیا جتنے آدمخورے تھے سب
وے سب شخص بخوف خطر ہوا امیر نے اہرمن شیر گردان کی لڑائی فتح کرکے کوچ کیا چند روز مین بمقام
اؤ لنگی نے امیر کے آنیکی خبر سنکر سعد کو باسفاخرہ بھیجا کے باتحائف و سوغات امیر کے پاس بھیجدیا
بھی نقد و جنس دیکے بہت خوش کیا امیر نے سعد کو گلے سے لگایا اور گاؤ لنگی کے سلوکات سنکر بہت راضی
د گاؤ لنگی کوس حربی بجاکر میدان مین آیا معرکہ قتال مین اپنی فوج کا پرا جمایا امیر بھی مسلح ہوکر رزمگاہ مین گئے
لو کوتاہ قامت دیکھکر گمان دوسرے پہلوان کا کیا کہنے لگا کہ اے پہلوان مجھکو کام حمزہ سے ہے تجھسے سروکار
ایسے پہلوانونسے لڑنا میرا شعار نہین ہے تو جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ حمزہ
ب مین ہی ہون گاؤ لنگی بولا کہ یا امیر مین سمجھا تھا کہ تم مجھسے طویل القامت قوی ہیکل ہوگے تم تو سہی قد و قامت
ن گردنکش کو خستہ و مطیع اور قاف مین دیوان زبردست کو زیر دست کیا ہے اسی تن و توش پر بڑے بڑے دیو
نے فرمایا کہ اگر مین ضعیف الجثہ ہون تو کیا ہوا میرا یاور تو بہت بڑا توانا ہے جسکے سامنے آسمان و زمین کا وجود کچھ اصل
ن کیا حربہ کھلتا ہے لا میرے سامنے آکر ذرا اپنی جوانمردی دکھا گاؤ لنگی نے کہا کہ پہلے تم حربہ کرو مین تمھاری قوت کو
ی امیر بولے کہ ہم خداپرستونمین سبقت کرنیکا دستور نہین ہے حریف پر پیشدستی کرین یہ ہم کو منظور نہین ہے

گاؤ لنگی نے تواتر و توالی تین حربے امیر پر کیے امیر کے ہر بن مو سے عرق تو نکل آیا مگر مردانہ وار سامنے اُسکے قائم رہے پیچھے پاؤن نہ ہٹایا گاؤ لنگی کمال متعجب ہوا کہ اسقدر قوت ہو اللہ کی قدرت ہی بارے امیر نے گیارہ سو من کا گرز گاؤ لنگی پر اس زور سے لگایا کہ اُسکی دھمک سے گاؤ لنگی کی سواری کا بیل مرگیا اور اُسپر بھی صدمہ آیا گاؤ لنگی نے چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پکڑے امیر کود کر اُسکے سامنے ہوے گاؤ لنگی نے دو تلواریں امیر کو ماریں گرچہ چار انگل سپر امیر کی کٹ گئی مگر اُسکی بھی تلوار ٹوٹ گئی شمشیر اُسکے قبضے سے چھوٹ گئی گاؤ لنگی نے قبضہ پھینک کر امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے اُسکی دوال کمر تھامی شام تک باہم کدو کد رہا گاؤ لنگی نے کہا کہ یا امیر شب استراحت کے لیے ہوا سوقت آرام کیجیے اب مجکو مہلت دیجیے مجکو جو ہونی ہی سو ہوگی امیر نے فرمایا کہ بے تکلف کیجیے میں نہیں پھر نیکا دونوں کے مطبخ سے کھانا آیا باہم یکجا بیٹھکر کھانا کھایا اور چند شراب کے ساغر پیکر مشعلونکی روشنی میں پھر زور کرنے لگے راوی لکھتا ہی کہ اکیس شبانہ روز برابر امیر و گاؤ لنگی لڑے دونوں شخص خوب میدان میں اڑے کوئی فن سپاہگری کا ایسا نہ تھا کہ طرفین سے باقی رہگیا ہو آخر بائیسویں دن امیر نے گاؤ لنگی سے فرمایا کہ کوئی فن سپاہگری کا باقی نہیں رہا اب تم ہمارا لنگر اٹھاؤ اور ہم تمھارا جس جس کا لنگر اُٹھ جائے وہ حلقۂ اطاعت میں درآئے گاؤ لنگی نے بخوشی تمام قبول کیا اور ہنسکر امیر کو جواب دیا اور کہا کہ یا امیر اس شرط سے تم چوکے اور بڑی خطا کی جو یہ شرط درمیان میں لائے میں بڑے بڑے عظیم الشان درخت جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دیتا ہوں تنکے کی طرح جڑ سے اُکھیڑ لیتا ہوں آپکا لنگر مجھے اُن درختوں سے زیادہ نہیں ہی امیر نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی دیکھو تو کون لٹ اٹھاتا ہی گاؤ لنگی نے اسقدر زور کیا کہ انگلیاں پھٹکر خون نکل آیا اور ناک کان سے بھی خون جاری ہوا غش اُسکے اوپر طاری ہوا لیکن امیر کا لنگر اٹھا نہ سکا امیر اگر زمین میں دھنس گئے گاؤ لنگی سست ہوکر بولا کہ یا امیر مجھ میں جہانتک زور تھا کر چکا امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جا میں نعرہ کرتا ہوں وہ بولا کہ جتنا جی چاہے اُتنا شور و غل کیجیے خوب چلا کر زمین کو سر پر دھر لیجیے میں لڑکا تو ہوں نہیں کہ دہل جاؤنگا تمھاری آواز سے خوف کھاؤنگا امیر نے نعرہ اللہ اکبر جو کیا سولہ کوس تک دشت کانپ گیا اور گاؤ لنگی کو سر پر اٹھا کے چرخ دیکے پشت زمین پر رکھ دیا اُسکا سب دعویٰ باطل کردیا پھر عمرو سے فرمایا کہ اسکو باندھ لے اب اسکو ذرا مہلت تھی گاؤ لنگی بولا کہ ہم مجھے باندھنے کس واسطے ہو میں تو آپکے رشتۂ اطاعت میں بندھا ہوا ہوں امیر نے فرمایا کہ تو پھر اسلام قبول کر اُسنے اسیوقت جھٹ کلمہ پڑھا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور سبکو اُسکے مسلمان ہونیکا مژدہ سنایا اور خیمے میں لیجاکر تمام پہلوانوں سے ملوایا اور کھانا اپنے ساتھ کھلوایا گاؤ لنگی امیر کو مع یاروں کے اپنے شہر میں لیگیا اور چالیس دن امیر کو جشن میں مشغول رکھا

روانہ ہونا امیر کا باختر کی طرف اور قتل کرنا کاخ باختر نامے وہاں کے بادشاہ کو

راوی لکھتا ہی کہ بعد جشن کے امیر نے گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب یہاں سے آگے کون شہر ہی اُسنے کہا کہ کاخ باختر شہر ہی اور باختر اس شہر کا نام ہی بہت اچھا مقام ہی مگر کاخ باختر وہاں کا بادشاہ آدمی نہایت ایک ساحر مرد

ر پہلوانی مین ضرب المثل ہی جرأت اور بہادری مین بھی بے بدل ہی ہرگاہ وہ میرے شہر مین آتا ہی مین اُسکے خوف سے
ے بالے لیکر پہاڑ پر بھاگ جاتا ہون اُسکے ظلم سے اپنی جان بچاتا ہون کہ وہ مجھسے کہین زبردست ہی گویا وہ
ل فیل مست ہی اور علاوہ اسکے خود بھی جادوگر ہی اور رفیق بھی اُسکے جادوگر ہین اس فن مین بڑے ہنرور ہین امیر نے
ایا کہ مین جادوگرون اور آدمخوارون اور کافرونکا دشمن ہون ان سب فرقون کا غرور شکن ہون جبتک اُسکا قلع قمع نہ کرونگا
ہین مجکو نہ آویگا بے قتل کیے میرا دل تسکین نہ پائیگا بقول بزرجمہر فراش دین میرا لقب ہی یہ کہکر امیر نے گاؤلنگی سے فرمایا کہ جہا
را حافظ ہی مین رخصت ہوتا ہون گاؤلنگی نے عرض کی کہ یا امیر جیتے جی تو آپکے قدمونسے مین جدا نہین ہوتا مجکو
ب چھوڑے کہان جاتے ہین لیسا یخ مجکو کیون دکھاتے ہین امیر نے کہا اگر یہی مرضی ہی تو بسم اللہ میرے ساتھ ہو لو غرض مہاجر
ہنے دلسے دعوگا گاؤلنگی نے اپنے بڑے بیٹے کو کہ نام اُسکا یل گاؤلنگی تھا اپنا ولیعہد کیا اپنے سب کاروبار کا اُسکو اختیار دیا اور
وہ امیر کے ہمراہ ہوا چند عرصے مین باختر کی سرحد مین پہونچے اور چار کوس کے فاصلے پر اُترکے کاخ باختر کو نامہ لکھا کہ اے کاخ
ختر یہان حاضر ہوکر مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو نہین تو اس خرابی سے تجکو مارونگا ایسا ذلیل و خوار کرونگا کہ چرند و پرند تیر
ا حال پر نالہ و فریاد کرینگے جب عمرو بن اُمیہ نامہ لیکر گیا اور اُسکو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے خداپرست نے نامہ بھیجا ہی حکم کیا کہ نامہ لے آوے مجکو لاکر
دکھاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے کہو کہ اپنی عقل کے ناخن لیوے یہ نامہ کسی ایسے ویسے بدگہر کا نہین ہی کہ تیرے پاس بھیجدون اور
تو لیکر نہ آؤن کاخ باختر نے کہا اچھا حاضر ہونے دو اُسکو آنیکا حکم کیا عمرو نے بارگاہ مین جاکر کاخ باختر کے قد و قامت
دیکھکر خدا کی قدرت پر عش عش کیا اور نامہ کاخ باختر کے ہاتھ مین دیا اُسنے تھوڑا ہی سا پڑھا تھا کہ مارے غیظ کے منہ اُسکا تمتما
گیا حکم دیا کہ ہان اس نامہ برکو پکڑ لو اسکو جانے نہ دو عمرو نے ٹوپی چھپاتی کر سر پر رکھی اور سبکی نظرون سے غائب ہوا چلتے
وقت ایک دھول لگا کے کاخ باختر کے سر سے تاج اُتار کے زنبیل کے حوالہ کیا وہ تاج اپنی چالاکی سے لیا اور بآواز بلند کہا
مجبور ہون میرے آقا کا حکم نہین ہی نہین تو قرار واقعی تجکو سزا دیتا تجھسے خوب انتقام لیتا جتنے لوگ حاضر تھے
سبھون نے بالاتفاق کہا کہ ہمنے ایسا آدمی نہین دیکھا جیسا یہ نامہ بر تھا یہ فرشتہ تھا یا بشر تھا کاخ باختر بولا کہ
کل اس نامہ برکے آقا سے اسکا عوض لونگا دم لینے کی فرصت نہ دونگا عمرو نے آکر امیر سے تمام سرگذشت بیان کی اُس
حال سے انکو اطلاع دی رات تو امیر نے عبادت مین کاٹی جب صبح ہوئی اور کاخ باختر طبل جنگ بجواکر میدان مین آیا
اپنی فوج کو معرکہ مین لایا امیر بھی مسلح ہوکر رزمگاہ مین گئے کاخ باختر نے امیر سے کہا کہ اے ضعیف القوی مین نے تجکو
نہین بلایا ہی تو میرے سامنے کیون آیا ہی مین حمزہ کا طالب ہون تو کیون جان کے عوض جان دیتا ہی امیر نے فرمایا
کہ حمزہ میرا نام ہی بولا کہ تو نے اس ضعیف جثہ پر تمام عالم کو مسخر کیا ہی مگر تو جادوگر ہی امیر بولے کہ مین جادوگر اور جادو پر
لعنت کرتا ہون میرا خدا بہت قوی اور توانا ہی جو مجکو مظفر و منصور کرتا ہی میرے دشمنونکو مخذول و مقہور کرتا ہی
لا کیا حربہ رکھتا ہی اُسنے گرز گھماکر امیر کے اوپر چلایا امیر جہان کھڑے تھے وہانسے ہٹ کر کھڑے ہوئے گرز زمین پر گرا

گئی بگھہ زمین اُسکے صدمے سے دھنس گئی اور پانی نکل آیا سب دیکھنے والونکے دلونمین ہول سما گیا اُسنے دوسرا گرز مارا
امیر نے اُسکو بھی خالی دیا کچھ اُسکے حربے نے ضرر نہ کیا جب تیسرا گرز مارا امیر نے اُسکو ڈھال پر روکا اُسکے صدمے سے بازو
امیر زمین مین دھنس گئے کاخ باختر بولا کہ مارا اور پست کیا ایسے زبردست کو زیر دست کیا امیر نے گردن سے نکلکر فرمایا کہ
او حرامخور کسکو مارا اور پست کیا مین ابتک تیرا حریف موجود ہون یہ کہکر ایک ہاتھ حمائل کا مارکے اُسکو زمین پر گرا دیا ایک ہی
ضرب مین اُسکو ملک عدم مین پہونچا دیا کاخ باختر سر تسلیم کر گیا کاخ باختر کی فوج امیر پر آ گری تھی امیر نے دونون ہاتھون
سے تلوارین مارنی شروع کین جب قلیل سی فوج باقی رہ گئی بھاگ کر قلعہ بند ہوئی عمرو نے بموجب حکم امیر سرنگ
دوڑا کر قلعہ کو اڑا دیا دم بھر مین خاک سیاہ کیا جتنے آدمخوار تھے طعمۂ آتش فنا ہوئے راہی ملک بقا ہوئے بعد ازان
امیر وہانسے کوچ کرکے ارعاش کے شہر مین آئے وہانکی سیر کرکے ارعاش کے شہر مین تشریف لائے ارعاش امیر کے
آنیکی خبر سنکر قلعہ سے نکلا امیر نے دیکھا کہ ایکسو ستر گز کا قد دراز ہی قوی ہیکل ہی ہر گاہ اُسنے امیر پر گرز چلایا امیر کود کر
دوسری طرف جا کھڑے ہوے گرز اُسکا زمین پر گرا اتنا قطعہ زمین کا دھنس گیا اُسنے جھک کر چاہا کہ گرز اُٹھا دے پھر اسی گرز
کو اُٹھا کر امیر پر چلادے امیر نے بسم اللہ کرکے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ارعاش دو ٹکڑے ہو گیا فوراً جان سے گذر گیا فوج
اُسکی یہ سانحہ دیکھکر قلعہ بند ہوئی ہر طرح سے عاجز اور تنگ ہوئی عمرو عیار نے بارود سرنگ مین بچھا کر اس قلعہ کو بھی اڑا دیا
سب ملک و مال ارعاش کا برباد کیا جتنے آدمخوار تھے سب جہنم واصل ہوے بالکل دوزخ مین داخل ہوے

روانہ ہونا امیر کا نیستان کیطرف اور قتل کرنا نیستان سنگ انداز خونخوار وہان کے حاکم کو

راوی کہتا ہے کہ امیر نے بعد استیصال ارعاش گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب اسکے آگے کون شہر ہے اُسنے عرض کی کہ
نیستان ہے اور وہ بڑا ایک شہر عظیم الشان ہے اور وہانکے حاکم کا نام سنگ انداز خونخوار نیستانی ہے اور فوج بھی
اُسکی بہت جرار اور دلاور ہے اور قد اسکا ایکسو نوے گز کا ہے اور آنکھین اُسکی مشعل کے روشن ہین اور لشکر بھی اُسکے پاس
بیحساب ہے اور راہ ایسی تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہین سکتے ہین جانور وہان داخل نہین ہو سکتے ہین دو دو [illegible] زمین سے شعلے
آگ کے نکلتے ہین جسکی گرمی سے پہاڑ تک پگھلتے ہین امیر نے ان باتونکا خیال نہ کیا اور نیستان کیطرف روانہ ہوے
جب امیر اُس مقام پر پہونچے لشکر امیر کا تاب لا سکا وہ شدت اُٹھا سکا آگ کی گرمی سے [illegible] گئے [illegible]
مدد خواجہ خضر کی زمین پر ڈالی اور فرمایا کہ اسکے سرے کو پکڑ کے چلے آؤ امیر کے [illegible] راوی لکھتا ہے کہ تمام
سپاہ امیر کی مع حرب جل گئی ایک شتر ایک پہلوان اور تین سو سپاہی سمندر کو پکڑ کے [illegible] آتش سے پار ہو گئے
سب ہی ملک عدم ہو بارے بہزار خرابی امیر متصل شہر کے پہونچے نیستان سنگ انداز خونخوار [illegible] نکلا یا [illegible]
اُسکی خبر سنکر مع سپاہ شہر سے باہر آیا تمام لشکر مقابلہ کو آیا امیر نے دیکھا کہ ہر سپاہی کے گلے مین ایک توڑا پتھر [illegible]
ہوا بند ہوا امیر کو دیکھکر ایک سرے سے سب پتھر مارنے لگے امیر کے ہمراہ ہونین سے اکثر آدمی بچے باقی سب حریف کے

ہاتھونسے سنگسار ہوے امیر اس حال کو دیکھکر سخت مجبور وناچار ہوے امیر تلوار کھینچکر اسطرح سے اسکی فوج مین گھسے
جیسے شیر بکریونکے گلے مین گھستا ہی اور دونون ہاتھون سے تلوارین مارنے لگے سر انکے گردنونسے اتارنیلگے یہانتک خونخوا
ر مارےگئے کہ انکے خون سے ایک دریا بہنے لگا ہر شخص امیر کی تعریف زبان حال سے کہنے لگا آخر الامر فیستان سنگ انداز
خونخوار نے آکر امیر کے سر پر تلوار ماری امیر نے اسکو خالی دیا جب گرز اٹھانے لگا امیر نے جست کرکے ایک تلوار ایسی لگائی
کہ اسکے دونون پاؤن زانوؤنسے کٹ کر گر پڑے اور زمین مین در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ اور لگا کر اسکو جہنم واصل کیا اسکو
بھی مغین جہنمیون مین شامل کیا اور بقیۃ السیف جو قلعہ بند ہوے تھے انکو آگ لگا کر جلا دیا سب کو خاک کیا اور فرمایا
مین نے بزرجمہر سے سنا ہی کہ ستر یارون سمیت ظلمات سے باہر نکلونگا ان سب دشمنون کو زیر وزبر کرونگا اب کھتر آدمی میرے
ساتھ ہین دیکھا چاہیے کہ انمین سے کسکی قضا ہی کسکا نام صفحہ ہستی سے مٹتا ہی یہ کہکر بہت مغموم ہوے راوی کہتا ہی کہ
امیر نے گاؤ لنگی سے کہا کہ ای دوست لاکھ سوار پیدل میرے ساتھ تھے منجملہ انکے یہ کھتر آدمی بچے ہین باقی سب کام آئے
ہین مین نے انکے مرجانے سے بڑے رنج اٹھائے اب بتاؤ کہ آگے اسکے کون شہر ہی گاؤ لنگی نے کہا کہ یہانسے چند منزل آردبیل
ہی اور اسکے حاکم دو بھائی ہین آردبیل پیل دندان و مرزبان پیل دندان اور اسکے آگے زر دہشت جادو کا طلسمات ہی
وہانکی ہر شی عجائبات ہی امیر آردبیل کی طرف روانہ ہوے چند روز کے عرصہ مین منزل مقصود پر پہونچے آردبیل
پیل دندان و مرزبان پیل دندان کو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے پہلوان کسی ملک سے آیا ہی وہ قاتل کفار یہان بھی
تشریف لایا ہی دونون بھائی لشکر لیکر میدان مین آئے معرکہ جنگ مین پرے جمائے اور رجز خوانی کرنیلگے امیر مسلح ہوکر
انکے سامنے گئے آردبیل نے چھوٹتے ہی امیر پر حملہ کیا اور چاہا کہ دانتونسے امیر کو زخمی کرے امیر نے تلوار کھینچکر اسکی گردن پر
ماری سر اسکا بھٹا سا تن سے اڑ گیا مرزبان پیل دندان اپنے بھائی کو موا دیکھکر امیر پر دوڑا امیر نے اسکو بھی ایک ہی
وار مین ٹھنڈا کیا جہنم مین اسکو مقام دیا اور انکی فوج کو قتل کرکے وہانسے کوچ کیا کئی دنمین زر دہشت جادوگر کے طلسمات
مین پہونچے ایک چار دیواری بے در نظر آئی وہانکی عمارت نئے طرز کی بنائی اندر اسکے ایک گنبد تھا بلند کہ باہر سے دکھائی
دیتا تھا اور اس گنبد سے آواز رقص وسرود کی آتی تھی صدا گانے بجانیکی دور تک جاتی تھی امیر نے گاؤ لنگی سے فرمایا کہ اسکے
اندر کچھ آدمی معلوم ہوتے ہین کہ آواز گانے بجانیکی آتی ہی جس سے طبیعت بہت حظ اٹھاتی ہی گاؤ لنگی نے عرض کی کہ
یہان آدمی کا کیا ذکر ہی یہ طلسمات ہی اسمین سے اسیطرح آواز آیا کرتی ہی یہ نیرنگی طلسمات اسیطرح سے شعبدے دکھایا کرتی
ہی امیر نے فرمایا کہ ہم سب مین تم طویل القامت ہو دیکھو تو یہ معاملہ کیا ہی تحقیق کرو کہ یہ ماجرا کیا ہی گاؤ لنگی نے جو دیوار سے
جھانک کر دیکھا بے اختیار نعرہ مار کے کود پڑا امیر نے لندھور سے کہا کہ ذرا تم تو دیکھو گاؤ لنگی کس شی کو دیکھکر نعرہ مار کے
چار دیواری کے اندر کود پڑا لندھور نے جو جھانکا وہ بھی ہنستے ہنستے چار دیواری کے اندر کودا الغرض جو گیا وہ ہنستے ہنستے
کسی نے وہانکا حال کچھ نہ کہا عمرو اور امیر رکگئے ہرمز نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین منہ پر کپڑا لپیٹ کر جھانکون دیکھون کہ اسکے اندر کیا ہی کہ جو دیکھنے جا

بے اختیار ہوکر احاطہ کے اندر کود پڑتا ہی امیر نے کہا کہ اچھا دیکھو مگر بہت ہوشیار رہیو ایسا نہو کہ تم بھی یارونکے پاس ہو جاؤ اسی
طرح تم بھی اسی بلا مین پھنسو عمرو بولا کہ گمان ہی کوئی معشوقہ احاطہ کے اندر ہوگی یار لوگ اسکو دیکھکے کود پڑے ہین تو مجھ
عاشق تن نہین ہون کہ اُسپر شیفتہ ہوکر کود پڑونگا اُسکے حسن پر فریفتہ ہونگا یہ کہکر دیوار پر چڑھا اور بدستور یاران دیگر
قہقہہ مارکر کود پڑا امیر تنہا رہ گئے بے اختیار یارون کے لیے روئے اور مناجات کرنے لگے روتے روتے جی سے گذر نیلگے
اتفاقاً اسی عالم مین آنکھ لگ گئی دیکھتے کیا ہین کہ آسمان پر سے ایک تخت اُترا اور اُسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے ہین امیر سلام
کرکے رو نیلگے اُن بزرگ نے کہا اے فرزند روتا کیون ہی مرغ سفید جو گنبد پر بیٹھا ہو اُسکو تیر سے مار طلسم فتح ہوجائیگا تو اس
بلا سے نجات پائیگا یہ کہکر تخت تو آسمان کیطرف اُڑ گیا دفعتہً انکی نظر سے غائب ہوا اور امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا
تو واقعی گنبد پر ایک مرغ سفید بیٹھا ہوا ہی امیر نے جو اُسکو ہدف تیر کیا وہ مرغ زمین پر گرا طلسم ٹوٹ گیا یار لوگ
جو اُسکے اندر تھے خود رفتگی سے آپ مین آئے اُس بیہوشی سے افاقہ پائے اور امیر کے قدمون پر گر پڑے امیر نے سب کو
چھاتی سے لگایا سبکو پیار فرمایا اور خداے عزوجل کا شکر ادا کیا یارون سے جو سبب دینیکا اُس احاطے مین پوچھا سبھون نے
کہا کہ ایک ایسی پاکیزہ صورت دکھائی دیتی تھی کہ اسکو دیکھکر ہم سب بیخبر ہوجاتے تھے اور احاطے مین کود پڑتے تھے
امیر نے فرمایا کہ گنبد کے دروازے کو کھولو دیکھون تو کہ اُسکے اندر کیا ہی دریافت کرون کہ اصل معاملہ کیا ہی ہر چند سبھون نے زور کیا
مگر گنبد کا دروازہ نہ کھلا کسی کا کچھ قابو نہ چلا آخر امیر نے اُس دروازے کو توڑا اندر جا کر دیکھا کہ چھت مین ایک تابوت لٹکتا ہی
تابوت کو اُتارا تو دیکھا کہ زرد ہشت جادوگر کی لاش اُسمین رکھی ہی نہایت احتیاط سے رکھی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا ابھی
سویا ہی امیر نے فرمایا کہ تابوت مین اُسکے پاس کچھ بھی ہوگا بغور دیکھنا چاہیے اس مقدمے مین جو تامل کیا چاہیے عمرو نے جو
تلاش کیا تو ایک کتاب جادو کی ملی امیر نے اُسکو مع کتاب جلادیا نام و نشان اُسکا بالکل مٹادیا عمرو نے کئی ورق اُسکے نکال رکھے
کہ وہی جادو اب تک دنیا مین پھیلا ہوا ہی ہر شخص اُسی پر عمل کر رہا ہی القصہ جب امیر زرد ہشت جادوگر کی لاش کو مع کتاب
جلا چکے اُس طرف سے اطمینان کلی پا چکے طلسمات کے کنارے آئے اور یارون سے فرمایا کہ یہ مقام بہت خطرناک ہی ہمکو اسجگہ خوف
ہلاکت ہی سبکے سب یکبارگی نہ سوئو چوکی دینا ضرور ہی یہ کہکر پہلی چوکی عمرو معدیکرب کی دوسری چوکی ملک اشتر دیوی کی تیسری
چوکی ملک لندھور کی چوتھی چوکی اپنی امیر نے مقرر کی اسیطرح جاگنے اور ہوشیار رہنے کی اجازت دی عمرو معدیکرب
جب چوکی دینے بیٹھا ایک ہرن سامنے سے نظر آیا اُسنے اُسکو شکار کیا اور صاف کرکے گوشت اُسکا پکانے لگا جب گوشت
تیار ہوا ایک ضعیفہ پیدا ہوئی ایک بلا کی صورت ہویدا ہوئی معدیکرب پر دانت پیسنے لگی معدیکرب نے کہا کہ او بڑھیا
سچ کہ تو کون ہی یہان کیون آئی ہی تو نے اس سفر کی اذیت اُٹھائی اور مجھپر دانت کیون پیستی ہی نہین تو ابھی تجھکو قتل کرونگا اپنا
حال سچ سچ بتا نہین ابھی سزا دونگا تب وہ بعاجزی کہنے لگی کہ اے فرزند مین ایک سوداگر کی جورو ہون اُسکو تو شیر نے مارا مین
اس جنگل مین حیران پریشان پھرتی ہون بے یار و مددگار سراسیمہ سرگردان پھرتی ہون آج چار روز ہوے ہین کہ ایک دانہ اناج کا منھ نے

نہین دیکھا اگر تھوڑا سا گوشت مجکو دیدے تو مین کھا کر تیرے حق مین دعا کرون جان و دل سے تیری شکرگزار ہون عمر د
معدیکرب کو اسپر رحم آیا گوشت اسکے دینے کے لیے دیگچی سے نکالنے لگا اس بڑھیا نے کو ایسا طمانچہ معدیکرب کو مارا کہ وہ بیہوش
ہوکر گر پڑا بعد ایک ساعت کے ہوش آیا اس صدمے سے جب افاقہ پایا دیکھا کہ دیگچی خالی پڑی ہے اسیمین یہ رات گذری علی الصباح
مالک اشتر کو جگا کر سو رہا مالک اشتر نے خالی دیگچی دیکھکر کہا کہ اوخسک بزرگ تو نے گوشت پکا کر تنہا خوری کی مجکو شریک کیا
ہمکو ذرا بھی نہ دیا وہ بولا کہ مین بھوکا تھا اسلیئے مین نے کھا لیا اگر تجھکو بھی بھوک ہو تو شکار کرکے تو بھی پکا کر کھا بھوک کی تکلیف
ز اٹھا تھوڑی دیر کے بعد مالک اشتر کے سامنے بھی ایک ہرن آیا مالک اشتر نے شکار کرکے گوشت اسکا پکایا ہرگاہ وہ گوشت پ
چکا وہی بڑھیا پھر آئی اور زاری و زاری کرکے گوشت مانگنے لگی مالک اشتر نے بھی رحم کھا کر چاہا کہ گوشت اسکو دیگچی سے نکال کر دیو
بھوکے کو کھانا دیکر ثواب لیوے اس بڑھیا نے لپک کر طمانچہ مارا وہ تو بیہوش ہوکر گر پڑا بڑھیا گوشت کھا کر چلتی ہوئی ب
پکائے کھانیکا مزہ اٹھا کر چلتی ہوئی مالک اشتر ہوشیار ہوا مالک لندھور نے پھر بلوایا لندھور نے خالی دیگچی چولھے پر دیکھکر کہا
کہ کیون مالک اشتر تو نے گوشت پکایا اور آپ ہی آپ کھایا ہمکو ایک پارچہ بھی نہ دیا مالک نے کہا کہ یار گوشت تھوڑا تھا میرا ہی
پیٹ نہین بھرا مین تجکو کیا شریک کرتا شکار یہان کثرت سے ہے تو بھی شکار کرکے گوشت پکا کر کھا اس جنگل کے ہرن گوشت
بہت لذیذ رکھتے ہین تو بھی مزہ اٹھا لندھور نے بھی ایک ہرن شکار کرکے گوشت اسکا پکایا پھر اس بڑھیا نے آکر لندھور
کو طمانچہ مارکے بیہوش بنایا اور وہ گوشت نکالکر کھا گئی چلی گئی گوشت کھا لیا اور اسکو غافل بنا کر چلی گئی جب لندھور ک
ہوش آیا اور اسنے افاقہ پایا معدیکرب اور مالک اشتر نے کہا کہ ایسی ہی تنہا خوری ہمنے بھی کی تھی جیسی تمنے کی لندھور
بولا کہ تم اگر مجھسے کہدیتے تو مین کیون فریب کھاتا کوئی تدبیر عمل مین لاتا معدیکرب اور مالک بولے کہ جلو جو ہونی تھی سو
ہوئی اب چلکے سو رہو ہرگز زبان سے کچھ نہ کہو امیر کو جگا دو دیکھو تو امیر سے اور بڑھیا سے کیسی بنتی ہے لندھور نے کہا کہ ایسا
دغا کھانا گوارا نہین ہے انکا اذیت اٹھانا گوارا نہین ہے معدیکرب بولا کہ امیر کبھی دغا مین نہ آوینگے ہرگز فریب
نہ کھائینگے آپسمین یہ باتین کرکے امیر کو جگا دیا امیر نے بھی اپنی چوکی مین شکار کیا اور گوشت پکانے لگے بڑھیا کو تو مزہ پڑا ہوا
جسوقت گوشت پک چکا امیر کے روبرو بھی آکر وہی راگ گانے لگی وہی سخن بیان لائی لیکن امیر کو جو اسکے منہ سے گوشت ک
محسوس ہوئی دلمین سوچے کہ یہ طلسمات ہے خدا جانے کہ یہ بڑھیا کون بلا ہے بیشک یہ چڑیل ہے اس سے اپنے تئین بچانا لا
ایک ہاتھ مین تلوار لیکر دوسرے ہاتھ سے گوشت نکالنے لگے بڑھیا نے امیر کو بھی طمانچہ مارنیکا قصد کیا امیر نے ایک تلوار جو ما
سر اسکا تن سے جدا ہوکر زمین پر گرتے ہی ایکطرف کو دوڑا امیر نے اسکا تعاقب کیا دیکھا کہ وہ سر لوٹتے لوٹتے ایک کنوین مین
اتر گیا امیر اس کنوین پر کھڑے ہوگئے یار بھی امیر کے پاس پہونچے امیر نے فرمایا کہ مجکو کمند مین باندھکر کنوین کے اندر اتار دو
بن ہمہ بولا کہ اپنے ہوتے آپکو اسکو کنوین کے اندر اترنے دونگا میں اس کام مین تامل نکرونگا آپ کنوین کی جگت پر کھڑے رہئے
جا کر خبر لاتا ہون آپکے بدلے مین جاتا ہون یہ کہکر عمر کمند کے سہارے سے کنوین مین اتر گیا دیکھا کہ وہ سر سونیکے طباق مین ایک مشہ

چہاردہ سالہ کے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہ معشوقہ رو رو کر کہہ رہی ہے کہ مین نے منع کیا تھا کہ تو امیر کے نزدیک نہ جانا آخر تو نے میرا کہنا نہ مانا اور جان اپنی گنوائی مجکو بھی مصیبت دکھائی عمرو نے یہ سنکر بکمال چالاکی چار حلقہ کمند کے اوپر ڈالکے باندھ لیا جلد چالاکی کرکے اسیر کیا اور کنوئین سے نکلکر مع سر اُسکو امیر کے سامنے حاضر لایا اور جو کچھ اُس معشوقہ سے سُنا تھا وہ بھی بیان فرمایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ بڑھیا کون تھی وہ بولی کہ مین زردہشت کی بیٹی ہون اور یہ بڑھیا اُسکی مان تھی امیر نے پھر پوچھا کہ تو اکیلی ہے یا تیرے اور بھی کوئی ہے اُسنے کہا کہ دو بہنین میری اور بھی ہین وہ طلسمات مین مع لشکر رہتی ہین وہ بھی اُس بڑھیا کے مرنیکی خبر پاکر آوینگی اسکو مقتول دیکھکر بڑا رنج اُٹھاوینگی اور مقدور بھر عرصہ زندگی کا تمپر تنگ کرینگی تمسے ارادہ جنگ کرینگی امیر نے اُسکو عمرو کے حوالے کرکے فرمایا کہ اسکو حفاظت سے رکھو اور اس سے کسیطرح سے غافل نرہو وہ رات تو گذر گئی فجر کو جوق جوق لشکر جادوگرونکا اُسی کنوئین کے اندر سے نکلکر میدان مین اُترا اور اس لشکر کی سردار زردہشت کی دو بیٹیان تھین ایک کا نام گلرخ تھا اور دوسرے کو فرخ کہتے تھے اور انکی ایک دایہ جادوگری مین ضرب المثل تھی مضمون نے اُسی دایہ کو جادو کرنیکے واسطے حکم دیا اسکو جادو کرنے پر مستعد کیا ایکدن امیر نے اُسی لڑکی کو جو عمرو کی قید مین تھی طلب کرکے پوچھا کہ بہنین تیری مجھسے کیا لڑینگی میرے مقابلے مین کیا اڑینگی وہ بولی کہ آپسے لڑنیکی طاقت اُنھین کہان ہے مگر جادو البتہ کرینگی در بزور سحر بلاشبہ آپ پر قادر ہونگی اُسوقت اُنکی کارسازیان تمپر ظاہر ہونگی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم اس سے بجائے خود دریافت کرو اس سے اچھی طرح سے پوچھو کہ جادو کیا شے ہے اور کیونکر کرتے ہین عمرو اسکو اپنے مکان پر لے آیا اور ہر چند پھسلا چند لاکر پوچھا مگر اُسنے کچھ نہ بتایا آخرش عمرو نے تنگ ہوکر اسکو مار ڈالا مغز اُسکے سر سے نکالا اور امیر سے آکر کہا کہ مین نے ہر چند دم دلاسا دیکر اُس سے پوچھا لیکن اُسنے کچھ نہ بتایا اسکا حال مجھسے مطلق چھپایا تب مین نے ناچار ہوکر اُسے مار ڈالا امیر نے کہا کہ ناحق تو نے اسکو مارا شاید فقیر مین آکر بتا دیتی اسکی حقیقت سنا دیتی عمرو نے عرض کیا کہ یا امیر وہ بڑی خام پارہ تھی مین نے اُسکو کسیطرح نہین دم دیا مگر اُسنے نہ بتانا تھا نہ بتایا اسلیے مین نے اُسکو مار ڈالا کہ مبادا اُس سے بھی کوئی ضرر پہونچے باقی رہا حال کا دریافت کرنا مین بھی آپکو دریافت کیے دیتا ہون اُسکے ہمراہ ہونیسے اسبات کا سُراغ لیتا ہون یہ کہکر جادوگرونکی طرف روانہ ہوا اثنا راہ مین یکسوار جادوگرونکے لشکر کا ملا اُسنے چاہا کہ عمرو کو پکڑ لیوے کسیطرح کی اذیت دیوے عمرو کود کر اُسکے شانے پر چڑھ بیٹھا اور حلق کو اُسکے فشار دیکر مار ڈالا اور آپ اسکی صورت بنکر جادوگرونکے لشکر مین گیا کہ موقع پاکے اپنا مطلب حاصل کرے کسی خیمہ کے اندر اپنے کو داخل کرے جب رات ہوئی تب چوکی کے لوگونکے ساتھ فرخ کے پلنگ کی چوکی دینے کیواسطے گیا اتفاقاً ایک جادوگر نے فرخ سے آکر کہا مضطرب ہوکر جلد جاکر کہا کہ آج کئی دن ہوے مین نے دایہ حمزہ کے لشکر پر جادو کرنے گئی ہے مگر ابتک اُسکا کچھ اثر معلوم نہوا کہ وہ کیا ہوئی کس بلا مین مبتلا ہوئی فرخ بولی کہ کل شام تک جادو دیتا رہوگا دیکھوگے حمزہ کے لشکر مین کیسی تباہی پڑیگی کہ ایک آدمی نظر نہ آئیگا کوئی نجات نہ پائیگا عمرو نے صبحکو آکر امیر سے بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ اُسی کے لشکر پر اُسکا جادو الٹ جاتا اُسی پر آتا عمرو نے عرض کی کہ وہ مردار آپکے لشکر کے پیچھے سحر

تیار کر رہی ہو کل شام تک تیار ہو گا مین جاکر اُس قحبہ کو پکڑ لونگا اور اُسکا جادو اُسی کے لشکر پر الٹ دونگا بارے وہ دا
الغرض دوسرے دن عمرو عصر کیوقت جادوگرونکا لباس پہنکر ایک صراحی شراب بیہوشی آمیختہ کی لیکر دایہ کے پاس گیا اور
فرخ نے مجکو بھیجا ہی کہ تین دن سے تم کیا کرتی ہو ہنوز کچھ جادو کا اثر حمزہ کے لشکر پر نہین ہوا ان لوگونکا ذرا بھی ضرر نہ
اور یہ صراحی شراب کی آپکے واسطے بھیجی ہی وہ بولی کہ بعینہ جادو کا تیار ہو چکا ہی آفتاب جسدم غروب ہو گا اُسکا
تماشا دکھائی دیگا کہ حمزہ کے لشکر کا کیا حال ہوا اُنپر کیسی آفت پڑی اور ہر شخص کسطرح سے گرفتار وبال ہوا یہ کہکر
مُنھ سے لگا کے غٹ غٹ پی گئی بے تامل چھٹ پٹ پی گئی شراب کا نیچے حلق کے اُترنا تھا اور دایہ کا بیہوش ہو
عمرو بن اُمیہ نے اُسکو جیتا ایک گڑھے مین گاڑ دیا اُس قحبہ کو واصل جہنم کیا اور بعینہ و شیشہ لیکر امیر کے پاس آیا
کہ اسی بعینہ و شیشہ مین جادو بھرا ہی سو اب مین جاکر گلرخ و فرخ کے لشکر پر مارتا ہون اس جادو کو انھین پر اُتارتا ہون
امیر نے فرمایا کہ جلدی کرو اس کام کے کرنے مین دیر نہ لگاؤ عمرو نے جادوگرون کے لشکر مین جاکر پہلے تو بعینہ کا
لشکر پر چھوڑ کے تمام خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا دم بھر مین سبکو خاک سیاہ کیا بعد ازان شیشہ مین جو کچھ بھرا تھا اُسکو ا
اسقدر بارش ہوئی کہ تمام لشکر جادوگرونکا مع گلرخ و فرخ تہ آب ہوا سب اسباب لشکر اُنکا تباہ و خراب ہوا تمام
زندہ رہا چند روز امیر اُس نواح مین مشغول بہ سیر و شکار رہے ایک دن گاؤلنگی سے پوچھا کہ اب جو اور بلا باقی
بھی بتایا چاہیے کوئی تازہ خبر سنایا چاہیے وہ بولا کہ باختر سے ظلمات تک جتنا فتنہ و فساد تھا سب رفع ہوا
مین چلکر چندے استراحت فرمایئے میرے ساتھ تشریف لایئے وہانسے کوچ کر کے رخام مین آئے اُس شہر عالیمقا
آیئے گاؤلنگی نے بکمال تکلف امیر کیواسطے جشن مرتب کیا تیاری سامان دعوت کا کاربردازان کو حکم دیا بعد الفراغ
شکار کے لیے شہر سے نکلے کہ ناگہان ایک ہرن بدیع الزمان نے دیکھا چاہا کہ اُسکو صید کرین ہرن چوکڑیان بھرتا
چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اُسکے مارنیکے لیے بندوق کو سنبھالا تھوڑی دور جاکر ایک حوض مین ہرن
بدیع الزمان نے بھی اپنے گھوڑے کو اُس حوض مین ڈالا امیر بھی یارون سمیت اُسی حوض مین کود پڑے آنکھ کھولکر جو
میدان وسیع نظر آیا عجب طرحکا جنگل پایا ہر چند ادھر اُدھر بدیع الزمان کو تلاش کیا لیکن ٹھکانا نہ لگا امیر آبد
یارون سے فرمایا بہت بہت رنج و ملال سے یہ سخن اُنکو سنایا کہ ستر آدمی رہ گئے اکھترون بدیع الزمان تھے جو غائب
حیف ہی کہ تازہ سو راغ میرے کلیجے مین اور ہوا اس غم سے میرا برا طور ہوا یارونے بجائے خود امیر کو سمجھا کر کہا
تقدیر سے کوئی ستیزہ نہین کر سکتا ہی مشیت ایزدی کے دائرہ سے کوئی قدم باہر نہین دھر سکتا ہی سوا صبر کے ہم
اس زخم کاری کا علاج نہین ہی امیر نے سوائے صبر و شکر کے دم نہ مارا سوائے خاموشی کے چارہ نہ دیکھا بولنے کا

روانہ ہونا امیر کا مکہ معظمہ کیطرف اور شہید ہونا رکاب ظفر انتساب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مین اور

راویان سخن سنج اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب امیر کو کسی قدر صبر آیا اور اُنکے قلب نے اطمنا

اریایا گاؤلنگی نے کہا کہ آپنے فرمایا تھا کہ تجکو پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمبوس کراؤنگا انکا جمال مبارک
ضرور دکھاؤنگا پس اب مکے کیطرف تشریف لے چلیے امیر گاؤلنگی اور یاروں کو ہمراہ لیکر مکے کیطرف روانہ ہوے
قضا و قدر سے پہونچے سریال بن وبال استقبال کرکے امیر کو اپنے مکانپر لے گئے اور حق مہمانداری ادا کیا
کئی دن کے بعد سریال کے باپ نے رحلت کی امیر نے اسکی تجہیز و تکفین کرکے سریال کی تشفی کی اور تخت پر بٹھلا کے مکے کیطرف راہی ہوے چندروز مین مسافت طے کرکے مکے کے متصل پہونچے گاؤلنگی اور تمام یاران حمزہ جناب پیغمبر
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قدمبوس ہوکر مشرف باسلام ہوے سب مین نیکنام ہوے ایکدن جناب
پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مسجد مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مصر و روم و شام کے کفار جمع ہوکر بارادہ فساد آئے ہین لشکر کثیر اپنے ساتھ لائے ہین حضرت نے پہلے امیر حمزہ کو مع
دیگر اصحاب کوہ بوقبیس پر بھیجا بعد ازان خود تشریف لیگئے کفار نے صف آرائی کی امیر نے گاؤلنگی کو میدانکی رخصت دی
ایک کافر قوی ہیکل گاؤلنگی کے سامنے بہت سے کلمے غرور کے زبانپر لایا گاؤلنگی نے اسکو زمین سے اٹھاکر اسقدر جھٹکے
دیے کہ وہ بیجان ہوگیا نہایت عاجز و حیران ہوگیا جب زمین پر دیا مارا تو جو باقی جان تھی وہ بھی بدن سے نکل گئی
دوسرا کافر آیا اسکا بھی یہی حال ہوا اسیطرح سے چند کافر گاؤلنگی کے ہاتھ سے مارے گئے لشکر کفار کمال خائف ہوا کہ کوئی
گاؤلنگی کے سامنے نہ آیا سبکے دلمین خوف سمایا آخر شاہزادہ ہند نے کہ پور ہندی اسکا نام تھا گھوڑا اپنا میدان مین نکالا
اور گاؤلنگی کے مقابل آکر ایسا نیزہ سینہ پر مارا کہ گاؤلنگی کی پشت سے نکل گیا اور اسی ضرب سے گاؤلنگی جان بحق تسلیم
ہوا امیر اسکے واسطے بہت متاسف ہوے اور طیش کھاکر خود اسکے مقابل ہوے پور ہندی بولا کہ اے بوڑھے تو
کیون اپنی جان دینے آیا ہی یہ کیا خیال خام تیرے دلمین سمایا ہی یہان نوجوان کا تو حوصلہ مجھسے مقابل ہونیکا ہوتا
نہین ہی بہر حال نام اپنا بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جائے اس میدانسے کوئی تیری لاش بھی نہ اٹھا سکے امیر نے فرمایا کہ اے بیہودہ
نام میرا حمزہ بن عبد المطلب ہی وہ بولا کہ مین نے سنا تھا کہ حمزہ باختر کیطرف گیا ہی امیر نے فرمایا کہ سچ ہی وہانسے آئے ہوے
چندروز مجکو ہوے ہان لا کیا حربہ رکھتا ہی پور ہندی نے نیزہ امیر پر راست کیا امیر نے قبضہ پکڑ کے نیزہ چھین لیا اور اسکو عاجز
کیا اور وہی نیزہ اسکے جگر پر مارا کہ پشت سے نکل گیا اور پور ہندی گھوڑے سے گرکر مر گیا دفعۃً اپنی جان سے گذر گیا امیر
نعرہ کرکے اسکے لشکر پر گرے اور بہت سے کفار مارے ہزارون نابکار مارے کفارون نے امیر سے عاجز ہوکر راہ فرار کی
سبھون نے برابر پیٹھ دی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر کو لیکر مظفر و منصور مکے مین آئے اس فتح سے
خدا کا شکر بجا لائے راوی لکھتا ہی کہ پور ہندی کی مان اپنے بیٹے کی سنائی لشکر شاہان ہند و روم و شام و چین و حبش و
زنگبار و ترکستان کو مع فوج جرار لیکر مدائن مین آئی اپنے بیٹے کے انتقام کے لیئے بڑی فوج اپنے ساتھ لائی اور بہرزم
وان ... بہونچی جناب رسالتپناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے سنکر فرمایا حمزہ میرے چچا ان فوجونکے قلع قمع کرنیکے واسطے اکیلا کافی ہی چونکہ آنحضرت نے پہلے کلمہ انشاء اللہ تعالیٰ
زبان نہ کیا تھا جناب احدیت کو ناگوار ہوا جب آنحضرتؐ اصحابونکو لیکر کفار سے مقابل ہوئے ہرمز نے اپنے لشکر سے کہا کہ
ایک ایک کر کے ان عربونسے نہ لڑو بالاتفاق انپر گرداور ہاتھون ہاتھ مار لو والا انپر غالب ہو گے ہرمز کا لشکر ایک بار
اہل اسلام پر ٹوٹ پڑا لندھور و سعد بن عمرو بن حمزہ و معدیکرب وغیرہ جتنے یار امیر حمزہ کے تھے سب
شہید ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر کفار تیر برسانے لگے چارونطرفسے انپر تیر آنے لگے
کافر نے پتھر مار کے ایک دانت جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شہید کیا یہ خبر عمرو بن امیہ ضمری
امیر حمزہ کو دی اس مصیبت جانکاہ سے انکو خبر کی امیر مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے قتل کفار پر تیار ہوئے اور کفار کو
قتل کرتے ہوئے ہرمز تک پہونچے ہرمز امیر حمزہ کو دیکھکر تخت سے اتر بھاگا اور لشکر بھی اسکا مفرور ہوا کسیکو ٹھہرنیکا یارا
چار کوس تک امیر حمزہ نے انکا تعاقب کیا اور جابجا کشتونسے پشتے باندھ دیے ہزارون کافر انکی شمشیر آبدار سے قتل
ہرگاہ مظفر و منصور لشکر کیطرف پھرے اثناء راہ میں ہندہ مادر بو رہندی نے کہ کمینگاہ میں فوج لیے بیٹھی تھی پیچھے
ایک تلوار اشقر کے ایسی لگائی کہ چارون پانون اسکے قلم ہو گئے امیر حمزہ تو غافل تھے مرکب کے گرتے ہی زمین پر آر
اس خانہ خراب نے تلوار خون آشام زہر آلودہ امیر حمزہ کے سر مبارک پر ایسی لگائی کہ امیر کا سر تن سے جدا ہو گیا اور
پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالکر کھا گئی اور جسم مبارک کے ستر ٹکڑے کیے بعد ازان اسکا نشہ غفلت جو اترا متردد ہوئی کہ قر
دختر امیر حمزہ جب اپنے باپکی شہادت کی خبر سنے گی تو مع فوج دیوان جنات آکر مجھسے بدلا لیویگی یہ سوچکر جناب رسالتما
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پناہ لی اور حضرت جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بہت منت زا
کی اور اسلام قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میرے عم بزرگوار کی نعش مجکو دکھلا کہ وہ شیر خدا کہان ہی ہندہ نے حضر
ہمراہ لیکر نعش امیر کی دکھلائی اپنے ساتھ آنحضرت کو امیر حمزہ کی لاش پر لائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کے
ٹکڑے جمع کر کے ہر ٹکڑے پر جداگانہ نماز پڑھی اور اسوقت انگوٹھون کے بھل حضرت کھڑے تھے بعد دفن کرنیکے لوگون
انگوٹھے کے بھل کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا سبب پوچھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بلحاظ اسکے مینُ اسطرح سے کھڑا تھا کہ فرشتو
کثرت سے میدان مین جگہ نہ تھی اور ملائکہ نے ہر ٹکڑے پر ستر ستر مرتبہ نماز ادا کی امیر حمزہ کی اس مرتبہ بزرگی کی سبکو خوشخبری
الآخر حضرت جب امیر کو دفن کر کے پھرے ہندہ حضرت جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئی آنحضر
منھ اسکی طرفسے پھیر لیا اسکی طرف مطلق التفات نہ کیا اسیوقت وحی نازل ہوئی ای حبیب میرے حمزہ تو شہید ہوا
آسمان کیطرف تو نظر کر حضرت نے سر اٹھا کر دیکھا کہ امیر حمزہ تخت مرصع پر بہشت مین بیٹھے ہوئے ہین اور حور و غلمان دست
سامنے کھڑے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کر کے دوگانہ شکریہ ادا کیا کئی دن کے بعد قریشہ مع لشکر بیشمار آنحضرت
خدمت مین حاضر ہوئی قریشہ نے باپکے قاتل کو طلب کیا آنحضرتؐ نے مراتب امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کے دکھلا کر فرمایا کہ تو بھ

خوش ہوا اور سپاس خدا کا کرا کہ قریشیہ اگر تیر ارباب شہید نہوتا تو یہ مرتبہ بپاتا اللہ تعالی اسکو ایسے درجے پر کیونکر پہونچاتا
اب تو انتقام سے باز آ میر کہنا بجا لا راوی لکھتا ہی کہ اسیوقت سورۂ جن نازل ہوئی قریشیہ کو تسکین قلب حاصل ہوئی
بے قریشیہ بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقام سے باز آئی پھر حرف قصاص کا زبان پر نہ لائی اور رخصت ہوکر
اپنے ملک کو روانہ ہوئی ایک قول تو یہ ہی کہ آنحضرت نے جو کلمہ بے انشاء اللہ تعالی کے فرمایا تھا کہ اس فوج کے قلع قمع کرنے
کے واسطے میرا چچا اکیلا کافی ہی لاکھوں کفار کے قتل کے لیے یہ جوان تنہا کافی ہو جناب باری تعالی کو یہ کلمہ ناپسند
ہوا اسی سبب سے امیر حمزہ کے جسم مبارک کے ستر ٹکڑے ہوے اور آنحضرت کا دندان مبارک شہید ہوا اور دوسری
روایت یہ ہو کہ ایک شبکو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے پیراہن مین پیوند لگا رہی تھین اپنے پھٹے ہوے کپڑونکو
درست بنا رہی تھین کہ آنحضرت وارد ہوے اور اتفاقاً چراغ گل ہوگیا اور سوئی کے ناکے سے تاگا نکل گیا ام المومنین
کمال تردد ہوا حضرتؐ نے تبسم کیا دانتونکی روشنی مین حضرت عائشہؓ نے تاگا سوئی مین پرویا حضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھا تمنے
دانت میرے ایسے روشن ہین جنکی روشنی مین تمنے تاگا سوئی مین پرولیا میرے دانت نے کام شمع کا کیا یہ بات جناب
باری کو پسند نہ آئی اور اس سے دانت آنحضرتؐ کے شہید ہوے اور اسی لڑائی مین حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے
بازو مین پیکان ٹوٹ کر رہ گیا ہر چند جراح نے چاہا کہ پیکان کو زخم سے نکالے مگر نکال نہ سکا ہرگاہ حضرت نماز کے سجدۂ آخر
مین گئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت علیؑ کے بازو سے پیکان نکال لو کہ انکے جسم کو
اذیت نہو چند پہلوانون نے اس پیکان کو زنبور سے پکڑکے نکالا اور آنحضرت کو مطلق خبر نہ ہوئی جب نماز سے فارغ ہوے
خود دیکھکر پوچھا کہ یہ لہو کیسا ہی یہ پیکان میرے زخم سے کسوقت نکالا ہوا اصحابون نے حقیقت حال عرض کرکے
پوچھا کہ یا حضرت آپکو کیا خبر نہین ہوا آپ نے فرمایا کہ لا واللہ لا یعنی قسم خدا کی کہ ہرگز مجکو معلوم نہین ہوا کہ پیکان کسوقت
نکال گیا خداوندا بحق شہادت دندان مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتبصدق زخم بازوئے مبارک نماز
ونیاز علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس مترجم ومحرر کی عاقبت بخیر کر اور دنیا مین کسی کا محتاج نہ کرکے
اپنے خزانۂ غیب سے حسب دلخواہ سرفراز کر اور راست و دروغ اس قصہ کا راویان موجد سے متعلق کرے

خاتمۃ الطبع

قدرت صانع بیہمال قابل سپاس لاکلام ہی اور سب سے زیادہ ثنا بے منتہا کا یہ مقام ہی کہ فصحا اور بلغا کو قوت
تصنیف عطا کر کے طریقہ تالیف سیر و تاریخ بنا دیا داستان گوئی و ایجاد قصص کا ملکہ دیا اگر نظر غور سے دیکھا جائے
تو افکار اور پریشانی مٹانے کا کوئی طریقہ ملاحظۂ تاریخ و معائنۂ قصص سے بہتر پیدا نہین حالت رنج و غم مین کوئی
مونس اور رفیق ایسا نہو اگرچہ ہر داستان کو یہی مرتبہ حاصل ہی مگر خاصتہً داستان نادر بیان امیر حمزہ کا رتبہ

ن امیر حمزہ

ب داستان مین اعلی و کامل ہی اسکے مولف نے عجب سحرکاری فرمائی ہی نہین معلوم اسقدر دل آویز دلچسپ حکایتون
نچی کہان سے اسکے ہاتھ آئی ہی کہ ہر شخص اسکا دل و جان سے خریدار ہی مشرق سے مغرب تک اسکی سوداگری
گرم بازار ہی جو بصرف توجہ و زر کثیر جناب معلی القاب مجسم فیض و نوال مظہر جود و افضال عالی ہمت والا رتبت
جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم بمعاوضۂ عطیۂ گرانبہا سر دفتر فصحاے
عصر مولوی حافظ سید عبد اللہ صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے آراستہ فرماکر اور تعقید عبارت رفع کر کے
اس قصہ کی عبارت کو اردوی معلی بنا دیا اُسی زمانہ مین غایت اہتمام سے یہ کتاب اسی مطبع مین حلل انطباع
سے آراستہ ہوئی اسکی بھی خریداری کی اسقدر نوبت پہونچی کہ تھوڑی مدت مین ایک جلد بھی نظر نہ پڑی بعدہ
بار چہارم صاحب فہم و ذکا ماہر زبان روزمرہ اردوے معلے مولوی سید تصدق حسین صاحب مرحوم مصحح
مطبع نے بتعمق نظر نظر ثانی فرماکر طرز مناسب پر عبارت قصہ کو آراستہ کیا فی الحال یہ کتاب حسن صحت و صفائی
مناسبت سے بار ہفتم مطبع نامی و گرامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین حسب ایماے جناب منشی بشن نراین
صاحب مالک مطبع موصوف ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۷ھ ہجری مین بہزار
ترتیب و تزیین حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر کحل البصر دیدۂ ارباب انتظار ہوئی مشتاق سراپا انتظار
اس بحر گوہر بار کی خریداری فرمائین اور اس کے مضامین دل آویز اور حسن ترکیبات فقرات سے لطف اٹھائین
اور قند مکرر کا ذائقہ پائین فقط

اعلان

تہذیب و ترتیب اسکی عبارات و محاورات کی بصرف زر خطیر مطبع ہوئی اور جناب مولوی حافظ سید محمد عبد ال
صاحب بلگرامی نے بہ دماغ سوزی بایماے جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحو
مالک مطبع گوارا فرمائی ہی اور بعد ازان بار چہارم مین ماہر زبان مولوی سید تصدق حسین
صاحب رضوی مصحح مطبع نے کمال سعی و عرق ریزی کے ساتھ آخرین نظر سے اسکو زیا
آراستہ کیا ہی پس اول یہ داستان امیر حمزہ اردو نثر سابق ماہ جون سنہ ۱۸۸۷ء مین طبع ہوئی ا
بتاریخ ۲۵۔ اگست سنہ ۱۸۸۷ء بہ نمبر ۵ و ۶ رجسٹری ہوئی ہی لہذا حق تالیف اس کتاب کا بحق [illegible]
پریس محفوظ و محدود ہی کوئی صاحب بغیر اجازت تحریری مالک مطبع کے قصد طبع کا نہ فرمائین۔

اعلان

داستان امیر حمزہ جو چہار دفتر ہے یہ مشہور [illegible] کتاب [illegible]
جسکو [illegible] مطبع [illegible] زبان اردو میں [illegible]
ترجمہ فرمایا تھا [illegible] مولوی سید تصدق حسین [illegible]
[illegible] واقعات [illegible]
[illegible]
[illegible] طبع ہوئی ہے [illegible]
[illegible]
حق تصنیف و تالیف اس کتاب کا [illegible]
قصد فرمائینگے [illegible]

الراقم [illegible]